فیضان

شرح اویس قرنی رضی اللہ عنہ

المعروف

ملفوظاتِ اویس قرنی



تالیف ابو احمد غلام حسن اویسی قادری

مدرسہ فیض اویسیہ 11 کے بی پاکپتن شریف

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ

فیضانِ شرح اویس قرنی رضی اللہ عنہ

المعروف

ملفوظاتِ اویس قرنی رضی اللہ عنہ

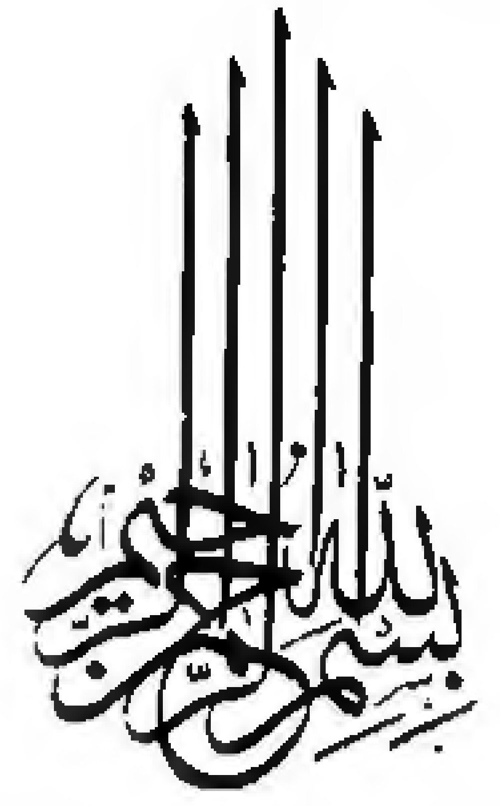
تالیف

ابواحمد غلام حسن اویسی قادری

مدرسہ فیضِ اویسیہ 11۔کے بی (پاک پتن شریف)

مشتاق بک کارنر

الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور



اللہ کے نام شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

نام کتاب	...... ❀	**فیضان شرح اویس قرنی** رضی اللہ عنہ (ملفوظاتِ اویس قرنی رضی اللہ عنہ)
تالیف	...... ❀	ابو احمد غلام حسن اویسی قادری
ناشر	...... ❀	مشتاق احمد
اہتمام	...... ❀	سلمان منیر
پروف ریڈنگ	...... ❀	محمد ارشد ایم۔اے، ایم ایڈ (ماڑی ہزارہ) ٹیچر ہاماں رتھ الطاف حسین ایم۔اے، ایم ایڈ (سالم رتھ) ٹیچر ہاماں رتھ محمد رفیق (پاک پتن شریف) حافظ محمد ارشد چشتی
ٹائٹل ڈیزائن	...... ❀	عاطف بٹ
کمپوزنگ	...... ❀	**گُل گرافکس**
پرنٹرز	...... ❀	آر۔آر۔پرنٹرز، لاہور
قیمت	...... ❀	روپے

استدعاء

ادارہ مشتاق بُک کارنر کا مقصد ایسی کتب کی اشاعت کرنا ہے جو تحقیق کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کی ہوں۔ اس ادارے کے تحت جو کتب شائع ہوں گی اس کا مقصد کسی کی دل آزاری یا کسی کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ اشاعتی دنیا میں ایک نئی جدت پیدا کرنا ہے۔ جب کوئی مصنف یا مترجم کتاب لکھتا ہے تو اس میں اس کی اپنی تحقیق اور اپنے خیالات شامل ہوتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ اور ہمارا ادارہ مصنف کے خیالات اور تحقیق سے متفق ہوں۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرمادیں۔ انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کیا جائے گا۔ (ناشر)

فہرست

☆☆☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ؕ

ترجمہ سورۃ فاتحہ شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ابتدا ہر کام کی کرتے ہیں بسم اللہ سے — خیر کے طالب ہیں رحمان و رحیم سے
حمد زیبا ہے خدا کو ہے وہ رب العالمین — اور کوئی برتر نہیں عالم میں اس ذی جاہ سے
ہے وہ رحمٰن و رحیم اور مالک روزِ جزا — پاس ہے امر و نہی کا ڈرتے ہیں اللہ سے
ہے وہی معبود کرتے ہیں اس کی بندگی — طالب امداد بھی ہیں ہم اسی اللہ سے
ہے دُعا اس سے دکھائے وہ صراط مستقیم — راہ ایسی نعمتیں حق کی ہوئیں جس راہ سے

جس طریقے سے ہوئیں اقوام مقہور خدا
دے پناہ اس راہ سے اور جادۂ گمراہ سے

(کلیاتِ سخن ڈبائیوی ص 113، تجلیات از حضرت صوفی محمد ظفر شاہ رحمۃ اللہ علیہ پاک پتن شریف)

ہدیہ تشکر

صاحبزادگان محمد احمد اویسی، محمد احمد رضا اویسی اور محمد فیض احمد اویسی اور کشتۂ عشق حبیب کبریا، عزت مآب جناب محترم نوازش قاضی صاحب (لاہور) نے الفقیر ابواحمد اویسی کو پُرسکون ماحول اور فرصت کے لمحات مہیا کرنے میں خصوصی طور پر محنت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو دینی خدمات سرانجام دینے کی طرف خصوصاً راغب کرے اور دنیا و آخرت میں ہمیشہ کامیابیوں سے نوازے۔ آمین۔

برادر اصغر جناب اقرار حسین عامر زگانہ صاحب 11 کے بی پاک پتن شریف، مشتاق احمد صاحب (مالک مشتاق بک کارنر لاہور) نے اس کتاب کی تحریر کے سلسلے میں خصوصی تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں خصوصی عنایات سے نوازے۔ علاوہ ازیں ریٹائرڈ صوبیدار محمد عبداللہ زگانہ، بلال حسین زگانہ، خوشحال حسین زگانہ، محمد عرفان شاہین زگانہ، اللہ دتہ (اے ڈی) صاحب 11 کے بی، ماسٹر زاہد حسین، ماسٹر محمد لطیف صاحب (مگھر) ماسٹر محمد احمد صاحب (پرانا تھانہ) محمد رفیق (پاک پتن) سجاد حسین زگانہ، جناب ماسٹر محمد اقبال وٹو (انچارج ہیڈ ماسٹر صاحب کلیانہ) وغیرہ کا بے حد مشکور ہوں کہ ان دوستوں اور اساتذہ کرام نے خصوصی شفقتوں اور حوصلہ افزائی سے نوازا۔ علاوہ ازیں درج ذیل علمائے کرام کا شکریہ ادا نہ کرنا بھی زیادتی ہوگی کیوں کہ ان علماء کرام نے علمی مسائل کے حل کے سلسلے میں خصوصی شفقتوں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔

(1) مجدد دورِ حاضرہ سیدی و مرشدی، فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی (بہاولپور)

(2) مفسر قرآن حضرت علامہ محمد امیر نقشبندی مدرس جامعہ اویسیہ بہاولپور۔

(3) جناب مفسر قرآن صاحبزادہ، حضرت علامہ عطاء الرسول اویسی مدظلہ العالی، جامعہ اویسیہ بہاولپور۔

(4) جناب صاحبزادہ حضرت علامہ محمد ریاض احمد اویسی مدظلہ العالی جامعہ اویسیہ بہاولپور۔

(5) استاذ محترم مفسر قرآن جناب حضرت علامہ محمد فیض احمد درانی مدظلہ العالی لیاقت پور۔

(6) استاذ العلماء حضرت علامہ ابوالطیب علی محمد اویسی مدظلہ العالی خطیب اعظم ہوتہ (پاک پتن شریف)

(7) صاحبزادہ پیر سید خلیل الرحمٰن شاہ صاحب مدظلہ العالی امیر جماعت اہلسنت ضلع پاک پتن شریف۔

(8) حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ نوری صاحب عارف والا۔

(9) حضرت علامہ قاری نذیر احمد قادری رضوی سمندری (فیصل آباد)

(10) صوفی باصفا جناب صوفی مختار احمد اویسی مدظلہ العالی خادم سیرانی کتب خانہ (بہاولپور)

(11) حضرت علامہ حمید الرحمٰن اویسی امین آباد (رحیم یار خاں)

(12) حضرت علامہ ابواحمد بشیر احمد فاروقی (پاک پتن شریف)

انتساب

مدنی تاجدار احمد مختار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے آل پاک، صحابہ کرام، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوین کریمین رضی اللہ عنہما کے نام

بصد ادب واحترام نذر عقیدت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تاحال دین متین کی خدمات سرانجام دینے والے ان تمام نفوس قدسیہ

کے نام

کہ جنہوں نے دین متین کی خدمت کرنے کو سعادتِ دارین سمجھتے ہوئے اپنی زندگی دین متین کی خدمت کے لیے وقف کر دی خصوصاً حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مجدد دور حاضرہ فیض ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالیٰ

کے نام

کہ جن کی خصوصی توجہات کے باعث الفقیر کا قلم خدمت دین کے لیے آہستہ آہستہ چلنے لگا اور امیر اہلسنت حضرت علامہ ابو البلال محمد الیاس قادری عطاری مدظلہ العالیٰ

کے نام

کہ آپ کی سعی جمیلہ سے الحمد للہ سنتوں بھرے اجتماعات سے مخلوق خدا کی توجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی طرف رہنمائی ہو رہی ہے۔ اللہ کرے یہ سلسلہ تا قیامت جاری وساری رہے۔ اور استاد محترم جناب شیخ نور محمد صاحب کے نام جنہوں نے سب سے پہلے الفقیر کے ہاتھوں میں قلم پکڑائی۔ الف لکھنا سکھایا نیز قرآن مجید پڑھانے کے سلسلے میں جن اساتذہ کرام نے الفقیر پہ محنت کی خصوصاً جناب حضرت علامہ مولانا سراج دین صاحب قادری، حافظ منظور احمد نرگانہ، اور استاد محترم جناب اصغر علی ڈوگر صاحب کے نام کہ جنہوں نے اللہ ہی جانے کتنے نگینے تراش کر مخلوق خدا کے لیے افادیت کا باعث بنے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

فقط طالب دُعا

الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اویسی

مدرسہ فیض اویسیہ 11 کے بی ڈاکخانہ کلیانہ (پاک پتن شریف)

تقریظ

جناب طاہر امداد صاحب (ہیڈ ماسٹر) اصغر پنوار صاحب
(ٹیچر و لائبریرین) و جملہ سٹاف گورنمنٹ ہائی سکول ہوتہ (پاک پتن شریف)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کچھ لوگ اپنے والدین، اپنے علاقے، اپنے اساتذہ اور اپنے تعلیمی ادارے جہاں سے انہوں نے زیور تعلیم حاصل کیا ہو، کو اپنی عملی اور علمی زندگی کی کاوشوں سے دوام بخش دیتے ہیں۔ انہی لوگوں میں سے ایک طالب علم جس نے ہمارے ہی تعلیمی ادارے گورنمنٹ ہائی سکول ہوتہ (ضلع پاک پتن) سے اپنی تعلیمی پیاس بجھانے کے بعد اپنے خوبصورت ذہن کی عکاسی کرتے ہوئے خوبصورت تحریریں ''حیات الفریدؒ''، فضان الفریدؒ اور ''ملفوظات حضرت اویس قرنیؓ'' منظر عام پر لائے اور پڑھنے لکھنے والوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

مزید برآں ''فیضان حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ'' کے نام سے مسودہ بوساطت اصغر پنوار ہماری نظروں سے گذرا، اس کاوش میں بھی ابواحمد غلام حسن اویسی صاحب نے خوبصورتی سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ پر عرق ریزی کی ہے اور حیاۃ مبارکہ کے ہر پہلو پر بڑے مدبرانہ اور نفیس طریقے سے روشنی ڈال کر اُجاگر کیا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ملفوظات اور ان کی شرح بھی انتہائی سہل الفاظ میں کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ عام قاری بھی باآسانی سمجھ سکے اور اپنی زندگی میں ان پر عمل کر کے اپنی عاقبت سنوار سکے۔

انتہائی سادہ زندگی گزارنے والے ''فقیر'' کو ہی یہ سعادت حاصل ہو سکتی ہے کہ وہ اولیاء کرام اور صحابہ کرامؓ کی زندگیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے ان سے اپنی گہری عقیدت و محبت کا اظہار کرے۔ بالکل ایسے کارنامے ہی انسان کی بخشش اور نجات کا باعث بن جاتے ہیں۔

ہماری دُعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے اس ''بارگاہِ حق کے فقیر'' کو مزید دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دُعا گو

طاہر امداد (ہیڈ ماسٹر)، اصغر پنوار (ٹیچر و لائبریرین)
و جملہ سٹاف گورنمنٹ ہائی سکول ہوتہ (ضلع پاک پتن شریف)

۷۸۶
مدینہ
۹۲

بود درجہاں ہر کسے را خیالے مرا از ہمہ خوش خیال محمد صلی اللہ علیہ وسلم

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ الکریم و علیٰ الہٖ واصحابہ اجمعین۔

امابعد! عزیز محترم مولانا ابواحمد غلام حسن قادری اویسی زیدمجدہ فقیر کے ساتھ ایک عرصہ سے منسلک ہیں۔

ابتداء ہی سے انہیں لکھنے پڑھنے کا بہت شوق ہے اور ماشاء اللہ انداز تحریر بھی بہت دلنشین ہے ان کی دو ضخیم تصانیف ''حیات الفرید'' اور ''فیضان الفرید'' چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہیں۔ فقیر نے ان کے بعض مضامین دیکھے جو بہت دلائل سے مزین ہیں۔ زیر نظر تصنیف ہمارے سلسلہ عالیہ اویسیہ کے پیر پیراں حضور خیر التابعین حضرت خواجہ اویس قرنی سہیل الیمنی رضی اللہ عنہ کے حالات اور آپ کے معروف سات اقوال زریں کی شرح بڑے عالمانہ اور فاضلانہ انداز میں کی ہے۔ فقیر چونکہ گذشتہ ایک سال سے صاحب فراش ہے لکھنے پڑھنے سے قاصر ہے جی چاہتا ہے کہ عزیزم کی اس کتاب پر ایک طویل مضمون لکھوں مگر کمزوری کے باعث لکھنا مشکل ہے یہ چند الفاظ بھی ولدی العزیز محمد فیاض احمد اویسی قادری سلمہ کے ذریعے لکھ دیئے ہیں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مولانا ابواحمد غلام حسن قادری اویسی کے زور قلم میں مزید برکت عطا فرمائے مسلک حق اہلسنت کی ترویج واشاعت کے لیے اُن کا قلم رواں دواں رہے۔ آمین بحرمت سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

سیرانی مسجد بہاولپور پاکستان یکم جمادی الاخر 1430ھ

تقریظ سعید

الحمد للہِ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ و علیٰ آلك واصحابك یا حبیب اللہ

امابعد! برادر طریقت حضرت علامہ مولانا ابواحمد غلام حسن قادری اویسی طول عمرہ اور فقیر کو اپنے سیدی حضور قبلہ و کعبہ والد گرامی حضرت مفسر اعظم پاکستان دامت فیوضاتھم سے سلسلہ عالیہ قادریہ اویسیہ میں داخل ہونے کی ایک ساتھ سعادت حاصل ہوئی۔ یہ اعزاز ہم دونوں کے لیے یادگار ہے۔ برادر موصوف شروع سے ہی کتب بینی اور لکھنے کا ذوق رکھتے ہیں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہم دورہ تفسیر القرآن کی کلاس میں ہم جماعت تھے حضرت صاحب قبلہ جب کسی اہم موضوع پر نوٹس تیار کراتے تو مولانا موصوف کا قلم تیز رفتاری سے کار منصبی انجام دیتا۔ رات کو اکثر شرکائے دورہ انہیں کے رجسٹر سے اپنی کا پیاں مکمل کرتے تھے حضرت صاحب قبلہ بھی تمام شرکاء کو مولانا ابواحمد غلام حسن اویسی کی طرح لکھنے کی ترغیب ارشاد فرماتے۔

ان کے اکثر مضامین ''فیض عالم'' کی اشاعت کی زینت بنتے ہیں حال ہی میں انہوں نے سلسلہ عالیہ چشت اہل بہشت کے عظیم سرخیل حضور سیدنا بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ (پاک پتن شریف) کے حالات اور آپ کے کلام پر ''دو عظیم کتابیں'' ''حیات الفرید'' اور ''فیضان الفرید'' جو کہ علماء و مشائخ کرام اور عوام میں بہت زیادہ مقبول ہوئیں۔ زیر نظر کتاب ''فیضان حضرت اویس قرنی'' سلسلہ عالیہ اویسیہ کے بانی خیر التابعین محبوب سید المرسلین ﷺ حضرت خواجہ اویس القرنی سہیل الیمنی رضی اللہ عنہ کے حالات بالخصوص آپ کے معروف (سبعہ) یعنی سات اقوال زریں کی شرح خوب لکھی ہے فقیر کو ان کے مسودہ سے بعض اقتباسات دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی انداز تحریر نہایت سادہ مگر دلنشین ہے۔ ہر قول کی شرح میں قرآنی آیات احادیث مبارکہ اور بعض مقامات پر محبوبانِ خدا کے واقعات بھی نقل کیے ہیں تاکہ عام قاری بھی لطف اندوز ہو سکے۔

ماشاءاللہ ''ابھی تو ابتداء عشق ہے'' ان کے زورِ قلم سے اندازہ ہوتا ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ مستقبل میں اہلسنت کے عظیم لکھاریوں میں ان کا شمار ہوگا۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو دنیا میں عزت اور آخرت میں نجات کا باعث بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

محمد فیاض احمد اویسی رضوی

ناظم اعلیٰ جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور پنجاب

یکم جمادی الاخریٰ 1430ھ منگل بعد صلوٰۃ الظہر

تقریظ سعید

محقق ابن محقق، مجاہد جماعت اہلسنت ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت یونٹ کلیانہ ابواُسامہ
حضرت علامہ مولانا شفقت رسول اسعد سیالوی مدظلہ خطیب اعظم کلیانہ (پاک پتن شریف)

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ النبی الکریم !

امابعد! عشق کے رنگ وروپ جدا ہوتے ہیں، عشق کے ضابطے علیحدہ ہوتے ہیں، عشاق کے اقوال وافعال اپنے ہی ہوتے ہیں۔

عشق دی ریت جگ توں جدا، نہ ایہہ راہ ویکھدا نہ گراہ ویکھدا
جتھے چاہوے جھکا دیوے عاشق دا سر نہ ایہہ کعبہ تے نہ کربلا ویکھدا

اصحاب عقل وخرد کانٹے دار وادی میں پابرہنہ چلنا جرم سمجھتے ہیں لیکن عشاق ایسی وادی میں پابرہنہ چلنا سعادت عظیم تصور کرتے ہیں بقول کسے۔

چلو وادی عشق میں پا برہنہ
یہ وہ جنگل ہے جس میں کانٹا نہیں

بہرحال عقل کہتی ہے کہ دنیا کی ہر نعمت ہو مگر عشق کہتا ہے کہ نام مصطفیٰ ﷺ پہ وار دو عقل کہتی ہے سر پہ تاج ہو...... عشق کہتا ہے بن تاج کے راج ہو۔ عقل کہتی ہے جان سلامت رہے...... عشق کہتا ہے کہ نام محبوب پہ نثار ہو۔ عقل کو تنقید سے فرصت نہیں...... عشق کہتا ہے عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ۔

بقول جامی رحمۃ اللہ علیہ

بندہ عشق شدی ترک نسبت کن جامی
دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ وہ قسمت کے سکندر ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے ذکر فرمایا اور رخ انور یمن کی طرف فرما کر سینے مبارک سے کپڑا اٹھا کر ارشاد فرمایا میں یمن کی طرف سے نسیم رحمت پاتا ہوں۔ مدنی تاجدار احمد مختار ﷺ نے توجہ خاص سے اپنے محب صادق کی تربیت فرمائی جیسا کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تربیت فرمائی جسے

تربیت روح کہتے ہیں۔

زیر نظر کتاب میں برادر معظم ابو احمد غلام حسن اویسی قادری صاحب نے تمام محبانِ بارگاہِ مصطفوی کے امام ومقتدا، تمام مشاقانِ بارگاہ محمدی کے پیشوا، رئیس التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے احوال وملفوظات طیبات کی شرح بہترین انداز میں بیان فرمائی ہے۔ خصوصاً وصایا مبارکہ کی شرح کے سلسلے میں خوب محنت کی ہے۔ جیسے حضور فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار مبارکہ کی شرح (فیضان الفرید) شرح دیوان بابا فرید" لکھ کر میرے جیسے کم مائیگوں پہ احسان فرمایا۔

میرے استاذ محترم حضور قبلہ فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی دامت برکاتہ العالی دوران تدریس اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ بڑوں کی باتیں بھی بڑی ہوتی ہیں ان میں میرے جیسوں کے لیے بھی ہزاروں علم وحکمت کے باب کھلتے ہیں ہزاروں راہ گم کردہ کو صراطِ مستقیم نصیب ہوتا ہے۔ چونکہ یہ کتاب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے احوال وملفوظات پر مبنی ہے۔ اس لیے ہمارے لیے بے شمار برکات کے حصول کا سبب بن سکتی ہے۔ اس لیے اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا چاہیے۔ آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ برادر معظم ابو احمد غلام حسن اویسی قادری کے قلم کو مزید برکات سے نوازے اور مزید دینی خدمات کی توفیق عطا فرمائے اور کتاب ہذا "فیضان حضرت اویس قرنی" ملفوظات حضرت اویس قرنی، حیات الفرید اور فیضان الفرید اور دیگر خدمات دینیہ کو شرف قبولیت سے نوازے نیز آپ کی تمام تصانیف کو مقبولیت تامہ وعامہ عطا فرمائے۔ آمین۔

فقیر مدینہ

صاحبزادہ ابو اُسامہ شفقت رسول اسعد سیالوی

(خطیب اعظم کلیانہ پاک پتن شریف)

تقریظ سعید

حضرت علامہ مولانا محمد یار شاہ صاحب مدظلہ العالی خطیب جامع مسجد دربار حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (پاک پتن شریف)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم o الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا الانبیاء والمرسلین علی الہ واصحابہ اجمعین o

امابعد! یہ حقیقت ہے کہ ہر طرف سے مسلمانوں پر اٹھنے والے ظلم کے بادل چھاتے جا رہے ہیں۔ جب کہ مسلمانوں کا پرسان حال کوئی نہیں۔ سلامتی کونسلوں کے کردار سے کون واقف نہیں؟ ہمارا اپنا وطن عزیز ایسے حالات سے دوچار ہے کہ الامان والحفیظ ہم اپنے ہی وطن عزیز میں پُر امن نہیں ایسے حوصلہ شکن حالات میں یہ ضرورت شدت اختیار کرتی جا رہی ہے کہ ہم اسوۂ حسنہ کو اپنائیں اسی میں ہماری کامیابی ہے۔ اولیائے کرام کی حیات طیبہ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کا ہی نتیجہ ہوتی ہے اسی لیے اولیائے کرام کے تذکرے اور ملفوظات ہمارے لیے دنیا وآخرت میں کامیابی کا سبب بن سکتے ہیں۔ اس لیے کہ جب اولیائے کرام کے تذکرے ہم پڑھیں گے یا سنیں گے یا سنائیں گے تو ان کے طریقے کے مطابق زندگی گزارنے کی اُمنگ پیدا ہوگی اس کے علاوہ بھی عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ۔

الحمد للہ! یہ جان کر بے حد خوشی و مسرت ہوئی قبلہ حضرت فیض ملت سے نسبت رکھنے والے ابو احمد غلام حسن اویسی چک نمبر 11 کے بی (پاک پتن شریف) قبلہ فیض ملت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین متین اور ادب کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ اس سے قبل انہوں نے حیات الفرید اور فیضان الفرید، ملفوظات حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کتابیں تصنیف کیں جو کہ بہترین ہیں۔ کتاب ہذا فیضان حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا مسودہ چند مقامات سے مطالعہ کیا ہے۔ الحمد للہ! پاک پتن شریف کی سرزمین سے ایسی کتاب کا لکھا جانا غنیمت ہے کیونکہ مادہ پرستی کے اس دور میں اتنا کام بھی غنیمت ہے۔ بہر حال اس کتاب کی تالیف میں مؤلف نے خوب محنت کی ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے اقوال، ملفوظات اور وصایا مبارک کی شرح بھی خوب بیان فرمائی اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس سعی کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے اور اہل اسلام کو اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہ کتاب مؤلف، ناشر، معاونین اور قارئین کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔

آپ کی دعاؤں کا طالب
محمد یار شاہ
خطیب جامع مسجد دربار حضرت بابا فرید الدین گنج شکر پاک پتن شریف

تقریظ سعید

فخرِ اہلسنت، تاج العلماء حضرت علامہ ابوسعید مفتی غلام نبی سیالوی عارف والا (پاک پتن شریف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم o حَامِدً وَّ مُصَلِّیاً و مسلّماً o

امابعد! کتاب فیضان اویس قرنی حیاتِ مقربِ حریم نبوی، فیض یاب نورِ نبوی، دُرِ یکتا، صدفِ محمدی، فخرِ ابوبکر و عمر، عثمان و علی، شفاعتِ اُمتِ محمدی سیدنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تالیف کرنے پر محترم المقام فاضلِ محتشم، زائرِ حرمین الشریفین، عندلیب ریاضِ مدینہ جناب علامہ ابواحمد غلام حسن قادری اویسی مدظلہ العالی خراج تحسین کے مستحق ہیں۔

راقم الحروف نے بعض مقامات سے حصولِ یمن و برکت کے لیے اور قلب و نظر کو تسکین دینے کے لیے ملاحظہ کرنے کا شرف حاصل کیا۔ بحمدہٖ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم موصوف مذکور نے نہایت محنت و سعی کثیر کے بعد سیدنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ کے سلسلہ میں معلومات کا بے بہا ذخیرہ و عظیم خزینہ پیش کیا۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

رب کریم کا کرم خاص اور اس کی عنایات و الطافات بے پایاں جب تک شاملِ حال نہ ہوں اس وقت تک آدمی ایسے نیک اور عظیم کام کی جانب راغب نہیں ہو سکتا۔ ذلك فضل اللّٰه يعطيه من يشاء۔

تذکارِ انبیاء و مرسلین واصحابہ الطیبین والہ الطاہرین وعبادہ الصالحین واولیاء الکاملین کی سعادت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک رحمت و کرم ایزدی وانوار و فیوضاتِ نبوی معاون نہ ہو۔ بندۂ ناچیز مؤلف مذکور اور ان کے رفقاء و معاونین کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے اور بارگاہِ رب کریم میں دعا گو ہے کہ وہ کریم اس دینی کاوش کو شرف پذیرائی سے مشرف فرمائے اور اشاعت امورِ دینیہ کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین و صلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبه و اله وصحبه و بارك وسلم۔

خادم خویدم العلماء محتاج دُعا و الکرم

ابوسعید غلام نبی سیالوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم رضویہ حنفیہ رجسٹرڈ عارف والا
تین شوال 1430ھ بمطابق ستمبر 2009ء

تقریظ سعید

پیر طریقت، رہبر شریعت صاحبزادہ حضرت علامہ پیر سید خلیل الرحمٰن شاہ صاحب مدظلہ العالی امیر جماعت اہلسنت پاک پتن شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا الانبیاء والمرسلین علی الہ واصحابہ اجمعین ○

امابعد! جماعت اہلسنت کی تنظیم کے سلسلے میں پرانا تھانہ تحصیل وضلع پاک پتن شریف جانا ہوا۔ وہاں بے شار علمائے کرام سے رابطہ ہوا۔ وہاں جماعت اہلسنت کا مرکزی یونٹ قائم کرنا تھا۔ اتفاق ہی سمجھیے کہ وہاں ابو احمد غلام حسن اویسی قادری سے بھی ملاقات ہوئی۔ ہماری یہ پہلی ملاقات تھی دھیما لہجہ، خاموش طبع، بزرگوں سے پیار ان کی طبیعت میں رچا بسا ہے بعد میں اکثر ان سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔

ان کی علم سے لگن کا اندازہ اس وقت ہوا جب انہوں نے اپنی تصانیف "حیات الفرید" اور "فیضان الفرید" مجھے دیں۔ الحمدللہ یہ دونوں تصانیف بہترین ہیں۔ اب سالار عشاق حبیب کبریائی ﷺ کے عنوان پہ قلم چلایا۔ الحمدللہ فیض ملت حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی (محدث بہاولپوری) کی خصوصی دعاؤں سے ہمارے علاقے میں خدمت دین کا یہ اچھا سلسلہ چل نکلا ہے۔

کتاب فیضان حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کی ہے۔ الحمدللہ بہترین تصنیف ہے۔ اہلسنت وجماعت کی خوب ترجمانی کی گئی ہے۔ اس کتاب میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ بھی بیان کی گئی ہے اور آپ کے ملفوظات ووصایا کی شرح بھی بہترین انداز میں لکھی گئی ہے خصوصاً ارواح کے متعلق بہترین انداز میں وضاحت کی گئی ہے اُمید ہے کہ یہ کتاب اہل اسلام کے لیے بالعموم اور سلسلہ اویسیہ سے منسلکین کے لیے بالخصوص مفید ثابت ہوگی۔ حق تعالیٰ مؤلف کی سعی محمودہ کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے اور تصنیف ہذا کو قبولیت عامہ وتامہ عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الکریم الامین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ محمد و علی الہ و اصحابہ اجمعین۔

فقط دعا گو

سید خلیل الرحمٰن شاہ خادم جماعت اہلسنت

مرکزی دار العلوم حنفیہ غوثیہ (رجسٹرڈ) ٹھکواں شریف عارف والا

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا الانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین ٥

امابعد! رب کائنات کا احسان عظیم ہے کہ جس نے ہمیں مدنی تاجدار، احمد مختار ﷺ کے اُمتی ہونے کے شرف عظیم سے نوازا۔ اس شرف عظیم کے حاصل ہونے کا تقاضا تو یہ تھا کہ ہم مدنی تاجدار، محبوب کبریا ﷺ کے انوار وتجلیات سے اپنی حیات مستعار کے لحات کو منور کرتے۔ مگر افسوس کہ جوں جوں قیامت قریب سے قریب آ رہی ہے ہم اسلامی تعلیمات سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں مادر پدر آزادی سے آشنائی، یہود ونصاریٰ کے مفادات کے سلسلے میں ہمارے مسلمان بھائیوں کا ان کا آلہ کار بننا، گیمز کے نام پر عورتوں مردوں کا اختلاط بلکہ اس سلسلے میں حکمرانوں کی سرپرستی کرنا، حکمرانوں کا آنکھیں بند کر کے غیر مسلموں کی من مانی شرائط پر قرضوں کا حاصل کرنا۔ آرٹس کے نام ڈانس پارٹیوں کا اودھم مچانا، جشن بہاراں کے نام پر ہندوؤں کی رسم بسنت تہوار پر ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے کا ضیاع، بلکہ یہ خونی تہوار بڑے جوش وجذبہ سے منانا جو کہ ایک گستاخ رسول کی یادگار ہے۔ اس سے مسلمانوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

مختصر یہ کہ ہمارا اس طرح دین اسلام سے دوری اختیار کرنا سراسر زیاں ہی زیاں ہے اللہ تعالیٰ ہمیں یہود ونصاریٰ اور دیگر کفار کے عزائم سمجھنے اور ان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور عشق حبیب کبریا کا جذبہ عطا فرمائے تا کہ عشاق مدنی تاجدار کے قافلہ کے نقوش پا اختیار کرتے ہوئے ہم اپنی دنیا وآخرت سنوارنے کی کوشش کریں۔

عشاق حبیب کبریا کے قافلہ میں شامل ہو کر اپنی دنیا وآخرت سنوارنے کی کوشش کرنا ہم پہ لازم ہے۔ محبوب کریم ﷺ سے محبت کرنے والے علمائے کرام اور مشائخ عظام سے نسبت اختیار کرنا ایک محبوب عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ دین اسلام اور محبوب کریم ﷺ سے محبت اختیار کرنے والے علمائے کرام اور مشائخ عظام سے نسبت وتعلق قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

الحمد للہ رب العالمین الفقیر القادری کا بڑا صاحبزادہ محمد احمد اویسی ماشاء اللہ نوجوان ہے۔ ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئرنگ کے تیسرے سال میں قائداعظم کالج آف کامرس آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ساہیوال میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ پچھلے دنوں اس نے سیدی ومرشدی قبلہ فیض ملت مجدد دوراں شیخ القرآن والحدیث مفسر اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کے مرید ہونے کا ارادہ ظاہر کیا۔ الحمد للہ قبلہ فیض ملت تقریباً چار ہزار سے زائد کتب ورسائل تصنیف کر چکے

ہیں ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک ہزار سے زائد کتب و رسائل شائع ہو چکے ہیں۔

پروگرام بنا کہ بروز ہفتہ 2008-01-24 کو بہاولپور شریف چلیں گے۔ اس سے قبل استاد محترم جناب حضرت علامہ ابو الطیب علی محمد اویسی مدظلہ العالی نے جناب مفسر قرآن حضرت علامہ عطاء الرسول اویسی مدظلہ العالی کا پیغام دیا کہ جب بھی ابو احمد اویسی بہاولپور آئے وہ اپنی کتاب حیات الفرید ہمارے مکتبے کے لیے 10 عدد کتابیں لیتا آئے۔

10 عدد کتابیں حیات الفرید کے نسخے اور 2 عدد نسخے ہماری تصنیف فیضان الفرید کے حاصل کئے۔ فیضان الفرید شرح دیوان بابا فرید کا ایک نسخہ قبلہ فیض ملت کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کے لیے اور ایک صاحبزادہ ذیشان حضرت علامہ محمد فیاض احمد اویسی مدظلہ العالی کے حضور پیش کرنے کے لیے حاصل کی۔

ہم محمد احمد اویسی، محمد احمد رضا اویسی، حافظ محمد امین بودلہ اور الفقیر القادری ابو احمد اویسی 2008-01-24ء کے روز بہاولپور کے لیے روانہ ہوئے۔ فیضان اویس تصنیف لطیف سلطان التارکین حضرت خواجہ نور الحسن تارک اویسی رحمۃ اللہ علیہ ساتھ لے لی تاکہ راستہ طے کرنا آسان ہو جائے بمطابق حدیث مبارکہ کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ یعنی اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی رحمت نازل ہوتی ہے، کے تحت سفر طے کرتے ہوئے یہ شغل اختیار کیا جائے کہ سفر کے دوران حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحتوں پہ چند سطور لکھی جائیں۔

اس لیے کہ دوران سفر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بھی نازل ہوتی رہیں۔ سفر بھی جاری رہے اور سیدی و مرشدی قبلہ فیض ملت کے طریقہ پہ بھی عمل جاری رہے کہ اکثر آپ کا طریقہ مبارک سفر کے دوران یہی ہوتا ہے کہ دوران سفر آپ کا قلم دین اسلام کی خدمت میں مصروف رہتا ہے۔ اس سفر کے دوران الفقیر نے بھی یہی طریقہ اپنایا تاکہ سفر بھی جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بھی نازل ہوتی رہیں اور دل و دماغ پہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی روحانیت سے بھی سلسلہ متصل رہے۔

اس لیے اس سفر کے دوران یہ کام شروع کر دیا۔ بعد میں بھی یہ سلسلہ شرح کا جاری رہا کہ ایک دن صاحبزادہ محمد ضیاء المصطفے نے اپنے رسالہ کے لیے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعلق مضمون لکھنے کا حکم فرمایا۔ بلکہ حکم فرمایا کہ ایسی کتاب ترتیب دیجئے کہ اس میں آپ کی حیات طیبہ، آپ کے ملفوظات اور وصیت مبارکہ پہ قدرے تفصیلی معلومات درج فرمایئے۔ الفقیر نے دُعا فرمانے کے لیے عرض کیا۔

اس طرح الحمد للہ یہ تصنیف لطیف "فیضان حضرت اویس قرنی شرح ملفوظات حضرت اویس قرنی" تیار ہوئی۔ مقدور بھر کوشش کی ہے کہ سرکار کے تذکرہ کے متعلق ایسے طریقہ سے کتاب لکھی جائے کہ اولیاء اللہ سے محبت کا جذبہ پیدا ہو، اولیاء اللہ کی شان کے خلاف گندہ ذہن رکھنے والے اس کے مطالعہ سے غور و فکر ضرور کریں حتی الامکان غلطیاں دور کرنے کی کوشش کی ہے پھر بھی اس فقیر پر تقصیر کو انسانی کمزوریوں کا اعتراف ہے اگر کہیں غلطی محسوس کریں تو شفقت فرماتے ہوئے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کی جا سکے۔ اس طرح دین متین کی خدمت میں آپ کا بھی حصہ شامل ہو جائے۔ طالب دُعا ہوں کہ جہاں آپ اپنے

لیے اور اپنے دوست احباب کے لیے دُعا فرمائیں۔ الفقیر القادری اور میرے عزیز و اقارب کو بھی اپنی نیک دعاؤں میں ضرور یاد فرمائیں اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ اور اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین۔ بجاہ النبی الکریم الامین۔

فقط طالب دُعا

الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی

مدرسہ فیض اویسیہ چک نمبر 11 کے بی ڈاکخانہ کلیانہ
تحصیل و ضلع پاک پتن شریف

ا بسنت تہوار کے متعلق حقائق کا مطالعہ کرنے کے لیے فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر مفسر اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کا رسالہ "بسنت تہوار یا غضب کردگار" اور الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی کی تصنیف "فیضان الفرید شرح دیوان بابا فرید" کا مطالعہ کیجئے۔

حمد باری تعالیٰ

محمد علی ظہوری

الٰہی حمد سے عاجز ہے یہ سارا جہاں تیرا
جہاں والوں سے کیونکر ہو سکے ذکر و بیاں تیرا

زمین و آسماں کے ذرے ذرے میں تیرے جلوے
نگاہوں نے جدھر دیکھا نظر آیا نشاں تیرا

ٹھکانہ ہر جگہ تیرا سمجھتے ہیں جہاں والے
سمجھ میں آ نہیں سکتا ٹھکانہ ہے کہاں تیرا

تیری ذاتِ معلّیٰ آخری تعریف کے لائق
چمن کا پتہ پتہ روزوشب ہے نغمہ خواں تیرا

(نوائے ظہوری۔ کلیات ظہوری)

نعت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم

ازاعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکادے، چمکانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے ، برسانے والے

مدینے کے خطے، خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

میں مجرم ہوں آقا، مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے ہیں جا بجا تھانے والے

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

(حدائق بخشش شریف)

عرشِ معلیٰ سیر گاہ

(فیض مجسم فیض ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضی اللہ عنہ)

عرشِ معلیٰ سیر گاہ اور لامکاں جاگیر ہے
ملک سبھی ملک ہیں یہ کتنی بڑی جاگیر ہے
دیکھ لو اسریٰ کا دولہا ہے چٹائی پر مگر
عرش بھی ہے چشم براہ، کیا عجب تاثیر ہے
خود روح الامیں بھی لیے کاسہ کھڑے ہیں
کروبی قدسی بھی ، تیرا ایک ان کا فقیر ہے
چابیاں کونین کی دے دیں خدا نے آپ کو
کیوں نہ مانگیں آپ سے روتا سدا بے پیر ہے
رحمت یزداں کا مرکز، کون ہے دیکھ ذرا
پڑھ لو وما ارسلنک قرآن کی تحریر ہے
ان کا ثانی تھا نہ ہو گا کبھی حشر تلک
بعد اللہ کے ہیں محمد اپنی آپ نظیر ہے
انک لعلی خلق عظیم ہے آقا لقب تیرا
وہ بے مثل و بے مثال، بے مثل کی تصویر ہے
یہ اویسی بن کے آیا، بھکاری آپ کا
ہو بھلی کر بھلی جیسی بھی تقدیر ہے

خلفائے راشدین پہ لاکھوں سلام

اَصْدَقُ الصَّادِقِین، سَیِّدُ الْمُتَّقِین
چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

فارق حق و باطل امام الہدیٰ
تیغ مسلول شدت پہ لاکھوں سلام

ترجمان نبی، ہمزبان نبی
جان شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

زاہد مسجد احمدی پر درود
دولت جیش عسرت پہ لاکھوں سلام

در منشور قرآں کی مسلک بہی
زوج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام

یعنی عثمان صاحب قمیص ہدیٰ
حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

مرتضیٰ شیر حق اشجع الاشجعین
ساقی شیرو شربت پہ لاکھوں سلام

اصل نسل صفا وجہ وصل خدا
باب فضل ولایت پہ لاکھوں سلام

اولیں دافع اہل رفض و خروج
چارمی رکن ملت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
(حدائق بخشش)

منقبت حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ

منزل عشق کا مینار اویس قرنی رضی اللہ عنہ — عاشق سید ابرار اویس قرنی رضی اللہ عنہ
رحمت حق کے طلبگار اویس قرنی رضی اللہ عنہ — ہم گنہگاروں کے غمخوار اویس قرنی رضی اللہ عنہ
ظاہری آنکھوں کو دیدار محمد ﷺ نہ ہوا — پھر بھی کرتے تھے بہت پیار اویس قرنی رضی اللہ عنہ
دل کے آئینے میں جلوہ تھا حبیب حق کا — روز کر لیتے تھے دیدار اویس قرنی رضی اللہ عنہ
دنیا داروں سے بہت دور رہا کرتے تھے — عشق میں رہتے تھے سرشار اویس قرنی رضی اللہ عنہ
بخشش اُمت مرحوم کی کرتے تھے دُعا — طالب احمد مختار اویس قرنی رضی اللہ عنہ

ہو سکندر کا یہ اظہار عقیدت منظور
آپ کی مدح میں اشعار اویس قرنی رضی اللہ عنہ

(حضرت اویس قرنی اور ہم)

منقبت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

(اعلیٰ حضرت امام اہلسنت احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

بندہ قادر کا بھی، قادر بھی ہے عبدالقادر
سر باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبدالقادر

مفتی شرع بھی ہے قاضی ملت بھی ہے
سر باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبدالقادر

منبع فیض بھی ہے مجمع افضال بھی ہے
مہر عرفاں کا منور بھی ہے عبدالقادر

قطب ابدال بھی ہے، محور ارشاد بھی ہے
مرکز دائرہ سر بھی ہے عبدالقادر

مسلک عرفاں کی ضیا ہے یہی دُر مختار
فخر اشباہ و نظائر بھی ہے عبدالقادر

رشک بلبل ہے رضا لالہ صد داغ بھی ہے
آپ کا واصف و ذاکر بھی عبدالقادر

اے عاشقوں کے رہبر

اے سرور یگانہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ
محبوبِ زمانہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

کرنا نظر جو مجھ پر، آیا ہوں تیرے در پر
اے عاشقوں کے رہبر، حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

تم گنج سرمدی ہو، مقبول ایزدی ہو
محبوبِ احمدی ہو، حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

جو رمز ہے تمہاری اللہ کو ہے پیاری
واقف ہے خلق ساری حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

تو شہنشاہ نرالا، تیرا ہے بول بالا
مطلوب ۔ کملی والا حضرت اویس قرنی

از محمد افضل اویسی درگاہ حضرت خواجہ عبدالخالق صاحب (ذکر اویسی ص 39)

فیضِ او عام است

خواجہء ما حضرت اویس قرنی
عاشق مصطفیٰ و حبیب ذوالمنن

فیض او عام است در عالم بطون
نام بر اوج است در زمرہ لایحزنون

ما ہمہ ریزہ خوار از فیض لیغمائے او
اینچنین فرمان آمدہ از مصطفائے او

ایں اویسی ادنیٰ غلامست از غلامان او
بے پایان اُمید دارد از فیضان او

از فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی
(ذکر اویس ص 39-38)

شہبازِ آسمانی

بے چارہ ناتوانم حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ
برلب رسیدہ جانم حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

نام تو بر زبانم در داست صبح و شام
جز ایں دیگر ندانم حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

تو عاشق رسولی، دربارگاہِ قبولی
دوری ذکر ملولی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

تو کاشف القلوبی ہم ساترا العیوبی
ہم شافع الذنوبی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

شہباز آسمانی، عنقاء لامکانی
فیاضِ دوجہاں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

یا شافعی الشفیعی در منزلت رفیعی
در عاشقان یدیعی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

از حضرت چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
(ذکر اویس ص 29)

باب ا :

فیضانِ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

عشقِ حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے

لفظ عشق کے معنی:

لفظ عشق کے متعلق کسی کو اختلاف نہیں مگر کیا کہا جائے کہ اکاذ کا شخص بعض اوقات اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانا چاہے تو اسے کون روکے۔ کیونکہ میں نہ مانوں کا مرض جب لگ جاتا ہے تو پھر ایسا شخص حقیقت سمجھنے سے قاصر رہتا ہے۔ تفصیلات تو انشاء اللہ تعالیٰ فیضانِ بردہ شریف شرح قصیدہ بردہ شریف اور فیضان غوث اعظم شرح دیوان غوث اعظم میں عرض کروں گا۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ کچھ نہ کچھ مطالعہ کے لیے الفقیر القادری ابو احمد اویسی کی تصنیف فیضان الفرید شرح دیوان بابا فرید اور الفقیر القادری کے رسالہ کشتہ عشق حبیب کبریا میں بہترین مضمون مطالعہ کے لیے ملے گا۔ علاوہ ازیں اس موضوع پر انشاء اللہ تعالیٰ فیضان درود تاج شرح درود تاج میں بھی تفصیلات عرض کروں گا۔ قبلہ فیض ملت شیخ القرآن والحدیث مفسر اعظم پاکستان قبلہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف شرح درود تاج میں بہترین مضمون ہے

1۔ عشق (ع۔ مذکر) از حد محبت، شوق، عادت ایک قسم کا جنون (فیروز اللغات ۸۷۷)

2۔ عشق: بے پناہ اور بے انداز محبت جو جنون کی حد تک چلی جائے۔

شاد باش ای عشق خوش سود ای ما
اے طبیب جملہ علت ہای ما

(فرہنگ فارسی یعنی جدید لغات فارسی صفحہ 440 از ڈاکٹر محمد عبد اللطیف ایم اے پی ڈی)

3۔ عشق: (ع۔ ا۔ مذ) حد سے زیادہ محبت (فیروز اللغات اُردو جدید صفحہ ۴۸)

4۔ عشق: (ع۔ ا۔ مذ) (1) فریفتگی۔ پریم۔ پیار۔ چاہ (2) شوق خواہش
(فیروز اللغات اردو پرونا ؤنسنگ ڈکشنری از الحاج مولوی فیروز الدین)

5۔ عشق: ع۔ بہت محبت کرنا۔ کسی شے سے ایک قسم کا جنون (کریم اللغات صفحہ ۱۰۱)

6۔ تمام اہل لغت نے لفظِ عشق پر کلام کرتے ہوئے اس کے معنی فرطِ محبت کے لکھے ہیں۔

(شرح درود تاج صفحہ ۳۰۲)

7۔ مختیار الصحاح میں صفحہ ۳۷۴ میں ہے۔
اَلْعِشْقُ فَرْطُ الْحُبِ (شرح درود تاج صفحہ ۳۰۲ بحوالہ مختیار الصحاح صفحہ ۳۷۴)

8۔ لسان العرب جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۱۔

9۔ تاج العروس جلد ۷ صفحہ ۱۳۔

10۔ قاموس جلد ۳ صفحہ ۲۶۵۔

قاموس میں ہے۔
" العشق اِفْرَاطُ الْحُبّ
یعنی عشق کا معنی افراطِ محبت ہے (شرح درود تاج صفحہ ۳۰۳)

11۔ اَلْعِشْقُ = محبت کی زیادتی، پارسائی اور غیر پارسائی دونوں طرح ہوتا ہے۔

12۔ عَشِقَهٗ۔ عِشْقًا وَّ مَعْشَقًا = بہت محبت کرنا، محبت میں حد سے بڑھ جانا (المنجد)

13۔ اَلْعِشْقُ = محبت کی زیادتی، پارسائی، اور فسق دونوں طرح سے ہوتا ہے۔ (مصباح اللغات)

14۔ عَشِقَهٗ۔ عِشْقًا وَّ مَعْشَقًا = بہت محبت کرنا، محبت میں حد سے بڑھ جانا۔ صفت مذکر عاشق = ج عُشاق و عاشقوں = صفت مونث = عَاشِقَةٌ و عاشق ج عواشق عِشق بالشَّیْءِ چمٹنا۔ (مصباح اللغات)

لفظ عشق حدیث میں:

یہ لفظ قرآن مجید نہ سہی مگر حدیث میں عشق کے الفاظ موجود ہیں۔ بروایت خطیب بغدادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ ثُمَّ شَهِيْدًا

جس کو کسی سے عشق ہوا پھر اس نے چھپایا اور پاک دامن رہتے ہوئے مرگیا وہ شہید ہے
(شرح درود تاج بحوالہ الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۵۷ مصر)

(فائدہ):

علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام خرائطی اور دیلمی وغیرہما نے روایت کیا بعض محدثین کے نزدیک اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ فَكَتَمَ فَصَبَرَ فَهُوَشَهِيْدٌ

جس کو کسی سے عشق ہوگیا پھر وہ پاک دامن رہا اور اسے چھپایا اور صبر کیا تو شہید ہے۔
اور امام بیہقی نے اسے طرق متعددہ سے روایت کیا (مقاصد حسنہ صفحہ ۴۱۹) اہل علم جانتے ہیں کہ طرق متعددہ سے سند ضعیف کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے مختصر یہ کہ لفظ عشق حدیث میں وارد ہے۔ (فیضان الفرید صفحہ ۱۲۶: شرح درود تاج)

شدت محبت کا قرآن سے ثبوت:

لفظ عشق قرآن مجید میں نہ سہی مگر اس کے معنی (شدید محبت اور فرطِ محبت) قرآن و حدیث میں بکثرت وارد ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے کہ:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۶۵)

ترجمہ: اور کچھ لوگ اللہ کے سوا اور معبود بنا لیتے ہیں کہ انہیں اللہ کی طرح معبود رکھتے ہیں اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔ (کنزالایمان شریف)

فائدہ: محبت کی بہت سی قسمیں ہیں سب میں قوی الوہیت اور بندگی والی محبت ہے۔ نبی سے نبوت کی محبت، ولی سے ولایت کی محبت، باپ سے ابوت کی محبت، یہ سب اللہ کی محبت کے بعد ہیں۔ (تفسیر نور العرفان)

واضح ہوا کہ دنیا و مافیہا کی تمام محبتوں سے بڑھ کر محبت اللہ تعالیٰ سے ہونی چاہیے اور بہت سے محبت یعنی محبت کی انتہا کو، انتہا درجہ کی محبت کو عشق کہا جاتا ہے۔

شدید محبت کا حدیث مبارکہ سے ثبوت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ

(باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان بخاری شریف جلد اول کتاب الایمان)

اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والد اور اس کی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

حدیث نمبر ۲:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔

(بخاری شریف جلد اول باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان کتاب ایمان)

تم میں سے کوئی شخص کامل مومن نہیں جب تک کہ میں اسے اس کے والد اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

شرح احادیث:

الرسول پر الف لام عہد کے لیے ہے اور معہود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ الف لام جنسی اور استغراقی نہیں لہٰذا اس سے

جنس رسول مراد نہیں اور نہ ہی سب رسول مراد ہیں۔ اسی پر قرینہ یہ ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا "حتّٰی اَکُوْنَ احبَّ الیہ الخ یعنی میں اسے زیادہ محبوب ہوں۔ اگرچہ تمام رسولوں سے محبت واجب ہے اَحَبَّ اسم تفضیل بمعنی مفعول ہے۔ یہ خلافِ قیاس ہے کیونکہ اسم تفضیل ہمیشہ بمعنی فاعل آتا ہے۔ سوال ہوتا ہے کہ اس حدیث میں نفس کو ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ جناب رسول اللہ ﷺ جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

اس کا جواب یہ ہے کہ ولد اور والد کو ذکر کرنے کی خصوصیت یہ ہے کہ غالباً یہ دونوں انسان کو سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہیں اور بسا اوقات اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہوتے ہیں اور ولد اور والد کو بطور مثال ذکر کیا ہے والد میں مائیں اور باپ اور ولد میں ساری اولاد عورتیں مرد سب داخل ہیں اور جو عزیز نہیں وہ بطریق اولیٰ داخل ہیں۔ یعنی جب تک ساری کائنات سے زیادہ جناب رسول اللہ ﷺ سے محبت نہ ہو انسان مومن نہیں ہوسکتا۔ آپ کی محبت ہی ایمان ہے۔

حدیث شریف:

اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مُحَبَّةَ لَهٗ (تفہیم البخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۰۰)

اللہ جل جلالہ و رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ محبوب:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا اَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَّكْرَهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ

(بخاری شریف کتاب الایمان باب حلاوۃ الایمان)

تین اشیاء جن میں پائی جائیں وہ ایمان کی حلاوت پائے گا۔ (۱) اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اس کا رسول ﷺ ان کے سوا سے اُسے زیادہ محبوب ہوں (۲) جس کسی سے محبت کرے صرف اللہ ہی کے لیے محبت کرے اور (۳) کفر کی طرف لوٹنا ایسا ہی برا جانے جیسے دوزخ میں پڑنے کو برا جانتا ہے۔

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت ہر چیز سے زیادہ ہونی چاہیے۔ اسی سبب سے ایمان کی حلاوت بھی حاصل ہوتی اور ایمان کامل ہونے کی بھی یہی علامت ہے کیا خوب علامہ اقبال نے بیان فرمایا کہ

نہ کٹ مروں میں جب تک خواجہ طیبہ کی عظمت پر
خدا شاہد ہے کہ کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

فائدہ:

تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ یہ شعر لکھا ہے یعنی خاص حکمت کی بنا پر ایسا کیا ہے۔ اسی شدید محبت کو ہی عشق کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کہ لغت کی کتابوں سے واضح ہے۔

حضرت ابو العلاء محمد امجد علی اعظمی رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ذیشان:

آپ فرماتے ہیں کہ ہر محبّ کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی محبت ہی مدار ایمان بلکہ ایمان اسی محبت کا نام ہے۔ جب تک رسول عربی ﷺ کی محبت ماں باپ، اولاد اور تمام جہان سے زیادہ نہ ہو۔ آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ایمان سے زیادہ عزیز مسلمان کے نزدیک کوئی چیز نہیں اور ایمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت و تعظیم کا نام ہے۔

رحمۃ للعالمین ﷺ سے محبت کی علامات پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کی کئی نشانیاں بتائیں مثلاً

☆ آل و اصحاب، مہاجرین و انصار و جمیع متعلقین و متوسلین سے محبت رکھے۔

☆ حضور اکرم ﷺ کے دشمنوں سے عداوت رکھے اگر چہ وہ اپنا باپ، بیٹا، بھائی، کنبہ کیوں نہ ہو اور جو ایسا نہ کرے وہ دعویٰ محبت میں دروغ گو ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ سے بھی محبت ہو اور ان کے دشمنوں سے بھی الفت رکھے۔

☆ شان اقدس میں جو الفاظ استعمال کیے جائیں ادب میں ڈوبے ہوئے ہوں کوئی ایسا لفظ جس سے کم تعظیمی کا ذرہ برابر بھی تاثر ملتا ہو زبان پر نہ لائے (عشق رسول کریم ﷺ صفحہ ۵۴۵۔۵۴۴)

فائدہ:

مدنی تاجدار، احمد مختار ﷺ سے پوری کائنات میں سے سب سے زیادہ محبت کرنا ہی ایمان بلکہ ایمان کی جان ہے۔ اگر اسی میں خامی ہے تو سمجھ لیجیے کہ سب کچھ نامکمل ہے اور شدید محبت کو ہی عشق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ لہٰذا عشق نبی ﷺ میں لفظ عشق کے متعلق لایعنی اور فضول بحث میں چونکہ چنانچہ کی ہیر پھیر کرکے کم فہموں کو الجھانے کی کوشش کرنا قطعاً صحیح نہیں ہے۔ عشق رسول کریم ﷺ کے موضوع پر جناب نواز رومانی صاحب نے عشق رسول کریم ﷺ کے نام سے بہترین تصنیف تحریر فرمائی ہے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کیجیے۔

عشقِ حبیب کبریا ﷺ کے خوبصورت مناظر

(1) کمال عشق:

حضور اقدس ایک مرتبہ دولت کدہ سے باہر تشریف لے جارہے تھے۔ راستہ میں ایک قُبہ (گنبد دار حجرہ) دیکھا جو اونچا بنا ہوا تھا۔ ساتھیوں سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟

اُنھوں نے عرض کیا کہ فلاں انصاری نے قبہ بنایا ہے۔ حضور سن کر خاموش رہے کسی دوسرے وقت وہ انصاری حاضر خدمت ہوئے اور سلام کیا۔ حضور نے اعراض فرمایا: اور جواب نہیں دیا۔ اُنھوں نے اس خیال سے کہ شاید خیال نہ ہوا ہو دوبارہ سلام

کیا۔ حضور اقدس نے پھر اعراض فرمایا اور جواب نہیں دیا۔
وہ اس کے کیسے متحمل ہو سکتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو وہاں موجود تھے۔ دریافت کیا، پوچھا تحقیق کیا۔ کہ میں آج حضور کی نظروں کو پھرا ہوا پاتا ہوں۔ خیر تو ہے؟ انھوں نے کہا کہ حضور باہر تشریف لے گئے تھے۔ راستہ میں تمھارا قبہ دیکھا تھا اور دریافت فرمایا تھا کہ یہ کس کا ہے؟ یہ سن کر وہ انصاری فوراً گئے اور اس کو توڑ کر ایسا زمین کے برابر کر دیا کہ نام و نشان بھی نہ رہا اور پھر عرض بھی نہیں کیا۔ اتفاقاً حضور ہی کا اس جگہ کسی دوسرے موقع پر گزر ہوا تو دیکھا کہ وہ قبہ وہاں نہیں ہے۔ دریافت فرمایا:
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا انصاری نے آنحضرت ﷺ کے اعراض کا کئی روز ہوئے ذکر کیا تھا۔ ہم نے کہہ دیا تھا کہ حضور ﷺ نے تمھارا قبہ دیکھا تھا۔ انھوں نے آ کر اس کو بالکل توڑ دیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر تعمیر آدمی پر وبال ہے۔ مگر وہ تعمیر جو سخت ضرورت اور مجبوری کی ہو۔ (حکایات صحابہ باب نہم۔ تبلیغی نصاب بحوالہ ابوداؤد)

فائدہ:

یہ کمال عشق کی باتیں ہیں ان حضرات کو اس کا تحمل ہی نہیں تھا کہ چہرہ انور کو رنجیدہ دیکھیں یا کوئی شخص اپنے سے حضور کی گرانی کو محسوس کرے۔ ان صحابی (رضی اللہ عنہ) نے قبہ کو گرایا اور پھر یہ بھی نہیں کہ گرانے کے بعد جتانے کے طور پر آ کر کہتے کہ آپ کی خوشی کے واسطے گرا دیا بلکہ جب حضور کا خود ہی اتفاق سے ادھر کو تشریف لے جانا ہوا تو ملاحظہ فرمایا حضور کو تعمیر میں روپے کا ضائع کرنا خاص طور سے ناگوار تھا۔ بہت سی احادیث کا ذکر آیا ہے۔ (حکایات صحابہ باب ۹ صفحہ ۱۳۲۔۱۳۱)

دیو بند مکتبہ فکر کے نزدیک بھی لفظ عشق برا نہیں:

تبلیغی نصاب اور حکایات صحابہ دیو بند مکتبہ فکر کی نمائندہ کتابیں ہیں۔ اکثر تبلیغی نصاب والے اسی کتاب سے درس دیا کرتے ہیں۔ اسی کتاب سے تبلیغ کی جاتی ہیں۔ جب ایسی نمائندہ کتاب میں یہ لفظ بلاتردید کے درج ہے اور کسی نے ان کتابوں کا حوالہ دیتے ہوئے برا نہیں منایا۔ بلکہ سبھی اپنائے ہوئے ہیں تو واضح ہوا کہ دیو بند مکتبہ فکر کے نزدیک بھی لفظ عشق اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جو اوپر واضح کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مدنی تاجدار ﷺ کے فرمان کی تعظیم:

ابوداؤد شریف میں ہے کہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہمارے اونٹوں پہ چادریں پڑی ہوئی تھیں۔ جن میں سرخ ڈورے تھے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ یہ سرخی تم پر غالب ہوتی جاتی ہے۔ حضور کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ ہم لوگ ایک دم ایسے گھبرا کے بھاگے کہ ہمارے بھاگنے سے اونٹ بھی ادھر اُدھر بھاگنے لگے اور ہم نے فوراً سب چادریں اونٹوں سے اُتار لیں۔ (ابوداؤد شریف۔ حکایات صحابہ۔ تبلیغی نصاب)

(۵) فائدہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا عشق حبیب کبریا ﷺ ملاحظہ فرمایئے اور خود ہی غور و فکر فرمایئے کہ ایک مومن کی کیا شان ہوتی ہے۔ مومن کا عشق اپنے پیغمبر سے کیسا ہونا چاہیے؟ اور محبت اپنے پیغمبر سے کس درجہ کی ہونی چاہیے۔ درج بالا واقعہ بیان کرنے کے بعد دیو بند مکتبہ فکر کے شیخ الحدیث جناب محمد ذکریا صاحب نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی زندگی میں اس قسم کے واقعات کوئی اہمیت نہیں رکھتے ہاں ہماری زندگی کے اعتبار سے ان پر تعجب ہوتا ہے۔ ان حضرات کی عام زندگی ایسی ہی تھی۔ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب صلح حدیبیہ میں جس کا قصہ باب کے نمبر۳ پر گزرا کفار کی طرف سے قاصد کی حیثیت سے آئے تھے تو مسلمانوں کی حالت کا بڑی غور سے مطالعہ کیا اور مکہ واپس جا کر کفار سے کہا تھا کہ میں بڑے بڑے بادشاہوں کے یہاں قاصد بن کر گیا ہوں۔ فارس، روم اور حبشہ کے بادشاہوں کے یہاں قاصد بن کر گیا ہوں۔ میں نے کسی بادشاہ کے ہاں یہ بات نہیں دیکھی کہ اس کے درباری اس کی اس قدر تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت ان کی تعظیم کرتی ہے کبھی ان کا بلغم زمین پر گرنے نہیں دیتی۔ وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ پر پڑتا ہے اور وہ اس کو منہ اور بدن پر مل لیتا ہے۔ جب وہ کوئی حکم کرتے ہیں تو ہر شخص دوڑتا ہے۔ کہ تعمیل کرے۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کا پانی بدن پر ملنے اور لینے کے واسطے ایسے دوڑتے ہیں۔ گویا آپس میں جنگ و جدال ہو جائے گا اور جب وہ بات کرتے ہیں تو سب چپ ہو جاتے ہیں کوئی شخص ان کی طرف عظمت کی وجہ سے نگاہ اُٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ (حکایات صحابہ۔ صفحہ۱۳۳۔۱۳۲ تبلیغی نصاب)

مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ انور دیکھ کر ایک عورت کی موت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئیں اور آ کر عرض کیا کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرادو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ شریفہ کھولا اُنھوں نے زیارت کی اور زیارت کر کے روتی رہیں اور روتے روتے انتقال فرما گئیں رضی اللہ عنہا وارضاہا۔

فائدہ:

کیا اس عشق کی نظیر بھی کہیں ملے گی کہ قبر کی زیارت کی تاب نہ لا سکیں اور وہیں جان دے دی۔

(حکایات صحابہ صفحہ ۲۱۹ باب ۱۲۔ تبلیغی نصاب)

فائدہ:

تبلیغی نصاب اور حکایات صحابہ سے یہ حوالے محض اس لیے درج کیے ہیں تاکہ واضح ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لفظ عشق کا استعمال کرنا اتنا برا نہیں جتنا کہ بعض لوگ بے جا جرأت کا مظاہرہ کرنے کو سعادت تصور کرتے ہیں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی مثال:

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو جب سولی دی جانے لگی تو ابوسفیان نے پوچھا تجھے یہ گوارا ہے کہ ہم تجھے چھوڑیں اور تیری بجائے خدانخواستہ حضور کے ساتھ یہ معاملہ کریں؟ تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم! مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ حضور اپنے دولت کدہ پر تشریف فرما ہوں اور وہاں ان کے کانٹا چبھ جائے اور میں اپنے گھر آرام سے رہ سکوں۔ ابوسفیان کہنے لگا کہ میں نے کسی کے ساتھ کسی کو اتنا محبت کرتے نہیں دیکھا۔ جتنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کو ان سے ہے۔

شان نزول:

ایک صحابی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کہ آپ کی محبت مجھے میری جان و مال اور اہل و عیال سے زیادہ ہے۔ میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں اور آپ کا خیال آجاتا ہے تو صبر نہیں ہوتا یہاں تک کہ حاضر ہوں اور آ کر زیارت نہ کرلوں۔

مجھے یہ فکر ہے کہ موت تو آپ کو بھی اور مجھے بھی ضرور آنی ہے اس کے بعد آپ تو انبیاء کے درجہ میں چلے جائیں گے تو مجھے یہ خوف رہتا ہے کہ پھر میں آپ کو نہیں دیکھ سکوں گا حضور نے اس کے جواب میں سکوت فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ آیت سنائی۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ (پارہ ۵ سورۃ النساء آیات نمبر ۷۰-۶۹)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔

(کنز الایمان شریف)

اس قسم کے واقعات بہت سے صحابہ کو پیش آئے اور آنا ضروری تھے عشق است و ہزار بدگمانی۔ حضور نے جواب میں یہی آیت سُنائی چنانچہ ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ سے ایسی محبت ہے کہ جب خیال آجاتا ہے۔ اگر اس وقت میں آکر زیارت نہ کرلوں تو مجھے غالب گمان ہے کہ میری جان نکل جائے مگر مجھے یہ خیال ہے کہ اگر میں جنت میں داخل بھی ہو گیا تب بھی آپ سے تو نچلے درجہ میں ہوں گا مجھے تو جنت میں بھی آپ کی زیارت بڑی مشقت ہوگی۔ آپ نے یہی آیت سُنائی۔
(تبلیغی نصاب حکایات صحابہ)

تفسیر خزائن العرفان:

حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ اسی آیت مبارکہ کا شان نزول بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

حضرت ثوبان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کمال محبت رکھتے تھے جدائی کی تاب نہ تھی ایک روز اس قدر غمگین اور رنجیدہ حاضر ہوئے کہ چہرہ کا رنگ بدل گیا تھا حضور نے فرمایا آج رنگ کیوں بدلا ہوا ہے عرض کیا نہ مجھے کوئی بیماری ہے نہ درد بجز اس کے کہ جب حضور سامنے نہیں ہوتے تو انتہا درجہ کی وحشت و پریشانی ہو جاتی ہے جب آخرت کو یاد کرتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں میں کس طرح دیدار پا سکوں گا۔ آپ اعلیٰ ترین مقام میں ہوں گے مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے جنت بھی دی تو اس مقام عالی تک رسائی کہاں کہ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اُنھیں تسکین دی گئی کہ باوجود فرق منازل کے فرمانبرداروں کو باریابی اور معیت کی نعمت سے سرفراز فرمایا جائے گا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عشق حبیب کبریا:

جب مدنی تاجدار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ شریف کرنے کے ارادہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ بڑا مشہور واقعہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف سے قاصد بنا کر سردارانِ مکہ کے پاس بھیجا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے باوجود مسلمان ہو جانے کے مکہ میں بہت عزت تھی اور ان کے متعلق زیادہ اندیشہ نہیں تھا اس لیے ان کو تجویز

فرمایا تھا۔ وہ تشریف لے گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رشک ہوا کہ عثمان تو مزے سے کعبہ کا طواف کر رہے ہوں گے۔

یہ سُن کر نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے اُمید نہیں کہ وہ میرے بغیر طواف کریں

چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکۃ المکرمہ میں داخل ہوئے تو ابان بن سعید نے اُنھیں اپنی پناہ میں لے لیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کہا کہ جہاں دل چاہے چلو پھرو۔ تم کو کوئی روک ٹوک نہیں سکتا۔ آپ ابوسفیان وغیرہ سردارانِ مکہ سے ملتے رہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچاتے رہے جب واپس ہونے لگے تو کفار نے خود درخواست کی تم مکہ میں آئے ہو تو طواف کعبہ بھی کرلو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا کہ حضور تو طواف کرنے سے روکے گئے ہوں اور میں طواف کرلوں۔ آپ کا یہ جواب سُن کر قریش کو بہت غصہ آیا۔ اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو واپس جانے سے روک لیا مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمان غنی اللہ عنہ کو واپس جانے سے روک لیا مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آخر دم تک لڑنے کی بیعت لی۔ جب کفار کو یہ خبر پہنچی تو وہ گھبرا گئے اور آپ کو چھوڑ دیا۔

(۷) بے انتہا عشق و محبت:

یہ مکمل واقعہ درج کرنے کے بعد دیو بند مکتبہ فکر کے شیخ الحدیث محمد ذکریا صاحب لکھتے ہیں کہ۔

اس قصہ میں حضرت ابو بکر صدیق کا ارشاد حضرت مغیرہ کا مارنا، صحابہ کا عام برتاؤ جس کو عروہ نے بہت غور سے دیکھا۔ حضرت عثمان کا طواف سے انکار ہر واقعہ ایسا ہے کہ حضور کے ساتھ بے انتہا عشق و محبت کی خبر دیتا ہے۔

(حکایات صحابہ صفحہ ۲۱۴ تبلیغی نصاب)

(۸) محبت و عشق وہ جو مصیبت اور تکلیف کے وقت باقی رہے:

ابتدائے اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ اپنے اسلام کو حتی المقدور مخفی رکھتا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی اسی وجہ سے کہ ان کو کفار کی طرف سے اذیت نہ پہنچے۔ اخفاء کی تلقین ہوتی تھی جب مسلمانوں کی مقدار انتالیس تک پہنچی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اظہار کی درخواست کی کہ علی الاعلان تبلیغ کی جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اول انکار فرمایا مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اصرار پر قبول فرمالیا اور ان سب حضرات کو ساتھ لے کر مسجد کعبہ میں تشریف لے گئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تبلیغی خطبہ شروع کیا یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو اسلام میں پڑھا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسی دن اسلام لائے اور اس کے تین دن بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف با اسلام ہوئے ہیں۔

خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے کفار و مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی باوجودیکہ مکہ مکرمہ میں ان کی عام طور سے عظمت اور شرافت مسلم تھی اس قدر مارا کہ تمام چہرہ مبارک خون سے بھر گیا۔ ناک کان سب لہولہان ہوگئے تھے۔ پہچانے نہ جاتے تھے جوتوں سے لاتوں سے مارا پاؤں میں روندا حتیٰ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بے ہوش ہوگئے آپ کے قبیلہ بنو تمیم والوں کو خبر ہوئی تو آپ کے قبیلے والے آپ کو اُٹھا لے گئے۔ آپ کے زندہ بچنے کی امید نہ تھی۔ آپ کے قبیلے کے افراد نے مسجد میں آکر اعلان کیا کہ اگر ابو بکر فوت ہوگیا تو ہم ان کا بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے۔ کیونکہ اسی نے

سب سے زیادہ شدت اختیار کی تھی۔ شام تک آپ عالم بے ہوشی میں رہے۔ شام کے وقت آوازیں دینے پر آپ بولے آپ کی زبان مبارک سے سب سے پہلا لفظ یہی نکلا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے بہت سخت سست کہا کہ یہ حالت اُنھیں کی وجہ سے ہوئی ہے۔

بات کی تو وہ بھی حضور ہی کی۔ لوگ بددل ہو کر وہاں سے چلے گئے۔ آپ کی والدہ کچھ تیار کر کے لائیں اور کھانے پر اصرار کیا مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وہی صدا تھی کہ حضور کا کیا حال ہے۔ آپ کی والدہ نے جواب دیا مجھے تو خبر نہیں کہ کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اُم جمیل (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن) کے پاس جا کر دریافت کرلو کہ کیا حال ہے؟ آپ کی والدہ بیٹے کی اس مظلومانہ حالت کی بیتابانہ درخواست کو پورا کرنے کے لیے اُم جمیل کے پاس گئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال پوچھا۔ چونکہ وہ بھی اپنا اسلام چھپائے رکھتی تھی اس لیے فرمایا کون محمد؟ کون ابو بکر؟ پھر فرمایا کہ تیرے بیٹے کی حالت سُن کر رنج ہوا اگر تو کہے تو میں چل کر اس کی حالت دیکھوں۔ اُم خیر نے قبول کرلیا ان کے ساتھ گئیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر تحمل نہ کر سکیں اور کفار کے حق میں بددعا کرنے لگیں کہ ان کا کیا حال کر دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ حضور کا کیا حال ہے؟ اُم جمیل نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی والدہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ سن رہی ہیں؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان سے خوف نہ کرو۔ حضرت اُم جمیل رضی اللہ عنہ نے خیریت سُنائی اور عرض کیا کہ ارقم کے گھر ہیں

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ کو خدا کی قسم ہے کہ اس وقت تک کوئی چیز نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک حضور کی زیارت نہ کرلوں۔ آپ کی والدہ کو بے قراری تھی کہ وہ کچھ کھا پی لیں اور آپ نے قسم کھائی کہ میں جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرلوں گا کچھ نہ کھاؤں گا۔ اس لیے آپ کی والدہ نے اس کا انتظار کیا کہ لوگوں کی آمد و رفت بند ہو جائے مبادا کہ کوئی دیکھ لے اور کچھ اذیت پہنچائے۔

جب رات کا بہت سا حصہ گزر گیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لے کر حضور کی خدمت اقدس میں ارقم کے گھر پہنچیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور سے لپٹ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی لپٹ کر روئے اور سب مسلمان رونے لگے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ یہ میری والدہ ہیں آپ ان کے لیے ہدایت کی دُعا بھی فرما دیں اور ان کو اسلام کی تبلیغ بھی فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دُعا فرمائی پھر اسلام کی ترغیب دی۔ وہ فوراً مسلمان ہو گئیں۔ (خلاصہ از حکایات صحابہ تبلیغی نصاب)

فائدہ:

عیش و عشرت نشاط و فرحت کے وقت محبت کے دعوے کرنے والے سینکڑوں ہوتے ہیں محبت و عشق وہی ہے جو مصیبت اور تکلیف کے وقت بھی باقی رہے۔ (تبلیغی نصاب۔ حکایات صحابہ صفحہ ۲۰۸)

فائدہ:

یہ تمام واقعات اور لفظ عشق کے متعلق حوالہ جات محض اس لیے تبلیغی نصاب اور حکایات صحابہ سے لیے ہیں تا کہ واضح ہو جائے کہ لفظ عشق ''یہ عرب لفظ نہیں ہے بلکہ حقیقت تو یہی ہے کہ محبت کے انتہا درجے کا نام عشق ہے جیسا کہ لغت کی مشہور و معروف تصانیف المنجد اور مصباح اللغات وغیرہ کے حوالے درج کیے ہیں۔ مگر اکا دکا لوگ اعتراض کرتے سُنائی دیتے۔ اُنھیں بھی علم

ہوجائے کہ علمائے دیوبند کے نزدیک بھی یہ لفظ برا نہیں اسی طرح اسم خدا کے بارے میں بھی بعض لوگ کشمکش کا شکار ہوجاتے ہیں چونکہ چنانچہ کی زبانی کلامی پھول جھڑیاں چھوڑتے نظر آتے ہیں۔ انھیں دیوبند مکتبہ فکر کے شیخ الحدیث کا حوالہ ملاحظہ کر کے خاموشی اختیار کرنی چاہیے تفصیلات مطلوب ہوں تو حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے کلام کی شرح پہ مبنی الفقیر القادری ابواحمد اویسی کی تصنیف لطیف فیضان الفرید کا مطالعہ کیجیے۔

مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق:

نمونے کے طور پر یہ چند حکایات عرض کی ہیں ورنہ حق تو یہ ہے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین تبع تابعین اور بزرگان دین سبھی مدنی تاجدار کے عشاق ہیں۔ آپ کے عشاق کی فہرست نہایت طویل ہے ان میں مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس سے تا حال ہر دور میں مدنی تاجدار کے عشاق اپنے اپنے رنگ میں آپ سے محبت وعشق کا ثبوت فراہم کرتے رہے۔ کچھ لوگوں کی نظروں میں آگئے اور کچھ کو اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا۔ جن عشاق کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا ان میں سے ایک عظیم ہستی مدنی تاجدار کے محبوب حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا۔

اسی طرح آپ کی مزار ... کی نظروں سے پوشیدہ رکھی حتیٰ کہ عام لوگوں کی نظر سے روز آخرت بھی آپ کو اللہ تعالیٰ پوشیدہ رکھے گا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی مزار کے متعلق سو فیصد یقین سے کوئی نہیں کہہ سکتا یہ مزار حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔

جنت میں بھی اللہ تعالیٰ آپ کی شکل کے فرشتے آپ کے ساتھ ہی جنت میں داخل فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ الفقیر ابواحمد غلام حسن اویسی قادری کو آپ کے احوال کے متعلق ایک گلدستہ پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسے شرف قبولیت سے نوازے اور مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے توشہ آخرت بنائے آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

------☆☆☆------

باب ۲:

اولیاء اللہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے ملفوظات کے فائدے

الحمدللّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین وعلی الہ و اصحابہ اجمعین

امابعد!

فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰنِ الرَّحِیۡمَ:

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم الامین وعلمائے ملتہ و اولیائے امتہ اجمعین۔

جاننا چاہیے کہ رب کائنات کا احسان عظیم ہے کہ جس نے ہمیں اشرف الخلوق کے شرف سے نوازا۔ مگر افسوس کہ ہمیں جو مقام عطا فرمایا گیا ہم نے اس کی پاسداری نہ کی۔ اشرف الخلوق کوئی معمولی مقام نہیں نہایت عظیم مقام ہے۔ جن لوگوں نے اپنی شان قائم رکھی ان کے متعلق خالق کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ

الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون o

بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم کی محبت:

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ ان کی شان بیان کرتے ہوئے صرف ان سے محبت رکھنے کے متعلق ارشاد فرما ہے کہ:

حُبِ درویشاں کلید جنت است
دشمن ایشاں لائق لعنت است

یعنی اولیائے کرام محبوبان بارگاہ صمدیت کی عظمت یہ ہے کہ ان کی محبت جنت کی چابی ہے اور ان کا دشمن لعنت کے لائق ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان مبارک ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟

مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو نے قیامت کے دن کے لیے نیک اعمال میں سے کون سے نیک اعمال جمع کیے ہیں

جو قیامت کے آنے کے متعلق پوچھتا ہے؟

اس صحابی نے عرض کیا کہ قیامت کے لیے تو میں نے اتنی خاص تیاری نہیں کی۔ البتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے (محبوب) رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ"

(قیامت کے دن) تُو اس کے ساتھ ہوگا جسے تو دوست رکھتا ہے۔

فائدہ:

یعنی اگر تو اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے تو اس کے جوارِ رحمت میں ہوگا۔ اگر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے تو قیامت کے دن تجھے ان کی قربت میسر ہوگی اگرچہ ان کا مقام و مرتبہ اتنا بلند اور معزز ہے کہ وہاں تک رسائی حاصل نہ ہوگی۔ مگر ان کی محبت ورمتابعت کا نور محبوں اور متبعوں پہ چمکے گا اور معیت وقرب نصیب ہوگا۔

فائدہ:

اسی طرح اولیاء کرام کی محبت بھی انشاء اللہ رنگ لائے گی قیامت کا دن ہوگا جب قیامت کے دن اولیائے الرحمٰن سے محبت کرنے والوں کو درجات اور مقامات علیا سے نوازا جائے گا۔ ان کے چہرے کھل رہے ہوں گے۔ ان کے چہروں پہ چمک ہوگی رونق ہوگی وہ خوشی میں پھولے نہ سمارہے ہوں گے تو مخالفین اور اولیائے کرام کے نام پہ جن کی پیشانی پہ بل پڑ جاتے ہیں۔ وہ دیکھ کر پچھتائیں گے کہ کاش دنیا میں، میں نے بھی محبوبانِ بارگاہِ حق سے محبت کی ہوتی تو آج میں بھی بارگاہِ حق سے اسی طرح انعامات سے نوازا جاتا۔

اس لیے آیئے آج دنیا میں رہتے ہوئے اولیائے کرام سے محبت کیجیے کیونکہ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

حُبِّ درویشان کلید جنت است
دشمن ایشان لائق جہنم است

ابواحمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

ولیاں نال توں محبت کر لے جے توں جنت چاہنا ایں
ولیاں نال دشمنی نہ کر جے جہنم تو بچنا چاہنا ایں
ولیاں دی محبت جنت دی کُنجی، بیٹھ تینوں سمجھاواں
دشمنی اوہناں دی جہنم دی کُنجی تاھیوں تینوں ھٹاواں
ولیاں نال جے محبت کریں تاں اللہ راضی ہوسیں
ورنہ کل پیا پچھتاسیں روز قیامت روسیں

اصول:

یہ اصول عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ انسان کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اس کا تذکرہ بار بار کرتا ہے۔ بات بات پہ محبوب کا ذکر زبان پہ جاری ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اہلسنت و جماعت اولیائے کرام کا ذکر خیر کرتے رہتے ہیں سُنتے رہتے ہیں اولیائے کرام کے حالات و واقعات، کرامات اور ملفوظات سُنتے سناتے رہتے ہیں اور ان کے ذکر مبارک اور ملفوظات پہ مبنی کتب لکھتے اور پڑھتے رہتے ہیں۔ یہ اولیائے کرام سے محبت کی دلیل ہے اور اولیائے کرام کی محبت جنت کی چابی ہے۔ جہنم سے نجات حاصل ہونے کا سبب ہے۔ حق تعالیٰ کے انعامات کے حصول کا سبب ہے۔

اولیاء الرحمن رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے حالات وملفوظات کے فوائد:

اولیائے کرام، محبوبان بارگاہِ حق کے حالات، ملفوظات وغیرہ لکھنے پڑھنے، سننے اور سنانے کے بے شمار فائدے ہیں۔ ضدی کی ضد اور ہٹ دھرم کی ہٹ دھرمی کا کیا علاج؟ کیونکہ ایسے ضدی اور ہٹ دھرم کی بدقسمتی ہے بلکہ اس کی بدقسمتی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے وہ لوگ بھی عبرت حاصل کریں جو لوگ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ کتابیں پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں اس لیے کتابیں نہیں پڑھنی چاہئیں۔ ایسا مقولہ اکثر جہلاء کی زبان سے سننے میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جہلاء کی جہالت سے محفوظ رکھے آمین۔

جہلاء کی اسی جہالت کی تردید کے سلسلے میں ایک رسالہ (اچھی کتابوں کے مطالعہ کے فوائد) لکھا ہے۔ اللہ کرے اس کی اشاعت کے وسائل میسر ہو جائیں۔

فیض ملت کا مشاہدہ:

شیخ القرآن والتفسیر ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی نے اپنا مشاہدہ یوں بیان فرمایا ہے کہ:

عموماً ہم نے مشاہدہ اور تجربہ کیا ہے کہ محبوبانِ خدا کی تاریخ اور ان کے ملفوظات کا مطالعہ کرنے والے رقیق القلب اور خوفِ خدا اور آخرت کی طرف رجوع والے ہوتے ہیں اور ان کے مطالعہ سے سب سے بڑھ کر یہ فائدہ ہے کہ مرنے کے بعد دل میں امنگ ہوتی ہے کہ قبر و حشر میں اُن کی رفاقت نصیب ہو۔ عالم کشف و رؤیا والوں نے شہادت دی ہے کہ واقعی ان کی آرزو پوری ہوئی۔ (ذکر اویس صفحہ ۱۶)

فائدہ:

واضح ہوا کہ ذکر اولیاء کرام سننا سنانا اور اولیائے کرام کے ملفوظات پہ مبنی کتب پڑھنے اور سننے کے بے شمار فائدے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں کہ

۱۔ رقیق القلبی جیسی نعمت حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ دل میں خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ آخرت کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے بندہ گناہوں سے پرہیز کرنے لگتا ہے اور نیکیوں کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ سب سے بڑھ کر یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ قبر و حشر میں ان کی رفاقت کی امنگ دل میں پیدا ہوتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی محبت کا سبب بنتی ہے اور اولیائے کرام کے قرب کا سبب بنتی ہے اور اولیاء الرحمٰن کا قرب ان کی محبت کا سبب ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

۵۔ آرزو پوری ہوتی ہے۔

بزرگوں کے ملفوظات لکھنے کے مزید فائدے:

۱۔ تذکرہ اولیاء اللہ اور اولیائے کرام کے ملفوظات کا مطالعہ کرنے سے حسن عمل کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔
۲۔ دنیا و مافیہا سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ ۳۔ گناہوں سے توبہ نصیب ہوتی ہے۔
۴۔ نور ایمان حاصل ہوتا ہے۔ ۵۔ آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔
۶۔ مردہ دل زندہ ہوتے ہیں۔ ۷۔ رحمت حق کا نزول ہوتا ہے۔
۸۔ حضرت سلطان الاولیاء خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہ نے فرمایا کہ ذکر اولیاء کے وقت رحمت حق تعالیٰ نازل ہوتی ہے۔ (ذکر اویس صفحہ ۱۶)

نامہ اعمال میں عبادت کا ثواب:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے شیخ نجم الدین صغری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا ہے کہ منازل امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ میں ہے کہ ذکر اولیاء عبادت ہے اور ذکر کرنے والے کے نامہ اعمال میں عبادت کا ثواب درج کیا جاتا ہے۔ (ذکر اویس صفحہ ۱۷۔۱۶)

رحمت کا نزول:

حدیث مبارکہ میں ہے کہ
عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ
اولیائے کرام کے ذکر کے وقت رحمت حق کا نزول ہوتا ہے۔

کفارہ:

کنز العمال شریف میں ہے کہ
ذکر الصالحین طاعۃ وکفارہ
صالحین (اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کا ذکر طاعت اور کفارہ ہے۔

بخشش:

یحییٰ عمار رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھ کر ان کا حال دریافت کیا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمار میں تجھ سے سخت باز پرس کرتا مگر چونکہ ایک دن تو کسی اور مجلس میں میری تعریف کر رہا تھا کہ میرا ایک دوست (ولی) بھی وہاں آنکلا اور میرا ذکر سن کر لطف اندوز ہوا۔ لہٰذا میں نے اس کے لطف اندوز ہونے کے سبب تجھ کو بخش دیا ورنہ تو دیکھتا کہ تیرے پاس (ساتھ) کیا معاملہ کرتا (ذکر اویس صفحہ ۱۷)

مرشد کریم کے ملفوظات لکھنے کا اجر:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ پندرہ ماہ رجب ۶۵۵ ہجری کو پائے بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ مسلمانوں کا دُعا گو نظام الدین احمد بدایونی جو سلطان الطریقت کا ایک غلام ہے اور ان معانی کا جمع کرنے والا ہے عرض پرداز ہے کہ جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تو آپ نے چارتر کی کلاہ جو زیب سر فرمائی تھی اُتار کر دُعا گو کے سر پر رکھی اور خاص خرقہ اور لکڑی کی نعلین عطاء فرمائی۔

نیز فرمایا ارادہ تو تھا کہ ہندوستان کی ولایت کسی اور کو دوں لیکن تم راستے میں تھے کہ الہام ہوا کہ یہ ولایت نظام الدین بدایونی کی ہے اسے دو۔ میں پائیوسی کے اشتیاق سے اُٹھ کر کچھ عرض کرنے لگا۔ لیکن مارے رعب کے نہ کر سکا۔ آپ نے روشن ضمیری کی وجہ سے واقف ہو کر فرمایا کہ ہاں۔ اس سے تمہارا اشتیاق جیسے کہ دل میں ہے۔ اس سے زیادہ ہم پر روشن ہے۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ لکل داخل دھشۃ جب میں نے سنا تو دل میں خیال کیا کہ اس کے بعد جو کچھ زبان مبارک سے نکلے گا میں اسے قلمبند کرتا جاؤں گا۔ ابھی یہ خیال میرے دل میں گزرنے بھی نہ پایا تھا کہ فرمایا کہ اس مرید کی کیا ہی سعادت ہے جو اپنے پیر کے فرمودہ کو قلم بند کرے اور گوش ہوش اس طرف لگائے اس واسطے کہ ابرار اولیاء میں لکھا ہے کہ جب مرید کچھ اپنے پیر کی زبانی سُنے لکھے تو حروف نوشتہ کے بدلے ہزار سال کی اطاعت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور مرنے کے بعد اس کا مقام علیین میں ہوتا ہے۔ (راحت القلوب مجلس اول صفحہ ہشت بہشت)

فائدہ:

الحمد للہ الفقیر ابو احمد اویسی کو بھی اپنے مرشد کریم قبلہ مجدد دور حاضرہ فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کے ملفوظات کے تین مجموعے لکھنے کی توفیق میسر آئی ہے اور چوتھا مجموعہ دروس کا موتی پہ بھی کام مکمل ہو چکا ہے۔ الفقیر القادری سے برادرِ طریقت حضرت علامہ صوفی مختار احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی (خادم سیرانی کتب خانہ نزد سیرانی مسجد بہاولپور) نے یہ چاروں مجموعے شائع کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اُنھیں دنیا و آخرت میں اپنی خاص عنایات سے سرفراز فرمائے۔

جمعیت کا حصول:

بزرگانِ دین کے تذکرہ اور ملفوظات حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے شروع میں امید ظاہر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ ''امید ہے کہ انشاء اللہ اس (فوائد الفوائد) کے پڑھنے سننے والے کو دونوں جہاں کی جمعیت حاصل ہوگی۔

(فوائد الفوائد جلد ۲ صفحہ ۴)

راحت کا حصول:

حضرت امیر حسن علی سنجری رحمتہ اللہ علیہ نے فوائد الفوائد کے پانچویں حصے کے ابتداء میں بیان فرمایا ہے کہ امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس جام جان بخش کے ایک گھونٹ سے جو روح کو راحت دینے والا ہے۔ بیان کرنے والے، سننے والے اور لکھنے والے کو راحت حاصل ہوگی۔

فائدہ:

اولیائے اللہ کی زبانی اور قلم سے نکلے ہوئے کلمات اثر رکھتے ہیں اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اولیاء الرحمٰن کے ملفوظات بغور سنیں اور ان کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔ تفصیلات الفقیر القادری ابو احمد اویسی نے اپنی کتاب (اچھی کتابوں کے مطالعہ کے فوائد) میں بیان کردی ہیں اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت کے وسائل عطا فرمائے۔

------☆☆☆------

باب ۳:

فضائل حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ

فضائل و مقام اویس قرنی رحمة الله:

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے برگزیدہ بندوں کے احوال خصائص اور ملفوظات کا مطالعہ کرنا نہایت مفید کام ہے۔ کیونکہ اولیائے کرام کی زندگیوں کا مطالعہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول کا سبب ہے کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة یعنی صالحین کا ذکر کرنے اور سننے کے وقت رحمت حق کا نزول ہوتا ہے۔ بلکہ ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ذکر الانبیاء عبادۃ و ذکر الصالحین طاعۃ و کفارۃ اللذنوب یعنی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرنا عبادت ہے اور صالحین یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں اولیاء اللہ کا ذکر کرنا طاعت اور گناہوں کے لیے کفارہ ہے۔

ایسے ہی بزرگ اور نیک بندوں کی شان بیان کرتے ہوئے رب کائنات نے ارشاد فرمایا کہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

اولیائے کرام کا ذکر بیان کرنے اور سننے سے اولیاء اللہ کی عظمت ذہنوں میں پیدا ہوتی ہے۔ دلوں میں ان کی محبت پیدا ہوتی ہے اولیائے کرام کی عظمت کا ذہنوں میں پیدا ہونا اور دلوں میں ان کی محبت پیدا ہونا دنیا و آخرت میں بے شمار فوائد کے حصول کا سبب ہے۔ ایسے بے شمار فوائد میں سے ایک فائدے کا ذکر ایک حدیث مبارکہ میں یوں بیان ہوا ہے۔

حدیث شریف:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یارسول اللہ اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے جس نے کسی کو دیکھا بھی نہ ہو اور نہ ہی اس سے ملاقات کی ہو اور نہ ہی اس کی صحبت میں رہا اور نہ ہی اس کے عمل پر عمل کیا۔ مگر اسے دوست رکھتا ہو۔

مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت کرتا ہوگا۔

فائدہ:

الحمدللہ ہم جماعت اہلسنت و جماعت محبوبانِ بارگاہِ حق سے محبت کرتے ہیں۔ اس لیے انشاء اللہ اولیائے کرام کی محبت دنیا و آخرت میں بارگاہ حق سے انعامات کے حصول کا سبب ہوگی۔ حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا گناہوں کی بخشش ہوگی۔ نیکیوں میں اضافہ ہوگا۔ پل صراط سے گزرنا آسان ہوگا اور ایسے ہی بے شمار فوائد کے ساتھ ساتھ خصوصاً محبوبانِ حق کا ساتھ نصیب ہوگا۔

حقانیت اہلسنت کی ایک دلیل:

اہلسنت و جماعت کے حق ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ الحمد للہ اہلسنت و جماعت اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے محبت کرنا دنیا و آخرت میں حق تعالیٰ سے انعامات کے حصول کا سبب ہے حق تعالیٰ ہم سب کو محبوبان بارگاہ کے ساتھ محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور تادمِ آخر اسی پر قائم رکھے۔ (آمین ثم آمین)

انبیاء و اولیاء سے محبت کرنے والی جماعت:

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے محبت رکھنے والی جماعت ''جماعت اہلسنت'' اور دعوتِ اسلامی سے پیار کیجیے۔ اللہ والوں سے اور اللہ والوں کی جماعت سے پیار کرنا ان کا قرب حاصل کرنا ان کی محفل میں بیٹھنا ان کے طریقے کے مطابق عمل کرنے کی کوشش نہایت ہی مجرب عمل ہے حق تعالیٰ صالحین کی صحبت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ صالحین کی صحبت انسان کو صالح بنا دیتی ہے ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

صالحین دی صحبت یارا بنا دیندی اے صالح
بدکاراں دی صحبت بنادیندی اے طالح

تعارف حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت اویس قرنی وہ عاشق صادق ہیں کہ
جن کی عظمت وفضیلت اور تعارف خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔ انشاء اللہ وہ احادیث مناسب موقع پر بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

عزالدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے مشہور زاہد تھے۔ آپ تابعین میں بڑا مقام رکھتے ہیں۔ آپ کا تعارف بیان کرتے ہوئے ابن اثیر نے بیان فرمایا ہے کہ ''انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا تھا مگر آپ کو دیکھا نہیں (آپ) کوفہ میں رہتے تھے۔ وہاں کے اعلیٰ طبقہ کے تابعین میں سے تھے۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۶)

حلیۃ الاولیاء میں ہے:

۱۵۷۔ ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، احمد وعبید اللہ بن عمر، عبدالرحمٰن بن مہدی، عبداللہ بن اشعث بن سوار بن دثارؒ کے سلسلہ سند سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ بے شک میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کپڑا نہ ہونے کی وجہ سے مسجد اور مصلی میں آنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ ان کے ایمان نے اُنھیں لوگوں کے آگے سوال کرنے سے روکے رکھا۔ ان ہی برگزیدہ ہستیوں میں سے اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اور فرات بن حیان رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ (کنز الاعمال: ۳۴۰۶۰ والزہد للامام احمد ۱۳۰۔ ۳۴۱ معہ حاشیہ حلیۃ الاولیاء اُردو ترجمہ حصہ دوم ۴۱۶۔ صفحہ ۴۱۵)

سرخیل تابعین:

شاہ معین الدین احمد صاحب نے لکھا ہے کہ سرخیل تابعین حضرت اویس قرنی وطناً یمنی اور نسباً قبیلہ مراد سے تھے۔ ان کو

بارگاہ رسالت سے غائبانہ خیر التابعین کا لقب ملا تھا۔ (تابعین کے ایمان افروز حالات صفحہ ۵۳)

آفتاب ملت:

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ تابعین میں سے آئمہ تصوف میں آفتاب امت اور دین وملت کی شمع حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اہل طریقت کے مشائخ کبار میں سے تھے۔ (کشف المحجوب باب ۱۰)

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ امام و پیشوا:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ متاعِ دنیا کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ تو یہ ہے متاع دنیا کہ جس پر لوگوں کو فخر و ناز ہوتا ہے سو یاد رہے کہ ان میں سے جو کچھ آخرت کے لیے ہے۔ بس وہی کچھ آخرت کے لیے ہے لیکن عیش و عشرت یا فراوانی مال یا کثرت سامان کا تعلق آخرت سے نہیں ہو سکتا بلکہ دنیا کے تین درجے ہیں۔ یعنی ایک تو بقدر ضرورت طعام، لباس اور مسکن اور اگر اس سے زیادہ کی ضرورت ہو تو وہ حاجت (یعنی بلاضرورت محتاج ہونا) ہے اور اگر اس سے بھی آگے بڑھ جائے تو یہ زینت ہے اور اس سے مراد شوکت و تجمل کی کثرت و فراوانی ہے اور اس کی تو کوئی حد نہیں ہوتی پس جس نے بقدر ضرورت پر صبر کر لیا اس نے درست کیا (اور اہل بہشت میں ہوگا) اور جو تجمل کے پیچھے پڑا وہ دوزخ کی گہرائیوں میں گر گیا کہ اس کی بھی کوئی حد و انتہا نہیں ہوتی اور جس نے حاجت پر اکتفا کی وہ خطرے سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ حاجت کی بھی دو طرفیں ہوتی ہیں جن میں سے ایک تو ضرورت کے قریب تر ہوتی ہے اور دوسری کے ڈانڈے عیش و عشرت سے ملے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کا درمیانی درجہ تو بڑے اجتہاد اور ریاضت ہی سے پہچانا جا سکتا ہے اور اس میں بڑا خطرہ جو ممکن ہوتا ہے وہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی اس چیز کو جو حاجت سے زیادہ ہوا سے حاجت تصور کرتے ہوئے حاصل کر لے اور یوں اپنے آپ کو لائق پرسش ٹھہرائے چنانچہ اسی خدشہ کے پیش نظر بزرگانِ دین نے ہمیشہ "بقدر ضرورت" پر قانع و صابر رہنا درست سمجھا اور ایسے لوگوں کے امام و پیشوا کہلانے کے مستحق اگر ہیں تو حضرت اویس قرنی ہیں۔ جنھوں نے دنیا (کی وسعتوں) کو تو اپنے اوپر اس درجہ تنگ کر لیا تھا کہ لوگ اُنھیں دیوانہ کہا کرتے تھے۔ (کیمیائے سعادت اصل پنجم)

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کہ اویس خیر التابعین ہیں اس بارے میں صریح ہے کہ وہ تابعین سے مطلقاً بہتر ہیں۔ (بزم اولیاء ترجمہ روض الریاحین صفحہ ۲۸۳)

فائدہ:

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اس ارشاد سے یہ دلیل بھی ملتی ہے کہ نفع لازم، نفع متعدی سے بعض اوقات افضل بھی ہوتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خداشناس علمائے باطن احکام شناس علمائے ظاہر سے افضل ہیں۔
(بزم اولیاء ترجمہ روض الریاحین صفحہ ۲۸۳

مقتدائے اربعین:

حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ آپ جلیل القدر تابعین اور مقتدائے اربعین میں سے ہوئے ہیں حضور اکرم فرمایا کرتے تھے کہ اویس احسان و مہربانی کے اعتبار سے بہترین تابعین میں سے ہیں اور جس کی توصیف سرکار دو عالم

فرمادیں اس کی تعریف دوسرا کوئی کیا کرسکتا ہے (تذکرۃ الاولیاء باب ۲)

فائدہ:

آپ کے فضائل ومناقب بزرگانِ دین نے بڑے بیان فرمائے ہیں۔اب وہ فضائل ملاحظہ فرمایئے جو احادیث مبارکہ میں بیان ہوئے ہیں۔ یہاں صرف ایک حدیث مبارکہ بطور تبرک حاضر ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک ایک شخص تمھارے پاس یمن کی طرف سے آئے گا جسے اویس کہا جاتا ہے وہ یمن میں سوائے اپنی والدہ کے کسی کو نہیں چھوڑے گا۔ اس کے جسم پر سفیدی تھی اس نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی تو اس کریم نے وہ سفیدی دور کردی سوائے ایک دینار یا ایک درہم کی جگہ کے تم میں سے جو اسے ملے تو چاہیے کہ وہ تمھارے لیے دُعائے مغفرت کریں۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۳)

مقام اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام بیان کرتے ہوئے حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آپ کی ذات والاصفات قبلہ تابعین قدوۃ العارفین، آفتاب پنہاں، ہم نفس رحمان ہے حضور پر نور جناب رسالت مآب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ اویس قرنی احسان اور عطف کے لحاظ سے تمام تابعین میں سے افضل ہیں تو جس کی خود حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تعریف فرمائیں تو بھلا اس کی صفت میں کیونکر بیان کرسکتا ہوں۔ گاہ بگاہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یمن کی سمت منہ کرکے فرماتے:

انّی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن

یمن کی طرف سے نسیم رحمت کی آمد پاتا ہوں

(تذکرۃ الاولیاء باب ۲ ذکر حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

تعارف:

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ تابعین میں سے آئمہ تصوف میں آفتاب امت اور دین وملت کی شمع حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اہل طریقت کے مشائخ کبار میں سے تھے۔

(کشف المحجوب باب ۱۰)

فضائل حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق چند احادیث

حدیث ۱:

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق احادیث ملاحظہ فرمایئے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَجُلاً يَّاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَهٗ قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَى اللّٰهَ فَاَذْهَبَهٗ اِلَّا مَوْضَعَ الدِّيْنَارِ اَوِالدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ

(مشکوٰۃ شریف)

حدیث ۲:

وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ خَيْرَالتَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ وَلَهٗ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَمُرُوْهُ فَيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ (رواہ مسلم) (مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک ایک شخص تمھارے پاس یمن کی طرف سے آئے گا جسے اُویس کہا جاتا ہے وہ یمن میں سوائے اپنی والدہ کے کسی کو نہیں چھوڑے گا۔ اس کے جسم پر سفیدی تھی ۱ اس نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی تو اس کریم نے وہ سفیدی دُور کردی۔ سوائے ایک دینار یا ایک درہم ۲ کی جگہ کے تم میں سے جو اسے ملے تو چاہیے کہ وہ تمھارے لیے دُعائے مغفرت کریں ۳۔
اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ تابعین میں سے بہترین وہ ایک مرد ہے جسے اُویس کہا جاتا ہے اس کی والدہ ہے اور اس کے جسم پر سفیدی تھی۔ تم اُنھیں کہو کہ وہ تمھارے لیے دُعائے مغفرت کریں (مسلم)

فائدہ:

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

۱ یعنی برص کی

۲۔ یہ راوی کو شک ہے، ایک روایت میں ہے کہ یہ بھی ان کی دعا سے تھا۔ اُنھوں نے دُعا مانگی تھی کہ اے اللہ! میرے جسم میں کچھ سفیدی چھوڑ دے تاکہ اس کے ذریعے نعمت کو یاد کرتا رہوں۔

۳ یعنی ملاقات کرنے والا شخص ان سے درخواست کرے کہ اس کے لیے دُعائے مغفرت کریں۔

فائدہ:

اس حدیث میں اہل خیر و صلاح (اولیائے کرام) سے دُعا کا طلب کرنا ثابت ہے اگرچہ طلب کرنے والا افضل ہو۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات حضرت اویس کا دل خوش کرنے کے لیے فرمائی اور ان لوگوں کا وہم دُور کیا جنھوں نے خیال کیا کہ اویس قرنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل نہیں کیا اور وہ پیچھے رہ گئے۔ اس لیے کہ وہ والدہ محترمہ کے خیال

اوران کی خدمت کرنے کی بنا پر یہ سعادت حاصل نہ کر سکے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اویس بہترین تابعین میں سے ہیں اوراس جگہ ان کی واضح فضیلت منقبت اور عظیم فضیلت کا اظہار ہو رہا ہے۔

امام احمد بن حنبل سے منقول ہے کہ تابعین میں سے افضل حضرت سعید بن مسیب ہیں۔ ان کا افضل ہونا علوم اور احکام شریعت کی معرفت کی بناء پر ہے اور یہ اس بات کے منافی نہیں۔ حضرت اویس کے افضل اور اعلیٰ ہونے کے بایں معنی کہ ان کے لیے اللہ تعالی کی بارگاہ میں ثواب زیادہ ہے۔ قاموس میں سے ہے کہ اویس بن عامر ساداتِ تابعین (تابعین کے سرداروں) میں سے ہیں ہوسکتا ہے کہ حدیث شریف کے الفاظ کا بھی یہی مطلب ہو۔

یادرہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شان میں متعدد احادیث اور آثار وارد ہیں۔ جنھیں امام سیوطی نے جمع الجوامع میں ذکر کیا ہے۔

حدیث ۳:

آپ کی طرف اشارہ کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

انی لا جد نفس الرحمٰن من جانب الیمن

میں یمن سے رحمٰن کی خوشبو پاتا ہوں

حدیث شریف ۴:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں کو جمع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم سب بیٹھ جاؤ کہ تم سب بیٹھ جاؤ۔ مگر جو تم میں کوفہ کے ہوں وہ کھڑے رہیں۔ باقی سب بیٹھ جائیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ جو تم میں یمن کے ہوں وہ کھڑے ہو جائیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تم سب بیٹھے رہو۔ سوائے ان لوگوں کے جو قبیلہ مراد سے ہوں پھر ارشاد فرمایا تم سب بیٹھے رہو مگر وہ جو قرن سے ہو ایک شخص کھڑا ہو گیا۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ قرن کے ہو۔

اس نے کہا: ہاں

آپ نے فرمایا: کہ آپ حضرت اویس بن عامر قرنی رضی اللہ عنہ کو جانتے ہیں؟

اس نے جواب دیا: ہاں! آپ کیوں پوچھتے ہیں؟ ہمارے قبیلے میں اویس سے بڑھ کر اور کوئی مجنوں نہیں ہے اور نہ کوئی اس سے زیادہ وحشی اور کم مرتبہ ہے۔

یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے از خود نہیں بلکہ میں نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ نے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یدخل فی شفاعة مثل ربیعه و مضر

اویس قرنی کی شفاعت سے قبیلہ مضر و ربیعہ کے برابر قیامت کے دن لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

(انطاق المفہوم ترجمہ احیا العلوم جلد ۳ صفحہ ۳۸۰۔۳۷۹)

(۵) ایک روایت میں حضرت حسن بصری سے ہے کہ جب قبیلہ قرن کے لوگ حج کے موقع پر آئے، تو امیر المومنین عمر فاروق نے ان سے پوچھا کہ کیا تمھارے درمیان وہ شخص ہے جس کا نام اویس ہے؟ ان میں سے ایک شخص نے کہا: امیر

المومنین! آپ اس سے کیا چاہتے ہیں؟ وہ ایسا شخص ہے جو ویرانوں میں رہتا ہے اور انسانوں میں نہیں آتا۔ فرمایا اسے ہمارا اسلام پہنچانا اور انھیں کہنا کہ ہم سے ملاقات کریں۔ اس شخص نے حضرت عمر فاروق کا پیغام پہنچا دیا، تو حضرت اویس حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا تم ہی اویس ہو؟ اُنھوں نے عرض کیا جی ہاں! امیر المومنین۔ آپ نے فرمایا: تمھارے جسم پر برص کی سفیدی تھی۔ تم نے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی کہ اسے دُور کر دے پھر تم نے دعا کی کہ اس کا کچھ حصہ باقی رہے۔ اُنھوں نے عرض کیا جی ہاں! امیر المومنین! آپ کو کس نے خبر دی؟ فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اور مجھے حکم دیا کہ میں آپ سے درخواست کروں کہ میرے لیے دعا کریں۔ چنانچہ حضرت اویس نے حضرت عمر فاروق کے لیے دعا کی اُنھوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ میرے حال کو پوشیدہ رکھیں اور مجھے واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ اس کے بعد حضرت اویس ہمیشہ لوگوں سے پوشیدہ رہے یہاں تک کہ نہاوند کے دن شہید ہو گئے۔ اسے ابن عساکر نے روایت کیا۔
(اشعۃ اللمعات جلد ۷ صفحہ ۶۱۴۔۶۱۳)

حدیث شریف:

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ اسیر بن جابر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس یمن کے لوگ حاضر ہوتے تو آپ پوچھتے کیا تم میں اویس بن عامر ہیں؟ یہاں تک کہ ان میں حضرت اویس بھی پہنچ گئے۔ حضرت فاروق اعظم نے پوچھا کیا آپ اویس بن عامر ہیں۔ اُنھوں نے عرض کیا: جی ہاں! میں اویس بن عامر ہوں۔ فرمایا: کیا آپ قبیلہ مراد پھر قرن سے ہیں۔ اُنھوں نے عرض کیا جی ہاں ایسے ہی ہے، فرمایا: آپ کو برص کی بیماری تھی جو درست ہو گئی۔ سوائے ایک درہم کی جگہ کے؟ اُنھوں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: کیا آپ کی والدہ موجود ہیں۔ عرض کیا: جی ہاں! حضرت عمر فاروق نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ اویس بن عامر تمھارے پاس یمن کے وفد کے ساتھ آئیں گے۔ وہ قبیلہ مراد پھر قرن سے ہوں گے۔ ان کو برص کی بیماری تھی پھر وہ تندرست ہو گئے سوائے ایک درہم کی جگہ کے، ان کی والدہ موجود ہیں جن کی وہ خدمت کرتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرما دے گا۔ اگر تم سے ہو سکے تو ان سے دُعائے مغفرت طلب کرنا۔ لہٰذا اے اویس! آپ میرے لیے دُعائے مغفرت کریں۔ اُنھوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! کیا مجھ جیسا آدمی آپ کے لیے دُعائے مغفرت کرے؟ فرمایا: آپ ضرور میرے لیے دعائے مغفرت کریں چنانچہ حضرت اویس نے حضرت فاروق اعظم کے لیے دعائے مغفرت کی۔ حضرت فاروق اعظم نے فرمایا: آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ کہنے لگے میں کوفہ جانا چاہتا ہوں۔ فرمایا: آپ کے لیے کوفہ کے گورنر کے نام کوئی مکتوب لکھ دوں کہنے لگے کہ میرے نزدیک بات زیادہ محبوب ہے کہ میں پیچھے رہنے والے لوگوں میں رہوں۔

آئندہ سال یمن کا ایک معزز آدمی حج کے لیے آیا اور اس نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ حضرت عمر نے اس سے حضرت اویس کا حال معلوم کیا اور پوچھا کہ ان کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا میں نے اُنھیں اس حال میں چھوڑا کہ ان کے کپڑے پرانے اور سامان معمولی تھا۔ حضرت عمر نے اُسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی۔ وہ شخص حضرت اویس کے پاس آیا اور درخواست کی کہ میرے لیے دعائے مغفرت فرمائیں کہنے لگے آپ میرے لیے دعائے مغفرت کریں کیونکہ آپ مبارک سفر سے آئے ہیں۔ اس شخص نے حضرت عمر فاروق کی حدیث سنائی اور دوبارہ درخواست کی کہ میرے لیے دعائے مغفرت فرمائیں۔ چنانچہ حضرت اویس نے اس کے لیے دعائے مغفرت کی۔ پس لوگوں نے حضرت اویس کو پہچان لیا اور ان کے حال کی حقیقت جان لی۔

آپ وہ جگہ ہی چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ روایت ابن سعد نے طبقات میں، ابوعوانہ، رویانی اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں بیان کی۔

(اشعۃ اللمعات اردو ترجمہ جلد ۷ صفحہ ۶۱۱)

(۷) حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے منیٰ میں منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا اے اہل قرن! تو اس قبیلے کے بوڑھے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے امیر المومنین! ہم میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا کیا قرن میں کوئی ایسا شخص ہے جس کا نام اویس ہے؟ ایک بوڑھے کہا: اس نام کا صرف ایک دیوانہ ہے جو جنگلوں اور ریگستانوں میں رہتا ہے نہ تو کسی کو اس کے ساتھ محبت ہے اور نہ ہی وہ کسی کی صحبت میں بیٹھتا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: مجھے ان ہی کی تلاش ہے جب قرن میں جاؤ تو انھیں تلاش کر کے ہمارا سلام پہنچاؤ اور انھیں کہو کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمھارے بارے میں بشارت دی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تمھیں نبی اکرم ﷺ کا سلام پہنچاؤں۔ جب وہ لوگ قرن میں پہنچے تو انھیں تلاش کیا۔ چنانچہ وہ ریگستان میں پڑے ہوئے مل گئے۔ ان لوگوں نے اُنھیں رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچایا۔ کہنے لگے امیر المومنین نے مجھے اور میرے نام کو مشہور کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ پر سلام ہو اور وادی حیرت و سرگردانی میں نکل گئے۔ اس کے بعد ان کو کوئی نشان نہ ملا۔ یہاں تک کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دنوں میں واپس آئے اور ان کے سامنے جہاد کیا اور جنگ صفین میں شہید ہو گئے۔ اسے ابن عساکر نے روایت کیا

(اشعۃ اللمعات جلد ۷ صفحہ ۶۱۴)

فائدہ:

اس سے واضح ہوا کہ الحمد للہ! اہلسنت و جماعت کے عقائد احادیث کے مطابق ہیں بالخصوص مدنی تاجدار احمد مختار ﷺ کے علوم غیبیہ کے متعلق اہلسنت و جماعت کا عقیدہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے تفصیلات کے لیے مجدد دور حاضرہ فیض ملت مفسر اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ تعالیٰ کی تصنیف لطیف ''مذہب حق اہلسنت و جماعت'' اور مدنی تاجدار کے علوم غیبیہ کے متعلق تفصیلات ''غایۃ المامول فی علم الرسول'' میں ملاحظہ فرمایئے۔

(۸) ایک دوسری روایت میں یحییٰ ابن سعید، حضرت سعید بن مسیب سے اور وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے عمر! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں دل و جان سے حاضر ہوں مجھے گمان ہوا کہ مجھے کسی کام کے لیے بھیجنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہماری امت میں ایک شخص ہوں گے جنھیں اویس قرنی کہیں گے۔ ان کے جسم میں بیماری پیدا ہوگی۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو کریم اُسے دور فرما دے گا مگر کچھ نشان ان کے پہلو میں باقی رہے جب اُسے دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کو یاد کریں گے۔ جب تم ان سے ملاقات کرو تو اُنھیں ہمارا سلام کہنا۔ اُنھیں کہنا کہ تمھارے لیے دعا کریں کیونکہ وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں مکرم ہیں اور اس کے نزدیک بڑا مقام رکھتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کے بارے میں قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کو سچا کر دے گا۔ وہ ربیع اور مضر قبیلوں کی مثل شفاعت کریں گے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُنھیں رسول اللہ ﷺ کی حیات ظاہرہ میں تلاش کیا لیکن وہ مجھے نہیں ملے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت میں تلاش کیا۔ لیکن وہ مجھے نہیں ملے۔ پھر میں اُنھیں اپنی زندگی میں تلاش کرتا رہا اور مختلف ممالک سے جو دوست آتے تھے ان سے پوچھتا کہ کوئی شخص قبیلہ مراد کا ہے؟ یا تم میں قبیلہ قرن کا کوئی شخص ہے جس کا نام

اویس ہے۔قبیلہ قرن کے ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المومنین! وہ میرے چچا کا بیٹا ہے۔آپ جس شخص کے بارے میں پوچھ رہے ہیں وہ تو معمولی اور حقیر ہے۔وہ اس لائق نہیں کہ آپ جیسی شخصیت اس کے بارے میں دریافت کرے۔میں نے کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ان کے بارے میں ہلاک ہونے والوں میں سے ہو۔

میں یہی بات کر رہا تھا کہ اچانک ایک اونٹ نمودار ہوا جس کا پالان پرانا اور اس پر پرانے کپڑوں والا ایک شخص سوار تھا۔میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہی شخص اویس ہے۔میں نے کہا اے بندہ خدا! کیا تو ہی اویس قرنی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھیں سلام کہتے ہیں۔اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو اور اے امیر المومنین! آپ پر بھی سلام ہو۔میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ آپ میرے لیے دعا کریں۔اس کے بعد میں ہر سال ان سے ملاقات کرتا۔یعنی حج کے موقع پر، پس میں اپنے احوال اور اسرار انھیں بیان کرتا اور وہ مجھے بیان کرتے۔یہ حدیث ابوالقاسم عبدالعزیز ابن جعفر خرقی نے اپنے فوائد میں، خطیب اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بیان کی (اشعۃ اللمعات جلد ۷ صفحہ ۶۱۳۔۶۱۲)

(۹) حضرت العلام نور الدین عبدالرحمن جامی قدس سرہ نے شواہد النبوۃ شریف میں حدیث نقل فرمائی ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حج کے موقع پر باہر سے آنے والوں کے ایک مجمع میں گئے اور لوگوں کو کھڑا ہونے کے لیے کہا اس کے بعد آپ نے فرمایا تمام کے تمام بیٹھ جائیں۔مگر کوفہ کے لوگ کھڑے رہیں۔

پھر آپ نے فرمایا کوفہ والوں کو بھی بیٹھ جانے کی اجازت ہے مگر کوفہ والوں سے قبیلہ مراد کے لوگ کھڑے کھڑے رہیں۔

پھر آپ نے فرمایا مراد والے بھی بیٹھ جائیں مگر ان میں سے صرف وہ کھڑے رہیں جو قرن سے آئے ہیں۔سارے لوگ بیٹھ گئے۔مگر ایک شخص انیس نامی جو اویس رضی اللہ عنہ کے چچا تھے اور قرن سے آئے تھے کھڑے رہے۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ اویس کو پہچانتے ہیں؟

انیس نے کہا: آپ اس کے متعلق کیوں دریافت کرتے ہیں؟ اے امیر المومنین! وہ تو ایک غریب دیوانہ سا آدمی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روئے اور فرمایا میں نے رسول اللہ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایسے ہی لوگوں کی شفاعت سے قیامت کے روز لوگ جنت میں داخل ہوں گے (شواہد النبوۃ اردو ترجمہ صفحہ ۳۹۸)

فائدہ:

یہ حدیث مبارکہ اور اس جیسی دیگر احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمایئے۔اس میں کیسے کیسے مدنی پھول بیان کیے گئے ہیں۔شفاعت کا تذکرہ بھی ہے۔مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ بھی بیان ہوئے ہیں۔نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدے کی بھی وضاحت ہوگئی کہ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کے متعلق صحابہ کرام کا کیا عقیدہ تھا۔

(۱۰) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا تھا کہ قبیلہ قرن میں اویس نامی شخص ہے جو قیامت میں قبیلہ ربیعہ اور مضر کی بھیڑوں کی مقدار میں میری امت کی شفاعت کرے گا (کشف المحجوب باب (۱۰)

(۱۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک سیدنا عمر بن خطاب اور حضرت علی المرتضیٰ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف کیا اور فرمایا تم دونوں اس کی زیارت کرو گے۔ چھوٹے اور درمیانے قد کا لمبے بالوں والا آدمی ہے اور اس کے پہلو پر درہم برابر سفید نشان ہے جو کہ چنبل کے علاوہ کسی اور چیز کا نہیں اور اس کی ہتھیلی پر ہی ایسا ہی سفید نشان ہے اور اسے میری امت کے قبیلہ ربیعہ اور

مضر کی بکریوں کی مقدار کے برابر شفاعت کا حق ملے۔ جب تم اسے دیکھو تو اسے میرا اسلام پہچانا اور کہنا کہ میری امت کے لیے دعا کرے۔
(کشف المحجوب باب ۱۰)

(۱۲) حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ نے ایک روایت یوں نقل فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکرم فرماتے ہیں کہ روز محشر ستر ہزار ملائکہ کے جلو میں جو اویس قرنی کے شبیہ (ہم شکل) ہوں گے اویس کو جنت میں داخل کیا جائے گا تا کہ مخلوق ان کی شناخت نہ کر سکے۔ سوائے اس شخص کے جس کو اللہ تعالیٰ ان کے دیدار سے مشرف فرمانا چاہیے۔ اس لیے کہ آپ نے خلوت نشین ہو کر مخلوق سے روپوشی اختیار کر کے محض اس لیے عبادت و ریاضت اختیار کی کہ دنیا آپ کو برگزیدہ تصور نہ کرے اور اسی مصلحت کے پیش نظر روز حشر آپ کی پردہ داری قائم رکھی جائے گی۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب ۲)

(۱۳) حضرت امام عبداللہ بن اسعد یافعی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک روایت بیان فرمائی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا اللہ تعالیٰ خلقت میں سے ان لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو متقی و مخلص ہوں پاک و صاف، پوشیدہ زندگی گزارنے والے ہوں۔

ان کے بال بکھرے ہوئے چہرہ غبار آلود اور شکم پیٹھ سے لگے ہوئے ہوں۔ وہ اگر مالداروں کی مجلس میں جانا چاہیں تو اجازت نہ پائیں۔ خوش حال عورتوں سے نکاح کرنا چاہیں تو رشتے نہ ملیں اگر وہ کہیں چلے جائیں تو کوئی ان کا متلاشی نہ ہو اور جب کہیں سے آئیں تو دیکھ کر کوئی خوش ہونے والا نہ ہو۔ بیمار ہوں تو کوئی عیادت کو نہ آئے مر جائیں تو جنازہ پر نہ پہنچے۔

صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم ان میں سے کسی شخص سے کیسے ملاقات کر سکتے ہیں؟

فرمایا: اویس قرنی ایسے ہی لوگوں میں سے ہوں گے۔

عرض کی: یارسول اللہ! ان کی نشانی کیا ہوگی؟

فرمایا: آنکھیں نیلگوں، بال سرخی آمیز، سینہ چوڑا، میانہ قد، سخت گندمی رنگ، اپنی ٹھوڑی سینے کی طرف مائل اور نگاہ ہمیشہ سجدہ اور اپنی جانب جھکی رکھیں گے۔ اکثر اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں پر رکھ کر روتے ہوں گے۔ وہ کمبل ساتھ رکھیں گے ایک تہبند دوسرا چادر کی جگہ استعمال کریں گے۔ اہل زمین میں گمنام ہوں گے مگر اہل آسمان میں ان کی شہرت ہوگی وہ اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ضرور پوری کردے۔ ان کے بائیں مونڈھے تلے تھوڑا سا سفید داغ ہوگا۔

لوگو! یاد رکھو! روز حشر سب نیک بندوں سے تو جنت میں جانے کے لیے کہا جائے گا مگر اویس کو حکم ہوگا کہ تم ٹھہرو! لوگوں کی شفاعت کرو۔ پھر رب تعالیٰ ربیعہ و مضر قبیلوں کی تعداد برابر لوگوں کے برابر لوگوں کے بارے میں ان کی سفارش قبول فرمائے گا۔
(روض الریاحین صفحہ: ۲۸۰۔۲۷۹)

فائدہ:

ربیعہ اور مضر قبیلہ کے لوگوں کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر لوگوں کے متعلق آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔

(۱۴) مشیتِ الٰہی سے کوفہ کے کچھ لوگ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک ایسا شخص بھی تھا جو حضرت اویس کا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا اس جگہ کوئی شخص اہلِ قرن میں سے ہے؟ حاضرین نے اس شخص کو پیش کیا جو حضرت اویس رضی اللہ عنہ کا تمسخر اڑایا کرتا تھا۔ حضرت فاروق اعظم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ

حدیث بیان کی جو اُنھوں نے حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے بارے میں سنی تھی اور فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ تمھارے پاس کوفہ میں آ گئے ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ ایسا شخص ہمارے درمیان نہیں ہے اور ہم اسے نہیں پہچانتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں ضرور ایسا شخص ہے یعنی بظاہر نا قابلِ توجہ اور حقیر۔ اس شخص نے کہا کہ ہمارے ہاں اویس نام کا ایک شخص ہے۔ جس سے ہم تمسخر اور دل لگی کرتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان سے ملاقات کرو اور میں نہیں دیکھتا کہ تم اُنھیں پا سکو گے۔ وہ شخص اپنے اہل وعیال کے پاس جانے سے پہلے حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ حضرت اویس نے اسے فرمایا: تمھارا میرے ساتھ یہ معاملہ کس بناء پر ہے (کہ اپنے گھر جانے سے پہلے میرے پاس چلے آئے) اس نے کہا: میں نے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے آپ کی تعریف سنی ہے۔ اُنھوں نے آپ کے بارے میں اس اس طرح فرمایا ہے۔ اے اویس! مجھے بخش دیجیے جو کچھ تمسخر اور بے ادبی آپ سے کی ہے، اور میرے لیے دعائے مغفرت کیجیے۔ اُنھوں نے فرمایا ایک شرط پر دعائے مغفرت کرتا ہوں کہ تم نے جو کچھ عمر فاروق سے سنا ہے کسی کو نہیں بتاؤ گے۔ اس کے بعد اس شخص کے لیے دعا کی۔ اسیر ابن جابر راوی کہتے ہیں کہ اس خبر کے بعد حضرت اویس رضی اللہ عنہ کا راز لوگوں میں فاش ہو گیا۔ یہ واقعہ ابن سعد نے طبقات میں، ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں، امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور ابن عساکر نے تاریخ میں بیان کیا ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۷ صفحہ ۶۱۲-۶۱۱)

(۱۵) ابنِ معاذ یہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اہلِ کوفہ کا وفد آتا تو ان سے پوچھتے کہ کیا تم اویس بن عامر کو پہچانتے ہو؟ تو وہ کہتے ہم اس نام کے آدمی کو نہیں پہچانتے۔ حضرت اویس کوفہ کی مسجد ہی میں رہتے تھے اور اس سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ ان کے چچا کا ایک بیٹا تھا جو اُنھیں ایذا دیا کرتا تھا۔ ان کے چچا کا وہ بیٹا اہل کوفہ کے وفد کے ساتھ حاضر ہوا اور کہنے لگا: امیر المومنین! اویس اس مقام کا آدمی نہیں ہے کہ آپ اس کے بارے میں دریافت فرمائیں اور اسے پہچانیں، وہ تو کمترین درجے کا آدمی ہے وہ میرے چچا کا بیٹا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: افسوس! تو ان کے بارے میں ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے وہ حدیث بیان کی جو اُنھوں نے حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور فرمایا جب تم وہاں پہنچو تو انھیں ہمارا اسلام پہنچانا۔ اس طرح حضرت اویس رضی اللہ عنہ کا معاملہ مشہور ہو گیا۔ چنانچہ وہ باہر چلے گے اور غائب ہو گئے۔ اسے ابو یعلیٰ ابن مندہ اور ابن عساکر نے روایت کیا۔

(۱۶) ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دس سال تک اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے حالات دریافت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے موسم حج میں فرمایا: اے اہل یمن تم میں سے جو قبیلہ مراد سے تعلق رکھتا ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ پس یہ لوگ کھڑے ہو گئے اور دوسرے بیٹھ گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمھارے درمیان اویس موجود ہے؟ ایک شخص نے کہا: امیر المومنین ہم اس شخص کو نہیں پہچانتے ہاں میرا ایک بھتیجا ہے جسے اویس کہتے ہیں لیکن اتنا معمولی اور حقیر ہے کہ اس لائق نہیں کہ آپ جیسی شخصیت اس کے بارے میں پوچھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا وہ حرم میں ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ عرفہ کے پیلو کے درختوں میں ہے اور لوگوں کے اونٹ چرا رہا ہے۔ پس حضرت عمر فاروق اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما دراز گوش پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور پیلو کے درختوں کے پاس پہنچ گئے۔ اچانک دیکھا کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں اور نگاہیں سجدے کی جگہ پر مرکوز کیے ہوئے ہیں۔ جب حضرت عمر فاروق اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے انھیں دیکھا تو کہنے لگے یہی وہ شخص ہے جسے ہم تلاش کر رہے ہیں۔ انھوں نے جب ان حضرات کی آہٹ سنی تو نماز

مختصر کردی اور اس سے فارغ ہو گئے۔ ان حضرات نے انھیں سلام کیا انھوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ ان حضرات نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ کہنے لگے عبد اللہ! حضرت علی مرتضٰی نے فرمایا: زمین و آسمان میں جو بھی ہے وہ عبد اللہ (اللہ کا بندہ ہے)۔ میں آپ کو اس حرم کے پروردگار کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اپنا وہ نام بتائیں جو آپ کے والدین نے رکھا ہے۔ کہنے لگے آپ کیا چاہتے ہیں؟ میرا نام اویس بن مراد ہے۔ ان حضرات نے فرمایا اپنا بایاں پہلو ننگا کرو۔ انھوں نے ننگا کیا تو ان حضرات نے دیکھا کہ ان کے پہلو میں درہم کے برابر سفید نشان ہے۔ حضرت علی مرتضٰی اور حضرت عمر فاروق دوڑے کہ اس نشان کو بوسہ دیں۔ پھر کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ آپ کو سلام پہنچائیں اور آپ سے درخواست کریں کہ ہمارے لیے دعا کریں کہنے لگے میری دُعا زمین کے مشرق و مغرب کے تمام مرد و زن مسلمانوں کو شامل ہے۔ ان حضرات نے کہا کہ خاص طور پر ہمارے لیے دعا کریں۔ چنانچہ انھوں نے ان حضرات اور تمام اہل ایمان مردوں اور عورتوں کے لیے دعا کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم آپ کو کچھ اپنا رزق یا عطیہ دیں۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے دونوں کپڑے نئے ہیں۔ میں نے اپنے دونوں جوتوں کو پیوند لگایا ہوا ہے اور میرے پاس چار درہم موجود ہیں جب وہ ختم ہو جائیں گے تو ان سے لے لوں گا (جو آپ دنیا چاہتے ہیں) اور فرمایا کہ جو شخص روزِ جمعہ کی امید رکھتا ہے وہ مہینے کی امید رکھتا ہے۔ وہ سال کی امید رکھتا ہے۔ اس کے بعد اُنھوں نے لوگوں کے اونٹ ان کے حوالے کیے اور باہر چلے گئے اس کے بعد نہیں دیکھے گئے۔ اسے ابنِ عسا کر نے پنی تاریخ میں روایت کیا۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۷ صفحہ ۶۱۵_۹۱۴)

فائدہ:

آپ کی شان مبارکہ ملاحظہ فرمایئے اور آپ کی ظاہری حالت بھی دیکھیے کہ

اسیر بن جابر سے ایک دوسری روایت بھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک محدث تھے۔ جو ہمیں حدیث شریف پڑھاتے تھے۔ جب وہ درسِ حدیث سے فارغ ہوئے تو کچھ لوگ اُٹھ کر چلے جاتے اور کچھ اپنی جگہ بیٹھے رہتے۔ اس جماعت میں ایک شخص تھا جو ایسی گفتگو کرتا تھا کہ میں نے کسی کو وہ کلام کرتے ہوئے نہیں سنا تھا۔ میں اس شخص کے پاس آتا تھا، ایک دن وہ شخص غائب ہو گیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ کیا آپ اس شخص کو پہچانتے ہیں؟ جو ہمارے ساتھ بیٹھتا تھا اور ایسی ایسی باتیں کرتا تھا۔ ایک شخص نے کہا: میں اسے پہچانتا ہوں وہ اویس قرنی ہیں۔ میں نے پوچھا تمھیں ان کے گھر کا پتہ ہے؟ اس نے کہا ہاں! میں جانتا ہوں چنانچہ میں نے اس شخص کے ہمراہ جا کر ان کے حجرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ حجرے سے باہر آئے میں نے پوچھا بھائی جان! آپ کو ہمارے پاس آنے سے کس چیز نے منع کیا؟ فرمایا برہنہ ہونے نے۔ ان کے ساتھی ان سے تمسخر کرتے تھے اور انھیں رنجیدہ کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ یہ چادر لے لیں اور پہن لیں، کہنے لگے اس طرح نہ کرو اس لیے کہ جب میرے ساتھی یہ کپڑا میرے جسم پر دیکھیں گے تو میرا دل دکھائیں گے۔ میں نے اصرار کیا تو انھوں نے وہ کپڑا پہن لیا اور باہر تشریف لے آئے ساتھیوں نے دیکھا تو کہنے لگے یہ کپڑا کس کو دھوکہ دے کر حاصل کیا ہے؟ اور کسے لوٹا ہے؟ فرمانے لگے دیکھ رہے ہو کہ کیا کہتے ہیں، میں نے کہا کہ تم لوگ ان سے کیا چاہتے ہو اور انھیں کیوں اذیت دیتے ہو؟ آدمی کے پاس کبھی کپڑا نہیں ہوتا اور کبھی اسے کپڑا مل جاتا ہے میں نے زبانی گفتگو کے ذریعے ان پر سخت گرفت کی۔ (اشعۃ اللمعات اردو ترجمہ جلد ۷)

------☆☆☆------

باب ۴:

حیات اویس قرنی رضی اللہ عنہ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے آباؤ اجداد

احادیث مبارکہ میں آپ کے والد کے نام کے سوا آپ کے خاندان پر مزید معلومات حاصل نہیں ہوسکیں۔ لیکن بعض مورخین نے مندرجہ ذیل نسب بیان کیا ہے۔

سلسلہ نسب:

مشہور و معروف مورخ حضرت علامہ عزالدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اویس قرنی رضی یااللہ عنہ کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا ہے۔

حضرت اویس بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن مسعدۃ بن عمرو بن سعد بن عصوان بن قرن بن ردمان بن ناجیہ بن مراد المرادی جو بعد کو قبیلہ قرن میں داخل ہو گئے تھے۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ بڑے مشہور زاہد ہیں ابن کلبی نے ان کا نسب اسی طرح ذکر کیا ہے۔ (ذکر اویس ص ۵۰، اُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ اردو ترجمہ جلد اول صفحہ ۲۳۶)

فائدہ:

آپ کے شجرہ نسب کے متعلق بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ آپ کا شجرہ نسب کئی طرح سے ملتا ہے۔ یہاں اکثر بیان کیے جاتے ہیں۔

ایک شجر نسب تو فیض مجسم، فیض ملت، مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے وہی بیان فرمایا ہے جو درج بالا بیان کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں سوانح حیات حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اور سیرت حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ عاشق رسول حضرت اویس قرنی اور ہم، حضرت اویس قرنی از مفتی محمد ارشد نظامی و دیگر مصنفین نے اس کے علاوہ دو مزید شجرہ نسب بیان فرمائے ہیں۔ معمولی سی تبدیلی کے علاوہ سبھی نے ایک طرح سے ہی بیان کیے ہیں۔ الفقیر القادری ابو احمد اویسی نے اتنا خاص فرق نہیں محسوس کیا کچھ فرق تو محض کمپوزرز حضرات کے باعث ہی ہوئے ہیں ایسے فرق کے علاوہ برائے نام ہی فرق رہ جاتا ہے۔

دوسرا شجرہ نسب:

اویس بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن سعد بن عصوان بن رومان ناجیہ بن مالک بن مذحج بن زید۔

تیسرا شجرنسب:

اویس بن عامر عبداللہ بن ہلال بن اُہیب بن حبشہ بن خرمش بن غالب بن فہر بن قریش بن نضر بن کنانہ الخ
(ذکر اویس صفحہ ۴۹ بحوالہ سیات ادیس صفحہ ۹)

فائدہ:

فیض مجسم، مجدد دور حاضرہ قبلہ فیض ملت نے یہ روایت بیان کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ قریشی تھے۔ (ذکر اویس ۴۹)

۱۔ یہی شجرہ نسب بیان کر کے عبدالرحمٰن شوق صاحب نے بریکٹ میں لکھا ہے کہ (آپ رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب قریش سے جاملتا ہے)

۲۔ مفتی محمد ارشد نظامی صاحب یہی شجرہ نسب دوسرے نمبر پر بیان کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ:

''پہلے اور تیسرے حوالہ میں ہمیں یہ بات دکھائی دیتی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آباؤ اجداد میں سے ایک بزرگ کا نام قرن تھا۔ چنانچہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ قرنی شامل کیا ہو۔

دوسرے حوالہ میں ہمیں عجیب وغریب صورت حال کا سامنا ہے کہ اس کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کا نسب قریش سے جا ملتا ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ رضی اللہ عنہ کے حسب ونسب کے بارہ میں تگ ودو کی کوئی ضرورت نہ رہتی کیونکہ اہل عرب پوری دنیا میں اس لحاظ سے سرفہرست تھے کہ وہ ماہر انساب تھے اور اگر یہ حوالہ درست ہوتا تو پھر باقی کی معلومات بھی ہمیں دستیاب ہوجاتیں۔ (حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ صفحہ ۶۔۵)

فائدہ:

لیکن یہ ضروری نہیں کیونکہ بعض مخصوص مخصوص شخصیات کے علاوہ قریش قبیلہ کے تمام افراد کے متعلق مکمل کوائف میسر نہیں ہیں۔ علاوہ وہ تو قبل از ولادت کے احوال اور آپ کے آباؤ اجداد کے احوال ہے۔ خود حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے متعلق ہی غور فرمالیجئے کہ جن کی فضیلت کے متعلق کافی احادیث ہیں حتیٰ کہ مسلم شریف میں بھی حدیثیں موجود ہیں۔ اس کے باوجود آپ کے تفصیلی احوال نہیں ملتے۔ بلکہ جب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے فضائل بیان کیے ہیں اس کے بعد کے احوال بھی عام لوگوں سے پوشیدہ ہیں۔ حتیٰ کہ آپ کے مزار مبارک کے متعلق بھی سو فیصد درست معلومات میسر نہیں ہیں۔ تفصیلات انشاء اللہ عرض کی جائیں گی حتیٰ کہ قیامت کے دن بھی آپ کو عام لوگوں سے پوشیدہ رکھا جائے گا۔

مزید وضاحت:

شجرہ نسب کی مزید وضاحت کرتے ہوئے محمد الیاس عادل صاحب نے بیان فرمایا ہے کہ یعرب بن قحطان تک جا کر یہ خاندان ختم ہوجاتا ہے اور قحطانی نسل کے عربوں کو (عرب العاریہ) کہتے ہیں۔

علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ نسب بیان کرتے ہوئے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عامر کی جگہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو تحریر کیا ہے اور اس طرح سلسلہ نسب لکھا ہے۔

حضرت اویس رضی اللہ عنہ بن عمرو بن جز بن مالک بن عمرو بن سعد

تیرہویں صدی کے ایک تذکرہ نگار نے آپ کا سلسلہ نسب اس طرح سے بیان کیا ہے۔

حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عامر بن عبداللہ بن ہلال بن اہیب بن حبشہ بن خرمش بن غالب بن فہر بن قریش بن نصر بن کنانہ۔

مگر حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ نسب نامہ کسی قدیم و معتبر کتاب میں نہیں پایا جاتا تذکرہ نگار نے اپنی تحقیق کے مطابق اس کو تحریر کیا ہے۔

علامہ ابن الکلبی نے آپ کا جو سلسلہ نسب تحریر کیا ہے وہ یہ ہے۔

حضرت اویس رضی اللہ عنہ بن عمرو بن حسی بن مالک بن عمرو بن مستورۃ بن عصوان بن قرن بن رومان۔

(سیرت حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ عاشق رسول)

حقیقی نسب عشق:

فیض ملت بیان فرماتے ہیں کہ:

لیکن یہ نسب نامے رسمی ہیں۔ حقیقی نسب نامہ تو عشق ہے جیسے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ بزبان عارف ملا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ یوں بیاں کیا ہوگا۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کاندرین راہ فلان بن فلان چیزے نیست

لطیفہ:

کسی نے حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ سے نام و نسب پوچھا تو بتایا: مہر بن سیالوی بن مہاروی قدست اسرارہم"

واقعی انسان جب کسی کے عشق سے سرشار ہوتا ہے تو اُسے اپنا نام و نسب بھول جاتا ہے حضرت استاذی المعظم محدث اعظم پاکستان الحاج علامہ سردار احمد صاحب لائلپوری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جب سے بریلی شریف سے منسلک ہوئے اور اپنے وطن مالوف کو یاد تک نہ کیا تو آپ کو علماء و مشائخ اور عوام نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے کنبہ اور خاندان کا ایک فرد سمجھ رکھا تھا۔ بہر حال حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کی طرح آپ کا نسب بھی ایک معمہ ہے جو کسی سے حل نہ ہوسکا جتنا ہمیں معلوم ہوسکا لکھ دیا ہے۔ (ذکر اویس صفحہ ۵۰)

والدین کے اسماء گرامی:

آپ کے والد گرامی کے اسم گرامی میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

یہاں جتنے بھی شجرہ نسب بیان کیے گئے ہیں۔ان میں زیادہ تر آپ کے والد گرامی کا نام عامر بیان کیا گیا ہے اور علامہ ابن الکلبی کے حوالے سے جو شجرہ نسب بیان ہوا ہے اس میں آپ کے والد گرامی کا نام عمرو بیان ہوا ہے۔

الشیخ احمد بن محمود اویسی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے والد کے اسم گرامی کی وضاحت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

آپ کے والد بزرگوار کے نام عامر اور والدہ کا بدار ہے لیکن مرقات شرح مشکوٰۃ میں ایک بیان یہ بھی نظر سے گزرا ہے کہ ابن عدی نے ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام اویس بن عبداللہ قرنی ہوگا اور میری امت کی شفاعت کرے گا جس قدر ربنو ربیعہ اور بنو مضر کی بھیڑوں کے بال ہیں۔

بالکل یہی حدیث مولانا علی بن سلطان قاری نے اپنی کتاب (معدنی العدنی) میں لکھی ہے پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپ کے والد گرامی کا نام عبداللہ تھا بہر حال زیادہ تر آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی عامر بیان کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آپ کے والد محترم کے اسم گرامی کے سوا آپ کے اجداد بزرگوں کے اسماء کسی معتمد اور مستند ذریعے سے معلوم نہیں ہو سکے البتہ ایک کتاب میں سے (جس میں اسناد موجود نہیں ہیں) اور سیادت پناہ، قدوۃ الکاملین حاجی محمد عبید سلمہ اللہ تعالیٰ نے اس مؤلف حقیر کو فراہم کی آپ کا حسب ذیل شجرہ نسب ملا ہے۔

اویس بن عامر بن عبداللہ بن جراح بن بلال بن اہیت بن حبشہ بن خرمش بن غالب بن قہر بن قریش بن مالک بن نضر بن کنانہ......انتہی

پس اس روایت سے آپ کے آباؤ اجداد کا پتہ چل جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ قریشی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (تاجدار یمن اردو ترجمہ لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ صفحہ ۳۶-۳۵)

آپ کے نام اور والد گرامی کے نام کا بہترین ثبوت:

اُسیر بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یمن سے مدد کے لیے لوگ آتے تھے۔(یعنی وہ لوگ جو ہر ملک سے اسلام کے لشکر کی مدد کے لیے آتے ہیں جہاد کرنے کے لیے) تو آپ ان

سَاَلَهُمْ اَفِيْكُمْ اُوَيْسُ بِنْ عَامِرٍ حَتّٰى اَتٰى عَلٰى اُوَيْسٍ

سے پوچھتے تم میں اویس بن عامر بھی کوئی شخص ہے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود اویس کے پاس تشریف لائے۔

فَقَالَ اَنْتَ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت فرمایا: کیا تم اویس بن عامر ہو یعنی کیا آپ کا اسم گرامی اویس بن عامر ہے۔

قَالَ نَعَمْ

حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ہاں میرا نام اویس بن عامر ہی ہے۔

قَالَ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا کیا تم قبیلہ مراد سے ہو اور پھر قرن میں سے ہو۔

قَالَ نَعَمْ (صحیح مسلم شریف۔کتاب الفضائل باب من فضائل اویس القرنی ۱۰۲)

حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا ہاں میں قبیلہ مراد سے ہوں اور قرن سے یہ حدیث مبارکہ بڑی طویل ہے بقدر ضرورت بیان کر دی ہے مکمل حدیث مبارکہ کا مطالعہ مطلوب ہو تو صحیح مسلم شریف کا مطالعہ کیجیے۔

پس واضح ہوا کہ آپ کا اسم گرامی اویس ہے اور آپ کے والد کا نام عامر ہے۔آپ کے والد گرامی کے حالات تلاش بسیار کے باوجود تفصیلاً نہ مل سکے۔آپ کے والد گرامی کے متعلق فیض ملت نے بیان فرمایا ہے کہ آپ کے والد گرامی آپ کی کم سنی میں ہی فوت ہو گئے تھے۔

۱۔ عبدالرحمٰن شوق صاحب نے بیان فرمایا ہے کہ آپ کے والد محترم کا نام عامر اور والدہ کا نام بدار تھا۔آپ کا تعلق قبیلہ مراد سے تھا جو قبیلہ بنو مدحج کی شاخ تھی اور آپ قحطانی النسل تھے۔ (سوانح حیات مع شرح حضرت خواجہ اویس قرنی صفحہ ۱۹)

آپ کی والدہ ماجدہ:

آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی (بدار) بیان کیا جاتا ہے۔آپ کے والد ماجد آپ کے بچپن کے دور میں ہی فوت ہو گئے تھے۔آپ کی والدہ ماجدہ کافی ضعیف اور نابینا تھیں۔اس لیے وہ کوئی کام نہیں کر سکتی تھیں۔جس کی وجہ سے آپ نے اپنی عمر کا زیادہ تر حصہ والدہ ماجدہ کی خدمت میں گزارا۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرنے کی دیگر وجوہات کے ساتھ ساتھ ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپ اپنی والدہ ماجدہ کی کمزوری نابینائی اور خدمت کے باعث محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر نہ ہو سکے۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش مبارکہ:

آپ کے دیگر احوال کی طرح آپ کی پیدائش کے متعلق بھی حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہی آپ کے بچپن کے دور کے متعلق کچھ بیان کیا جا سکتا ہے۔اس سلسلے میں فیض ملت نے بیان فرمایا ہے کہ

تلاش بسیار کے باوجود آپ کی ولادت کے متعلق صحیح معلومات نہیں حاصل ہو سکیں اور نہ ہی آپ کے ابتدائی حالات کا علم ہو سکا۔(ذکر اویس صفحہ ۵۷)

۱ آپ قرن کے مراد نامی قبیلہ کے ایک شخص عامر کے گھر پیدا ہوئے۔چند روایات کے مطابق آپ کا نام عبداللہ جبکہ بعض کے مطابق ابن عبداللہ ملتا ہے آپ کا اسم مبارک عبداللہ بن عامر بھی پکارا جاتا ہے۔مگر آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا اسم مبارک اویس رضی اللہ عنہ رکھا اور اسی سے آپ زیادہ مشہور ہوئے۔

(حضرت اویس قرنی اور ہم صفحہ ۱۲)

۲ قرن نامی گاؤں میں ایک قبیلہ مراد خان آباد تھا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی قبیلہ کے ایک شخص عامر کے ہاں تولد ہوئے باوجود یکہ بے تحقیق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سن پیدائش سے محققین و مورخین لاعلم ہیں۔

(حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ صفحہ ۵۵۔۴)

۴ مخدوم زمن شاہ محمد حسین صابری چشتی رحمتہ اللہ علیہ تواریخ آئینہ تصوف میں بیان فرمایا ہے کہ:
تاریخ ۱۹ ذی الحجہ ۳۵ از عام الفیل میں بروز جمعہ بمقام بیت المقدس آپ پیدا ہوئے اور قرن میں سکونت اختیار کی یہ روایت مکتوب نطاب حجر القیود مصنفہ حضرت سلمان فارسی سے اور تواریخ نوافل بجود سے تحریر کی گئی ہے از ظہرت نامہ
(تواریخ آئینہ تصوف صفحہ ۲۱)

جناب محمد الیاس عادل نے تحریر فرمایا ہے کہ:
آپ کی تاریخ ولادت کے بارے میں بیشتر تذکرہ نگار خاموش ہیں اور اس ضمن میں کسی نے کچھ بھی تحریر نہیں کیا ''تاریخ آئینہ تصوف'' کے مؤلف نے آپ کی تاریخ پیدائش کے ضمن میں بحوالہ (مکتوب نطاب) اور (حجرت القیود) تحریر کیا ہے کہ آپ ۱۹ ذی الحجہ ۳۵ از عام الفیل میں بروز جمعۃ المبارک بمقام بیت المقدس میں پیدا ہوئے اور قرن میں سکونت اختیار کی۔
(سیرت حضرت خواجہ اویس قرنی عاشق رسول صفحہ ۱۸)

فائدہ:

بہر حال اکثر مورخین اس سلسلے میں خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں یہ کوئی فرض یا واجب کے متعلق تو معاملہ ہے نہیں اور نہ ہی کفر اور اسلام کے متعلق ہے۔اس لیے جو کچھ کتب میں ملا یہاں لکھ دیا ہے حقیقت حال اللہ اعلم و رسولہ۔

حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کا اسم گرامی

حضرت اویس قرنی کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔حالانکہ محبوب کبریا حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں آپ تھے۔ آپ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زیارت سے مستفید نہ ہوئے جس کی وجہ سے آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔اس میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے کہ آپ صحابی تھے یا تابعی مفصل تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ حیات الاویس قرنی رضی اللہ عنہ میں عرض کی جائے گی۔ بہر حال حقیقت یہی ہے جو بزرگان دین کی تحقیق سے ثابت ہے کہ آپ تابعی ہیں۔بلکہ آپ کو سید التابعین اور خیر التابعین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

آپ کا اسم گرامی:

آپ کے اسم مبارک کے متعلق متعدد روایات بیان ہوئی ہیں۔تحقیق یہ ہے کہ آپ کا اسم گرامی (اویس) ہے۔
بعض روایات میں آپ کا اسم گرامی عبداللہ بھی بیان ہوا ہے اور بعض میں ابن عبداللہ بھی بیان ہوا ہے اور بعض یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ آپ کو عبداللہ ابن عامر بھی کہا جاتا ہے۔آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا نام (اویس) رکھا اور یہی نام مشہور ہوا۔ احادیث مبارکہ میں بھی یہی نام بیان کیا گیا ہے۔

حدیث شریف:

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

اِنَّ رَجُلًا یَّاْتِیْکُمْ مِّنَ الْیَمَنْ یُقَالُ اُوَیْسٌ لَّایَدَعُ بِالْیَمَنِ غَیْرُ اُمٍّ لَّہٗ قَدْ کَانَ بِہٖ بَیَاضٌ فَدَعَا اللّٰہَ فَاَذْھَبَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّیْنَارِ اَوِ الدِّرْھَمِ فَمَنْ لَقِیَہٗ مِنْکُمْ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَکُمْ

تمھارے پاس یمن سے ایک صاحب آئیں گے جنھیں اویس کہا جاتا ہے۔ انھیں یمن میں صرف ان کی ماں ہی روکے ہوئے ہے۔ ان کو برص کی سفیدی تھی تو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے وہ دور کردی سوائے دینار یا درہم کی جگہ کے۔ پس تم میں سے جو ان سے ملے تو وہ اس کے لیے دعا مغفرت کریں۔

(مشکوٰۃ شریف باب ذکر الیمن والشام وذکر اویس قرنی)

دوسری روایت:

وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ خَیْرَ التَّابِعِیْنَ رَجُلٌ یُّقَالُ لَہٗ اُوَیْسٌ وَّلَہٗ وَالِدَۃٌ وَّکَانَ بِہٖ بَیَاضٌ فَمُرُوْہُ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَکُمْ

(رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ شریف باب ذکر الیمن والشام)

اور ایک روایت مبارکہ میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تابعین میں بہترین وہ صاحب ہیں جنھیں اویس کہا جاتا ہے ان کی ایک والدہ ہیں۔ انھیں (حضرت اویس قرنی کو) برص کی سفیدی تھی۔ ان سے عرض کرنا کہ وہ تمھارے لیے دعائے مغفرت کریں۔

فیض ملت فیضِ مجسم شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے بیان فرمایا ہے کہ آپ کا نام (حضرت) اویس رحمۃ اللہ علیہ تھا یہی نام احادیث مبارکہ میں آیا ہے چونکہ آپ قبیلہ اویس سے تھے اور کنیت ابو عمرو اسی لیے ابو عمرو اویس مشہور ہوئے۔

اسماء الرجال میں بھی ہے لیکن حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اویس کو اوس کی تصغیر بتائی۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۵ ذکر اویس صفحہ ۴۹)

قرنی:

عارف باللہ شیخ محقق حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے قرن کے متعلق وضاحت یوں بیان کی ہے کہ:
قرن قاف اور راء کے ساتھ یمن کا ایک شہر ہے لیکن وہ قرن جو اہلِ نجد کا میقات ہے راء ساکن کے ساتھ ہے۔ جوہری نے راء کو متحرک قرار دے کر خطا کی ہے اور اویس قرنی کی اس قرن کی طرف نسبت کرنے میں بھی خطا کی ہے۔ کیونکہ اویس منسوب ہیں قرن بن ردمان بن ناجیہ ابن مراد کی طرف جو ان کے اجداد میں سے ہیں۔ اسی طرح صاحب قاموس نے کہا ہے۔

(اشعۃ اللمعات اُردو ترجمہ جلد ۷ صفحہ ۶۰۹)

فائدہ:

صاحب قاموس نے اور شیخ محمود نے رسالہ بحرالرموز میں تحریر فرمایا ہے کہ قرن یمن کے ایک محلہ کا نام ہے اور وجہ تسمیہ کی یہ لکھی ہے کہ جب سب سے پہلے قرن کی بنیاد کھود کر ستون قائم کیا گیا تو زمین کے نیچے سے گائے کا ایک سینگ نکلا تھا اور چونکہ عربی زبان میں سینگ کو قرن کہتے ہیں۔ اس لیے اس محلہ کا نام بھی قرن مشہور ہو گیا اور حضرت خواجہ بھی اسی محلہ میں رہنے کے باعث قرنی مشہور ہو گئے۔ (ذکر اویس صفحہ ۵۵)

یمنی:

آپ کا تعلق یمن سے تھا اس لیے آپ کو یمنی بھی کہہ دیا جاتا ہے یمن ایک بہت بڑا ملک ہے وہاں کے لوگ نہایت رقیق القلب اور حق شناس ہوتے ہیں۔

حدیث شریف میں بھی اس کی تعریف آئی ہے کہ:

انّی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن

یعنی عالم از نور تجلی الہی پر شد
از دمِ ویس قرن بوئے خدا می آید

ایک غلطی کا ازالہ:

الشیخ احمد بن محمود اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ بعض احادیث سے بہ وثوق معلوم ہوا ہے کہ آپ قرنی تھے اور قرن سرزمین یمن میں ایک گاؤں ہے۔

اسی طرح مولانا اسماعیل نے کتاب (نور المریدین شرح تعرف) میں ذکر کیا ہے کہ اور صراحت سے لکھا ہے کہ ''قرن'' اہل نجد کے احرام باندھنے کے لیے میقات ہے اور اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اسی جگہ سے تعلق رکھتے ہیں اور قدوۃ المحققین شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں کہ قرن بلادِ دشمن میں سے ہے البتہ جو قرن اہل نجد کے لیے احرام کی خاطر میقات ہے وہ ''سکون راء'' کے ساتھ ہے اور جوہری نے ''تحریک'' میں اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو اس سے نسبت دے کر غلطی کا ارتکاب کیا ہے اور اویس رضی اللہ عنہ کا تعلق قرن بن رومان بن ناجیہ بن مرادی سے جو اس کے آباء میں سے ہیں صاحب قاموس نے بھی یہی کہا ہے۔

شیخ محمود نے قطب الاقطاب، سلطان العارفین برہان الواصلین حضرت جلال الدین بن محمود اویسی کے ملفوظات (رسالہ بحرالرموز) میں لکھا ہے کہ قرن یمن میں ایک محلہ ہے جہاں پہلے پہل ہل چلایا گیا اور زمین گاہی گئی۔ اس زمین سے بیل کا سینگ برآمد ہوا اور بیل کے سینگ کو عربی زبان میں قرن کہتے ہیں۔ اسی لیے اس محلے کا نام قرن رکھا گیا اور چونکہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ اس محلے میں رہا کرتے تھے۔ اس لیے آپ کو اس سے نسبت دیتے تھے اور قرنی کہتے تھے۔

اور اسی رسالے میں جسے ملفوظِ حضرت بندگی خواجہ اویس کہتے ہیں لکھا ہے کہ حضرت اویس نے شہر سے باہر دریا کے کنارے بہت مجاہدہ اور ریاضت کی تھی۔ اس دریاء کو مخابندر کہتے ہیں جو شہر زبید سے تین روز کی مسافت پر ولایت یمن میں واقع ہے اور شہر زبید میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک بھی ہے۔ ابتداء میں یہ شہر اس لیے معظم تھا کہ اس میں ہزار ہا مسجدیں بنی ہوئی تھیں اور

شہر کے باہر کی طرف خواجہ اویس کی درگاہ واقع ہے۔ حضرت خواجہ کا آبائی مکان بھی یہیں ہے آنحضرت رسالت پناہ ﷺ کا جبہ مبارک بھی اسی جگہ بھیجا گیا اور خود حضرت خواجہ نے اپنے دندان مبارک بھی یہیں شہید کیا تھا۔ اس دندان مبارک پر ایک درخت اگ آیا جس پر انواع واقسام کے پھل لگتے ہیں۔ زائرین اسی پھل کا بیج لے لیتے اور ان سے تسبیحاں بناتے ہیں واللہ اعلم

(تاجدار یمن اردو لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ صفحہ ۳۷۔۳۶)

فائدہ:

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلو قدس سرہٗ نے فرمایا کہ یمن (فتح الیاء والمیم) یمین کعبہ سے ہے اور یمنی ویمانی (بالیاء) یمن و یمان سے منسوب ہیں بعض نے اسے بتشدید الیاء بھی لکھا ہے (ذکر اویس صفحہ ۵۷۔۵۶ بحوالہ حیات اویس صفحہ ۱۰)

تعلیم و تربیت

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ظاہری تعلیم سے آراستہ نہ تھے ہاں محبوب کبریا ﷺ کی عقیدت ومحبت وہ وسیلہ جلیلہ ہے جس سے دنیا جہان کے علوم خود بخود ہی آجاتے ہیں۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی تعلیم وتربیت کے سلسلے میں فیض ملت بیان فرماتے ہیں کہ:

''اگرچہ آپ نے ظاہری تعلیم حاصل نہیں کی لیکن سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی عقیدت ومحبت کے روحانی توسّل سے نہ صرف آپ حضور پُر نور ﷺ سے روحانی تربیت یافتہ تھے۔ بلکہ رسالت مآب ﷺ کی جناب میں آپ کو مرتبہ محبوبیت حاصل تھا جیسا کہ روایت میں ہے کہ فخر کائنات علیہ الصلوٰت والتسلیمات کبھی کبھی وفور شوق میں اپنے پیراہن کے بند کھول کر سینہ مبارک بطرف یمن کر کے فرمایا کرتے۔

اِنِّیْ لَاَ جِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ

یعنی میں نسیم رحمت یمن کی طرف پاتا ہوں۔

بوئے جان ے آیداز سوئے عدن
از جان پرور دلیس قرن

مفتی محمد راشد نظامی کا بیان:

آپ کی تعلیم وتربیت کے سلسلے میں مفتی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی سیرت کے بہت سے گوشے بھی تاریخ عالم سے پوشیدہ ہیں۔ ہمیں کتب ہائے تواریخ سے یہ بھی نہیں معلوم ہو پاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا بچپن کس طرح گزرا ہوگا۔ جس طرح ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے آباؤ اجداد کا پیشہ کیا تھا۔ اسی طرح ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہو پاتا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعلیم کس قسم کی حاصل کی ہوگی۔ اکثر بزرگوں کا خیال ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے براہ راست رسول کریم ﷺ سے فیض وعلم روحانی طور پر حاصل کیا تھا۔

اس بات پر یقین کر لینے کے سوائے چارہ کار کوئی دوسرا نہیں بلاشبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روحانی طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اکتساب علم و فضل کیا ہوگا۔ (حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۶)

عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم:

قطع نظر اس بات کے کہ آپ نے تعلیم کس قسم کی حاصل کی تھی مگر ایک بات طے شدہ ہے کہ آپ نے بلاشبہ ایسی تعلیم ضرور حاصل کی تھی کہ آپ کی شخصیت لازوال شہرت اختیار کر گئی۔ یہ تعلیم عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق صادقین میں بلاشبہ آپ سرفہرست دکھائی دیتے ہیں (حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۷)

دولت ایمان سے سرفرازی

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش مبارکہ چونکہ طلوع اسلام سے قبل ہو چکی تھی۔ حضرت سید غلام مصطفیٰ شاہ بخاری نے اپنی تصنیف لطیف (قصص الاولیاء) میں تحریر فرمایا ہے کہ:

''خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلوع اسلام سے پہلے اس دنیا میں تشریف لا چکے تھے۔ خواجہ صاحب عہد طفولیت میں ہی والد کی شفقت سے محروم ہو گئے۔ اس لیے ان کو بچپن میں ہی محنت مزدوری کرنا پڑی۔ آپ لوگوں کے اونٹ اجرت پر چرایا کرتے تھے اور اس اجرت سے اپنا اور اپنی ضعیف اور نابینا ماں کا پیٹ پالا کرتے تھے اس کے علاوہ جو تھوڑی سی رقم بچ رہتی اس کو لوگوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ آپ زندگی کے شب و روز اسی طرح گزار رہے تھے کہ یمن تک اسلام کے نام لیوا پیدا ہو گئے۔ جب آپ کو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خبر ملی تو آپ فوراً اسلام لے آئے۔ آپ کے اندر نور ہدایت کی شمع ہدایت کو جلا بخشی۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانے اور شیدائی بن گئے۔ (قصص الاولیاء صفحہ ۲۵۴)

مفتی محمد راشد نظامی کا بیان:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے متعلق مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ:

اس بات پر یقین کر لینے کے سوائے چارہ کار کوئی دوسرا نہیں ہے بلاشبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روحانی طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اکتساب علم و فضل کیا ہوگا۔ مگر یہ بھی معلوم نہیں ہو پاتا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس عمر میں اسلام قبول فرمایا مگر یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت عاقل و بالغ ضرور تھے۔ جب ظہور اسلام ہوا

(حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۶)

فائدہ:

واضح ہوا کہ آپ جب اسلام کی دولت سے سرفراز ہوئے تو آپ اس وقت بچے نہیں تھے کہ بس محض ماں باپ مسلمان ہوئے تو آپ مسلمان نہیں ہو گئے بلکہ آپ کے سامنے بے شمار قسم کے مذاہب تھے۔ آپ نے تمام مذاہب کو ایک طرف کر کے مذہب اسلام قبول فرمایا۔ جو آپ کے لیے سعادتوں کا سبب بنا۔ اللّٰہ یعطی من یشاء۔

آپ کا یہ عاشقانہ ومحبانہ انداز ہی تھا کہ نہ دیکھا کہ اب میں کس مذہب پر ہوں نہ جانے یہ مذہب کیسا ہے؟ کیسا نہیں ہے بلکہ عاشق صادق نے فوراً اپنی میں کو ختم کرتے ہوئے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم والا مذہب اختیار کرلیا۔ محبوب کے رنگ میں رنگے جانے میں فخر محسوس فرمایا۔ اسی رنگ میں رنگے جانے کو دنیا و جہان میں سب سے اعلیٰ نعمت محسوس کیا۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب عاشقانہ رمز بیان فرمائی ہے۔

تدوں فقر شتابی بندہ جان عشق وچ ہارے ہو
عاشق شیشہ تے نفس مربی جان جاناں تو وارے ہو
خود نفسی چھڈ ہستی جھیڑے لاہ سروں سب بھارے ہو
باہو باجھ مویاں نہیں حاصل تھیندا توڑے سے سانگ اتارے ہو

ترجمہ:

۱۔ (سالک) تب ہی جلدی فقیر (کامل) بنتا ہے۔ جب (بازی) عشق (الٰہی) میں اپنی جان (تک) ہار دے۔

۲۔ عاشق (اپنا) شیشہ (دل) اور نفسِ مطمئنہ (اور) (سب کچھ) محبوب حقیقی پر قربان کردے۔

۳۔ (اے درویش) خود نفسی اور ہستی (موہومہ) کے جھگڑے چھوڑ دے اور (دنیا اور حیات دنیا کی کمی بیشی) کی ذمہ داریاں (اپنے) سر سے اُتار دے۔

۴۔ اے باہو! (ترکِ خواہشات اور) مرگ (نفس) کے بغیر اگر (انسان) کتنے ہی رنگ بدل لے اسے (وصالِ حق) نہیں ہوتا۔

فائدہ:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جونہی محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان نبوت سنا فوراً ہی پہلے مذہب کو چھوڑ دیا۔ ایسی ہی کیفیت کو سلطان العارفین نے بڑے بہترین اور محبت بھرے انداز میں بیان فرمایا آپ بیان فرماتے ہیں کہ

بزرگی نوں گھت وہن لوڑھائیے ملیئے رج مکالا ہو
لاالہ گل گہنا مڑھیا، مذہب کی لگدا سالا ہو
الا اللہ گھر میرے آیا، جیں آن اٹھایا پالا ہو
اساں بھر پیالہ خضروں پیتا، باہو آب حیاتی والا ہو

۱۔ (راہِ عشق و معرفت میں) بزرگی (و برتری، کشف و کرامات، ننگ و نام کچھ کارگر نہیں (اس لیے انھیں) (معرفت) ندی میں پھینک دینا چاہیے اور (سلوک و معرفت حاصل کرنے کے لیے) خوب سیر ہو کر (خواہشات نفس) کا منہ کالا کرنا چاہیے۔

۲۔ (میں نے) لاالہ کا زیور مڑھا کر (اپنے قلب و روح کی) گردن میں محفوظ کرلیا ہے (جس سے تمام ماسویٰ اللہ کی نفی) حاصل ہوگئی ہے۔ مذہب کا مدعیٰ تو یہی ہے کہ توحید کو قائم کرلیا جائے جو کہ میں نے حاصل کرلیا ہے (اس سے زیادہ اور کیا چیز مجھ سے مذہب مانگتا ہے) مذہب کے ساتھ اس سے زیادہ اور کیا رشتہ ہے۔

۳۔ الا اللہ کا اثبات میرے گھر آگیا ہے (یعنی میرے جسم و جان میں سما گیا ہے) جس نے (دل و جان سے) سب خوف اُٹھالیا

ہے (الا انّ اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون)

۴۔ اے باہو! ہم نے (لا الہ الا اللہ) کا آب حیاب کا پیالہ (اپنے) خضر (مرشد کامل) (کے ہاتھوں) لبریز کر کے پیا ہے (جس نے حیات جاودانی بخشی ہے) (ابیات باہو معہ ترجمہ وتشریح از پروفیسر سلطان الطاف علی)

فائدہ:

گویا سلطان العارفین نے بیان ایسا مذہب جو حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہے الحمد للہ وہ تو حاصل ہو گیا ہے اور جو مذہب حق تعالیٰ سے دوری کا سبب ہے اس سے ہمارا کیا تعلق۔ ایسے مذہب سے ہمارا کوئی تعلق نہیں گویا حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ثابت کر دیا کہ ہمارا تعلق تو اس مذہب سے ہے جو محبوب نے بیان فرمایا کسی دوسرے مذہب سے میرا کوئی تعلق نہیں اگر تھ بھی تو معلوم ہوتے ہی وہ تعلق توڑ لیا اور محبوب والے مذہب سے تعلق جوڑ لیا کاش ایسی ہی محبت ہمیں بھی نصیب ہو جائے آمین ثم آمین۔

فطرت:

جناب محمد الیاس عادل صاحب نے ایک روایت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

ایک روایت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فطرت صالح عطا فرمائی تھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیکی کے کاموں کی طرف بچپن ہی سے راغب تھے۔ برائی سے نفرت کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا پیغام حق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لے آئے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے رسول برحق ہونے کی گواہی دی چونکہ اپنی والدہ ماجدہ کے ضعیف و نابینا ہونے کی وجہ سے بذاتِ خود حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل نہ کر سکے تھے۔ مگر اس کے باوجود ایمان کی دولت سے اس قدر مالا مال تھے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ ایسا والہانہ عشق تھا کہ تابعین میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا عاشق رسول کوئی نہیں ہے۔ تابعین میں عاشقانِ رسول میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک سرِ فہرست ہے۔ اپنی زندگی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں اور سنتِ مطہرہ کی پیروی میں بسر کی۔ (سیرت حضرت خواجہ اویس قرنی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۳۱)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ مبارک

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ اکابر تابعین میں سے تھے۔ بلکہ آپ سید التابعین تھے آپ کی شان مقدس بیان کرنا الفقیر القادری ابو احمد اویسی سے کما حقہ ممکن نہیں۔ آپ کا ظاہری حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے قطب ربانی ہیکل صمدانی، عارف باللہ تعالیٰ سیدی حضرت عبدالوہاب الشعرانی قدس سرہ النورانی نے بیان فرمایا ہے کہ:

آپ اکابر زاہدوں میں سے تھے۔ بوسیدہ مکان اور قلیل سامان رکھتے تھے۔ آنکھوں کا رنگ زرد سرخی مائل رنگ ۔۔۔

کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ، درمیانہ قد، شدید گندمی رنگ، اپنے سینے کی طرف ٹھوڑی جھکائے ہوئے، مقام سجدہ کی طرف نظر اور اپنے بائیں ہاتھ پر دایاں رکھے ہوئے ہوتے۔ (برکات روحانی اردو ترجمہ طبقات امام شعرانی صفحہ ۹۲)

فائدہ:

گویا آپ کو دنیوی ظاہری ٹیپ ٹاپ سے کوئی تعلق نہ تھا کہ جسے دیکھ کر لوگ واہ واہ کر اٹھیں۔ سامان بس واجبی سا کہ جس کے بغیر گزارہ ہی نہیں بلکہ اکثر ضرورت کی اشیاء بھی آپ کے پاس نہ تھیں۔ آپ کی آنکھیں بکثرت شب بیداری کی گواہ تھیں۔ کمزور سا جسم مبارک قد مبارک درمیانہ نہ زیادہ لمبا اور نہ ہی ایسا ٹھگنا کہ جو دیکھنے والے کو برا لگے۔ آپ اکثر ٹھوڑی جھکائے رکھتے تھے۔ ایک ایک لمحہ زندگی کا خالق و مالک کی یاد میں گزارتے۔ نظر سجدہ کے مقام پر رکھتے تھے آپ کی ہر ادا مبارک حق تعالیٰ کی محبت میں رنگی ہوئی تھی۔

فیض ملت کا بیان:

مجدد دور حاضرہ حضرت علامہ اویسی صاحب مدظلہ العالی نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: آپ کا رنگ گندمی، قد درمیانہ اور جسم مبارک فربہ تھا۔ ناک شریف پر گوشت زیادہ تھا۔ بعض نے آپ کو لاغر اندام، پتلی کمر اور دھنسا ہوا شکم بتایا ہے۔ آپ کی داڑھی مبارک گھنی اور بال پراگندہ الجھے ہوئے تھے اور گرد آلود رہتے تھے۔ آنکھیں سیاہ، نیلگوں تھیں۔ ٹھوڑی پیشانی کی طرف اُٹھی ہوئی تھی۔ دونوں کاندھوں میں فاصلہ زیادہ تھا اور آپ کے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی پر سفید برص کا نشان تھا۔ آپ کی شکل مبارک مہیب اور ہیئت پاک افسردہ حالی اور پریشانی اور خستگی ظاہر کرتی تھی۔ گویا آپ کا حلیہ مبارک آپ کی حقیقت حال کی صحیح تصویر ہے۔ آپ کو شہود حق میں کمال استغراق درگاہِ بے نیاز میں خشوع و نیاز۔ خود رفتہ ہونا اور فنافی اللہ ہو جانا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے یہی ایک رتبہ عظیم ہے جو کسی دولت مند کو بھی میسر نہیں۔ (ذکر اویس صفحہ ۵۸)

نظر سجدہ گاہ پر:

آپ کی نظر اکثر سجدہ گاہ پر رہتی۔ (حضرت اویس قرنی اور ہم صفحہ ۱۴)

فائدہ:

آپ کے حلیہ مبارک سے ہمیں سبق سیکھنے کی ضرورت ہے۔ مسلمانو! آیئے آپ کا یہی طریقہ اقدس اپنائیں کہ ہم ہر وقت چلتے ہوئے، بازار میں، عام محافل میں یعنی اکثر کوشش کریں کہ ہماری نظر سجدہ کے مقام پر رہے۔ انشاء اللہ بے شمار گناہ جو نظر کے بھٹکنے سے ہوتے ہیں۔ ان سے بچ جائیں گے۔ بدنگاہی سے بچ جائیں گے۔

جسم پر نشان:

حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی خاص نشانی بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ فَاَذْهَبَهٗ عَنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ

اسے (برص کی) سفیدی ہوگئی تھی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے دور کردی وہ سفیدی اس کے بدن سے مگر ایک دینار یا درہم برابر باقی ہے (مسلم شریف کتاب الفضائل باب من فضائل اویس قرنی)

دوسری حدیث:

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرَءَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ

اس کو برص تھا وہ اچھا ہو گیا صرف درہم برابر باقی ہے۔ (مسلم شریف کتاب الفضائل باب من فضائل القرنی)

نشانی باقی رہنے کا سبب:

ڈاکٹر سید محمد عامر گیلانی صاحب نے لکھا ہے کہ:

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ برص کے مرض میں مبتلا ہوئے تو بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی۔

''یا الٰہی مجھ سے یہ مرض دور فرما البتہ ایک نشان میرے جسم پر باقی رہے تا کہ میں تیری رحمت و شفقت کو ہمیشہ یاد کرتا رہوں'' بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر (بروایت دیگر پہلو پر)

ایک درہم کے برابر نشان تھا (حضرت اویس قرنی اور ہم صفحہ ۱۴)

الشیخ احمد بن محمود اویسی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

حضرت اویس قرنی کی رنگت گہری گندمی تھی۔ آپ کا قد موزوں اور متناسب مائل بہ فربہی تھے۔ بعض نے فرمایا کہ دبلے پتلے تھے۔ باریک شکم اور لاغر میان تھے۔ ریش مبارک لمبی اور گھنی تھی۔ سر کے بال پراگندہ اور گرد آلود اور الجھے ہوئے تھے۔ آنکھیں سیاہی مائل نیلی تھیں۔ ٹھوڑی باہر کو نکلی ہوئی تھی۔ شانہ ہائے مبارک کشادہ تھے۔ دائیں ہاتھ پر برص کا ایک نشان سا تھا اُنھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ یا اللہ! میری یہ تکلیف رفع کر دے مگر ایک دینار یا ایک درہم کے برابر نشان ضرور رکھ دینا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ بھی آپ کی دعا کا اثر تھا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ خداوند! میرے جسم میں سفیدی کا کوئی نشان رکھ دے تا کہ میں اسے دیکھ کر تیری نعمتوں کو یاد کرتا ہوں۔ آپ افسردہ حال اور غمگین طبع رہا کرتے تھے آپ کی شکل مبارک دیکھ کر رعب و جلال طاری ہو جاتا تھا۔ واللہ اعلم (تاجدار یمن اردو ترجمہ خواجہ اویس قرن صفحہ ۳۹)

تصور حلیہ اویس قرنی:

الشیخ احمد بن محمود اویسی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی خوش نصیب کو حق طلبی کا موقع بہم پہنچا دے اور اس کے باطن میں محبتِ حقیقی پیدا کر دے تو اس دور میں زمانہ آخر ہے اور کامل مرشد کا وجود نادر بلکہ نایاب ہے ایسے شخص کو گوشہ نشینی اختیار کر لینی چاہیے اور صدق دل کے ساتھ ارادت و عقیدت، مراقبہ حسن و صورت و جمال اور تصور حلیہ با کمال، آں حضرت افضل التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ پیدا کرے اور اپنے تصور میں آپ کے وجود مبارک کو بسا کر اپنا نصب العین قرار دے اور اپنے تخیل کو آپ کے حلیہ مبارک سے آراستہ کرے اور لسان حال و زبان مقال سے تضرع و زاری کے ساتھ اپنے احوالِ شکستہ اور سوال عرض کرے اور اپنی عاشقانہ نیازمندی کو اپنی زبان پر لائے۔ پس اگر وہ شخص اس شغل کی پابندی کرے تو امید ہے کہ غیب سے فیض کے بند دروازے اویسیانہ رنگ میں رنگنے کے باعث کھل جائیں گے اور آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آفتاب روحانیت کی کرنیں اس کے یہاں خانہ دل کو جگمگا دیں گی۔ تا کہ وہ اس روحانیت اور نورانیت میں زیادہ سے زیادہ محظوظ

مستغرق ہو جائے۔ اسی مقام پر فنا فی الشیخ اور فنا فی اللہ کی منزل رونما ہوتی ہے اور وصال کا یہ طریقہ دوسرے طریقوں کی نسبت زیادہ قربت والا ہے۔ وذالك فضل الله ذو فضل العظيم اللهم الرزقنا الصراط المستقيم والطريق القويم بحرمة فضلك العميم و كرمك القديم ٥

(تاجدار یمن اردو ترجمہ لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ صفحہ ۴۱)

درود شریف بر حلیہ خواجہ اویس قرنی

اب نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول احادیث مبارکہ میں جو حلیہ مبارک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہوا ہے اس مضمون کے مطابق ایک درود شریف ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِىْ اَخْبَرَ بَعْضَ صِحَابَتِهٖ وَقَرَابَتِهٖ بِعَلَامَتِ اُوَيْسِ الْقَرْنِىْ وَشِفَاعَتِهٖ٥

(۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِىْ اَشْهَلُ الْعَيْنَيْنِ بَعِيْدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ٥

(۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِىْ اَخْبَرَ اَنَّهٗ مُعْتَدِلُ الْقَامَةِ شَدِيْدُ الْاَدَمَةِ ذُوْرَافَتِوْرَحْمَةٍ يَشْفَعُ فِىْ كَثِيْرٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ٥

(۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ الَّذِىْ اَخْبَرَ فِىْ صَحِيْحٍ خَبَرَهٗ اِنَّهٗ ضَارِب بِذَقَنِهٖ اِلٰى صَدْرِهٖ

(۵) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِىْ اَخْبَرَنِىْ صَحِيْحٌ اَقْوَالُهٗ اِنَّهٗ رَامٍ بِبَصَرِهٖ اِلٰى مَوْضَعِ سُجُوْدِهٖ وَاضِعٌ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ٥

(۶) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِىْ وَهُوَ فِىْ مَجْلِسِهٖ اَنَّهٗ كَانَ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَبَكٰى عَلٰى نَفْسِهٖ٥

(۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ

الَّذِیْ اَخْبَرَنِیْ خَبَرَہٗ اَنَّ تَحْتَ مَنْکِبِہٖ لَمْعَۃٌ بَیْضَاءُ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًاo

(ذکر اویس صفحہ ۶۰۔۵۹ بحوالہ نسیم چمن صفحہ ۱۷۔۱۸ تاجدار یمن اردو ترجمہ لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ صفحہ ۴۲)

آپ کا لباس مبارک

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا لباس مبارک اکثر پھٹا پرانا ہوتا۔ آپ کے لباس کے متعلق چند بزرگوں کے بیانات ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے لباس مبارک کے متعلق طبقات شریف میں بیان فرمایا ہے کہ آپ کے پاس صرف دو پرانے کپڑے تھے۔ اون کی چادر باندھتے۔ بے نام نشان جس کی طرف کوئی متوجہ نہ ہو۔ (طبقات امام شعرانی صفحہ ۹۲)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک:

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

لباس کا یہ حال تھا کہ گھروں پر پڑے ہوئے چیتھڑے چنتے اور انہیں دریائے فرات (عراق کربلا کے قریب ہے) میں دھوتے اور دھو کر جوڑ کر پہنتے۔ (انطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۳۷۹)

حضرت امام ابو نعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک:

حضرت امام ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لباس مبارک کے متعلق حلیۃ الاولیاء شریف میں لکھا ہے کہ:

۱۵۷۲۔ ابو نعیم اصفہانی، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عثمان بن ابی شیبہ، ابو بکر بن عیاش، مغیرہ کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ اویس قرنی رحمہ اللہ اللہ کے راستے میں اپنے کپڑے بھی صدقہ کر دیتے اور ننگے بیٹھ جاتے اور اتنا کپڑا بھی نہیں پاتے تھے جسے پہن کر جمعہ پڑھنے جائیں۔

(حلیۃ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۴۱۶)

۱۵۷۳۔ ابو نعیم اصفہانی، ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، احمد بن حنبل، عبید اللہ بن عمر، عبدالرحمٰن بن مہدی، سفیان، قیس بن بشیر بن عمرو، بشیر بن عمرو کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ بشیر بن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے اویس قرنی رحمہ اللہ کو ننگا دیکھا تو میں انہیں دو کپڑے پہنائے۔ (حلیۃ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۴۱۶)

حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ کا بیان:

آپ کے لباس مبارک کا تذکرہ بیان کرتے ہوئے حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ لباس آپ کا ہمیشہ پھٹا پرانا ہوا کرتا تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر انہیں پیوند لگاتے صبح صبح ہی گھر سے نکل جاتے اور بعد نماز عشاء گھر میں واپس تشریف لاتے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا فرمان:

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ:
لباس اور پوشاک کا یہ حال تھا کہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں پر سے چیتھڑے اکٹھے کر کے انھیں دھو لیتے اور پھر انھیں جوڑ جوڑ کر لباس کے طور پر استعمال کیا کرتے تھے اسی لیے تو بچے آپ کو دیوانہ سمجھ کر پتھر برسایا کرتے تھے اور آپ ان سے کہا کرتے تھے کہ پتھر ذرا چھوٹے چھوٹے مارا کرو تا کہ میں طہارت اور وضو کرنے سے لاچار نہ ہو جاؤں اور یہی وجہ تھی کہ باوجود انھیں نہ دیکھنے کے حضور نے ان کی تعریف فرمائی بلکہ ان کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خاص طور پر وصیت فرمائی تھی۔
(نسخہ کیمیا ترجمہ کیمیائے سعادت صفحہ ۶۸۲)

فائدہ:

واضح ہوا کہ آپ کا لباس کے سلسلے میں طریقہ مبارک عام لوگوں سے ہٹ کر تھا۔ عام لوگ تو ظاہری ٹیپ ٹاپ کو بہت پسند کرتے ہیں جبکہ آپ نے ایک حیثیت سے ظاہرداری کو یکسر ہی ترک کر دیا تھا۔ آپ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مگن رہتے تھے۔ ایک لمحہ بھی آپ ضائع نہ ہونے دیتے تھے اسی لیے بزرگوں کا قول ہے کہ جو دم غافل سو دم کافر۔

ناں میں جوگی ناں میں جنگم ناں میں چلا کمایا ہو
ناں میں بھج مسیتیں وڑیا ناں تسبا کھڑ کایا ہو
جو دم غافل سو دم کافر، مرشد ایہہ فرمایا ہو
مرشد سوہنی کیتی باہو پل وچ جا پہنچایا ہو

اس لیے آپ نے ہمیشہ بقدر ضرورت لباس پر ہی قناعت کی۔ بلکہ آپ کا اکثر لباس پھٹا پرانا ہوا کرتا تھا۔ اکثر آپ جیسا بھی لباس میسر آ جاتا پہن لیتے۔ عموماً جہاں کہیں سے آپ کو پھٹے پرانے کپڑوں کے چیتھڑے مل جاتے وہی اُٹھا کر انھیں دھو کر جوڑ لیتے اور اپنا لباس بنا لیتے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوراک

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر روزہ سے رہتے۔ آپ کو خوراک معمولی قسم کی مہیا ہوتی۔

آپ کی خوراک:

حضرت امام شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی خوراک کے متعلق بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ کی خوراک وہ گٹھلیاں تھیں جو آپ زمین سے چن لیتے (طبقات امام شعرانی صفحہ ۹۲)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

آپ کی خوراک یہ تھی کہ خرما کی گٹھلیاں راستے سے چن چن کر کھا لیا کرتے تھے اور کبھی کھانے کے لیے (بقدر ضرورت)

خرمے ہاتھ آ بھی جاتے تھے تو ان کی گٹھلیاں خیرات میں دیتے پھرتے تھے یا پھر گٹھلیاں ہی اس قدر خرید لیتے کہ ان سے روزہ افطار کرسکیں۔ (نسخہ کیمیا ترجمہ کیمیائے سعادت اصل پنجم صفحہ ۶۸۲)

دوسرا بیان:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں بیان فرمایا ہے کہ آپ کا کھانا یہ تھا کہ تمام دن کھجوروں کی گٹھلیاں چنتے اور کوئی سوکھا خرما ملتا تو افطار کے لیے اُٹھا لیتے۔ اگر بقدر سدرمق قوت کی کفایت سے زیادہ ہوتی تو چنی ہوئی گٹھلیاں فقراء پر صدقہ کردیتے اور گرے پڑے خرمے نہ پاتے تو وہ گٹھلیاں بیچتے اور اس سے کوئی چیز خرید کر کھا لیتے۔ (انطاق المفہوم جلد ۳ صفحہ ۲۷۹)

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا بیان:

جب شام ہوتی تو گھر میں جو کچھ ہوتا خیرات کردیتے اور کپڑے نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو کوڑے کرکٹ میں بیٹھنا پڑا۔ عام جگہ پر پڑے روٹی کے ٹکڑے اُٹھا کر دھو لیتے کچھ کھا لیتے اور کچھ صدقہ کردیتے۔ (برکات روحانی ترجمہ طبقات امام شعرانی صفحہ ۹۳)

حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا بیان مبارک:

حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوراک کے متعلق بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ آپ کے ہمسائے انھیں دیوانہ سمجھتے تھے وہ کہتے ہیں کہ آپ کے لیے ہم نے ایک گھر مرتب کیا۔ ہم نے گھر میں کبھی کوئی ایسی چیز نہ دیکھی جس سے وہ روزہ افطار کر لیتے۔ آپ اپنا کھانا اس طرح مہیا کرتے تھے کہ آپ کھجوروں کی گٹھلیاں جمع کرتے اور انھیں فروخت کردیتے اور اس کی آمدنی سے روٹی خرید کر کھا لیتے۔ اگر کھجوریں مل جاتیں انھیں بیچ کر صدقہ کردیا کرتے۔
(تذکرہ اولیاء)

فائدہ:

نیز امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جب شام ہوتی تو گھر میں جو کچھ ہوتا خیرات کردیتے اور کپڑا نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو کوڑے کرکٹ میں بیٹھنا پڑا۔ عام جگہ پر پڑے روٹی کے ٹکڑے اُٹھا کر دھو لیتے کچھ کھا لیتے اور کچھ صدقہ کردیتے۔

رزق حلال:

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:
حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔ (مشکوۃ شریف)

حلال کھانا جنت کے حصول کا سبب:

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ
"جس نے حلال کھایا اور سنت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہے تو وہ جنت میں جائے گا۔
صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ چیز تو آج آپ کی امت میں بہت ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بعد کچھ ایسا ہی ہوگا۔ (ترمذی شریف)

پاکیزہ کمائی:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَقَّ مَا يَاكُلُ الرَّجُلُ مِنْ اَطْيَبِ كَسْبِهٖ وَاِنَّ وَلَدَهٗ مِنْ اَطْيَبِ كَسْبِهٖ (سنن دارمی شریف جلد ۲ حدیث نمبر ۲۵۷۱)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
انسان جس کھانے کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ وہ اس کی اپنی پاکیزہ کمائی ہے اور اس کی اولاد بھی اس کی پاکیزہ کمائی کا حصہ ہے۔

فائدہ:

اسی لیے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیشہ پاکیزہ کمائی خود بھی کھائی اور اپنی والدہ ماجدہ کو بھی کھلائی اور اگر کمائی سے کچھ نہ بچا تو روزے کی حالت میں ہی گزارہ کرلیا اور افطاری کے وقت بھی محض گری پڑی کھجوروں اور کھجوروں کے گرے پڑے ٹکڑوں پہ ہی گزارہ کرلیا۔ نیز آپ ہمیشہ کوشش کرتے رہے کہ کسی طرح بھی حرام کھانا نہ کھایا جائے ہمیشہ پاکیزہ کمائی ہی استعمال میں لائی جائے۔ حتیٰ کہ آپ نے ہمیشہ مشکوک غذا سے بھی پرہیز کیا کیونکہ مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارک واضح ہیں

حدیث شریف:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُتَشَابِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَ اَلْعِرْضِهٖ وَدِيْنِهٖ

حلال اور حرام دونوں واضح ہیں ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں۔ جن سے بہت سے لوگ واقف نہیں ہیں جو شخص ان چیزوں سے بچ جائے گا وہ اپنی عزت اور اپنے دین کو محفوظ رکھے گا۔

وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِيْ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى فَيُوْشِكُ اَنْ يُّوَاقِعَهٗ وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ وَمَحَارِمُهٗ۔ اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ (سنن (ا) دارمی شریف جلد ۲ کتاب البیوع حدیث نمبر ۲۵۶۵)

جو شخص ان چیزوں میں مبتلا ہو جائے گا وہ حرام میں بھی مبتلا ہو جائے گا اس کی مثال اس چرواہے کی طرح ہے جو کسی چراگاہ کے آس پاس جانور چراتا رہے تو اس بات کا امکان ہوگا کہ وہ اس چراگاہ میں داخل ہو جائے گا۔ بے شک ہر بادشاہ کی مخصوص چراگاہ ہوتی ہے اور بے شک اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں۔
خبردار جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر وہ ٹھیک رہے تو سارا جسم ٹھیک رہے گا اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم

خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار وہ دل ہے۔

شک میں مبتلا کرنے والی چیز چھوڑ دو:

عَنْ اَبِی الْحُوْرَاءِ السَّعْدِیْ قَالَ قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ مَا تَحْفَظُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ وَعَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَاَلَہٗ رَجُلٌ عَنْ مَّسْاَلَۃٍ لَّا اَدْرِیْ مَاھِیَ فَقَالَ دَعْ مَایَرِیْبُکَ اِلٰی مَالَا یَرِیْبُکَ (سنن دارمی شریف جلد ۲ کتاب البیوع حدیث نمبر ۲۵۲۶)

حضرت ابوحوراء سعدی بیان کرتے ہیں میں نے حضرت (امام) حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا کہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی (زبانی سنی ہوگی) کوئی بات یاد رکھی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں! ایک شخص نے آپ سے سوال کیا تھا مجھے نہیں معلوم کہ وہ سوال کیا تھا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: جو چیز تمھیں شک میں مبتلا کرے اسے چھوڑ کر اس چیز کو اپناؤ جو شک میں مبتلا نہ کرے۔

فائدہ:

حرام تو حرام ہے مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مشتبہ چیزوں میں بھی مبتلا ہونے سے روکا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص مشتبہ امور میں مبتلا ہو گیا اس کی عزت اور دین محفوظ نہیں رہے گا۔ عزت اور دین اسی کا محفوظ رہے گا جو مشتبہ امور سے اپنے آپ کو بچالے گا۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیشہ نہ صرف حرام امور سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا بلکہ مشتبہ امور کے بھی کبھی قریب نہ گئے۔ اس سلسلے میں بکری والی حکایت اور دیگر اس قسم کی حکایات اسی کتاب میں موجود ہیں۔ آپ نے گری پڑی کھجوریں اور گرے پڑے کھجوروں کے ٹکڑے پہ گزارا کیا گرا پڑا انگڑا اگر کہیں سے حاصل ہو گیا تو اسے صاف کر کے یا دھو کر استعمال فرمالیا مگر دست سوال کسی کے آگے نہ پھیلایا۔

آپ کھجوروں کی گٹھلیاں اکٹھی کرتے رہتے۔ انھیں فروخت کر کے اپنے کھانے پینے کا بندوبست کرتے۔ اس میں سے اگر کچھ بچ جاتا تو اسے راہِ خدا میں فی سبیل اللہ مخلوق خدا میں تقسیم کر دیتے۔ آپ کے احوال عجیب وغریب ہیں۔ مگر بے ایمانی کر کے کسی سے کوئی چیز نہ کھائی اور نہ ہی چوری کی اور نہ ہی کسی کے آگے دست سوال دراز کیا مگر آج کئی قسم کے ایسے لوگوں سے بار بار واسطہ پڑتا ہے کہ لوگوں میں پہنچے ہوئے بزرگ معروف ہوتے ہیں مگر کرتوت ان کے ایسے کہ حق تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

آپؓ کا معمول

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے محب صادق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زندگی گزارنے کا انوکھا انداز تھا عام لوگوں سے ہٹ کر آپ اکثر روزے سے رہتے تھے۔ کھانے کے لیے معمولی سے کھجوروں کے چند دانے میسر آ گئے تو سمجھیے آپ کی عید ہوگئی۔ لباس کے سلسلے میں بھی آپ کو جیسا کپڑا بھی جہاں کہیں گرا پڑا مل جاتا آپ اٹھا کر پاک کر لیتے اچھی طرح دھو کر صاف کر کے مختلف

ٹکڑوں کو جوڑ کر اپنا لباس تیار کر لیتے اسی سے ہی لباس کی ضروریات پوری کر لیتے۔ آپ کی وضع قطع چونکہ عام لوگوں سے مختلف ہوتی اسی لیے عام لوگ جو آپ کو نہیں جانتے تھے پاگل تصور کرتے اور بچے بھی آپ پر ہنستے اور آوازیں کستے پتھر مارتے بیان کیا جاتا ہے کہ:

زندگی گزارنے کا انوکھا انداز:

آپ اکثر روزے سے رہتے۔ کوڑے کے ڈھیر سے چیتھڑے اُٹھا کر لاتے دھو کر اور پاک صاف کرنے کے بعد انھیں جوڑ کر سی لیتے اور اس سے پیراہن تیار کر لیتے۔ اس وضع قطع میں دیکھ کر بچے آپ پر ہنستے، آوازے کستے اور پتھر مارتے تھے۔ لیکن آپ صبر و استقامت کا ایک پہاڑ تھے قطعاً ناراض نہ ہوتے۔ غیرت و خودداری کا یہ عالم تھا کہ معاشی طور پر کبھی کسی پر بوجھ نہ بنے شتر بانی کے ذریعے رزق حلال کما کر کھاتے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہرت اور نام و نمود سے کنارہ کش رہتے اور مستور رہنے کی کوشش کرتے۔ والدہ کے وصال کے بعد حالت یہ تھی کہ اگر ایک جگہ آپ کے روحانی مقامات و کمالات کا دنیا کو پتہ چل جاتا تو وہاں سے نقل مکانی کر جاتے اور چھپتے پھرتے آپ اس حدیث قدسی کا مصداق تھے۔ **اولیاء تحت قبائی لایعرفھم غیری**۔ یعنی میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں میرے سوا انھیں کوئی نہیں جانتا (فیضان اویس صفحہ ۳۰)

آپ اکثر گھر سے باہر رہتے:

آپ اکثر اپنے گھر سے باہر رہتے اونٹ بھی باہر ہی چراتے اور اکثر آپ عبادت بھی باہر رہ کر ویرانوں میں ہی ادا کرتے۔ آپ اپنے گھر میں بہت ہی کم نظر آتے تھے۔ آپ کے گھر آنے اور گھر سے باہر جانے کے متعلق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

آپ کا معمول یہ تھا کہ نمازِ فجر کے وقت گھر سے نکلتے اور نماز عشاء کے بعد کہیں گھر کو لوٹتے تھے

(نسخہ کیمیاء ترجمہ کیمیائے سعادت اصل پنجم دنیا کی دوستی کا علاج صفحہ ۶۸۲)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

لوگ آپ کو سال دو سال کے بعد ایک مرتبہ دیکھتے تھے کیونکہ جب آپ کو جنون کی طرف منسوب کیا گیا تو آپ کے گھر کے دروازے پر ایک آڑ بنا دی گئی تو آپ کو کبھی کبھار ہی باہر نکلتے ہوئے دیکھا جاتا۔

(برکات روحانی ترجمہ طبقات امام شعرانی صفحہ ۹۲)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

سیدنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اس قدر حد ضرورت کی طرف مائل کرتے اور اپنے نفس پر تنگی کرتے تھے کہ تمام گھر والے ان کو مجنوں سمجھتے تھے ان کے رہنے کے لیے گھر کے دروازے پر ایک کوٹھڑی بنا دی تھی آپ اس میں رہا کرتے تھے اور کبھی سال اور کبھی دو سال اور کبھی تین سال کے بعد گھر آتے۔ وہ بھی عشاء کے آخر وقت، پھر قبل اذان فجر چلے جاتے

(اطاق المفہوم اردو ترجمہ احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۳۷۹)

عبادت کے متعلق آپ کا معمول مبارک:

۱۵۷۹۔ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن محمد بن احمد، حسن بن محمد، عبید اللہ بن عبدالکریم، سعید بن اسد بن موسیٰ، ضمرہ بن ربیعہ، صبغ بن زید کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ اویس قرنی جب شام کرتے تو کہتے کہ یہ رات حالت رکوع میں گزارنیکی ہے۔ چنانچہ صبح تک حالت رکوع میں رہتے اور پھر جب شام ہوتی کہتے کہ آنے والی رات حالت سجدہ میں گزارنے کی ہے۔ پس پوری رات سجدہ میں رہتے تاوقتیکہ صبح ہوجائے۔ ان کا یہ دستور تھا کہ سرشام بچاہوا کھانا اور کپڑے اللہ کی راہ میں صدقہ کردیتے اور کہتے اے میرے اللہ جو بھوک میں مرے تو میرا اس میں مواخذہ نہ کرنا اور جو ننگا رہے اس میں بھی میرا مواخذہ نہ کرنا۔

(حلیۃ الاولیا حصہ۲ صفحہ۴۱۹)

نماز سے شغف

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز سے بے حد محبت تھی۔ آپ پانچ وقت کی فرض نماز کے علاوہ اکثر اوقات میں نماز ادا کرنے کا اہتمام فرمایا کرتے۔ بلکہ ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے۔ بلکہ اکثر پوری رات نماز کی ایک ہی کیفیت میں گزاردیتے۔

حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ نقل ہے کہ رات کو آپ قطعاً نہ سویا کرتے تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ رات رکوع کرنے کے لیے اور یہ رات سجدوں کے لیے ہے۔ آپ ہر رات ایسا ہی کرتے۔

لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ کیسے ہو؟

فرمایا: رات کو سجدہ میں سبحان اللہ ربی الاعلیٰ بھی کہنے نہیں پاتا کہ صبح ہوجاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ فرشتوں کی طرح عبادت کروں۔ (تذکرۃ الاولیاء)

آپ کو نماز سے خصوصی محبت تھی کیونکہ آپ کے محبوب مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نماز سے بے حد محبت تھی مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنَ

نماز دین کا ستون ہے۔

نماز مومنوں کی معراج ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

نماز مومنوں کی معراج ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃ

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

فائدہ:

نماز میں مشغولیت مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی محبوب تھی کہ نماز ادا کرتے کرتے آپ کے پاؤں مبارک متورم ہو جایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ سورہ مزمل میں خود رب کائنات نے ارشاد فرمایا کہ:

یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُۙ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًاۙ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًاۙ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًاؕ (پارہ ۲۹ سورۃ المزمل:۱تا۴)

اے جھرمٹ مارنے والے رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرو یا اس پر کچھ بڑھاؤ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو (ترجمہ کنز الایمان)

محبت کا تقاضا:

محبت کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے محبت ہوتی ہے۔ محبوب کی ادائیں بھی محبوب ہو جاتی ہیں۔ محبوب کی زبان سے نکلنے والا ہر کلمہ محبوب بن جاتا ہے۔

اس لیے عاشق صادق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی مدنی تاجدار کی ہر ادا سے محبت تھی چونکہ نماز سے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصی محبت تھی اسی لیے محب صادق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی نماز سے خصوصی محبت تھی آپ ساری ساری رات نماز کی ایک ہی کیفیت میں گزار دیا کرتے تھے۔

دن کے وقت جب بچے آپ کو مجنوں سمجھ کر پتھر مارتے تو پھر اسی نماز اور ذکر اللہ سے محبت کی بنا پر ہی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ تم پتھر اور کنکریاں مارنے والا شوق پورا کرنا چاہتے ہو تو تم اپنا یہ شوق ضرور پورا کرو مگر چھوٹے چھوٹے کنکر مارا کرو کیونکہ جب تم بڑے کنکر مارتے ہو تو اس کی وجہ سے میرا جسم زخمی ہوتا ہے خون بہنے لگتا ہے جس کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور میں نماز میں مشغول نہیں رہ سکتا۔ اس لیے مہربانی کر کے چھوٹے چھوٹے پتھر مارا کرو تا کہ میرا جسم زخمی نہ ہو اور خون نہ بہے تا کہ میرا وضو نہ ٹوٹے۔ یہ حوالہ آپ کے احوال پہ مبنی اکثر کتب میں موجود ہے۔

اکثر لڑکے آپ کو کنکریاں مارتے وہ سمجھتے کہ یہ مجنوں ہیں۔ آپ ان سے ارشاد مبارک فرماتے بچو! اگر مجھے ڈھیلے مارتے ہو تو چھوٹے چھوٹے مارو تا کہ شاید خون نکلے تو اس میں وقت نماز کا آجائے اور پانی نہ پاؤں تو اس طرح سے میری نماز نہ رہ جائے۔

فائدہ:

اولیائے کرام سے محبت کرنے والو! ذرا غور فرمایئے۔ اولیائے کرام کے اعمال دیکھیے اور اپنے کردار کو ملاحظہ فرمایئے۔ کیا

ہمارا کردار اس لائق ہے کہ ہم اولیائے کرام سے محبت کا دعویٰ کریں کیا ہمارا یہ دعویٰ سچا ہے؟ یا حقائق ہمارے اس دعویٰ کو جھٹلاتے ہیں۔ خدارا غور ضرور فرمایئے اور اگر دل گواہی دے کہ ہمارا کردار ہمارے دعوے کو جھٹلا رہا ہے تو غور بھی فرمایئے اور اولیائے کرام کے نقش قدم کے مطابق اپنی زندگی گزار کر حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کیجیے انشاء اللہ کامیابی سے ہمکنار ہونا نصیب ہوگا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تقویٰ و زہد کے متعلق حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا تقویٰ:

حضرت بشر حافی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (حضرت) اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی پرہیزگاری یہاں تک پہنچی ہوئی تھی کہ آپ ستر پوشی کے لیے ٹوکری میں بیٹھے۔ پس یہ ہے زہد اور آپ فرماتے کہ لوگ یہ امر نہیں پا سکتے یہاں تک کہ آدمی یوں ہو کہ گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔ (طبقات امام شعرانی صفحہ ۹۲)

فائدہ:

کیونکہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ حرام تو حرام ہے حرام کھانا تو کجا آپ حرام کے قریب بھی نہ جاتے تھے۔ خواہ جتنی بھی بھوک ہوتی۔ کچھ پرواہ نہ کرتے۔ مگر حرام کے قریب نہ جاتے۔ اسی طرح ہر معاملے میں آپ خیال رکھتے۔

حکایت:

آپ کے متعلق یہ حکایت اکثر بیان کی جاتی ہے۔

نقل ہے کہ تین روز آپ نے نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا۔ چوتھے روز جب آپ باہر تشریف لائے تو راستہ میں ایک زریں دینار پڑا پایا۔ آپ نے یہ خیال فرما کر کہ کسی کا گرا پڑا ہوگا نہ اُٹھایا اور آگے چل دیے کہ گھاس کھا کر بھوک مٹائیں۔ آپ نے دیکھا کہ ایک بکری گرم گرم روٹی منہ میں پکڑے آپ کے قریب آرہی ہے۔ بکری نے سامنے آکر وہ روٹی رکھ دی لیکن آپ نے اس روٹی کو بھی نہ چھوا کہ شاید کسی کی اُٹھائی ہوئی ہو اور آگے چل دیے۔ بکری نے زبان حال سے پکارا کہ میں اسی خدا کی غلام ہوں جس کا تو غلام ہے تب آپ نے روٹی اُٹھا کر کھالی اور بکری غائب ہوگئی۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی علم سے محبت

ابونضرۃ نے اسیر بن جابر سے روایت کی ہے کہ ایک محدث کوفہ میں حدیث بیان کیا کرتے تھے جب وہ اپنی حدیث سے فارغ ہوتے تو سب لوگ چلے جاتے صرف چند لوگ باقی رہ جاتے تھے۔ ان میں سے ایک شخص ایسے تھے جو اس قسم کی باتیں کرتے تھے کہ میں اس قسم کی باتیں کرتے ہوئے کسی کو نہ سنتا تھا۔ مجھے ان سے محبت ہوگئی چند روز کے بعد میں نے ان کو نہ دیکھا تو میں نے

اپنے دوستوں سے کہا کہ تم فلاں شخص کو جو ہمارے پاس بیٹھتے تھے ایسے اور ایسے تھے جانتے ہو۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہاں میں اُنھیں جانتا ہوں وہ اویس قرنی ہیں۔

میں نے پوچھا کہ تم ان کا مکان بھی جانتے ہو اس نے کہا ہاں چنانچہ میں اس کے ساتھ گیا یہاں تک کہ میں ان کے حجرہ میں پہنچا تو وہ باہر آئے۔ میں نے ان سے کہا کہ اے میرے بھائی! تم اب کیوں نہیں آتے؟

اُنھوں نے کہا: برہنہ ہونے کی وجہ سے لوگ ان سے مذاق کیا کرتے تھے اور ستاتے تھے۔

میں نے کہا: تم یہ میری چادر لے لو اور اوڑھ لو۔

انھوں نے کہا: تم ایسا نہ کرو۔ لوگ مجھے (پھر بھی) ستائیں گے۔

مگر میں نے بہت اصرار کیا یہاں تک کہ اُنھوں نے اس کو اوڑھ لیا اور باہر چلے۔ لوگوں نے (حسب عادت مذاق کرنا شروع کیا اور) کہا کہ دیکھو اس شخص نے چادر کس سے چھین لی۔ پس انھوں نے وہ چادر اتار دی اور کہا کہ تم نے دیکھا؟

میں ان لوگوں کے پاس گیا اور کہا کہ تم اس شخص سے کیا چاہتے ہو؟ تم اس کو ستاتے ہو۔ آدمی کبھی برہنہ ہوتا ہے کبھی کپڑے پہنتا ہے۔ (اس میں تمھارے مذاق کی کیا بات ہے) اور میں نے اُنھیں سخت سست کہا۔ پھر اتفاق سے اہل کوفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ان میں ایک شخص وہ بھی تھا جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے مذاق کرتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہاں کوئی قرنی بھی ہے تو وہ شخص سامنے گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ یمن سے ایک شخص تمھارے پاس آئے گا جس کا نام اویس ہوگا اس کی صرف ایک ماں ہوگی اس کے جسم پر سپید داغ ہوگا وہ اللہ سے دعا کرے گا تو اللہ اس کو دور کردے گا صرف بقدر دینار یا درہم کے باقی رہ جائے گا۔ جو شخص تم میں سے اس سے ملے تو اس کو چاہیے کہ اس سے کہے کہ تمھارے لیے استغفار کرے چنانچہ وہ شخص جب وہاں سے لوٹ کر کوفہ آیا تو قبل اس کے کہ اپنے گھر جائے اویس کے پاس گیا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آج خلاف عادت تم یہاں کیسے آئے؟ اس شخص نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسا ایسا فرماتے تھے لہٰذا تم میرے لیے استغفار کرو۔

(حضرت) اویس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں (تمھارے لیے استغفار) نہ کروں گا۔

تاوقتیکہ تم مجھ سے دو باتوں کا عہد نہ کرلو ایک تو یہ کہ مجھ سے مذاق کبھی نہ کرنا۔

دوسرے یہ کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کا یہ قول کسی اور سے نہ بیان کرنا (اس شخص نے عہد کرلیا) بعد اس کے (حضرت) اویس (رضی اللہ عنہ) نے اس کے لیے استغفار کیا۔ (اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد اول صفحہ ۲۴۷)

بقدر ضرورت پر قانع اور صابرین کے امام و پیشوا

بقدر ضرورت اور صابرین کے فضائل کے متعلق سید المرسلین، محبوب کبریا ﷺ نے بہت کچھ بیان فرمایا ہے۔ اس سلسلے میں کتب احادیث کا مطالعہ فرمائیے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام بیان کرتے

ہوئے بیان فرمایا ہے کہ:

بزرگانِ دین نے ہمیشہ "بقدر ضرورت" پر قانع و صابر رہنا درست سمجھا ہے اور ایسے لوگوں کے امام و پیشوا کہلانے کے مستحق اگر ہیں تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جنھوں نے دینا (کی وسعتوں) کو اپنے اوپر اس درجہ تنگ کر لیا تھا کہ لوگ انھیں دیوانہ (مجذوب) کہا کرتے تھے اور بعض اوقات تو یوں بھی ہوتا تھا کہ سال سال دو دو سال تک وہ کسی کو دکھائی بھی نہیں دیا کرتے تھے۔ (نسخہ کیمیا ترجمہ کیمیائے سعادت اصل پنجم دنیا کی دوستی کا علاج صفحہ ۶۸۲)

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

حضرت امام شعرانی طبقات شریف میں فرماتے ہیں کہ آپ اکابر زاہدوں میں سے تھے۔ بوسیدہ مکان اور قلیل سامان رکھتے تھے۔ (برکات روحانی ترجمہ طبقات امام شعرانی صفحہ ۹۲)

فائدہ:

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو دنیا سے بالکل رغبت نہ تھی بلکہ دنیا اور دنیا کے متعلقات اور آسائشات سے کوسوں دور رہتے تھے۔ حتیٰ کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول کہ آپ اکابر زاہدوں میں سے تھے۔ آپ کا سامان نہ ہونے کے مترادف تھا مکان بھی بوسیدہ سا تھا۔

عام لوگوں سے ملاقات

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عام لوگوں سے میل جول نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ آپ تنہائی پسند تھے اور تنہا رہنے کو محبوب جانتے کیونکہ آپ تنہا رہ کر ہمہ وقت یادِ حق سے اپنی حیات مستعار کے لحات منور کیے رہتے۔ ایک لمحے کا کسی اور طرف انہماک آپ کو قطعاً پسند نہیں تھا۔ اگر کوئی آپ سے ملاقات کا متمنی ہوتا اور وہ آپ کو تلاش کر بھی لیتا تو آپ اسے بھی جلد ہی فارغ کر کے چلے جانے کے لیے کہتے تا کہ آپ کے شغل میں رخنہ اندازی نہ ہو کہ آپ ہمہ وقت خالق و مالک کی عبادت میں مشغول رہیں۔

لوگوں سے آپ کی ملاقات نہ ہونے کے برابر تھی۔ آپ لوگوں سے ملنے جلنے سے پرہیز فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ قطب ربانی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ آپ کو سال دو سال کے بعد ایک مرتبہ دیکھتے تھے۔ کیونکہ جب آپ کو جنون کی طرف منسوب کیا گیا تو آپ کے دروازے پر ایک آڑ بنادی گئی تو آپ کو کبھی کبھار ہی باہر نکلتے ہوئے دیکھا جاتا۔

(طبقات امام شعرانی صفحہ ۹۲)

فائدہ:

اسی تنہا پسندی کی وجہ سے آپ اکثر باہر جنگلات کی طرف نکل جایا کرتے تا کہ کوئی آپ کو تلاش نہ کر سکے۔ لوگوں کے ساتھ ہونے کی وجہ سے آپ اپنے مالک و خالق کی عبادت اور ذکر سے غفلت اختیار نہیں کرنا چاہتے تھے۔ آپ اونٹ چراتے تو آپ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے۔ اونٹ خود بخود ہی چرتے رہتے بلکہ ایک روایت کی رو سے اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ

کے اونٹوں کی نگرانی کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے اونٹ سکون سے چرتے رہتے اور آپ حق تعالیٰ کی یاد میں محو رہتے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد میں آپ کی محویت کا یہ عالم تھا کہ لوگ آپ کو مجنوں خیال کرنے لگے۔

عشق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمد نصر اللہ معینی صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال محبت کے متعلق لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فطرت سلیمہ اور طبع صالح عطا فرمائی تھی جونہی آپ کے کانوں تک نبی آخر الزمان کی بعثت کی خبر پہنچی تو دل نے فوراً صداقت کی گواہی دی اور آپ نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر تاجدار مدینہ کے اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ سن کر آپ کے دل میں چراغ محبت فروزاں ہو گیا۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کیں دولت از گفتار خیزد

یعنی عشق صرف دیدار سے ہی پیدا نہیں ہوتا بعض دفعہ محبوب کی باتیں سننے سے بھی آتش عشق بھڑک اٹھتی ہے حضرت خواجہ کے من میں یہ آگ ایسے بھڑکی کہ اس دنیا و مافیہا سے بے نیاز کر دیا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

آپ پر ہر وقت وارفتگی کی حالت طاری رہتی لیکن اس سکر و مستی کے باوجود خودداری کا عالم یہ تھا کہ کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرتے۔ شتربانی اور گٹھلیاں چن کر گزر اوقات کرتے فجر کی نماز کے بعد اونٹ لے کر شہر سے باہر نکل جاتے اور رات کو واپس لوٹتے۔

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ تابعین میں شمار ہوتے ہیں بلکہ کتابوں میں آپ کو سید التابعین اور خیر الناس کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ آپ کو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری مجلس نصیب نہ ہو سکی۔ اس لیے صحابیت کا درجہ نہ پا سکے روایات میں ہے کہ آپ کی والدہ ضعیف و ناتواں تھیں اُنھیں چھوڑ کر طویل سفر پر روانہ نہ ہو سکتے تھے اس لیے حضور کی بارگاہ میں حاضر نہ ہو سکے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مقام رضا اور مقام محبوبیت پر فائز ہونے والے اولیاء کے لیے بعد مکانی اور بعد زمانی کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ چنانچہ حضوری کی لذت سے سرفراز ہو جاتے ہیں۔

بقول شاعر

گر در یمنی، بامنی، پیش منی
در بے منی، پیش منی در یمنی

مطلب:

اگر تو یمن میں رہتا ہے اور تیرا قلبی تعلق میرے ساتھ جڑا ہوا ہے تو تو میرا ہم نشین ہے اور اگر میرے سامنے بھی بیٹھا ہے لیکن تعلق قلبی استوار نہیں تو میرے لیے یمن میں بیٹھا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابو جہل قریب رہ کر بھی دور رہا اور حضرت اویس قرنی یمن میں رہتے ہوئے بھی دیدار اور حضوری کی لذت سے سرشار رہے۔

محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والہانہ محبت اور عاشقانہ اداؤں کو سنا تو تحسین فرمائی۔
روایات میں ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی فرطِ محبت میں اپنے پیراہن مبارک کے بند کھول کر یمن کی طرف رخ مبارک فرمایا کرتے تھے اور ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

انی لاجد نفس الرحمان من قبل الیمن

مجھے یمن کی طرف سے رحمت کی خوشبو آتی ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ وصیت فرمائی کہ اگر تم میں کسی کو اویس کی زیارت نصیب ہو تو اسے اپنے لیے باعث مسرت جانے۔ (فیضان اویس ۲۸۔۲۷)

سکرو مستی کی کیفیت:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ چونکہ ہمہ وقت خالق کائنات کے ذکر میں محو رہتے اس لیے دنیا و مافیہا کی طرف بالکل توجہ نہ کرتے۔ جس کی وجہ سے لوگ آپ کو مجنوں سمجھتے تھے۔ یہی سمجھنے کے باعث بعض اوقات عام لوگ آپ کو تنگ کرتے اور بچے تو آپ کو پتھر اور کنکریاں بھی مارتے۔ آپ کی اس کیفیت سکر کے متعلق:

محمد نصر اللہ معینی صاحب نے بیان فرمایا ہے کہ:

حضرت خواجہ پر ہروقت سکر اور مستی کی ایک کیفیت طاری رہتی تھی۔ جس کی وجہ سے عوام الناس آپ کو مجنوں تصور کرتے، لوگ مذاق اُڑاتے اور بچے پتھر مارتے۔ آپ کی ولایت اور محبوبیت کا حال لوگوں سے پوشیدہ رہا۔

ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوۃ میں آپ کی ولایت کے اخفا کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ مستجاب الدعوات تھے۔ چونکہ ایسے لوگوں کی خدمت میں ہر نیک و بد آپ سے دُعا کا طالب ہوتا ہے اور جمالی اولیاء کسی کو انکار نہیں کرسکتے یہ ممکن نہ تھا کہ نیک کے لیے دعا کرتے اور بروں کو نظر انداز کردیتے چونکہ یہ بات حکمت الٰہی کے خلاف تھی۔ اس لیے ان کا حال مستور رہا۔

(فیضان اویس صفحہ ۲۷۔۲۶)

حالت سکرو مستی کی کیفیت:

یہ مستی اور بے خودی کی کیفیت ہے اس میں انسان از خود رفتہ ہوجاتا ہے اسے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا جس طرح کسی جنگ میں ایک تیر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے جسم میں پیوست ہوگیا۔ تکلیف کی شدت کے پیش نظر تیر نکالنا دشوار ہوگیا۔ لیکن یہی تیر نماز کی حالت میں بآسانی نکال لیا گیا اور آپ نے جنبش تک نہ کی۔ وجہ ظاہر ہے کہ محبوب حقیقی کی محبت میں تن بدن کا ہوش

نہیں رہتا تھا ایسی مستی کی کیفیات میں انسان مرفوع القلم ہوتا ہے۔ لہٰذا اس پر حالت صحو والے احکام نافذ نہیں ہوتے۔

(فیضان اویس صفحہ ۳۲۔۳۱)

عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مقام فنائیت

عشق نبی میں مقام فنائیت:

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اگرچہ بظاہر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری نہیں دی تھی تاہم حضور کے عشق میں فنائیت کے مقام پر فائز تھے۔ غزوہ احد میں سرکار دوعالم کے دندان مبارک کی شہادت کی خبر ملی تو آپ نے بھی اپنا ایک دانت توڑ دیا۔ پھر خیال گزرا کہ پتہ نہیں کونسا دانت مبارک شہید ہوا لہٰذا ایک ایک کر کے سارے دانت توڑ لیے۔

مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر نہ ہوسکنے کی وجوہات

یہ سوال اکثر ذہنوں میں گونجتا رہتا ہے بلکہ بسا اوقات تو یہ سوال ذہنوں سے اگلی منزل تک بھی پہنچ جاتا ہے۔ یعنی الفاظ کی شکل میں زبان پر اور حروف وکلمات کے رنگ وروپ کی شکل میں تحریری انداز میں بھی یعنی لوگوں کی زبان پہ بھی اور کتب و رسائل میں بھی یہ سوال آجاتا ہے بلکہ بیان ہوا ہے کہ

جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دور اقدس بھی پایا اور آپ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق بھی تھے۔ تو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر زیارت سے مشرف کیوں نہ ہوئے۔ اس سلسلے میں متعدد وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے کا بیان ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ کا بیان:

حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور ومعروف تصنیف لطیف (تذکرۃ الاولیاء) میں ایک حدیث مبارکہ بیان فرمائی ہے وہ حدیث مبارکہ مکمل ہی ملاحظہ فرمایئے۔

مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں ایک ایسا شخص ہے کہ جس کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ ومضر کی بھیڑوں کے بال برابر گناہوں کو بخش دیا جائے گا (ربیعہ اور مضر دو قبیلے ہیں۔ جن میں بکثرت بھیڑیں اور بکریاں پائی جاتی تھیں) اور جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ کون شخص ہے؟ اور کہاں مقیم ہے؟

آپ نے فرمایا: اللہ کا ایک بندہ ہے۔

پھر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اصرار کے بعد ارشاد فرمایا: وہ اویس قرنی (رحمۃ اللہ علیہ) ہے جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ کیا وہ کبھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہیں؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کبھی نہیں۔ لیکن چشم ظاہری کی بجائے چشمِ باطنی سے اس کو میرے دیدار کی سعادت حاصل ہے اور مجھ تک نہ پہنچنے کی دو وجوہ ہیں۔

اول: غلبہ حال اور دوم: تعظیم شریعت کیونکہ اس کی والدہ مومنہ بھی ہیں اور ضعیفہ نابینہ بھی اور اویس شتربانی کے ذریعہ ان کے لیے معاش حاصل کرتا ہے۔

پھر جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا: کیا ہم ان سے شرف نیاز حاصل کر سکتے ہیں؟

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں۔ البتہ عمر و علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے ان کی ملاقات ہوگی اور ان کی شناخت یہ ہے کہ پورے جسم پر بال ہیں اور ہتھیلی کے بائیں پہلو پر ایک درہم کے برابر سفید رنگ کا داغ ہے۔ لیکن وہ برص کا نہیں۔ لہٰذا جب ان سے ملاقات ہو تو میرا سلام پہنچانے کے بعد میری امت کے لیے دعا کرنے کا پیغام بھی دینا۔

پھر جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ آپ کے پیراہن مبارک کا حق دار کون ہے؟

تو آپ نے ارشاد فرمایا: اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

فائدہ:

اس حدیث مبارکہ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعلق وہ وجوہات بیان فرمائی گئی ہیں جو اکثر کتب میں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔ غلبہ حال۔ ۲ تعظیم شریعت۔

(۱) غلبہ حال:

غلبہ حال حالت سکر ہی کو بیان کیا جا سکتا ہے۔ حالت سکر کے متعلق محمد نصر اللہ معینی صاحب نے یوں بیان فرمایا ہے کہ:

حالت سکر: یہ مستی اور بے خودی کی کیفیت ہے۔ اس میں انسان از خود رفتہ ہو جاتا ہے۔ اسے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا جس طرح کسی جنگ میں ایک تیر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ تکلیف کی شدت کے پیش نظر تیر نکالنا دشوار ہو گیا۔ لیکن یہی تیر نماز کی حالت میں بآسانی نکال لیا گیا اور آپ نے جنبش تک نہ کی۔ وجہ ظاہر ہے کہ محبوب حقیقی کی محبت میں تن بدن کا ہوش نہیں رہتا۔ (فیضان اویس صفحہ ۳۱)

غلبہ استغراق مانع تھا:

داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں اور صاحب مجالس المومنین اور تذکرۃ الاولیاء میں حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ خواجہ نے جو رسول خدا ﷺ کی زیارت نہ کی اس کے دو سبب تھے۔

ا۔ غلبہ حق۔ ۲۔ والدہ محترمہ کی خدمت گزاری۔

دلائل:

ابوبکر بن اسحاق محمد بن ابراہیم بن یعقوب بخاری کلابادی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب تعرب المذہب التصوف میں لکھا ہے کہ:

''جب کسی کو مرتبہ فنا حاصل ہو جاتا ہے۔ تو وہ خود ہی کو بھول جاتا ہے اور لوگ اس کو دیوانہ اور بے ہوش و بے خبر سمجھنے لگتے ہیں۔ اس لیے کہ تن پوشی اور حظِ نفس حاصل کرنے کا مادہ اس میں سے زائل ہو جاتا ہے نہ مخلوق اس کی محبت کی روادار رہتی ہے نہ اُس کو ان سے مل کر راحت پہنچتی ہے چونکہ وہ اپنی ساری عقل کو مطلق یا حق میں متوجہ رکھتا ہے۔

اس لیے خلق کی صحبت اور نفس کی محافظت کی اس کو قطعی طور پر پرواہ و توجہ نہیں رہتی۔ یہ حال دیکھ کر اس کو دیوانہ یا پاگل کہنے لگتے ہیں۔ امت محمدیہ میں اس قسم کے مجاذیب اور دیوانے بہت ہوئے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک حضرت ہلال (مغیرہ بن شعبہ کے غلام) بھی تھے۔

مسئلہ شرع:

واقعات و حالات اور اقوال و مشائخ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب استغراق اور فانی الصفتہ تھے۔ یعنی آپ پر کچھ اس قسم کی حالت اور کیفیت غالب رہتی تھی کہ آپ اپنے آپ کو بھی نہیں پہنچانتے تھے۔ آپ اپنی تمام خواہشات کو فنا کر چکے تھے۔ پھر اگر ایسے شخص سے حالت سکر (بے ہوشی) میں اور غلبہ حال کے سبب بظاہر خلاف شرع اُمور قولاً و فعلاً سرزد ہو جائیں تو وہ سب قابل عفو و درگزر ہیں۔ وہ قطعی اس میں معذور ہیں۔ اس سے کچھ مواخذہ نہ ہوگا۔ (یہ شریعت و طریقت کا مسئلہ متفق علیہ ہے) (ذکر اویس صفحہ ۷۴۔۷۳)

عہدہ قطبیت مانع تھا:

مجدد دورِ حاضرہ فیض مجسم فیض ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی بیان فرماتے ہیں کہ:

حضرت ملا علی قاری رسالہ معدن العدنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ خیال یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی قطب و ابدال تھے کیونکہ آپ ہی مستور الحال رہتے تھے۔

علامت قطب:

امام یافعی رحمتہ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہ قطب و غوث کے احوال کو اپنی غیرت کے سبب عوام اور خواص دونوں سے پوشیدہ رکھتا ہے۔ اُس قول کو اس حدیث سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔

حدیث: (اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری)

میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں ان کو سوائے میرے کوئی نہیں پہچان سکتا۔

خواجہ اویس قطب:

ہدایۃ الاعمی میں بھی لکھا ہے کہ عہد نبوی میں حضرت خواجہ مرتبہ قطبیت رکھتے تھے

دو قطبوں کی ملاقات:

علی حمزہ بن علی ملک بن حسن طوسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب جواہر الاسرار میں تحریر فرماتے ہیں کہ

''دو قطبوں میں ملاقات نہیں ہوسکتی جیسا کہ شیخ رکن الدین علاء الدولہ کی خواجہ عمادی سے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عصام قرنی عم اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے بقول مولانا علی حمزہ کے حضرت خواجہ کی بھی رسول

مقبول ﷺ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ (ذکر اویس ۸۳_۸۲)

بارگاہِ مدنی تاجدار میں حاضر نہ ہو سکنے کا ایک سبب

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کا دور مبارک پایا تھا۔ اس کے باوجود کئی وجوہات کی بنا پر نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ظاہری طور پر آپ کی زیارت نہ کر سکے۔ اسی لیے بیان کیا جاتا ہے کہ آپ تابعی ہیں۔ بلکہ آپ کو سید التابعین اور خیر التابعین کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے کیوں نہ یاد کیا جائے کہ جن کی عظمت مبارکہ کا چرچا خود نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے فرمایا۔ جس محبوب ہستی کو خود نبی کریم ﷺ خیر التابعین فرمائیں۔ اس کی عظمتوں کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہستی ہیں کہ جن کے فضائل خود نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے بیان فرمائے۔ مدنی تاجدار ﷺ سے سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بیان فرمائے۔ اب تک علمائے کرام اور مشائخ عظام ان کی عظمت کا تذکرہ بیان کرتے آرہے ہیں اور انشاءاللہ تا قیامت ان کی عظمت لوگ سنتے سناتے رہیں گے۔ بہر حال ایک سبب جو اکثر تصانیف میں بیان کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جو حلیۃ الاولیاء میں بیان ہوا ہے۔

حلیۃ الاولیاء:

حلیۃ الاولیاء میں بیان کیا گیا ہے کہ:

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکنے کا سبب یہ تھا کہ آپ کی والدہ ماجدہ نہایت ضعیف اور نابینا تھیں۔ والدہ ماجدہ کی تمام ضروریات کا خیال رکھتے والدہ ماجدہ کی خدمت کے باعث آپ حاضر نہ ہو سکے۔

۱۵۷۸۔ ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن ابراہیم، ابراہیم بن عیاش، ضمرہ، اصبغ بن زید کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ اویس قرنی رحمہ اللہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لانے سے والدہ کی خدمت نے باز رکھا۔

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

اس سلسلے میں حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ مدنی تاجدار احمد مختار ﷺ کی خدمت اقدس میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے حاضر نہ ہو سکنے کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ اپنی والدہ کی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ اسی لیے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں ہی حاضری نہ دے سکے (طبقات امام شعرانی صفحہ۹۲)

فائدہ:

ان دونوں حوالوں سے معلوم ہوا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت کے باعث بارگاہ محبوب میں حاضر نہ ہو سکے۔ آپ زیادہ تر اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں مشغولیت کے سبب اپنی والدہ کو چھوڑ نہیں سکتے تھے کیونکہ آپ کی والدہ کی خدمت آپ کے علاوہ کوئی بھی نہیں کرنے والا تھا۔ اس لیے آپ اپنی والدہ ماجدہ سے دور نہ ہوتے اور آپ کی

والدہ ماجدہ بھی آپ کو اپنے سے دور نہ ہونے دیتی تھی۔ آپ دن رات اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت سعادت دارین سمجھ کر کرتے تھے۔
قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ:

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ
اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝
رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝

(پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل: ۲۳ تا ۲۵)

اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا کر نرم دلی سے عرض کرے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے میرے بچپن میں پالا۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم لائق ہوئے تو بے شک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

(ترجمہ کنز الایمان)

والدین کی نافرمانی بڑا گناہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں علقمہ نامی ایک جوان تھا وہ بڑا محنتی اور صدقہ خیرات کرنے والا تھا وہ بہت سخت بیمار ہو گیا تو اس کی بیوی حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی کہ میرا شوہر حالت نزع میں ہے میں نے چاہا کہ آپ کو اطلاع کر دوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال، حضرت علی، حضرت سلمان اور حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ تم علقمہ کے پاس جاؤ اور دیکھو اس کا کیا حال ہے۔ یہ حضرت تشریف لائے اور علقمہ سے کلمہ شریف پڑھنے کو کہا مگر اس کی زبان نہ چل سکی جب ان کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ قریب المرگ ہے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں روانہ کیا گیا تا کہ وہ علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس کے والدین حیات (زندہ) ہیں؟

عرض کیا گیا: اس کے والد تو وفات پا چکے ہیں البتہ ضعیف العمر والدہ حیات (زندہ) ہیں۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: علقمہ کی والدہ کے پاس جاؤ اور میرا سلام دے کر کہنا کہ اگر وہ چل سکتی ہے تو میرے پاس آ جائے ورنہ میں خود اس کے پاس آ جاتا ہوں۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اطلاع دی تو وہ کہنے لگی: میری جان آپ کی جان پر فدا! آپ کی خدمت اقدس میں حاضری دینا میرا حق ہے۔

پھر عصا لیا اور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ پس وہ حضور اکرم ﷺ کے حضور بیٹھ گئی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے سچ بتا! اگر جھوٹ بولا تو میرے پاس وحی الٰہی آجائے گی۔

وہ عرض کرنے لگیں: یارسول اللہ! وہ بہت نمازی تھا اور اتنے روزے رکھتا تھا اور بے حد وحساب دراہم صدقہ کیا کرتا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تیرا اور اس کا معاملہ کیسا تھا؟

عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں اس سے سخت ناراض ہوں۔

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کس لیے؟

وہ کہنے لگیں: اپنی بیوی کو مجھ سے فوقیت دیتا تھا۔ ہر معاملے میں اسی کی بات مانتا تھا اور میری نافرمانی کرتا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کی والدہ کی ناراضگی نے اس کی زبان کو کلمہ شہادت پڑھنے سے روک دیا ہے۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: جاؤ بہت سی لکڑیاں چن لاؤ تاکہ میں اس کو آگ میں جلادوں وہ کہنے لگیں. یارسول اللہ ﷺ آپ میرے بیٹے، میرے دل کے ٹکڑے کو آگ میں جلا رہے ہیں اور وہ بھی میرے سامنے۔ میں اپنے دل میں کیسے برداشت کروں گی۔

نبی کریم ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا: اے اُمّ علقمہ! عذاب الٰہی اس سے بھی سخت ہے اور دیرپا ہے پس اگر تو چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے تو پھر اس سے راضی ہو جا۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب تک اس پر ناراض رہے گی نماز روزہ اسے کوئی فائدہ نہ دے گا۔

پھر حضرت علقمہ کی والدہ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں آسمان پر موجود اللہ اور آپ کو اور یہاں موجود حضرات کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں نے علقمہ کو معاف کر دیا۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: جاؤ اور دیکھو کہ کیا وہ کلمہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہے؟ ہوسکتا ہے علقمہ کی ماں نے مجھ سے حیا کرتے ہوئے یہ کچھ کہہ دیا ہو اور دل سے نہ کہا ہو۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے تک گئے تو حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھتے سنا۔ پھر اندر جا کر فرمایا: لوگو! والدہ کی ناراضگی نے علقمہ کی زبان کو کلمہ پڑھنے سے روک رکھا تھا جیسے ہی وہ راضی ہوئیں تو ان کی زبان پر بھی کلمہ جاری ہو گیا پھر علقمہ رضی اللہ عنہ اسی دن فوت ہو گئے۔

نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور غسل و کفن کا حکم فرمایا اور پھر نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں ان کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا: اے گروہ مہاجرین و انصار جس نے بیوی کو اپنی والدہ پر فضیلت و برتری دی اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہے اور اس کے فرائض و نوافل نامقبول ہوں گے۔ (تنبیہ الغافلین جلد اول صفحہ ۱۵۲-۱۵۱)

فقیہہ ابواللیث سمرقند رحمۃ اللہ علیہ:

فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں احترام والدین کا حکم نہ بھی فرماتا تو بھی اصحاب عقل والدین کے احترام کو جانتے۔ عقلمند پر واجب ہے کہ وہ والدین کے احترام کو جانے اور ان کا حق ادا کرے۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام کتابوں توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن مجید میں اس کا ذکر فرمایا ہے اور تمام کتابوں میں

خدمت واحترام والدین کا حکم فرمایا ہے۔ نیز والدین کے احترام اوران کے حقوق کی ادائیگی کے لیے۔ انبیاء کو بذریعہ وحی وصیت فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کو والدین کی رضا پر رکھا ہے اوران کی ناراضگی کو اپنی ناراضگی فرمایا ہے اور کہا گیا ہے کہ تین آیاتِ الٰہی نازل ہوئی ہیں جو تین کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ جن میں سے کوئی ایک بھی دوسری ملی ہوئی کے بغیر قبول نہیں کی جاتی۔

(۱)اس کی پہلی آیت:

وَاَقِيْمُو االصَّلٰوةَ وَاٰتُوْا لزَّكٰوةَ

اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو۔

یعنی جو نماز پڑھے اور زکوۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔

دوسری آیت:

اَطِيْعُو اللّٰهَ وَاَطِيْعُو الرَّسُوْلَ

اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔

جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت تو کرتا ہے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کرتا تو اس کی اطاعت الٰہی نامقبول ہوگی۔

تیسری آیت:

تیسری آیت مبارکہ:

اَنِ اشْكُرْلِىْ وَلِوَالِدَيْكَ

میرا اور والدین کا شکر ادا کرو۔

جو اللہ تعالیٰ کا شکر تو ادا کرے۔ مگر اپنے والدین کا شکر گزار نہ ہو تو اس کا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا بھی نامقبول ہوگا۔ اس پر دلیل حضور علیہ السلام کی یہ حدیث ہے کہ والدین کی حق تلفی کرنے والی اولاد پر والدین کی لعنت ان کی جڑ توڑ دیتی ہے۔ جس نے اپنے والدین کو راضی کیا گویا اس نے اپنے خالق کو راضی کیا اور جو اپنے والدین کو ناراض کرتا ہے۔ گویا وہ اپنے خالق کو ناراض کرتا ہے اور جس نے والدین کو پایا یا دونوں میں سے ایک کو پایا اور ان کے ساتھ بھلائی نہ کی وہ جہنم میں داخل کیا جائے گا اور رحمت الٰہی سے دور کر دیا جائے گا۔

(تنبیہ الغافلین اردو ترجمہ جلد اول صفحہ ۱۴۹۔۱۴۸)

فائدہ:

ایسے امور کی بنا پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ میں ظاہری لحاظ سے زیارت نہ کر سکے باطنی طور پر تو ایسے ایسے جلوے ملاحظہ فرمائے کہ خود صحابہ کرام (سیدنا فاروق اعظم اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بھی حیران ہوئے۔

زیارت حبیب کبریا ﷺ کے لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ کا

مدینہ منورہ میں تشریف لانا

یہ بھی اپنے مقام پر ثابت ہے کہ حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ تشریف لائے۔ بلکہ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ مدینہ مبارک میں ایک دفعہ نہیں بلکہ تین بار تشریف لائے۔ دو مرتبہ تو نبی کریم ﷺ کی ظاہر حیات طیبہ کے دور میں تشریف لائے۔ مگر قسمت میں کچھ اور منظور تھا اس لیے دونوں بار کی نبی کریم ﷺ کی ظاہری زیارت مبارک نہ ہوئی اور ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کے وصال باکمال کے بعد مدینہ منورہ آئے۔

خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ پاک میں :

مجدد دورِ حاضرہ فیض مجسم، فیض ملت بیان فرماتے ہیں کہ:

مجالس المؤمنین میں لکھا ہے کہ ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول مقبول ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے واسطے اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت مانگی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے اجازت تو دے دی مگر یہ کہہ دیا کہ اگر حضور ﷺ نہ ہوں تو وہاں توقف نہ کرنا فوراً لوٹ آنا۔ چنانچہ آپ روانہ ہو کر جب مدینہ شریف پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ درِ دولت پر تشریف فرما نہیں ہیں۔ آپ نے انتظار نہ کیا بلکہ فوراً ہی واپس تشریف لائے۔ تو وہاں ایک ایسا نور دیکھا جو اس سے قبل کبھی نہ دیکھا تھا آپ نے دریافت فرمایا کہ

کیا یہاں کوئی آیا تھا؟

عرض کیا گیا کہ ہاں یمن سے ایک شتربان اویس نامی آپ سے ملنے آیا تھا اور آپ کو سلام عرض کر گیا ہے۔

آپ نے فرمایا: ہاں یہ نور اویس ہی کا ہے۔ جس کو وہ بطور ہدیہ کے چھوڑ گیا ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے مبارک پر حضرت اویس رضی اللہ عنہ کی حاضری:

بحر الرموز ملفوظات شاہ جلال الدین محمود اویسی رحمۃ اللہ علیہ مصنفہ حضرت شیخ محمود قدس سرہ میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نابینا اور ضعیفہ تھیں اور آپ ان کی خدمت اقدس میں رہا کرتے تھے اور چونکہ شریعت مطہرہ میں ماں کی اطاعت کرنے کا حکم صراحتاً موجود ہے۔ اسی طرح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں نہ پہنچ سکے۔ ہمیشہ اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت مانگا کرتے تھے۔ مگر وہ اجازت نہ دیتی تھیں۔ آخر ایک دن آپ نے اپنی والدہ ماجدہ سے صرف چار ساعت کی اجازت طلب کی۔ انہوں نے اس شرط پر اجازت دی کہ اگر حضور سرور کونین ﷺ گھر پر نہ ہوں تو واپس چلے آنا (یعنی) وہاں ٹھہرنا نہیں۔

چنانچہ آپ مدینہ منورہ میں وارد ہوتے ہی کاشانہ نبوت پر حاضر ہوئے۔ اتفاق کی بات تھی کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت گھر نہ تھے۔ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: آپ کب واپس آئیں گے؟

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: شاید ظہر تک واپس تشریف لائیں۔

عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا سلام عرض کرنا۔

اپنی والدہ ماجدہ کے فرمان کے مطابق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کیے بغیر واپس لوٹ آئے اور جب حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے۔ تو وہاں ایک ایسا نور مبارک دیکھا جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا: یہاں کون آیا تھا؟

اُنھوں نے عرض کیا: ایک شتربان تھا۔ سلام کہہ کر واپس چلا گیا۔ یہ سن کر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق یہ نور اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ (ذکر اویس صفحہ ۱۱۹۔۱۱۸)

فائدہ:

اس حکایت مبارکہ سے چند فوائد معلوم ہوئے۔

۱۔ بزرگانِ دین کے ٹھہرنے کی جگہ ان کی روحانیت کے باعث خاص انوار کا مقام بن جاتا ہے۔ انھیں ملاحظہ کر کے خوشی و مسرت کا اظہار کرنا مدنی تاجدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ مبارک ہے۔

۲۔ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے علوم غیبیہ سے نوازا ہے۔ عطاء رب کائنات کے سبب محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم علوم غیبیہ جانتے ہیں۔

۳۔ اگر کسی مقام کسی چیز یا کسی امر کے متعلق مدنی تاجدار کسی سے کچھ دریافت فرمالیتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ آپ اس امر کے متعلق جانتے نہیں۔ بلکہ آپ کے اس پوچھنے میں بھی بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں جو ہم نہیں جانتے۔ بے علمی یا لاعلمی ہماری اپنی طرف سے ہے۔ اس لیے محض پوچھنے کی بنا پر یہ کہہ دینا کہ چونکہ آپ نے پوچھا ہے اور یہ پوچھنا آپ کی بے علمی کی دلیل ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ علم غیب نہیں جانتے۔ آپ کا پوچھنا لاعلمی یا بے علمی کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ بے شمار حکمتوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ سرکار کی بے علمی ثابت کرنے والے ایسے ہی قسم کے بے تکے ثبوت تلاش کرنے میں اپنی زندگی کے لمحات ضائع کرتے رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں بہترین بحث مجدد دور حاضرہ فیضِ ملت شیخ القرآن والتفسیر حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف ''لاعلمی میں علم'' کا مطالعہ فرمائیے اس موضوع پر بڑی بہترین کتاب ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے ایسے اکثر اعتراضات کی حقیقت واضح ہو جائے گی جو اپنی کم فہمی کے باعث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے متعلق چونکہ چنانچہ کرتے ہیں یا جان بوجھ کر لوگوں کے ذہنوں میں خلفشاری پیدا کر کے جماعت اہلسنت سے ورغلا کر اپنے ساتھ ملاتے ہیں۔

۴۔ نگاہ نبوت وہ کچھ ملاحظہ فرمالیتی ہے جو ہم نہیں دیکھ سکتے۔

۵۔ کسی چیز کا ہمیں نظر نہ آنا نبی کے دیکھنے کے خلاف نہیں۔ یہ نہیں کہ جو کچھ ہم نہیں دیکھ سکتے وہ نبی یا ولی بھی ملاحظہ نہیں کر سکتا کیونکہ رب کائنات کے محبوب بندوں سے ہماری برابری کسی طرح بھی نہیں محض ظاہری شکل وصورت کی بنا پر ہمسری کا دعویٰ

قطعاً غلط ہے۔اس سلسلے میں تفصیلات کے لیے قبلہ فیض ملت کے دروس پہ مبنی الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن کی مرتب کردہ کتاب ''دروسِ کا موتی'' میں ملاحظہ فرمائیے۔اس کتاب میں بڑی بہترین بحث ہے۔

۶۔ ہماری عقل یا سمجھ میں نہ آئے مگر جو کچھ نبی فرمادے۔اسے تسلیم کر لینا امتی کا فرض ہے۔صحابہ کرام کا مسنون طریقہ ہے۔ سعادت مندی کی دلیل ہے۔

۷۔ نبی کا کلام مبنی بر حقیقت ہوتا ہے۔اس میں چونکہ چنانچہ کی گردان الاپنا سعادت مندوں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے کے خلاف ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب انبیاء کرام اور اولیائے کرام کے تبرکات اور ان سے منسوب مقامات پہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی انوار کا نزول ہوتا رہتا ہے۔اس لیے ان کے مقامات کی زیارت کرنا مفید ہوتا ہے۔

۹۔ انبیاء کرام اور اولیائے کرام کے تبرکات سے بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

۱۰۔ جہاں ایک لمحہ بھی حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ ٹھہرے وہاں نورِ اویس ٹھہرا رہ گیا جو مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا اور جہاں اللہ کے اولیائے کرام زندگی کا اکثر حصہ گزارتے ہیں اور جہاں جہاں زندگی کے لمحات گزارتے ہیں اور جہاں آخری آرام گاہ بنتی ہے۔وہاں اولیائے کرام کے انوار کے باعث برکات ہوتی ہیں اس لیے الحمدللہ ہم اہل سنت کو انبیاء کرام اور اولیائے کرام یعنی اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے منسوب اشیاء سے پیار ہوتا ہے۔کیونکہ خود مدنی تاجدار نے بھی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نور مقدس کو دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا۔اولیائے کرام اور انبیائے کرام کے مزارات مقدسہ پہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص انوار کا نزول ہوتا رہتا ہے۔اس لیے محبوبان بارگاہ حق کے مزارات پہ حاضر ہو کر انوارِ ربانیہ سے استفادہ کرنا چاہیے۔

فائدہ:

چونکہ مدنی تاجدار مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کا مفہوم ہے قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے یا جنت کے باغوں میں سے باغ۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ محبوب بندوں کے مزارات مقدسہ جنت کے باغوں سے باغ ہوتے ہیں۔اس لیے بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے جنتی دروازے پہ اعتراض کرنا بے سود ہے۔بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے بہشتی دروازہ کے متعلق بہترین مختصری بحث ہماری تصنیف لطیف حیات الفرید اور قبلہ فیض ملت کا رسالہ ''بابا فرید کا جنتی دروازہ'' میں ملاحظہ فرمائیے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ میں حاضری

اخلاق جہانگیری کے حوالے سے فیض ملت نے بیان فرمایا ہے کہ:

اخلاق جہانگیری میں کتاب خلاصۃ الحقائق کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جب خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں آئے تو مسجد نبوی کے دروازہ پر آ کر کھڑے ہو گئے۔

لوگوں نے کہا: کہ یہ نبی کریم ﷺ کا مزار شریف ہے۔ آپ یہ سن کر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ مجھے اس شہر سے باہر لے چلو کیونکہ جس زمین میں حضور نبی کریم ﷺ دفن ہوں وہاں میرا رہنا مناسب نہیں اور ایسی مقدس و مطہر زمین پر (میرا) قدم رکھنا سوء ادبی ہے۔

آں زمین کز آسمان برتر زمینِ یثرب است
کا فتاب جو دو خورشید کرم رامغرب است

ادب نے اجازت نہ دی:

مولانا خالق داد فقیہہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ جب حضرت رسالت پناہ ﷺ نے رحلت فرمائی تو حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خبر وحشت اثر سنی تو مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے مگر مدینہ کے قریب پہنچے ہی تھے کہ یہ خیال آیا کہ ایسا نہ ہو کہ میرے پاؤں زمین پر ہوں اور ذات مقدسہ و مطہرہ آں حضرت ﷺ زیر زمین ہو اور واپس لوٹ آئے۔ (ذکر اویس صفحہ ۱۸۵)

حضرت اویس رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی ملاقات

ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اجازت چاہی کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کریں آپ نے اجازت دے دی اور فرمایا کہ اس کے ہاتھ کی ہتھیلی میں ایک سفید نشان ہے اور وہ برص نہیں۔

جب حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے لشکر کشی کی اور دعوتِ اسلام دی تو خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بھی لوگوں سے دریافت فرمایا۔ مگر کسی نے بھی حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتہ نہ بتایا۔ کئی روز کے بعد ایک بوڑھے آدمی نے آ کر بتایا کہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کی آپ کو تلاش ہے وہ محلہ قرن میں رہتا ہے۔ پھر محلہ قرن میں بھی کئی روز تلاش کیا اور تلاش کرایا۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ملے۔ آ کر پھر وہی بوڑھا شخص آیا اور بتایا کہ نماز مغرب کے بعد جو شخص ابدالوں کی وضع میں چلتا پھرتا نظر آتا ہے وہی اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم جا کر دیکھو۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہو گئے۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کیا۔ ان کے پاس جا کر سلام کیا ہی تھا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے لفظ ''ھُوْ'' نکلا۔ اسی وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی اور آپ دنیا و مافیہا کی تمام اخبار سے بیگانہ ہو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی اس کیفیت کا علم ہوا تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی المرتضیٰ

شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دم کیا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاہری طور پر ہوش میں آگئے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے ہوشی کا سبب دریافت کیا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو یہ معلوم ہوا تھا کہ نماز مغرب کے بعد ایک شخص ابدالوں کی وضع کا اس طرف آتا ہے وہی اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ چنانچہ میں نے ان کو دیکھنے بھیجا تھا۔ اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے اس شخص کو ڈھونڈ لیا اور جب اس کو جا کر سلام کیا تو اس کے منہ سے لفظ "ھو" نکلا "ھو" کا سننا تھا کہ میرے (ظاہری) ہوش جاتے رہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے وہی اُویس رضی اللہ تعالیٰ تھا۔

پھر دوسرے تیسرے روز حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور فرمایا کہ ان کو سلام پہنچا کر ہم سے ملاقات کے واسطے وقت لے لینا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر گئے۔ آپ کا سلام و پیام پہنچایا۔ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ جمعہ کے روز صبح کی نماز میرے ساتھ پڑھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعۃ المبارک کی صبح سواری پہ سوار ہو کر اس پہاڑی پہ پہنچے جہاں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ وہاں خلق خدا کا انبوہ کثیر دیکھا۔ خیمہ لگا ہوا ہے اور حضرت خواجہ شاہی لباس میں چتر شاہی کے نیچے تاج پہنے ہوئے رونق افروز ہیں۔ پاس جا کر ملاقات کی اور نماز فجر سے فارغ ہو کر کچھ باتیں کیں اور پھر رخصت ہوئے (ماخوذ ذکر اویس بحوالہ حیات اویس صفحہ ۴۶)

فائدہ:

فیض ملت بیان نے فرمایا ہے کہ یہ اسی عالم بطون کی غوثیت کا اظہار تھا اور وہ انبوہ کثیر ملکوت کا تھا اور خیمے نورانی اور شاہانہ لباس عرش سے منگوایا گیا اور چتر شاہی غوثیت و قطبیت کا تاج تھا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا پیام:

(نور المریدین شرح تعرف میں مولانا اسماعیل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اپنی ضعیف والدہ کی خدمت گزاری کے سبب حضور نبی کریم ﷺ کی ملاقات سے محروم رہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے آپ کو ان کے احوال سے مطلع فرما دیا تھا کہ ہم نے اُس کو (اس کو اس کی) ماں کی خوشنودی حاصل کرنے کی برکت سے اپنے کرم سے نواز دیا ہے۔ پیغمبر خدا ﷺ نے اس کا تذکرہ اپنے اصحاب سے فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بشارت دی کہ تم اس کو دیکھو گے۔ لہٰذا اس سے جب تمہاری ملاقات ہو تو میرا سلام کہنا اور اُمت کے واسطے دُعا کرانا

(ذکر اویس صفحہ ۱۲۵۔۱۲۴)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت علی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی ملاقات کا منظر

آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک ایسا مرد ہے جس کی سفارش سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز میری امت

کے اس قدر گنہگاروں کو بخش دے گا۔ جس قدر قبیلہ ربیعہ اور مضر کی بکریوں کے بال ہیں (عرب کے کسی قبیلہ کی اتنی بکریاں نہ تھیں)

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کون ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے؟

آپ نے فرمایا: قرن میں رہتا ہے جو علاقہ یمن میں ہے اور نام اس کا اویس ہے۔

صحابہ نے عرض کیا: آپ نے اسے دیکھا ہے؟

آپ نے فرمایا: ظاہری نظروں کی بجائے باطنی نگاہوں سے میں نے اسے دیکھا ہے۔

انھوں نے عرض کیا: وہ دربار رسالت میں حاضر کیوں نہیں ہوتا؟

فرمایا: غلبہ حال اور شریعت کی تعظیم مانع ہے۔

عرض کیا گیا: وہ کیسے؟

آپ نے فرمایا: اس کی والدہ مومنہ ضعیفہ ہے اور نابینا ہے وہ شتربانی کر کے اس کی خدمت بجالاتا ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا: کیا ہم اس کی زیارت کر سکتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: نہیں البتہ عمر فاروق اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسے دیکھیں گے۔ شان اس کا یہ ہے کہ اس کے جسم پر بال بکثرت ہیں اور اس کے بائیں ہاتھ اور پہلو پر درم کے برابر ایک سفید داغ ہے لیکن وہ داغ برص کا نہیں جب تم اس سے ملو تو اسے میرا اسلام کہنا اور میری امت کے حق میں دعائے مغفرت کے لیے التماس کرنا۔

(تذکرۃ الاولیاء باب ۲ ذکر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ)

جبہ مبارک:

نقل ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کا لباس مبارک کسے دیں؟

آپ نے فرمایا: اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) کو۔

آخر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب حضرت فاروق جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ میں تشریف لائے تو آپ نے خطبہ میں اہل نجد کو کھڑا کر کے پوچھا کہ تم میں کوئی شخص قرن کا باشندہ موجود ہے؟

لوگوں نے کہا: جی ہاں۔

آپ نے ان سے (حضرت) اویس (رضی اللہ عنہ) کے متعلق پوچھا تو انھوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ (ان میں سے) ایک نے عرض کیا کہ میں اسے جانتا تو نہیں لیکن اتنا جانتا ہوں کہ ایک دیوانہ سا شتربان جو آبادی میں کبھی نہیں آتا۔

آپ نے پوچھا: وہ کہاں ملے گا؟

اس نے عرض کیا: وہ وادی غرا میں اونٹ چرایا کرتا ہے۔ رات کو خشک روٹی کھاتا ہے اور لوگوں سے دور رہتا ہے۔ شادی غمی کا اسے احساس تک نہیں۔ پس حضرت فاروق اور حضرت علی اس کے بتائے ہوئے نشان پر وہاں تشریف لے گئے۔ دیکھا تو وہ نماز میں مشغول تھے۔ پاؤں کی آہٹ پا کر انھوں نے نماز کو تاہ کیا اور السلام علیکم کہا۔

حضرت فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) نے سلام کا جواب دینے کے بعد کہا کہ آپ کا نام کیا ہے؟

آپ نے جواب دیا کہ: عبداللہ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم بھی عبداللہ یعنی اللہ کے بندے ہیں خاص نام بتایئے۔

آپ نے کہا: اویس۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: دایاں ہاتھ دکھایئے۔

حضور نبی کریم رؤالرحیم ﷺ کا فرمایا ہوا نشان دیکھ کر فرمایا کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور اپنا لباس مبارک (جبہ شریف) تمھیں بھیجا ہے۔ نیز وصیت فرمائی ہے کہ میری امت کے لیے دُعائے مغفرت کریں۔

آپ نے جواب دیا: دعا کے لیے تم مجھ سے بہتر ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی یہی کام کرتا ہوں آپ حضور ﷺ کی وصیت بجالائیں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمر! غور کرو شاید کوئی اور اویس ہو جسے دعا کے لیے وصیت کی گئی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے آپ کا نشان دیا تھا اور آپ کا فرمودہ نشان ہم نے تم میں دیکھ لیا ہے۔

حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا۔ لاؤ حضور اکرم ﷺ کا لباس مبارک کہ میں دعا کروں جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا لباس مبارک (جبہ شریف) عنایت فرمایا آپ نے لے کر کہا ذرا صبر کیجیے۔ پھر حضرت اویس (رضی اللہ عنہ) ان سے کچھ دور جا کر سربسجود ہو گئے اور عرض کیا: خداوندا! میں تیرے حبیب کا لباس اس وقت تک نہ پہنوں گا جب تک تو ان کی ساری امت کو نہ بخش دے کیونکہ حضور علیہ السلام نے اپنی امت کو میرے حوالے کر دیا ہے۔ آواز آئی کہ میں نے چند آدمیوں کو تمھاری خاطر بخش دیا ہے۔

عرض کیا: الٰہی سب کی بخشش چاہتا ہوں۔ آخر ادھر تکرار بڑھتا رہا اُدھر رہائی کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔ اسی قیل وقال میں مصروف تھے اور سفارش کی تعداد بڑھتی جارہی تھی تو حضرت فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لائے ۔حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے اُنھیں دیکھ کر کہا کہ کاش تم تھوڑی دیر صبر کرتے اور میں ساری امت کو بخشوا لیتا کیونکہ بارگاہ الٰہی میں میں نے عرض کیا تھا کہ تاوقتیکہ تو ساری امت کو نہ بخش دے گا میں لباس ہرگز نہ پہنوں گا اس کے بعد آپ نے وہ لباس پہن لیا۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے جب آپ کو اس لباس میں دیکھا اور ہزاروں اسرار نظر آئے تو خلافت سے جی بھر گیا فرمایا کوئی ہے جو ایک جو کی روٹی کے بدلے مجھ سے خلافت خرید لے۔

حضرت اویس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جو عقل مند نہ ہو گا وہی خریدے گا۔ خرید و فروخت کا ذکر چھوڑو اور اسے پھینک دو جس کا جی چاہے اُٹھا لے اس کے بعد آپ نے بشارت دی کہ اس لباس اطہر کی طفیل قبیلہ بنی ربیعہ اور بنی مضر کی بکریوں کے بالوں کے برابر امت محمدیہ کو بخش دیا ہے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ آپ نے جناب رسول اکرم ﷺ کی زیارت کیوں نہ کی؟

حضرت اویس (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا: آپ نے زیارت کی ہے؟

اُنھوں نے جواب دیا: ہاں۔

حضرت اویس (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا: تو فرمایئے کہ آنحضرت ﷺ کے ابرو مبارک پیوستہ تھے یا نہیں؟

اس کے بعد حضرت اویس (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا کہ آپ نبی کریم ﷺ کے دوست ہیں۔

صحابہ کرام نے اثبات میں جواب دیا۔

حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے کہا: اُحد کے دن آپ کے کون سے دندان مبارک شہید ہوئے اور آپ نے موافقت میں وہ دانت کیوں نہ توڑ ڈالے۔ یہ کہہ کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنا منہ مبارک کھول کر دکھایا کہ سب دانت ٹوٹے ہوئے تھے۔ آپ نے بیان کیا کہ مجھے معلوم نہ ہوا کہ حضور کے کون سے دانت مبارک شہید ہوئے۔ اس لیے میں نے اپنے تمام دانت توڑ دیے تب کہیں مجھے سکون ہوا۔

یہ سن کر حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما پر رقت طاری ہوگئی اور فرمایا کہ منصب ادب کچھ اور چیز ہے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے حق میں دعا فرمائیں۔

حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہر نماز میں اللھم اغفر المؤمنین و المؤمنات پڑھتا ہوں۔ اگر ایمان سلامت لے جاؤ گے تو میری دعا تمھیں خود تلاش کر لے گی ورنہ میں دعا کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کچھ وصیت فرمائیں۔

حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمر! کیا تو اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں۔

حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اس کے بعد کسی اور کو نہ پہچانے تو تیرے لیے بہت بہتر ہے۔

پھر پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ تجھے جانتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر سوائے اس کے تجھے اور کوئی نہ جانے تو بہتر ہے۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ میں تمھارے لیے کچھ لاؤں گا۔

آپ نے جیب میں سے دو درم نکال کر دیتے ہوئے فرمایا کہ میں شتربانی سے یہ درم کمائے ہیں۔ اگر آپ یقین دلا دیں کہ ان کے خرچ کرنے تک میں زندہ رہوں گا تو کچھ اور دے دیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب آپ تشریف لے جائیں کیونکہ قیامت قریب ہے اور میں زادِ راہ حاصل کرنے میں مشغول ہوں۔ چنانچہ یہ سن کر دونوں اصحاب واپس تشریف لے گئے۔

(تذکرۃ الاولیاء باب ۲)

کوفہ کی طرف روانگی:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی اس ملاقات کے بعد آپ کو گوشہ تنہائی میسر نہیں آتا تھا۔ کیونکہ آپ کی شہرت پھیل گئی اس لیے آپ یہاں سے کوفہ چلے گئے۔ حضرت علامہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الاولیاء میں بیان فرمایا ہے کہ:

اس اہم ملاقات (حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہما کی ملاقات) کے بعد آپ کی شہرت چاروں سمت پھیل گئی تو آپ (اپنے) وطن سے بھاگ کر کوفہ میں تشریف لے گئے تاکہ گوشہ گمنامی میں مصروف کار رہیں۔

سبق:

سلطان الواعظین مولانا ابو النور حضرت علامہ محمد بشیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف سچی حکایات حصہ سوم میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو جبہ شریف حاصل ہونے کا واقعہ مفصل لکھ کر سبق کا عنوان لکھ کر جو تبصرہ فرمایا ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی شان ہے آپ اگرچہ بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ سے مشرف نہیں ہوئے لیکن عشق ومحبت کی بدولت باطنی آنکھوں سے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال آرا سے مشرف ہو چکے تھے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عشق ومحبت اور باطنی آنکھ والوں کے سامنے حاضر وناظر ہیں اور حقیقت یہی ہے کہ

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن انور سے مس شدہ پیرہن انور کی برکتوں اور بزرگوں کی دعاؤں سے ہم گنہگاروں کی نجات ہو جاتی ہے۔

فائدہ:

۱۔ جس خوش قسمت شخص نے بنظر ایمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ظاہری آنکھوں سے زیارت کی ہو یا جس صاحب ایمان پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک پڑ گئی ہو وہ ''صحابی'' ہے اور جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تو زیارت نہ کی ہو اور ان کے صحابی کو دیکھا ہو وہ تابعی ہے۔
اس معنی میں حضرت اویس رضی اللہ عنہ تابعی ہیں اور حضرت اویس رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ''خیر التابعین'' فرمایا۔

۲۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں تھے لیکن وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس لیے حاضر نہ ہو سکے کہ آپ کی والدہ بڑھیا اور ضعیفہ تھیں اور وہ ان کو چھوڑ کر کہیں جا نہ سکتے تھے (حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ مذکورہ)

۳۔ چونکہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ حضور کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکتے تھے اس لیے اس خیال سے حضرت اویس اس بات کا خیال نہ فرمائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس کی دلجمعی کے لیے اپنے صحابہ سے یوں فرمایا من بقیہ منکم فلیستغفر لکم یعنی تم میں سے جو شخص ان سے ملے تو اپنے لیے اُن سے مغفرت کی دعا کرائے، گویا ان کی عظمت شان کو بیان فرما دیا۔

(سچی حکایات حصہ سوم صفحہ ۱۷-۱۶)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھ گچھ

مشہور مورخ ابن اثیر بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابو الفرج بن محمود بن سعد نے اپنی اسناد سے مسلم بن حجاج سے نقل کر کے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی اور محمد بن مثنی اور محمد بن بشار نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے معاذ بن ہشام نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے میرے والد نے قتادہ سے وہ زرارہ بن اوفی سے وہ اسیر بن جابر سے نقل کر کے بیان کرتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) جب یمن کی جماعتوں میں آتے تھے تو پوچھتے تھے کہ کیا تم میں اویس بن عامر ہیں یہاں تک کہ (ایک مرتبہ) اویس (رضی اللہ عنہ) کے پاس گئے ان سے پوچھا کہ
تمہیں اویس بن عامر ہو؟

اُنھوں نے کہا: ہاں۔

حضرت عمر نے کہا: تم قبیلہ مراد سے ہو۔ بعد اس کے قبیلہ قرن میں داخل ہوئے۔

انھوں نے کہا: ہاں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمھارے سپید داغ تھا اب اچھا ہو گیا صرف بقدر ایک درہم کے باقی رہ گیا ہے۔

انھوں نے کہا: ہاں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمھاری ماں ہیں۔

اُنھوں نے کہا: ہاں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اویس بن عامر یمن کی ایک جماعت کے ہمراہ تمھارے پاس آئیں گے۔ وہ پہلے قبیل مراد سے ہوں گے۔ پھر قبیلہ قرن میں داخل ہو جائیں گے۔ ان کے سپید داغ ہوگا وہ اچھا ہو جائے گا صرف ایک درہم کے برابر رہ جائے گا ایک ان کی ماں ہوں گی وہ اپنی ماں کی بہت خدمت گزاری کریں گے۔

فائدہ:

مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا منظر ملاحظہ فرمایئے اور سیدنا حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا عشق حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم بھی ملاحظہ فرمایئے۔

والدہ ماجدہ کی خدمت کا جذبہ بھی ملاحظہ فرمایئے۔ حق تعالیٰ کی طرف سے انعام کیا ملا یہ بھی ملاحظہ فرمایئے۔ اس واقعہ پہ وضاحتی نوٹ لکھتے ہوئے محمد عبدالشکور فاروقی صاحب نے لکھا ہے کہ:

ماں کی اطاعت اس درجہ پر کرتے تھے کہ باوجودیکہ زمانہ مبارک حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا تھا مگر محض اس خیال سے کہ ماں تنہا ان کی خدمت کون کرے گا۔ حضور کے جمال جہاں آرا سے مشرف نہیں ہوئے۔ یہ ایک بہت بڑا کام تھا۔ جو حضرت اویس نے کیا ورنہ کسی سے ایسا صبر باوجود غلبہ شوق کے ممکن نہیں (حاشیہ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد اول صفحہ ۲۳۸)

مقام عبرت:

ماں باپ کی خدمت کرنے سے حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ مگر افسوس آج کل ماں باپ کی بے قدری کے وہ مناظر دیکھنے میں ملتے ہیں کہ الامان والحفیظ حالانکہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ ماں باپ جنتی دروازہ کے کواڑ ہیں۔

ماں باپ کی بڑی شان ہے۔ ماں باپ کی خدمت انسان کے لیے دنیا و آخرت میں مقامات علیا کے حصول کا سبب ہے۔ مگر جوں جوں قیامت قریب آتی جا رہی ہے ہمارا معاشرہ تباہ و برباد ہوتا جا رہا ہے۔ اخلاقی اقدار کا جنازہ نکلتا جا رہا ہے۔ مگر ہم پھر بھی خوش ہیں کہ ہم ترقی کر رہے ہیں۔ ہم ترقی کرتے جا رہے ہیں یا ترکتے جا رہے ہیں یہ ترقی ہے یا تنزلی ہے کاش کہ اس حقیقت سے ہمیں آشنائی حاصل ہو جائے۔ ایسی ترقی جو جہنم کے گڑھے میں دھکیل دے خدارا ایسی ترقی سے بچنے کی کوشش کیجیے۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو انشاء اللہ والدین کی عظمت کے متعلق تفصیلات فیضان والدین میں بیان کی جائیں گی۔

ماں دی عظمت:

ابواحمد اویسی نے عرض کیا ہے:

ماں دی دعا سمجھ جنت دی ہوا
ماں دے کدی وی نہ دل نوں دکھا
ماں دی دعا نال ملدیاں جنتی بہاراں
ماں دی عظمت نوں نہ دلوں بھلا
ماں مرجاوے تاں دکھ گھیر لیندے نے
زندگی وچہ ماں نوں ہمیشہ پیار نال بُلا
ماں نال بدتمیزی خسارے دا سبب ہے
بچ جا توں بچ ماں نوں نہ رُلا
مولا کریم میری ماں تے رحمتاں سدا کر
ابو احمد دی ایہہ قبول کر دعا

درس عبرت:

جب تو پیدا ہوا کتنا مجبور تھا
یہ جہاں تیری سوچوں سے بھی دور تھا
ہاتھ پاؤں بھی تب تیرے اپنے نہ تھے
تیری آنکھوں میں دنیا کے سپنے نہ تھا
تجھ کو آتا تھا جو صرف رونا ہی تھا
دودھ پی کے تیرا کام سونا ہی تھا
تجھ کو چلنا سکھایا تھا ماں نے تیری
تجھ کو دل میں بسایا تھا ماں نے تیری
ماں کے سائے میں پروان چڑھنے لگا
وقت کے ساتھ قد تیرا بڑھنے لگا
دھیرے دھیرے تو کڑیل جواں ہوگیا
تجھ پہ سارا جہاں مہرباں ہوگیا
زور بازو پہ تو بات کرنے لگا
خود ہی سجنے لگا خود سنورنے لگا
ایک دن حسینہ تجھے بھا گئی
بن کے دلہن وہ پھر تیرے گھر آگئی
فرض اپنے سے تو دور ہونے لگا
بیج نفرت کا خود ہی تو بونے لگا
پھر تو ماں باپ کو بھی بھلانے لگا
تیر باتوں کے پھر تو چلانے لگا
بات بہ بات اُن سے تو لڑنے لگا
قاعدہ اک نیا پھر تو پڑھنے لگا
یاد کر تجھ سے ماں نے کہا ایک دن
اب ہمارا گزارہ نہیں تیرے بن
سن کے یہ بات تو طیش میں آگیا
تیرا غصہ تیری عقل کو کھا گیا
جوش میں آکے تو نے یہ ماں سے کہا
میں تھا خاموش سب ہی دیکھتا رہا

آج کہتا ہوں پیچھا میرا چھوڑ دو — جو ہے رشتہ میرا تم سے وہ توڑ دو
جاؤ جا کے کہیں کام دھندا کرو — لوگ مرتے ہیں تم بھی کہیں جا مرو
بیٹھ کے آہیں بھرتے تھے وہ رات بھر — ان کی آہوں کا تجھ پہ ہوا نہ اثر
ایک دن باپ تیرا چلا گیا روٹھ کر — کیسے بکھری تھی پھر تیری ماں ٹوٹ کر
پھر وہ بے بس اجل کو بلاتی رہی — زندگی ہر روز اس کو ستاتی رہی
ایک دن موت کو بھی ترس آگیا — اس کا رونا بھی تقدیر کو بھا گیا
اشک آنکھوں میں تھے وہ روانہ ہوئی — موت کا ایک ہچکی بہانہ تھی
اک سکوں اُس کے چہرے پہ چھانے لگا — پھر تو میت کو اس کی سجانے لگا
مدتیں ہوگئیں آج بوڑھا ہے تو — جو پڑا ٹوٹی کھٹیا پہ کڑا ہے تو
تیرے بچے بھی اب تجھ سے ڈرتے نہیں — نفرتیں ہیں محبت وہ کرتے نہیں
درد میں تو پکارے کہ او میری ماں! — تیرے دم سے روشن تھے دونوں جہاں
وقت چلتا رہے وقت رکتا نہیں — ٹوٹ جاتا ہے وہ جو کہ جھکتا نہیں
بن کے عبرت کا تو اب نشاں رہ گیا — ڈھونڈ لے زور تیرا کہاں رہ گیا
تو احکام ربی بھلاتا رہا — اپنے ماں باپ کو تو ستاتا رہا
کاٹ لے تو وہی تو نے بویا تھا جو — تجھ کو کیسے ملے تو نے کھویا تھا جو
یاد کرکے گیا دور رونے لگا — کل جو تو نے کیا آج ہونے لگا
موت مانگے تجھے موت آتی نہیں — ماں کی صورت نگاہوں سے جاتی نہیں
تو جو کھانسے تو اولاد ڈانٹے تجھے — تو ہے ناسور سکھ کون بانٹے تجھے
موت آئے گی تجھ کو مگر وقت پر — بن ہی جائے گی تیری قبر وقت پر
قدر ماں باپ کی گر کوئی جان لے — اپنی جنت کو دنیا میں پہچان لے
اور لیتا رہے وہ بڑوں کی دعا — اُس کے دونوں جہاں اُس کا حامی خدا
یاد رکھنا تو ساغر کی اس بات کو — بھول جانا نہ رحمت کی برسات کو

بقیہ واقعہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (خدا کے نزدیک وہ ایسے پسندیدہ ہوں گے کہ) اگر وہ کسی (کسی بات پر) اللہ کی قسم کھالیں گے تو اللہ ان کی بات پوری کرے گا لہٰذا اگر تم سے ہو سکے کہ تم اپنے لیے استغفار کراؤ تو تو کرانا لہٰذا تم میرے لیے استغفار کروانھوں نے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے لیے استغفار کیا۔

پھر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے ان سے کہا کہ تم کہاں کا ارادہ رکھتے ہو۔

اُنھوں نے کہا کہ کوفہ کا۔

حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا کیا میں حاکم کوفہ کو تمھارے لیے کچھ لکھ دوں۔
اُنھوں نے کہا: نہیں! مجھے کسمپرسی کی حالت میں رہنا زیادہ پسند ہے۔
اس کے بعد آپ واپس آ گئے۔
پھر سال آئندہ میں کوفہ کے کچھ شرفاء حج کرنے گئے اور وہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے ملے۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے ان (حضرات) سے (حضرت) اویس (قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حالت پوچھی۔
اُنھوں نے کہا کہ ہم ان کو اس حال میں چھوڑ آئے ہیں کہ ان کے رہنے کا مکان بوسیدہ ہے اور ان کے پاس مال اسباب بہت کم ہے۔

علم حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا منظر:

یہ روایت یوں بھی یہاں بیان ہوئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک سیدنا عمر بن خطاب اور حضرت علی المرتضیٰ بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی طرف کیا اور فرمایا تم دونوں اس کی زیارت کرو گے۔ وہ چھوٹے اور درمیانے قد کا لمبے بالوں والا آدمی ہے اور اس کے پہلو پر درہم کے برابر سفید نشان ہے۔ جو کہ چنبل کے علاوہ کسی اور چیز کا نہیں ہے اور اس ہتھیلی پر بھی ایسا ہی نشان ہے اور اسے میری امت قبیلہ ربیعہ اور مضر کی بکریوں کی مقدار کے برابر شفاعت کا حق ملے گا۔ جب تم اسے دیکھو تو میرا اسے سلام پہنچانا اور کہنا کہ میری امت کے لیے دعا کرے۔
چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ فرمایا۔

یَااَهْلَ نَجْدٍ قُوْمُوْا

اے نجد والو! کھڑے ہو جاؤ۔
تو آپ نے فرمایا: کیا تم میں کوئی قرن کا آدمی ہے؟
تو اُنھوں نے جواب دیا کہ ہاں۔
چنانچہ قرن کے چند آدمی پیش کیے گئے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ تم اویس رحمۃ اللہ علیہ کو جانتے ہو۔
اُنھوں نے کہا: ہاں! ایک اویس دیوانہ ہے جو آبادی میں نہیں آتا نہ وہ کسی کے ساتھ بیٹھتا ہے اور نہ وہ ان چیزوں کو کھاتا ہے جنھیں لوگ کھاتے ہیں۔ کسی کی غمی اور خوشی میں شرکت نہیں کرتا۔
جب لوگ ہنستے ہیں وہ روتا ہے اور جب لوگ روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔
پھر اُنھوں نے بتایا کہ وہ جنگل میں ہمارے اونٹوں کے پاس ہے۔
حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما وہاں تشریف لے گئے تو انھیں نماز میں مشغول پایا۔ بیٹھ گئے جب وہ فارغ ہوئے تو اُنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام اور پیغام پہنچایا اور ان کے پہلو پہ جو نشانات تھے وہ نشانات بھی دیکھے اور دعا کا پیغام بھی دے دیا۔

پھر حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ حضرات نے تکلیف اُٹھائی۔ اب آپ واپس تشریف لے جائیں اب قیامت کے روز ملاقات ہوگی۔ جس سے محروم نہ ہوں گے اس وجہ سے کہ میں اب بروز قیامت کے لیے رخت سفر تیار کر رہا ہوں۔

جب اہل قرن ان دو امراء رضی اللہ عنہما سے لوٹے تو اُنھیں حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کے مقام کا علم ہو چکا تھا اس لیے حضرت اویس رحمتہ اللہ علیہ وہاں سے کوفہ روانہ ہو گئے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دیگر بزرگوں کی ملاقاتیں

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی عظمت بیان فرمائی تھی۔ اس لیے بعض صحابہ کرام اور تابعین نے آپ کی زیارت کے لیے کوششیں کی۔ جن کی مقدر میں آپ کی زیارت تھی وہ آپ کی زیارت کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے قبیلہ مراد کے ایک آدمی کی ملاقات:

۱۵۶۹۔ ابونعیم اصفہانی، محمد بن جعفر، محمد بن جریر، محمد بن حمید، زافر بن سلیمان، شریک، دابرہ شعبی کے سلسلہ سند سے روایت ہے کہ قبیلہ مراد کا ایک آدمی اویس قرنی رحمہ اللہ کے پاس سے گزرا اور اویس قرنی سے کہنے لگے تم نے صبح کس حال میں کی ہے؟ اور اویس کہنے لگے میں نے صبح اللہ کی حمد کرتے ہوئے کی ہے۔ اس نے پھر کہا: اور زمانہ تمھارے اوپر کیسا گزر رہا ہے؟ فرمایا: ایک عام آدمی پر زمانہ کیسے گزرتا ہے اگر صبح کردے تو اسے شام کرنے کا تعین نہیں ہوتا اگر شام کردے تو صبح کرنے کا تعین نہیں ہوتا اور یہ کہ وہ جنت کی بشارت پانے والا ہے یا جہنم کی اسے کچھ علم نہیں۔ اے قبیلہ مراد کے آدمی! بے شک موت کی یاد مومن کی خوشبو کو لے اُڑتی ہے اور حقوق اللہ کی معرفت اس کے مال میں سونا چاندی نہیں چھوڑتی اور اس کا حق پر کھڑا ہو جانا اس کے کسی دوست کو باقی نہیں چھوڑتا۔ (حلیۃ الاولیاء حصہ دوم صفحہ ۲۱۵)

فائدہ:

یہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے ایک ہم ہیں کہ ہمیں موت یاد ہی نہیں ہوتی۔ اگر موت یاد آ بھی جائے تو محض برائے نام۔ محض زبان کی حد تک تھی۔ اس کا اثر دل تک نہیں پہنچتا۔ اللہ والے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اسی کی یاد میں گزارتے ہیں۔ ایک لمحہ کی غفلت کو بھی موت تصور کرتے ہیں۔ ہر لمحہ حق تعالیٰ کی عبادت میں گزارنے کو سعادت سمجھتے ہوئے زندگی کا ہر لمحہ حق تعالیٰ کی یاد اور عبادت میں گزارتے ہیں۔ یعنی صبح ہوئی تو اللہ کا ذکر شروع کر دیا۔ اسی شغف میں صبح سے شام تک کا وقت بیتتے دیر نہیں لگتی اسی طرح جب شام ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی حمد سے ابتداء ہوئی یہ سلسلہ پوری رات جاری رہتا ہے۔ حتیٰ کہ پھر صبح ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ پوری زندگی اسی طرح گزر جاتی ہے۔

موت کی یاد:

آپ نے قبیلہ مراد کے آدمی کو بتایا کہ موت کی ہمہ وقت یاد بندے کو خوشیوں میں مشغول نہیں ہونے دیتی کیونکہ خوشیوں

میں تو وہ انسان مگن ہو جس نے ہمیشہ یہاں رہنا ہے اور ہر حال میں اس سے بہتر حال میں رہنا ہے یہ تو علم نہیں پھر وہ کیسے خوشیوں میں مگن ہو۔

حقوق اللہ کی معرفت:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حقوق اللہ کی معرفت اس کے مال میں سونا چاندی نہیں چھوڑتی چاہے انسان سونے چاندی سے پیار کرے چاہے حق تعالیٰ سے محبت کا دم بھرے۔ دل ایک ہے ایک دل میں دو کی محبت کیسے سمائے اور محبت بھی ان دو کی جو ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ ایک دل میں ایک کی محبت ہی سما سکتی ہے چاہے حق تعالیٰ کی محبت قائم رکھ لے چاہے دنیا میں مگن ہو جائے چاہے حقوق اللہ پہ عمل پیرا ہو جائے چاہے دولت کا پجاری بن جائے۔ اس لیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حقوق اللہ کی معرفت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اسے سونا چاندی کی پرواہ نہیں رہتی بلکہ سونے چاندی کو کھوٹے سکے سمجھ کر پھینک دیتا ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ کے حقوق کی معرفت کے مدمقابل مال سونا چاندی کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

دنیوی دوستوں کی کنارہ کشی:

آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حق پہ کھڑا ہو جاتا ہے دنیا والے اس کے مخالف بن جاتے ہیں۔ اگر راہ حق کے متوالوں کے سامنے پوری کائنات بھی سینہ ٹھونک کر کھڑی ہو جائے تو اللہ والوں کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی سب دنیا دار اس سے دور ہو جاتے ہیں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو حضرت ربیع کا تلاش کرنا:

حضرت ربیع بیان فرماتے ہیں کہ میں حضرت اویس رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلا جب میں ان کی خدمت اقدس میں پہنچا تو وہ صبح کی نماز میں مصروف تھے۔ بعد فراغ نماز اُنھوں نے تسبیح شروع کی یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت آپہنچا۔ اسی طرح نماز ظہر کے بعد تسبیح شروع کی عصر کا وقت آ گیا ایسے ہی وہ دو نمازوں کے مابین تسبیح پڑھتے اور نماز وقت پر ادا کرتے حتیٰ کہ کامل تین روز گزر گئے۔ آپ نے نہ تو آرام کیا اور نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا۔ چوتھی رات میں نے دیکھا کہ ان کی کچھ آنکھ لگ گئی اور پھر فوراً ہی اُٹھ بیٹھے اور مناجات میں مشغول ہو گئے کہ الٰہی زیادہ سونے والی آنکھ اور زیادہ بھر جانے والے پیٹ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں نے یہ دیکھ کر دل میں کہا کہ مجھے اس قدر کافی ہے اور میں واپس چلا آیا۔ (تذکرۃ الاولیاء باب ۲)

فائدہ:

اس روایت میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی نماز سے محبت بیان کی گئی ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغولیت اللہ والوں کی غذا کی حیثیت رکھتی ہے۔ بلکہ غذا سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ غذا نہ ملے کوئی پرواہ نہیں ذکر اللہ سے غفلت ایک لمحہ بھی گوارا نہیں کرتے معلوم ہوا کہ ہمہ وقت ذکر اللہ میں مشغولیت اختیار کرنا اللہ والوں کا کام ہے اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو بظاہر اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے پہنچا ہوا ولی ظاہر کرتے ہوئے جبکہ اولیائے کرام کے طور طریقوں سے یکسر غافل ہوتے ہیں ایسے لوگ ولی اللہ نہیں ہوتے محض ولے ہوتے ہیں۔ جو انسان کو گھیر گھار کر راہِ شیطان پہ لا کھڑا کرتے ہیں خود بھی گمراہ ہوتے ہیں مخلوق خدا کو بھی گمراہ کرتے ہیں رہنما کے روپ میں راہزن ڈاکو اور لیٹرے ہوتے ہیں۔ بہ ظاہر نظر آنے والے یار مار کا کردار ادا کرتے ہیں خدارا ایسے یار نما یار ماروں سے بچنے کی کوشش کیجیے کہیں ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے روز پچھتانا پڑے۔ آپ کے اس

ارشادِ گرامی میں اولیاء اللہ کی خاص پہچان بیان کی گئی ہے۔

اولیاء اللہ کی مجلس کے آداب:

اس حقیقت سے دیگر امور کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی بیان ہوئی ہے کہ ہر مجلس کے اپنے اپنے آداب ہوتے ہیں اولیاء اللہ کی مجلس کے آداب میں سے چند آداب حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اولیاء الرحمٰن کی مجلس میں پرسکون حالت میں بیٹھنا چاہیے۔

۲۔ اولیاء الرحمٰن کی مجلس میں اولیائے کرام کے ذہن کے خلاف کوئی بات نہیں کرنی چاہیے۔

۳۔ اللہ والوں کی محفل میں زبان پہ خاص کنٹرول رکھنا چاہیے۔

۴۔ اولیاء اللہ کی بارگاہ میں دنیا اور دنیاداری کا ذکر کسی طور پر مناسب نہیں۔

۵۔ اولیاء اللہ کی مجلس میں کوئی ایسا فعل سرانجام نہیں دینا چاہیے جو ان کی محویت میں رخنہ اندازی کا سبب بنے۔

۶۔ ایسے امور سے پرہیز کیا جائے جو گستاخی اور گناہ کا سبب ہو۔

حکایت:

چند دن پہلے مفسر قرآن حضرت علامہ محمد فیاض احمد اویسی صاحب بہاولپور شریف سے پاک پتن شریف تشریف لائے انھیں پیر شمیم صابر صابری مدظلہ العالی کلس شریف (سرگودھا) نے آپ کو پاک پتن شریف مدعو کیا تھا۔ الفقیر القادری ابواحمد اویسی کو حضرت علامہ فیاض احمد اویسی رضی اللہ عنہ صاحب نے فون پہ اطلاع کی۔ اللہ دتہ عرف اے ڈی صاحب 11-KB کے ساتھ الفقیر القادری ابواحمد اویسی پاک شریف پہنچا۔ جاتے ہی قبلہ محمد فیاض احمد اویسی صاحب نے فرمایا کہ آؤ دربار شریف پہ چلیں۔ دربار بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ پہنچے تو کیا دیکھا کہ لوگوں کا بے حد ہجوم تھا۔ آستانہ عالیہ پہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ حاضری کے لیے بے حد دشواری کا سامنا تھا۔ حضرت علامہ محمد فیاض احمد اویسی مدظلہ العالی نے ارشاد فرمایا کہ ایسے حال میں مزار شریف کے اندر جانا بڑا دشوار ہے ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس سے کسی کو تکلیف ہو۔ اب اگر ہم بھی اپنی سی جدوجہد کریں گے تو نہ جانے کتنے لوگوں کو ہماری وجہ سے تکلیف ہوگی۔ ایسے حال میں مزار کے کمرہ سے باہر کھڑے ہو کر ہی فاتحہ پڑھ لیتے ہیں کہ کہیں مزار مبارک کے کمرے کے اندر جاتے ہوئے کسی گستاخی کے مرتکب نہ ہو جائیں۔ بس اتنا کہہ کر ہم سب دوستوں نے باہر کھڑے ہو کر ہی فاتحہ شریف پڑھی اور دعا بھی مانگی۔

فائدہ:

(۲) اللہ والوں کے پاس جائیں تو نیک مقاصد لے کر جائیں اور اپنے آپ کی میں تو کہیں پھینک کر جائیں اگر اپنے جال سے ہی باہر نہ نکل سکے تو اللہ والوں سے ہمیں کیا حاصل ہوگا۔ اس لیے اللہ والوں کی بارگاہ میں اپنی میں کا بت پاش پاش کر کے حاضری کا شرف حاصل کرنا چاہیے۔

قرنی کے رہنے والے ایک شخص سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گفتگو:

باوجود انھیں (حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ) کبھی نہ دیکھنے کے باوجود حضور نے ان کی تعریف فرمائی بلکہ ان کے

بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خاص طور پر وصیت بھی فرمائی تھی۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہو کر اہل عراق کو جمع فرمایا کہ "اے لوگو! تم میں سے جو عراقی ہے وہ کھڑا ہو جائے اس پر وہ سب کے سب کھڑے ہوئے۔

پھر فرمایا: تم میں سے جو کوفی نہیں ہیں وہ بیٹھ جائیں۔ وہ سب کے سب بیٹھ گئے۔

تب فرمایا تم میں سے جو قرنی نہیں ہیں وہ بیٹھ جائیں۔ تب بھی سبھی بیٹھ گئے اور صرف ایک آدمی کھڑا رہا پھر اس سے پوچھا کیا تم قرن کے رہنے والے ہو؟

جب اس نے اثبات میں جواب دیا تو دریافت کیا کہ کیا تم اویس قرنی کو جانتے ہو؟

اس نے کہا: جانتا تو ہوں لیکن وہ تو بے حد حقیر سا آدمی ہے اور اس قابل نہیں کہ آپ (جو امیر المومنین ہیں) اس کے بارے میں پوچھیں یا اس کا ذکر کریں۔ اس سے بڑھ کر کوئی احمق اور پاگل اور قلاش اور نکما اور فضول شخص ہو ہی نہیں سکتا۔

حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) یہ سن کر رونے لگے اور فرمایا: میں تو اسی کا متلاشی ہوں (جس کے بارے میں تو نے کیا کچھ کہہ ڈالا ہے) کہ حضور ﷺ نے (اسی کے بارے میں) فرمایا تھا کہ قبیلہ ربیع اور مضر کے افراد کی مجموعی تعداد کے برابر بندگانِ خدا حضرت اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) کی شفاعت سے داخل جنت ہوں گے اور (تم جانتے ہو کہ) یہ وہ قبیلے ہیں جن کی تعداد کا اندازہ بھی آج تک نہ ہو سکا۔ (نسخہ کیمیا ترجمہ کیمیائے سعادت اصل پنجم صفحہ: ۶۸۲)

آپ کے چچا کی روایت:

حضرت العلام نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حج کے موقع پر باہر سے آنے والوں کے ایک مجمع میں گئے اور لوگوں کے کھڑا ہونے کے لیے کہا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: تمام کے تمام بیٹھ جائیں مگر کوفہ کے لوگ کھڑے رہیں۔ پھر آپ نے کوفہ والوں کو بھی بیٹھ جانے کی اجازت دی مگر کوفہ والوں میں سے قبیلہ مراد کے لوگ کھڑے رہے۔ آپ نے فرمایا: مراد والے بھی بیٹھ جائیں مگر ان میں سے صرف وہ کھڑے رہیں جو قرن سے آئے ہیں۔ سارے لوگ بیٹھ گئے مگر ایک شخص انیس نامی جو (حضرت) اویس (رضی اللہ عنہ) کے چچا تھے اور قرن سے آئے تھے کھڑے رہے۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اویس کو پہچانتے ہو؟

انیس نے کہا: آپ اس کے متعلق کیوں دریافت کرتے ہیں؟ اے امیر المومنین وہ تو ایک غریب دیوانہ آدمی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روئے اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ایسے ہی لوگوں کی شفاعت سے قیامت کے روز لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ (شواہد النبوۃ رکن ہفتم صفحہ ۲۹۸)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مخالف کی حکایت:

راوی کہتے ہیں کہ اتفاقاً اہل کوفہ کا ایک وفد عمرؓ کے پاس گیا ان میں ایک مذاق اُڑانے والا بھی شریک تھا۔ عمرؓ نے پوچھا کیا یہاں کوئی قرنی ہے؟ یہ آدمی آیا اور کہنے لگا میں ہوں کہنے لگے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "یمن سے تمہارے پاس "اویس" نامی ایک آدمی آئے گا اور وہ اپنے پیچھے یمن میں صرف اپنی ماں کو چھوڑے گا۔ اس کے علاوہ اس کا کوئی رشتہ دار یمن میں نہیں ہوگا۔ اس کے چہرے پر چیچک کے داغ تھے اس نے اللہ سے دعا کی جس سے اکثر داغ ختم ہو گئے تاہم پھر بھی ایک دینار ایک درہم

کے بقدر باقی رہ گئے۔تم میں سے جو آدمی بھی اس سے ملاقات کرے اس سے اپنے لیے استغفار کرائے عمر فرماتے ہیں کہ اویس رحمۃ اللہ علیہ ہمارے پاس آئے میں نے ان سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو؟ کہنے لگے میں یمن سے فرمایا تمھارا نام کیا ہے؟ کہنے لگے ''اویس'' فرمایا یمن میں تمھارا کوئی رشتہ دار ہے جسے تم نے اپنے پیچھے چھوڑا ہو؟ کہنے لگے اپنی والدہ کو پیچھے یمن میں چھوڑا ہے فرمایا کیا تمھارے چہرے پر چیچک کے داغ تھے۔اور پھر تم نے اللہ سے دعا کی اور وہ ختم ہو گئے؟ کہا جی ہاں، فرمایا میرے لیے استغفار کرو۔ کہنے لگے میرے جیسا عام آدمی آپ جیسی شخصیت کے استغفار کرنے کا اہل کیسے ہوسکتا ہے؟ بہر حال اُنھوں نے حضرت عمرؓ کے لیے استغفار کیا پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے بھائی! مجھ سے اب جدا نہیں ہونا۔لیکن وہ کھسک گئے، اب مجھے پتا چلا ہے کہ وہ تمھارے پاس کوفہ میں آئے ہیں۔راوی کہتے ہیں کہ وہ مذاق اُڑانے والا آدمی اویس رحمہ اللہ کی تحقیر کرنے لگا اور کہا یہ آدمی ہم میں نہیں ہے اور نہ ہی ہم اسے جانتے ہیں عمرؓ نے فرمایا جی ہاں وہ ایسا ہی آدمی ہے گویا حضرت عمرؓ ان کی شان کو اس آدمی کے سامنے گھٹا رہے تھے۔اس نے کہا اے امیر المؤمنین! ہمارے ہاں ایک شخص ہے جسے اویس کہتے ہیں فرمایا: اسے پالو لیکن میرا خیال ہے کہ تم اسے نہیں پاسکتے چنانچہ وہ آدمی اویس رحمہ اللہ کی طرف محو سفر ہو گیا اور اپنے گھر آنے سے پہلے اویس رحمہ اللہ کے پاس گیا۔اُنھوں نے اس آدمی کو دیکھ کر فرمایا تم نے خلاف عادت سنجیدگی کس طرح اختیار کی؟ کہنے لگا میں نے عمرؓ سے تمھاری شان میں ایسے ایسے سنا ہے۔لہٰذا اویس! میرے لیے استغفار کرو! فرمایا میں نہیں کروں گا تاوقتیکہ تم میرے ساتھ عہد کرو کہ آج کے بعد میرا مذاق نہیں اُڑاؤ گے اور جو کچھ میرے متعلق تم نے عمرؓ سے سنا ہے اس کا کسی سے ذکر نہیں کرو گے چنانچہ اویس رحمہ اللہ نے اس آدمی کے لیے استغفار کیا۔

اسیر کہتے ہیں کہ تھوڑے سے عرصہ میں اویس رحمہ اللہ کا چرچا کوفہ میں عام دام ہو گیا میں بھی ان کے پاس گیا اور کہا اے میرے بھائی کیا میں آپ کو ایک عجیب بات نہ بتاؤں حالانکہ ہمیں اس کا شعور تک نہیں؟ فرمانے لگے، اس میں وہ بات نہیں جس کی وجہ سے لوگوں کے بیچوں بیچ پہنچوں گا اور ہر بندے کو اس کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا اسیر کہتے ہیں اویس کھسک کر کہیں چلے گے۔

(حلیۃ الاولیاء اردو ترجمہ حصہ دوم صفحہ ۴۱۳۔۴۱۲)

حماد بن سلمہ نے جریری سے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور زرارہ بن ابی اوفی نے اسیر بن جابر سے روایت کی ہے۔

یہ صحیح حدیث ہے امام مسلم نے اس کی تخریج ابوخیثمہ عن ابی نضر کے طریق سے کی ہے۔

۱۵۶۷۔ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، اسحاق بن ابراہیم، معاذ بن ہشام دستوائی، ہشام دستوائی، زرارہ، اسیر بن جابر کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس جب بھی اہل یمن کی امداد آتی، پوچھتے کیا تمھارے اندر اویس بن عامر قرنی ہیں پھر مذکورہ بالا حدیث ابونضر کو بیان کی اسیر بن جابر کے طریق سے پوری طوالت کے ساتھ۔

ضحاک بن مزاحم نے اس حدیث کو ابو ہریرہؓ سے زائد الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔لیکن اس کا کوئی تابع نہیں ہے اس حدیث کو نوفل سے نقل کرنے میں مجالد بن یزید متفرد ہے۔ (حلیۃ الاولیاء اردو ترجمہ صفحہ ۴۱۳۔۴۱۲)

حلیۃ الاولیاء اُردو ترجمہ کے حاشیہ پر درج ذیل حوالے دیئے گئے ہیں وہ بھی ملاحظہ فرمایئے۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ ۲۲۳، والمستدرک ۳/۴۰۵ ومشکاۃ المصابیح ۶۲۵۷ وطبقات ابن سعد ۶/۱۱۲)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے سفر:

حضرت ہرم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے میں کوفہ میں گیا اور کوئی مطلب نہ تھا۔ سوائے اس کے کہ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو ملوں اور ان سے سوال کروں۔ میں کوفہ پہنچا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ دوپہر کے وقت فرات کے کنارے وضو کر کے کپڑے دھو رہے تھے۔ حضرت ہرم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان نشانیوں سے جو میں نے سنی تھیں پہچانا وہ قوی الجثہ گندم گورنگ تھے اور سر کے بال مونڈے ہوئے۔ داڑھی بہت گھنی بھری ہوئی۔ پریشان حال وغیرہ وغیرہ
(انطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۳۸۰)

ملاقات ابن حیان:

حضرت ہرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں (ابن حیان) نے سلام کیا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جواب دے کر میری طرف دیکھا۔ میں نے مخاطب ہو کر ہاتھ مصافحہ کے لیے بڑھایا۔ آپ نے مصافحہ سے انکار کیا۔

میں نے کہا آپ پر رحمت اور مغفرت ہو آپ مصافحہ کیوں نہیں کرتے؟

یہ سن کر آپ زار و قطار رونے لگے۔ ان کی عجیب کیفیت دیکھ کر میں بھی خوب رویا پھر فرمایا

اے ہرم! اللہ تعالیٰ تجھے زندہ رکھے کیوں آئے ہو۔ میرا پتہ تجھے کس نے بتایا۔

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ تک پہنچنے کی ہدایت فرمائی۔

آپ نے پڑھا: **لاالہ الا اللّٰہ سبحان اللّٰہ ان کان وعد ربنا لمفعولا**

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ پاک ہے اور بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہوگا۔

ابن حیان کہتے ہیں کہ میں متعجب ہوا کہ آپ نے دیکھتے ہی مجھے پہچان لیا حالانکہ بخدا! انھوں نے مجھے پہلے دیکھا نہ تھا اور نہ میں نے انھیں میں نے ان سے کہا کہ آپ مجھے کیسے اور کیوں کر پہچانا اور میرے باپ کا نام کیوں کر معلوم کر لیا۔

آپ نے کبھی مجھے دیکھا نہ تھا؟

فرمایا **ربنا فی العلیم الخبیر**

مجھے میرے پروردگار علیم خبیر نے آگاہ فرمایا۔

پھر (حضرت اویس رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ارواح کو ارواح سے تعلق ہے میری روح نے تمھاری روح کو پہچان لیا۔ جبکہ میرے نفس نے تمھارے نفس سے گفتگو کی۔ ارواح کے لیے بھی اجسام جیسے نفوس ہیں اور مومنین ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور ایک دوسرے سے دوستی رکھتے ہیں۔ ارواح کی اگرچہ بظاہر ملاقات نہ ہوئی ہو تب بھی ارواح ایک

دوسرے کو پہچانتے ہیں اور ان کی آپس میں ملاقات ہوتی ہے اگر چہ ایک کا مکان دوسرے سے دور اور کافی مسافت پر واقع ہو۔

ابن حبان کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ کوئی حدیث بیان فرمایئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو حاضری کا اتفاق ہوا۔ البتہ میں نے ان لوگوں کو دیکھا ہے جنھوں نے شرف صحبت حاصل کیا ہے۔ ان لوگوں کی زبان سے میں نے حدیثیں سنی ہیں جیسے تم نے سنی ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ میں محدث اور مفتی اور قاضی بنوں............ اے ابن حیان! مجھے اپنے نفس کی اصلاح میں اس قدر مشغولی ہے کہ ایسے امور میں کسی کے ساتھ شغل رکھنے کی فرصت بھی نہیں۔

پھر میں نے عرض کیا کوئی آیت قرآنی پڑھیے اور میرے حق میں دعا فرمایئے اور مجھے وصیت کیجیے جیسے میں یاد رکھوں۔ مجھے آپ کے ساتھ محبت ہے۔

ابن حبان کہتے ہیں کہ آپ نے ہاتھ پکڑ کر کنارے فرات کے فرمایا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

پھر یہ پڑھ کر رو دیے پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت کی:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا لٰعِبِیْنَ مَاخَلَقْنٰھُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَایَعْلَمُوْنَ o اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُھُمْ اَجْمَعِیْنَ o لا یَوْمَ لَایُغْنِیْ مَوْلًی عَنْ مَّوْلًی شَیْئًا وَّلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ o لا اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰہُ ط اِنَّہٗ ھُوَالْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ o

(سورۃ الدخان: ۳۸ تا ۴۲)

اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر ہم نے انھیں نہ بنایا مگر حق کے ساتھ لیکن ان میں اکثر جانتے نہیں بے شک فیصلہ کا دن ان سب کی میعاد ہے جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد ہوگی۔ مگر جس پر اللہ رحم کرے۔ بے شک وہی عزت والا مہربان ہے۔

تک پڑھ کر ایسا نعرہ مارا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ ان کو غش آ گیا پھر فرمایا: اے ابن حیان! تیرا باپ ابن حیان مر گیا اور عنقریب تو بھی مرے گا۔ پھر جنت یا دوزخ میں جائے گا۔ بلکہ ابتداء سے دیکھو کہ حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا کی وفات ہوئی۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام کا وصال ہوا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وصال ہوا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہوا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ پھر باعث ایجاد، محبوب رب العالمین، شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ علیین کو روانہ ہوئے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سدھارے، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی روانہ ہو گئے یہ کہہ کر ہائے عمر! کہنے لگے۔

میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو ابھی زندہ ہیں مرے نہیں۔

اُنھوں نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی وفات کی خبر مجھے پہنچا دی ہے۔

(اس میں اہلسنت کے عقیدہ کی دلیل ہے کہ اولیاء اللہ کو غیبی امور منکشف ہوتے رہتے ہیں (اویسی غفرلہ)

پھر فرمایا: میں اور تم گویا اموات میں سے ہیں۔

پھر حضور ﷺ پر درود شریف پڑھ کر بہت دُعائیں مانگیں۔ (انطاق المفہوم جلد ۳ صفحہ ۳۸۱۔۳۸۰)

وصیت حضرت اویس رضی اللہ عنہ:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ہرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے ہرم بن حیان! رحمۃ اللہ علیہ میری وصیت یہ ہے کہ کتاب اللہ اور طریقہ صلحاء کو اپنا دستور العمل بنائے رکھنا۔ مجھے تمھاری اور اپنی موت کی خبر پہنچ چکی ہے۔ موت کو ہر دم یاد رکھنا اور ایک لحہ بھی غافل نہ ہونا اور جب اپنی قوم میں واپس جانا تو ان کو خوف خدا دلانا اور نصیحت کرنا۔ تمام امت کی خیر خواہی کرنا۔ اگر جماعت (اہلسنت) سے ایک بالشت بھی علیحدہ ہو گئے۔ دین سے علیحدہ ہو جاؤ گے اور تمھیں خبر بھی نہ ہوگی اور آخر کو دوزخ میں جانا پڑے گا۔ اپنے اور میرے لیے دُعا کرنا۔

پھر فرمایا: الٰہی یہ تیرا بندہ اپنی دانست میں مجھ سے تیرے لیے محبت کرتا ہے اور تیرے لیے میری ملاقات کو آیا۔ جنت میں میری اور اس کی ملاقات کرانا اور دار السلام میں اسے میرے پاس بھیجنا اور جب تک جیتا رہے۔ اس کی جان و مال کی حفاظت کرنا اور اس تھوڑی سی دنیا میں اسے شکر کی توفیق دینا اور اسے میری طرف جزائے خیر دینا۔

الوداع اے ہرم بن حیان!۔

وصیت کرنے کے بعد فرمایا: اے ہرم ابن حیان! اب تمھیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں (السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) آج کے بعد پھر کبھی میرے پاس نہ آنا۔ مجھے شہرت بری معلوم ہوتی ہے۔ تنہائی اچھی لگتی ہے۔ جب تک میں زندہ ہوں ان لوگوں کے ساتھ ہوں لیکن بہت بڑے رنج وغم میں ہوں۔ میں دل سے تمھارے پاس ہوں۔ اگرچہ نظر سے دور ہوں۔ اس لیے میری تلاش کی ضرورت نہیں۔ مجھے یاد کر کے میرے لیے دُعا کرنا میں بھی انشاء اللہ ایسا ہی کروں گا۔ تو اب میں ادھر جاتا ہوں اور تم ادھر جاؤ۔

میں نے چاہا کہ تھوڑی دیر ان کے ساتھ چلوں مگر نہ مانے اور مجھ سے جدا ہو کر خود بھی روئے اور مجھے بھی رلایا۔ میں انھیں دیکھتا رہا یہاں تک کہ آپ کسی کوچہ میں چلے گئے۔ پھر ان کا حال میں نے بہت لوگوں سے پوچھا کسی نے نہ بتایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے (آمین)

فائدہ:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ یہ حکایت بیان کرنے کے بعد بیان فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کا یہ حال تھا کہ اس طرح دنیا سے کنارہ کرتے ہیں اور دنیا کے بیان گزشتہ اور سیرت انبیاء و اولیاء مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ دنیا کی تعریف یہ ہے کہ جو چیز آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ہے۔ وہ سب دنیا ہے۔ سوائے ان اشیاء کے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہوں۔ (انطاق المفہوم جلد ۳ صفحہ ۳۸۲)

ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

دنیا کیا ہے سن لے پیارے
رب سے انسان کو کرے کنارے
رب کے قرب سے وہی نوازا جائے

دنیا کو اپنے سے جو دور بھگائے
ابو احمد کی دوستو سن لو صدا
بچے گا وہی جو دنیا سے بچا

حضرت اویس قرنیؓ کی زیارت کے لیے حضرت ہرمؒ کی سعی

اسی جماعت تابعین کے آئمہ میں سے باطن کی صفائی کا سرچشمہ وفاء واخلاص کا پیکر حضرت ہرم بن حیان رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ آپ بزرگان تصوف میں سے ایک اور طریقت کے معاملات کے شیخ تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے شرف صحبت سے مشرف تھے۔ آپ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے قصد سے نکلے مگر اہل قرن سے معلوم ہوا کہ وہ وہاں سے تشریف لے گئے ہیں۔ جب آپ مایوس ہو کر مکہ تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ وہ کوفہ میں آج کل تشریف فرما ہیں چنانچہ شوق ملاقات میں جب آپ کوفہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہاں سے بھی تشریف لے گئے ہیں۔ چند روز وہاں ٹھہرنے کے بعد بصرہ شہر کا ارادہ کیا تو دوران سفر دریائے فرات کے ساحل پر ملاقات ہوگئی وہ وضو کر رہے تھے اور گدڑی پہن رکھی تھی بایں وجہ اُنھیں پہچان لیا۔ حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ وضو کر کے بیٹے تو کنگھی کرنے لگے اور ہرم بن حیان اچانک سامنے آئے اور سلام کیا تو جواب میں اُنھوں نے فرمایا کہ اے ہرم بن حیان! تم پر بھی سلام ہو۔

حضرت ہرم بن حیان نے سوال کیا کہ آپ نے مجھے کیسے پہچان لیا کہ میں ہرم ہوں۔

فرمایا: عَرَفَتْ رُوْحِي رُوْحَكَ

میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا۔

کچھ دیر اکٹھے رہے پھر آپ نے حضرت ہرم بن حیان کو رخصت فرمایا۔

حضرت ہرم بن حیان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ تو گفتگو امیرین (حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما) کے متعلق کی اور مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی فرمایا:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَانَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى الدُّنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْ اِلَى امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ۔

بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر آدمی کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔ اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف شمار ہوگی اور جس کی ہجرت حصول دنیا کی خاطر ہے وہ اسے حاصل کرے گا یا عورت کی طرف ہے تو اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کے لیے سمجھی جائے گی جس کی خاطر اس نے ہجرت کی۔

یہی حدیث مبارکہ صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف کے حوالے سے مشکوۃ شریف میں یوں بیان ہوئی ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَ عْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِاِمْرِیٍٔ مَّانَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوِامْرَأَۃٍ یَتَزَوَّ جُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَاھَاجَرَاِلَیْہِ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ شریف)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے جس شخص کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہے اس کی ہجرت اللہ اور رسول کے لیے ہے اور جس شخص کی ہجرت دنیا کی طرف ہے کہ اسے پہنچے یا کسی عورت سے نکاح کی غرض ہے تو اس کی ہجرت اس چیز کی طرف ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔

پھر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: علیک بقلبک یعنی تجھے تیرے دل کی حفاظت لازمی ہے۔ یعنی غیر اللہ کے خیال سے اپنے دل کو محفوظ رکھ۔ (کشف المحجوب تذکرہ حضرت ہرم رضی اللہ عنہ)

ابواحمد اویسی نے عرض کیا:

شانِ اویس قرنی رضی اللہ عنہ

جب دنیا بھگائی تو سعادت بھی پائی
سعادت بھی پائی شہادت بھی پائی
قرب نبی کی بہار بھی دیکھو دوستو
حق تعالٰی سے پذیرائی بھی پائی
اپنی بخشش بھی بڑا کمال ہے یارو
شفاعت امت نبی حصے میں آئی
رب کا قرب بھی حاصل ہوا دوستو!
دعائے نبی بھی مقدر میں پائی
شانِ اویس کیا عرض کرے ابواحمد
غلامی کے صدقے یہ سعادت پائی

------☆☆☆------

باب ۵:

کراماتِ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

کراماتِ اولیاء حق ھیں

اولیائے کرام سے اکثر کرامات ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔اولیائے کرام سے کرامات کا ظہور حق ہے۔اس سلسلے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا بدقسمتی کی دلیل ہے کیونکہ کرامات کا حق ہونا قرآن مجید سے بھی ثابت ہے اور احادیث مبارکہ میں بھی کرامات کے متعلق دلائل ملتے ہیں۔اب کرامات سے وہی انکار کرے گا جو بدبختی کا سوداگر ہے۔

کرامت کا ثبوت قرآن مجید سے:

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر کا واقعہ مفصل بیان ہوا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر سے ملاقات کے لیے اپنے خادم کے ہمراہ روانہ ہوتے ہیں۔روٹی اور نمکین بھنی ہوئی مچھلی کھانے کے لیے ساتھ لے لیتے ہیں۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِىَ حُقُبًا

(پارہ ۱۵ سورۃ الکہف: ۶۰)

اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا میں باز نہ رہوں گا۔جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں (مدتوں تک) چلا جاؤں (کنزالایمان)

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ (۶۱)

پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے۔اپنی مچھلی بھول گئے اور اس نے سمندر میں راہ لی سرنگ بناتی۔

فائدہ:

جب بھوک لگی تو موسیٰ علیہ السلام نے کھانا طلب فرمایا تو خادم نے حقیقت سے آگاہ کیا کہ مجھے یاد نہ رہا بلکہ مجھے شیطان نے بھلا دیا کہ وہ مچھلی تو زندہ ہو کر سمندر میں تیرتی ہوئی چلی گئی۔

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ صلے فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝ (۶۴)

موسیٰ نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے تو پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے (کنزالایمان)

فَوَجَدَ عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (٦٥)

تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا (٦٦)

اس سے موسیٰ نے کہا کیا میں تمھارے ساتھ ہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمھیں تعلیم ہوئی

(کنزالایمان)

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا (٦٧)

کہا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے۔

فائدہ:

ابھی تک واقعات ہوئے نہیں کہ جن کی بنا پر ٹھہر نہ سکے ہوں۔ قبل از وقت حضرت خضر علیہ السلام نے پہلے ہی بتا دیا کہ آپ سے ایسا نہ ہو سکے گا کہ آپ آنے والے واقعات دیکھ کر خاموش رہیں اور اعتراض نہ کریں بلکہ ضرور اعتراض کریں گے۔ جس کی وجہ سے آپ میرے ساتھ نہ رہ سکیں گے قبل از وقت معاملات کے متعلق بیان کر دینا اگر نبی سے ظاہر ہو تو معجزہ ہوتا ہے اور اگر ولی اللہ سے ظاہر ہو تو کرامت ہوتا ہے۔ چونکہ اکثر کا قول حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق یہ ہے کہ آپ ولی ہیں اس لیے یہ کرامت ہے۔ اس سے محبوبانِ حق کے علوم غیبیہ کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

اس کے بعد مزید ارشاد فرمایا کہ:

وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا (٦٨)

اور اس بات پر کیونکر صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں (کنزالایمان)

قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا (٦٩)

کہا عنقریب اللہ چاہے تو تم مجھے صابر پاؤ گے اور میں تمھارے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا۔

قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْئَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا (٧٠)

کہا تو اگر آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں۔

فَانْطَلَقَا وقفة حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ط قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ج لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا (٧١)

اب دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے اس بندہ نے اسے چیر ڈالا۔ موسیٰ نے کہا کیا تم نے اسے اس لیے چیرا کہ اس کے سواروں کو ڈبا دو بے شک یہ تم نے بُری بات کی۔

کہا میں نہ کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ○ (پارہ ۱۵ سورۃ الکہف ۷۲)

کہا میں نہ کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے۔

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِىْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِىْ مِنْ اَمْرِىْ عُسْرًا (۷۳)

کہا مجھ سے میری بھول پر گرفت نہ کرو اور مجھ پر میرے کام میں مشکل نہ ڈالو۔

فَانْطَلَقَا وقفه حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا ○ (پارہ ۱۵ سورۃ الکہف: ۷۴)

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک لڑکا ملا اس بندہ نے اسے قتل کر دیا۔ موسیٰ نے کہا کیا تم نے ایک ستھری جان بے کسی جان کے بدلے قتل کر دی بے شک تم نے بہت بری بات کی۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ○ (پارہ الکہف: ۷۵)

کہا میں نے آپ سے نہ کہا تھا آپ ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے۔

قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَىْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِىْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّىْ عُذْرًا ○ (۷۶)

کہا اس کے بعد میں تم سے کچھ پوچھوں تو پھر میرے ساتھ نہ رہنا بے شک میری طرف سے تمہارا عذر پوا ہو چکا۔

فَانْطَلَقَا وقفة حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا۔ (۷۷)

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں کے پاس آئے ان دہقانوں سے کھانا مانگا انھوں نے انھیں دعوت دینی قبول نہ کی۔ پھر دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار پائی کہ گرا چاہتی ہے۔ اس بندہ نے اُسے سیدھا کر دیا۔ موسیٰ نے کہا تم چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لے لیتے۔

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِىْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ○ (۷۸)

کہا یہ میری اور آپ کی جدائی ہے۔ اب میں آپ کو ان باتوں کا پھر (بھید) بتاؤں گا جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِى الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا۔ (۷۹)

وہ جو کشتی تھی وہ کچھ محتاجوں کی تھی کہ دریا میں کام کرتے تھے تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کردوں اور ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا کہ ہر ثابت کشتی زبردستی چھین لیتا۔

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا (۸۰)

اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر چڑھا دے۔

فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا ٥

(پارہ ۱۶ سورۃ الکہف ۸۱)

تو ہم نے چاہا کہ ان دونوں کا رب اس سے بہتر ستھرا اور اس سے زیادہ مہربانی میں قریب عطا کرے۔

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ج فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ق صلے رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ج وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ط ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَالَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا٥

(پارہ ۱۶ سورۃ الکہف ۸۲)

رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں۔ آپ کے رب کی رحمت سے اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا۔ یہ پھیر ہے ان باتوں کا جس پر آپ سے صبر نہ ہو سکا (کنزالایمان)

آصف بن برخیا رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت:

یہ واقعہ بڑا مشہور ہے قرآن مجید میں بڑی تفصیل سے یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے۔
قرآن پاک میں ہے کہ:

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ صلے اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ

(پارہ ۱۹ سورۃ النمل: ۲۰)

اور پرندوں کا جائزہ لیا تو بولا مجھے کیا ہوا کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا یا وہ واقعی حاضر نہیں۔

لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَ اذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ٥

(پارہ ۱۹ سورۃ نمل ۲۱)

ضرور میں اسے سخت عذاب کروں گا یا ذبح کروں گا یا کوئی روشن سند میرے پاس لائے۔
تو ہدہد نے شہر سبا کے متعلق آ کر خبر دی۔ اس کے عرش کے متعلق ہدہد نے کہا

وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ (پارہ ۱۹ سورۃ نمل ۲۳)

اور اس کا بڑا تخت ہے۔

اس ملک کے باسیوں کے متعلق معلومات فراہم کیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ (سورۃ النمل ۲۷)

سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا یا تو جھوٹوں میں ہے۔

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ۝ (۲۸)

میرا یہ فرمان لے جا کر اُن پر ڈال دے پھر ان سے الگ ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝ (۲۹)

وہ عورت بولی اے سردارو! بے شک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا ہے۔

یہ ذکر کرنے کے بعد ملکہ بلقیس نے اپنے سرداروں سے اس سلسلے میں مشورہ طلب کیا ملکہ بلقیس نے تحفے تحائف حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف بھیجے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جواب دیا کہ کیا تم میری مال سے مدد کرتے ہو۔ میرے پاس اللہ کا دیا ہوا جو کچھ ہے وہ اس سے بہتر ہے۔ پلٹ جاؤ ان کی طرف تو ضرور ان پر ہم وہ لشکر لائیں گے۔ جن کی اُنھیں طاقت نہ ہوگی اور ضرور ہم ان کو اس شہر سے نکال دیں گے یوں کہ وہ پست ہوں گے۔

قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ۔ (۳۸)

سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اے درباریو تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ۔ (پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۳۹)

ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کروں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بے شک اس پر قوت والا امانت دار ہوں۔

قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ق صلے (پارہ ۱۹ سورۃ النمل: ۴۰)

اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا۔ ایک پل مارنے سے پہلے۔ پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہ یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔

(کنز الایمان شریف)

فائدہ:

یہ ایسی کرامت ہے کہ جس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہاں دہریہ اور دہریہ سے متاثرین کی بات اور ہے۔ ان کرامات کا تذکرہ بطور نمونہ بیان کیا ہے ورنہ ان دو کرامات کے علاوہ بھی کافی کرامات قرآن مجید میں بیان ہوئی ہیں۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس محراب میں بے موسم پھلوں کا آنا وغیرہ کافی کرامات قرآن مجید میں بیان ہوئی ہیں۔

فیض ملت کا بیان:

مجدد دورِ حاضرہ فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان، امام المفسرین، سند المحدثین حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے بیان فرمایا ہے کرامات اولیاء کا انکار دراصل ولایت کا انکار ہے اور ولایت کا انکار گمراہی ہے اور دورِ حاضرہ مادیات کی زد میں ہے۔ اس لیے مادہ پرستوں کو ممکن ہے کرامات کے باب سے دلچسپی نہ ہو لیکن روحانیات کے دلدادگان کے لیے تو ایمان کی لذت تب محسوس ہوتی ہے۔ جب محبوبانِ خدا کے کمالات و کرامات کا بیان کانوں میں گونجتا ہے اور کرامات کے دلائل و مسائل قرآن وحدیث کا ایک واضح باب ہے کتاب اور سنت اولیاء اللہ کے کرامات سے اور خلاف عادت افعال کے درست ہونے پر ناطق ہیں۔ ان کا انکار حقیقت نصوص کا انکار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ لا وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ج قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ط قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط (پارہ۳۔ آل عمران ۳۷)

جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے۔ کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے (کنز الایمان)

یعنی حضرت سیدہ مریم کے پاس موسم گرما میں سردیوں کے پھل اور موسم سرما میں گرمیوں کے پھل موجود۔ یہ دیکھ کر حضرت زکریا نے فرمایا یہ پھل تمھارے پاس کہاں سے آئے تو حضرت مریم نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

فائدہ:

بے موسم میوہ بی بی مریم کو حاصل ہونا یہ ان کی ایک کرامت ہے اور یہ ظاہر ہے بی بی مریم اللہ تعالیٰ کی ولیہ تھیں۔

(کرامت و وسیلہ کا ثبوت افاضات حضور قبلہ شیخ الحدیث مفسر اعظم پاکستان فیض ملت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضی مدظلہ العالی ماہنامہ فیض عالم شمارہ ۸ صفحہ ۱۰ جلد ۲۱ صفر المظفر جنوری ۲۰۱۰۔۱۴۳۱)

احادیث سے کرامت کا ثبوت:

احادیث مبارکہ میں بھی بہت کرامات بیان ہوئی ہیں۔ مثلاً بخاری شریف اور مسلم شریف میں جریج راہب کا قصہ بیان ہوا ہے۔ (واقعات و کرامات اکابر دیوبند) سے چند احادیث بیان کردہ روایات ملاحظہ فرمائیے بخاری اور مسلم میں جریج کا قصہ آیا ہے کہ ایک شیر خوار بچے سے اُنھوں نے دریافت کیا کہ اے لڑکے تیرا باپ کون ہے؟

وہ بول اُٹھا کہ میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔

اور حدیث میں غار والوں کا قصہ آیا ہے کہ غار کے منہ پر پتھر کی چٹان آ گئی تھی۔ جب اُنھوں نے نیک اور خالص عمل یاد کیے اور ان کے وسیلہ سے حق تعالیٰ سے دُعا کی تو وہ چٹان الگ ہوگئی اور وہ اس سے نجات پا گئے۔

اور حدیث صحیح متفق علیہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے مہمان کا قصہ مذکور ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کھانے میں سے جو لقمہ ہم اُٹھاتے تھے وہ نیچے کی طرف سے بڑھ جاتا تھا۔ حتیٰ کہ سب نے کھالیا اور سیر ہوگئے اور کھانا پہلے سے زیادہ ہوگیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر اپنی بیوی سے فرمایا کہ اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا بات ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک مجھے بھی خبر نہیں کیا ماجرا ہے مگر اتنا جانتی ہوں کہ یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مقام (نہاوند) پر لشکر بھیجا۔ لشکر کے سردار ساریہ نامی ایک شخص تھے۔ جب یہ لشکر وہاں گیا اور مقابلہ ہوا تو دشمن نے یہ فریب دیا کہ ایک پہاڑ کی کھوہ میں کچھ لوگ چھپا دیے تا کہ وہ عین موقع پر کام آئیں۔ جب میدان کارزار گرم ہوا اور قریب تھا کہ ساریہ رضی اللہ عنہ دھوکا کھا جائیں اور مغلوب ہوں اتنے میں آواز آئی۔

یاسارية الجبل، یاسَارِيَةَ الجبل

یعنی اے ساریہ! پہاڑ کی طرف سے ہوشیار (اے ساریہ پہاڑ کی طرف سے ہوشیار)

اور وہ یہ آواز سُن کر ہوشیار ہوگئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آواز اس وقت دی تھی جب آپ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ پڑھتے پڑھتے آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔ خدا تعالیٰ نے یہ آواز جو ہزاروں کوس کے فاصلہ پر تھی پہنچا دی۔ اس قصے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہم کرامتیں ثابت ہوئیں۔

ایک تو لشکر کا حال اُنھیں اتنی دور سے معلوم ہوا اور دوسرے آپ کی آواز کا اتنی دور تک پہنچنا اور منجملہ ان احادیث کے وہ صحیح حدیث ہے جو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں وارد ہوئی ہے کہ اُنھوں نے ابوسعد کے بارے میں بددعا کی تھی تو وہ کہا کرتا تھا کہ مجھے تو سعد کی بددعا لگ گئی۔

حدیث میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے قصہ میں آیا ہے کہ بنت حارث بن نوفل جو راویہ ہیں کہتی ہیں کہ میں نے خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اچھا کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ میں نے ایک روز دیکھا کہ وہ انگور کا خوشہ کھا رہے ہیں حالانکہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں کہیں انگور نہ تھے یہ وہ رزق تھا جو حق تعالیٰ نے اُنھیں دیا تھا۔

اسیر بن حضیر رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں وارد ہے کہ ایک رات یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رسالت پناہ کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے اور رات بہت تاریک تھی جب خدمت سراپا برکت سے رخصت ہوئے تو دیکھتے ہیں کہ قدرت باری تعالیٰ سے ان کے آگے دو روشن چیزیں چراغ کی مثل جا رہی ہیں۔ جب وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے تو ان میں سے ایک چراغ ایک کے ساتھ اور دوسرا دوسرے کے ساتھ ہولیا۔ جب وہ اپنے اپنے گھر پہنچ گئے تو وہ روشن چیزیں نظروں سے اوجھل ہوگئیں۔ (واقعات وکرامات اکابر علماء دیوبند صفحہ ۳۰۔۲۹)

کراماتِ اولیاء اللہ

کرامات اولیاء اللہ

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات اور اولیاء الرحمٰن کی کرامات حق ہیں۔ ان کے متعلق کسی مومن کو انکار نہیں۔ اگر کوئی نہیں جانتا تو یہ اس کی کم فہمی ہے یا اس کی بدقسمتی کیونکہ اولیائے کرام کی کرامات اور انبیائے کرام کے معجزات کے متعلق قرآن و احادیث سے دلائل واضح طور پر ملتے ہیں اس کے باوجود انکار کرنے والے انکار کریں تو یہ ان کی بدقسمتی نہیں ہے تو کیا ہے اس سلسلے میں جناب ثناء اللہ سعد شجاع آبادی صاحب کی کتاب (واقعات و کرامات اکابر علماء دیوبند) سے چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے۔

کرامت:

کرامت یہ ہے کہ کسی نبی کے متبع کامل سے خلاف عادت الٰہی کوئی بات ظاہر ہو اور اسباب طبیعت سے وہ اثر پیدا نہ ہوا ہو خواہ وہ اسباب جلی ہوں یا اسباب خفی ہوں۔ پس اگر وہ امر خلاف عادت نہ ہو یا اسباب طبیعت جلی یا خفی سے ہو تو وہ کرامت نہیں ہے۔ (واقعات و کرامات اکابر علماء دیوبند صفحہ ۱۹)

کرامت کی تین اقسام:

کرامت کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ ایک یہ کہ علم بھی ہو اور ارادہ بھی ہو جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان مبارک سے دریائے نیل کا جاری ہونا
(ابوالشیخ کتاب العظمہ، تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی)
اور حضرت خالد بن ولید کا زہر قاتل پی جانا اور زہر کا آپ پر اثر نہ کرنا۔ (دلائل النبوت بیہقی و ابونعیم وحیوۃ الحیوان (دمیری)

۲۔ دوسری قسم یہ ہے کہ علم ہو مگر ارادہ نہ ہو جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم میووں اور پھلوں کا آنا۔

۳۔ تیسری قسم یہ ہے کہ نہ علم ہو نہ ارادہ جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانا اور کھانے کا دوگنا تین گنا ہو جانا اسی لیے خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس پر تعجب ہوا جس سے ان کے علم و ارادہ کا پہلے سے نہ ہونا ثابت ہوا۔

کرامت کی ان تین قسموں میں سے پہلی قسم پر تصرف و ہمت کا اطلاق کیا جا سکتا ہے دوسری اور تیسری قسم کو تصرف نہیں کہتے۔ البتہ برکت و کرامت کہیں گے۔ (واقعات و کرامات اکابر علماء دیوبند صفحہ ۲۰)

کرامت اولیاء اللہ نعمت:

''اولیاء کے ہاتھوں کرامات کا ظہور اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ جس سے مقصود یہ بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندے کے ہاتھوں خلاف عادت کام ظاہر کرا کر اس کی عزت بڑھانا چاہتا ہے اور یہ کرامت ولی کے لیے اللہ کی نعمت ہوتی ہے۔
(واقعات و کرامات اکابر علماء دیوبند صفحہ ۲۰)

فائدہ:

اس سے ان لوگوں کو غور کرنے کی ضرورت ہے جو بلاوجہ اولیائے کرام کی کرامات کے متعلق ناروا رویہ اختیار کرتے ہوئے کرامات اولیاء اللہ سے انکار کرتے ہیں۔ دیو بند مکتبہ فکر کی نمائندہ اس کتاب کے حوالہ سے واضح ہوا کہ اولیائے کرام کی کرامات حق ہیں۔ مومن ہٹ دھرمی اور ضد کی بنا پر کوئی انکار کرے تو اس کا انکار کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں بلکہ حق سے اعراض کرنا نقصان کا باعث ہے۔ کیونکہ انبیائے کرام کے معجزات اور اولیائے کرام کی کرامات کا ثبوت قرآن مجید میں بھی پایا جاتا ہے اور احادیث مبارکہ میں بھی اولیائے کرام کی کرامات کا ثبوت ملتا ہے۔ اس لیے اولیائے کرام کی کرامات سے انکار کسی طرح بھی مناسب نہیں بلکہ اس حوالہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کرامت کے ذریعے لوگوں کے سامنے اپنے ولی کامل کی عزت بڑھانا چاہتا ہے ذرا غور تو فرمایئے اللہ تعالیٰ تو اپنے محبوب بندے کی عزت بڑھانا چاہتا ہے اور بعض لوگ اولیاء کرام کی کرامات کا انکار کر کے اولیائے کرام کی عظمت اور عزت گھٹانا چاہتے ہیں۔ ایسا کرنے والے خود غور کریں کہ وہ کس راستے پہ چل نکلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے کام کو اپنائے ہوئے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لے رہے ہیں۔ خدارا غور ضرور فرمایئے تاکہ حق کے متعلق حقیقت واضح ہو جائے۔

نیز کرامت اولیائے کرام کے لیے نعمت ہے اللہ تعالیٰ اولیائے کرام کو اپنی نعمت یعنی کرامت عطا فرماتا ہے اور بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا نعمت عطا فرمانا ایک آنکھ بھی نہیں بھاتا ایسے لوگ ذرا غور فرمائیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اولیائے کرام کو نعمت عطا فرمانا چاہے تو کون ہے؟ جو اللہ تعالیٰ کو نعمت عطا فرمانے سے روک سکے۔ ایسا کوئی نہیں۔ یقیناً ایسا کوئی نہیں؟ کسی میں اتنی ہمت نہیں تو پھر اولیائے کرام کی کرامات کے سلسلے میں چونکہ چنانچہ کرنا چھوڑ دیجیے۔ ایسا کرنے سے کچھ بھی میسر نہیں آئے گا۔ بلکہ نقصان ہی نقصان ہے۔ آج وقت ہے سنبھل جایئے۔ ورنہ پھر پچھتائے کیا ہووت جب چڑیا چگ گئیں کھیت۔

فائدہ:

یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر ولی اللہ سے کرامت کا ظہور ضروری نہیں۔ ولایت کے لیے کرامت کا ہونا ضروری نہیں۔ کہ اگر کسی سے کرامت ظاہر نہ ہو تو اسے ولی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جائے کہ چونکہ اس سے کرامت تو دیکھی نہیں یہ کیسا ولی ہے۔ اس لیے میں اسے ولی تسلیم ہی نہیں کرتا۔

وفات کے بعد کرامت:

اولیائے کرام سے بعض اوقات بعد وصال بھی کرامات ظاہر ہوتی ہیں۔ اس سلسلے میں دیو بند مکتبہ فکر کی نمائندہ کتاب "واقعات و کرامات اکابر علماء دیو بند" کا مطالعہ فرمایئے۔

وفات کے بعد کرامت:

گو بعض اولیاء ایسے بھی ہوئے ہیں کہ انتقال کے بعد بھی ان سے خوارق و تصرفات ظاہر ہوتے رہے اور یہ بات حد تواتر کو پہنچ گئی ہے۔ (واقعات و کرامات اکابر علماء دیو بند ص ۲۱)

کرامات کی دیگر اقسام:

اولیاء اللہ سے طرح طرح کی کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ غیب سے آوازیں سنتے ہیں۔ زمین کی طنابیں ان کے لیے کھینچ

دی جاتی ہیں۔ شے کی شکل بدل جاتی ہے۔ مثلاً مٹی کا سونا ہوجانا وغیرہ، جو باتیں دل میں پوشیدہ ہوتی ہیں وہ ان پر کھل جاتی ہیں۔ بعض واقعات ہونے سے پہلے انھیں معلوم ہوجاتے ہیں اور یہ سب رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور اتباع کا ثمرہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کی اتباع زیادہ کرتا ہے۔ اسے قرب وعبودیت زیادہ ملتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

یعنی اے محمد ﷺ تم کہہ دو اگر تم اللہ کو چاہتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ خود تمھیں چاہنے لگے گا۔

(واقعات وکرامات اکابر علماء دیو بند صفحہ ۳۲)

پیرسید محمد حسین شاہ صاحب رحمة اللہ علیہ کی کرامت:

بعض واقعات ہونے سے پہلے اولیاء اللہ کو معلوم ہوجاتے ہیں۔ اس سلسلے کی ایک کرامت حضرت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ (چک شاہ کرم تحصیل عارف والا ضلع پاک پتن شریف) کی بڑی مشہور ہے یہ کرامت الفقیر القادری ابو احمد اویسی نے اپنی نانی جان مائی نیامت بی بی، نانا جان جناب پہلوان سو مار گانہ والدہ ماجدہ اور دیگر کئی لوگوں سے بھی سنی ہوئی تھی۔ مگر ایک دن پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے جناب پیر سید کبریا شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر تھا۔ عرض کیا کہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی کوئی کرامت سنا دیجیے۔ پیر سید کبریا شاہ صاحب نے فرمایا کہ جس دن پیر صاحب (پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ) کا وصال ہوا تو ایک دن پہلے آپ نے دربار شریف کے سامنے والے میدان میں حکم دیا کہ پانی کا تر کاؤ کر دیا جائے اور جھاڑو دے کر اچھی طرح صفائی کردائی جائے۔ آپ کے حکم پر کوئی جھاڑو دینے لگا کوئی پانی کا تر کاؤ کرنے لگا۔ بہت جگہ صفائی کروائی۔ لوگ پوچھتے کہ قبلہ اس میں کیا حکمت ہے آپ صرف اتنا فرمادیتے کہ تمھیں کل پتہ چل جائے گا۔ جب دوسرا دن ہوا تو آپ وصال فرما چکے تھے وہاں آپ کا جنازہ کرایا گیا۔

ولی کی کرامت حضور کی صداقت کی دلیل ھے:

اولیاء اللہ کی کرامات انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا تتمہ ہیں کیونکہ یہ کرامتیں انھیں رسول کے اتباع سے حاصل ہوتی ہیں اس لیے ولی کی کرامات اس کے رسول کے حق ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ ہر پیغمبر کے بعد ان کے ایسے پیروکار ہوئے ہیں کہ ان سے کرامات اور خلاف عادت کام ظاہر ہوئے ہیں۔ شیخ شہاب الدین کا کلام ختم ہوا (واقعات وکرامات صفحہ ۳۲)

کرامات معجزات کا تتمہ ھیں:

استاذ امام ابو القاسم قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر ولی کی کرامت اس کے پیغمبر کے معجزات میں شمار کی جاتی ہے اور فرمایا کہ کرامت کی بہت سی قسمیں ہیں۔ کبھی تو اس طرح ہوتی ہے کہ اس کی دعا مقبول ہوجاتی ہے اور کبھی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بغیر سبب کے فاقہ میں کھانا ظاہر ہوجاتا ہے اور کبھی تھوڑی دیر میں مہلت سے مسافت طے ہوجاتی ہے اور کبھی کسی دشمن سے نجات دے دیتے ہیں اور کبھی غیب سے آواز سنتے ہیں اور اس قسم کے افعال جو عادت کے خلاف ہیں سرزد ہوجاتے ہیں۔

(واقعات وکرامات اکابر علمائے دیو بند صفحہ ۳۳)

فائدہ:

الحمدللہ یہاں اکثر تحقیق دیوبند مکتبہ فکر کی نمائندہ کتاب سے پیش کی ہے تاکہ واضح ہو کہ اولیائے کرام کی کرامات حق ہیں۔ اس سلسلے میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔اس کے باوجود جو کوئی چونکہ چنانچہ کی ہیر پھیر کرے تو یہ اس کی مرضی اور اس کی قسمت۔

کرامت حق ہے اور اس کا منکر گمراہ:

صاحب بہار شریعت حضرت علامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ (کرامت اولیاء حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے (بہار شریعت جلد اول حصہ اول)

کیسی کیسی کرامات اولیائے کرام سے ممکن ہیں:

مردہ زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا، مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا غرض تمام خرق عادات اولیاء سے ممکن ہیں۔سوائے اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لیے ممانعت ثابت ہو چکی ہے۔جیسے قرآن مجید کی مثل کوئی صورت لے آنا۔دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلام حقیقی سے مشرف ہونا اس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لیے دعویٰ کرے کافر ہے۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ اول صفحہ ۵۶)

معجزہ، کرامت اور استدراج میں فرق:

حضرت علامہ مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ امام التحریر شیخ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں معجزہ کرامت اور استدراج کا فرق اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ

جب کسی انسان سے کوئی فعل خرق عادت کے طور پر ظاہر ہو تو وہ دو حال سے خالی نہیں ہوگا یا تو اس کے ساتھ دعویٰ نہ ہوگا۔

اگر پہلی صورت ہے یعنی اس کے ساتھ دعویٰ بھی ہے تو یا تو اس میں خدائی کا دعویٰ ہوگا یا نبوت کا دعویٰ ہوگا یا ولایت کا یا پھر جادو کا دعویٰ ہوگا۔یعنی شیطانوں کی فرمانبرداری کا دعویٰ اس طرح اس کی چار قسمیں ہوگئیں۔

قسم اول خدائی کا دعویٰ ہے ہمارے اصحاب نے اس قسم کے دعویٰ کے مدعی کے ہاتھ پر خرق عادت کا صدور بغیر کسی معارضہ کے جائز رکھا۔ (وجوز اصحابنا ظهور خوارق العادات علىٰ يده بغير معارضه)

جیسا کہ منقول ہے کہ فرعون خدائی کا مدعی تھا اور اس کے ہاتھ سے خوارق عادات کا ظہور ہوتا تھا اسی طرح کی بات دجال کے بارے میں بھی کہی گئی ہے ہمارے اصحاب اس کے جواز کے سلسلہ میں کہتے ہیں کہ اس کے ہاتھ پر خرق عادت کے ظہور سے کچھ شک پیدا نہیں ہوتا۔جب کہ اس کی شکل اور اس کی خلقت ہی اس کے کذب پر دلاتی ہے۔

دوسری قسم:

قسم دوم یعنی نبوت کا دعویٰ۔تو یہ قسم بھی دو صورتوں اور قسموں پر مشتمل ہے کیونکہ یہ مدعی نبوت یا تو صادق ہے یا کاذب۔ اگر صادق ہے تو اس کے ہاتھ پر خرق عادت کا ظہور ہونا ضروری ہے اور یہ بات اقرار نبوت کرنے والے تمام مسلمانوں میں متفق علیہ ہے لیکن جو مدعی نبوت کاذب ہے تو اس کے ہاتھ پر خرق عادت کا ظہور جائز نہیں اور اگر ظہور ہو تو معارضہ ضروری ہے۔

تیسری قسم:

تیسری قسم یہ ہے کہ ولایت کے مدعی سے خرق عادت کا ظہور ہو۔ تو جولوگ اولیاء اللہ کی کرامات کے قائل ہیں وہ اس امر میں مختلف ہیں کہ کرامت کا دعویٰ جائز ہے یا نہیں اور پھر اس کے ساتھ یہ بات بھی کہ اس دعویٰ کے مطابق وہ امر ظہور میں بھی آتا ہے یا نہیں۔

چوتھی قسم:

چوتھی قسم یہ ہے کہ جادو اور شیاطین کی اتباع کا مدعی ہو۔ سو ہمارے اصحاب کی نظر میں ایسے شخص کے ہاتھ پر بھی خرق عادت جائز ہے۔ البتہ معتزلہ کے یہاں جائز نہیں۔

دوسرا حال:

اب رہا دوسرا حال یعنی بغیر کسی دعوے کے خرق عادت کا ظہور ہو تو ایسا انسان تو خدا کے نزدیک نیک بخت اور صالح ہوگا یا فاسق فاجر ہوگا۔ اگر پہلی صورت ہے یعنی نیک بخت اور صالح ہے تو وہی کرامتِ اولیاء ہے جس کے جواز پر ہمارے علماء متفق ہیں اور تمام معتزلہ بجز ابوالحسن بصری اور ان کے شاگرد محمود خوارزمی کے منکر ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ خرق عادت کا ظہور ایسے شخص کے ہاتھ پر ہو جو مردود بارگاہ الٰہی ہے یعنی فاسق و فاجر اس کو استدراج کہتے ہیں۔

واما القسم الثانی وھوان یظھر خوارق العادات علیٰ بعض من کان مردوداً عن طاعة اللّٰہ فھذا فحذا ھوا لمسمّی بالاستدراج (نفحات الانس اُردو ترجمہ صفحہ ۱۶۶)

کرامات کے متعلق کوئی شبہ نہیں رہا:

حضرت علامہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ شیخ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں کہ۔

(اخبار و حکایات میں تواتر کے طور پر بکثرت کرامات کا ذکر آچکا ہے چنانچہ اب اولیاء اللہ کے لیے ان کرامات کا ظہور ایک ایسا علم قوی ہوگیا ہے جس سے شکوک مٹ گئے ہیں اور جو شخص اس گروہ سے وابستہ ہے اور اس کو یہ اخبار و حکایات متواتر پہنچے ہیں تو اس کو پھر اس امر میں کچھ شبہ باقی نہیں رہا۔ (نفحات الانس اُردو ترجمہ صفحہ ۱۷۱ بحوالہ رسالہ قشیریہ)

کرامات کا مضمون طویل کرنے کا سبب:

کرامات اولیاء کے سلسلہ میں کلام کو اس قدر طول دینا اور ثبوت فراہم کرنا اس وجہ سے ہے کہ کوئی ایسا سلیم القلب شخص جس نے اس گروہ کے حال کا مشاہدہ نہیں کیا اور ان کے اقوال کے مطالعہ سے محرومی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گمراہوں اور جاہلوں کی کمزور باتوں اور بے ہودہ حکایات سے متاثر ہو کر جو آج کل اس سلسلہ میں کی جارہی ہیں اور نہ صرف کرامات کی نفی کی جارہی ہے بلکہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے بھی انکار کیا جارہا ہے۔ اُن کے فریب میں آجائے اور اپنے دین کو برباد کردے۔

(نفحات الانس اُردو ترجمہ صفحہ ۱۷۲)

فائدہ:

یہاں حضرت علامہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کے اولیائے کرام کے مخالفین کا رویہ بیان کیا جبکہ موجودہ دور اُس دور سے ابتری کے لحاظ سے بہت آگے نکل گیا ہے اس سلسلے میں کیا عرض کروں۔ انگریز دور میں ایسے ایسے جھکڑ چلے کہ پوری کوشش کی گئی کہ اسلام اور اسلام سے متعلقات کو کسی نہ کسی طرح ختم کر دیا جائے مگر

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا چرچا تیرا

کے مصداق اسلام اور اسلام کے ماننے والے الحمدللہ آج بھی زندہ ہیں۔ اور انشاء اللہ اس وقت تک زندہ رہیں گے جب تک حق تعالیٰ کو منظور ہے۔

اور اسلام کے مخالفین کے لیے زہر نشان بنے ہوئے ہیں۔ پھر جب پاکستان بن گیا تو دن رات مخالفین پورا ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح دین اسلام سے متعلقہ افراد کی عظمتوں پہ انگشت نمائی کر کے عظمت کم سے کم کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس سلسلے میں کبھی اولیائے کرام کی کرامات سے انکار کیا جاتا ہے اور کبھی علمائے کرام کی عظمت کو کم کرنے کی سعی لاحاصل کی جاتی ہے۔ کبھی علمائے کرام کے متعلق نازیبا قسم کی حکایات اور لطائف سنا سنا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور کبھی من گھڑت واقعات اختراع کر کے لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہے اور مخالفین کا آلہ کار بننے والے اکثر مخالف نہیں ہوتے بلکہ اپنے مسلمان ہی ناسمجھی سے اپنی ہی ٹانگوں پہ کلہاڑی چلاتے نظر آتے ہیں۔ اللہ کرے مسلمان ذرا آنکھ کھولیں دشمنانِ اسلام کی چالیں سمجھنے کی کوشش کریں۔

ایک من گھڑت لطیفہ:

الفقیر القادری ابواحمد اویسی کلیانہ میں جناب محمد خالد بودلہ صاحب سے کمپیوٹر سیکھتا تھا ایک دن خالد بودلہ صاحب کسی کام کے سلسلے میں کہیں گئے ہوئے تھے۔ سنٹر کھلا تھا۔ الفقیر جب کمپیوٹر سنٹر پہ حاضر ہوا تو دو ساتھی بیٹھے تھے گریجویٹ تھے۔ استاد نہ ہونے کی وجہ سے خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے ان میں سے ایک نے لطیفہ سنانا شروع کیا۔ الفقیر بھی پاس ہی بیٹھا تھا اس نے کہا

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک قاری صاحب قرآن پڑھتے پڑھتے اچانک خاموش ہو گیا اور دھڑام سے نیچے گرا۔ اس کا منہ کھلا ہوا تھا۔ اسے ہسپتال داخل کروا دیا گیا۔ ڈاکٹروں نے دیکھا تو اس کی روح جسد عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ ڈاکٹروں نے تحقیق کرنی شروع کی آخر اس نتیجہ پہ پہنچے کہ اسے کوئی بیماری نہ تھی۔ (ض) ادا کرتے ہوئے اس کی زبان الٹ گئی۔ جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو گئی۔

الفقیر القادری ابواحمد اویسی نے عرض کیا: دوستو! معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ یہ حقیقت نہیں بلکہ غیر مسلموں کا چھوڑا ہوا شگوفہ ہے تاکہ اس کی خوشنمائی میں محو ہو کر ہم نفسیاتی طور پر قرآن اسلام اور اسلام کے پیغام سے دور ہوتے جائیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے (ض) ادا کرتے ہوئے کسی طرح بھی انسان کی زبان الٹ کر اندر کی طرف نہیں جاسکتی۔ ہاں یہ تسلیم کرنے کو تیار ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قاری صاحب کو خصوصی انعامات سے نوازتے ہوئے اس جہان فانی سے بلا لیا تاکہ میرے پاک اور لافانی کلام کی تلاوت کرتے ہوئے محشر کے دن اُٹھے۔ یہ لطیفہ اور اس قسم کے من گھڑت لطائف ہمیں اسلام سے گمراہ کرنے کی کوشش ہوتی ہے۔ کاش اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے اور کفار کی ریشہ دوانیوں کی حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی طرح علمائے

اسلام کے متعلق من گھڑت لطائف اور حکایات بھی دراصل غیر مسلموں کی کارستانی ہوتی ہے ہم ناسمجھی میں خوش ہونے کے لیے چند لمحاتِ زندگی ضائع کرنے کے لیے غیر مسلموں کے آلہ کار بنتے ہیں اور اپنی دنیا و آخرت برباد کرتے ہیں۔

کرامات اولیاء اللہ کے منکر کون؟

مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے اصل بات یہ ہے کہ جو لوگ کرامات اولیاء کے منکر ہیں ان کی خاص وجہ یہ ہے کہ وہ خود کو بہت ہی کامل ولی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ اولیاء کے احوال اور ان کے معاملات سے ناواقف محض ہیں اور ان کو ان کی باتوں کی ہوا بھی نہیں لگی ہے اور وہ انکار محض اس لیے کرتے ہیں کہ کہیں عوام کے سامنے رسوا نہ ہوں (خود کرامات سے عاری و عاجز ہیں۔ اب جب کہ دعویٰ ولایت کر رہے ہیں تو کرامت کہاں سے آئے: اس لیے انھوں نے رسوائی سے بچنے کے لیے سرے سے کرامت کا ہی انکار کر دیا) افسوس یہ ہے کہ اُن کو عوام سے تعلق ہے عوام کے سامنے رسوا ہونے سے ڈرتے ہیں لیکن خواص کا انہیں کچھ اندیشہ نہیں ہے اور اگر ان میں ہزاروں کرامتیں پیدا بھی ہو جائیں تب بھی ان کا ظاہری حال شریعت کے مطابق ہوتا ہی نہیں! اس لیے ایسے لوگوں سے جو خرق عادت صادر ہوگا وہ استدراج ہوگا۔ ولایت و کرامت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

(نفحات الانس اُردو ترجمہ صفحہ ۱۷۲)

کرامات انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا تتمہ:

شیخ الاسلام قطب انام شہاب الدین ابوعبداللہ عمر بن محمد السہروردی قدس اللہ تعالیٰ سرہ اپنی کتاب (اعلام الہدیٰ عقیدہ ارباب التقیٰ) میں فرماتے ہیں۔

ہمارا یہ عقیدہ رہا ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اولیاء ہوتے ہیں۔ جن سے کرامات ظہور میں آتی ہیں۔ اسی طرح ہر ایک رسول کے زمانے میں ان کے ایسے متبعین ہوتے تھے جن سے کرامات اور خرق العادات ظاہر ہوا کرتے تھے اولیاء اللہ کی کرامات انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا تتمہ ہیں۔ لیکن جو شخص احکام شرعیہ ملتزم نہیں (احکام شرعی بجا نہیں لاتا) اور اس کے ہاتھ سے یہ خرق عادت کا ظہور ہو تو ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ شخص بے دین اور زندیق ہے اور یہ خرق عادات جو اس سے ظاہر ہوتے ہیں مکر اور استدراج ہیں۔ (نفحات الانس اُردو ترجمہ صفحہ ۱۷۲ بحوالہ اعلام الہدیٰ فی عقیدہ ارباب التقیٰ)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی کرامات

چشم باطن سے مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت:

کرامت کی مختلف اقسام ہیں مگر چشم باطن سے جیسی زیارت حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوئی وہ آپ کا ہی حصہ ہے۔ آپ کی چشم باطن کی زیارت کے متعلق خود نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی گواہی دی کہ جس سے بڑھ کر کس دنیا والے کی گواہی ہو سکتی ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے لیے یہ اعزاز بھی ایک اہم اعزاز ہے۔ **اللہ یعطی من یشاء**

ملاحظہ فرمائیے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں ایک ایسا شخص ہے جس کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ و مضر کی بھیڑوں کے بال کے برابر گنہگاروں کو بخش دیا جائے گا۔ (ربیعہ اور مضر دو قبیلے ہیں جن میں بکثرت بھیڑیں پائی

جاتی تھیں)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ وہ کون شخص ہے؟اور کہاں مقیم ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کا ایک بندہ ہے۔ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اصرار کے بعد فرمایا: کہ وہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہے۔

پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: کیا وہ کبھی آپ کی خدمت میں حاضر بھی ہوئے ہیں؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کبھی نہیں۔لیکن چشم ظاہری کی بجائے چشم باطنی سے اس کو میرے دیدار کی سعادت حاصل ہے۔مجھ تک نہ پہنچنے کی دو وجوہ ہیں۔

اول غلبہ حال: دوم: تعظیم شریعت۔کیونکہ اس کی والدہ ماجدہ مومنہ بھی ہیں اور ضعیف نابینہ بھی اور اویس شتر بانی کے ذریعہ ان کے لیے معاش حاصل کرتا ہے۔

پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ ہم ان سے شرف نیاز حاصل کر سکتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں البتہ عمر و علی رضی اللہ عنہما سے ان کی ملاقات ہوگی اور ان کی شناخت یہ ہے کہ پورے جسم پر بال ہیں اور ہتھیلی کے بائیں پہلو پر ایک درہم کے برابر سفید رنگ کا داغ ہے لیکن وہ برص کا داغ نہیں۔لہٰذا جب ان سے ملاقات ہو تو میرا اسلام پہچانے کے بعد میری امت کے لیے دعا کرنے کا پیغام دینا۔پھر جب صحابہ کرام نے عرض کیا کہ آپ کے پیراہن کا حق دار کون ہے؟ تو فرمایا: اویس قرنی رضی اللہ عنہ (تذکرۃ الاولیاء، باب ۱۲ از حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ)

فائدہ:

اس سے متعدد قسم کے فوائد حاصل ہوئے۔

۱۔ ظاہر ملاقات نہ ہونے کے باوجود سیدالانبیاء محبوب کبریا ﷺ کو آپ سے کتنا پیار تھا۔اس سے بڑھ کر کیا کرامت ہوگی۔

۲۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو بھی آپ سے بہت زیادہ محبت تھی حتیٰ کہ آپ ایسے عاشق حبیب کبریا ﷺ تھے کہ دنیا میں مثال بھی نہیں ملتی۔ایسے عاشق حبیب کبریا ﷺ تھے کہ آپ کا عشق تاقیامت لوگوں کے لیے ایک مثال کی حیثیت رکھتا ہے۔

۳۔ حبیب کبریا ﷺ کے علوم غیبیہ ملاحظہ فرمائیے مگر۔

۴۔ جسے انکار کی لت پڑ جائے اس کا جانا مشکل ہے۔میں نہ مانوں کا علاج نہیں۔

۵۔ اللہ والوں کی زیارت کا اشتیاق رکھنا صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔

۶۔ اللہ والوں کی زیارت کے لیے سفر کرنا سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے۔

۷۔ اللہ والوں کی زیارت کرنا قرآن وسنت کے مطابق ہے خلاف نہیں۔

۸۔ اولیاء کرام سے دعا منگوانا سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کی سنت ہے۔

۹۔ صحابہ کرام کا یہ عمل مبارک نبی پاک کے خلاف نہیں بلکہ محبوب کریم ﷺ کے فرمان پر عمل کرنا ہے جو کہ اجر عظیم کا سبب ہے۔

۱۰۔ والدین کی عظمت بھی معلوم ہوئی بالخصوص ماں کی عظمت کا واضح بیان ہے۔اس لیے والدین سے محبت رکھنا حق تعالیٰ کے

انعامات کے حصول کا سبب ہے اور مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل ہونے کا باعث ہے۔

۱۱۔ شریعت مطہرہ کی پاسداری کے باعث ہی ولایت حاصل ہوتی ہے اس سے مادر پدر آزاد، شریعت مطہرہ کا مذاق اُڑانے والے ولایت کے دعویدار عبرت حاصل کریں۔

۱۲۔ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے لیے مدنی تاجدار احمد مختار نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبہ مبارک بھیجا۔ مشہور ہے کہ وہی جبہ مبارک چپیے وا ہن شریف میں ہے الحمد اللہ الفقیر القادری ابو احمد اویسی کو بھی ایک دفعہ زیارت کا موقع ملا ہے۔ الحمد للہ الفقیر ابو احمد اویسی کے لیے سپیشل طور پر زیارت کے لیے وہ حجرہ کھولا گیا۔

یہ فقیر کے لیے بڑی عظیم سعادت ہے۔

محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت کے عدد کے موافق ۱۲ فوائد پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ذرا غور وفکر کرنے سے مزید فوائد معلوم کیے جاسکتے ہیں اللہ تعالیٰ اولیائے کرام کی حیات مبارکہ کرامات وغیرہ میں غور وفکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

ملائکہ کا آپ کے اونٹ چرانا:

حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ دورِ خلافت راشدہ میں جب حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کوفہ پہنچے اور اہل یمن سے ان کا پتہ معلوم کیا تو کسی نے کہا میں ان سے پوری طرح واقف نہیں۔ البتہ ایک دیوانہ آبادی سے دور عرفہ کی وادی میں اونٹ چرایا کرتا ہے اور خشک روٹی اس کی غذا ہے لوگوں کو ہنستا ہوا دیکھ کر خود روتا ہے اور روتے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر خود ہنستا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نماز میں مشغول ہیں اور ملائکہ ان کے اونٹ چرا رہے ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء باب ۲)

فائدہ:

معلوم ہوا جو شخص حق تعالیٰ کا بن جاتا ہے اللہ کی مخلوق اس کی بن جاتی ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اپنی زندگی گزارتا ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق اس سے پیار کرتی ہے کیوں نہ ہو کہ رب کائنات کا ارشاد گرامی ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

اے محبوب فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تمھیں محبوب بنالے گا۔

جسے اللہ تعالیٰ محبوب بنالیتا ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق اس سے محبت کرتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی اس اللہ کے بندے سے محبت کرتے ہیں۔

علامہ اقبال نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ذیشان کی کیا خوب ترجمانی کی ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

اسی طرح ایک پنجابی شاعر نے بھی کیا خوب فرمایا ہے۔

بن گئے غلام جہیڑے شاہِ ابرار دے
ویکھ لے نظارے اوہناں پروردگار دے

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی روح نے حضرت ھرم کی روح کو پہچان لیا

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ آئمہ تابعین میں سے ایک باطنی صفائی کی شمع اور وفا کی کان ہیں۔ کہ آپ طریقت کے بزرگوں میں سے ہیں اور آپ طریقت کے اعتبار سے بہت زیادہ حصہ رکھتے ہیں اور آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس بھی اختیار ہوئی ہے۔

آپ نے ارادہ کرلیا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی زیارت کروں۔ آپ جب زیارت کے لیے قرن میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ وہاں سے کہیں چلے گے ہیں۔ آپ ناامید ہو گئے اور مکہ مکرمہ واپس آگئے تو آپ کو اطلاع ملی کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کوفہ میں ہیں۔ جب آپ کوفہ میں پہنچ کر کافی عرصہ آپ کی تلاش میں رہے لیکن ان سے ملاقات نہ ہوسکی تو حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ نے بصرہ جانے کا سفر شروع کیا کہ اچانک راستے میں دریائے فرات کے کنارے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ نے گدڑی پہنی ہوئی تھی تو آپ نے پہچان لیا کہ یہی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دریا کے کنارے سے پیچھے آئے اور اپنی داڑھی مبارک میں کنگھی کی تو حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے آئے اور آپ کو السلام علیکم کہا۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے آپ کو جواباً وعلیکم السلام یا ہرم بن حیان کہا۔

حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی الہ عنہ سے کہا کہ آپ نے مجھے کس طرح پہچانا کہ میں ہرم بن حیان ہوں۔ آپ نے فرمایا:

عَرَفَتْ رُوْحِیْ رُوْحَكَ میری جان و روح نے تیری جان و روح کو پہچانا۔

آپ دونوں کچھ دیر بیٹھے رہے اور حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ کو واپس روانہ کر دیا۔ حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں زیادہ تر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے ساتھ امیرین (حضرت عمر فاروق اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہما) کی باتیں کرتے رہے۔ (کشف المحجوب باب دس)

حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کرتے کرتے کوفے پہنچا اس وقت حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ دوپہر کے وقت فرات کے کنارے وضو کر کے کپڑے دھو رہے تھے۔ جو نشانیاں میں نے سنی ہوئی تھیں میں نے ان کے ذریعے اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچان لیا۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ ان نشانیوں سے جو میں نے سنی تھیں پہچانا۔ وہ قوی الجثہ گندم گوں رنگ تھے اور سر کے بال مونڈھے ہوئے۔ داڑھی بہت گھنی بھری ہوئی۔ پریشان حال وغیرہ۔

میں نے سلام کیا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جواب دے کر میری طرف دیکھا۔ میں نے مخاطب ہو کر ہاتھ مصافحہ کر لیے بڑھایا۔ آپ نے مصافحہ سے انکار کیا۔ میں نے کہا آپ پر رحمت اور مغفرت ہو۔ آپ مصافحہ کیوں نہیں کرتے۔ یہ سن کر

آپ زاروقطار رونے لگے۔ان کی عجیب کیفیت دیکھ کر میں بھی خوب رویا پھر فرمایا: اے ہرم اللہ تعالیٰ تجھے زندہ رکھے کیوں آئے ہو میرا پتہ تجھے کس نے بتایا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ تک پہنچنے کی ہدایت فرمائی۔آپ نے پڑھا لا الٰہ الا اللّٰہ سبحان اللّٰہ ان کان وعد ربنا لمفعولا

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔اللہ پاک ہے اور بے شک رب کائنات کا وعدہ پورا ہوگا۔

حضرت ہرم بیان فرماتے ہیں کہ میں متعجب ہوا کہ آپ نے دیکھتے ہی مجھے پہچان لیا۔حالانکہ بخدا انھوں نے مجھے پہلے نہ دیکھا تھا ورنہ میں نے انھیں۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ نے مجھے کیسے اور کیونکر پہچانا اور میرے باپ کا نام کیونکر معلوم کرلیا۔آپ نے تو کبھی مجھے دیکھا نہ تھا؟

فرمایا: مجھے میرے پروردگار علیم خبیر نے آگاہ فرمایا:

پھر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ارواح کو ارواح سے تعلق ہے میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا جبکہ میرے نفس نے تمھارے نفس سے گفتگو کی۔ارواح کے لیے بھی اجسام جیسے نفوس ہیں اور مومنین ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور ایک دوسرے سے دوستی رکھتے ہیں۔ارواح کی اگرچہ بظاہر ملاقات نہ ہو تب بھی ارواح ایک دوسرے کو پہچانتے اور ان کی آپس میں گفتگو ہوتی ہے (۱)(اس واقعہ سے صوفیہ کرام اور علمائے کرام اہلسنت عظام کے مذہب کی تائید ہے کہ عالم ارواح میں بہت کچھ ہوا لیکن ہم عوام اس سے بے خبر ہیں البتہ اولیاء کرام کو اب بھی آئینہ کی طرح وہ جملہ حالات صاف وشفاف نظر آرہے ہیں اس کی طرف اولیاء کرام نے تصریحات وارشادات فرمائے ہیں۔حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ خود میر مجلس بود اندر لا مکاں خسرو
محمد ﷺ شمع محفل نود شب جائیکہ من بودم

اس موضوع پر فقیر (فیض ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کے رسالہ (شب جائیکہ من بودم) کا مطالعہ کیجیے اویسی غفرلہ) اگرچہ ایک کا مکان دوسرے سے دور اور کافی مسافت پر واقع ہو۔

(احیاء العلوم جلد۳ باب ۶ مذمت دنیا کیمیائے سعادت باب ۶)

فائدہ:

۱۔ واضح ہوا کہ اللہ والوں کی روح ارواح کو پہچان لیتی ہیں۔
۲۔ اللہ والوں کی ارواح کو قبل از ولادت ارواح کے احوال بھی یاد رہتے ہیں۔
۳۔ بزرگان دین کا ذکر خیر کرنا اللہ تعالیٰ کے محبوب اولیاء کرام کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے۔
۴۔ اللہ والوں کی زیارت کے لیے سفر اختیار کرنا اللہ والوں کا محبوب طریقہ مقدس ہے۔
۵۔ اللہ والوں کی زیارت کے لیے دور دراز سفر کرنا اور سفر کی مشکلات برداشت کرنا اولیائے کرام کا طریقہ ہے۔

(۴) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ اے ابن حیان! تیرا باپ مرچکا اور وہ وقت دور نہیں کہ تو بھی مرجائے گا اور تیرا ٹھکانہ جنت میں ہوگا یا دوزخ میں تیرے جد بزرگوار حضرت آدم علیہ السلام بھی اور بی بی حوا کی

وفات ہوئی پھر نوح علیہ السلام کا وصال ہوا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ بھی اس جہان فانی سے رخصت ہوگئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ ہمراز خدا تھے وہ بھی اس جہان فانی سے رخصت ہوگئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کہ خلیفہ خدا تھے وہ بھی انتقال کر گئے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی انتقال ہوگیا اور میرے دوست اور برادر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی فوت ہوگئے۔ ہائے عمر وائے عمر!

میں نے عرض کیا۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ابھی فوت نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا: مجھے حق تعالیٰ سے یہی خبر ملی ہے کہ وہ فوت ہو چکے اور میں خود اور (اے ابن حیان) تم بھی تو مردوں میں سے ہو۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجا اور جلدی جلدی دُعا پڑھی۔

(کیمیائے سعادت کن سوم اصل پنجم۔ احیاء العلوم شریف باب ٦ مذمت دینا)

فائدہ:

قرآن مجید میں ہے کہ کل نفس ذائقه الموت ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے مگر افسوس کہ جو ہمارے لیے لازم ہے ہم اس سے غفلت اختیار کیے ہوئے ہیں۔ موت سے غفلت کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے۔

علاوہ ازیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اولیاء اللہ کو علوم غیبیہ سے نوازا جاتا ہے۔ اس روایت میں بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال باکمال کی خبر بیان کی حالانکہ حضرت ہرم رضی اللہ عنہ کا عام لوگوں سے میل جول بھی تھا۔ پھر بھی انھیں خبر نہ ہوئی۔ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ عام لوگوں سے میل جول بھی نہیں رکھتے تھے۔ آپ کو کرامت کے طور پر معلوم ہوگیا۔ نیز اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو مومن کامل اور ولی کامل بھی سمجھتے ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی چونکہ چنانچہ کی ہیر پھیر سے حقائق چھپانے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں۔

غیب سے روٹی

حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے تین رات دن تک کچھ نہ کھایا تھا اور راستہ میں ایک پیاز کی ڈلی پڑی ہوئی پائی۔ اُس کو اُٹھا کر کھانا چاہتے ہی تھے کہ یہ خیال آیا کہ یہ حرام نہ ہو اور پھینک دی۔ پھر آسمان کی طرف جو نظر کی تو ایک پرندہ کو ہوا میں اُڑتے ہوئے دیکھا کہ ایک روٹی کی ٹکیہ چونچ میں دبائے ہوئے ہے اور پکارتا ہوا آرہا ہے کہ اے اویس! چونکہ تو نے حرام پیاز کو پھینک دیا۔ اس لیے یہ خدا کی بھیجی ہوئی روٹی کھا اور آرام کر۔

(رباعی)

بخشندہ تو جمال روزی کندت
مہجور شوی وصال روزی کندت
از ترس خدا اگر کنی ترک حرام
روزی دِہ تو حلال کندت

(ذکر اویس ۲۰۰)

فائدہ: یہ کرامت بھی ہے۔ کرامت کے ساتھ ساتھ اس میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا تقویٰ بھی بیان ہوا ہے۔ ضرورت کے باوجود آپ محض شبے کی بناء پر آپ نے وہ پیاز کی ڈلی پھینک دی۔ آپ کا عمل مبارک ملاحظہ فرمایئے اور اس تناظر میں اپنی زندگی میں غور کیجیے۔ اولیاء کرام کا طریقہ زندگی کیا ہے اور ہمارا اندازِ زندگی کیسا؟ اولیائے کرام شبہات والی چیزوں کے بھی قریب نہیں جاتے۔ جبکہ ہم ذرا بھی احساس نہیں کرتے۔

آج کل عام رویہ بالکل ہی شریعت مطہرہ کے خلاف ہے۔ حالانکہ مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ

رزق حلال کمانے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔

اس لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ رزق حلال کمایا جائے اور وہاں دولت استعمال کریں جہاں شریعت مطہرہ اجازت دیں۔ شریعت مطہرہ کے خلاف امور کے ذریعے نہ تو دولت کمائیں اور نہ ہی خلاف شریعت امور میں دولت صرف کریں۔

غرق شدہ کشتی برآمد ہوگئی:

حضرت الشیخ احمد بن محمود اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کرامت بیان فرمائی ہے کہ:

زہرۃ الریاض کی ستاون نمبر حکایت کے تحت یہ درج ہے کہ حبیب بن سہیل سوداگروں کی ایک جماعت کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے۔ اس کشتی میں بہت مال ومتاع لدا ہوا تھا۔ اچانک آندھی آگئی اور کشتی ہچکولے کھانے لگی حتیٰ کہ اس میں پانی بھر گیا اور ڈوبنے لگی۔ سب کو اپنی جان بچانے کی فکر تھی۔ وہاں ایک درویش بھی تھا۔ جس نے اونٹ کے بالوں سے بنا کمبل اوڑھ رکھا تھا اور آرام سے کشتی سے نکل کر پانی میں اُتر گے۔ سطح آب پر کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ دنیا و مافیہا سے غافل ہیں۔ ہم نے فریاد وفغاں سے اُن کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اس اللہ کے درویش نے ہماری طرف دھیان کیا اور پوچھا کیا حال ہے؟

ہم نے کہا: کیا آپ کو علم نہیں کہ طلاطم ہماری کشتی کو زیروزبر کیے ہوئے ہیں۔

آپ نے فرمایا: اللہ کی قربت تلاش کریں۔

ہم نے پوچھا: اللہ کی قربت کہاں سے حاصل کریں۔

فرمایا: علائق دنیا سے قطع تعلق سے اللہ کی قربت حاصل ہو جاتی ہے۔

پھر ہم سے فرمایا: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥ پڑھتے ہوئے باہر آجاؤ

ہم سب آرام سے پانی کی سطح پر اُتر گئے اور بسم اللہ کا ورد کرتے رہے اور ہم سب پانی کی سطح پر چل کر اس درویش کے پاس پہنچ گے۔ ہم سو (۱۰۰) سے زیادہ آدمی تھے۔ کشتی سارے مال ومتاع کے ساتھ ڈوب گئی۔

پھر اُنھوں نے ہم سے کہا: تم سب دنیا کے خوف وخطر سے آزاد ہو گئے ہو اور اب ساحل کی طرف چلے جاؤ۔

ہم نے پوچھا: آپ کون ہیں؟

فرمایا: میں اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) ہوں۔

ہم نے کہا: اس کشتی میں مدینہ کے مفلوک الحال لوگوں کا سامان تھا جو ایک شخص مصر سے مدینہ لے جارہا تھا کیونکہ مدینہ میں آج کل سخت قحط پڑا ہے۔

آپ نے فرمایا: اگر اللہ اپنے فضل وکرم سے تمھارا سامان تمھیں دے دے تو کیا تم یہ سامان ان کے حق داروں کو پہنچاؤ گے۔

سب نے بیک زبان کہا: ہاں۔

اُنھوں نے دو رکعات نماز ادا کی اور پانی کی طرف منہ کر کے آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی شروع کی۔اچانک غرق شدہ کشتی سطح آب پر نمودار ہوگئی۔اس میں سارا مال محفوظ ومامون تھا۔ہم سب کشتی میں سوار ہوگئے۔حضرت خواجہ اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) غائب ہوگئے۔ہم بحفاظت مدینہ پہنچ گئے۔وہاں ہم نے سارا مال فقیروں میں تقسیم کردیا حتیٰ کہ مدینہ میں کوئی فقیر نہ رہا۔ جس کو حصہ نہ ملا ہو۔ (تاجدار یمن ترجمہ نفیسہ در فضائل اویسیہ صفحہ ۱۳۹۔۱۳۸)

فائدہ:

اس حکایت سے کئی فوائد حاصل ہوئے۔

۱۔ اولیاء اللہ پانی پر اسی طرح چل سکتے ہیں جیسے زمین پر عام آدمی چلتے ہیں۔

۲۔ اولیاء کرام جن لوگوں کو بچانا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ اُنھیں پانی میں ڈوبنے سے بچا دیتا ہے۔ بلکہ اولیاء کرام کی نظر کے باعث عام لوگ بھی پانی پر اسی طرح چل سکتے ہیں۔جیسے عام لوگ عام زمین پر چلتے ہیں۔

۳۔ جب عام لوگ پریشان ہوجاتے ہیں اور گھبرا جاتے ہیں اولیاء اللہ اس وقت بھی نہیں گھبراتے کیونکہ رب کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ:

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥

۴۔ اولیاء کرام کے قرب میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت کا نزول ہوتا ہے جس سے عام لوگ بھی مستفید ہوتے ہیں۔

۵۔ اولیاء کرام موت سے نہیں ڈرتے کیونکہ ان کا عقیدہ ہوتا ہے کہ موت کا پل پار کر کے ہی ہم اپنے محبوب تک پہنچ سکتے۔جب تک موت کا پل پار نہ کریں گے۔محبوب تک نہیں پہنچ سکتے یہ تو اولیاء کرام کا حال۔انبیائے کرام تو بدرجہ اولیٰ موت سے نہیں گھبراتے اس لیے

موسیٰ نٹھا موت تھیں، ڈھونڈے کائے گلی
چارے کنڈاں ڈھونڈیاں، اگے موت کھلی

(فیضان الفرید صفحہ ۹۲۰)

سے مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ نہیں ہیں۔اس شعر کا صحیح مفہوم اور شرح کے سلسلے میں ہماری تصنیف لطیف (فیضان الفرید) مطالعہ کیجیے۔فیض ملت مدظلہ العالی نے کیا خوب فرمایا ہے

موت کو اوکھا نہ سمجھو، اے موت پیام وصال دا اے
موت دی کوڑ تھی کھنڈ ویندی جڈاں پیتم جام جمال دا اے

موت تاں یار ملاوڑیں ہے، کوئی سمجھے صاحب کمال دا اے
رات ڈینہاں ہے تانگھ سجن دی، کڈاں نظر مہر دی بھال دا اے
اویسی لکھ نالائق سہی پر پردہ تیں نبی پال دا اے

۶۔ اولیاء اللہ کو جیسے بھی حالات کا سامنا ہو وہ پرسکون رہتے ہیں بلکہ پرسکون رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ہمہ وقت حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔

۷۔ ذکر حق رافع دردو بلا ہے۔ اس لیے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغولیت اختیار کرنی چاہیے۔

۸۔ اولیاء اللہ ڈوبی کشتی بھی ترا دیتے ہیں جیسا کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بارہ سال کی ڈوبی ہوئی کشتی ترا دی تھی۔ اس پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرنا فضول ہے۔ اولیائے کرام کی عظمت اور شان کو سمجھنے سے بالاتر ہے۔ اس سلسلے میں قبلہ فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف (...) کا مطالعہ فرمائیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اولیائے کرام کی شان واضح ہو جائے گی۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کا قرب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور ماسوا اللہ سے علیحدگی اختیار کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

۱۰۔ اولیاء اللہ کی معیت میں انسان دنیا کے تمام خطرات اور خوف سے مامون ہو جاتا ہے۔

تمت شرح ۵۵

بھیڑ اور روٹی کا واقعہ

ڈاکٹر سید محمد عامر گیلانی صاحب لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تین روز بھوکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا، نہ کوئی پیسہ تھا۔ اچانک آپ رضی اللہ عنہ کو ایک درہم ملا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ ممکن ہے یہ کسی کا گر گیا ہو۔

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ درہم کو وہیں پڑا رہنے دیا اور آگے چل دیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ گھاس وغیرہ ہی توڑ کر کھا لیتا ہوں۔ ابھی یہ سوچ رہے تھے کہ ایک بھیڑ منہ میں ایک گرم روٹی لیے ہوئے آئی اور روٹی آپ رضی اللہ عنہ کے آگے رکھ دی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ شاید یہ روٹی کسی کی ملکیت ہو گی۔ تب آپ رضی اللہ عنہ نے روٹی لینے سے انکار کر دیا۔ اس بھیڑ نے زبان حال سے عرض کیا اے اویس قرنی (رضی اللہ عنہ)! جس خدا تعالیٰ کے آپ بندے ہیں، میں بھی اسی کی مملوک ہوں اور آپ رضی اللہ عنہ یقین کریں کہ اس نے یہ روٹی خود مجھ کو دے کر بھیجا ہے۔ تب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے روٹی کھانا شروع کر دی۔

(حضرت اویس قرنی، صفحہ ۵۰)

فائدہ ۱:

تین دن کی بھوک پیاس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ نے مشتبہ کھانا نہ کھا کر اور مشتبہ پیسہ نہ اُٹھا کر واضح کر دیا کہ اللہ کے محبوب بندے مشتبہ چیز نہیں اُٹھاتے۔ بھوکا رہنا منظور ہے مگر مشتبہ چیز اُٹھانا منظور نہیں۔

(فائدہ ۲):

تقویٰ و پرہیز گاری کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اپنے خاص انعامات سے نوازتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب اللہ کے اولیائے کرام تقویٰ و پرہیزگاری والا راستہ اپناتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُنھیں وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔

عجیب حکایت:

منقول ہے کہ جب حضرات عمر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حسب الارشاد نبی کریم ﷺ آپ کی خدمت میں خرقہ پہنچانا چاہا اور قرن میں جا کر آپ کو تلاش کرایا تو اویس نامی قرن میں بے شمار پائے گئے۔ آخر میں جب ایک شخص سے آپ کے کچھ حالات معلوم ہوئے اور آپ اُن کے پاس تشریف لے گئے۔ تو حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ خرقہ (مبارک) رکھ دیں جس کے بدن میں یہ خود بخود پہنچ جائے گا وہی اویس ہوگا۔

چنانچہ جب خرقہ رکھا فوراً اُڑ کر حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کے بدن میں پہنچ گیا۔ پھر ان سے کہا گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ آپ سے شفاعت امت کے واسطے بھی دعا کرائی جائے۔ خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بہت اچھا اور خرقہ کو اُتار کر بوسہ دیا اور پھر اس کو دور لے جا کر رکھا اور پہلے غسل کیا اور پھر دو نفل پڑھے۔ اس کے بعد سر بسجود ہو کر دعا مانگنی شروع کی۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے اویس رضی اللہ عنہ نصف امت تجھ کو بخشی۔ آپ نے سر نہ اُٹھایا۔ ہاتف نے کہا دو حصہ امت بخش دی۔ آپ نے پھر بھی سر نہ اُٹھایا۔ ہاتف نے پھر کہا کہ بمقدار پشم گوسفنداں صفاء مناء (عرب کے دو قبیلہ جو بکریاں بکثرت پالتے تھے) اب بھی آپ نے سر نہ اُٹھایا تھا کہ حضرت علی و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تاخیر سے گھبرا کر ان کے قریب پہنچ گئے۔ اُن کے پاؤں کی آہٹ سے سر اُٹھا لیا اور کہا کہ اے امیر المؤمنین! اگر آپ کچھ دیر اور توقف فرما لیتے تو حق تعالیٰ سے میں ساری امت بخشوا لیتا۔

(ذکر اویس صفحہ ۲۰۲ بحوالہ ارشاد الطالبین۔ حیات اویس صفحہ ۱۶۷)

فائدہ:

یہاں یہ وہم نہ ہو کہ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ صحابہ بالخصوص خلفائے راشدین سے بھی بڑھ گئے۔ بلکہ یوں سمجھیے کہ یہ لطف الٰہی سے بھی اعلیٰ کی بجائے کبھی لطف ادنیٰ پر بھی ہو جایا کرتا ہے۔ اس کے نظائر بے شمار ہیں۔

فائدہ:

بعض لوگ اعتراض کرتے ہوئے سنائی دیتے ہیں دیکھو! یہ لوگ جو کرامات سناتے ہیں اور کتابوں سے پڑھی جاتی ہیں۔ یہ عقل میں تو آتی نہیں ہیں کہ یہ کیسے ہوتا ہے۔ جو بندے کی سمجھ میں ہی نہ آئے اسے بیان کرنے کا کیا فائدہ۔

جواب ابو احمد:

نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت کی ابتداء ہی وہاں سے شروع ہوتی ہے۔ جہاں سے انسانی حواس اور عقل جواب دے جاتی ہے۔ تذکرہ اولیاء وانبیاء سننے سنانے کے بے شمار فوائد ہے جن سے چند ایک اسی تصنیف کے پہلے باب میں بیان کیے ہیں وہاں سے ملاحظہ فرمائیے۔ (فیضان حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ)

باطن روشن ہو گیا

حضرت الشیخ احمد بن محمود اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

حضرت خواجہ سے کسی نے بیان کیا کہ آپ کے قریب ایک شخص ایسا ہے کہ تیس سال سے قبر میں کفن پہن کر بیٹھا رو رہا ہے۔ شب و روز سے اسے سکون میسر نہیں۔ حضرت خواجہ وہاں گئے انھوں نے دیکھا کہ ایک نحیف و نزار شخص ہے۔ جس کی آنکھوں میں گڑھے پڑ گئے تھے۔ اس سے آپ نے فرمایا اے شخص! تجھ کو تیس سال سے اسی گور و کفن نے اللہ سے روک رکھا ہے اور تو ان دونوں میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ یہ دونوں تیرے لیے بمنزلہ بت کے ہیں۔ اس شخص نے آپ کے نور سے اپنے باطن میں جھانکا تو اس پر اس کا باطن آشکار ہو گیا۔ اس نے زور سے چیخ ماری اور واصل بحق ہو گیا اور اسی قبر میں گر پڑا۔ چنانچہ گور و کفن اگر حجاب ہیں تو پھر دوسرے حجابات پر بھی نظر کرنی چاہیے کہ کتنے ہیں۔ (تاجدار یمن ترجمہ لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ صفحہ ۱۳۵)

فائدہ:

کیا خوب کسی اہل محبت نے ارشاد فرمایا ہے کہ

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

درویشوں کی اشکال ہمیشہ کے لیے بدل گئیں

قبلہ فیض ملت، فیض مجسم تقریباً چار ہزار کتابوں کے مصنف حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی نے بیان فرمایا ہے کہ:

صاحب نسیم چمن فی حالاتِ خواجہ اویس قرن رضی اللہ عنہ نے بھی سنی سنائی یہ حکایت تحریر فرمائی ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ وہاں آپ کی خدمت میں چھ درویشان صادق بھی حاضر ہوئے اور اس وقت حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ وارداتِ الٰہی میں مغلوب الحال تھے۔ اسی حالت سکر و مستی میں آپ کی نظر مبارک ان چھ درویشانِ حاضر پر پڑی اور ان کے ظاہر و باطن میں اس قدر مؤثر ہوئی کہ ان درویشوں کے اشکال و شباہت، قد و قامت تک بدل گئی۔

اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اوران چھ درویشانِ حق میں سے کوئی شخص امتیاز نہ کرسکا کہ اُن میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کون ہیں؟

چنانچہ جب وہ چھ درویش آپ سے رخصت ہوئے تو جس مقام پر جس درویش نے سکونت اختیار کی وہاں کے ساکنین اُس درویش کو ہی جناب اویس قرنی سمجھا۔اسی طرح جس مقام پر جس درویش نے وفات پائی وہیں پر اس کا مزار اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نام سے مشہور ہوگیا۔ (ذکر اویس صفحہ ۲۰۷۔۲۰۶ بحوالہ سہیل یمنی صفحہ ۸۴۔۸۳)

فائدہ:

صاحب سہیل یمنی یہ لکھ کر فیصلہ فرماتے ہیں کہ اگر چہ اس حکایت کی سند کسی مشائخ علیہ الرحمتہ سے ثابت نہیں تاہم قدرت ایزدی کے مطابق ہے۔یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا میں مستور رکھا۔جیسے قبر کا نشان گم گیا۔اسی طرح آپ کا مزار پُرانوار میں یہ وجہ اختلاف بھی قابل تسلیم ہے۔ (ذکر اویس صفحہ ۲۰۷)

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

------☆☆☆------

باب ٦:

ملفوظات معہ شرح

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

اس باب میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ملفوظات شریف بیان کیے گئے ہیں۔ملفوظات کے ساتھ ساتھ شرح بھی بیان کی گئی ہے۔ نیز اس باب میں بعض اوقات محسوس ہوتا کہ کئی ملفوظات دوبارہ آگئے ہیں۔ دراصل جس ملفوظ شریف میں تھوڑا بہت فرق دیکھا ہے اسے الگ بیان کر دیا اور اس کی شرح بھی بیان کر دی اور شرح بیان کرتے ہوئے یہ معاملہ ذہن میں رکھا گیا ہے کہ اس طرح شرح بیان کی جائے کہ ملفوظات قرآن و احادیث مبارکہ کا خلاصہ میں یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے الحمدللہ اسی انداز سے اس سے قبل دیوان حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی شرح بھی پیش کی جا چکی ہے۔ فیضان الفرید شرح دیوان بابا فرید میں واضح کیا گیا ہے کہ بزرگان دین کے ملفوظات اور بزرگانِ دین کا کلام قرآن و احادیث کا خلاصہ ہوتا ہے۔ قرآن و حدیث کے خلاف اقوال و افعال سے بز..گی حاصل نہیں ہوتی طالب دعا ہوں کہ حق تعالیٰ فقیر پر تقصیر کی یہ سعی قبول فرمائے اور اللہ کرے یہ سعی محبوب کریم کے امتیوں کے لیے مفید ثابت ہو۔ آمین ثم آمین فقط الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی۔

اللہ تعالیٰ پر کامل یقین

آپ نے ایک دفعہ کسی سے فرمایا کہ اگر زمین اور آسمان کے برابر عبادت کرے تو وہ ہرگز قبول نہ کی جائے گی جب تک تجھے اللہ تعالیٰ پر کامل یقین نہ ہو۔

اس نے عرض کیا کہ اس پر کیوں کر یقین کروں؟

ارشاد فرمایا: جو کچھ تجھے حاصل ہے۔ اسی پر قناعت کرتا کہ اس اطاعت اور عبادت میں کسی دوسری چیز کی طرف رغبت نہ رہے۔ (تذکرہ عرب و عجم صفی ٨٦)

فائدہ: اس ملفوظ شریف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ پہ کامل یقین کی فضیلت بیان کی ہے۔ نیز تاکید فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ پہ کامل یقین ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ پہ کامل یقین حاصل نہ ہو تو عقائد کے سلسلے میں انسان کو سکون میسر نہیں آتا بلکہ جیسے جیسے یقین زیادہ پختہ ہوگا اسی طرح انسان کو ذہنی سکون بھی میسر ہوگا۔ دنیا میں بھی سکون میسر ہوگا اور ان شاء اللہ قبر و حشر میں بھی

سکون میسر ہوگا اور جنت میں تو بہاریں ہی بہاریں حاصل ہوں گی

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِيْدُ فُرْقَانِ الْحَمِيْدِ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ (پارہ 3 آل عمران: ۱۵)

تم فرماؤ کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتادوں پرہیز گاروں کے لیے ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور ستھری بیبیاں اور اللہ کی خوشنودی اور اللہ بندوں کو دیکھتا ہے۔ (کنزالایمان شریف)

جنت کے مناظر:

جنت اور جنت کے مناظر کے متعلق قرآن واحادیث کا خلاصہ حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی صاحب نے خوب لکھا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان کے اچھے اچھے اعمال کا اپنے فضل وکرم سے بدلہ اور انعام دینے کے لیے جوشاندار مقام تیار کر رکھا ہے اس کا نام جنت ہے اور اسی کو بہشت کہتے ہیں۔

جنت میں ہر قسم کی راحت وشادمانی وفرحت کا سامان موجود ہے سونے چاندی اور موتی وجواہرات کے لمبے چوڑے اور اونچے اونچے محل بنے ہوئے ہیں اور جگہ جگہ ریشمی کپڑوں کے خوب صورت ونفیس خیمے لگے ہوئے ہیں۔ ہر طرح طرح کے لذیذ اور دل پسند میووں کے گچھے، شاداب اور سایہ دار درختوں کے باغات اور ان باغوں میں شیریں پانی، نفیس دودھ عمدہ شہد اور شراب طہور کی نہریں جاری ہیں۔ قسم قسم کے بہترین کھانے اور طرح طرح کے پھل فروٹ صاف ستھرے اور چمکدار برتنوں میں تیار رکھے ہیں۔ اعلیٰ درجہ کے ریشمی لباس اور ستاروں سے بڑھ کر چمکتے ہوئے اور جگمگاتے ہوئے سونے چاندی اور موتی جواہرات کے زیورات، اونچے اونچے جڑاؤ تخت، ان پر غالیچے اور چاندیاں بچھی ہوئی اور مسندیں لگی ہوئی ہیں، عیش ونشاط کے لیے دنیا کی عورتیں اور جنت کی حوریں ہیں جو بے انتہا حسین وخوب صورت ہیں۔ خدمت کے لیے خوب صورت غلمان چاروں طرف دست بستہ ہر وقت حاضر ہیں۔ الغرض جنت میں ہر قسم کی بے شمار راحتیں اور نعمتیں تیار ہیں اور جنت کی ہر نعمت اتنی بے نظیر اور اس قدر بے مثال ہے کہ نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی آنکھ نے سنا نہ کسی کے دل میں اس کا خیال گزرا۔ جنتی لوگ بلا روک ٹوک ان تمام نعمتوں اور لذتوں سے لطف اندوز ہوں گے اور ان تمام نعمتوں سے بڑھ کر یہ نعمت ملے گی کہ جنت میں جنتیوں کو خداوند قدوس کا دیدار نصیب ہوگا۔ جنت میں نہ نیند آئے گی نہ کوئی مرض ہوگا نہ بڑھاپا آئے گا نہ موت ہوگی۔ جنتی ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے اور ہمیشہ تندرست اور جوان ہی رہیں گے۔

اہل جنت خوب کھائیں گے پئیں گے مگر نہ ان کو پیشاب پاخانہ کی حاجت ہوگی۔ نہ وہ تھوکیں گے نہ ان کی ناک بہے گی۔ بس ایک ڈکار آئے گی اور مشک سے زیادہ خوشبودار پسینہ بہے گا اور کھانا پینا ہضم ہوجائے گا۔ جنتی ہر قسم کی فکروں سے آزاد اور رنج وغم کی زحمتوں سے محفوظ رہیں گے۔ ہمیشہ ہر دم اور ہر قدم پر شادمانی ومسرت کی فضاؤں میں شادوآباد رہیں گے اور قسم قسم کی نعمتوں اور طرح طرح کی لذتوں سے لطف اندوز ومحظوظ ہوتے رہیں گے۔ (بہشت کی کنجیاں صفحہ ۱۴۔۱۳)

ایمان:

اہلحدیث مکتبہ فکر کے علامہ وحید الزماں صاحب نے حقیقت ایمان بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسلام عام ہے اور ایمان خاص تر ہر مومن مسلم ہے لیکن ہر مسلم کو مومن ہونا ضروری نہیں ایمان کی اصل تصدیق ہے یعنی دل سے یقین کرنا اور اسلام کی اصل فرمانبرداری ہے یعنی اطاعت کرنا تو کبھی آدمی ظاہر میں مطیع ہوتا ہے پر دل میں اس کے یقین نہیں ہوتا وہ مسلم ہے نہ مومن۔ پھر ایمان اصطلاح شرع میں یہ ہے کہ دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار کرے اور اعمال کو ہاتھ پاؤں سے ادا کرے۔

(صحیح مسلم شریف معہ مختصر شرح نووی حصہ اول صفحہ ۴۷)

اسلام اور ایمان کا فرق:

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمتہ اللہ علیہ نے ایمان، اسلام، مسلم و مومن میں فرق واضح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ لغتہً ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور اسلام اطاعت وفرمانبرداری کا ایمان کا محل قلب ہے اسلام کا قلب اور سب اعضاء جوارح میں شرعاً ایمان بغیر اسلام کے اور اسلام بغیر ایمان کے معتبر نہیں یعنی اللہ ورسول کی محض دل سے تصدیق کر لینا شرعاً اس وقت تک معتبر نہیں جب تک زبان سے اس تصدیق کا اظہار اور اطاعت وفرمانبرداری کا اقرار نہ کرے اور اطاعت وفرمانبرداری کا اقرار اس وقت تک معتبر نہیں جب تک اس کے ساتھ دل میں اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق نہ ہو۔

غرضیکہ از روئے لغت ایمان واسلام الگ الگ مفہوم رکھتے ہیں اور قرآن وحدیث میں اسی لغوی مفہوم کی بناء پر ایمان واسلام کے اختلاف کا ذکر ہے لیکن خود قرآن وحدیث کی تصریحات کے مطابق یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرعاً کوئی ایمان بدون اسلام کے یا اسلام بدون ایمان کے معتبر نہیں ہے۔

ایمان شرعی:

شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول رضوی رحمتہ اللہ علیہ نے ایمان شرعی کے متعلق لکھا ہے کہ ایمان شرعی یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو دینی احکام اللہ کی طرف سے لائے ہیں اور کسی نظر وفکر کے بغیر عام لوگ انہیں جانتے ہیں کہ آپ یہ اللہ کی طرف سے لائے ہیں۔ ان کی اجمالاً تصدیق کرنا ہی اجمالی تصدیق ایمان کے لیے کافی ہے جب کہ تفصیل کا علم نہ ہو۔

(تفہیم البخاری جلد اول صفحہ:۶۵)

اقرار باللسان وتصدیق بالقلب:

جمہور علماء جن میں سے امام اعظم رضی اللہ عنہ بھی ہیں ان کا مذہب یہ ہے کہ ایمان تصدیق بالقلب ہے اور اجراء احکام کے لیے زبان سے اقرار کرنا شرط ہے کیونکہ تصدیق قلبی باطنی امر ہے اس کے لیے علامت کا ہونا شرط ضروری ہے لہٰذا جو کوئی دل سے تصدیق کرے اور زبان سے اقرار نہ کرے وہ عند اللہ مومن ہے اور دنیاوی احکام میں مومن نہیں بشرطیکہ اس تکذیب وانکار کی علامت نہ ہو ورنہ عند اللہ بھی کافر ہوگا اور جو زبان سے اقرار کرے اور دل سے تصدیق نہ کرے وہ منافق ہے اور جو زبان سے اقرار کرے اور دل سے تصدیق نہ کرے وہ لوگوں کے نزدیک مومن ہے اور عند اللہ کافر اور نصوص شرعیہ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ ایمان صرف تصدیق قلبی ہے (تفہیم البخاری جلد اول صفحہ:۴۴۔۴۵)

فائدہ:

مفصل مطالعہ کے لیے شروحات احادیث مبارکہ خصوصاً شیخ الحدیث حضرت علامہ رسول رضوی رحمتہ اللہ علیہ کی تفہیم البخاری شرح بخاری شریف اور مجدد دورِ حاضرہ شیخ القرآن والتفسیر فیض ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی شرح بخاری کا مطالعہ کیجیے۔

اللہ پر کامل یقین:

حضرت عثمان سے رضی اللہ عنہ روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مَنْ مَّاتَ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ

جو شخص فوت ہوا اور اسے اس بات کا یقین ہو کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو وہ جنت میں جائے گا (مسلم شریف کتاب الایمان)

فائدہ:

نووی نے کہا قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے کہا لوگوں نے اختلاف کیا ہے اس شخص کے باب میں جو شہادتین کا قائل ہو یعنی توحید و رسالت کا لیکن گنہگار ہو کر مرے تو مرجیہہ (ایک گمراہ فرقہ ہے وہ) یہ کہتا ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرور نہیں کرتا اور خوارج کہتے ہیں کہ گناہ ضرر کرتا ہے اور آدمی گناہ کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے اور معتزلہ کہتے ہیں کہ اگر اس کا کبیرہ گناہ ہے تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور نہ اس کو مومن کہیں گے نہ کافر بلکہ فاسق کہیں گے اور اشاعرہ کے نزدیک جو اہل سنت ہیں وہ شخص مومن ہے اگر اس کا گناہ نہ بخشا جائے اور اس کو عذاب ہو تو ہمیشہ نہ ہوگا ایک نہ ایک دن وہ جنت میں جائے گا تو اس حدیث سے رد ہو گیا خوارج اور معتزلہ کا اور مرجیہ جو دلیل لائے ہیں اس حدیث سے ان کا جواب یہ ہے کہ تمھارا مطلب اس حدیث سے کہاں نکلتا ہے۔ اس حدیث میں تو یہ ہے کہ موحد جنت میں جائے گا پھر ہو سکتا ہے کہ اس کا گناہ بخش دیا جائے گا یا شفاعت سے نجات ہو جہنم سے یا گناہ کے مقدار عذاب پا کر جنت میں جائے اور یہ تاویل ضروری ہے اس لیے کہ بہت سی آیات اور احادیث سے گنہگاروں کے لیے عذاب سے نکلتا ہے پھر نصوص شریعت کو ایک دوسرے کے مطابق کرنا لازم ہے۔ (صحیح مسلم شریف، مع مختصر شرح نووی مترجم جلد اوّل۔ ص ۱۱۱)

فائدہ:

یہ اہلحدیث مکتبہ فکر کے علامہ وحید الزمان صاحب کی تحریر سے حوالہ ہے معلوم ہوا کہ شفاعت کے سلسلے میں اہلحدیث کے نزدیک بھی یہ عقیدہ مسلم ہے کہ شفاعت کے ذریعے بھی گنہگار انشاء اللہ جنت میں جائیں گے۔

حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آدمیوں میں تھے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور باہر تشریف لے گئے پھر آپ نے ہمارے پاس آنے میں دیر لگائی تو ہمیں ڈر ہوا کہ کہیں دشمن آپ کو اکیلا پا کر مار نہ ڈالیں۔ ہم گھبرا گئے اور اُٹھ کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے میں گھبرایا

تو میں آپ کو ڈھونڈھنے کے لیے نکلا اور بنی نجار کے باغ کے پاس پہنچا (بنی نجار انصار میں سے ایک قبیلہ تھا) اس کے چاروں طرف دروازہ کو دیکھتا ہوا پھرا کہ دروازہ پاؤں تو اندر جاؤں (کیونکہ گمان ہوا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اندر تشریف لے گئے ہوں) دروازہ ملا ہی نہیں (شاید اس باغ میں دروازہ نہ ہوگا اگر ہوگا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو گھبراہٹ میں نظر نہ آیا ہوگا (دیکھا کہ باہر کنوئیں سے ایک نالی باغ کے اندر جاتی ہے میں لومڑی کی طرح سمٹ کر اس نالی کے اندر گھسا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا آپ نے فرمایا ابو ہریرہ میں نے عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہ!

آپ نے فرمایا: تیرا کیا حال ہے؟

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہم لوگوں میں تشریف فرما تھے۔ پھر آپ تشریف لے گئے اور آپ نے آنے میں دیر لگائی تو ہم کو ڈر ہوا کہ کہیں دشمن آپ کو ہم سے جدا دیکھ کر نہ ستائیں۔ ہم گھبرا گئے اور سب سے پہلے میں گھبرا اُٹھا اور اس باغ کے پاس آیا (دروازہ نہ ملا) تو اس طرح سٹ کر آیا جیسے لومڑی اپنے بدن کو سمیٹ کر گھس جاتی ہے اور سب لوگ میرے پیچھے آتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! اور مجھے اپنے نعلین مبارک عطا فرمائے (نشانی کے لیے) تا کہ اور لوگ ابو ہریرہ کی بات کو سچ سمجھیں اور فرمایا: یہ میرے دونوں نعلین (مبارک) لے کر جا اور جو کوئی تجھے اس باغ کے پیچھے ملے اور وہ اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور مُطْمَئِنًّا بِهَا قَلْبُهٗ اور اس بات پر دل سے یقین رکھتا ہو تو اس کو یہ خوشخبری سنا کر خوش کر دے کہ اس کے لیے جنت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نعلین مبارک لے کر چلا تو سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا انھوں نے پوچھا اے ابو ہریرہ جوتیاں کیسی ہیں؟

میں نے عرض کیا: یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں۔ آپ نے یہ مجھے عطا فرما کر بھیجا ہے کہ میں جسے ملوں اور وہ گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین کر کے تو میں اسے جنت کی خوشخبری دوں۔

یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ہاتھ میری چھاتیوں کے بیچ میں مارا تو میں سرین کے بل گرا پھر کہا اے ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ چلو۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس چلا گیا اور رونے ہی والا تھا کہ میرے ساتھ پیچھے سے عمر بھی آپہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ! تجھے کیا ہوا؟

میں نے عرض کیا: میں عمر سے ملا۔ آپ نے جو پیغام مجھے دیا تھا وہی پیغام میں نے اُنھیں دیا اُنھوں نے میری چھاتیوں کے بیچ میں ایسا مارا کہ میں سرین کے بل گر پڑا اور کہا واپس جا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تو نے ایسا کیوں کیا؟

اُنھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ ابو ہریرہ کو آپ نے اپنے نعلین مبارک دے کر بھیجا تھا کہ جو شخص ملے اور وہ گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین رکھ کر تو اسے جنت کی خوشخبری دے دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔

حضرت عمر نے عرض کیا آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں ایسا نہ کیجیے کیونکہ میں ڈرتا ہوں لوگ اس پر تکیہ لگا کر بیٹھیں

گے اُن کو عمل کرنے دیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اچھا اُنھیں عمل کرنے دیجیے۔

حدیث مبارک:

حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا کہ:

مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ

جو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یقیناً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ اس پر آگ حرام کرے گا (رواہ مسلم، مشکوۃ شریف کتاب الایمان الفصل الثالث)

فائدہ:

اس سے مراد تمام اسلامی عقائد قبول کر لینا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس کے عقائد درست ہیں وہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا یا اس سے وہ شخص مراد ہے جو ایمان لاتے ہی فوت ہو جائے یا یہ حدیث اس وقت کی ہے جب احکام شرعیہ بالکل نہ آئے تھے۔ بہر حال یہ حدیث دیگر احادیث کے خلاف نہیں (مراۃ شرح مشکوۃ جلد اول صفحہ:۵۶)

حدیث شریف:

وَعَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (رواہ احمد مشکوۃ شریف)

فائدہ:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یعنی بغیر درستی عقیدہ کوئی شخص جنت میں نہیں جا سکتا اور درستی عقائد خود جنت اور وہاں کے تمام مقامات کی چابی ہے اس لیے مفاتیح جمع فرمایا گیا یعنی وہاں کے ہر مقام کی چابی کلمہ طیبہ ہے ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ کلمہ سے مراد سارے عقائد اسلامیہ لہٰذا منافقین اور مرتدین اگر چہ عمر بھر کلمہ پڑھیں مگر جنتی نہیں (مراۃ شرح مشکوۃ جلد اول صفحہ:۶۲)

خلاصہ:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کسی سے فرمایا کہ اگر تم زمین اور آسمان کے برابر عبادت کرو تو تیری وہ عبادت پھر بھی قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ عبادت کے شرف قبولیت کے لیے اللہ تعالیٰ پہ کامل یقین ہونا شرط ہے یقین کامل ہونا چاہیے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ اسی اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کو تخلیق فرمایا ہے۔ اس کائنات میں ہمیں اپنی عبادت کے لیے بھیجا ہے۔ ہم نے اس جہان میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے۔

یہ پختہ یقین ہو کہ وہ سب کائنات کا خالق و مالک اور رازق ہے۔ جب اس عقیدہ پہ کامل یقین ہو گا تو بندہ کوئی بھی گناہ نہیں کر سکتا بلکہ حق تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنی حیات مستعار کے لمحات گزارے گا۔

عرض کیا گیا کہ یقین کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا تجھے جو کچھ حاصل ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھے حاصل ہوا ہے اور آئندہ بھی جو کچھ حاصل ہونا ہے وہی حاصل ہونا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمانا ہے۔ جب یہ عقیدہ پختہ ہو جائے گا۔ تو پھر عبادت کو شرف قبولیت حاصل ہوتا ہے پوچھنے والے نے پوچھا کہ یقین کیسے کروں؟ ایسا کون سا طریقہ اپناؤں کہ مجھے کامل یقین حاصل ہو جائے تو اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تجھے جو کچھ حاصل ہے وہی تیرا ہے بس اسی پہ قناعت کر لے۔ اس سے زیادہ کی ہوس تجھے لے ڈوبے گی۔ اگر قناعت اختیار کرے گا تو تجھے اللہ تعالیٰ پہ کامل یقین بھی نصیب ہو جائے گا۔

جو عبادت وریاضت کرے وہ بھی قبولیت کے درجہ کو پہنچے گی اس لیے قناعت اختیار جو کچھ حاصل ہے اسے ہی کافی سمجھ اس سے بڑھ کر ہوس ترک کر دے تاکہ یہ تیری فطرت بن جائے اور اس سے بڑھ کر کسی اور چیز کی طلب نہ رہے۔ بلکہ کسی چیز کی طرف رغبت پیدا نہ ہو۔ قناعت کے متعلق تفصیلات کسی اور مقام پہ بیان کی جائے گی۔

----☆☆☆----

اللہ تعالیٰ ہمارا معبود اور رب ہے

فرمایا: حضرت ہرم کو آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ہمارا پروردگار ہے پاک اور منزہ ہے اس کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ (روض الریاحین اردو ترجمہ بزم اولیاء صفحہ: ۲۸۵)

(فائدہ) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں

ہمارا عقیدہ ہے کہ عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو معبود تسلیم کرے تو وہ مومن نہیں ہو سکتا بلکہ مشرک ہوگا۔ اس عقیدہ کو قرآن مجید میں بار بار بیان کیا گیا اور احادیث مقدسہ میں بھی کافی احادیث اس عقیدہ کی مؤید ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفات:

یہ کائنات اور اس کائنات کا ذرہ ذرہ اپنے خالق کا گواہ ہے۔ آسمانوں کی وسعتیں اور اربوں نوری سالوں سے زیدہ فاصلوں پہ یہ عظیم الجثہ سیاروں اور ستاروں کا نظام امر بے شمار مخلوقات کی نظر آنے والی اور نظر نہ آنے والی مخلوقات اس میں اس عظیم ذات کی طرف توجہ کرنے کے لیے کافی ہیں جس نے انھیں تخلیق کیا اور اس نظام ہستی کو چلا رہا ہے۔ وہ وحدہٗ لاشریک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ ایسی کوئی چیز نہیں جس پہ اس کا اختیار نہ ہو اور پوشیدہ در پوشیدہ بھی کوئی ایسی چیز نہیں جس کا اسے علم نہ ہو۔ یہ سب کچھ اسی کا پیدا کردہ ہے۔ اس کی تمام تخلیقات کا اندازہ لگانا کسی کے بس کا روگ نہیں۔ اس کی حکومت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ج (پارہ 2 البقرہ: ۲۵۵)

اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین۔

اس کے باوجود پوری کائنات کی نگرانی اس کے لیے مشکل نہیں۔

وَلَا يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ (پارہ۳ البقرہ:۲۵۵)

اور اسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی اور وہی ہے بلند بڑائی والا (کنزالایمان)

بے شمار مخلوقات کے باوجود وہ سب کی سنتا ہے اور سبھی کچھ جانتا ہے

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ (پارہ۳ البقرہ:۲۵۶)

اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ○ (البقرہ:۲۵۹)

بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ (البقرہ:۲۸۴)

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ تمام مخلوق پہ غالب ہے کوئی چیز مغلوب نہیں کر سکتی ہے

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ (کنزالایمان)

اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار مخلوقات ہیں سبھی کو وہ دیکھ رہا ہے وہ کسی چیز سے بھی غافل نہیں ہے۔

واللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ ○ (آل عمران:4)

اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے (کنزالایمان)

سبحان اللہ کی تفسیر:

عقد الفرید طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَفْسِيْرِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقَالَ تنزِيْهِ لِلّٰهِ تعالٰى عَنْ كُلِّ سُوْءٍ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سبحان اللہ کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا پاکی ہے اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کی برائی سے۔

(تفسیر الحسنات جلد ۳ صفحہ ۶۱۰)

علامہ طیبی کا قول:

علامہ طیبی فرماتے ہیں

فِیْ قَوْلِ الزِّمَخْشَرِیْ اِنَّهٗ دَلَّ عَلَى التَّنْزِيْهِ الْبَلِيْغِ عَنْ جَمِيْعِ الْقَبَائِحِ الَّتِیْ

يُضِيفُهَا اِلَيْهِ اَعْدَاءُ اللّٰهِ تَعَالٰى

یہ جملہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو منزہ ظاہر کرتا ہے تمام ان قبائح سے جو دشمن الٰہی اس کی طرف لگاتے ہیں۔

(تفسیر الحسنات جلد ۳ صفحہ ۶۱۰)

فائدہ :

اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جن کا عقیدہ ہے کہ اللہ جھوٹ تو بول سکتا ہے مگر بولتا نہیں۔

عقیدہ :

وہ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے اور ہر اس چیز سے جس میں عیب ونقصان ہے پاک ہے یعنی عیب ونقصان کا اس میں ہونا محال ہے بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان وہ بھی اس کے لیے محال ہے مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیر ہم عیوب اس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے محال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہو جائے گی باطل محض ہے کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان، نقصان تو اس محال کا ہے کہ تعلق قدرت کی اس میں صلاحیت نہیں (بہار شریعت جلد اول حصہ اول صفحہ:۴)

اس کا وعدہ پورا ہوکر رہے گا :

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے انشاء اللہ پورا ہو کر رہے گا۔ جو شک کرے یہ اس کی اپنی سوچ کا نقص ہے ورنہ قادر مطلق نے جو وعدہ فرمایا ہے انشاء اللہ پورا ہوگا وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا مگر کفار سوال کرتے کہ۔

قُلْ هُوَ الَّذِىْ ذَرَاَكُمْ فِى الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (پارہ ۲۹ سورۃ الملک:۲۴۔۲۵)

تم فرماؤ وہی ہے جس نے تمھیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف اُٹھائے جاؤ گے اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے میرے حبیب اُنھیں فرما دیجیے کہ:

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ (پارہ ۳ البقرہ:۲۶۵)

اور اللہ تعالیٰ تمھارے کام دیکھ رہا ہے۔

وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ (البقرہ:۲۷۱)

اور اللہ تعالیٰ کو تمھارے کاموں کی خبر ہے۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ (البقرہ:۲۸۳)

اور اللہ تمھارے کاموں کو جانتا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ○ (سورۃ البقرہ پ ۳۔ آیت ۲۷۳)

اللہ اسے جانتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ (سورۃ الفاتحہ)

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک ہے سارے جہان والوں کا۔ بہت مہربان رحمت والا۔ روز جزا کا مالک (کنزالایمان)

وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ ۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ○ (البقرہ 19)

اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ (البقر: ۳۷-۵۴)

بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ (البقرہ: ۸۵)

اور اللہ تعالیٰ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں۔

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○ (البقرہ: ۱۰۵)

اور اللہ اپنی رحمت اسے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (البقرہ: ۱۴۳)

بے شک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہر والا ہے۔

فائدہ:

اللہ تعالیٰ کی صفات بے شمار ہیں۔ ان میں سے چند ایک کا تذکرہ اس ملفوظ شریف میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں:

قرآن مجید میں ہے کہ:

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ج وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ط اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ط اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○ (پ ۶ سورۃ النساء: ۱۷۱)

تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین نہ کہو۔ باز رہو اپنے بھلے کو اللہ تو ایک ہی خدا ہے۔ پاکی اسے اس سے کہ اس کے کوئی بچہ ہو اسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کافی کارساز ہے۔ (کنزالایمان)

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○ (البقرہ: ۱۶۳)

اور تمھارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان (کنز الایمان)

کلمہ طیب :

کلمہ طیبہ بھی اس سلسلے واضح تعلیم پر مبنی ہے کہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

ارکانِ اسلام:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ ٥

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے۔ اس کی گواہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں گواہی دینا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

(بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف کتاب الایمان)

ایمان کی اعلیٰ ترین شاخ :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْاِيْمَانُ بَضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ ۔

ایمان کی چند اور ستر شاخیں ہیں ان سب میں اعلیٰ یہ کہنا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سب سے ادنیٰ تکلیف دہ چیز کا راستہ سے ہٹانا اور غیرت بھی ایمان کی شاخ ہے۔

(بخاری شریف۔ مسلم شریف، مشکوۃ شریف کتاب الایمان)

فائدہ :

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ کے تحت بیان کیا ہے کہ کلمہ طیب پڑھتے رہنا اس کی عادت ڈال دینا۔

مردے کو کلمہ طیب کا ثواب پہنچانا۔ تیجہ وغیرہ کرنا اس حدیث سے ماخوذ ہے کہ افضل عبادت کا ثواب بھی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح جلد صفحہ:۲۸)

آگ پر حرام :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ اَحَدٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ ۔

ایسا کوئی نہیں جو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہیں سچے دل سے مگر اللہ اسے آگ پر حرام فرمادے گا۔

فائدہ: اس طرح کہ دل سے اس کو مانے اور زبان سے اقرار کرے لہٰذا منافق اس بشارت سے علیحدہ ہے۔(فراۃ شرح مشکوۃ جلد 1 صفحہ:۴۶)

حدیث شریف :

حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یقیناً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ اس پر آگ حرام کردے گا۔(مشکوۃ شریف۔ کتاب الایمان)

جنت میں داخلہ :

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ (مسلم شریف)

جو یہ جانتے مانتے مر گیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

فائدہ :

اگرچہ اس زبان سے اقرار کا بھی موقع نہ ملا کیونکہ زبانی اقرار تو احکام شرعیہ جاری کرنے کی شرط ہے۔

(مراۃ شرح جلد:صفحہ:۵۶)

رب العلمین:

اس ملفوظ شریف میں حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا تذکرہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا پروردگار ہے۔کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۃ فاتحہ)

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔

رب العالمین کی وضاحت بیان کرتے ہوئے حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ رب العالمین میں تمام کائنات کے حادث ممکن محتاج ہونے اور اللہ تعالیٰ کے واجب قدیم ازلی ابدی قیوم قادر علیم ہونے کی طرف اشارہ ہے جن کو رب العالمین مستلزم ہے۔(خزائن العرفان)

عقیدہ :

حقیقۃً روزی پہنچانے والا وہی ہے ملائکہ وغیرہ ہم وسائل و وسائط ہیں (بہار شریعت جلد حصہ اول صفحہ 5)

فائدہ۔ رب بمعنی تربیت واصلاح عالمین کے حق ہیں۔اصلاح و تربیت یہ ہے کہ ان کی تربیت کی غذا اور ان کے وجود کو باقی رکھنے کے تمام اسباب تیار فرماتا ہے اور انسان کی تربیت یہ ہے کہ اس کے ظاہر یعنی نفسوں کو نعمتوں سے مالا مال کرتا ہے اور اس کے باطن یعنی دل کو اپنی رحمت سے مزین کرتا ہے اور عابدین کے نفوس کو احکام شریعت سے اور مشتاقین کے قلوب کو آداب طریقت سے، اسرار محبین کو انوار حقیقت سے روشن اعضاء تک پہنچاتا ہے۔کبھی انسان کی تربیت اس کے نیک سے کرتا ہے۔کبھی فیض کے قوی انوار کو بولنے کی توفیق بخشی اور کبھی انسان کی نباتات کے دانوں اور پھلوں کی تربیت دے کر غذاؤں سے تربیت کرتا ہے اور حیوانات کے لحوم وشحوم سے اور زمینوں کو اشجار وانہار اور آسمانوں کے کواکب وانوار سے انسان کی تربیت کا سامان تیار کرتا ہے۔

نصیحت :

اے انسان! تیرا سکون رات میں بنایا اور نقصان پہنچانے والے اور موذیوں کی حرکات کو رات میں چلنے پھرنے سے تیرے لیے روکا اور اپنے فضل کی طلب کے لیے تجھے دن جیسی نعمت بخشی۔اے مغرور انسان وہ بے پرواہ تیری کیسی تربیت کرتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا گویا تیرے سوا کوئی عبد نہیں مگر تو اس کی خدمت (عبادت) سے گریزاں ہے۔اگر تجھے خدمت نصیب بھی ہوتی ہے تو تیرا مطمع نظر کوئی غیر ہوتا ہے۔(تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان پارہ اول)

پاک اور منزہ :

قرآن مجید میں ہے سُبحانَ الَّذِیْ اَسریٰ بِعَبْدِہٖ

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو سیر کروائی۔

فائدہ :

گو یہ آیت مبارکہ واقعہ معراج کے سلسلے میں ہے مگر اس میں اللہ تعالیٰ کا پاک اور منزہ ہونا بھی بیان کیا گیا ہے۔تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ "منزہ ہے اس کی ذات ہر عیب ونقص سے۔

(تفسیر خزائن العرفان)

وظیفہ :

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت مبارکہ کی تفسیر میں سُبحان کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ

"ہر عیب اور نقصان سے پاک جو کوئی اس اسم الٰہی کا وظیفہ کرے یعنی "سبحان" "یا سبحان" پڑھا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے پاک فرمائے گا۔ہر اسم الٰہی کی تجلی عامل پر پڑتی ہے۔جو "یا غنی" کا وظیفہ پڑھے خود غنی اور مالدار ہو جاوے (تفسیر نور العرفان)

سبحان:

پاکی ہے اسے یعنی اس کی ذات ہر عیب اور نقص اور مجبوری سے پاک اور منزہ ہے۔

(حضرت علامہ) آلوسی رحمۃ علیہ کا قول :

(حضرت علامہ) آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سُبْحَان مَصْدَرُ سَبَّحَ تَسْبِيحاً بِمَعْنىً نَزَّهَ تَنْزِيهاً بِمَعْنىٰ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَان مصدر ہے سَبَّحَ تَسْبِيحًا کا معنی ہے "پاک ہے پاک ہونا۔

قُلْ اِنَّمَا اَنْ تَعلَمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○ (پ۲۹ سورۃ الملک ۔۲۶)

تم فرماؤ یہ علم تو اللہ کے پاس ہے اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں۔

فائدہ :

اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رب نے حضور کو قیامت کا علم نہیں دیا کیونکہ یہاں نہ فرمایا کہ مجھے علم نہیں دیا گیا اَلْعِلْم سَيْفُ اللّٰهِ۔ وہاں بھی کہتے ہیں جہاں بتانا نہ ہو حق یہ ہے کہ اللہ نے حضور کو قیامت کا علم دیا خود فرماتے ہیں کہ میں اور قیامت دو ملی ہوئی انگلیوں کی طرح ہیں قیامت کی علامتیں ارشاد فرمائیں۔اس کے آنے کا دن بتایا کہ جمعہ کو ہوگی۔

(تفسیر نور العرفان سورۃ الملک کی تفسیر میں)

وعدے کا دن :

اللہ تعالیٰ نے حقیقت آشکار فرمادی کہ:

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ○ (سورۃ الملک:۲۷)

جب اسے پاس سے دیکھیں گے کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے اور ان سے فرمادیا جائے گا یہ ہے جو تم مانگتے تھے۔

(کنز الایمان شریف)

فائدہ :

علامات قیامت یا علامات موت یا علامات عذاب دیکھ کر کفار کے چہرے بگڑ جائیں گے اس سے معلوم ہوا کہ موت کے وقت اور قیامت کے دن مومن کے چہرے شگفتہ ہوں گے اب بھی بعض صالحین کو بوقت موت مسکراتا ہوا دیکھا گیا۔

نبیوں یا مومنوں سے مطالبہ کرتے تھے تو اب سامنے ہے دل بھر کر دیکھ لو (اللہ کی پناہ) (تفسیر نور العرفان)

فائدہ :

حضرت اویس قرنی نے اس آخری حصہ میں ارشاد فرمایا کہ کافروں سے جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے وہ بھی انشاء اللہ پورا ہو کر رہے گا اور جو وعدہ مومنوں سے ہے انشاء اللہ وہ بھی پورا ہو کر رہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

----☆☆☆----

جس نے خدا کو پہچانا اس سے کچھ نہ چھپا

فرمایا:

جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا۔ اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہی کیونکہ خدائی سے خدا پہچانا جاتا ہے۔

(تذکرہ اولیائے عرب وعجم صفحہ ۸۲)

فائدہ:

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا۔ کہ دوسری تمام مخلوقات کی طرح انسان بھی ایک مخلوق ہے۔ جیسے دوسری مخلوقات کا خالق اللہ ہے اسی طرح انسان کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ جیسے دوسری مخلوقات کو اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا ہے تو جو مخلوق جس مقصد کے لیے تخلیق ہوئی وہ اپنے خالق کے فرمان پہ لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اپنی حیات مستعار کے لمحات گزار رہی ہے۔ ہر مخلوق اپنے خالق کو یاد رکھے ہوئے ہے کسی لمحہ بھی اپنے خالق کے فرمان سے منحرف نہیں ہوتی بلکہ ہمہ وقت، ہمہ جہت اور ہر حال میں اپنے خالق کے منشاء کے مطابق اپنا وقت گزار رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد میں شاغل ہے۔

جنوں اور انسانوں کی تخلیق کا مقصد:

جنوں اور انسانوں کی تخلیق کا مقصد بیان کرتے ہوئے رب کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ

یعنی انسانوں اور جنوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا۔

ہر چیز اپنے خالق کی پیروی میں مشغول ہے مگر انسان اور جنات ہی سے کچھ حق تعالیٰ کے فرمان ذیشان کے فرمان کے مطابق عمل پیرا ہوتے ہیں اور کچھ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے فراری نظر آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی پہچان:

جو اللہ تعالیٰ کی پہچان کرتے ہوئے کماحقہ عبدیت کا اقرار بھی کرتے ہیں اور اپنے وجود سے عملی قدم اُٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرتے ہیں اور ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر میں مشغول رہتے ہیں۔ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ اُنھیں خصوصی انعامات سے نوازتے ہوئے اس پہ علوم وفنون وا کر دیتا ہے۔ جب انسان فکری اور عملی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا بن جاتا ہے تو پوری کائنات اس کی غلامی میں آجاتی ہے۔ جیسے چاہے استعمال میں لائے۔ ایسا اللہ کا بندہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کرتا ہے۔ جب انسان محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بن جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات اسے حاصل ہو جاتے ہیں کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

بن گئے غلام جیہڑے شاہ دے   دیکھ لے اوہناں پروردگار

----☆☆☆----

اللہ کی پہچان کا فائدہ

فرمایا۔

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَىْ

جس نے خدا کو پہچان لیا اس سے کوئی چیز چھپ نہ سکی۔ (تاجدار یمن صفحہ ۱۲۹)

مطلب:

تمام غیوب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات غیب ہے۔ کوئی آنکھ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ نہیں سکتی اور نہ ہی محیط کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کو محیط ہے۔

کما قال اللہ تعالیٰ:

وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ اور اللہ تعالیٰ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے یہ اس لیے فرمایا گیا ہے کہ کافر یکسر اللہ تعالیٰ سے ہی انکاری تھے حالانکہ کوئی چیز، کوئی ذات اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت سے باہر نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ اور ہر ایک پہ ظاہر اور ایسا ظاہر ہے کہ کوئی مقام یا ذرہ اس کے جلووں سے خالی نہیں۔ جدھر دیکھتا ہوں تو ہی روبرو کا منظر بصارت والوں کو نظر آتا ہے مگر

آنکھ والا ہی تیرے جوبن کا نظارہ دیکھے
دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

ظاہر و باطن:

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (سورۃ الحدید)

وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر وہی باطن اور وہ سب کچھ جانتا ہے (کنز الایمان (سورۃ الحدید: ۳)

فائدہ:

رب تعالیٰ دلائل سے ایسا ظاہر ہے کہ بچہ بچہ ذرہ ذرہ اسے جانتا ہے اس کی ذات ایسی پوشیدہ ہے کہ عقل کی اس تک رسائی نہیں۔ خیال رہے کہ جنت میں رب کا دیدار ہوگا مگر ادراک نہ ہوگا کیونکہ وہ باطن ہے غرضیکہ اس کا جلوہ ظاہرہ ذات باطن۔

(تفسیر نور العرفان)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ صفات، رحمت، عطا سے سب پر کھلا ذات سے چھپی۔

بے حجابی میں یہ کہ ہر ذرہ جلوہ آشکار

اس پہ پردہ کہ صورت آج تک نادیدہ ہے

حضرت اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ

والظاہر اور وہ ہے ظاہر کثرۃ الوجود اس کے ظہور کے دلائل واضح وصحیح ہیں۔

والباطن اور وہ باطن ہے حقیقتہً اس کی کنہ تک عقل کو ادراک نہیں اللہ تعالیٰ خود اللہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کا یہ باطنیت دنیا وآخر میں برابر ہے۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان صفحہ: ۵۰۰)

عالم میں کل ظہور:

حضرت پیر صوفی محمد ظفر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (پاکپتن شریف) نے خوب فرمایا:

عالم میں کل ظہور ہے حق کے وجود کا
مظہر ہی خود ثبوت ہے اس کی نمود کا
بے رنگ وبو ہے جسم نہ صورت، نہ نورنار
پابند وقت وہ نہ مقید حدود کا

دنیا میں اور کچھ نہیں ہے ایک حق کی ذات ہے — جو دیکھتے ہیں ہم یہ ہے دھوکہ نمود کا
حق ہی کی ذات پاک سے ہے رونق جہاں — عالم ہی لاپتہ ہو وگرنہ شہود کا
ہو خواہشات دہر کی یا آخرت کی فکر — انسان پر محیط ہے عالم قیود کا
آنکھیں جو بند کیں تو تخن آنکھ کھل گئی — تھا سامنے ہی غیب میں عالم شہود کا

(حیات الفرید صفحہ ۲ اکلیات تخن ڈبائیوی)

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَايَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ:

جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اس سے کوئی چیز چھپ نہ سکی جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے وہ کوئی لمحہ بھی اس کے ذکر وفکر سے غافل نہیں رہتا یہ واضح ہو چکا کہ جو حق کو پہچان لیتا اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوتی۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت الشاہ امام محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی وسعت اور غیبی علوم کے متعلق کیا خوب بطور دلیل ارشاد فرمایا کہ:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

یعنی اے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں کیونکہ تمام عیوب سے غائب تر وحدہٗ لاشریک کی ذات اقدس ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ ہی تجھ سے پوشیدہ نہیں تو اور کیا چیز آپ سے پوشیدہ رہ سکتی۔

الفقیر القادری ابو احمد اویسی کے ہمنام شارح حدائق بخشش شریف حضرت علامہ الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور اس شعر کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "وہ اللہ رب العالمین جو صرف غیب ہی نہیں بلکہ غیب الغیب اور عالم الغیب **والشھادۃ** ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جب اس ذات کو دیکھ لیا تو اور کوئی غیب کی بات آپ سے کیسے پوشیدہ رہ سکتی ہے اے میرے پیارے آقا آپ پہ کروڑوں درود وسلام ہوں۔

مریض ہجر نبی کے سکون دل کے لیے
جہاں میں ہے فقط اک دوا درود وسلام
ہے امتی وہ پیارا حضور نور کو
جو ورد کرتا ہے بے انتہا درود و سلام

(شرح کلام رضا نعت المصطفی المعروف شرح حدائق بخشش صفحہ:۹۴۴)

خلاصہ یہ ہے کہ:

جو حق تعالی کو پہچان لیتے ہیں ان سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی اسی اصول کی بناء رہی اکثر کرامات کا ظہور ہوتا ہے اگر یہی اُصول سمجھ آ جائے تو لوگوں کی اکثر چون وچراں، چونکہ چنانچہ کی گردان ختم ہو جائے مگر افسوس یا تو بعض لوگ سمجھنا ہی نہیں چاہتے یا اُنھیں یہ معاملہ سمجھ ہی نہیں آتا۔ کیونکہ معاملہ سمجھ اسی لیے نہیں آتا کہ وہ اس منزل تک پہنچے ہی نہیں۔ اگر اس منزل تک پہنچ جاتے تو چونکہ چنانچہ کی گردان الا پنے کی ضرورت نہ رہتی جیسے پانی کی طغیانی نہر میں ہو یا دریا میں، ہر جگہ جوش وخروش نظر آتا ہے مگر وہی پانی جب سمندر میں پہنچ جاتا ہے تو سب جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے چونکہ وہ اس منزل سے آشنا نہیں ہیں اس لیے شور مچاتے ہیں۔

حقیقت یہی ہے کہ جو اللہ تعالی کو پہچان لیتا ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی اس لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس جب حضرت ہرم حاضر ہوئے تو آپ نے اسے دیکھتے ہی اس کے نام سے پکارا۔ وہ حیران رہ گئے کہ یہ پہلی ملاقات اُنھیں کیسے علم ہو گیا کہ میرا نام کیا ہے اور میں کون ہوں اس حیرانی کی حالت میں جب دریافت کیا تو فرمایا۔ میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا۔ کیونکہ جو اللہ تعالی کو پہچان لیتا ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔

----☆☆☆----

ارواح، ارواح کو پہچانتی ہیں

آپ نے ہرم بن حیان کے پوچھنے پر فرمایا کہ عَرَفْتُ رُوْحَكَ یعنی میری جان نے تیری جان کو پہچانا۔

(کشف المحجوب شریف باب:10)

فرمایا: مومنین کی روحیں ایک دوسری کو پہچان لیتی ہیں خواہ صاحب ارواح ایک دوسرے کو نہ پہچانتے ہوں۔

(تذکرہ اولیائے عرب وعجم:۸۴)

حضرت حرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ کے پوچھنے پر ارشاد فرمایا: علیم وخبیر نے مجھے بتایا جب تمھارے نفس میرے نفس سے باتیں کیں، اسی وقت میری روح نے تمھاری روح کو پہچان لیا۔ زندہ اور چلتے پھرتے لوگوں کی طرح روحوں کی بھی جان ہوتی ہے، مومنین خواہ کبھی آپس میں نہ ملے ہوں اور ان میں کوئی تعارف نہ ہو اور نہ ان کو ایک دوسرے سے باتیں کرنے کا اتفاق ہوا ہو، پھر وہ سب ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور خدا کی روح کے وسیلہ سے باتیں کرتے ہیں خواہ وہ ایک دوسرے کتنے ہی دور کیوں نہ ہوں۔

(تابعین کے ایمان افروز واقعات صفحہ ۵۵ از شاہ معین الدین احمد)

ابن حیان کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ آپ نے مجھے کیسے اور کیونکر پہچانا اور میرے باپ کا نام کیونکر معلوم کر لیا آپ نے تو کبھی مجھے دیکھا نہ تھا آپ نے فرمایا: مجھے میرے پروردگار علیم وخبیر نے آگاہ فرمایا۔

تم نہیں جانتے کہ ارواح کو ارواح سے تعلق ہوتا ہے میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا جب کہ میرے نفس نے تمھارے نفس سے گفتگو کی ارواح کے لیے بھی اجسام جیسے نفوس ہیں اور مومنین ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور ایک دوسرے سے دوستی رکھتے ہیں ارواح کی اگر چہ بہ ظاہر ملاقات نہ ہو تب بھی ارواح ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور ان کی آپس میں ملاقات ہوتی ہے اگر چہ ایک کا مکان دوسرے سے دور اور کافی..................

ہرم پیش آمد و وی را سلام گفت علیک السلام یا ہرم بن حیان ۔ گفت مرا بچہ
شناختی کہ من ہرم گفت عرفت روحی روحک جانِ من جانِ ترا بشناخت

(کشف المحجوب صفحہ ۹۰)

حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو آپ نے جواب دیا کہ وعلیکم السلام یا ہرم بن حیان ۔ حضرت ہرم رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ نے مجھے کیسے پہچانا تو آپ نے جواب دیا کہ عرفت روحی روحک میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا۔

----☆☆☆----

اللہ سب کچھ جانتا ہے

ہرم رحمۃ اللہ علیہ کے پوچھنے پر فرمایا کہ نباء نی العلیم الخبیر تمھارا نام مجھے اس نے بتایا ہے جس کے علم وخبر سے کوئی چیز باہر نہیں میری روح نے تمھاری روح کی طرف توجہ کی اور میری روح نے تمھاری روح کو پہچان لیا۔ مومنین کی روحیں ایک دوسری کو پہچان لیتی ہیں خواہ صاحب ارواح کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہ ہوا اور نہ وہ کبھی ایک دوسرے سے ملے ہوں۔

(قصص الاولیاء صفحہ: ۲۶۲)

نباء فی العلیم الخبیر:

جب حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ آج سے پہلے میری آپ کی ملاقات نہیں ہوئی اور ہم ایک دوسرے سے واقف بھی نہیں ۔ کبھی ایک دوسرے کو دیکھا بھی نہیں اس کے باوجود آپ نے مجھے میرے نام سے پکارا اس کا کیا راز ہے؟ آپ کو کیسے علم ہوا کہ میں کون ہوں؟ اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کی اور میری یہ پہچان کسی اور نے نہیں کروائی کہ اس سے مجھے معلوم ہوا ہو کہ آپ کا نام فلاں اور آپ فلاں کے لختِ جگر ہیں بلکہ مجھے اس ذات نے باخبر کیا ہے جس کے علم سے کوئی چیز بھی باہر نہیں۔

کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں:

اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے بلکہ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے اسے ہر چیز کی خبر

ہے۔اس کا علم اور قدرت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہیں بلکہ حق تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے بھی علوم غیبیہ سے نوازتا ہے اور جسے علوم غیبیہ سے نوازدے وہ بھی علوم غیبیہ سے لوگوں کو مطلع کرسکتا ہے۔

قرآن میں ہر چیز کا روشن بیان:

اللہ تعالیٰ نے اپنے لافانی کلام قرآن مجید میں ہر چیز کا روشن بیان مندرج فرمادیا ہے قرآن مجید میں ہے کہ:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ (پ۔۱۴سورۃ الحدید ۸۹)

''اور ہم نے تم پر قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔(کنزالایمان شریف)

فائدہ:

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عن ابی بکر بن مجاهد انه قال يومًا ما من شي فى العالم الا وهو فى كتاب الله حضرت ابوبکر بن مجاہد رحمتہ اللہ علیہ مجاہد رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک دن انہوں نے بیان فرمایا کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جو قرآن مجید میں نہ ہو۔

(تفسیر اتقان جلد:۲)

قرآن میں اولین و آخرین کے علوم:

امام سعید بن منصور ابن ابی شیبہ اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن انضریس نے فضائل القرآن میں محمد بن نصر سے کتاب اللہ میں طبرانی اور بیہقی رحمھم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو علم حاصل کرنا چاہتا ہے وہ قرآن سے روشنی حاصل کرے کیونکہ قرآن میں اولین وآخرین کے علوم ہیں۔

(تفسیر درمنشور اردو ترجمہ جلد۴ صفحہ:۳۴۸)

ہر چیز کا بیان:

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمھما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں ہر چیز کا بیان نازل کیا ہے اور جو کچھ قرآن میں بیان کیا گیا ہے اس کا بعض ہمیں معلوم ہے پھر یہ آیت تلاوت کی وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (تفسیر درمنشور اردو ترجمہ جلد۴ صفحہ ۳۴۸ تفسیر طبری زیر آیت ہذا جلد ۱۴ صفحہ ۱۹۳)

ہر چیز کا مفصل بیان:

مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ (پارہ ۱۳ سورۃ یوسف آخری آیت مبارکہ)

یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنے سے اگلے کلاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت (کنزالایمان)

فائدہ:

مجدد دورِ حاضرہ شیخ القرآن والتفسیر، شیخ الحدیث مفسر اعظم پاکستان فیض ملت حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد او۔ی مدظلہ العالی نے اپنی تصنیف لطیف غایۃ المامول فی علم الرسول میں تحریر فرمایا ہے کہ:

جب قرآن مجید میں ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا روشن اور روشن بھی کس درجے کا مفصل اور اہل سنت کے مذہب میں شی ہر موجود کو کہتے ہیں تو عرش فرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوا اور منجملہ موجودات کے کتابت لوح محفوظ بھی ہے تو بالضرورت یہ بیانات محیط اس کے مکتوب کو بھی بالتفصیل شامل ہوئے۔

(غایۃ المامول فی علم الرسول باب اول صفحہ:۲۳_۲۲)

تفسیر ابن کثیر:

سورہ یوسف کی آخری آیت مبارکہ کا ترجمہ تفسیر ابن کثیر کے اردو ترجمہ میں یوں کیا گیا ہے۔

ان کے قصوں میں عقل والوں کے لیے یقیناً نصیحت اور عبرت ہے یہ قرآن جھوٹ بنائی ہوئی بات نہیں ہے بلکہ یہ تصدیق ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے کی ہیں اور کھول کھول کر بیان کرنے والا ہے ہر چیز کو اور ہدایت ہے اور رحمت ہے ایماندار لوگوں کے لیے (تفسیر ابن کثیر اردو ج ۳ صفحہ:۳۱)

فائدہ:

یہاں قرآن مجید کی ایک صفت یہ بیان ہوئی ہے کہ قرآن کھول کھول کر بیان کرنے والا ہے ہر چیز کو اب غور فرمایئے ایسا کون سا علم ہے جسے قرآن مجید میں کھول کھول کر بیان نہیں کیا گیا کہ جس کے متعلق کہا جائے کہ فلاں فلاں علوم قرآن مجید میں بیان نہیں ہوئے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا:

رب کائنات کا ارشاد گرامی ہے:

اَلرَّحْمٰنُ ۙعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙعَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ (سورۂ رحمٰن: ابتدائی آیات)

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔ ما کان و ما یکون کا بیان انھیں سکھایا

شان نزول:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سورہ رحمٰن کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

(شان نزول) جب آیت کریمہ اُسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ اُتری تو کفار بولے ہم رحمٰن کو نہیں جانتے کون ہے؟ ان کے جواب میں یہ آیت اُتری کہ رحمٰن وہ ہے جس نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو بہت علم بخشا کیونکہ یہ تعلیم رحمت و محبت کی بناء پر فرمائی، مہربان استاد سعادت مند شاگرد کو سب کچھ پڑھا دیتا ہے۔

دوسرے یہ کہ حضور تمام انبیاء سے بڑے عالم ہیں۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کو رب نے چیزوں کے نام سکھائے،

حضرت سلیمان کو پرندوں کی بولی، حضرت داؤد کو زرہ بنانا، حضرت خضر کو علم باطنی سکھایا، حضرت نوح کو کشتی بنانا (علیہم السلام) مگر ہمارے حضور کو قرآن سکھایا جس میں لوح محفوظ کے علوم کی تفصیل ہے۔

تیسرے یہ کہ حضور تمام خلق سے زیادہ عالم ہیں کہ اور لوگ مخلوق کے شاگرد ہوتے ہیں حضور رب کائنات کے، جب پڑھانے والا رب ہے پڑھنے والا محبوب رب جو کتاب پڑھی وہ قرآن تو بتاؤ اب علم مصطفوی میں کمی کیسی۔

چوتھے یہ کہ حضور حضرت جبریل کے شاگرد نہیں (تفسیر نور العرفان)

فائدہ:

عَلَّمَ الْقُرْاٰن کا مطلب تفسیر نور العرفان میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ یعنی ہم نے اپنے حبیب کو الفاظ قرآن، معانی قرآن، احکام قرآن، اسرار قرآن، رموز قرآن خوب سکھا دیے، کب سکھائے، حق یہ ہے کہ سکھا کر دنیا میں بھیجا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب پڑھا کر بھیجا اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا علم بلا واسطہ مخلوق رب کا عطیہ ہے لہٰذا اس کی پیمائش یا اندازہ نہیں ہو سکتا جیسے سمندر کا پانی یا ہوا یا آفتاب کا نور کہ ان کی پیمائش کے لیے کوئی میٹر نہیں یہاں بجلی اور واٹر ورکس کا پانی اس سے ناپا جا سکتا ہے کہ اس میں انسان کی صنعت کو دخل ہے اس کی باقی تقریر ہماری کتاب (مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف) نئی تقریروں میں دیکھو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو متشابہات قرآنیہ کا علم دیا گیا کیونکہ سارا قرآن رب نے سکھایا تو اس میں متشابہات بھی آگئے۔ (تفسیر نور العرفان)

ما کان ومایکون کا علم:

تفسیر خان وغیرہ میں ہے کہ انسان سے مراد حضور ﷺ ہیں اور بیان سے مراد ما کان و مایکون کا علم ہے یعنی ہم نے انھیں سارے غیبی علم بخشے (تفسیر نور العرفان)

ہر شے کا بیان لوح محفوظ میں:

(1) وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ○ (پارہ ۲۷ سورۃ القمر: ۵۳)
اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہے (کنز الایمان شریف)

فائدہ:

امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انھوں نے وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ کے بارے میں فرمایا اس کا معنی ہے ہر چھوٹی بڑی کتاب میں لکھی ہوئی ہے (تفسیر در منثور اردو ترجمہ جلد ۶ صفحہ ۳۲۰)

(2) امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمھم اللہ نے حضرت قتادہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ ہر چھوٹی بڑی بات محفوظ ہے لکھی ہوئی ہے (تفسیر در منثور اردو جلد صفحہ ۳۲۰۔ تفسیر طبری زیر آیت ھذا جلد ۲۷ صفحہ ۱۳۱)

(3) امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہ معنی نقل آیا ہے کہ ہر چھوٹی بڑی بات لکھی ہوئی ہے (حوالہ مذکورہ)

آیت نمبر ۲:

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ۝(سورۃ یٰسٓ :۱۲)

اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں (کنز الایمان شریف)

فائدہ:

یعنی لوح محفوظ میں اسے کتاب مبین اس لیے کہتے ہیں کہ مقبولانِ بارگاہ کے سامنے ہے (تفسیر نور العرفان)

آیت نمبر ۳:

وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۝

(پارہ ۷ سورۃ الانعام ۔۵۹)

اور کوئی نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا ہو (کنز الایمان شریف)

فائدہ:

معلوم ہوا ہے کہ ہر ادنٰی اعلٰی چیز لوحِ محفوظ میں لکھی ہے اور یہ لکھنا اس لیے نہیں کہ رب تعالٰی کو اپنے بھول جانے کا اندیشہ تھ ہٰذا لکھ دیا بلکہ اپنے خاص مقرب بندوں کو بتانے کے لیے ہے جن کی نظر لوحِ محفوظ پر ہے اس آیت 5 کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ علم غیب حساب سے، عقل سے حاصل نہیں، تا۔ یہ تو رب کی خاص ملک ہے اس کے پاس ہے جسے وہ دے اسے ملے اور غیب کی کنجیاں سے مراد وہ پانچ علوم ہیں جو سورۃ لقمان کے آخر میں مذکور ہیں عندہ علم الساعۃ چونکہ یہ پانچ چیزیں لاکھوں غیبوں کے کھل جانے کا ذریعہ ہیں اس لیے اُنھیں غیب کی کنجیاں فرمایا گیا۔

فائدہ ۲:

لوحِ محفوظ کو کتاب مبین یعنی ظاہر کر دینے والی کتاب اس لیے فرمایا گیا ہے کہ لوحِ محفوظ علوم غیبیہ ان حضرات پر ظاہر کر دیتی ہے جن کی نظر پر ہے جیسے بعض فرشتے اور انبیاء و اولیاء کرام۔ اگر اس پر کسی کی نظر نہ ہو تو وہ کتاب مبین نہ ہو گی مولانا فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء
از چہ محفوظ اند محفوظ از خطاء

(تفسیر نور العرفان)

علوم حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم:

مجدد دور حاضرہ فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر، شیخ الحدیث حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی مدنی تاجدار احمد مختار، حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے متعلق لکھا ہے کہ:

لوحِ محفوظ میں ذرہ ذرہ کے اندراج کے متعلق مزید برآں دلائل کی ضرورت نہیں جب کہ قرآنی نصوص موجود ہیں کہ اس

میں ما کان وما یکون کی ہر شے کا ذکر ہے اس سے مزید اور کیا چاہیے اور لوح محفوظ ہمارے رب کریم شفیع معظم ﷺ کے علوم بے پایاں کا ایک حصہ ہے۔

کما قال الامام محمد البوصیری فی القصیدۃ البردۃ الشریفہ

فان من جودک الدنیا وضرتھا
ومن علومک علم اللوح والقلم

دنیا و آخرت آپ ہی کے کرم سے ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا بعض اس کی شرح ملا علی القاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ حل العقدہ فی شرح القصیدہ البردۃ میں فرماتے ہیں

وکون علومھا من علومہ علیہ السلام ان علومہ تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق ومعارف وعوارف تتعلق بالذات والصفات علمھما یکون نھرا من بحور علمۃ وحرفا من سطور علمہ

اور لوح و قلم کے علوم حضور علیہ السلام کے علوم کا بعض حصہ اس لیے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے علوم منقسم ہیں جزئیات اور کلیات اور حقائق اور معرفت اور ان معارف کی طرف جنہیں ذات وصفات سے تعلق ہے لہذا لوح وقلم کا علم آپ کے دریاؤں کی ایک نہر اور آپ کے علوم کے سطروں کا صرف ایک حرف ہے۔ (غایۃ المالمول فی علم الرسول صفحہ: ۲۵۔۲۴)

فائدہ:

علوم مصطفیٰ کے علوم کے متعلق مزید تفصیلات مطلوب ہوں تو قبلہ فیض ملت کی تصنیف لطیف غایۃ الماموں فی علم الرسول کا مطالعہ کیجیے۔ اس موضوع پہ بہترین کتاب ہے کتاب مکتبہ اویسیہ رضویہ اور سیرانی کتب خانہ سیرانی مسجد سیرانی روڈ بہاولپور سے منگوائی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کرام کو غیبی عطا فرماتا ہے:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ذیشان ہے ملاحظہ فرمائیے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

(پارہ:۴ سورۃ آل عمران:۱۷۹)

اور اللہ تعالیٰ شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے

(کنزالایمان شریف)

شان نزول:

ایک بار نبی ﷺ نے وعظ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری ساری اُمت کو پیدائش سے پہلے مجھ پر پیش فرمایا اور مجھے علم دیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون نہیں۔ منافقوں نے اس وعظ شریف کا مذاق اُڑایا اور بولے کہ ہم در پردہ کافر ہیں مگر حضور ہم کو مومن سمجھے ہوئے ہیں اور دعویٰ یہ کہ لوگوں کی پیدائش سے پہلے آپ مومن وکافر کو پہچانتے ہیں اس پر حضور نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ ہمارے علم پر طعن کرتے ہیں۔ اچھا آج سے قیامت تک ہونے والے واقعات

میں سے جو چاہو۔ پوچھ لو۔ عبداللہ ابن حذیفہ سہمی نے عرض کیا کہ میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہم اللہ کے رب ہونے، آپ کے نبی ہونے، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں تب حضور نے ارشاد فرمایا کہ آئندہ اس قسم کے طعنوں سے کیا باز ہو گئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے ہر واقعہ کی خبر دی اور اپنے خاص غیب پر مطلع فرمایا

دوسرے یہ کہ حضور کے علم پر اعتراض کرنا منافقوں کا کام ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور کو ایسی پوشیدہ باتوں کی بھی خبر ہے جس کی خبر دوسروں کو نہیں ہوتی۔ حذیفہ کا عبداللہ کا باپ ہونا یہ وہ پوشید خبر ہے جس کی خبر سوا ان کی ماں کے کسی کو نہیں مگر آپ اسے بھی جانتے ہیں (تفسیر نور العرفان)

اللہ تعالیٰ کا قرب:

خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے علم مبارک سے باہر کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب انبیائے کرام کو اپنے علوم سے نوازنے کے لیے چن لیتا ہے جسے چاہے انہیں اپنے علوم غیبیہ سے نوازتا سید الانبیاء کے طفیل محبوب اولیاء کرام کو بھی علوم غیبیہ عطا فرماتا ہے۔ جب اللہ کے محبوب اولیائے کرام عبادات میں مشغول ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے انعامات سے نوازتا ہے حتیٰ کہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ نوافل کی کثرت اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے خاص قرب سے نوازتا ہے حتیٰ کہ یہاں تک کہ ارشاد ربانی ہوتا ہے کہ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے وغیرہ

حدیث قدسی:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ مَسَاءَتَهٗ (بخاری شریف جلد ۳ کتاب الرقاق، باب التواضع مشکوۃ شریف جلد ا باب ذکر اللہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کے خلاف جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ ایسی کسی چیز کے ذریعے قرب حاصل نہیں کرتا جو مجھے پسند ہیں اور میں نے اس پر فرض کی ہیں بلکہ میرا بندہ برابر نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ

سنتا ہے اور اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اسے عطا فرماتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ پکڑے تو میں ضرور اسے پناہ دیتا ہوں اور کسی کام میں مجھے تردد نہیں ہوتا جس کو میں کرتا ہوں مگر مومن کی موت کو بر اس کے سمجھنے میں کیونکہ میں اس کے اس بُرا سمجھنے کو بُرا سمجھتا ہوں۔

(ترجمہ از فاضل مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری۔ صحیح بخاری شریف مترجم جلد 3 صفحہ ۵۱۲)

شرح حدیث:

جو کوئی ولی سے عداوت اس لیے کرتا ہے کہ وہ میرا ولی ہے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں اور اس کو ہلاک کرتا ہوں اور اس پر ایسے لوگ مسلط کرتا ہوں جو اسے اذیت پہنچاتے رہیں اس شخص کی یہ رسوائی دنیا میں ہے آخرت کی خرابی اس کے علاوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی ذلت و رسوائی سے پناہ دے۔ اس مقام میں یہ جاننا ضروری ہے کہ حضرات صوفیہ جو مقربان پروردگار عالم ہیں کی اصطلاح میں ایک قرب فرائض ہے وہ یہ کہ بندہ آلہ اور حق تعالیٰ فاعل ہے یعنی بندہ کے افعال اگرچہ اس کے ہاتھ پاؤں سے ظاہر ہوتے ہیں لیکن حقیقۃً فاعل اللہ تعالیٰ ہوتا ہے چنانچہ حدیث نبوی **اِنَّ اللّٰہَ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ** اللہ تعالیٰ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتا ہے میں اسی حال کی طرف اشارہ ہے دوسرے قرب نوافل ہے کہ اللہ تعالیٰ آلہ اور بندہ فاعل ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ بندہ میرے ساتھ سُنتا ہے اور میرے ساتھ دیکھتا ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے **فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَمْشِیْ** یعنی بندہ میرے ذریعے سُنتا ہے میرے ذریعے دیکھتا ہے میرے ذریعے پکڑتا ہے اور میرے ساتھ چلتا ہے اور قطب العرفاء سید الاولیاء شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے کلام سے ظاہر ہے کہ قرب فرائض اَتم اکمل اکمل ہے کہ بندہ درمیان سے اُٹھ جاتا ہے یہ فنا کا مقام ہے کہ اس مقام میں سالکوں کا نام و نشان باقی نہیں رہتا اور یہ حدیث کہ "اِنَّ اللّٰہ ینطق علی لسان عمر" اس کی وضاحت کرتی ہے دوسرے اصفیاء کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ قرب نوافل تمام تر ہے (تیسرا القاری)

سوال:

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نوافل کی محبت جس سے مذکورہ فوائد ظاہر ہوتے ہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرائض سے افضل ہیں؟

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ جس قدر فرائض سے بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اور کسی سے ایسا قرب نہیں ہوتا" یتقرب عبدی بالنوافل " سے مراد فرائض ایسے نماز اور روزہ ساتھ ہے فرائض ترک سے بندہ کمال کو نہیں پہنچ سکتا۔ لہٰذا نوافل سے مراد وہ ہیں جو فرائض پر مشتمل ہیں اور ان کی تکمیل کرتے ہیں۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ مذکورہ کمالات فرائض و نوافل دونوں کی برکت سے ہیں فرائض اور نوافل تابع ہیں (کرمانی) قولہ" ما تَرَدَّدْتُ "یعنی میں کسی چیز کے کرنے میں تردد نہیں کرتا ہوں جو مومن کی جان میں تردّد کرتا ہوں وہ موت کو برا سمجھتا ہے اور میں

اس کی ایسی برائی کو اچھا نہیں جانتا ہوں یعنی میں اس کی موت کو مکروہ جانتا ہوں۔

علامہ کرمانی نے کہا "مُسَاءَت" سے مراد حیات ہے کیونکہ موت کے باعث بندہ جنت کی دائمی نعمتوں تک پہنچتا ہے یا اس لیے کہ حیات بندہ کو رذیل عمر اور قوی جسمانیہ کے ضعف تک پہنچاتی ہے اور اس کو نچلے طبقہ میں لے جاتی ہے اور میں اس کی موت کو اچھا نہیں جانتا اور اس کی روح قبض کرنے میں جلدی نہیں کرتا۔ اس صورت میں اس کی حیات وممات میں متردد ہوتا ہوں۔

(تیسر االقاری) (تفہیم البخاری شریف شرح بخاری شریف جلد ۹ صفحہ ۷۹۷۔۷۹۶)

فائدہ:

پس جو اللہ تعالیٰ کا مخلص مومن اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جاتا ہے نوافل بکثرت ادا کرتا ہے یہاں تک اس پہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہو جاتا ہے کہ حدیث قدسی کے مطابق اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے کہ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اب غور فرمایئے پھر ایسے ہاتھوں کی پکڑ سے کون بچ سکتا ہے۔ جن کی آنکھوں کے متعلق فرمانِ ذیشان ہو کہ میں ان کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے ایسی آنکھوں کی بصارت کا کیا عالم ہوگا۔ ایسی کون سی چیز ہے جو ایسی آنکھوں کی بصارت سے بچ سکے اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کی برکت سے وہ مقامات علیا عطا فرماتا ہے کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔

بہر حال مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب انبیائے کرام اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت وفرمانبرداری کی برکت سے اولیائے کرام کو بھی علوم غیبیہ عطا فرماتا ہے۔

ملفوظ شریف کا مطلب:

اسی لیے حضرت ہرم رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ میرا نام آپ کو کس نے بتایا؟ کیونکہ جہاں تک مجھے یاد ہے اس سے قبل ہماری ملاقات نہیں ہوئی تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ نباء العلیم الخبیر مجھے اس علیم وخبیر رب نے آپ کا نام بتایا ہے کہ جس کے علم سے باہر کوئی چیز نہیں ہر چیز کا علم اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو حاصل ہے وہ جسے چاہتا ہے اسے بھی علوم غیبیہ سے نوازدیتا ہے مجھے بھی یہ علم غیب عطا فرمایا جس کا اظہار میں نے آپ کے سامنے کیا ہے۔ میرا انکل پچو نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے یہ علم حاصل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے علوم غیبیہ کا حاصل ہو جانا نہ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید ہے اور نہ ہی یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کے باوجود علوم غیبیہ کسی کو حاصل نہیں ہو سکتے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے علم عطا فرماتا ہے حق تعالیٰ کی قدرت کے سامنے کسی کی مجال نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو علومِ غیبیہ سے نوازنا چاہے اور کوئی کھڑا ہو کر آگے رکاوٹ بن جائے یا رکاوٹ کھڑی کردے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

روحوں کی جان پہچان:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری روح نے تمہاری روح کی طرف توجہ کی تو میری روح نے تمہاری روح کو پہچان لیا۔ مومنین کی روحیں ایک دوسری کو پہچان لیتی ہیں خواہ صاحب ارواح کا ایک دوسرے سے (ظاہری طور پر) کوئی تعلق نہ ہو اور نہ وہ کبھی ایک دوسرے سے ملے ہوں۔

الست بربکم قالو بلیٰ:

قرآن مجید میں ہے کہ:

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ م بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِ هِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْابَلٰی شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ ۙ (پارہ۹الاعراف:۱۷۲)

اور محبوب یاد کرو جب تمھارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انھیں خود ان پر گواہ کیا۔ کیا میں تمھارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی۔

(کنزالایمان شریف)

فائدہ:

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی ذریت نکالی اور ان سے عہد لیا آیات وحدیث دونوں پر نظر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذریت نکالنا اس سلسلہ کے ساتھ تھا جس طرح کہ دنیا میں ایک دوسرے سے پیدا ہوں گے اور ان کے لیے ربوبیت اور وحدانیت کے دلائل قائم فرما کر اور عقل دے کر ان سے اپنی ربوبیت کی شہادت طلب فرمائی (تفسیر خزائن العرفان)

تفسیر نور العرفان:

حکم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ یہ عہد و میثاق عام روحوں سے لیا گیا جن میں انبیاء، اولیاء، مومنین، کفار، منافقین سب ہی تھے۔ سب سے پہلے بلیٰ ہمارے حضور کی روحِ انور نے کہا حضور سے سن کر تمام نبیوں کی روحوں نے بلیٰ کہا۔ انبیاء سے سن کر دیگر مخلوق نے مگر کفار نے مجبوراً کہا مومنین نے خوشی سے۔ (تفسیر نور العرفان)

فرشتوں کی گواہی:

تفسیر ابن عباس میں ہے اسی آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اے رسول! آپ کے پروردگار نے بروز میثاق آدم کی اور آدم کی اولاد کی پیٹھوں سے ان کی کل اولاد جو قیامت تک ہونے والی ہے نکالی اور اپنی قدرت اور ربوبیت پر ان کو گواہ بنایا اور ان سب کو خود اپنے اوپر بھی گواہ بنایا اور پوچھا کہ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ سب نے شہادت دی کہ بے شک تو ہمارا معبود اور ہمارا رب ہے ہم گواہی دیتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا تم بھی ان کے اقرار کے گواہ رہو اور آپس میں یہ بھی ایک دوسرے کے گواہ ہو جائیں کہ یہ بروز قیامت یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم تو توحید سے غافل تھے ہمیں کیا خبر تھی یا یہ کہ ہم سے پہلے ہمارے باپ دادوں نے شرک کیا اور عہد توڑا تھا ہم تو ننھے بچے تھے ان کے بعد دنیا میں پیدا ہوئے تھے ہم بھی ان کے مقتدی ہو گئے پس کیا تو ہم کو ان کے سبب سے جو ہم سے پہلے کفر کر چکے اور گمراہی اور نافرمانی میں پڑ چکے عذاب دیتا ہے یعنی کا اس قسم کی لغو تقریریں میں بروز قیامت نہ کر سکیں ہم نے ان سے بروز میثاق عہد لیا یہ ان کو یاد دلاتے رہے اور قیامت تک ان کو یہ عہد

یاد دلایا جائے گا ہم اسی طرح اپنی آیتیں مفصل اُتارتے ہیں اور قرآن میں خبر میثاق وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ یہ کفر سے باز آئیں اور عہد قدیم کے پابند رہیں۔ (تفسیر ابن عباس اردو ترجمہ جلد اصفحہ:۴۴۲)

عہد میثاق بھول گیا:

ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ صاحب نے اس سلسلے میں ان الفاظ میں وضاحت کی ہے کہ رہا یہ سوال کہ وہ عہد و پیمان آج ہمارے شعور یا یاداشت میں محفوظ نہیں تو اس کے بارے میں واضح سا معاملہ ہے کہ دنیا تو دار الامتحان ہے اگر یہ بات شعور اور حافظے میں محفوظ ہوتی تو مقصدِ امتحان فوت ہو جاتا۔ البتہ تحت الشعور میں آج بھی یہ بات یقیناً محفوظ ہے جدید دور کی اصطلاح میں اس کو وجدان کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔

یہ عہد و میثاق کیسے بُھلوادیا گیا ایک مثال:

یہ بات ایک مثال کے ذریعے سمجھائی جا سکتی ہے ہمارے وجدان میں یہ بات طویل عرصے سے موجود ہے کہ فلاں شخص میرا والد ہے اور فلاں خاتون میری والدہ ہے۔ ہر چند کہ اس وقت یہ بات ہمارے شعور میں موجود ہے کیونکہ والدین آنکھوں کے سامنے موجود ہیں اگر والدین آنکھوں کے سامنے موجود نہ ہوتے تو کیا ضرورت تھی؟ ذرا وہ وقت یاد کرنے کی کوشش کیجیے جب ہمارے والد بہت ہی محبت کے عالم میں ہم سے یہ پوچھا کرتے تھے: ''تمہارا پاپا کون' والدہ پوچھتیں ''تمہاری ماما کون؟'' اور ہم اسی پیار و محبت کے عالم میں اُن کی طرف انگلی کا اشارہ کر دیتے تھے۔ اس اشارہ پر دونوں ماں باپ طرف محبت میں آپے سے باہر ہو جاتے تھے مگر یہ سارا واقعہ ہمیں اب یاد نہیں ہے۔ (تفسیر انوار القرآن جلد اول صفحہ ۱۹۵۔۱۹۶)

فائدہ:

ہماری زندگی میں کتنے نہایت اہم واقعات گزر چکے ہیں ابتدائی ایام سے اب تک غور فرمایئے مگر ان میں سے کتنے واقعات اب تک ہمیں کلی جزئیات سمیت یاد ہیں۔ یہ تو سارے زندگی کے واقعات ہیں ذرا غور فرمایئے۔ کلاس کے امتحان کے سلسلے میں ہم اپنے کورسز کی کتب کا کتنا مطالعہ کرتے ہیں کیا کچھ نہیں پڑھتے بلکہ جہاں تک ممکن ہو سکتا ہے ہم امدادی کتب بھی پڑھتے ہیں مگر جب کمرہ امتحان میں پہنچتے ہیں تو تازہ تازہ کیے ہوئے مطالعہ میں سے ہمیں کتنا کچھ یاد رہ جاتا ہے اور کتنا بھول جاتا ہے حالانکہ تازہ تازہ مطالعہ ہے اس کے باوجود ہماری یاداشت کا یہ عالم ہے۔ عہد میثاق کو تو عرصہ دراز گزر گیا۔ دیکھیے ہماری زندگی جوں جوں آگے بڑھتی جا رہی ہے۔ سابقہ واقعات ایک ایک کر کے بھولتے جا رہے ہیں بلکہ اسی حیات ظاہر میں بیتے ہوئے اہم قسم کے واقعات بھی دماغ کی تختی سے مٹ چکے ہیں۔ حالانکہ زیادہ سے زیادہ ہماری عمر بیس سال یا تیس سال، پچاس سال یا سو سال ہوگی۔ جب اتنی معمولی عمر میں گزرے ہوئے واقعات کی یاداشت کا یہ حال ہے تو ہزاروں سال جس واقعہ کو گزر چکے اس کے بھولنے کے متعلق کیا کہا جائے۔ جیسے ہمارے وہ واقعات جو ہمیں بھول چکے ہیں ہمیں یاد نہیں رہتے مگر تحت الشعور میں ہوتے ہیں کسی کے یاد کرانے پر فوراً یاد آتے ہیں۔

مثال:

تھوڑے ہی دنوں کی بات ہے کہ الفقیر القادری ابو احمد اویسی کو ایک شاگرد محمد ارشاد پاک پتن شریف میں ملا۔ اس نے

سلام کیا۔ الفقیر القادری نے سلام کا جواب دیا اور حال احوال پوچھے۔ اس نے بتایا کہ الحمد للہ سب ٹھیک ہے۔ مگر آپ کا ایک شاگرد بہار علی ملکانہ فوت ہو گیا ہے۔ انا للہ وہ انا الیہ راجعون پڑھا پوچھا بہار علی کون تھا؟ محمد ارشاد نے بتایا: بہار علی ملکانہ جو رحمانی ملکانہ سے ابراہیم وغیرہ کے ساتھ آیا کرتا تھا۔ تب مجھے یاد آیا کہ ہاں ابراہیم وغیرہ کے ساتھ بہار علی بھی آیا کرتا تھا۔

بے شمار واقعات ہماری روزمرہ کی زندگی میں ہمیں پیش آتے رہتے ہیں اور بھول جاتے ہیں اسی طرح یوم میثاق بھی ہمیں بھول گیا اسی واقعہ کو انبیائے کرام یاد کرانے کے لیے آتے رہے۔ مگر بعض واقعات ہماری زندگی میں ایسے بھی رونما ہوتے ہیں جو یاد کرانے کے باوجود یاد نہیں آتے۔ ایسے ہی واقعات میں سے یوم میثاق کو بھی سمجھ لیجئے مگر یہ معالہ بھول جانے کا عام لوگوں کا ہے بعض اللہ والوں کو واقعہ میثاق نہیں بھولتا بلکہ اس دنیا میں بھی یاد رہتا ہے۔

ہونہار طالب علم:

ذہین فطین طالب علم جو کچھ مطالعہ کرتا ہے کمرہ امتحان میں وہ بہترین طریقے سے پرچہ حل کر کے کامیابی حاصل کرتا ہے اسے تمام سوالات یاد ہوتے ہیں بلکہ ہر سوال کی تمام جزئیات بھی یاد ہوتی ہیں۔

اسی طرح بعض اللہ والے ایسے بھی گزرے ہیں جن کو عہد میثاق یاد تھا۔

عہد میثاق بعض بزرگوں کو یاد تھا:

دیو بند مکتبہ فکر کے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب نے ایک سوال کا جواب لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ اول تو اسی نوع بنی آدم میں بہت سے ایسے افراد بھی ہیں جنھوں نے یہ اقرار کیا ہے کہ ہمیں پوری طرح یاد ہے۔

حضرت ذوالنون مصری (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ یہ عہد و میثاق مجھے ایسا یاد ہے گویا اس وقت سُن رہا ہوں۔

(تفسیر معارف القرآن جلد ۴ صفحہ: ۱۱۵)

فائدہ:

گوشاذ و نادر ہیں مگر انکار تو نہیں یونہی سمجھ لیجئے جیسے ہزاروں لاکھوں طلباء میں سے چند ایک ہی ایسے طلباء ہوتے ہیں کہ جن کا پڑھا ہوا سبق تمام جزئیات سمیت یاد ہو اکثریت طلبا کی ایسی ہوتی ہے جنھیں تمام جزئیات کے لحاظ سے سبق یاد نہیں رہتا۔ حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ کی شان مبارک دیکھیے وہ بیان فرما رہے ہیں کہ مجھے عہد و میثاق اچھی طرح یاد ہے حتیٰ کہ اس کی جزئیات بھی یاد ہیں مجھے وہ میثاق اس طرح یاد ہے جیسے اس دن کا وہ پورا منظر میرے سامنے ہے وحدہٗ لاشریک کا کلام سن رہا ہوں۔ جیسے کسی نے اپنے گزرے ہوئے دور کے متعلق کہا ہے کہ

یاد ہے وہ مجھ کو گزرا ہوا زمانہ
وہ باغ کی بہاریں ، بلبل کا چہچہانا

گویا آپ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اس میثاق کا منظر اس طرح میرے ذہن میں نقش ہو چکا ہے کہ گویا وہ تمام منظر ابھی تک میرے سامنے ہے حضرت آدم علیہ السلام کی تمام اولاد دیکھا ہے اللہ تعالیٰ مخاطب کر کے میثاق لے رہا ہے سبھی خاموشی سے اللہ تعالیٰ کے کلام سے محظوظ ہو رہے ہیں۔ ہمہ تن گوش ہو کر سماعت کر رہے ہیں مجال ہے کوئی چوں چرا کر رہا ہو۔ اس کلام کی لذت ابھی تک

میرے وجود میں سمائی ہوئی ہے بلکہ یوں سمجھ لیجیے جیسے ابھی تک اللہ تعالیٰ کلام فرما رہا ہے اور میں سُن رہا ہوں۔

روحوں کے نکالنے کی ترتیب:

تفسیر خلاصۃ التفاسیر میں ہے کہ چونکہ ذریت آدم اُسی ترتیب سے نکلی تھی جس طرح دنیا میں پیدا ہوں گے لہٰذا فرمایا (من ظہورھم) جب تک یہ روحیں پیدا نہ ہولیں گی قیامت نہ آئے گی (تفسیر خلاصۃ التفاسیر جلد ۲ صفحہ ۱۲۰)

روایت نمبر ۲:

حضرت امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور لالکائی رحمھم اللہ نے السنۃ میں بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ کے ضمن میں حضرت عبداللہ بن عمرو نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو اس طرح نکالا جیسے سر سے کنگھی نکالی جاتی ہے (تفسیر در منثور)

فائدہ:

تفسیر مظہری میں بھی ابن جریر کے حوالے سے یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ابن جریر نے ایک ضعیف سند کے ساتھ ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی آیت کے متعلق فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے اس طرح اولاد کو نکالا گیا جیسے کنگھی کے ذریعے سر سے (جوئیں) نکالی جاتی ہیں۔ پھر فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے کہا کیوں نہیں۔ ملائکہ نے کہا شھدنا ہم نے گواہی دی۔

(تفسیر مظہری شریف اُردو ترجمہ ج ۳ ص ۴۹۹)

روایت نمبر ۳:

حضرت ابن عباس سے رضی اللہ عنہما نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا گویا کہ وہ پانی کی موج میں آنے والی چیونٹیاں ہیں۔ (تفسیر در منثور اُردو ترجمہ جلد ۳ صفحہ ۱۴۴)

روایت نمبر ٤:

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمھم اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت کو مس فرمایا۔ آپ اس وقت عرفات کے پہلو میں وادی نعمان میں تھے اور اس سے ان تمام ارواح کو نکالا جنھیں قیامت تک پیدا فرمانا ہے پھر ان سے میثاق لیا اور یہ ایک آیت تلاوت کی "اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ" آپ نے اس آیت کو اسی طرح یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

(تفسیر در منثور اردو ترجمہ جلد ۳ صفحہ ۴۵۱)

فائدہ:

اس سلسلے میں مزید روایات بھی ملتی ہیں جسے مفصل مطالعہ مطلوب ہو وہ تفسیر در منثور کا مطالعہ کرے۔

روحوں سے یہ وعدہ کہاں لیا گیا:

مفسر قرآن حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ امام بغوی فرماتے ہیں کہ ابن عباس

سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کو نکالا پھر ہند کے علاقہ دھناء میں عہد لیا گیا یہ وہ جگہ ہے جہاں آدم علیہ السلام زمین پر اُترے تھے۔ کلبی کہتے ہیں کہ میثاق مکہ اور طائف کے درمیان ہوا تھا۔ سدی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ابھی آسمان سے اترے نہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور آپ کی اولاد کو نکالا۔

(تفسیر مظہری شریف اُردو ترجمہ جلد ۳ ص ۴۹۹)

حکیم الامت شیخ القرآن مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ

''یہاں اس آیت میں پہلے عہد کا ذکر ہے اے محبوب ﷺ آپ ان لوگوں سے اس واقعہ کا ذکر کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ کے علاقہ میں عرفات پہاڑ کے پیچھے میدان نعمان میں آدم علیہ السلام کی پُشت پر دست قدرت پھیر کر ان سے ان کی اولاد نکالی پھر اولاد سے ان کی اولاد پھر ان سے ان کی اولاد حتیٰ کہ تاقیامت پیدا ہونے والے لوگ اسی ترتیب سے نکالے جس ترتیب سے پیدا ہوں گے یہ سب چیونٹیوں کی شکل میں تھے۔ پھر ان پر اپنی تجلی ڈالی اپنا جمال دکھا کر ان سے فرمایا کہ بولو کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہاں تو ہی ہمارا رب ہے ہم اس کی گواہی دیتے ہیں یعنی اقرار کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے یہ عہد و پیمان اس لیے لیا تا کہ تم قیامت میں یہ نہ کہہ سکو کہ اے مولیٰ! تیری ربوبیت سے بے خبر رہے ہمیں معافی دے دے۔ کریم بے خبر مجرم کو پکڑا نہیں کرتے (تفسیر نعیمی جلد ۹ صفحہ ۳۸۵)

فائدہ:

معلوم ہوا کہ جس ترتیب سے تاقیامت پیدائش ہوگی اسی ترتیب سے نکالا گیا۔ اسی طرح تفسیر روح البیان میں ایک مفصل حدیث مبارکہ بیان کر کے یہ فائدہ لکھا ہے کہ۔

''اس حدیث سے یہ نہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے تمام ارواح بالذات آدم علیہ السلام سے نکالے بلکہ اس طرح ہوا کہ پہلے اُن کی پشت مبارک سے وہ نکالے جو ان سے بلاواسطہ پیدا ہوں گے پھر ان ارواح کو جو ان سے جتنے پیدا ہوں گے اسی طرح تاقیامت کے سلسلہ کی ترتیب رہی (تفسیر فیوض الرحمٰن تفسیر روح البیان پارہ ۹ صفحہ ۱۹۲)

ارواح کو ان کی صورتوں میں رکھا:

امام عبد بن حمید، عبداللہ بن احمد بن حنبل نے زوائد المسند میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم ابوالشیخ، ابن مندہ نے کتاب الرد علی الجہمیہ میں لالکائی، ابن مردویہ، بیہقی نے الاسماء، والصفات میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اُنھوں نے ارشاد باری تعالیٰ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِن م بنی ادم.......... بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۔ کے ضمن میں کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پُشت سے ان کی تمام اولاد کو نکالا تو ارواح کو ان کی صورتوں میں رکھا پھر انھیں قوت گویائی عطا فرمائی چنانچہ اُنھوں نے گفتگو کی پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد و میثاق لیا اور خود اُنھیں ان کے نفسوں پر گواہ بناتے ہوئے ان سے پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو ان سب نے کہا: بے شک تو ہی ہمارا رب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تم پر سات آسمانوں کا گواہ بنا رہا ہوں اور تم پر تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو گواہ بنا رہا ہوں تا کہ قیامت کے دن یہ نہ کہو کہ ہمیں تو اس کے بارے علم نہیں تھا۔ تم جان لو بلاشبہ میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میرے بغیر کوئی رب نہیں۔

تم میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ میں عنقریب تمھاری طرف اپنے رسول بھیجوں گا وہ تمھیں میرا عہد و میثاق یاد دلائیں گے اور میں تم پر کتابیں نازل کروں گا۔

سب نے جواب دیا: ہم شہادت دیتے ہیں کہ بلاشبہ تو ہی ہمارا رب اور ہمارا اللہ ہے تیرے سوا نہ کوئی ہمارا رب ہے اور نہ ہی کوئی الٰہ ہے۔

پس ان تمام نے اقرار کر لیا پھر حضرت آدم علیہ السلام کو ان پر بلند کیا گیا تا کہ آپ ان کی طرف دیکھ لیں چنانچہ آپ نے غنی و فقیر اور حسین و جمیل صورت رکھنے والوں اور ان کے سوا دوسرے افراد کو دیکھا تو عرض کیا: اے میرے رب! تو نے اپنے بندوں کے مابین مساوات قائم کیوں نہ کی؟

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے یہ پسند کیا ہے کہ میرا شکر ادا کیا جائے۔

آپ نے ان میں انبیاء علیہم السلام کو دیکھا، جو چراغوں کی مثل منور اور روشن تھے ان سے نبوت و رسالت کے بارے میں خصوصی علیحدہ میثاق لیا گیا کہ وہ پیغام حق اللہ تعالیٰ کے بندوں تک پہنچائیں گے اس کا ذکر اس ارشاد میں ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ (الاحزاب: ۷) الایہ (تفسیر در منثور اردو ترجمہ جلد ۳ صفحہ ۴۵۳-۴۵۲)

فائدہ:

واضح ہوا کہ اس دن ارواح کو ان کی صورتوں میں رکھا جن صورتوں میں آنا تھا۔

روز میثاق ناموں کے ساتھ پکارا گیا:

امام ابن حاتم اور ابن جریر رحمھم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت سے ان کی اولاد کو چیونٹیوں کی مثل نکالا پھر اُنھیں ان کے ناموں کے ساتھ پکارا اور کہا یہ فلاں ابن فلاں ہے یہ ایسے ایسے عمل کرے گا یہ فلاں بن فلاں ہے یہ ایسے ایسے عمل کرے گا پھر اُنھیں اپنے دست قدرت کے ساتھ مٹھیوں میں پکڑا اور فرمایا یہ جنت میں ہوں اور یہ جہنم میں ہوں گے۔ (تفسیر در منثور اُردو ترجمہ جلد ۳ صفحہ: ۴۵۰)

فائدہ:

معلوم ہوا کہ روز میثاق ان کی صورتوں میں رکھا جو ان کی صورتیں دنیا میں ہوئی تھیں اور اُنھیں بلایا بھی ان کے ناموں اور ان کے باپ کے نام سے پکارا گیا۔

اب ملاحظہ فرمایئے کہ کیا عہد میثاق کسی کو یاد بھی رہا یا نہیں۔

فائدہ:

جب میثاق والے دن روحوں کو ان صورتوں میں نکالا گیا جو ان کی صورتیں دنیا میں ہوئی تھیں اور ان کے نام بھی وہی پکارے گئے جو دنیا میں ہونے تھے تو جن بزرگوں کو عہد میثاق کا واقعہ اچھی طرح یاد تھا تو ان لوگوں کو لوگوں کی صورتیں اور نام بھی یاد رہ سکتے ہیں۔ پس یہی وجہ ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ہرم کو ان کے نام اور ان کے باپ کے نام کے ساتھ پکارا۔ گو ظاہری ملاقات نہ ہو سکی مگر عہد میثاق والی ملاقات تو ذہن میں تھی۔ اس لیے آپ نے حضرت ہرم رضی اللہ عنہ کو ان کے باپ کے

نام سمیت پکارا۔ ہمیں صرف اس لیے انکار نہیں کر دینا چاہیے کہ ہمیں تو کچھ بھی یاد نہیں وہ بھی تو انسان تھے ان کو کیسے یاد رہ گیا۔ یہ محض غلط ہے یہ تردید بذات خود غلط ہے کیونکہ دیکھئے چند ایام پہلے پڑھے ہوئے میں سے طلباء امتحان دیتے ہیں۔ ان ہی سے کچھ اعلیٰ ترین انداز میں کامیابی حاصل کرتے ہیں اور بعض فیل ہوتے ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی فیل ہونے والا چیلنج دیتا پھرے کہ انہوں نے بھی وہی کچھ پڑھا ہے جو میں نے پڑھا ہے انہوں نے بھی اسی استاد سے پڑھا ہے جس استاد سے میں نے پڑھا ہے یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ انہیں نمبر کیسے حاصل ہو گئے اور میں کیسے ناکام ہو گیا معلوم ہوتا ہے کہ دھاندلی ہوئی ہے۔ انہوں نے رشوت سے ذریعے اعلیٰ نمبر لگوائے ہیں جب کہ میں نے رشوت نہیں دی اس لیے مجھے فیل کر دیا گیا ہے۔ ایک ہی کلاس میں پڑھنے والے طلباء کے مابین نتیجے کا اتنا فرق کیوں ہوتا ہے۔ اس سوال کے جوابات متعدد ہو سکتے ہیں ان میں سے ایک یہ جواب بھی ہوگا۔ بے شک ایک ہی استاد نے سبق پڑھایا اور ایک ہی سبق پڑھایا سب کو ایک جیسے انداز میں سمجھایا مگر اس میں سے جس کو جتنا یاد رہا اتنا ہی دوران امتحان میں لکھا کسی کو کچھ بھی یاد نہ رہا تو اس نے کچھ بھی نہ لکھا محض ادھر اُدھر کی بے تکی باتیں لکھ کر امتحان کے اوقات سے جان چھڑائی اور اپنی زبان سے ہر ایک کے سامنے تیس مار خاں بنتے ہوئے بڑھانکنے لگے کہ "اسیں تاں پرچے گڈ آئے ہاں جی!" یعنی ہم بہترین انداز میں پیپر حل کر آئے ہیں۔ جب نتیجہ آیا تو حقیقت سب پر عیاں ہوگئی۔ روزِ میثاق کے سلسلے میں بھی یہ حقیقت یاد رکھنے کی ہے کہ سب انسان حقیقت میں ایک جیسے نہیں بلکہ بہت تفاوت ہے کسی کو عہد یاد رہ گیا کسی کو یاد نہ رہا۔ اس سلسلے میں بھی انسان برابر نہیں ہیں۔

عہدو میثاق کسی کو بھی یاد رہا نہیں

یہ عہد کبھی نہیں بھول گئے بلکہ بعض اللہ کے بندوں کو یہ عہد یاد رہ گیا تھا۔

کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اے درویش! یہ آیت عہد الست یاد دلانے والی ہے تاکہ کوچہ غفلت کے پنجروں کو آگاہ کر دے اور ہوش مندان بیدار دل تو اس سوال وجواب سے خود غافل نہیں ہیں۔

بیت

اَلست از ازل ہمچنانش بگوش
بہ فریاد قَالُوا بلےٰ درفروش

(تفسیر فیوض الرحمٰن میں یہی فائدہ ان الفاظ میں ہے۔

فائدہ:

کاشفی صاحب نے فرمایا کہ یہی آیت اَلَست کے عہد کا مرکز ہے تاکہ بے خبر کو متنبہ کرے ورنہ ہوش مند اور بیدار دل حضرات اس روز کے سوال وجواب سے غافل نہیں۔

ندائے الست ہمچناں شان بگوش
بفریاد قالو بلیٰ خروش

الست کی ندا تا حال ان کے کانوں میں گونج رہی ہے اس لیے وہ ابھی قالو بلیٰ کی فریاد کر رہے ہیں۔

(تفسیر فیوض الرحمٰن اُردو ترجمہ البیان پارہ ۹، صفحہ: ۱۹۴،۱۹۳)

حضرت شیخ علی بن سہل بن الطہر اصفہانی قدس سرہ کا قول مبارک:

شیخ علی بن سہل (رحمۃ اللہ علیہ) سے دریافت کیا گیا کہ قالو بلیٰ کا دن یاد ہے؟
فرمایا: یاد کیوں نہیں ہے، وہ دن کل ہی تو تھا نفحات الانس شریف صفحہ: ۲۷۳ تذکرہ شیخ علی بن سہل بن الاطہر اصفہانی)

فائدہ:

بعض حضرات اس قول کو شیخ ابوجعفر محمد بن فاذہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف منسوب کرتے ہیں، شیخ ابوجعفر محمد (رحمۃ اللہ علیہ) شیخ بن یوسف البنا (رحمۃ اللہ علیہ) کے شاگرد تھے کتاب پر السلف میں مذکور ہے۔ ممکن ہے کہ یہ قول دونوں بزرگوں کا ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں راوی کو سہو ہوا ہو۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ اس کلام میں نقص موجود ہے اس لیے کہ صوفی کی نظر میں دے اور فردا کچھ نہیں اس بروز اوں کی ابھی تو رات بھی نہیں ہوئی۔

(شیخ الاسلام) گفتہ دریں نقص است، صوفی را دے وفردا چہ بود آں روز ازل ہنوز شب نیامرہ صوفی تو ابھی اسی دن میں ہے۔ (نفحات الانس اُردو ترجمہ صفحہ: ۲۳۷)

شیخ علی بن سہل رحمۃ اللہ علیہ کا موت کے متعلق کلام وعمل:

شیخ علی بن سہل (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں

لَیسَ مَوتِیْ کَمَوْتِ احدکم اَنَّمَا ھُوَدَعَاہُ واجابۃ ادعی فاجیب فکان قال یوماً قاعِدًا فی جماعۃ فقال لبیك ووقع میتاً○

میری موت تمہاری جیسی موت نہیں! وہ صرف پکارنا اور قبول کرنا ہے پس ایسا ہی ہوا آپ ایک روز جماعت صوفیہ میں تشریف فرما تھے کہ اچانک اُنھوں نے لبیک فرمایا اور وصال فرما کر گر پڑے (ان کا وصال ہو گیا)

اللہ والے موت سے نہیں ڈرتے:

اللہ والے موت سے نہیں ڈرتے کیونکہ ان کا عقیدہ ہوتا ہے کہ فنا کا نام موت نہیں بلکہ محض عالم دنیا سے دوسرے جہان میں منتقل ہونے کا نام موت ہے اسی لیے شیخ علی بن سہل (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا تھا کہ لَیسَ مَوتِیْ کَمَوْتِ اَحَدَکُم کہ میری موت تمہاری موت جیسی نہیں موت کے بارے میں جب اولیائے کرام کا عقیدہ یہ ہے کہ موت محض ایک جہاں سے دوسرے جہان میں منتقل ہونے کا نام ہے فنا کا نام نہیں تو پھر ایک پنجابی زبان کی ضرب المثل ہے کہ موئیٰ نٹھا موت کولوں تے موت اگے کھلی یا موئیٰ نٹھا موت تھیں تے موت اگے کھلی

اسی طرح حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے ایک شعر منسوب ہے ملاحظہ فرمائیے۔

موئیٰ نٹھا موت تھیں، ڈھونڈے کائے گلی
چارے کُنڈے ڈھونڈیاں، اگے موت

فائدہ:

یہ شعر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے منسوب اشعار کے بعض مجموعوں میں موجود ہے۔

یہاں موسیٰ سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد نہیں لیے جاسکتے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب انبیائے کرام اور اولیائے کرام موت سے نہیں ڈرتے بلکہ موت کو محبوب حقیقی سے شرف ملاقات کا سبب جانتے ہیں حقیقت بھی یہی ہے تو پھر کیسے تسلیم کرلیا جائے کہ یہاں موسیٰ سے مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ہیں۔ یہاں موسیٰ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام مراد نہیں لیے جاسکتے اس سلسلے میں بڑی لمبی بحث اس سلسلے میں تفصیلی مطالعہ کے لیے ہماری تصنیف لطیف ''فیضان الفرید'' شرح دیوان بابا فرید کا مطالعہ کیجیے انشاء اللہ بڑا فائدہ ہوگا ''فیضان الفرید'' مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور اور مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاک پتن شریف نظامی کتب خانہ مکتبہ ذوقیہ شہیدیہ اور شہیدی بازار پاک پتن شریف دیگر کتب خانوں سے بھی یہ کتاب حاصل کی جاسکتی ہے۔

شیخ الاسلام حضرت عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک:

حضرت علی بن سہل رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک تفسیر حسینی میں بھی ہے مگر یہاں نام علی سہیل اصفہانی لکھا گیا ہے۔

شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس جواب میں نقصان ہے کل جو گزر گئی اور کل جو آئے گی اس سے صوفی کو کیا اس روز کی ابھی شام ہی نہیں ہوئی اور صوفی پر وہ ہی دن ہے۔

روز امروز ست ای صوفی وشاں

کے بود از وی فرداشاں

آنکہ از حق نیست غافل یک نفس

ماضی و مستقبلش حالت ست بس

(۱) صوفیوں کا ہر روز امروز (الیوم) ہے ان کے ہاں تو آج اور کل کا کوئی نشان نہیں۔

(۲) جو حق سے لحہ بھر غافل نہیں اس لیے ماضی و مستقبل و حال یکساں ہیں۔

(۱) تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان پارہ ۹ صفحہ:۱۹۴)

(۲) تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۳۲۰)

(۳) نفحات الانس اُردو ترجمہ صفحہ:۲۷۳)

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک:

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو بھی الست کی گھڑی یاد ہے آپ نے فرمایا: ہاں وہی آواز میرے کانوں میں تا حال گونج رہی ہے (تفسیر فیوض الرحمٰن تفسیر روح البیان پارہ ۹ صفحہ:۱۹۴)

دیوبند مکتبہ فکر کے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب نے ایک سوال کا جواب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

اول تو اس نوع بنی آدم میں بہت سے ایسے افراد بھی ہیں جنھوں نے یہ اقرار کیا ہے کہ ہمیں یہ عہد پوری طرح یاد ہے، حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ عہد و میثاق مجھے ایسا یاد ہے گویا اس وقت سن رہا ہوں (تفسیر معارف القرآن جلد ۴ صفحہ ۱۱۵)

فائدہ:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ:۳۸۶ پر درج کیا ہے۔

پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے پنجاب کے حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں یہ شعر۔

قالو بلیٰ تو کل دی گل اساں اگے دی پریت لگائی

مہر علی جدوں بیٹھے سن دتی سی میم گواہی

(تفسیر نعیمی جلد ۹ صفحہ ۳۸۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول مبارک:

سوال: یہ عہد کسی کو یاد بھی رہا یا نہیں؟ اس سوال کا جواب بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جواب: ہاں بعض بندوں کو یاد رہا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے وہ عہد و پیمان سارا کا سارا یاد ہے۔ (تفسیر نعیمی جلد ۹ صفحہ ۳۸۶)

سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ۔

الست بربکم سنیا دل میرے نت قالو بلیٰ کو کیندی ہو

حُب وطن دی غالب ہوئی ھک پل سون نہ دیندی ہو

قہر پوے تینوں رہزن دنیا توں تاں حق دا راہ مریندی ہو

عاشقاں مول قبول نہ کیتی باہو تو نے کر کر زاریاں روندی ہو

اہل سماع کی سماع میں بے ہوشی کا سبب:

حضرت بابا فرید مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ اہل سماع جو سماع میں بے ہوش ہو جاتے ہیں وہی الست بربکم کی ندا کے سبب جو انھوں نے سنی تھی بے ہوش ہو جاتے ہیں پس یہ وہی بے ہوشی ہے جو اس روز تک ان میں پائی جاتی ہے جونہی دوست کا نام سُنتے ہیں حرکت حیرت کا ذوق اور بے ہوشی ان میں طاری ہوتی ہے یہ سب کچھ معرفت کی وجہ سے ہے یعنی جب تک دوست کی شناخت حاصل نہ ہو خواہ ہزار سال بھی عبادت کرے اسے اطاعت میں ذوق حاصل ہی نہیں ہوتا کیونکہ اسے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ اطاعت کس لیے کرتا ہے یہ اطاعت ہی مقصود ہے۔ (راحت القلوب مجلس ۴ صفحہ:۲۳ ہشت بہشت)

خلاصہ:

مندرجہ بالا بحث سے واضح ہوا کہ عہد میثاق عام لوگوں کو تو یاد نہ رہا البتہ بعض بزرگوں کو اس دنیا فانی میں آنے کے بعد بھی یاد رہا۔ بلکہ اچھی طرح یاد رہا بعض بزرگوں کو تو اس عہد کی جزئیات بھی یاد رہ گئیں۔ اب غور فرمایئے کہ جب جزئیات بھی یاد رہ گئیں تو روایت میں یہاں تک آتا ہے کہ اس روز ہر ایک کا نام معہ اس کے باپ کے پکارا گیا اور بعض بزرگ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ جس وقت یہ اقرار لیا گیا میرے آس پاس کون کون لوگ موجود تھے۔ تو اب ذرا حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کا ملفوظ شریف ملاحظہ فرمایئے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمھارا نام مجھے اس نے بتایا جس کے علم وخبر سے کوئی چیز باہر نہیں میری روح نے تمھاری روح کی طرف توجہ کی اور میری روح نے تمھاری روح کو پہچان لیا۔ مومنین کی روحیں ایک دوسری کو پہچان لیتی ہیں خواہ صاحب روح کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہ رہا ہو اور نہ وہ کبھی ایک دوسرے سے ملے ہوں۔

فائدہ:

یہاں تو عہد میثاق کے بعد عالم دنیا میں آنے کا معاملہ ہے حالانکہ دنیا میں وصال فرمانے کے بعد اللہ کے محبوب بندے قبر میں بھی انشاء اللہ مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیں اور پھر جب روح کو دیگر ارواح کے پاس لے جایا گیا تو وہ روحیں بھی پہچان لیں گی اور یہ روح دوسری ارواح کو بھی انشاء اللہ پہچان لے گی۔ اس سلسلے میں کافی دلائل ہیں حق تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین **سید المرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین**

عہد میثاق یاد:

یہ واضح ہوا کہ بعض افراد کو وہ عہد میثاق یاد رہا بلکہ اچھی طرح یاد رہا بلکہ وہ کیفیت زندگی بھر محسوس کرتے رہے۔

جان پہچان:

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جان پہچان بھی کسی کو رہی یا نہیں اس سلسلے میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ کی تفسیر مبارک تفسیر نعیمی کا مطالعہ مفید رہے گا۔

حضرت سہیل تستری (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ میں نے اسی دن سے اپنے مریدوں شاگردوں کو پہچان لیا۔
(تفسیر نعیمی جلد ۹ صفحہ: ۳۸۹)

دیوبند مکتبہ فکر کے مفسر قرآن مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب نے لکھا ہے کہ بعض نے یہاں تک کہا ہے کہ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ جس وقت یہ اقرار لیا گیا میرے آس پاس میں کون کون لوگ موجود تھے۔ **(تفسیر معارف القرآن جلد ۴ صفحہ: ۱۱۵)**

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ عہد میثاق بعض اولیاء اللہ کو نہ صرف یاد رہا بلکہ بعض ارواح کی پہچان بھی یاد رہی۔ ان کی روحی اور جسمی صورتوں کی پہچان یاد رہی بلکہ ان کے اسماء بھی یاد رہے یہی وجہ ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ایسے فرمایا ورنہ آپ ایسا کچھ ارشاد نہ فرماتے کیونکہ اولیاء کرام جھوٹ نہیں بولتے بلکہ ہمیشہ سچ کو اپناتے ہیں۔ اسی لیے رب کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ **کونو مع الصادقین** سچوں کا ساتھ اختیار کرو۔

روز میثاق نام لے کرپکاراگیا:

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ امام ابن ابی طالب اور ابن جریر رحمہما اللہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت سے ان کی اولاد کو چیونٹیوں کی مثل نکالا۔ پھر انھیں ان کے ناموں کے ساتھ پکارا اور کہا یہ فلاں بن فلاں ہے۔ یہ ایسے ایسے عمل کرے گا یہ فلاں بن فلاں ہے یہ ایسے ایسے عمل کرے گا پھر انھیں دست قدرت کے ساتھ دونوں مٹھیوں میں پکڑا اور فرمایا یہ جنت میں ہوں گے اور یہ جہنم میں۔

(تفسیر درمنشور اُردو ترجمہ جلد ۳ صفحہ: ۴۵۰) تفسیر عبدالرزاق زیر آیت ھذا جلد ۲ صفحہ ۹۸ دار الکتب العلمیہ بیروت)

-----☆☆☆-----

اللہ کا در کافی ہے

فرمایا:

ایک ہی کی طرف متوجہ اور یکسو ہو جانا چاہیے کیونکہ اسی ایک میں ہی پوری کائنات ہے اور اسی ایک کا در ہی تیرے لیے تسلی واطمینان کے لیے کافی رہے گا۔ (لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ صفحہ: ۱۳۳)

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور سب کا پروردگار بھی ہے اللہ تعالیٰ نے ہی جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔

کما قال اللہ تعالیٰ:

وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون

فائدہ:

جنوں اور انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس لیے ہمیشہ اس کی طرف متوجہ ہونا چاہیے عبادت اور ذکر حق کے دوران خشوع وخضوع اختیار کرنا چاہیے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغولیت اختیار کرنی چاہیے۔ اس سلسلے میں خوب یکسوئی اختیار کرنا نہایت فوائد عظیمہ کا سبب ہے۔

یکسوئی اختیار کرنا:

بعض بزرگ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور یکسوئی اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر میں مشغول رہتے ہیں جیسے حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ قرنی اسی لیے ارشاد فرمایا ہے ہمہ وقت انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور یکسو ہونا چاہیے۔ ایک لحہ بھی غفلت کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔

کیونکہ بزرگ فرماتے ہیں کہ جو دم غافل سو دم کافر۔ یعنی جو لحہ یا سانس بھی غافلانہ رنگ میں گزرا گویا کفران نعمت حق میں وہ لحہ یا سانس گزرا حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

سلطان العارفین سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

قلب ہلیا تاں کیا کجھ ہویا کیا ہویا ذکر زبانی ہو
قلبی، روحی، خفی، سری، سبھے راہ حیرانی ہو
شہ رگ توں نزدیک جلیندا یار نہ ملیوس جانی ہو
نام فقیر تنہاں دا باہو جہڑے وسدے لامکانی ہو

(ابیات باہو)

اے درویش اگر تیرا دل محض ظاہری طور پر ہلنے لگ گیا یا تو نے زبانی ذکر کر لیا تو کون سا کمال ہوا۔
سب اذکار قلبی، روحی، خفی، سری (وغیرہ) سب منازل راہ ہیں اور باعث حیرانی۔
مقصود حقیقی تو اس ذات پاک کا وصال ہے جو کہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب رہتا ہے اے طالب تو نے سارے ذکر اذکار تو پورے کر لیے لیکن تیرے دل وجان میں بسنے والا محبوب تجھے نہ ملا۔
اے باہو، فقیر تو (ان عارفان کامل) کا نام ہے جو کہ واصل ذات ہو کر لامکاں میں بستے ہیں۔

فائدہ:

گویا آپ فرما رہے ہیں کہ محض ظاہری ذکر ہی حقیقی ذکر نہیں بلکہ کمال خشوع وخضوع اختیار کرتے ہوئے یکسوئی کے ساتھ اللہ کی عبادت اور ذکر میں مشغول ہونا چاہیے کہ اور یہ شغل ہمہ وقت ہونا چاہیے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ فرمارہے ہیں کہ ایک لمحہ بھی اس شغل سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

جو دم غافل:

سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ناں میں جوگی ناں میں جنگم، ناں میں چلہ کمایا ہو
ناں میں بھج مسیتی وڑیا، ناں تسبا کھڑکایا ہو
جو دم غافل سو دم کافر، مرشد ایہہ فرمایا ہو
مرشد سوہنی کیتی باہو، پل وچ جا پہنچایا ہو

(اے درویش! میں حصول معرفت میں) نہ تو جوگی وجنگم بنا ہوں نہ ہی چلہ (وریاضت کی محنت کو) کمایا ہے۔
نہ تو میں (عابدان ظاہر کی طرح) دوڑ کر مساجد میں داخل ہوا ہوں اور نہ ہی میں نے (موٹے دانوں والی تسبیح کو (وردواوراد میں) کھڑکایا ہے۔
(میں نے تو حصول معرفت کے لیے دائمی ذکر ذات اختیار کیا ہے) مجھے مرشد نے یہ فرمایا ہے کہ: جو دم (ذکر الٰہی سے) غافل ہے (وہی دم ہے معرفت خارج ہو کر) کافر ہو جاتا ہے۔
اے باہو میرے مرشد (کامل) نے کتنا بہترین کام کیا کہ (بغیر محنت وریاضت) ایک پل میں (حضور ذات ﷺ میں)

پہنچادیا۔

اسلامی تصوف:

اس شعر کی شرح بیان کرتے ہوئے پروفیسر سلطان الطاف علی صاحب نے لکھا ہے کہ

''حقیقی اسلامی تصوف تو ہوئی اور نفس کے پنجے سے نجات حاصل کرنا اور یافت وشہودِ حق کا قائم کرنا خلق سے فانی ہوکر حق سے بقاپانا سکھلاتا ہے۔

عمر بن عثمان المکی سے تصوف کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔صوفی نقد وقت کی قیمت جانتا ہے اور ہر وقت جس کا ہوتا ہے اس کا ہو رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ ان کمالات ظاہری کو انھوں نے کبھی اپنا شعار نہیں بنایا بلکہ ان کا طریق کار تو ہر دم اپنے نفس کی نگرانی کرتا رہا ہے اور اسی خالص اسلامی تصوف کی ہی برکت تھی کہ حضرت سلطان العارفین کو آنحضور ﷺ کے حضور سے شرف قبولیت عطا ہوا۔ (ابیات باہو ترجمہ وشرح صفحہ ۵۹۳)

ذکر معہ فکر:

ذکر کنوں کر فکر ہمیشاں ایہہ لفظ تکھا تلواروں ہو
کڈھن آہیں نے جان جلاون فکر کرن اسراروں ہو
ذاکر سوئی جہڑے فکر کماون ہک پلک ناں فارغ یاروں ہو
فکردا پھٹیا کوئی نہ جیوے پٹے مڈھ چا پاڑوں ہو
حق دا کلمہ باہو! رب رکھے فکر دی ماروں ہو

(اے درویش) ذکر (الٰہی) کے واسطہ سے (حصول معرفت کے لیے) ہمیشہ فکر (اسرار ذات) کیا کر (حالانکہ یہی (فکر اسرار ذات مقام سلوک میں تلوار سے بھی زیادہ تیز ہے جو (عاشقان ذات الٰہی) اسرار ذات میں فکر کرتے ہیں۔ وہ (ایسی پرسوز) آہیں نکالتے ہیں (جس سے خواہشات نفس تو درکنار) جان (تک) جلادیتے ہیں ذاکر اسم اللہ ذات تو وہ ہیں جو کہ (اسرار ذات کا) فکر حاصل کرنے کے لیے کمائی کرتے ہیں اور ایک پلک (جھپکنے کی دیر بھی ذکر وفکر) محبوب سے فارغ نہیں ہوتے۔ فکر (اسرار ذات تو خواہشات نفس اور توہمات ماسویٰ اللہ) کے (درخت کے) تنے کو بیخ سے اکھاڑ دیتا ہے اے باہو (میں) کلمہ حق کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فکر (اسرار ذات) کی مار سے بچائے۔

فائدہ:

حضرت سلطان العافین نے فرمایا'' ذکر دوام ایسا خفیہ ذکر ہے کہ ذاکر کو بظاہر معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ذکر خفیہ اسم اللہ کے تصور کرنے سے ہے جو کہ تمام وجود میں اس طرح جاری ہوجاتا ہے جیسے طعام میں یا پانی میں نمک مل جاتا ہے۔صاحب ذکر خفی چار چیزوں سے پہچانا جاتا ہے۔

اول یہ کہ اس کو تاثر اسم ذات سے وہ لذت وحلاوت حاصل ہوتی ہے کہ اگر اس کا ایک ذرہ مشرق سے مغرب تک مخلوقات کو پہنچے تو سب مست ہوجاویں۔

دوم اگر کوئی اس کے جسم پر تلوار مارے تو اس کے وجود کو ذرہ ذرہ کردے ہرگز جنبش نہ کرے۔
سوم یہ کہ مال وزر دیناو مافیھا اس کی نظر میں ہیچ ہوتا ہے اور خاک اور زر اس کے نزدیک برابر ہو۔
چہارم یہ کہ بوجہ تصور اسم ذات کے اشغال واستغراق اللہ کے وہ لی مع اللہ پر پہنچ جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ دیکھو میرا بندہ کس قدر استغراق و مشاہدہ وانوار و تجلیات و مقام قرب حاصل کر رہا ہے کہ بجز میرے کسی دوسری چیز کی خبر نہیں رکھتا اور ہر دو جہان کو اس نے بھلا دیا ہے اور مجھے اپنی عزت جلالیت کی قسم! کہ اس اپنے بندے کو دونوں جہان سے زیادہ ثواب دوں گا۔ (ابیات باہو ترجمہ و شرح صفحہ: ۳۴۷)

کامیابی اور فلاح کو پہنچے:

قرآن مجید میں ہے کہ:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ○

تحقیق کامیابی اور فلاح کو پہنچ گئے وہ مومن جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔

خشوع اختیار کرنے کی فضیلت:

وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

اور بے شک نماز دشوار ہے مگر جن کے دلوں میں خشوع ہے ان پر کچھ بھی دشوار نہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اس کا خیال رکھتے ہیں کہ بلاشبہ وہ اپنے رب سے قیامت میں ملنے والے ہیں اور مرنے کے بعد اسی کی طرف لوٹ کے جانے والے ہیں

عبادت میں خشوع وخضوع کے متعلق عجیب حکایت:

سیدنا حضرت عیسیٰ روح اللہ (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کا مبارک زمانہ تھا ایک عورت نیک اور صالحہ تھی اس نے ایک مرتبہ تنور میں روٹیاں لگائیں ابھی روٹیاں تنور میں ہی تھیں کہ نماز کا وقت ہوگیا عورت نے وضو کیا اور نماز شروع کردی۔ شیطان نماز کی حالت میں عورت کے ایمان میں خلل ڈالنے کے لیے اُس نے ایک عورت کا روپ دھارا اور اس عورت کے پاس آکر بولا: بی بی! تیری روٹیاں تنور میں جلی جارہی ہیں مگر جن لوگوں کو آتش دوزخ میں جلنے کا ڈر ہو اور دلوں میں ایمان کامل ہو، روٹی کی فکر انہیں عبادت سے کب ہٹا سکتی ہے؟ اُس اللہ کی نیک بندی نے شیطان کی بات پر بالکل توجہ نہ دی بلکہ نماز ہی میں مشغول رہی۔ شیطان نے جب دیکھا کہ عورت پر اس کے فریب کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ اس نے عورت کے ننھے منے بچے کو اُٹھا کر تنور کے گرم گرم انگاروں پر ڈال دیا۔
اسی اثناء میں اس نیک عورت کا خاوند گھر آیا۔ اُس نے دیکھا کہ اس کا بچہ تنور میں گرم انگاروں سے کھیل رہا ہے یہ شخص سیدنا حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ بیان کیا۔
آپ نے فرمایا کہ اس نیک خاتون کو میرے پاس لاؤ۔
جب وہ حاضر ہوئی تو آپ نے اس سے پوچھا: اے بی بی! تو کون سا نیک عمل کرتی ہے جس کی وجہ سے یہ واقعہ رونما ہوا؟
نیک خاتون نے عرض کیا: اے روح اللہ! صرف اتنی سی بات ہے کہ جب بے وضو ہوتی ہوں۔ تو وضو کر لیتی ہوں۔ جب

وضو کرلیتی ہوں تو نماز کے لیے کھڑی ہوجاتی ہوں اور جب کسی کو کوئی حاجت پیش آتی ہے تو اس کی حاجت پوری کرتی ہوں اور جو تکالیف لوگوں کی طرف سے پہنچتی ہیں اُن پر صبر کرتی ہوں (فیضانِ سنت۔بحوالہ نزہتہ المجالس)

نماز ادا کرنے کا ایک منظر:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تو قصہ مشہور ہے کہ جب لڑائی میں ان کو تیر لگ جائے تو وہ نماز ہی میں نکالے جاتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ران میں ایک تیر گھس گیا، لوگوں نے نکالنے کی کوشش کی نہ نکل سکا۔ آپس میں مشورہ کیا کہ جب یہ نماز میں مشغول ہوں اس وقت نکالا جائے آپ نے جب نفلیں شروع کیں اور سجدہ میں گئے تو ان لوگوں نے اس کو زور سے کھینچ لیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آس پاس مجمع دیکھا۔ فرمایا کیا تم تیر نکالنے کے واسطے آئے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا وہ تو ہم نے نکال بھی لیا۔ آپ نے فرمایا: مجھے خبر ہی نہیں ہوئی۔ (فضائل نماز باب سوم۔ تبلیغ نصاب)

وہی راستہ جو اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام پہ واضح فرمایا اور انبیائے کرام کی اتباع میں محبوبانِ بارگاہِ حق نے اپنایا۔ وہی راستہ دنیا وآخرت میں سرخروئی کے لیے کافی کسی اور روش کو اپنانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے علاوہ جو بھی راستہ اپنایا جائے۔ انسان کو راہِ حق سے دور گمراہی کی دلدل میں پھینک دے گا۔ جس کی سزا کے طور پر ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں پھینکے جانے کے عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس لیے وحدہ لاشریک کا ایک ہی در کافی ہے کسی اور کے در پہ بھٹکنے کی ضرورت نہیں۔ جو اس ایک در سے بھٹک جاتا ہے اسے ہزاروں لاکھوں اربوں کھربوں دیوتاؤں کے سامنے رسوا ہونا پڑتا ہے اس کے باوجود حقائق اس سے پوشیدہ رہتے ہیں دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہوتا ہے اور آخرت میں بھی اسے عذابوں کا سامنا کرنا پڑے گا بلکہ قیامت کے دن اس کا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں ہوگا۔

کافروں کے لیے عذاب:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○

(پارہ ۳ آل عمران ۲۲)

یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے اعمال اکارت گئے دنیا اور آخرت میں اور ان کا کوئی مددگار نہیں (کنز الایمان)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○ (پارہ ۴ آل عمران ۹۱)

بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور کفر میں ہی مر گئے ہرگز نہ قبول کیا جائے گا ان میں کسی سے زمین بھر سونا بھی اگرچہ اس کو اپنی خلاصی کے لیے دے۔ ان کے واسطے ہے عذاب دردد ینے والا اور نہیں ہے ان کو کوئی مدد دینے والا۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○ (پارہ ۴ آل عمران: ۵۶)

تو وہ جو کافر ہوئے ہیں انہیں دنیا وآخرت میں سخت عذاب کروں گا اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

اولیائے کاملین اور مؤمنین کا مددگار اللہ:

کافروں کے متعلق حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی اولیائے کاملین، شہداء کرام اور انبیائے کرام کا دراقدس کوئی اور نہیں بلکہ یہاں سے ہی حق تعالیٰ کے جلوے نظر آتے ہیں اُنھیں کے قرب سے حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

اسوہ حسنہ:

مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے متعلق فرمان وحدہ لاشریك ملاحظہ فرمایئے۔

فائدہ:

جب ہمہ وقت ہی اس انداز میں رب کائنات کے ذکر میں مشغولیت اختیار کی جائے تو انسان دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر محض ذاتِ حق کے تصور میں ہی گم ہو جاتا ہے۔ اسی کیفیت کو ہی اس حدیث مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے کہ موتو اقبل انت موتوا کہ کوئی لمحہ بھی غفلت میں نہ گزرے۔ ہر لمحہ خوب ہوشیار ہو کر حق تعالیٰ کے ذکر و فکر میں محو ہو جائے۔

ملفوظات بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: اے درویش! درویشوں نے دنیا میں بحالت زندگی اپنے تئیں مردہ بنایا ہے اور اپنے تئیں تمام چیزوں سے باز رکھا ہے۔ ہاتھوں کو چھوٹا کرلیا ہے تاکہ نہ لینے کے قابل جو چیز ہے وہ نہ لیں اور زبان کو گونگا بنالیا ہے تاکہ نہ کہنے والی بات نہ کہی جائے اور پاؤں کو لنگڑا کرلیا جائے تاکہ جہاں پر جانا مناسب نہیں وہاں نہ جائیں پس جو لوگ اس قسم کے ہیں وہ واقعی مقام قرب کو پہنچ چکے ہیں اور انشاء اللہ قیامت کے عذاب سے نجات پائیں گے۔ (اسرار اولیاء فصل ۲)

ہروقت یاد حق میں مشغولیت کا فائدہ:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: اے درویش: تصوف کے مذہب وسلوک کے مطابق وہ شخص صوفی اور سالک ہی نہیں جو یادِ حق میں نہیں اس واسطے کہ جس دم وہ یادِ الہٰی سے غافل رہتا ہے اسے کیا معلوم کہ اس سے کیسی کیسی نعمتیں ہٹائی گئی ہیں اس لیے جہاں تک ہو سکے یادِ الہٰی سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

پھر فرمایا: جو لوگ ہر وقت یادِ الہٰی میں مستغرق رہتے ہیں اکثر استغراق کی حالت میں ان کے سر پر تلوار بھی چلائی جائے تو بھی (اُنھیں) خبر نہیں ہوتی۔ (اسرار اولیاء فصل ۱۷)

زندہ دل والا:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اہل تصوف صرف اسی دل کو زندہ سمجھتے ہیں جو یادِ حق میں مستغرق ہو اور ایک دم بھی یادِ الہٰی سے غافل نہ ہو (اسرار اولیاء فصل ۱۲)

حکایت:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ کوئی واصل ذکر حق سے غافل ہو گیا تو اس شہر میں آواز پھیل گئی کہ فلاں صوفی جہان میں زندہ نہیں رہا۔ مرگیا ہے۔ شہر کے لوگوں نے اس کے گھر پر آکر جب حال دریافت کیا تو اسے زندہ پایا۔ واپس جانے لگے۔ تو پاس بلا کر فرمایا کہ واقعی وہ آواز ٹھیک تھی۔ اس لیے کہ میں ہر وقت یادِ الہٰی میں مشغول رہتا تھا لیکن ایک گھڑی غافل ہو گیا اس

لیے یہ آواز دی گئی کہ فلاں بن فلاں نہیں رہا۔

فائدہ:

بعد ازاں (بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے) فرمایا: کہ ان لوگوں کے دل جو یادِ الٰہی سے غافل ہیں اس واسطے کہ اہل تصوف اس دل کو جو یادِ الٰہی سے غافل ہو۔ زندہ شمار نہیں کرتے۔ ان کا قول ہے کہ جو دل زندہ ہے۔ وہ کبھی یادِ حق سے غافل نہیں ہوتا۔ (اسرار اولیاء فصل ۱۷)

شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی حالت:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک بزرگ پر حالت طاری ہوتی تو ایسا مستغرق ہو جاتا کہ اگر اس حالت میں ذرہ ذرہ بھی کر دیں تو اسے خبر نہ ہو چنانچہ کہتے ہیں کہ جب ملجم بد بخت نے عہد کر لیا کہ میں امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کو ہلاک کروں گا۔ تو ہر ایک نے اسے کہا کہ تو کیا اگر تیرے جیسے ہزار بھی ہوں تو بھی امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کو ہلاک نہیں کر سکتے ہاں! اس وقت تو کر سکتا ہے جب کہ آنجناب نماز میں یادِ حق میں مشغول ہوں کیونکہ اس وقت آپ حضورِ حق میں اس قدر مستغرق ہوتے ہیں کہ آپ کو اپنے آپ کی ذرہ خبر نہیں ہوتی۔

ایک روز آپ نماز میں مشغول تھے اور حضورِ حق میں ایسے مستغرق تھے کہ آپ کو اپنے آپ کی کوئی خبر نہ تھی۔ ملجم بد بخت نے آ کر دائیں طرف ہو کر تلوار کا وار کیا اور شکم مبارک زخمی کیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اپنے تئیں خون آلودہ دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے؟ کسی نے کہا کہ آپ نماز میں مشغول تھے کہ ملجم نے آپ پر تلوار کا وار کیا فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ایسے وقت میں وار کیا کہ میں ذکرِ حق میں تھا اور مجھے اپنے آپ کی خبر نہ تھی (اسرار اولیاء فصل ۱۷)

فائدہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ اور آپ کے کلام مبارک کے متعلق تفصیلات کے لیے ہماری زیر ترتیب تصنیف لطیف فیضان حیدری کا مطالعہ انشاء اللہ تعالیٰ نہایت مفید رہے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق مختصر تعارف اور حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ اور ملفوظات کے متعلق ہماری بہترین تصنیف حیات الفرید اور زیر ترتیب تجلیات الفرید اور حضرت بابا مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات معہ شرح انشاء اللہ فیضان الفرید کی جلد دوم یعنی فیضان الفرید شرح ملفوظات بابا فرید میں آپ کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کروں گا (الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی)

اللہ کافی ہے:

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا خالق و مالک ہے۔ دنیا و آخرت کے انعامات سے نوازنے والا وحدہ لاشریک ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔ بہت مہربان رحمت والا روز جزاء کا مالک۔

فائدہ:

لفظ اللہ کے معنی یہ ہیں کہ تمام مخلوق اپنی حاجتوں اور مصیبتوں میں اسی کی طرف رجوع اور عاجزی کرتی ہے۔ ''الرحمٰن'' بڑی مہربانی کرنے والا نیک بدسب کورزق دیتا ہے اور مصیبتوں کو دور کرتا ہے ''الرحیم'' مومنوں پر آخرت میں خاص رحمت فرمائے گا۔ ان کے گناہوں کی مغفرت فرما کر جنت میں داخل فرمائے گا یعنی دنیا میں ان کے گناہوں پر پردہ ڈالے گا اور آخرت میں جنت میں داخل فرمائے گا مطلب یہ ہوا کہ میں اللہ تعالیٰ جمال وخوبی اور نعمت و برکت والے سارے عالم کے خالق و مالک اور احسان کرنے والے اور ہدایت دینے والے بزرگ و بلند مرتبے والے، سب کی فریاد سننے والے، سب کورزق دینے والے، مومنوں پر آخرت میں خاص رحمت فرمانے والے کے نام سے شروع کرتا ہوں (تفسیر ابن عباس اُردو ترجمہ صفحہ:۱۱)

رجوع الی اللہ:

اس لیے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر میں مشغول ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ذیشان کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے سے ہی دنیاو آخرت کی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں اس لیے ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں رہنمائی قرآن مجید، مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے کاملین کی بہترین انداز زندگی سے حاصل ہوگی۔ ان بزرگوں کے انداز حیات اپنانا ہمارے لیے بارگاہ حق سے انعامات کے حصول کا سبب ہوگا۔

ہماری دعا:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ٥ ہم نماز کی ہر رکعت میں یہ دُعا کرتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں سیدھے راستے یعنی صراط مستقیم پہ چلنے کی توفیق عطا فرما۔

اہل سنت کا بیڑا پار:

مذہب اہل سنت و جماعت صراط مستقیم ہے کیونکہ فرقہ جبریہ انسان کو پتھر کی طرح بالکل مجبور مانتے ہیں اور فرقہ قدریہ انسان کو پتھر کی طرح مجبور مانتے ہیں اور فرقہ قدریہ انسان کو بالکل مختار اہل سنت کہتے ہیں کہ انسان خلق میں مجبور اور کسب میں مختار ہے۔ رافضی صحابہ کرام کے دشمن خارجی اہل بیت کرام امت کے لیے جہاز اور صحابہ کرام ستارے قطب نما خارجیوں نے کشتی کو چھوڑا۔ رافضیوں نے :نما تاروں سے منہ موڑا دونوں کی کشتی ڈوب گئی اہل سنت کا بیڑا پار ہے۔ (تفسیر نعیمی جلد اصفحہ:۸۱)

صراط الذین انعمت علیھم:

راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔ یعنی یا اللہ ہمیں ان لوگوں کے راستے پہ چلنے کی توفیق عطا فرما جنھیں تو نے دینی نعمتوں سے نوازا ہے۔

اب غور فرمایئے کہ ایسے کون سے لوگ ہیں جن پہ اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے کیا محض بادشاہت اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ اگر محض بادشاہت اللہ تعالیٰ کا انعام ہوتا تو کتنے ہی ایسے بادشاہ گزرے ہیں جن پہ اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا۔ کیا محض دولت مندی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے ہرگز نہیں کیونکہ اگر محض دولت مندی انعام ہوتی تو قارون کا وہ حشر نہ ہوتا جو قرآن میں بیان ہوا۔ معلوم ہوا انعام

سے مراد یا نعمتوں سے مراد وہ نعمتیں نہیں جن کا تعلق محض دُنیوی امور سے ہے بلکہ یہاں جن نعمتوں یا انعام کا ذکر ہو رہا ہے۔ ان کا تعلق دین سے ہے یعنی دینی نعمتیں یا دینی انعام یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے کہ:

اُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ٥

جن پہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا وہ حضرات چار گروہ ہیں۔ (۱) پیغمبر (۲) صدیقین (۳) شہداء (۴) صالحین اولیاء اللہ

فائدہ:

اگر ہر نعمت مراد ہوتی تو پھر اس میں کافر، منافق اور فاسق سبھی آجاتے ہیں۔ کیونکہ سبھی کو اللہ تعالیٰ نے عمر، مال، اولاد او حکومت وغیرہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔

زندگی گزارنا:

بہرحال زندگی گزارنے کے لیے دُنیوی بھول بھلیوں میں بھٹکنے کی ضرورت نہیں اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا متعین کردہ راستہ ہی کافی ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ٥ (پارہ۲۱الاحزاب:۲۱)

بے شک تمھیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لیے کہ اللہ اور پچھلے دن کی اُمید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

رسول اللہ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ھے:

رب کائنات کا ارشادِ گرامی ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (سورۃ النساء:۸۰)

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

گناھوں کی بخشش:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ج فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ٥ (پارہ۳آل عمران:۳۱۔۳۲)

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمھیں دوست رکھے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ تم فرمادو کہ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو

اللہ کو خوش نہیں آتے کافر (کنزالایمان شریف)

فائدہ:

اسی طرح قرآن واحادیث میں صدیقین، شہداء اور مومنین کاملین اولیائے کرام کے متعلق فضائل بے شمار بیان ہوئے ہیں اللہ والوں کا قرب انسان کو حق تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے اور ان کی گستاخی دنیا و آخرت میں عظیم نقصان کا سبب ہے اس سلسلے میں شیطان کی حکایت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔

خلاصہ:

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس ملفوظ شریف میں فرمایا ہے کہ ایک ہی طرف متوجہ اور یکسو ہو جانا چاہیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز سے توجہ ختم کر دینی چاہیے جو انسان وحدہ لاشریک کی طرف یکسو ہو جاتا ہے اور عبادت میں مشغولیت اختیار کر لیتا تو پوری کائنات اس انسان کی خادم بن جاتی ہے۔ ہر لحاظ سے وہ انسان مطمئن ہو جاتا ہے کیوں نہ جو انسان اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت فرماتا ہے

كما قال قال رسول الله ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ يَقُوْلُ اِنَّا مَعَ عَبْدِىْ اِذَا ذَكَرَنِىْ وَتحَرَّكَتْ بِىْ شَفَتَاهُ۔

(رواہ البخاری شریف مشکوۃ شریف کتاب الدعوات باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ حدیث نمبر ۲۱۶۳)

بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب اپنے دونوں ہونٹوں کو حرکت دیتا ہے۔

فائدہ:

یعنی جب تک بندہ میرا ذکر جپتا رہتا ہے میں رحمت کرم سے محبت سے توفیق خیر سے اس کے ساتھ رہتا ہوں خیال رہے کہ خدا تعالیٰ ربوبیت سے ہر بندے کے ساتھ ہے قہر وغضب سے بے دینوں کے ساتھ رحمت عامہ سے ہر مومن کے ساتھ ہے رحمت خاصہ سے ہر ذاکر کے ساتھ ہے اور نور و تجلی سے حضور انور کے ساتھ ساتھ ہونے میں بہت وسعت ہے یہ ہمراہیاں قرآن کریم کی مختلف آیتوں میں مذکور ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذاکرین کے پاس رہنا خدا تعالیٰ کے پاس رہنا ہے۔
(مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۳ صفحہ ۳۴۱)

فاقموجھک:

قرآن مجید میں ہے کہ:

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

تو اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی طاعت کے لیے ایک اکیلے اسی کے ہو کر۔ اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ کی بنائی ہوئی چیز نہ بدلنا۔ یہی سیدھا دین ہے۔ مگر بہت لوگ نہیں جانتے۔

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

(پارہ ۲۱: سورۃ الروم: ۳۰۔۳۱)

اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے اور اس سے ڈرو اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں سے نہ ہو۔

فائدہ:

اسی لیے صرف ایک اللہ کی طرف ہی ہمہ وقت متوجہ رہنا چاہیے اور یکسوئی اختیار کرنی چاہیے۔

-----☆☆☆-----

رب کی طرف بھاگ

فرمایا:

حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ سے کسی نے عرض کیا کہ حضرت مجھے کچھ وصیت کیجیے: فرمایا اپنے رب کی طرف بھاگ اس نے عرض کیا: میری روزی کا انتظام کس طرح ہوگا؟

افسوس ہے اُن لوگوں پر جو یقین کی قوت سے خالی ہیں اور شک کے گڑھے میں پڑے ہیں بھلا جو خدا کی طرف بھاگے گا اُس کو پھر رزق کے لیے کوشش کی ضرورت کیا ہے۔ وہ تو خود رب العالمین کا ذمہ ہے۔

(لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ اُردو ترجمہ تاجدار یمن صفحہ ۱۳۰)

مطلب:

آپ سے جب کسی نے وصیت کرنے کے لیے کہا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے رب کی طرف بھاگ یعنی اپنے رب کی طرف جا۔ اپنے رب کی طرف کوشش کرتا کہ تجھے حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔ اگر تجھے حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہو گیا تو سمجھ لینا کہ تجھے سب کچھ حاصل ہو گیا اور اگر تو حق تعالیٰ کے قرب سے محروم رہ گیا تو سمجھ لے تو سب کچھ ضائع کر بیٹھا کیونکہ تیری زندگی کا مقصد ہی محض اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔ اگر تو حق تعالیٰ کی عبادت سے ہی غافل رہ گیا تو اس میں شک نہیں کہ تو اپنی زندگی کی بازی ہار بیٹھا۔ اس لیے جلدی کر اور حق تعالیٰ کی طرف بھاگ کہیں ایسا نہ ہو کہ تو اپنی منزل کھوٹی کر بیٹھے۔

اس نے سوال عرض کیا۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کے قرب کی طرف بھاگ اُٹھا تو میرے لیے روزی کون کمائے گا کیونکہ زندہ رہنے کے لیے روزی ضروری ہے۔ اگر انسان کو روزی ملتی رہے اور وہ استعمال کرتا رہے تو زندہ رہتا ہے ورنہ اس کا زندہ رہنا ہی ممکن نہیں اور جب زندہ ہی نہ رہے گا تو اس کی عبادت کیسے کر سکے گا۔ اس لیے روزی بھی ضروری۔ ایسے حال میں میری روزی کا کیا بنے گا مجھے رزق کہاں سے حاصل ہوگا۔ مجھے کھانے کے لیے کھانے کا سامان کون لا کر دے گا۔ میں تو بھوکا ہی مر جاؤں گا۔

اس کا یہ سوال سنتے ہی آپ نے افسوس کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ رب العالمین ہے واللّٰہ خیر الرّٰزقین جب ہم اللہ تعالیٰ کو خیر الرازقین تسلیم کرتے ہیں تو پھر ہمیں روزی کے لیے پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ تیری اس گفتگو کا مطلب یہ ہوا کہ تجھے روزی پہنچنے کا یقین نہیں ہے۔ ایسے لوگوں پر افسوس ہے جو یقین کی قوت سے خالی ہیں اور شک کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں پتہ نہیں ہمیں رزق ملے بھی یا نہ ملے۔ اگر ملے گا تو کہاں سے ملے گا؟ کیسے ملے گا۔ اللہ کے بندے اللہ رب العالمین ہے وہی خیر الرازقین ہے جب تو اس کی طرف بھاگے گا رزق تو اسی ذات سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے رزق کے لیے تجھے پریشانی میں مبتلا ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے رزق لکھ دیا ہے۔ وہ تجھے ہر حال میں ملے گا۔ اس لیے رزق کے لیے تو پریشانی میں مبتلا نہ ہو کیونکہ وہ تو خود رب العالمین کا ذمہ ہے اور انشاء اللہ تا حیات تجھے رزق ملتا ہی رہے گا اس سلسلے میں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

اللہ رب العالمین ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ الفاتحہ:۱)

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا (کنزالایمان)

فائدہ:

لفظ رب کے تین معنی ہیں مالک۔ سردار۔ پالنے والا۔

(۱) مالک تو اس لیے کہ تمام جہانوں کا خالق و مالک حقیقی ہے۔

(۲) سردار وہ ہے جو بلند مرتبہ و مقام رکھے ہے بے شک حق تعالیٰ سب سے بلند و بالا ارفع و اعلیٰ ہے۔

(۳) پالنے والا وہ تمام جہانوں کا جب سے عالم بنا اور جب تک رہے گا اسی کی ربوبیت ہے۔ دنیا میں پالنے والے ماں باپ بھی ہیں۔ جن کے متعلق فرمایا گیا کَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ لیکن جب بچہ باپ کی پشت میں ہو اور ماں کے رحم میں آجائے تو نطفہ سے جما ہوا خون بنا پھر گوشت کا لوتھڑا بنا پھر اعضاء بنے اور روح ڈالی گئی پھر اس کا رزق عمر اس کا عمل شقی ہونا یا سعید ہونا لکھ دیا جاتا ہے ان اوقات میں ماں باپ کو اس کی پرورش سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جب وہ پیدا ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ماں کے سینہ میں دودھ کی نہریں جاری کر دیں حالانکہ وہ بھی خون ہی تھا لیکن ماں کی مامتا نے وہ تاثیر پیدا کی کہ ماں کا خون دودھ کی شکل میں بچہ کی غذا بنی۔ بچہ کے لیے تنومندی اور نشوونما کا باعث بنا وہی ذات ہے جو رب العالمین کہلانے کی سزاوار ہے۔

(تفسیر الحسنات جلد اول صفحہ:۲۰)

فائدہ:

گویا آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ ارے بندے! جب تیرا نام و نشان بھی نہ تھا اس وقت تجھے کس نے رزق دیا تھا۔ اس وقت تیری تنومندی کا نشان تک نہ تھا۔ تیری ماں کے دل میں تجھے دودھ پلانے کے لیے اسی رب نے ہی یہ بات ڈالی تھی کہ اسے دودھ پلا اور اس کے دل میں تیرے لیے محبت بھی رب کائنات نے ہی پیدا کی تھی اس لیے ظاہری اسباب پہ نظر رکھنے کی بجائے حقیقت کو بھانپنے کی کوشش کر۔ اس لیے حقیقی رب العالمین کی طرف بھاگ جو ہر ایک کی پرورش ہر حال میں کرتا ہے۔

اسی رب کی طرف بھاگ۔ اسی رب کی عبادت میں مشغول ہو جا۔ تاکہ تیری دنیا بھی سنور جائے اور آخرت بھی۔ اللہ رب العالمین بھی ہے اور خیر الرازقین بھی ہے۔ اس پہ پختہ یقین ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ سب کا رازق ہے:

(۱) اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ (پارہ ۲۱۔ روم ۴۰)

اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا (کنز الایمان شریف)

فائدہ:

تمہاری بقاء کے لیے جسمانی بقاء کے لیے ظاہری روزق بخشتا ہے اور روحانی بقاء کے لیے ایمان وتقویٰ کا باطنی رزق عطا فرماتا ہے۔ جسمانی روزی دنیا کے کھیتوں باغوں سے بخشی ایمانی روزی مدینہ منورہ کی سرزمین سے پہنچائی ہر قسم کی روزی پہنچانا رب العلمین کا کام ہے۔

(۲) وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا ؕ لَا نَسْــٴَـلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ (پارہ ۱۶ طٰہٰ: ۱۳۲)

اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ۔ کچھ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے۔ ہم تجھے روزی دیں گے اور انجام کا بھلا پرہیز گاروں کے لیے (کنز الایمان شریف)

فائدہ:

محض روزی کی تلاش میں حق تعالیٰ کی یاد سے غفلت اختیار کرنا اچھا کام نہیں رزق بھی تلاش کرنا چاہیے مگر حق تعالیٰ کی یاد سے یکسر غفلت اختیار کرنا قرآن وسنت کے خلاف ہے۔

درج بالا آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حکیم الامت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

"یعنی تجھے تیری اور تیری اولاد کی روزی کا ذمہ دار نہیں بنایا۔ اس کے کفیل ہم ہیں اس آیت کا منشاء یہ نہیں کہ انسان کمانا چھوڑ دے۔ کمائی کا حکم قرآن وحدیث میں بہت جگہ آیا ہے منشاء یہ ہے کہ کمائی کی فکر میں آخرت سے غافل نہ ہو۔

(تفسیر نور العرفان)

فائدہ:

یہی اس ملفوظ شریف کا مطلب ہے کہ محض دنیوی جنجالوں میں پھنس کر محض دنیا کے لیے ہی ہو کر نہ رہ جائے کیونکہ تو محض دنیا کے حصول کے لیے نہیں آیا بلکہ تجھے تو حق تعالیٰ کی عبادت کے لیے زندگی عطا ہوئی ہے۔ لہٰذا محض دنیا داری سے بھاگو۔ محض رزق تلاش کرتے کرتے کہیں حق تعالیٰ سے غافل نہ ہو جانا۔ اگر ایسا ہوا تو نہ دنیا میں چین سے رہ سکو گے اور نہ ہی آخرت میں فائدہ حاصل کر سکو گے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا و آخرت میں تباہی و بربادی کا شکار ہو جاؤ گے لہٰذا آج غور وفکر سے کام لے تاکہ کل تجھے پچھتانا نہ پڑے۔

(۳) اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُo (پارہ:۲۷ الذاریت:۵۸)

بے شک اللہ تعالیٰ ہی بڑا رزق دینے والا ہے قوت والا قدرت والا ہے۔

فائدہ:

کہ روزی سب کو دیتا ہے خیال رہے کہ روزی عامہ تو عام مخلوق کو دیتا ہے جیسے سورج کی روشنی، ہوا، زمین کا فرش، آسمان کا سایہ اور روزی خاصہ مخصوص بندوں کو دیتا ہے جیسے ایمان، عرفان، ولایت، ہدایت، نبوت وغیرہ۔ اگر روزی بندے کے کسب پر موقوف ہوتی تو ماں کے پیٹ میں بچہ کو نہ ملتی (تفسیر نور العرفان)

رزق اللہ کے ذمہ کرم پر:

وَمَا دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّھَا وَمُسْتَوْدَعَھَا ؕ کُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍo (پارہ۱۲ ھود:۶)

اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہوگا۔ سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے۔ (کنز الایمان شریف)

فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ بندہ بہت بے وقوف ہے جو رزق کی فکر میں اپنی مغفرت کی فکر نہ کرے، کیونکہ رزق کا رب نے وعدہ فرمایا۔ مغفرت کا وعدہ نہیں فرمایا بلکہ ارشاد فرمایا فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ فکر اپنی نجات کی چاہیے اللہ نصیب کرے (تفسیر نورالعرفان)

رب کی طرف بھاگ:

یہی وجہ ہے کہ جب وصیت پوچھی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا اپنے رب کی طرف بھاگ یہی تیرے لیے مفید ہے۔ محض رزق کے حصول کی بھول بھلیوں میں پھنس کر کہیں تو ایسا بھی غافل نہ ہوجائے کہ تیرے ذہن سے حق تعالیٰ کی یاد بالکل ہی محو ہوجائے۔

اللہ بے حساب رزق دیتاھے:

وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ o (پارہ۲ البقرہ:۲۱۲)

اور خدا جسے چاہے بے حساب رزق دے۔

وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ o (پارہ۱۸ النور:۳۸)

اور اللہ جسے چاہے بے حساب رزق دے۔

فائدہ:

اسی طرح بے شمار ایسی آیات ہیں جن سے واضح ہوتا ہے حقیقی رزق رساں وحدہٗ لاشریک ہے۔ وہی ہر ایک کو رزق عطا

فرماتا ہے۔لہٰذا جس روزق کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے تجھے رزق عطا فرمانا ہے۔ جتنا میں نے تجھے رزق عطا فرمانا ہے تجھے اتنا ہی رزق ملے گا۔اس سے بڑھ کر تم رزق حاصل نہیں کر سکتے۔

رزق پیدا ہونے سے پہلے لکھ دیا جاتا ہے:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ سچے مصدوق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ تم میں ہر ایک کا مادہ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفہ رہتا ہے۔پھر اسی قدر خون کی پھٹک پھر اسی قدر لوتھڑا پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ چار باتیں بتا کر بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ اس کے کام، اس کی موت، اس کا رزق اور بد بخت ہے یا نیک بخت ہے سب کچھ لکھ جاتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے تو اس کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم میں بعض جنتیوں کے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں صرف ایک ہاتھ فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اچانک نوشتہ تقدیر اس کے سامنے آتا ہے اور دوزخیوں کے کام کر لیتا ہے پھر وہاں ہی پہنچتا ہے اور تم میں بعض دوزخیوں کے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں صرف ایک ہاتھ رہ جاتا ہے کہ اس کا نوشتہ سامنے آتا ہے اور جنتیوں کے کام کرتا ہے پھر اس میں داخل ہو جاتا ہے۔

فائدہ:

پس قرآن وحدیث سے واضح ہوا کہ روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے ابھی انسان پیدا ہی نہیں ہوتا کہ اس کا رزق لکھ دیا جاتا ہے اس لیے رزق کی خاطر بے ایمانی سے کام لینا، رشوت لینا وغیرہ حق تعالیٰ کے انعامات سے دوری کا سبب ہے اسی لیے اس رزق پہ قناعت کرنی چاہیے جو حق تعالیٰ نے لکھ دیا ہے۔زیادہ کے لیے کوشش سے رزق زیادہ تو نہ مل جائے گا۔

روزی سے دل نہ لگا:

اسی لیے بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اے درویش! شریعت اور طریقت میں صادق بندہ وہ ہے جو روزی سے دل نہ لگائے بلکہ فراخ دلی سے اپنے مولا کی اطاعت میں مشغول رہے اور حقیقت جان لے کہ جو کچھ میرے مقدر میں ہے مجھے مل کر رہے گا اس سے کچھ ذرہ بھر بھی کم نہ ہوگا پس اے درویش! اگر سالہا سال تو مارا مارا پھرے تو جو رزق تیری قسمت میں لکھا جا چکا ہے وہ بغیر تیری کوشش اور طلب کے تجھے مل جائے گا اور اگر تو زیادہ چاہے تو ایک ذرہ بھر بھی نہیں ملے گا۔

اے درویش! فقر کی راہ میں ثابت قدم وہ ہے جو روزی سے دل نہ لگائے کہ آج تو میں نے کھالیا ہے کل کیا کھاؤں گا ایسے شخصوں کو اصحاب طریقت بد دین اور بد دیانت کہتے ہیں (ہشت بہشت اسرار الاولیاء فصل سوم)

بابا فریدالدین مسود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی حیات اور ملفوظات کے سلسلے میں ہماری بہترین تصنیف لطیف ''حیات الفرید'' اور آپ کے کلام کی بہترین شرح کے لیے ہماری تصنیف لطیف ''فیضان الفرید'' کا مطالعہ کیجیے۔نیز بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات اور ان کی شرح کے متعلق فیضان الفرید جلد ۲ شرح ملفوظات بابا فرید لکھنے کا ارادہ ہے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے یہ کام مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رزق انسان کو ڈھونڈھتا ہے:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل سلوک لکھتے ہیں کہ جس طرح موت انسان کو ڈھونڈتی رہتی ہے اور اس کے کندھے پہ

لکھی ہے جہاں کہیں آدمی جاتا ہے رزق اس کے ہمراہ جاتا ہے اگر بیٹھتا ہے تو رزق بھی اس کے پاس ہی بیٹھ جاتا ہے۔

پھر فرمایا۔ اے درویش! بے غم رہ۔ کیونکہ تیرا رزق تیرے کندھے پر لکھا ہے تو فراخ دلی سے اللہ تعالیٰ کے کام (یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبادت) میں مشغول ہو کیونکہ جو تیرا مقسوم ہے وہ ضرور بالضرور مل کر رہے گا۔

(ہشت بہشت۔ اسرار رہ اولیاء فصل سوم)

کبیرہ گناہ:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ایک بزرگ کی زبانی سُنا ہے کہ یہ بھی ایک کبیرہ گناہ ہے کہ انسان رزق کے لیے غمگین ہو کہ آج تو کھا لیا ہے کل شاید ملے یا نہیں۔

پھر فرمایا: اے درویش! اگر سو سال بھی مارا مارا پھرے اور مقسوم سے بڑھ کر رزق طلب کرے۔ تو مقدر سے زیادہ ذرہ بھر بھی تجھے نہیں ملے گا۔

حکایت:

پھر فرمایا: ایک شخص کئی سال تک روزگار کے لیے مارا مارا پھرا۔ ایک شہر سے دوسرے شہر میں جاتا اور ایک مقام سے دوسرے مقام میں لیکن جو اس کی روزی تھی اس سے ذرہ بھر بھی زیادہ نہ ہوئی چنانچہ جب وہ شخص واپس آیا تو پہلے کی نسبت بھی بُری حالت تھی لوگوں نے پوچھا کیا حالت ہے؟

کہا: مسلمانو! میں تو اس لیے گیا تھا کہ رزق زیادہ ہو جائے گا لیکن جو کچھ میری قسمت میں لکھا ہے اس سے ذرہ بھر بھی زیادہ نہیں ہوا۔ (ہشت بہشت۔ اسرار الاولیاء فصل ۳)

حکایت:

فرمایا: ایک دفعہ ایک شخص نے روزگار سے تنگ آ کر شہر چھوڑنا چاہا۔ جب ایک بزرگ سے وداع ہونے کو گیا تو اس نے پوچھا: کہاں اور کیوں جاتے ہو؟

عرض کیا: اس شہر کو چھوڑتا ہوں۔ شاید روزگار میں بہتری ہو جائے۔

اس بزرگ نے فرمایا: اچھا اس شہر کے خدا کو میرا سلام کہنا۔

وہ حیران ہو گیا اور پوچھا: کہ کیا وہاں کا خدا کوئی اور ہے؟ خدا تو ایک ہی ہے۔

اس بزرگ نے فرمایا: اے نادان! جب تو اتنا جانتا ہے کہ خدا ہر جگہ ایک ہے۔ تو کیا اتنا بھی نہیں جانتا کہ اس شہر میں اور اس شہر میں تیرا مقدر ایک ہی ہے۔ جا! فراخ دلی سے اطاعت الٰہی میں مشغول ہو۔ پھر دیکھ کہ تجھے کیا کیا نعمتیں ملتی ہیں۔

(ہشت بہشت۔ اسرار الاولیاء فصل سوم)

فائدہ:

اسی لیے بزرگ فرماتے ہیں کہ محض رزق کی طلب میں مارے مارے پھرتے رہنے سے رزق حاصل نہیں ہوتا بلکہ ہر حال میں رزق وہی ملتا ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے اس لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو فرمایا کہ رب کی طرف اس کی

عبادت کر جو کچھ حاصل ہونا ہوگا تجھے حاصل ہو ہی جائے گا۔ اس سلسلے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں مگر پھر بھی اسے یہ حقیقت سمجھ نہ آئی تو سوال کر دیا کہ میری روزی کا انتظام کیسے حاصل ہوگا؟

تو آپ نے ارشاد فرمایا تو اللہ کے رازق ہونے میں شک کیوں کرتا ہے۔ بلاشبہ اللہ رازق ہے۔ اس نے رزق پہچانا ہے۔ جتنا رزق مقدر میں ہے وہ پہلے ہی لکھ دیا گیا ہے۔ اس لیے وہ رزق تجھے ہر حال میں ملے گا۔ ان لوگوں پر افسوس ہے جو شک کے گڑھے میں پڑے ہیں۔ بھلا جو اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگے گا۔ اس کو پھر رزق کے لیے کوشش کی ضرورت کیا ہے؟ وہ تو خود رب العالمین کا ذمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذمہ داری سے ہرگز غافل نہیں بلکہ ایک لمحہ بھی غفلت نہیں کرتا اس لیے اس سلسلے میں مطمئن رہنا چاہیے۔

حکایت:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے درویش! ایک مرتبہ ایک واصل کے ہاں بارہ روز تک فاقہ رہا آخر بچوں نے تنگ آ کر کہا کہ یا تو ہمارے لیے خوراک لاؤ یا ہمیں مار ہی ڈالو! تا کہ عذاب سے جان چھوٹے۔ اس نے کہا اچھا آج صبر کرو۔ کل میں مزدوری کرنے جاؤں گا چنانچہ دوسرے روز علی الصبح وضو کر کے جنگل میں جا کر عبادت الٰہی میں مشغول ہوا۔ جب عصر کے وقت واپس آیا تو بچوں نے دامن پکڑ کر پوچھا: کچھ لائے ہو؟

اس نے پیچھا چھڑانے کی خاطر کہہ دیا کہ جس کے ہاں مزدوری کرنے گیا تھا اس نے کہا کہ کل دو دن کی اکٹھی مزدوری دوں گا۔ بچوں نے واویلا مچایا کہ او نامہربان باپ! ہم تو مارے بھوک مرے جاتے ہیں اور تو ہمارے کھانے کا بندوبست نہیں کرتا۔ درویش نے اس روز بھی وعدہ کیا اور جنگل میں جا کر نماز میں مشغول ہو گیا۔ جب عصر کا وقت ہوا تو فرشتوں کو حکم ہوا کہ دوپہر کا آئ ایک برتن میں کچھ شہد اور دو ہزار اشرفیاں بہشت سے لا کر اس درویش کے گھر پہنچا کر اس کے بچوں کو کہہ دو کہ جس کے ہاں دو روز تمہارا باپ مزدوری کرتا رہا ہے اس نے دو روز کی مزدوری بھیجی ہے اور یہ بھی کہلا بھیجا ہے کہ اگر دیکھتا ہے کہ باورچی خانہ گرم ہے اور گھر میں خوشی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ بچے خوشی خوشی آ کر لپٹ گئے اور سارا حال عرض کیا۔ درویش نے نعرہ مار کر کہا اللہ تعالیٰ سوگنا مہربانی کرتا ہے بشرطیکہ ہم اس کے کام میں پکے ہوں۔

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے درویش! جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت فراغ دلی سے کرتا ہے اور معبودہ رزق کے لیے کسی قسم کا اندیشہ نہیں کرتا تو اسے اس طرح رزق پہنچتا ہے جیسا اس بزرگ کو پہنچا (ہشت بہشت۔ اسرار الاولیاء فصل سوم)

فائدہ:

اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بھی یہی وصیت کی۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مفصل ملفوظات کے لیے ہشت بہشت، اسرار الاولیاء اور الفقیر القادری ابو احمد اویسی کی زیر ترتیب کتاب ''تجلیات الفرید'' کا مطالعہ کیجئے۔

-----☆☆☆-----

اللہ کا قرب تلاش کرو

اللہ تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو:

روایت ہے کہ ایک کشتی میں آپ بھی سوار تھے کہ وہ کشتی ڈوبنے لگی تو لوگوں نے دُعا کے لیے عرض کیا تو فرمایا: ترکِ دنیا سے (خلاصہ از سیرت پاک اویس قرنی صفحہ: ۱۵۰) تفصیل دوسرے مقام پر ملاحظہ فرمائیے۔

مطلب:

جب کشتی ڈوبنے لگی، ایسے حالات نظر آنے لگے کہ شاید کشتی محفوظ نہ رہے بلکہ ڈوب جائے موت سامنے نظر آنے لگی ایسی حالت میں سب کو جان کے لالے پڑ گئے۔ سبھی پریشان ہو گئے پریشانی کے عالم میں اور کچھ نہ سوجھا، یہی بات سب کے ذہن میں آئی کہ یہ درویش معلوم ہوتے ہیں کیونکہ ان کی وضع قطع، چال چلن، زندگی گزارنے کا انداز ہر لحاظ سے درویش معلوم ہوتے ہیں۔ ہمارا حال تو بہت برا ہے ہمہ وقت، ہمہ جہت ہم دنیا میں مشغول رہتے ہیں اس لیے ہمارا دُعا کرنا اور ہے اس اللہ تعالیٰ کے بندے کا دُعا مانگنا اور ہے۔ اس لیے سبھی بول اُٹھے کہ سرکار بارگاہِ حق میں دُعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ اس آئی مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔

بزرگوں سے دُعا منگوانا مسلمانوں کا قدیمی طریقہ ھے:

یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کی دُعا سنتا ہے اور سبھی کی دُعاؤں کو منظور کرنے اور ہر شخص کو وہ سب کچھ عطا کرنے کی قدرت رکھتا ہے جو کچھ کہ وہ طلب کرے مگر اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں سے دُعا کرانا بارگاہِ حق میں شرفِ قبولیت سے نوازے جانے کا سبب ہے یہی وجہ ہے کہ بزرگانِ دین سے دُعا کرانے کا اہلِ اسلام میں قدیمی طریقہ چلا آرہا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے چند شواہد ملاحظہ فرمائیے۔

بزرگوں سے دُعا کرانا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سُنت

حضرت عبداللہ ابن بسر سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے والد ماجد کے پاس تشریف لائے تو ہم نے آپ کی خدمت اقدس میں کھانا اور کھجور کا حلوہ پیش کیا۔ اس سے حضور نے کچھ کھایا پھر چھوارے حاضر کیے گئے تو اُنھیں کھانے لگے اور گٹھلیاں دو انگلیوں کے بیچ لے کر پھینکنے لگے کہ کلمہ کی اور بیچ کی انگلی جمع فرماتے اور ایک روایت میں ہے کہ گٹھلیاں اپنی کلمہ کی اور بیچ کی انگلی کی پشت پر ڈالنے لگے پھر پانی لایا گیا حضور نے پانی پیا پھر میرے والد نے آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر عرض کیا حضور ہمارے حق میں اللہ سے دُعا فرمائیے تو فرمایا: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ۔

(مسلم شریف مشکوٰۃ شریف باب الدعوات فی الاوقات)

فائدہ:

اس حدیث مبارکہ سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

(۱) حلوہ قسم کی میٹھی چیز کھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت ہے۔حلوہ اور کھیر وغیرہ میٹھی چیزیں جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں ان سے خواہ مخواہ الرجی کا شکار ہونے والوں کے لیے دعوت فکر ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ دُعائیں سُنتا ہے مگر پھر بھی بزرگانِ دین سے دُعا کرانا مدنی تاجدار کے محبوب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سُنت مقدس ہے۔مگر افسوس کہ بعض لوگوں کو اس سنت مبارکہ سے بھی چڑ ہے۔اللہ تعالیٰ مدنی سوچ عطا فرمائے۔اس سلسلے میں دعوت اسلامی کے مدنی قافلوں میں شمولیت سے بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

مسنون طریقہ:

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کتنے بہترین انداز میں ترک دینا کا درس دیا۔حالانکہ مشکل وقت میں دُعا مانگنا خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت مطہرہ بھی اور دیگر انبیاء کرام کا مسنون طریقہ بھی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت دُعائیں منقول ہیں حتیٰ کہ خود رب کائنات اپنے پاک کلام میں دُعا مانگنے کا سلیقہ سکھایا سورۃ فاتحہ شریف کا بغور مطالعہ کیجیے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی۔اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کے حصول کے لیے دُعا مانگنے کا حکم فرمایا کہ یوں دُعا کیجیے۔

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر انبیاء کرام کی دُعائیں منقول ہے حضرت آدم علیہ السلام کا دُعا فرمانا:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

اور اس دُعا کو شرف قبولیت سے نوازنا یہ حقیقت سمجھانے کے لیے کافی ہے دُعا گناہوں کی معافی اور حق تعالیٰ سے قرب کا سبب ہے۔اس کے علاوہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دُعا کرنا رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ .... یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ اور اس دُعا کی قبولیت سے واضح ہوتا ہے کہ جب بھی کوئی مشکل درپیش ہوئی انبیاء کرام نے دُعا کی تو خالق و مالک نے مشکل لمحات سے نجات عطا فرمائی۔اسی طرح دیگر انبیائے کرام کی دُعائیں بھی منقول ہیں۔

جب ملاحظہ فرمایا کہ لوگ دُعا کے لیے التجا کر رہے ہیں۔تو آپ نے دیکھا کہ لوہا گرم ہے جس طرح بھی موڑنا چاہیں آسانی سے مڑ جائے گا۔اس سے جو کچھ بھی بنانا چاہیں بن جائے گا۔ڈوبتی کشتی میں سوار لوگوں کے سامنے موت ہے۔چند لمحوں کی بات ہے۔جب کشتی ڈوبے گی تو ان لوگوں کی جان کو بھی خطرہ لاحق ہوگا ان کی موت دبے پاؤں ان کی طرف بڑھ رہی ہے موت ان کے قریب سے قریب تر آ رہی ہے۔ہر لمحہ وہ موت کے منہ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔نہ جانے کس وقت کشتی اُلٹ جائے اور موت کا پنجہ ہمیں دبوچ لے۔لوگوں کی اس نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب وقت ہے اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرو۔کیونکہ موت تمھارے سامنے ہے کوئی لمحہ ہی جاتا کہ موت کا پنجہ تمھیں دبوچ لے گا اپنے اپنے اعمال کے مطابق جزا و سزا ہوگی اس لیے بہتر ہے کہ مرنے میں تو چند سانسیں ہیں وہ سانسیں اللہ تعالیٰ کے قرب میں ہی گزار لو۔اگر تم حق تعالیٰ کا قرب پانے میں کامیاب ہو گئے تو تمھاری دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی اور اگر تم حق تعالیٰ کا قرب تلاش کیے بغیر ہی مر گئے تو آخرت میں سزا کے مستحق ٹھہرو گے۔

حق کی تاکید:

اس حال میں جب کشتی والوں نے آپ سے دُعا کی التجا کی تو اس فرمانِ ربانی کے مطابق کہ

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَا صَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (پارہ:۳۰ العصر)

اس زمانہ محبوب کی قسم بے شک انسان ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔ (کنز الایمان شریف)

فائدہ:

آپ نے ان کو حق کی تاکید فرمائی کہ اب بھی وقت ہے گمراہی کی دلدل سے بچ جاؤ اس کا واحد حل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرو۔ اس وقت دُعا کی اہمیت اپنی جگہ مسلم مگر یہ وقت ہے کہ عملی قدم اُٹھاؤ۔ جاہ اور جاہ پرستی۔ زن، زر، زمین اور اس قسم کی تمام باتیں ذہن سے محو کردو۔ وحدہٗ لاشریک کی واحدنیت پہ پختہ یقین کرلو۔ اس ذات کو تلاش کرو جو اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے دُعا بھی تب ہی کارگر ہوگی کہ اس ذات کے سلسلے میں تم جن حجابات میں مبتلا ہو چکے ہو ان سے نجات حاصل کرو۔ ایسے تمام حجابات پھاڑ کر اس ذات کے متلاشی بن جاؤ۔ جب دنیا و مافیہا سے منہ موڑ لو گے تو وہ ذات کوئی دور نہیں۔ وہ تو مجھ سے انتہائی قریب ہے۔ اس کے قرب کا اندازہ اس فرمانِ ربانی سے لگا لیجئے کہ رب کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ میں تمھاری شہ رگ سے بھی قریب ہوں بلکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ۔

اللہ کی رضا تلاش کرنے کی فضیلت:

وَعَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

اِنَّ الْعَبْدَ لَیَلْتَمِسُ مَرْضَاۃَ اللّٰہِ فَلَا یَزَالُ بِذٰلِکَ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لِجِبْرَئِیْلَ اِنَّ فُلَانًا عَبْدِیْ یَلْتَمِسُ اَنْ یُّرْضِیَنِیْ اَلَا وَاِنَّ رَحْمَتِیْ عَلَیْہِ فَیَقُوْلُ جِبْرَئِیْلُ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ عَلٰی فُلَانٍ وَّ یَقُوْلُھَا حَمَلَۃُ الْعَرْشِ وَیَقُوْلُھَا مَنْ حَوْلَھُمْ حَتّٰی یَقُوْلَھَا اَھْلُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ ثُمَّ یَھْبِطُ لَہٗ اِلَی الْاَرْضِ ۝

(رواہ احمد: مشکوٰۃ شریف باب فی سعۃ رحمۃ فصل سوم حدیث نمبر ۲۲۶۹)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندہ اللہ کی رضا تلاش کرتا رہتا ہے اسی جستجو میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ فلاں میرا بندہ مجھے راضی کرنا چاہتا ہے۔ مطلع رہو کہ اس پر میری رحمت ہے تب حضرت جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں فلاں پر اللہ کی رحمت ہے۔ یہ ہی بات حاملین عرش فرشتے کہتے ہیں یہ ہی ان کے اردگرد کے فرشتے کہتے ہیں حتیٰ کہ ساتوں آسمان والے یہ کہنے لگتے ہیں پھر یہ رحمت اس کے

لیے زمین پر نازل ہوتی ہے۔

اچھوں کی دُعا کا فائدہ:

آسمانوں میں اس کے نام کی دھوم مچ جاتی ہے شور مچ جاتا ہے کہ رحمۃ اللہ علیہ یہ کلمہ دعائیہ یعنی اللہ تعالیٰ اُس پر رحمت کرے۔ یہ دُعا یا تو فرشتوں کی دُعا کی وجہ سے ہوتی ہے یا خود وہ فرشتے اپنے قرب الٰہی بڑھانے کے لیے یہ دُعائیں دیتے ہیں۔

اچھوں کا دُعائیں دینا قرب الٰہی کا ذریعہ ہے جیسے ہمارا درود شریف پڑھنا

قلب کی حالت غنچہ بستہ ، اس کو کرم سے کردو شگفتہ

دے دعائیں حافظ خستہ صلی اللہ علیہ وسلم

(مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۳ صفحہ: ۲۱۶)

اولیاء کی مقبولیت کا سبب حکیم الامت:

مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس طرح کہ قدرتی طور پر انسانوں کے منہ سے اس کے لیے نکلنے لگتا ہے رحمۃ اللہ علیہ یا رضی اللہ عنہ اور لوگوں کے دل خود بخود اس کی طرف کھینچنے لگتے ہیں دلوں کی قدرتی کشش محبوبیت الٰہی کی دلیل ہے دیکھیے حضور غوث پاک ، خواجہ اجمیری جیسے بزرگوں کو ہم لوگوں نے دیکھا نہیں مگر سب کو ان سے دلی محبت ہے مسلم شریف میں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل سے فرماتا ہے میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ حضرت جبریل آسمانوں میں اعلان کر دیتے ہیں کہ فلاں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے چنانچہ تمام فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کی مقبولیت پھیلا دی جاتی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح جلد ۳ صفحہ: ۲۱۶)

اللہ کو یاد کرنے کی فضیلت:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے گویا فرمایا کہ اللہ کو تلاش کرو۔ جب انسان کسی چیز کو تلاش کرتا ہے تو ہمہ وقت اس کے ذہن و فہم میں اس کی یاد ہوتی ہے آنکھوں میں اس کی تلاش ہوتی ہے کان اس کی آواز اور اس سے متعلقہ گفتگو سننے کے لیے ہمہ وقت متوجہ رہتے ہیں کہ نہ جانے کہاں سے، کس لمحے اور کس سے مطلوب کا کوئی علم حاصل ہو جائے چونکہ اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنے کا حکم ہوا گویا آپ نے انھیں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور خود موتو قبل انت موتوا کی منزل سے گزر کر اس محبوب حقیقی کو تلاش کرو اور ہمہ وقت ہر لحاظ سے اس کی یاد میں مشغول ہو جاؤ حتیٰ کہ ایک لمحہ بھی اس کی یاد سے غفلت نہ کرنا۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَنَاعِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ وَاَنَا اِذَا ذَكَرَنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ

وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاءٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ ۝

(بخاری شریف، مشکوۃ شریف باب ذکر اللہ والتقرب الیہ مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوتا ہوں جو مجھ سے رکھے جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں تو میں بھی خلوت میں (اکیلے ہی) اسے یاد کرتا ہوں اور اگر مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں۔

فائدہ :

خیال رہے کہ بندہ رب سے ذکر اللہ کرتے وقت بہت قریب ہوتا ہے جو ہر وقت ذکر کرے وہ ہر وقت رب سے قریب ہے۔

ترک دُنیا:

لوگوں نے عرض کیا کہ کشتی ڈوب رہی ہے اب ہم کیا کریں کہ ہمیں اس مصیبت سے نجات حاصل ہو جائے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرو کوئی ایسا عمل اختیار کرو کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔ اللہ کی یاد میں اس طرح محو ہو جائے کہ دُنیا جہان کی کوئی بھی چیز تمھیں اس محویت کے عالم سے نہ نکال سکے صرف اسی کے ہو جاؤ۔ زن، زر، زمین، اولاد حتیٰ کہ اپنے جسم سے بھی گزر جاؤ۔

ان لوگوں کو پھر بھی حقیقت سمجھ نہ آسکی تو پھر عرض کی کہ ہمیں آپ کی گفتگو اچھی طرح سمجھ نہیں آئی ہم کیسے اللہ تعالیٰ کا قرب ڈھونڈ ہیں۔ ایسا کون سا طریقہ اختیار کریں کہ ہم اپنی منزل حاصل کر سکیں۔ ہمیں نجات حاصل ہو آپ نے اُنھیں ارشاد فرمایا کہ ترک دنیا سے اللہ تعالیٰ کو تلاش کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو حق تعالیٰ کو بھی تلاش کر لو گے اور اس کشتی کی مصیبت سے بھی نجات حاصل کر لو گے کیونکہ جسے تم نے تلاش کرنا ہے وہ ذات تو علیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے۔

دُنیا کسی کی دوست نہیں:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے دُنیا کے متعلق بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے دوستوں اور دُشمنوں کی اس لیے دُشمن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جب سے پیدا کیا ہے اس کی طرف اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا اور محبوبانِ بارگاہ حق کی دُشمن ہے۔ ان کے سامنے ہر زیبائش و آرائش سے بن ٹھن کر آتی ہے اور عجیب ناز نخرے دکھلاتی ہے کس طرح بیٹھے کہ شیفتہ ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسے علیحدہ کرنے میں بہت زیادہ صبر کرنا پڑتا ہے۔ (احیاء العلوم باب:۴)

دنیا دشمنانِ خدا کی دُشمن:

اللہ والوں کی دُشمن تو یہ دنیا ہے ہی مگر غور تو فرمایئے یہ دُنیا دنیا داروں کی بھی دوست نہیں بلکہ ان کی بھی دُشمن ہے ان سے بھی وفا نہیں کرتی۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''دُشمنانِ خدا کی اس لیے دُشمن ہے کہ اس نے مکر و فریب سے اسے پھنسا لیا ہے یہاں تک کہ وہ اس پر اعتماد کر بیٹھے

لیکن پھر وہ ان کو ایسا محتاج کرتی ہے کہ بجز حسرت وندامت کے قبر میں کچھ ساتھ نہ جائیں گے اور ہمیشہ کی سعادت سے محروم رہیں گے ان کے دل میں دنیا کی جدائی کا داغ علاوہ ہوگا اور اخروی مصائب میں بُری طرح مُبتلا ہوں گے۔ اگر فریاد کریں گے تو جواب سُنیں گے۔ اَخْسَئُوْ فِیْهَا وَلَا تُکَلِّمُوْنَ (انطاق مفہوم ترجمہ احیاء العلوم شریف جلد ۳ صفحہ: ۳۴۳)

عذاب:

قرآن مجید میں ہے کہ:

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُ االْحَیٰوةَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ○ (پارہ ۱ البقرہ: ۸۶)

یہ ہیں وہ لوگ جنھوں نے آخرت کے بدلے دُنیا کی زندگی مول لی تو نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے۔ (کنزالایمان شریف)

دُنیا کے متعلق ارشادات حبیب الرحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم:

حدیث ۱:

فرمایا:

اَلدُّنْیَا سِجْنَ الْمُؤمِنْ وَجَنَّةَ الْکَافِرَ

دُنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت۔

حدیث ۲:

فرمایا:

الدنیا ملعونۃ وملعون مافیها الاما کان اللّٰہ منها

دُنیا معلون ہے اور جو اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے۔ بجز ان اشیاء کے جو اللہ کے لیے ہوں۔

حدیث ۳:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

من احب دنیاہ اسر بآخرۃ احب اخرۃ ومن اجب اخترۃ اضر بدنیاهفاثرو اما یقبیٰ علی مایعنی

جو دُنیا سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کو ضرر پہنچاتا ہے اور جو آخرت سے محبت کرتا ہے وہ دُنیا کا ضرر کرتا ہے پس اختیار کرو باقی کو فانی پر۔

حدیث ۴:

دُنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے۔

حدیث ۵:

بڑا تعجب ہے وہ دُنیا کے لیے سعی کرتا ہے اس پر جو بقا والی (آخرت) کی تصدیق تو کرتا ہے۔

حدیث ٦:

روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک گھوڑے پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ آؤ دُنیا دیکھو پھر اس گھوڑے سے ایک سڑا ہوا کپڑا اور گلی ہوئی ہڈیاں لے کر فرمایا ھذا الدنیا یہ ہے دنیا۔

حدیث ۷:

دُنیا میٹھی اور سبز ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو اس میں خلیفہ کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ تم کیسے عمل کرو گے جب بنی اسرائیل کے لیے دُنیا زیادہ ہوئی اور اس کا خوب پھیلاؤ ہوا تو زیورات اور عورتوں اور خوشبو اور کپڑوں میں مست ہو گئے۔

حدیث ۸:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ الھکم التکاثر اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کہا کرتا ہے کہ یہ میرا مال ہے یہ میرا مال ہے حالانکہ اس کا مال اسی قدر ہے جو کھانے میں خرچ کیا یا پہن کر ختم کیا یا خیرات دے کر جمع کیا۔

حدیث ۹:

فرمایا: دُنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور دُنیا اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو اور اسے وہ جمع کرتا ہے جسے عقل نہ ہو اور اس کے لیے وہ دُشمنی کرتا ہے جسے علم نہ ہو اور اس پر وہ حسد کرتا ہے۔

حدیث ۱۰:

جو زندگی بسر کرے اور اس کا سب سے بڑا مقصد حصول دُنیا ہو تو اسے بعد ازاں کچھ نصیب نہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ اس کے دل پر چار عادتیں چمٹا دے گا جو ہی ہمیشہ اس کا مطمع نظر ہوں گی۔

(۱) دُنیا کا غم کبھی اس سے جُدا نہ ہو گا۔

(۲) دُنیا مشغلہ کہ سوا اس کا اور کوئی مشغلہ نہ ہو گا کبھی اس سے ہمیشہ تک فارغ نہ ہو گا۔

(۳) فقر کبھی اسے استغناء نصیب نہ ہو گا۔

(۴) آرزو جسے کبھی حاصل نہ کر سکے گا۔

حدیث ۱۱:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میں تجھ کو دُنیا و مافیھا دکھاؤں؟

میں نے عرض کیا: ہاں

آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مدینہ مطہرہ کے ایک جنگل میں تشریف لے گئے وہاں ایک جگہ کھوپڑیاں، پاخانہ، ہڈیاں اور چیتھڑے پڑے تھے۔

آپ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! یہ کھوپڑیاں ہیں جو فخر ناز کرتی تھیں جیسے تم کرتے ہو اور ایسے ہی آرزوئیں کیا کرتی تھیں

جیسے تم کرتے ہو۔ آج یہ ایسی ہوگئیں کہ ان پر چمڑا نہیں اب چند روز میں راکھ ہو جائیں گی اور یہ پاخانہ جو دیکھتے ہو یہ ان کی غذا تھی، نہ معلوم کہاں کہاں سے کھاتے تھے آج ویسا ہوگئی کہ تم کو اسی سے نفرت ہے اور یہ چیتھڑے ان کی پوشاک تھی کہ خواہشات سے مارے مارے پھرتے ہیں اور یہ ہڈیاں ان کی سواری ہیں جن پر وہ سوار ہو کر شہر بہ شہر پھرا کرتے تھے تو یہ انجام ہے۔ اس دار ناپائیدار کا اسی لیے مقام عبرت وگر یہ ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جب تک وہاں سے نہ ہٹے یہی فرماتے رہے۔

فائدہ: یہ تمام احادیث احیاء العلوم شریف سے لی گئی ہیں۔

خلاصہ ملفوظ شریف:

اسی لیے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حق تعالیٰ کے قرب تلاش کرنے کے لیے ترک دُنیا والا راستہ تعلیم فرمایا۔

-----☆☆☆-----

ذکر حق میں بے خود ہو جانے کی خواہش

فرمایا: میں تو جانتا ہوں کہ میں نماز شروع کرتا ہوں اور ایک سجدہ میں ہی ساری رات گزار دوں اور سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ پڑھ کر خود ہو جاؤں۔ (حضرت اویس قرنی اور ہم صفحہ ۶۳)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی خواہش:

اس ملفوظ شریف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے محبت، نماز کے ساتھ قلبی لگاؤ اور اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ میرے لیے دُنیا جہان کی کوئی چیز بھی کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی۔ مجھے تو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت سے پیار ہے، میں تو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہوں اسی لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت مجھے ہر چیز سے محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت نماز سے مجھے انتہائی انس ہے یہی وجہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ میں نماز شروع کروں پہلی رکعت کا جب سجدہ آئے تو میں ساری رات سر ہی نہ اُٹھاؤں، بس سجدہ کی حالت میں ہی ساری رات بیت جائے۔ سجدہ کی حالت میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے پڑھتے بے خود ہو جاؤں۔ مجھے اپنی خبر بھی نہ رہے بس جدھر دیکھوں تو ہی روبرو ہے کی منزل ہو اسی بے خودی کے عالم میں ہی رہ جاؤں۔ بس محبوب کے جلوے ہوں اور میں ہوں۔ اس کے علاوہ کچھ نہ ہو۔

عظیم آرزو:

سُبحان اللہ! کیا عظیم آرزو! ایک ہم ہیں کہ کسی کی آرزو یہ ہوتی ہے کہ دولت کی دیوی رام ہو جائے کوئی زن کا طالب ہوتا ہے کوئی، دُنیا کا طلب گار ہوتا ہے، کوئی امیر بننا چاہتا ہے، کوئی بادشاہت چاہتا ہے کوئی وزارت کے عہدے کا حریص ہوتا ہے۔ کوئی امارت کا متمنی ہوتا ہے۔ کوئی کچھ چاہتا ہے اور کوئی کچھ چاہتا ہے مگر قربان جائیں اللہ والوں کے کہ مالک وخالق کی عبادت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ گزار دینا ان کی آرزو ہوتی ہے۔

عبرت کا مقام:

مگر افسوس آج کل چند بزرگی کے دعویدار ایسے بھی دکھائی دیتے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے خدا واسطے کا بیر ہوتا ہے۔ چند چنڈور ہونے کے باوجود مینڈکوں کی طرح ہر طرف ٹراتے پھرتے ہیں لوگوں کو ورغلاتے پھرتے ہیں کہ دیکھیں جی مولویوں کی نماز اور ہوتی ہے کہ جس میں کبھی قیام کرو، کبھی ہاتھ بلند کرو، کبھی رکوع میں جاؤ۔ کبھی سجدوں پہ سجدے کیے جاؤ۔ بس اُٹھک بیٹھک کرتے رہو۔ اس طرح کرنے سے کیا حاصل؟

حقیقی نماز تو وہ ہوتی ہے جو نہ ٹوٹتی ہے اور نہ ہی قضا ہوتی ہے۔ جب کہ ان لوگوں کی نماز بات بات سے ٹوٹ جاتی ہے۔ وقت گزر جائے تو قضا بھی ہو جاتی ہے۔ بھلا یہ بھی کوئی نماز ہے نماز وہ ہے جو کبھی قضا نہ ہو۔ نماز وہ ہے جو کسی طرح بھی نہ ٹوٹے۔ ان لوگوں کی نماز قضا بھی ہو جاتی ہے اور ٹوٹ بھی جاتی ہے۔ یہ کیا نماز ہوئی (معاذ اللہ) نقل کفر کفر نباشد۔

جن کا مقولہ یہ ہو نہ نیتی نہ کجاں (قضا) کیتی ان کا کیا کہنا۔

فائدہ:

اس میں کیا شک ہے ان کی نماز ٹوٹنے کا امکان ہو سکتا ہے جو نماز ادا کرنے کے لیے نماز کی نیت کرے گا۔ جو نماز ادا کرنے کے لیے اللہ کے گھر میں بھی نہ آئے اور اللہ تعالیٰ کی زمین پر کہیں بھی نماز ادا کرنے کا ارادہ نہ کرے ان کی نماز کب ٹوٹ سکتی ہے۔

نماز دو قسم کے اشخاص کی نہیں ٹوٹ سکتی۔

(۱) جو نماز ادا کرنے کے لیے نماز کی نیت کر لے اور نماز ادا کرتے ہوئے نماز توڑنے والے تمام امور میں سے کسی بھی امر کے مرتکب ہوئے نماز توڑنے والے امور میں سے کسی ایک کا بھی ارتکاب کر لیا تو پھر نماز ٹوٹ جائے گی۔
بغیر کسی ایسے فعل کے نماز مکمل کر لے

(۲) یا اس شخص کی نماز نہیں ٹوٹ سکتی جو نماز ادا کرنے کا ارادہ ہی نہ کرے جس نے نماز ادا کرنے کا ارادہ ہی نہ کیا اس کی نماز کیسے ٹوٹے؟

اسی طرح قضا بھی نماز اس کی ہو گی جسے نماز ادا کرنے کی فکر ہو گی۔ جو دنیا و مافیہا میں مشغول ہو۔ دُنیا میں اتنا مست ہو کہ اسے اسی مستی کے عالم میں اپنی بھی خبر نہ ہو اور نہ ہی حق تعالیٰ کی یاد سے واسطہ ہو اس کی نماز قضا ہو وہ کیسے تسلیم کر لے۔

خدارا بزرگوں کا لبادہ اوڑھنے والے ایسے بھیاڑوں سے ہوشیار رہنا کہیں آپ کو بھی ورغلا کر۔ بہلا پھسلا کر صراط مستقیم سے گمراہ نہ کر دیں۔ ایسے نام نہاد بزرگوں سے کوئی واسطہ نہ رکھیے۔ جو قرآن و سنت کے خلاف من گھڑت خانہ ساز معرفت کے دیپ جلاتے نظر آتے ہیں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی عظمت ملاحظہ فرمائیے کہ آپ کے متعلق مدنی، تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبیلہ مراد کا ایک شخص ہے اس کا نام اُویس ہے وہ تمھارے پاس یمن کے وفود میں آئے گا اس کے جسم پر داغ ہیں جو سب مٹ چکے ہیں

صرف ایک داغ ہے جو درہم کے برابر ہے۔ باقی ہے وہ اپنی ماں کی بہت خدمت کرتا ہے۔ جب وہ خدا کی قسم کھاتا ہے تو خدا اس کی قسم پوری کرتا ہے۔ اگر تم اس کی دُعائے مغفرت لے سکو تو لینا۔

(ذکر اویس صفحہ ۲۷، بحوالہ مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب ذکر الیمن والشام)

یہ شان ہے خدمت گاروں کی:

یہ شان ہے مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کی آقا جو دُعا فرمادیں۔ اس کی قبولیت کا کیا عالم ہوگا۔

فائدہ:

یہ شان حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ قرنی کی ہے۔ کہ خود محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ ان سے دُعا کروانا۔ ان کا نماز سے یہ شغف اور محبت کہ وہ بیان فرمائیں کہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میں نماز شروع کروں اور ایک سجدہ میں ہی ساری رات گزار دوں اور سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے پڑھتے بے خود ہو جاؤں۔

نماز کی محبت:

یہ ہے سرتاج الاولیاء حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی نماز سے محبت کا عالم، اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز سے محبت کے مناظر ان شاء اللہ ایک اور مقام پہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

فائدہ:

چونکہ اس ملفوظ شریف میں سجدہ سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے اس لیے یہاں سجدہ کی فضیلت ملاحظہ فرمایئے۔

رحمٰن کے خاص بندوں کی علامت:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا۔

اور رحمٰن کے خاص بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر عاجزی سے اور جب ان سے جاہل لوگ (جاہلانہ گفتگو یا حرکت) کی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ سلام (یعنی سلامتی کی بات کرتے ہیں جو رفع شرکی ہو یا بس دور ہی سے سلام) اور یہ وہ لوگ ہیں جو ساری رات اپنے رب کے لیے سجدے کرنے میں گزار دیتے ہیں اور نماز میں قیام کی حالت میں گزار دیتے ہیں۔

سجدہ کی حالت:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَبُ مَايَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَاءَ (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ شریف باب السجود وفضلہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب سجدہ کرتے

ہوئے ہوتا ہے۔ تو اس میں زیادہ دُعائیں مانگو۔

فائدہ:

اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ساری رات سجدہ میں ہی پڑا رہوں۔ اسی حال میں مست رہوں کہ انتہائی قرب کی حالت میں بارگاہ حق میں رہوں ساری رات سجدہ کرتے ہوئے اور سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے پڑھتے گزاردوں کہ یہی حالت انتہائی قرب والی حالت ہے۔ اگر ذرا غور وفکر کیا جائے تو یہی حالت حق تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی احمد اور محمد کے درمیان والی میم کی بھی یہی صورت بنتی ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی ہوتی رہے۔ انتہائی قرب والا مقام بھی ساری رات حاصل رہے اور حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کی درمیان والی میم کی صورت میں اپنے جسم کو ڈھال کر حق تعالیٰ کی محبت میں گم ساری رات اسی حال میں گزاردوں۔

سجدہ میں قرب:

رب تو ہم سے ہر وقت قریب ہے جیسا کہ ہے نحن اقرب من جبل الورید کہ میں تمھاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں مگر ہم اپنے ناقص خیال کے مطابق حق تعالیٰ سے دوری اختیار کیے ہوئے ہیں۔ البتہ سجدے کی حالت میں ہمیں اللہ تعالیٰ کا خصوصی قرب حاصل ہوتا ہے اسی لیے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں اس خصوصی قرب کو یہاں بیان فرمایا ہے۔

سجدوں کی برکت سے درجات میں اضافہ:

حضرت معدان ابن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے شرفِ ملاقات حاصل کیا تو عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے۔ جو میں کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے اس کی برکت سے جنت میں داخل کردے آپ خاموش رہے میں نے پھر پوچھا۔ آپ خاموش رہے۔ پھر تیسری دفعہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے متعلق میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے لیے زیادہ سجدے اختیار کرو کیونکہ تم اللہ کے لیے کوئی سجدہ نہ کرو گے مگر اللہ اس کی برکت سے تمھارا درجہ بڑھائے گا اور تمھاری خطا معاف کرے گا۔

معدان بیان کرتے ہیں کہ پھر میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا تو ان سے یہی سوال پوچھا تو اُنھوں نے بھی مجھے وہی بتایا جو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا تھا۔ (مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:

یعنی نوافل زیادہ سے زیادہ ادا کیجیے۔ قرآن مجید کی تلاوت زیادہ کیجیے اور اسی طرح سجدہ شکر بھی اکثر ادا کرتے رہنا چاہیے۔

سجدہ:

سجدہ لغت میں زمین پر سر رکھنے کو، عاجزی کرنے، سر جھکانے کو کہتے ہیں شریعت میں سات اعضاء کا زمین پر لگانا عبادت یا اطاعت کی نیت سے سجدہ کہلاتا ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۷۹)

حدیث شریف:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ والرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكُفَّ الثِّيَابَ وَلَا الشَّعْرَ (بخاری شریف۔ مشکوۃ شریف۔ مسلم شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا گیا کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں۔ پیشانی، دو ہاتھ، دو گھٹنے، قدموں کے کنارے اور یہ کہ کپڑے اور بال جمع نہ کرے۔

فائدہ :

اگر چہ سجدے میں ناک بھی لگائی جاتی ہے مگر پیشانی اصل ہے اور ناک اس کی تابع اس لیے ناک کا ذکر نہ فرمایا۔ ہاتھوں سے مراد ہتھیلیاں ہیں اور قدم کے کناروں سے مراد پورے پنجے ہیں اس طرح کہ دسوں انگلیوں کا سر کعبے کی طرف رہے (مراۃ جلد ۲ صفحہ: ۷۹)

فائدہ :

نماز میں کپڑے سمیٹنا روکنا سب منع ہے لہٰذا آستین یا پائنچے چڑھا کر یا پائجامہ پر لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھنا منع ہے۔
(مراۃ جلد ۲ صفحہ: ۸۰)

(مسئلہ)

کسی عذر کے سبب پیشانی زمین پر نہیں لگا سکتا تو صرف ناک سے سجدہ کرے پھر بھی فقط ناک کی نوک لگنا کافی نہیں بلکہ ناک کی ہڈی زمین پر لگنا ضرور ہے۔ (فتاوٰی عالمگیر جلد اول بہار شریعت)

(مسئلہ)

رخسار یا ٹھوڑی زمین پر لگانے سے سجدہ نہ ہوگا خواہ عذر کے سبب ہو یا بلا عذر۔ اگر عذر ہو تو اشارہ کا حکم ہے۔
(فتاوٰی عالمگیری: اول۔ بہار شریعت حصہ سوم)

(مسئلہ) ہر رکعت میں دوبارہ سجدہ فرض ہے (بہار شریعت حصہ سوم ۱۵۴ جلد اول)

سجدہ ادا کرنے کا صحیح طریقہ:

(سیدھا کھڑا ہو کر) پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہوا سجدہ میں جائے یوں کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں سر رکھے نہ یوں کہ صرف پیشانی چھو جائے اور ناک کی نوک لگ جائے بلکہ پیشانی اور ناک کی ہڈی جمائے اور بازوؤں کو کروٹوں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کے پیٹ قبلہ رو جمے ہوں اور ہتھیلیاں بچھی ہوں اور انگلیاں قبلہ کو ہوں اور کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہے پھر سر اٹھائے پھر ہاتھ کو گھٹنے پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے۔ (بہار شریعت جلد ۱ حصہ ۳ صفحہ: ۴۹)

فائدہ :

یہاں سجدہ میں جانے کا طریقہ، سجدہ کی کیفیت اور سجدہ سے اُٹھنے کا طریقہ لکھا ہے مفصل معلومات کے فقہی کتب خصوصاً بہار شریعت کا مطالعہ کیجیے۔ بہار شریعت متعدد کتب خانوں کی طرف سے شائع کی گئی ہے مگر مکتبہ مدنیہ کی چھپی ہوئی کتاب بہارِ شریعت کئی وجوہات کی بنا پر زیادہ بہتر طریقہ سے شائع کی گئی ہے۔

سجدہ شکر:

سجدہ شکر مثلاً اولاد پیدا ہوئی یا مال پایا گمی ہوئی چیز مل گئی یا مریض نے شفا پائی یا مسافر واپس آیا غرض کسی نعمت پر سجدہ کرنا مستحب ہے اور اس کا طریقہ وہی ہے جو سجدہ تلاوت کا ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری رد المختار)

(مسئلہ)

سجدہ بے سبب جیسا اکثر عوام کرتے ہیں نہ ثواب ہے نہ مکروہ (بہار شریعت بحوالہ فتاوی عالمگیری)

اختیار حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم:

عَنْ رَّبِيْعَةَ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ اَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْهِ بِعُوْضُوْءٍ وَحَاجَتِهٖ۔
فَقَالَ لِيْ سَلْ فَقُلْتُ اَسْئَلُكَ مَرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ اَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ۔

(مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف۔ باب السجود کتاب الصلوۃ حدیث نمبر ۸۳۶)

حضرت ربیعہ ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لایا۔ مجھ سے فرمایا: کچھ مانگ لو۔ میں نے عرض کیا کہ آپ سے جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں۔ فرمایا اس کے علاوہ کچھ اور بھی (مانگ لے) میں نے عرض کیا بس یہی (کافی) فرمایا اپنی ذات پر زیادہ سجدوں سے میری مدد کرو۔

باذن الٰھی اللہ کے خزانوں کے مالک:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک شب شانِ کریمی کی جلوہ گری ہوئی اور دریائے رحمت جوش میں آگیا مجھے انعام دینے کا ارادہ فرمایا اس جگہ مرقات اور لمعات وغیرہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا یہ چیز مانگو معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باذن الٰہی اللہ کے خزانوں کے مالک ہیں دین و دنیا کی جو نعمت جسے چاہیں دیں بلکہ حضور احکام شرعیہ کے بھی مالک ہیں جس پر جو احکام چاہیں نافذ کریں چنانچہ حضرت خذیمہ ابن ثابت کی گواہی دو گواہوں کی مثل قرار دی (بخاری) اُم عطیہ کو ایک مرتبہ نوحہ کی اجازت دی (مسلم) ابی بردہ ابن نیاز کو چھ ماہا بکری کی قربانی کی اجازت دی۔ اللہ نے جنت کی زمین کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک کیا جسے چاہیں دیں۔

(مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۲ صفحہ: ۸۴۔۸۳ بحوالہ مرقات وغیرہ)

حضرت ربیعہ نے کیاکچھ مانگا:

یعنی مجھے آپ جنت میں اپنے ساتھ رکھیں جیسے بادشاہ شاہی قلعہ میں اپنے خادموں کو اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔خیال رہے کہ حضرت ربیعہ نے اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حسب ذیل چیزیں مانگیں۔زندگی میں ایمان پر استقامت، نیکیوں کی توفیق، گناہوں سے کنارہ کشی، مرتے وقت ایمان پر خاتمہ، قبر کے حساب میں کامیابی، حشر میں اعمال کی قبولیت، پل صراط سے بخیریت گزر، جنت میں رب کا فضل و بلندی مراتب یہ سب چیزیں صحابی نے حضور سے مانگیں اور حضور نے صحابی کو بخشیں۔

(مراۃ شرح مشکوۃ جلد۲صفحہ:۸۴)

شیطان کا روتے ہوئے پھرنا:

وَعَنْهُ (اَبِیْ هُرَیْرَہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَأَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اِعْتَزَلَ الشَّیْطَانُ وَیَبْکِیْ یَقُوْلُ یَاوَیْلَتٰی اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَیْتُ فَلِیَ النَّارُ۔

(رواہ مسلم۔مشکوۃ شریف نمبر۸۲۲)

انہی (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب انسان سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا پھرتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس انسان کو سجدے کا حکم دیا گیا اس نے سجدہ کرلیا اس کے لیے تو جنت ہے اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا میں انکاری ہوگیا میرے لیے آگ ہے۔

(مسئلہ)

آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہوجاتا ہے پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی آواز سے ہو کہ اگر عذر نہ ہو تو خود سن سکے سننے والے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ بالقصد سنی ہو یا بلاقصد سننے سے بھی سجدہ واجب ہوجاتا ہے۔

(بہار شریعت جلد ا حصہ ۴ صفحہ ۵۴)

(مسئلہ)

سجدہ واجب ہونے کے لیے پوری آیت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ پایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھنا کافی ہے۔(بہار شریعت جلد ا حصہ ۴ صفحہ:۵۳)

سجدہ تلاوت کا مسنون طریقہ:

چونکہ یہ مسائل عام پڑھے لکھے لوگوں کو معلوم نہیں ہوتے کہ ان مسائل کی طرف کسی کی توجہ ہی نہیں ہوتی اس لیے یہاں سجدہ تلاوت کا مسنون طریقہ درج کیا جاتا ہے۔کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الاعلٰی کہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہوجائے پہلے پیچھے دونوں بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے اور کھڑے ہو کر سجدہ میں جانا اور سجدہ کے

بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیام مستحب (بہار شریعت جلد اول حصہ ۴ صفحہ ۵۴ بحوالہ فتاویٰ عالمگیری۔ درمختار وغیرہ)

(مسئلہ)

سجدہ تلاوت کے لیے اللہ اکبر کہتے وقت نہ ہاتھ اُٹھانا نہ اس میں تشہد ہے نہ سلام۔

(بہار شریعت بحوالہ تنویر الابصار)

(مسئلہ)

آیت سجدہ بیرونِ نماز پڑھی تو فوراً سجدہ کر لینا واجب نہیں ہاں بہتر ہے کہ فوراً کر لے اور وضو ہو تو تاخیر مکروہ تنزیہی۔

(بہار شریعت بحوالہ درمختار)

نوٹ:

مفصل مسائل کے لیے قانون شریعت، بہار شریعت اور دیگر فقہی کتب کا مطالعہ کیجیے۔

خلاصہ:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے سجدہ کی فضیلت کے باعث اظہار فرمایا ہے کہ سجدہ ایسا عظیم الشان عبادت کا انداز ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے محض سجدہ کی حالت میں ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہیں۔ علاوہ ازیں یہی سجدہ ہی تھا کہ جس کے انکار کے باعث اللہ تعالیٰ نے شیطان مردود کو بارگاہ حق سے نکالا۔ یہی سجدہ ہی عبادت کا ایسا انداز ہے کہ جس حالت میں اللہ تعالیٰ انسان کے انتہائی قریب ہوتا ہے۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نماز شروع کروں اور ساری رات ایک ہی سجدہ میں گزار دوں اور سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے پڑھتے بے خود ہو جاؤں۔

-----☆☆☆-----

ذکر حق اور کلام حق

فرمایا: میرے رب کا ذکر بلند ہے اس کا قول سب سے سچا ہے اس کا کلام سب سے اچھا ہے۔

(قصص الاولیاء صفحہ:۲۶۲)

مطلب:

دنیا جہان میں لاکھوں، اربوں، کھربوں بلکہ بے شمار مخلوقات ہیں اسی طرح ذکر بھی بے شمار ہیں۔ سبھی اذکار اپنے اپنے مقام پر مگر سبھی اذکار میں سے سب سے بلند میرے رب کا ذکر ہے۔ اسی طرح سچ بولنے والے بھی بہت گزرے ہیں اب بھی ہوں گے۔ تا قیامت یہ سلسلہ چلتا رہے گا مگر سب سے سچا قول مبارک میرے رب کا ہے اور سب کلاموں میں سے سب سے اچھا کلام میرے رب کا کلام ہے۔

رب کا ذکر بلند:

عام سادہ سا ملفوظ شریف ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے رب کا ذکر بلند ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ نہ صرف میرے رب کا ذکر بلند ہے بلکہ جو انسان میرے رب کا ذکر کرتا ہے وہ بھی بلند شخصیت کا مالک بن جاتا ہے اور اس کا ذکر بھی رب کائنات کے ذکر کی برکت سے بلند ہو جاتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے گا حق تعالیٰ اسے بلند مقام سے نوازتا ہے۔

ذکر:

ذکر کے چند معنی ہیں۔ یاد کرنا، یاد رکھنا، اس کا چرچا کرنا۔ خیر خواہی عزت و شرف وغیرہ قرآن کریم میں ذکر ان تمام معنوں میں وارد ہوا یہاں ذکر کے پہلے تین معنی ہو سکتے ہیں۔ یعنی اللہ کو یاد کرنا۔ اسے یاد رکھنا۔ اس کا چرچا کرنا۔ اس کا نام جپنا۔ ذکر اللہ تین قسم کا ہے۔ ذکر لسانی، ذکر جنانی، ذکر ارکانی۔ ہر عضو کا ذکر علیحدہ ہے آنکھ کا ذکر ہے خوف خدا میں رونا۔ کان کا ذکر ہے اس کا نام سُنن وغیرہ۔ ذکر اللہ بالواسطہ بھی ہوتا ہے اور بلا واسطہ بھی، اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا تذکرہ یا اُنھیں سوچنا بلا واسطہ ذکر اللہ ہے۔ اس کے محبوبوں کا محبت سے چرچا کرنا۔ اس کے دشمنوں کی برائی سے ذکر کرنا سب بالواسطہ اللہ کا ذکر ہیں۔ دیکھو قرآن اللہ کا ذکر ہے مگر اس میں کہیں تو خدا کی ذات وصفات مذکور ہیں کہیں حضور انور کے اوصاف ومحامد، کہیں کفار کے تذکرے۔ ذکر اللہ بہترین عبادت ہے اسی لیے رب تعالیٰ نے اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تاکیدی حکم دیا رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاذْكُرُوْنِىْٓ اَذْكُرْكُمْ (۲۔۱۵۲)

تو میری یاد کرو میں تمھارا چرچا کروں گا۔ (کنز الایمان)

تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا۔

ذکر اللہ کرنے والے کی فضیلت:

رب کائنات کا ارشاد گرامی ہے:

فَاذْكُرُوْنِىْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِىْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (پارہ سورۃ البقرہ:۱۵۲)

تو میری یاد کرو میں تمھارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو (کنز الایمان شریف)

گر تو خواہی زیستن با آبرو — ذکر لو کن ذکر لو کن ذکر لو
ہر گدارا ذکر اوں سلطان کند — ذکر تو بس زیور ایماں بود
ہر کہ دیوانہ بود گرود ذکر حق — زیر پائش عرش و کرسی نہ طبق

(مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۳ صفحہ:۳۲۵)

ذکر اللہ کرنے کے فائدے:

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا

يَقْعُدُ قَوْمٌ يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ○

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ)

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایسی کوئی جماعت نہیں جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے ذکر کے لیے بیٹھے مگر اُنھیں فرشتے گھیر لیتے ہیں رحمت اُنھیں ڈھانپ لیتی ہے ان پر سکینہ اُترتا ہے اور اپنے قرب والے فرشتوں میں اللہ ان کا ذکر کرتا ہے۔

اللہ کے ذاکرین:

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاءٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ (بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوتا ہوں جو مجھ سے رکھے جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اکیلے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں۔

فائدہ:

مطلب یہ ہے کہ اگر بندہ قبولیت کی امید یا یقین پر دُعا و عبادت کرے گا تو میں اس کی دُعا و عبادت ضرور قبول کروں گا اور اگر رد کا یقین یا گمان کرے گا تو رد ہی کروں گا مقصد یہ ہے کہ اعمال بھی کرو اور قبول کی اُمید بھی رکھو عمل نہ کر کے بخشش کی اُمید رکھنا ظن نہیں بلکہ نفس کا دھوکہ و غرور ہے ظن و غرور میں فرق چاہیے۔ جو بو کر گندم کاٹنے کی اُمید رکھنا صحیح نہیں بلکہ بے کار ہے کیونکہ ضرب المثل مشہور ہے کہ ٹھنڈا لوہا کاٹنا بیکار ہے مولا فرماتے ہیں۔

گندم از گندم، بروید جو ز جو از مکافات عمل غافل مشو

بعض لوگ اُمید و دھوکے میں فرق نہیں کرتے وہ اس حدیث سے دھوکا کھاتے ہیں حدیث واضح۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ ۳۲۸)

نیکی کا اجر دس گنا سے بھی زیادہ:

وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَاَزِيْدُ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَآءُ سَيِّئَةٍ مِّثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ وَمَنْ

تَقَرَّبَ مِنِّی شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَّ مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّی ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَّ مَنْ اَتَانِی یَمْشِی اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً وَّمَنْ لَقِیَنِی بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِیْئَةً لَّایُشْرِكُ بِیْ شَیْئًا لَّقِیْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً (مسلم شریف، مشکوۃ شریف)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو ایک نیکی کرے اسے دس گنا ثواب ہے اور زیادہ بھی دوں گا اور جو ایک گناہ کرے تو اسے ایک برائی کا بدلہ اس کے برابر ہی ہے یا اسے بخش دوں اور جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس کے ایک گز نزدیک ہوجاتا ہوں جو مجھ سے ایک گز نزدیک ہوجاتا ہے تو میں اس سے ایک باتھ قریب ہوجاتا ہے۔ جو میرے پاس چلتا ہوا آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوں اور جو کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرائے پھر زمین بھر گناہ لے کر مجھ سے ملے تو میں اتنی ہی بخشش کے ساتھ اس سے ملوں گا۔

فائدہ :

جب انسان دونوں ہاتھ سیدھے کر کے پھیلائے تو داہنے ہاتھ کی بائیں ہاتھ کی انگلی تک کو باع کہتے ہیں یہ کلام تمثیلی طور پر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تم اخلاص کے ساتھ تھوڑے عمل کے ذریعے قرب الٰہی حاصل کرو تو رب تعالیٰ اپنے کرم سے بہت زیادہ رحمت کے ساتھ تم سے قریب ہوگا۔ لہٰذا عمل کیے جاؤ تھوڑا بہت نہ دیکھو (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۳ صفحہ: ۳۲۹)

فرشتوں پر فخر:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں ایک حلقہ پر گزرے پوچھا تمھیں کس چیز نے بٹھایا ہے۔ وہ بولے: ہم اللہ کا ذکر کرنے بیٹھے ہیں۔ فرمایا: کیا؟ خدا کی قسم! تمھیں اسی چیز نے بٹھایا ہے۔ بولے۔ اللہ کی قسم! ہمیں اس کے علاوہ کسی اور چیز نے نہیں بٹھایا۔ فرمایا: میں نے تم سے تہمت کی بنا پر قسم نہیں لی۔ ایسا کوئی نہیں جسے رسول اللہ سے مجھ جیسا قرب ہو۔ پھر وہ آپ سے احادیث مقابلہ کرے۔ کم روایت کرے۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے حلقہ پر تشریف لائے۔ تو پوچھا۔ تمھیں کس چیز نے بٹھایا ہے وہ بولے ہم اللہ کا ذکر کرنے بیٹھے ہیں۔ اس کا شکر کر رہے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی۔ ہم پہ بڑا احسان کیا۔ فرمایا: کیا؟ خدا کی قسم! تمھیں صرف اس چیز نے بٹھایا؟ وہ بولے اللہ کی قسم! ہم کو اس چیز کے سوا کسی اور چیز نے نہ بٹھایا۔ فرمایا: میں نے تم پر تہمت رکھتے ہوئے تم سے قسم نہیں لی۔ لیکن میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اُنھوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تم سے فرشتوں پر فخر کر رہا ہے۔ (مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف)

فائدہ :

اس طرح فرشتوں سے فرمارہا ہے میرے ان بندوں کو دیکھو کہ نفس و شیطان کے تسلط میں ہیں دنیاوی رکاوٹیں موجود ہیں، شہوت و غضب رکھتے ہیں۔ اتنی رکاوٹیں ہوتے ہوئے سب پر لات مار کر میرا ذکر کر رہے ہیں یقیناً تمھارے ذکر سے میرا یہ ذکر افضل ہے چونکہ فرشتوں ہی نے انسان کی شکایت کی تھی کہ وہ خون ریزی و فسادی ہوگا اس لیے اُنھی کو یہ بتایا جا رہا

کہ دیکھو انسان میں اگر فسادی ہیں تو ایسے نمازی وغازی بھی ہیں۔ جونفس وشیطان وطغیان وکفار سب سے جہاد کرتے رہتے ہیں۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد۳ صفحہ ۳۴۳)

اللہ تعالیٰ کا انتہائی قرب:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاهُ (بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ رہتا ہوں جب کہ وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میرے نام سے اس کے ہونٹ ہلتے ہیں۔

دیگر فضائل:

غافلین میں اللہ کا ذکر کرنے والے کی فضیلت:

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

(۱) غافلوں میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے بھاگ جانے والوں میں مجاہد۔

(۲) غافلوں میں اللہ تعالیٰ جلالہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے خشک درخت میں ہری شاخ۔

(۳) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جیسے درختوں میں سبز درخت۔

(۴) اور غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے اندھیرے گھر میں چراغ۔

(۵) اور غافلوں میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ذکر کرنے والے کو رب تعالیٰ زندگی میں اس کو جنت کا گھر دکھادیتا ہے۔

(۶) اور غافلوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کی تمام بولنے والوں اور گونگوں کی تعداد کے برابر بخشش ہوتی ہے بولنے والے انسان ہیں اور گونگے جانور۔

ذکر کے حلقے جنتی کیاریاں:

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّکْرِ (ترمذی شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم جنت کی کیاریوں سے گزرو تو کچھ چرلیا کرو۔ لوگوں نے پوچھا جنت کی کیاریاں کیا ہیں؟ فرمایا: ذکر کے حلقے۔

ملفوظ شریف کے پہلے حصے کا مطلب:

اس ملفوظ شریف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے رب کا ذکر سب سے بلند ہے۔ حق تعالیٰ کے قرب کا باعث ہے تجربات شاہد ہیں کہ جن لوگوں نے اپنی حیات مستعار کی چند گھڑیوں کو ذکر اللہ کے انوار سے سجایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کی بلندی کے باعث اپنا ذکر کرنے والوں کو بھی بلند کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اولیائے کرام بالخصوص سیدنا اویس

قرنی رضی اللہ عنہ کو دنیا والے تو جانتے ہی نہ تھے بلکہ آکر جو دیکھتے نہ جانے کیسا کیسا سلوک کرتے تھے۔ مگر ذکر اللہ کی بلندی کے باعث ان کا ایسا ذکر بلند ہوا کہ خود مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اپنی اُمت کی بخشش کی دُعا کے لیے صحابہ کرام کو حکم فرمایا۔ اسی طرح عزیز واقارب اور رشتہ داری کی وجہ سے حضرت داتا گنج بخش حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کون جانتا ہے۔ اُنھوں نے ساری زندگی ذکر اللہ سے اپنی زندگیوں کو سنوارا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا شان بلند کردیا۔ آج جنھیں ہم دینوی لحاظ سے جسمانی لحاظ سے نہیں جانتے ہیں مگر آج ہم اپنے جاننے والوں سے زیادہ ان کی عزت کرتے ہیں ان کی شان تسلیم کرتے ہیں بلکہ ان کے گستاخوں سے لڑتے جھگڑتے ہیں جن کو ہم جانتے تک نہیں ان کے لیے ہم جان تک نچھاور کرنے کو کیوں تیار ہوجاتے ہیں۔ محض اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا ذکر بلند کرتا ہے بلکہ ان کا ذکر مبارک بیان کرنے، سننے اور سنانے والوں پہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

اللہ کا قول سب سے سچا:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے رب کا ذکر بلند ہے اور اس کا قول مبارک تمام اقوال سے زیادہ سچا ہے اور سب سے اچھا ہے قرآن مجید رب کائنات کی طرف سے نازل کردہ پاک اور مقدس کتاب ہے۔ قرآن مجید کی عظمت بیان کرتے ہوئے رب کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

الٓمّٓo ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ o هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ (البقرہ۔ پارہ ۱)

الٓمّٓo وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں۔ اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو

فائدہ:

اس لیے کہ شک اس میں ہوتا ہے جس پر دلیل نہ ہو قرآن پاک ایسی واضح اور قوی دلیلیں رکھتا ہے جو عاقل منصف کو اس کے کتاب الٰہی اور حق ہونے کے یقین پر مجبور کرتی ہیں تو یہ کتاب کسی طرح قابل شک نہیں جس طرح اندھے کے انکار سے آفتاب کا وجود مشتبہ نہیں ہوتا ایسے ہی معاند سیاہ دل کے شک و انکار سے یہ کتاب مشکوک نہیں ہوسکتی (تفسیر خزائن العرفان)

شک و تردد کی گنجائش نہیں:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی حقانیت سچائی اور شک وشبہ و تردد سے بالاتر ہونے کو واضح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن میں شک و تردد کی گنجائش نہیں اگر کسی کو شک ہے تو اس کو اپنی کم سمجھی کی وجہ سے ہے اسی لیے رب تعالیٰ فرماتا ہے وہ ان کنتم فی ریب اگر تم شک میں ہو قرآن میں شک ہونے کی نفی اور لوگوں کے دلوں میں شک ہونے کا ثبوت ہے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔

دوسرے یہ کہ قرآن میں شک نہ ہونا اس وقت درست ہوگا جب حضرت جبریل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں اور صحابہ میں شک نہ ہو کیونکہ جبریل قرآن کو رب سے لینے والے، حضور جبریل سے لینے والا اور صحابہ حضور سے لینے والے۔ اگر ان تین جگہ میں کہیں شک ہوجاوے تو قرآن مشکوک ہوگا تو جو صحابی کو فاسق مانے وہ قرآن کو یقیناً نہیں جان سکتا کیونکہ پھر شبہ ہوگا کہ شاید صحابی نے قرآن

میں خیانت کر لی۔ (تفسیر نور العرفان)

دوسری آیت مبارکہ:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (پارہ ا البقرہ:۲۳)

اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اُتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ۔

فائدہ:

قرآن مجید نے تمام کفار کو چیلنج دیا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو قرآن مجید کی ایک سورت جیسی سورت ہی لا سکے۔ وہ قوم جو اپنے علاوہ تمام کو گونگے سمجھتے تھے ان کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ مانیں یا نہ مانیں یہ حقیقت ہے کہ اس جیسا کلام سچا اور بہترین کوئی نہیں ورنہ کفار پیش کرنے سے پیچھے نہ ہٹتے۔ ان کا پیش نہ کر سکنا اس امر کی دلیل ہے کہ واقعی قرآن مجید ایسی کتاب ہے کہ تمام شکوک وشبہات اور ہر قسم کے تردد سے پاک ہے۔

تمام حمایتیوں کو ساتھ ملانے کی اجازت:

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یہ بھی فرمادیا کہ جاؤ اور پوری دنیا میں جتنے بھی تمہارے حمایتی ہیں ان سبھی کو اپنے ساتھ شامل کرو اور سبھی کوشش کرو۔

کما قال اللّٰہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید

وَادْعُوْا شُهَدَآءَ كُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ (پارہ ا سورۃ البقرہ:۲۳)

اور اللہ کے سوا اپنے سب حمائتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ (کنز الایمان شریف)

تنبیھہ:

قرآن کریم میں اکثر مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ خدا کے دشمنوں اور مردودین بارگاہِ الٰہی کے لیے بولا جاتا ہے لہٰذا ان حمائتیوں سے مراد بُت اور بت پرستوں کے حمائتی اور علمائے یہود اور عیسائیوں کے پادری ہیں یہ مطلب نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام یا موسیٰ علیہ السلام اور عبداللہ ابن سلام یا کعب احبار وغیرہ کو بلا لو جیسے رب فرماتا ہے وانکم وماتعبدون من دون اللّٰہ حصب جہنم یہاں بھی من دون اللّٰہ سے والا مردودین بارگاہ ہیں نہ عیسیٰ علیہ السلام وعزیز علیہ السلام اگر چہ ان کی پوجا بھی ہوتی ہے (تفسیر نور العرفان)

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ○ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ○ (پارہ ا البقرہ:۲۴)

پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار کی جا رہی کافروں کے لیے۔ (کنز الایمان شریف)

فائدہ:

قرآن مجید کا یہ چیلنج پوری دُنیا کے کفار کے لیے ہے بلکہ تا قیامت ہونے والے تمام کفار کے لیے۔ آج تک مسلمانوں کا بچہ بچہ قرآن مجید پڑھ رہا ہے بلکہ کفار بھی مطالعہ کر رہے ہیں۔ ابھی تک کسی سے قرآن مجید کے اس چیلنج کا جواب نہ بن سکا اور انشاء اللہ تا قیامت کفار جواب نہ دے سکیں گے جس سے واضح ہوا کہ اللہ کا کلام سب سے سچا ہے اور اس کا کلام سب سے اچھا ہے۔

عمل کی ضرورت:

چونکہ اللہ کا کلام سب سے زیادہ سچا اور اچھا ہے۔ اس لیے اس کے مطابق زندگی گزارنے کی ضرورت ہے۔ جو قرآن مجید کے مطابق عقائد و اعمال اختیار کرتے ہیں یا عقائد و اعمال اختیار کریں گے انشاء اللہ فوائد حاصل کریں گے اور جو اس طرف سے مجرمانہ غفلت کے شکار ہوں گے نقصان اُٹھائیں گے۔

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتٰبِ اَقْوَامًا وَّ يَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ (مسلم شریف۔ مشکوٰۃ کتاب فضائل القرآن)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعے کچھ قوموں کو سر بلند کرے گا اور کچھ کو گرا دے گا۔

فائدہ:

یعنی جو مسلمان قرآن کریم کو صحیح طرح سمجھیں، صحیح طرح عمل کریں تو وہ دُنیا و آخرت میں بلند درجے پائیں گے اور جو ان سے غافل رہیں یا غلط سمجھیں، غلط طور پر عمل کریں۔ وہ دنیا و آخرت میں ذلیل ہوں گے قرآن کریم سے زندگی و موت طیب ہو جاتی ہے یہ محبوبین کے لیے ماء پانی ہے اور محجوبین کے لیے ماء خون ہے اب بھی قرآن کریم کے صحیح متبع بڑی عظمت و عزت کے مالک ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ خَسَارًا (۱۷۔۲۷)

قرآن ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان پر بڑھتا ہے۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ: ۲۳)

اللہ کے کلام کی فضیلت:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ جَوْفِهٖ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ (رواہ الترمذی والدارمی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے سینے میں قرآن نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔

اللہ کے کلام کی دوسرے کلاموں پر فضیلت:

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَنْ شَغَلَہُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِکْرِیْ وَمَسْئَلَتِیْ اَعْطَیْتُہٗ اَفْضَلَ مَااُعْطِی السَّائِلِیْنَ وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰہِ عَلٰی سَآئِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ۔

(رواہ الترمذی والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان مشکوۃ شریف)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جسے قرآن مجید، میرے دوسرے ذکر اور مجھ سے مانگنے سے روک دے اسے میں مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت تمام کلاموں پر ویسی ہی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی عظمت اپنی خلق پر۔

فائدہ:

کلام کی شان متکلم کی شان بقدر ہوتی ہے ایک بات فقیر بے نوا کہے اس پر کوئی دھیان بھی نہیں دیتا وہ ہی بات بادشاہ کہے تو دنیا میں دھوم مچ جاتی ہے چونکہ کلام اللہ رب تعالیٰ کا کلام ہے اس لیے تمام مخلوق کے کلام سے یقیناً افضل ہے اسی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بعد خداوند تمام خلق سے افضل ہیں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث تمام خلق کے کلاموں سے بعد قرآن افضل ہوں گی۔ (مراۃ مشکوۃ جلد ۳ صفحہ ۲۵۵)

عمل کی ضرورت:

اس لیے قرآن مجید کو بغور تلاوت کرنے کی ضرورت ہے نہ صرف قرآن مجید کی تلاوت کرنے کی ضرورت ہے بلکہ سمجھنے اور اس کے مطابق عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے کیونکہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے نیکیاں حاصل ہوتی ہیں گناہ ختم کردیے جاتے ہیں۔ درجات بلند کردیے جاتے ہیں۔ ظاہری و باطنی امراض کا شافی علاج ہوتا ہے۔ شیطان ناکام ہوتا ہے اللہ کا بندہ کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔ مزید فوائد اور تلاوت قرآن مجید کے فضائل کے سلسلے میں قرآن مجید کتب احادیث اور الفقیر احمد غلام حسن اویسی کی زیر ترتیب تصنیف (فضائل تلاوت قرآن مجید) کا مطالعہ کیجیے۔

------☆☆☆------

ذکر اللہ کے سائے میں

فرمایا: حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑی دیر کے لیے صحبت میں رہنے کی اجازت چاہی تو ارشاد فرمایا: جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سائے میں رہو۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد مجھے رخصت فرمادیا۔ (سیرت حضرت خواجہ اویس قرنی عاشق رسول صفحہ: ۱۰۰)

مطلب:

حضرت ہرم رضی اللہ عنہ کے قلب اطہر میں خواہش پیدا ہوئی کہ اللہ کے محبوب بندے کی خدمت میں چند لمحات مل جائیں تو غنیمت ہیں کیا خوب مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

کہ اللہ والوں کی محفل مبارکہ میں ایک لمحہ گزارنے کا بڑا مقام ہے بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ والوں کی محفل مبارکہ میں ایک لمحہ بھی گزارا جائے تو وہ بھی بڑا قیمتی بن جاتا ہے سو سالہ اطاعت بے ریا سے بہتر ہوتا ہے۔ اس لیے جتنا بھی وقت میسر آجائے۔ غنیمت ہے کیونکہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی ذات کوئی معمولی نہیں بلکہ آپ پہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی محبت کا اتنا غلبہ ہے مدنی تاجدار احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے دعا کرانے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ترغیب دی۔ کہ جس سے ہو سکے وہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے میری گنہگار امت کے لیے دعا کروائے۔ ان کی دعا سے بے شمار میرے امتیوں کی بخشش ہوگی۔ ایسے ایسے فضائل کے باعث بہت اللہ والوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی زیارت کی جستجو اور کوشش کی۔ ان میں سے کچھ بزرگ زیارت کرنے میں کامیاب بھی ہوگئے انھیں میں حضرت ہرم رضی اللہ عنہ بھی ہوئے ہیں۔ جنھیں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی زیارت حاصل ہوئی۔

آپ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی صحبت اقدس میں رہنے کی تمنا کا اظہار کیا اور کچھ مزید ساتھ رہنے کی اجازت چاہی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اب تم چلے جاؤ کیونکہ آپ تخیلہ پسند تھے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت فرمایا کرتے تھے لوگوں کی بھیڑ سے آپ کو وحشت ہوتی تھی کہ حق تعالیٰ کی عبادت اور یاد سے حرج واقع ہوتا تھا اس لیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب آپ تشریف لے جائیں۔ نیز اجازت دینے سے قبل ارشاد فرمایا کہ جاؤ۔ ہاں ہمہ وقت ذکر اللہ کے سائے میں رہنا۔ کوئی لمحہ بھی ذکر اللہ سے دوری اختیار نہ کرنا۔ ہمہ وقت ذکر اللہ میں مشغولیت اختیار کرنا۔ زندگی کا قدر کرو زندگی کا کوئی لمحہ بھی غفلت کا شکار نہ ہونے دینا۔ اسی میں بھلائی ہے ورنہ نقصان اٹھانا پڑے گا۔

ذکر اللہ میں مصروف رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے احکام:

قرآن مجید میں ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا

اے ایمان والو تم اللہ تعالیٰ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر میں سکون قلب:

قرآن مجید میں ہے کہ:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ o اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ o

(پارہ ۱۳۔ الرعد: ۲۸)

وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں۔ سُن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔
(کنزالایمان شریف)

فائدہ:

یا تو اس لیے کہ بے چینی گناہوں سے ہوتی ہے اور ذکر اللہ گناہ مٹاتا ہے لہٰذا چین حاصل ہوتا ہے یا اس لیے کہ اللہ کا ذکر روح کے دیس کا ذکر ہے اور پردیسی کو دیس کے ذکر سے چین ہوتا ہے، بہر حال اللہ کا ذکر مومن کے دل کا چین ہے جیسے دوا سے مرض، پانی سے پیاس روٹی سے بھوک، سورج سے رات چلی جاتی ایسے ہی اللہ کے ذکر سے اور حضور کے چرچے سے مومن کے رنج وغم دور ہو کر راحت وچین حاصل ہوتے ہیں۔ (نور العرفان)

صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کے رحمت وفضل اور اس کے احسان وکرم کو یاد کر کے بے قرار دلوں کو قرار واطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اگر چہ اس کے عدل وعتاب کی یاد دلوں کو خائف کر دیتی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ مسلمان جب اللہ کا نام لے کر قسم کھاتا ہے دوسرے مسلمان اس کا اعتبار کر لیتے ہیں اور ان کے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

رب کو بکثرت یاد کرنے کا حکم:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ (پارہ آل عمران:۴۱)

اور اپنے رب کی بہت یاد کر اور کچھ دن رہے اور تڑکے اس کی پاکی بول (کنزالایمان شریف)

ذکر وفکر:

الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۝ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

(پارہ۴ آل عمران:۱۹۱)

جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے (کنزالایمان شریف)

ہر حال میں ذکر کا حکم:

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ ۝ (پارہ۵ النساء:۱۰۳)

پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے۔ پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو حسب دستور نماز قائم کرو۔ (کنز الایمان)

نماز جمعہ کے بعد اللہ کا ذکر:

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (پارہ ۲۸ سورۃ جمعہ: ۱۰)

پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس اُمید پر کہ فلاح پاؤ (کنز الایمان شریف)

ذکر اللہ میں کامیابی:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ (پارہ ۳۰۔ سورۃ اعلیٰ: ۱۴۔۱۵)

بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی (کنز الایمان)

موت کے وقت ذکر اللہ کی فضیلت:

حضرت عبداللہ ابن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک بدوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

عرض کیا: کون شخص اچھا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مژدہ ہو اسے جس کی عمر لمبی ہو اور اعمال اچھے ہوں۔

عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل افضل ہے؟

فرمایا: تم دنیا کو اس کے حال میں چھوڑ دو کہ تمھاری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔

اللہ کے ذکر کے سائے میں رہو:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جاؤ اللہ کے ذکر کے سائے میں رہو۔ یعنی جب تک اللہ کے ذکر کے سائے میں رہو گے محفوظ رہے گا۔ بلکہ اگر شیطان کا اثر ہوا بھی تو ختم ہو جائے گا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّيْطٰنُ جَاثِمٌ عَلٰى قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ خَنَسَ وَاِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ ۝

(رواہ البخاری، مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ شیطان انسان کے دل پر چمٹا رہتا ہے۔ جب انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ہٹ جاتا ہے اور جب انسان غافل ہوتا ہے تو وہ وسوسے ڈالتا ہے۔

فائدہ۱:

شیطان کی منزل انسان کا دل ہے جہاں وہ ایسا چمٹا رہتا ہے۔ جیسے شہد سے مکھی۔ خیال رہے کہ غافل کے دل پر شیطانی منزل ہے اور کافر کے دل میں شیطان کا گھر ہے اس جگہ ابن آدم سے مراد غافل مسلمان ہے نہ کہ کافر

(مراۃ مشکوۃ جلد۳ صفحہ ۴۵)

فائدہ : ۲

مومن کا دل مالا مال گھر ہے شیطان چور ہے غفلت تاریکی ہے اور ذکر اللہ نور روشنی ہے جو ہمیشہ اندھیرے گھر میں آتا ہے اور اجالا ہوتے ہی بھاگ جاتا ہے۔ مومن کو چاہیے کہ اپنے دل کے گھر میں ذکر اللہ کا اُجالا رکھے تا کہ اس چور سے امن رہے۔ یوں تو ہر ذکر اللہ دفع وسوسہ کے لیے مفید ہے مگر لاحول شریف اور اذان دفع شیطان کے لیے اکسیر ہے اسی لیے بعد دفن قبر پر اذان کہی جاتی ہے کہ مردے سے شیطان دُور رہے اور اسے وسوسہ نہ دے تا کہ مردہ امتحان میں کامیاب ہو۔

(مراۃ جلد۳ صفحہ: ۳۴۵)

فائدہ:

بعد از دفن قبر کے پاس اذان دینے کے متعلق شرعی حکم اور تفصیلی مطالعہ کے لیے فیض ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف ''اذان برقبر'' کا مطالعہ کیجئے نہایت مفید کتاب ہے۔

اس لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جاؤ اللہ کے ذکر کے سائے میں رہو تا کہ شیطان کے بداثرات سے محفوظ رہو۔ اگر کسی وقت اس کا داؤ کا اثر معلوم ہو تو ذکر اللہ کا سایہ کر لینا تا کہ اسے اپنی جان کے لالے پڑ جائیں اور تجھ سے دُور ہو جائے۔

معیت حق:

نیز اس لیے بھی کہ جب ہر وقت ذکر اللہ میں مشغولیت ہوتی ہے تو ہر وقت خاص معیت حق بھی حاصل رہتی ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَكَرَنِیْ وَتَحَرَّكَتْ بِیْ شَفَتَاهُ (بخاری شریف)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے فرمایا کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ رہتا ہوں جب کہ وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میرے نام سے اس کے ہونٹ ہلتے ہیں۔

حدیث قدسی شریف:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِهٖ وَاِنْ

ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ شریف، باب ذکراللہ عزوجل والتقرب اللہ حدیث نمبر ۲۱۵۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں بندے کے گمان سے زیادہ قریب ہوں جو وہ میرے ساتھ رکھتا ہے جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے تو میں اس کے پاس ہوتا ہوں جب وہ مجھ کو اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجھ کو جماعت میں یاد کرتا ہے تو اس کو بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔

تمثیل:

اس ملفوظ شریف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے کو ایک تمثیل کے ذریعے بیان فرمایا ہے کہ جیسے جس چیز کے سائے کے نیچے انسان ہوتا ہے۔ جب تک اس چیز کے سائے کے نیچے انسان رہتا ہے۔ اس چیز کے فوائد سے استفادہ کرتا رہتا ہے۔

مثلاً انسان جب تک کسی درخت کے سائے میں رہتا ہے اس وقت تک سورج کی جلا دینے والی گرمی سے محفوظ رہتا ہے۔ جونہی سائے سے جدا ہوا سورج کی گرمی سائے کی قدر سے آشنا کر دیتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات تو اتنی شدید گرمی ہوتی ہے کہ جس سے انسان کے چودہ طبق ہی روشن ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح انسان کا بچہ ماں باپ کے سائے میں رہتا ہے۔ ہر قسم کے دکھ، تکلیف اور مصیبت سے کافی حد تک محفوظ رہتا ہے۔ اسی طرح جب تک انسان اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ اس پہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی رہتی ہے۔ حق تعالیٰ کی معیت کے باعث شیطان کی دست برد سے محفوظ رہتا ہے جب ذکر اللہ سے غافل ہوتا ہے تو اس پہ شیطان کا داؤ چل جاتا ہے۔

اللہ کے ذکر سے اعراض کی نحوست:

جب انسان جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت اختیار کرتا ہے تو اس پہ شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔

وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطٰنًا فَھُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ ۝ وَاِنَّھُمْ لَیَصُدُّوْنَھُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ مُّھْتَدُوْنَ ۝ (پارہ۲۵: الزخرف ۳۷۔۳۶)

اور جسے رتوند آئے (شب کوری ہو) رحمٰن کے ذکر سے ہم اس پر شیطان تعینات کریں کہ وہ اس کا ساتھی رہے اور بے شک وہ شیاطین ان کو راہ سے روکتے ہیں کہ سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں۔ (کنزالایمان شریف)

شیطان کے غلبے کی علامت:

اِسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰھُمْ ذِکْرَ اللّٰہِ ۝ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ ۝ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (پارہ۲۸: المجادلہ:۱۹)

ان پر شیطان غالب آ گیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی۔ وہ شیطان کے گروہ ہیں۔ سنتا ہے بے شک شیطان ہی کا گروہ

بار میں ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗٓ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ۝ (المجادلہ:۲۰)

بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہے۔

(کنز الایمان شریف)

فائدہ :

اسی لیے آپ نے فرمایا کہ جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سائے میں ہو۔یعنی جب تک زندگی حاصل ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سائے میں رہنا ہی یہ شیطان کے جال سے نکلنے کا سبب ہے۔اسی سائے کی برکت سے ہمہ وقت شیطان کی چالوں سے محفوظ رہ سکتے ہو اور حق تعالیٰ کی معیت بھی حاصل ہوگی۔

افضل عمل:

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے حضور اکرم ﷺ کی خدمت (اقدس) میں عرض کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: موت تک تیری زبان پر ذکر الٰہی جاری رہے۔(تنبیہ الغافلین اُردو ترجمہ حصہ ۲ صفحہ:۹۶)

شیطان سے تحفظ دینے والا قلعہ:

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص مخلوق کی نسبت ذکر الٰہی سے مانوس نہیں ہے بے شک اس کا عمل قلیل ہے اس کا دل اندھا ہے اور اس کی عمر بے کار گئی۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ذکر الٰہی ایمان کی علامت ہے،منافقت سے برأت ہے شیطان سے تحفظ دینے والا قلعہ ہے اور دوزخ سے بچاتا ہے۔(تنبیہ الغافلین حصہ ۲ صفحہ:۹۲۔۹۶)

ذکر اللہ میں پانچ پسندیدہ باتیں :

حضرت ابو اللیث سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جان لو کہ ذکر الٰہی میں پانچ پسندیدہ باتیں ہیں۔

(۱) اس میں رضائے الٰہی ہے۔

(۲) ذکر سے اطاعت میں حرص اور بڑھ جاتی ہے۔

(۳) ذکر میں مشغولیت کے باعث وہ شیطان سے محفوظ رہے گا۔

(۴) ذکر سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔

(۵) ذکر گناہوں سے روکتا ہے۔واللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم (تنبیہ الغافلین اُردو ترجمہ حصہ دوم صفحہ:۱۰۴)

------☆☆☆------

جسم اللہ کی بندگی کے لیے فارغ کر

فرمایا:

اگر تو اللہ تعالیٰ کی اتنی بندگی کرے جتنی زمین و آسمان کی تمام مخلوق تو بھی وہ تیری عبادت قبول نہیں کرے گا جب تک کہ تُو اس کی تصدیق نہ کرے۔ تصدیق سے مراد یہ ہے کہ تو اس کے مربی، رازق اور کفیل ہونے پر مطمئن ہو جائے اور جسم کو اس کی بندگی کے لیے فارغ کر دے (سیرت حضرت اویس قرنی عاشق رسول صفحہ:۱۲۱)

مطلب:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے اس ملفوظ شریف کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی عبادت کی جائے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مربی، رازق اور کفیل ہونے کی تصدیق کرے۔ دل و جان سے تسلیم کرے کہ واقعی اللہ تعالیٰ میرا رب ہے عالم ارواح کی تخلیق سے لے کر تا حال اور تا حال سے لے کر موت تک اور موت کے بعد، دوبارہ زندہ ہونے تک بلکہ ہمیشہ ہمیشہ تک کے لیے وہ میرا رب ہے اس کی تصدیق کرے۔ میرا رازق ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا کوئی بھی رازق نہیں اور اسی طرح ہر حال میں میرا کفیل اللہ تعالیٰ ہے۔ جب تک ان امور کی تصدیق نہ کرے اس وقت تک عبادت قبول ہی نہیں ہوتی۔ عبادت کی قبولیت کا دارومدار صرف اور صرف اس چیز کی تصدیق کرنے پہ منحصر ہے اور تصدیق کا مطلب یہ ہے کہ مطمئن ہو جائے کہ میرا رب اور رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لیے رزق کی کمی بیشی پہ شکوہ شکایت فضول ہے بلکہ مطمئن ہونا چاہیے کہ جو رزق میرے نصیب ہے وہ ہر حال میں مجھے ملنا ہی ہے۔ ایسا ممکن ہی نہیں کہ میرے نصیب والا رزق کسی اور کو ملے اور جو کسی کے نصیب کا رزق ہے وہ مجھے کسی حال میں بھی نہیں ملنا۔ اس لیے روزی کے سلسلے میں بے ایمانی کرنے جھوٹ بولنے، رشوت لینے اور دینے، چوری کرنے اور دیگر غیر شرعی امور کے سرانجام دینے کی ضرورت نہیں۔ قلبی طور پر یہ اطمینان کر لینا چاہیے کہ جو کچھ ملنا ہے مل کر ہی رہے گا۔ اس سلسلے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اس لیے اپنے جسم کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فارغ کر لینا چاہیے۔

اس کے برعکس عبادت قبول نہیں ہوگی خواہ جتنی بھی عبادت کی جائے۔

☆☆☆

اتنی چھوٹی راتیں

الحمد للہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ایسا شغف نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں منتقل ہوا پھر آگے تابعین میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی محبت پیدا کر دی کہ ساری رات وہ عبادت میں گزار دیتے بلکہ نماز کی ایک ہی حالت میں ساری رات بیت جاتی پھر بھی دل میں حسرت رہ جاتی کاش کہ اتنی بڑی رات ہوتی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت جی بھر کر کر لیتے۔ مگر کیا کریں اتنی چھوٹی رات ہے۔ رات کا تو یہ عالم ہے کہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ رات ختم ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس سلسلے میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا یہ ملفوظ

شریف بھی ہے کہ جس میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی نماز سے محبت واضح ہوتی ہے۔ اکثر لوگ آپ سے سوال کرتے کہ آپ میں اتنی طاقت ہے کہ آپ اتنی لمبی لمبی پہاڑ جیسی راتیں نماز کی ایک ہی حالت میں گزار دیں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ فرماتے تم اتنی لمبی راتیں کہتے ہو۔ حالانکہ راتیں تو لمبی ہیں ہی نہیں چھوٹی چھوٹی راتیں ہیں۔ کاش کہ راتیں واقعی اتنی لمبی ہوتیں۔ اتنی لمبی راتیں ہوتیں کہ جی بھر کر اللہ کی عبادت کر سکتا۔ یہاں تو یہ حال ہے۔ صرف سبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہوں تو ساری رات گزر جاتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے محبت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت بہت کم سویا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے تفسیر درمنثور میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ

امام عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ نے زوائد الزہد میں اور محمد بن نصر رحمہ اللہ کے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت بہت کم سوتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ارشاد فرمایا: قُمِ الّلیل اِلّا قلیلاًo (تفسیر درمنثور اُردو ترجمہ جلد ششم صفحہ:۷۵۰)

پاؤں اور پنڈلیوں پر ورم:

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یآ ایھا المزمل o نازل ہوئی تو وہ ایک سال تک قیام کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاؤں اور پنڈلیاں ورم آلود ہو گئیں حتیٰ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو فاقرءُ وا ماتیسر منہ (المزمل:۲۰)

تو لوگوں نے راحت پائی۔

مختلف روایات:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے دونوں قدم (مبارک) سوج جاتے۔ (حیاۃ الصحابہ حصہ سوم صفحہ:۱۱۰)

(۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رات کو اتنی نماز پڑھا کرتے کہ آپ کے دونوں قدم سوج جاتے۔

(حیاۃ الصحابہ جلد۳ صفحہ:۱۱۰)

(۳) حضرت نعمان بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو عبادت میں اتنا زیادہ کھڑے رہتے کہ آپ کے دونوں قدم پھٹ جاتے۔ (حیاۃ الصحابہ جلد۳ صفحہ:۱۱۰)

(۴) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کی لیکن آپ نے اتنا لمبا قیام فرمایا کہ میں نے برے کام کا ارادہ کر لیا۔ ہم نے پوچھا آپ نے کس کام کا ارادہ کر لیا تھا؟ اُنھوں نے فرمایا میں نے حضور کو چھوڑ کر بیٹھنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ (حیاۃ الصحابہ جلد۳ صفحہ ۱۱۱)

ساری رات عبادت کرنا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا گیا کہ کچھ لوگ ایک رات میں سارا قرآن ایک مرتبہ یا دو مرتبہ پڑھ لیتے۔ اُنھوں فرمایا

ان لوگوں کا پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساری رات کھڑی رہتی تھی آپ سورت آل عمران اور سورت نساء پڑھا کرتے تھے خوف والی آیت پر گزرتے تو دُعا مانگتے اور اللہ کی پناہ چاہتے اور بشارت والی آیت پر گزرتے تو دعا مانگتے اور اس کا شوق ظاہر کرتے (حیاۃ الصحابہ جلد ۳ صفحہ: ۱۱۳۔۱۱۲)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عبادت کا حال :

حضرت محمد بن مسکین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گھیر لیا تو ان کی بیوی نے اُن سے کہا تم اُنھیں قتل کرنا چاہتے ہو؟ اُن کو چاہے تم قتل کردو چاہے اُنھیں چھوڑ دو۔ یہ ساری رات نماز پڑھا کرتے تھے اور ایک رکعت میں سارا قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔ (حیاۃ الصحابہ حصہ ۳ صفحہ: ۱۱۶ حاشیہ اخرجہ الطبرانی واسنادہ حسن کما قال الہیثمی (جلد ۹ صفحہ ۹۴)

روزانہ ہزار رکعت:

حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم روزانہ ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے۔

(حیاۃ الصحابہ جلد ۳ صفحہ بحوالہ طبرانی فی الکبیر قال الہیثمی جلد ۲ صفحہ: ۲۵۸)

ساری رات عبادت:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ رات بھر اللہ کی عبادت کرتے دن بھر روزہ رکھتے اور (چونکہ وہ مسجد میں زیادہ رہتے تھے اس لیے) اُن کا نام مسجد کا کبوتر پڑ گیا تھا۔

فائدہ :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح حضرت اویس رضی اللہ عنہ بھی ساری رات عبادت میں مشغول رہتے۔ حتی کہ شوق عبادت کا یہ عالم تھا جو اس ملفوظ شریف میں بیان ہوا۔

جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سجدے:

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب لکھتے ہیں کہ:

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی لذت آشنائی کی دولت سے کچھ حصہ عطا فرماتا ہے وہ پھر اس محبوب کو منانے کے لیے خلوت کدوں میں راتوں کی نیندیں ترک کر کے اس کی بارگاہ میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنی راتیں کبھی قیام میں گزارتے ہیں اور کبھی سجدوں میں۔

میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رات پوے تے بے درد داں نوں نیند پیاری آوے
درد منداں نوں تانگھ سجن دی سُتیاں آن جگاوے

شہزادی کونین جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے متعلق مشہور ہے کہ آپ جب سردیوں کی راتوں میں بھی نوافل ادا کرنے کے لیے پہلا سجدہ فرماتیں تو وہ سجدہ اتنا طویل ہوتا اور آپ اس سجدے میں اس قدر مستغرق ہوتیں کہ تہجد کی اذان ہو جاتی اور اس وقت جب سجدے سے سر اُٹھاتیں تو عرض کرتیں "اے باری تعالیٰ! تو نے یہ رات کتنی چھوٹی بنائی ہے۔ کہ

فاطمہ ایک سجدہ بھی اطمینان سے نہیں کر سکی۔(اسلامی تربیتی نصاب جلد اول صفحہ:۴۴۳)

فائدہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ بھی ساری رات عبادت میں مشغول رہتے۔حتی کہ شوق عبادت کا یہ عالم تھا جو اس ملفوظ شریف میں بیان ہوا۔

------☆☆☆------

وضو اور نماز کی محبت

فرمایا: جب لوگ آپ کو پتھر مارتے تو آپ اُنھیں فرماتے: لوگو! چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارا کرو، بڑے بڑے پتھر مارنے سے میرا خون بہہ جاتا ہے اور میرا وضو جاتا رہتا ہے۔تمھارے ایسا کرنے سے میری نماز قضا ہو جاتی ہے۔

(سیرت حضرات خواجہ اویس قرنی عاشق رسول صفحہ:۵۴)

فائدہ:

اس ملفوظ شریف سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کو حق تعالیٰ کی یاد ساری کائنات سے محبوب تر ہوتی ہے۔

(۲) اولیائے کرام کو ہر وہ فعل محبوب ہوتا ہے۔جس سے حق تعالیٰ اور اس کا محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں۔

(۳) اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو اپنی تکلیف سے اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی تکلیف اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت کی بنا پر ہوتی ہے۔

(۴) اولیائے کرام کو نماز سے اس لیے محبت ہوتی ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کی عبادت اور یاد کا ایک اہم طریقہ مقدس ہے اور وضو اس لیے محبوب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نماز ادا کرنے کے لیے وضو ضروری ہوتا ہے۔

(۵) خون نکلنے کے مقام سے خون نکل کر بہہ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(۶) بقدر ضرورت فقہی مسائل سے آگاہی ہر شخص کے لیے ضروری ہے۔

(۷) وضو کے جاتے رہنے اور نماز قضا ہونے کا افسوس ضروری ہے۔اس سلسلے میں اولیائے کرام کا یہی دستور ہے۔

(۸) جہاں تک ممکن ہو سکے مخلوق خدا کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف برداشت کی جائے۔

(۹) تکلیف پہنچنے کے باوجود بددعا نہ کرنا اولیائے کرام کا طریقہ مبارک ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ کی مخلوق تکلیف پہنچائے تو بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔

------☆☆☆------

تلک عشرہ کاملہ

وضواور نمازکی محبت:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو نماز اور وضو سے کتنی محبت تھی اس ملفوظ سے واضح ہے۔ اس لیے ہمیں بھی وضو اور نماز سے محبت کرنی چاہیے۔ نماز کی محبت دُنیا و آخرت میں بے شمار فوائد کے حصول کا سبب ہے۔ نماز کی محبت کا اظہار کرتے ہوئے سید الانبیاء امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قُرَّۃُ عَیۡنِیۡ فِیۡ الصلوٰۃ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

وضوکیے فضائل :

چونکہ اس ملفوظ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے وضو کی اہمیت بیان کی ہے۔ اس لیے وضو کے فضائل ملاحظہ فرمایئے۔

پاکیزگی نصف ایمان:

عَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ تَمْلَاءُ الْمِيْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ اَوْتَمْلَاءُ مَابَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَّ الصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَّالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَّالْقُرٰانُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْا فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا (مسلم شریف: مشکوٰۃ شریف کتاب الطہارت)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پاکی نصف ایمان ہے اور الحمدللّٰہ ترازو بھر دے گی اور سبحان اللّٰہ اور الحمدللّٰہ آسمان و زمین کے درمیان کو بھر دیتے ہیں اور نماز روشنی ہے خیرات دلیل ہے صبر چمک ہے قرآن تیری یا تجھ پر حجت ہے ہر شخص صبح پاتا ہے تو اپنا نفس بیچتا ہے تو یہ نفس کو آزاد کرتا ہے یا ہلاک۔

فائدہ :

ظاہر ہے طہور سے ظاہری پاکی اور ایمان سے عرفی ایمان مراد ہے چونکہ ایمان بھی گناہوں کو مٹاتا ہے اور وضو بھی لیکن چھوٹے بڑے سارے گناہ مٹا دیتا ہے اور وضو صرف چھوٹے گناہ اس لیے اسے آدھا ایمان فرمایا ایمان باطن کو عیبوں سے پاک فرماتا ہے اور وضو ظاہر کو گندگیوں سے اور ظاہر باطن کا گویا نصف ہے یا ایمان دل کی برائیوں سے پاک اور خوبیوں سے آراستہ کرتا ہے اور طہارت جسم کو فقط گندگیوں سے پاک کرتی ہے لہٰذا یہ نصف ہے اور ممکن ہے کہ ایمان سے مراد نماز ہو رب فرماتا ہے۔ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ مطلب یہ ہے کہ نماز کی ساری شرطیں طہارت کے برابر ہیں غرض یہ حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ ایمان

بسیط چیز ہے پھر اس کا آدھا اور تہائی کیسا؟ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ:۲۳۲)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ تَمْلَاٰنِ مَابَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَمْ اَجِدْ هٰذِهِ الرِّوَایَةَ فِی الصَّحِیْحَیْنِ وَلَا فِیْ کِتَابِ الْحُمَیْدِیِّ وَلَا فِی الْجَامِعِ وَلٰکِنْ ذَکَرَهَا الدَّارِمِیُّ بَدَلَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ (مشکوٰۃ شریف کتاب الطہارت)

ایک روایت میں ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ واللہ اکبر کہنا زمین وآسمان کے درمیان کو بھر دیتے ہیں میں نے یہ روایت صحیحین میں اور حمیدی کی کتاب میں اور جامع الاصول میں نہیں پائی لیکن اس کو دارمی نے ذکر کیا ہے۔ سبحان اللہ والحمد للہ کی جگہ ہے۔

خطائیں نکل جاتی ھیں:

وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاءَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَایَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

روایت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو وضو کرے تو اچھا وضو کرے اس کی خطائیں جسم سے نکل جاتی ہیں تا آنکہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے نکل جاتی ہیں۔

گناھوں کی بخشش:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو ہاتھوں پر تین بار پانی بہایا پھر کلی کی پھر ناک میں پانی لیا پھر تین بار چہرہ دھویا پھر کہنی تک داہنا ہاتھ تین بار پھر بایاں ہاتھ تین بار دھویا کہنی تک پھر سر کا مسح کیا پھر داہنا پھر بایاں پاؤں تین تین بار دھوئے پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے میرے وضو کی طرح وضو کیا پھر فرمایا جو میری طرح وضو کرے پھر دو نفل پڑھ لے جن میں اپنے دل سے کچھ باتیں نہ کرے تو اس کے پچھلے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

جنت واجب:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ مُّسْلِمٍ یَّتَوَضَّاءُ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ مُقْبِلًا عَلَیْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الطہارت فصل اوّل)

ایسا کوئی مسلمان نہیں جو وضو کرے اچھا وضو پھر کھڑے ہو کر دو نفل دل اور منہ سے متوجہ ہو کر پڑھے مگر اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

فائدہ :

وضو کے بعد دو نفل تحیۃ الوضو پڑھے جب کہ نفل مکروہ نہ ہوں اور اگر نفل مکروہ ہوں جیسے فجر اور مغرب کا وضو تو وضو کے بعد فرض نماز تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کا بھی ثواب مل جائے گا (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح جلد اول صفحہ ۲۳۶ بحوالہ مرقاۃ شرح مشکوۃ)

جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَامِنكُمْ مِّنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّاءُ فَيَبْلغُ اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُوْلَ

تم میں سے ایسا کوئی نہیں جو وضو کرے تو مبالغہ کرے یا وضو پورا کرے پھر کہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اور ایک روایت ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً اعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَآءَ

مگر اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے کہ جس سے چاہے داخل ہو۔

فائدہ :

اسی طرح امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور حمیدی نے افراد مسلم میں روایت کی یوں ہی ابن اثیر نے جامع الاصول میں اور شیخ محی الدین نووی نے حدیث مسلم کے آخر میں ہماری روایت کے مطابق اور ترمذی نے یہ زیادہ کیا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ وَاجْعَلْنِيْ مَنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ یا اللہ! مجھے توبہ والوں میں بنا اور مجھے خوب ستھروں سے کر۔

فائدہ:

وضو کے مزید فوائد وفضائل کتب احادیث میں ملاحظہ فرمائیے۔

ملفوظ شریف کا مطلب:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو جب بچے اور لوگ دیوانہ سمجھتے ہوئے ستانے کے لیے پتھر مارتے تو آپ انھیں فرماتے اے لوگو! تم مجھے پتھر مارنے کا شوق پورا کرنا چاہتے ہو تو بڑے شوق سے اپنا شوق پورا کیجیے۔ حالانکہ مجھے تکلیف ہوتی ہے اس کے باوجود تمھاری ہنسی خوشی کی خاطر مجھے یہ تکلیف بھی گوارا ہے میں تجھے روکتا نہیں کہ تم مجھے پتھر نہ مارو۔ مگر اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے

چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارو۔ اس طرح تمہارا شوق بھی پورا ہو جائے گا تم اپنے کھیل سے بھی محظوظ ہو جاؤ گے۔ مگر ایسا کرنے سے مجھے زخم نہیں لگے گا اور نہ ہی زخموں سے خون نکلے گا نہ ہی خون نکل کر بہے گا کہ جس سے وضو ٹوٹ جائے تم جب بڑے پتھر مارتے ہو تو میرا جسم زخمی ہو جاتا ہے۔ زخمی جسم سے خون بہتا ہے جس سے میرا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس طرح بعض اوقات میری نماز بھی قضا ہو جاتی ہے اس لیے ایسا ظلم نہ کرو کہ جس وجہ سے میری نماز قضاء ہو جائے۔

خون بہنے سے وضوٹوٹ جاتا ھے:

خون بہنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوُضُوْءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ رَوَاهُمَا الدَّارَ قُطْنِيُّ (مشکوٰۃ شریف کتاب الطھارت ـ مایوجب الوضو)

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے روایت وہ تمیم داری سے روای فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر بہنے والے خون سے وضو لازم ہے۔

فائدہ:

یعنی جو خون بہہ کر جسم کے اس حصہ کی طرف آجائے جس کا دھونا غسل میں فرض ہے وہ ناقص وضو ہے یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے۔ کہ خون وضو توڑتا ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ: ۲۵۷)

فائدہ:

خیال رہے کہ حنفیوں کے نزدیک حدیث مرسل قابل عمل ہے نیز حنفیوں کے اس مسئلے کا مدار صرف اس حدیث سے نہیں بلکہ بخاری شریف، ابن ماجہ، ترمذی طبرانی، موطا امام مالک، ابوداؤد وغیرہ کی بہت سی احادیث پر ہے چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ حضور نے فاطمہ بنت ابی جیش سے فرمایا کہ جب تمہارے حیض کا زمانہ نکل جائے تو استحاضہ کے زمانہ میں ہر نماز کے لیے وضو کرو اگر خون وضو نہیں توڑتا تو استحاضہ والی عورت معذور کیوں قرار دی گئی نیز ابوداؤد و ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ حضور فرماتے ہیں اگر نماز میں کسی کی نکسیر پھوٹ جائے تو نماز چھوڑ کر وضو کرے۔ پھر نماز پوری کرے اس کی پوری تحقیق ہماری (حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی) کتاب جاء الحق حصہ دوم میں دیکھو خیال رہے کہ بہتا خون بحکم قرآن نجاست ہے اور نجاست کا نکلنا وضو توڑتا ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ: ۲۵۷)

خون بہنے سے وضو ٹوٹ جاتا ھے:

(۱) وضو توڑنے والی چیزوں سے وہ بھی جو ان دو رستوں کے سوا اور طرف سے نکلے اور بہے ایسی طرف جو پاک کی جاتی ہے خون ہو یا کچلو ہو یا پیپ ہو، یا پانی جو کسی بیماری کے سبب سے نکلے بہنے کے معنی ہیں کہ زخم کے سرے سے اوپر کو اٹھ کر نیچے کو اترے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اور یہی اصح ہے یہ نہر الفائق میں لکھا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیر اردو ترجمہ جلد اول صفحہ: ۱۴)

فائدہ ۱ :

خون اور کچلو ہو اور پیپ اور پانی زخم کا اور آبلہ کا اور پانی جو بیماری کی وجہ سے ناف میں سے نکلے یا چوچی میں سے نکلے یا آنکھ میں سے نکلے یا کان میں سے نکلے سب کا ایک ہی حکم ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری اُردو ترجمہ جلد اول صفحہ:۱۴)

(۲) پس سبیلین سے جو نجس یعنی ظاہر ہو خواہ قلیل ہو یا کثیر خواہ عادت پر ہو جیسے بول و براز یا غیر عادت ہو جیسے خون وہ ناقص وضو ہے (عین الھدایہ جدل اول صفحہ ۵۲)

(۳) غیر اصول غیر سبلین میں جو نجس ہو وہ ناقص (وضو) ہو گی (عین الہدایہ جلد اول صفحہ ۵۳)

(۴) امام ابو حنیفہ و ابو یوسف کے نزدیک اگر یہ خون اپنی ذاتی قوت سے بہا تو وضو توڑ دے گا۔ اگر چہ مقدار میں قیس ہو (عین الہدایہ جداول صفحہ: ۵۴)

(۵) اگر زخم کو باندھا پس بندش کے اوپر تری پھوٹے تو وضو ٹوٹ گیا بشرطیکہ حالت یہ ہو کہ اگر بندش نہ ہوتو رطوبت بہ نکلے (عین الہدایہ جداول صفحہ:۵۵)

پس واضح ہوا کہ خون بہنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی لیے آپ نے بڑے بڑے پتھر نہ مارنے کے بارے میں فرمایا ہے۔

فضائل نماز

اللہ کا سب سے زیادہ پسندیدہ عمل :

روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود سے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ

اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ

اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل زیادہ پیارا ہے۔

قَالَ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِہَا

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وقت پر نماز کا ادا کرنا۔

قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ

میں نے عرض کیا (اس کے بعد) پھر کون سا عمل؟

قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ماں باپ سے بھلائی کرنا۔

قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ

میں نے عرض کیا (یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم) پھر کون سا عمل؟

قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ فرمایا مجھے حضور یہ

باتیں بتائیں اگر زیادہ پوچھتا تو زیادہ بتاتے۔ (مسلم شریف۔ بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوٰۃ)

نماز کی اھمیت:

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللّٰه عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ (مسلم شریف)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنا ہے۔

فائدہ:

یعنی بندہ مومن اور کفر کے درمیان نماز کی دیوار حائل ہے جو اس تک کفر کو پہنچنے نہیں دیتی جب یہ آڑ ہٹ گئی تو کفر کا اس تک پہنچنا آسان ہو گیا ممکن ہے کہ آئندہ یہ شخص کفر بھی کر بیٹھے خیال رہے کہ بعض آئمہ ترک نماز کو کفر بھی کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک بے نمازی لائق قتل ہے اگرچہ کافر نہیں ہوتا ہمارے امام صاحب کے نزدیک بے نمازی کو مار پیٹ اور قید کیا جائے جب تک کہ وہ نمازی نہ بن جائے۔ ہمارے ہاں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بے نمازی قریب کفر ہے یا اس کے کفر پر مرنے کا اندیشہ ہے۔ یا ترک نماز سے مراد نماز کا انکار ہے یعنی نماز کا منکر کافر ہے۔

(مراۃ شریف مشکوٰۃ جلد اول صفحہ:۳۶۴-۳۶۳)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اَلْعَهْدُ الَّذِیْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ وَالصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ

(رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ۔ مشکوٰۃ المصابیح)

وہ معاہدہ جو ہمارے اور ان کے درمیان ہے وہ نماز ہے تو جس نے نماز چھوڑ دی اس نے یقیناً کفر کیا۔

فائدہ:

ان سے مراد منافقین ہیں یعنی مسلمانوں اور منافقین کے درمیان نماز ہی ایک وہ چیز ہے جو منافقوں کے لیے باعث امان ہے کہ اسی وجہ سے ہم ان کو قتل نہیں کرتے اور ان پر اسلامی احکام جاری کرتے ہیں۔ اب جو منافق نماز کو چھوڑ دے گا اسی کا کفر ظاہر ہو جائے گا اور وہ لائق قتل ہوگا۔ (مراۃ شریف)

(۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَّهٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً وَّكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوٰۃ۔ رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان)

روایت ہے عبداللہ بن عمرو ابن عاص سے وہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہے کہ آپ نے ایک دن نماز کا ذکر کیا تو فرمایا کہ جو اس پر پابندی کرے گا۔ نماز اس کے لیے قیامت کے دن روشنی، دلیل اور نجات ہو جائے گی اور جو اس پر پابندی نہ کرے گا تو اس کے لیے نماز نہ نور ہوگی اور نہ دلیل ہوگی اور نہ ہی نجات ہوگی اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

فائدہ :

قیامت میں قبر بھی داخل ہے کیونکہ موت بھی قیامت ہی ہے مطلب یہ ہے کہ نماز قبر میں اور پل صراط پر روشنی ہوگی کہ سجدہ گاہ تیز بجلی کی طرح چمکے گی اور نماز اس کے مومن بلکہ عارف باللہ ہونے کی دلیل ہوگی۔ نیز اس کے ذریعے اسے ہر جگہ نجات ملے گی۔ کیونکہ پہلا سوال نماز کا ہوگا اگر اس میں بندہ کامیاب ہوگیا تو انشاء اللہ آگے بھی کامیاب ہوگا۔ (مراۃ جلد اول صفحہ: ۳۶۸)

اچھوں کی نقل بھی اچھی:

ابی ابن خلف وہ مشرک ہے جسے نبی کریم ﷺ نے احد کے دن اپنے ہاتھ سے قتل فرمایا مرقاۃ میں ہے اس میں اشارہ فرمایا گیا کہ بے نمازی کا حشر ان کافروں کے ساتھ ہوگا اور نمازی مومن کا حشر انشاء اللہ نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کے ساتھ اس سے یہ لازم نہیں کہ بے نمازی کافر ہو جائے گا اور نمازی نبی۔ بلکہ بے نماز کو قیامت میں ان کفار کے ساتھ کھڑا کیا جاوے گا جیسے کسی شریف آدمی کو ذلیل کے ساتھ بیٹھا دینا اس کی ذلت ہے لہٰذا حدیث واضح ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں خیال رہے قیامت کے دن ہر شخص کا حشر اس کے ساتھ ہوگا۔ جس سے اسے دنیا میں محبت تھی اور جس طرح وہ کام کرتا تھا بے نماز چونکہ کافروں کے سے کام کرتا ہے لہٰذا اس کا حشر بھی ان کے ساتھ ہوگا۔ نمازی نبیوں صدیقوں کی نقل کرتا ہے لہٰذا ان کا حشر ان کے ساتھ ہوگا اس لیے کہتے ہیں کہ اچھوں کی نقل بھی اچھی اور بروں کی نقل بھی بری (مراۃ شرح مشکوۃ جلد اول صفحہ ۳۶۸)

(۴) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهٗ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلٰوةِ (ترمذی شریف۔ مشکوۃ شریف)

حضرت عبداللہ ابن شقیق سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اعمال میں سے کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہ سمجھتے تھے سوائے نماز کے۔

مومن اور کافر کی پہچان:

کیونکہ اس زمانہ میں نماز پڑھنا مومن کی علامت تھی اور نہ پڑھنا کافر کی پہچان تھی جیسے آج سر پر چوٹی، نیچے دھوتی ہندو کی پہچان ہے۔ اس لیے وہ حضرات جسے نماز نہ پڑھتے دیکھتے سمجھتے کافر ہوگا لہٰذا اس حدیث سے یہ لازم نہیں کہ نماز چھوڑنا کفر ہے اور بے نمازی کافر ہے۔ اور نہ یہ حدیث احادیث کے خلاف ہے جن میں فرمایا گیا۔ مومن اگرچہ زانی ہو، چور ہو پھر بھی جنتی یعنی جنت کا مستحق (مراۃ شریف جلد اول صفحہ: ۳۶) آخری جملے کی شرح اور مطلب مراۃ شریف میں ملاحظہ فرمائیے۔

نماز کی محبت:

اس میں تو کسی کو شک کی گنجائش بھی نہیں کہ تمام انبیائے کرام بالخصوص سید الانبیاء امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز سے کتنی محبت تھی نماز ادا کرتے کرتے آپ کے پاؤں مبارک متورم ہو جایا کرتے تھے آپ پھر بھی نماز میں مشغول رہتے۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز سے محبت ملاحظہ فرمایئے مشہور و معروف واقعہ ہے جو اپنے بیگانے بھی بیان کرتے کرتے نہیں تھکتے کہ محض آپ کی نماز کی محبت کی بناء پر ہی سورج واپس پلٹایا گیا۔ کہاں سورج کا واپس پلٹنا نماز کی خاطر اس سے آپ کیا نتیجہ نکالیں گے۔
اسی طرح تصور کی نظر سے ذرا واقعہ کربلا تو ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو نماز سے کتنی محبت تھی۔ سیدنا علی اکبر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے، سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع ہوگئی آپ کے تمام ساتھی اور عزیز جو اس وقت میدان کربلا میں آپ کے ساتھ تھے سبھی مردِ شہادت کے جام سے سرفراز ہو چکے حتیٰ کہ حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کو بھی شہید کر دیا گیا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ابھی تک بچے وہ بیمار تھے اس لیے انھیں میدان میں نہ جانے دیا گیا۔ آخر میں تمام یزیدیوں نے امام پاک پر یلغار کر دی حتیٰ کہ آپ نے جان کا نذرانہ پیش کرتے وقت بھی نماز کی محبت کا درس دیتے گئے گویا یوں درس دیا کہ ارے حسین کو ماننے والو! نماز سے اس طرح محبت کرنا کہ جان جائے تو جائے مگر نماز قضا نہ ہونے پائے کیونکہ۔

؎ نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کو نماز سے کتنی محبت تھی ان شاء اسی کتاب فیضان حضرت اویس قرنیؓ میں ایک اور مقام پر بیان کریں گے۔

حقیقتِ خشوع

فرمایا: خشوع ایسی بے خبری کو کہتے ہیں کہ اگر اس حالت میں نیزہ بھی مارا جائے تو اثر محسوس نہ ہو (سیرت حضرت اویس قرنی عشاق رسول صفحہ: ۱۴۴)

مطلب:

خشوع کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خشوع ایسی حالت کو کہتے ہیں کہ بندہ عبادت میں یوں مصروف ہو جائے کہ اسے دُنیا و مافیہا کی کچھ بھی خبر نہ رہے بلکہ دُنیا و مافیہا سے بالکل ہی بے خبر ہو جائے۔ حتیٰ کہ اگر اس کے جسم میں نیزہ بھی مار دیا جائے تو اسے نیزے لگنے کا بھی احساس نہ ہو۔

خشوع کے معانی:

(۱) (ع۔ا۔مذ) عاجزی، فروتنی۔ گڑگڑانا (فیروز اللغات)
(۲) خشع (ف) خشوعا=اے۔ فروتنی کرنا۔ عاجزی کا اظہار کرنا (المنجد)
(۳) خشع (ف) خشوعا۔ لہ۔ فروتنی کرنا۔ عاجزی کا اظہار کرنا (مصباح اللغات)

خشوع کیا ہے؟

(۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نماز میں خشوع اس امر کا نام ہے کہ نمازی کو اپنے دائیں بائیں کی کچھ خبر نہ ہو (عوارف المعارف باب ۳۸)

(۲) حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جس کی نماز میں خشوع نہیں اس کی نماز فاسد ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ایک فرمان کی تفسیر:

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر: وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ٥ میں کہا گیا ہے کہ اس سے مراد اعضاء کا سکون اور طمانیت ہے''

اس آیت سے مذکورہ بالا قول پر استدلال کیا گیا ہے کہ جب تم نماز میں پہلی تکبیر کہو تو اس وقت یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تمھاری طرف دیکھ رہا ہے اور جو کچھ تمھارے دل میں ہے اس سے باخبر ہے۔ تم اپنی نماز میں جنت کو اپنی دائیں طرف اور دوزخ کو بائیں طرف خیال کرو۔ یہ ہم نے اس لیے کہا کہ جب تمھارا دل آخرت کے ذکر میں مشغول ہوگا تو اس سے تمام وسوسے دُور ہو جائیں گے یعنی یہ تصور اور یہ خیال دل سے وسوسوں کے دور کرنے کی ایک تدبیر ہے۔ (عوارف المعارف باب: ۳۸)

شیخ ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک:

شیخ ابو سعید خراز رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص رکوع کرے تو رکوع کے آداب یہ ہیں کہ وہ اس طرح رکوع میں جھکے کہ اس کا ہر عضو اس وقت حالت رکوع میں ہو گویا وہ عرشِ عظیم کی طرف جھکا ہوا ہو اور اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی اس قدر تعظیم بجالائے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ عظمت والی اور کوئی چیز موجود نہ رہے (سوائے عظمت والے خدا اور کسی کا خیال اس کے دل میں نہ آئے) اور وہ خود کو اس قدر حقیر اور ادنیٰ سمجھے کہ اس سے کمتر کوئی چیز متصور نہ ہو سکے وہ خود کو خاک اور غبار سے بھی کم مرتبہ سمجھے اور جب رکوع سے سر اُٹھائے اور ربنا لك الحمد کہے تو اس وقت یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اس تسبیح کو سُن رہا ہے (اس وقت سراپا سوز وگداز بن جائے) (عوارف المعارف اُردو ترجمہ باب ۳۸۔ آداب و اسرار نماز صفحہ: ۲۷۲۔۲۷۳)

حدیث مبارکہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ نماز میں کھڑا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوتا ہے پس جب وہ کسی طرف کو ملتفت ہوتا ہے یا کسی طرف توجہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم کیا وہ تیرے لیے مجھ سے بہتر ہے (جس کی طرف دیکھ رہا ہے) میری طرف منہ کر میں تیرے حق میں بہتر ہوں۔ اس شخص سے جس کی طرف تو نے توجہ کی۔ (عوارف المعارف باب ۳۶ فضیلت نماز)

خشوع کیا ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا خشوع کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: خشوع دل میں ہوتا ہے (یعنی دل سے نماز میں متوجہ رہنا) اور یہ بھی اس میں داخل ہے کہ کسی طرف توجہ نہ کرے (فضائل نماز۔۸۱)

حکایت:

حضرت زین العابدین روزانہ ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے تہجد کبھی سفر یا حضر میں ناغہ نہیں ہوا۔ جب وضو کرتے تو چہرہ زرد ہو جاتا اور جب نماز کو کھڑا ہوتے تو بدن پر لرزہ آجاتا۔ کسی نے دریافت کیا تو فرمایا کیا تمھیں خبر نہیں کہ کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی یہ نماز میں مشغول رہے لوگوں نے عرض کیا تو فرمایا کہ دنیا کی آگ سے آخرت کی نے غافل رکھا۔ (فضائل نماز باب ۳ صفحہ: ۹۵)

اسی طرح بے شمار حکایات ہیں۔ اللہ تعالیٰ حقیقتِ خشوع سمجھنے اوراس کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

------☆☆☆------

دُعا کسی کے لیے خاص

حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے جب اپنے لیے دُعا کے لیے فرمایا تو خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”میں اپنی دُعا کو اپنے لیے یا کسی کے لیے خاص نہیں کرتا بلکہ روئے زمین کے تمام لوگوں کے لیے مغفرت کی دُعا کرتا ہوں ہر مومن مرد وعورت کے لیے دُعا کرتا ہوں۔ (تاجدار یمن خواجہ اویس قرنی صفحہ: ۹۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمان حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم پہ لبیک کہتے ہوئے جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ فرمایا تھا کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دُعا منگوانا۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دُعا کے لیے کہا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنی دُعا کو اپنے لیے یا کسی کے لیے خاص نہیں کرتا بلکہ روئے زمین پہ جتنے بھی لوگ ہیں جن کا تعلق اسلام سے ہے جو میرے محبوب مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کے شرف سے شرفیاب ہیں ان سبھی کے لیے دُعا گو ہوں۔ مومن مردوں اور مومن عورتوں میں بھی فرق کا روادار نہیں۔ بلکہ سبھی کے لیے دُعا گو ہوں گویا آپ نے ایک طرح سے اشارہ فرمادیا کہ اے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ آپ تو مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بھی مشرف ہو چکے ہیں صحابیت کا اعلیٰ مقام بھی تجھے حاصل ہے۔ آپ کی عظمتیں تو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔ میں دُعا اس طرح کرتا ہوں کہ اس میں آپ دونوں حضرات اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام امتیوں کے لیے دُعا کرتا ہوں تا کہ بھی مومنین اور مومنات سبھی کو اس دُعا سے فائدہ حاصل ہو۔

بزرگوں سے دعا کرانا:

بزرگان دین سے دعا منگوانا ناجائز یا حرام ہرگز نہیں بلکہ خود مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اس موضوع پہ بے شمار احادیث بیان کی جاسکتی ہیں۔ مگر یہاں وہ تین احادیث بیان کی جاتی ہیں۔ جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعلق ہیں۔

(۱) عَنْ اُسَيْرِ ابْنِ جَابِرٍ اَنَّ اَهْلَ الْكُوْفَةِ وَفَدُوْا اِلٰى عُمَرَ وَفِيْهِمْ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِاُوَيْسٍ فَقَالَ عُمَرُ هَلْ هٰهُنَا اَحَدٌ مِّنَ الْقَرَنِيِّيْنَ فَجَآءَ ذَاكَ الرَّجُلُ

فَقَالَ عُمَرُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ اِنَّ رَجُلاً يَّاتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ لَّا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَّهٗ قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ فَاَذْهَبَهٗ عَنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ

اس حدیث کا ترجمہ اہل حدیث مکتبہ فکر کے مشہور و معروف عالم وحید الزمان کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے

اسیر بن جابر سے روایت ہے کوفہ کے لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان میں ایک شخص تھا جو اویس سے ٹھٹھا کیا کرتا (کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ اولیاء اللہ میں سے ہیں اور اویس اپنا حال چھپاتے تھے۔نووی نے کہا عارفوں کا یہی طریقہ ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہاں قرن کا بھی کوئی آدمی ہے وہ شخص آیا تب حضرت عمر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارے پاس ایک شخص آئے گا یمن سے اس کا نام اویس ہے اور وہ یمن میں کسی کو نہ چھوڑے گا (اپنے عزیزوں میں سے) سوا اپنی ماں کے۔اُس کو (برص کی) ہوگئی تھی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی۔اللہ تعالیٰ نے دور کردی۔وہ سفیدی اس کے بدن سے مگر ایک دینار یا درم برابر باقی ہے جو کوئی تم میں سے اس کو ملے تو اپنے لیے دُعا کراوے اُس سے (صحیح مسلم شریف معہ مختصر شرح نووی مترجم جلد ۶ صفحہ:۱۹۲)

فائدہ:

ان کا نام اویس بن عامر ہے یا اویس بن مالک یا اویس بن عمرو کنیت ان کی ابوعمرو تھی صفین کی جنگ میں مارے (شہید) ہوگئے اور قرنی منسوب ہے قرن کی طرف قرن ایک شاخ ہے مراد کی اور یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں موجود تھے اور اسلام لاچکے تھے پر آپ کی صحبت سے مشرف نہیں ہوئے اس لیے تابعین میں ان کا شمار ہے اور ان کا درجہ تمام تابعین سے افضل ہے۔(صحیح مسلم شریف حوالہ مذکورہ صفحہ:۱۹۲)

فوائد:

اس حدیث مبارکہ اور اس کے ترجمہ سے چند فوائد ثابت ہوئے۔

(۱) اولیاء اللہ کے متعلق لوگوں سے معلومات لینا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مسنون طریقہ ہے۔

(۲) بلکہ اولیاء اللہ کے متعلق معلومات حاصل کرنا محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ماخوذ عمل ہے جو بے شمار فضائل والا عمل ہے۔

(۳) صحابہ کرام بالخصوص سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ سو فیصد درست ہوتا ہے۔ اس میں شک وشبہ یا تردد میں پڑنے کی قطعا ضرورت نہیں ہوتی۔

(۴) صحابہ کرام بالخصوص سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علوم غیبیہ جانتے ہیں۔

(۵) حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اولیاء اللہ میں سے ہوئے ہیں

(۶) صحابہ کرام خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ماضی کے علوم بھی جانتے ہیں اور مستقبل کے علوم سے بھی واقف ہیں۔

(۷) اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کی دُعاؤں کو شرفِ قبولیت سے نوازتا ہے۔
(۸) اولیاء اللہ سے دُعا کروانا چاہیے۔ یہی فاروق اعظم کا طریقہ مقدس ہے۔
(۹) بزرگانِ دین کا یہی طریقہ مقدس رہا ہے جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا تھا کہ وہ اپنے آپ کو چھپاتے ہیں۔
(۱۰) اولیاء اللہ سے گستاخی کرنا اچھا کام نہیں۔
(۱۱) اولیاء اللہ سے محبت کرنے والوں کو اجرِ عظیم سے نوازا جاتا ہے اور اولیاء اللہ کے مخالفین نقصان اٹھاتے ہیں۔
(۱۲) اولیاء اللہ کی طرف سفر اختیار کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت مبارکہ ہے۔
(۱۳) اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کی دعاؤں کو خصوصی طور پر شرفِ قبولیت سے نوازتا ہے۔
(۱۴) اولیاء اللہ سے محبت کرنا مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام بالخصوص فاروق اعظم اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہم کا طریقہ مقدس ہے۔
(۱۵) بزرگانِ دین کی طرف قافلوں کی صورت میں سفر کرنا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔

حدیث نمبر۲:

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ وَعَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ خَیْرَ التَّابِعِیْنَ رَجُلٌ یُّقَالُ لَهٗ اُوَیْسٌ وَّلَهٗ وَالِدَةٌ وَکَانَ بِهٖ بَیَاضٌ فَمُرُوْهُ فَلْیَسْتَغْفِرْلَکُمْ (مسلم شریف باب من فضائل اویس القرنی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے بہتر تابعین ایک شخص ہے جس کو اویس کہتے ہیں اس کی ایک ماں ہے اور اس کو ایک سفیدی تھی تم اس سے کہنا کہ تمھارے لیے دُعا کرے۔

حدیث نمبر۳:

عَنْ اَسَیْرِ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ کَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ اِذَآ اَتٰی عَلَیْهِ اَمْدَادُ اَهْلِ الْیَمَنِ سَاَلَهُمْ اَفِیْکُمْ اُوَیْسُ ابْنُ عَامِرٍ حَتّٰی اَتٰی عَلٰی اُوَیْسٍ فَقَالَ اَنْتَ اُوَیْسُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَکَانَ بِكَ بَرَصٌ فَبَرِئْتَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ لَكَ وَالِدَةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَاْتِیْ عَلَیْکُمْ اُوَیْسُ ابْنُ عَامِرٍ مَّعَ اَمْدَادِ اَهْلِ الْیَمَنِ مِنْ مُّرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ کَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرِاَمِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهٗ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ فَاِنْ اسْتَطَعْتَ اَنْ یَّسْتَغْفِرَلَكَ فَافْعَلْ

فَاسْتَغْفِرْلِیْ فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَیْنَ تُرِیْدُ قَالَ الْكُوْفَةَ قَالَ اَلَا اَكْتُبُ لَكَ
اِلٰی عَامِلِهَا قَالَ اَكُوْنُ فِیْ غَبْرَآءِ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیَّ قَالَ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ
الْمُقْبِلِ حَجَّ مِّنْ اَشْرَافِهِمْ فَوَافَقَ عُمَرَ فَسَاَلَهٗ عَنْ اُوَیْسٍ قَالَ تَرَكْتُهٗ رَثَّ الْبَیْتِ
قَلِیْلُ الْمَتَاعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَاْتِیْ
عَلَیْكُمْ اُوَیْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمْدَادٍ مِّنْ اَهْلِ الْیَمَنِ مَنْ مُّرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ كَانَ بِهٖ
بَرَصٌ فَبَرَاَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهٗ وَالِدَةٌ بِهَا بَرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ فَاِنِ
اسْتَطَعْتَ اَنْ یَّسْتَغْفِرَلَكَ فَافْعَلْ فَاَتٰی اُوَیْسًا فَقَالَ اسْتَغْفِرْلِیْ قَالَ اَنْتَ
اَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ فَاسْتَغْفِرْلِیْ قَالَ اسْتَغْفِرْلِیْ قَالَ اَنْتَ اَحْدَثُ عَهْدًا
بِسَفَرٍ صَالِحٍ فَاسْتَغْفِرْلِیْ قَالَ لَقِیْتَ عُمَرَ قَالَ نَعَمْ فَاسْتَغْفَرَلَهٗ فَفَطِنَ لَهُ النَّاسُ
فَانْطَلَقَ عَلٰی وَجْهِهٖ قَالَ اُسَیْرٌ وَكَسَوْتُهٗ بُرْدَةٌ فَكَانَ كُلَّمَا رَاٰهُ اِنْسَانٌ قَالَ مِنْ
اَیْنَ لِاُوَیْسٍ هٰذِهِ الْبُرْدَةُ (صحیح مسلم شریف باب من فضائل اویس القرنی)

اسیر بن جابر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب یمن سے مدد کے لیے لوگ آتے (یعنی وہ لوگ جو ہر ملک سے اسلام کے لشکر کی مدد کے لیے آتے ہیں جہاد کرنے کے لیے) تو وہ ان سے پوچھتے تم میں اویس بن عامر بھی کوئی شخص ہے یہاں تک کہ حضرت عمر خود اویس کے پاس آئے اور پوچھا کہ تمھارا نام اویس بن عامر ہے؟ اُنھوں نے کہا ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم مراد قبیلہ سے ہو اُنھوں نے کہا ہاں۔ پوچھا قرن میں سے ہو۔ اُنھوں نے کہا ہاں پوچھا تم کو برص تھا وہ اچھا ہوگیا مگر درم برابر باقی ہے؟ اُنھوں نے کہا: ہاں۔ پوچھا تمھاری ماں ہے اُنھوں نے کہا ہاں۔ تب حضرت عمر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے تمھارے پاس اویس بن عامر آوے گا۔ یمن والوں کی کمکی فوج کے ساتھ وہ مراد قبیلہ کا ہے جو شاخ ہے قرن کی۔ اس کو برص تھا وہ اچھا ہوگیا مگر درم برابر باقی ہے۔ اس کی ایک ماں ہے اس کا یہ حال ہے کہ اگر خدا کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو خدا اس کو سچا کرے پھر اگر تجھ سے ہو سکے دُعا کرانا اس سے تو دُعا کرا اپنے لیے تو دُعا کرو میرے لیے۔ اویس نے حضرت عمر کے لیے دُعا کی بخشش کی۔ حضرت عمر نے اُن سے پوچھا تم کہاں جانا چاہتے ہو۔ اُنھوں نے کہا کوفہ میں۔ حضرت عمر نے کہا میں ایک خط تم کو لکھ دوں کوفہ کے حاکم کے نام۔ اُنھوں نے کہا مجھے خاکساروں میں رہنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔

جب دوسرا سال آیا تو ایک شخص نے کوفہ کے رئیسوں میں سے حج کیا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا حضرت عمر نے اُس

سے اویس کا حال پوچھا وہ بولا میں نے اویس کو اس حال میں چھوڑا کہ اُن کے گھر میں اسباب کم تھا اور وہ تنگ تھے (خرچہ) حضرت عمر نے کہا میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے اویس بن عامر تمھارے پاس آوے گا یمن والوں کے امدادی لشکر کے ساتھ وہ مراد میں سے ہے۔ پھر قرن میں سے۔ اس کو برص تھا وہ اچھا ہو گیا صرف درم برابر باقی ہے۔ اس کی ایک ماں ہے جس کے ساتھ وہ نیکی کرتا ہے اگر اللہ پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کو سچا کرے پھر اگر تجھ سے ہو سکے کہ وہ دُعا کرے تیرے لیے تو دُعا کروا اس سے وہ شخص یہ سُن کر اویس کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے لیے دُعا کرو۔ اویس نے کہا تو بھی نیک سفر کر کے آرہا ہے (یعنی حج سے) میرے لیے دُعا کر پھر وہ شخص بولا میرے لیے دُعا کرو۔ اویس نے یہی جواب دیا۔ پھر پوچھا تو حضرت عمر سے ملا وہ شخص بولا ہاں ملا۔ اویس نے اس کے لیے دُعا کی۔ اُس وقت لوگ اویس کا درجہ سمجھے۔ وہ وہاں سے سیدھے چلے۔

اسیر نے کہا اُن کا لباس ایک چادر اتھا جب کوئی آدمی اُن کو دیکھتا تو کہتا اویس کے پاس یہ چادرا کہاں سے آیا۔

فائدہ:

واضح ہوا کہ بزرگان دین سے دُعائیں کرانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت مبارکہ ہے۔ بلکہ دیگر روایات کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دونوں ہی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور دُعا کے لیے کہا۔ تو آپ نے امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دُعا کی۔ بزرگان دین سے دُعا کے لیے، بزرگان دین کی زیارت کے لیے دینی فوائد کے حصول کے لیے، بزرگان دین کا قرب حاصل کرنے کے لیے، قافلوں کی صورت میں سفر کرنا بھی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقدس طریقہ ہے جو بے شمار فوائد کے حصول کا سبب ہے۔ اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو یہ کہتے نہیں تھکتے کہ اولیاء اللہ کے پاس جماعت بنا کر نہیں جانا چاہیے؟ یا محض حج وعمرہ کے علاوہ کسی طرف سفر کر کے جانا جائز نہیں یا مسجد حرام یا مسجد نبوی شریف کے علاوہ کسی اور طرف سفر کرنا مناسب نہیں۔ حالانکہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی زیارت کرنے کی ترغیب دینا یہ حقیقت واضح کرنے کے لیے کافی ہے کہ بزرگانِ دین کی طرف سفر کر کے جانے کا حکم مدنی تاجدار نے دیا اور سفر اختیار کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے واضح کر دیا کہ ایسا سفر اختیار کرنا بے شمار دینوی واخروی فوائد والا عمل مبارکہ ہے اگر موقع میسر آئے تو ایسا کام کرنا حق تعالیٰ کی عنایات کے حصول کا سبب ہے۔ خوش قسمت ہی ایسے سفر کے راہی بنتے ہیں۔ بدنصیبوں کو کیا ملے ابو احمد غلام حسن اویسی نے عرض کیا ہے۔

یہ بات ہے اپنے نصیب کی، اللہ والوں کے قریب کی
ملتی ہے سعادت اسے یہ بات ہے جس کے نصیب کی
کوشش تو کر دیکھ، میسر آئے سعادت تجھے بھی
ممکن ہے تو بھی پالے سب بات ہے اپنے نصیب کی
نصیب بھی جاگ اٹھے ہیں محبوبوں کے قرب سے دوستو

مقدر اپنا بھی آزما دیکھ، کوشش کر ولیوں کے قریب کی
صحابہ کرامؓ کا ہے طریقہ بھی، مدنی تاجدار کی خواہش بھی
ہے اللہ کی رضا بھی دوستو، قسمت آزمائی کر اپنے نصیب کی
اُمتِ حبیب کا ہر دم بھلا سوچ، صحابہ کا طریقہ ذرا کھوج
دنیا و آخرت سنور جائے گی گر بھلائی ہے تیرے نصیب کی
ابو احمد اویسی کی سینے صدا، اسی میں ہے محبوب کی دُعا
ادھر اُدھر کا بھٹکنا چھوڑ، تلاش کر بس اپنے نصیب کی

-----☆☆☆-----

درود وسلام کی فضیلت

فرمایا: جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اپنے خاص انعامات بھیجتا ہے اور فرشتے بھی اس کی سلامتی کی دُعائیں کرتے ہیں۔ (حضرت اویس قرنی اور ہم صفحہ:۶۳)

مطلب:

اس ملفوظ شریف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے درود وسلام کی فضیلت بیان کی ہے۔

خاص انعامات:

آپ نے بیان فرمایا ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود وسلام بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پہ خاص انعامات بھیجتا ہے۔

دس رحمتیں:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا (مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف۔ باب الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصل اول)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اس پر اللہ تعالیٰ دس رحمتیں کرے گا۔

فائدہ:

خیال رہے کہ بندہ اپنی حیثیت کے لائق درود شریف پڑھتا ہے مگر رب تعالیٰ اپنی شان کے لائق اس پر رحمتیں اُتارتا ہے۔ جو بندے کے خیال وگمان سے ورا ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۲ صفحہ:)

دس گناہ معاف دس درجے بلند:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صلی اللہ علیہ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجٰتٍ (رواہ انسائی۔مشکوۃ شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں کرے گا اوراس کے دس گناہ معاف کیے جائیں گے اوراس کے دس درجے بلند کیے جائیں گے۔

قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی قرب:

وَعَنْ اَبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃ (مشکوۃ شریف)

حضرت ابن رضی اللہ عنہ مسعود سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا۔

فائدہ:

قیامت میں سب سے زیادہ آرام میں وہی شخص ہوگا جو مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ بکثرت درودشریف پڑھنے کے سبب نصیب ہوگا۔ (حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ''معلوم ہوا کہ درود شریف بہترین نیکی ہے کہ تمام نیکیوں سے جنت ملتی ہے اوراس (درودوسلام) سے بزم جنت کے دولہا صلی اللہ علیہ وسلم۔

غلام آزاد کرنے کا ثواب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے کہ ''جس نے مجھ پر دس مرتبہ سلام بھیجا گویا اس نے ایک غلام آزاد کردیا'' اس کو شفاء میں ابن وہب سے روایت کیا۔ (سعادت الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین جلد اول صفحہ: ۲۳۷)

اللہ تعالیٰ سے راضی ہوکر ملاقات:

فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوکر ملاقات کرے اسے مجھ پر بکثرت درود بھیجنا چاہیے۔ اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔ (سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین اردو جلد اول صفحہ: ۲۳۷)

دلوں کی زنگ کی طہارت:

نبی کریم نے ارشادفرمایا کہ۔ ہر شے کی طہارت اور غسل ہوتا ہے اور مومنوں کے دلوں کی زنگ سے طہارت مجھ پر درود بھیجنا ہے۔ (سعادت الدارین جلد اصفحہ: ۲۲۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب دیتے ہیں:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَامِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ

(رواہ ابوداؤد و البیہقی فی دعوات الکبیر مشکوٰۃ شریف فصل ۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پہ کوئی شخص سلام نہیں بھیجتا مگر اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے حتیٰ کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں سلام کا۔

فائدہ :

یہاں روح سے مراد توجہ ہے نہ وہ جان جس سے زندگی قائم ہے حضور نے بحیات دائمی زندہ ہو کر جواب دیتا رہتا ہوں ورنہ ہر آن حضور پہ لاکھوں درود پڑھے جاتے ہیں تو لازم آئے گا کہ ہر آن لاکھوں بار آپ کی روح نکلتی اور داخل ہوتی رہے خیال رہے کہ حضور ایک آن میں بے شمار درود خوانوں کی طرف یکساں توجہ رکھتے ہیں سب کے سلام کا جواب دیتے ہیں جیسے سورج بیک وقت سارے عالم پر توجہ کر لیتا ہے۔ ایسے آسمان نبوت کے سورج ایک وقت میں سب کا درود وسلام سن بھی لیتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں لیکن اس میں آپ کو کوئی تکلیف بھی محسوس نہیں ہوتی۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ:۱۰۱)

درود وسلام دافع درود آلام:

وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُکْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَیْكَ فَکَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلٰوتِیْ فَقَالَ مَاشِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَالثُّلُثَیْنِ قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِیْ کُلَّهَا قَالَ اِذًا تُکْفٰی هَمُّكَ وَیُکَفَّرُ لَكَ ذَنْبُكَ (ترمذی شریف۔ مشکوٰۃ شریف فصل ۲)

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے بیان فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ پر بہت درود پڑھتا ہوں تو درود کتنا مقرر کروں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا (تمام اوقات میں سے) چوتھا حصہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جتنا چاہو اگر درود بڑھا دو تو تمھارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: آدھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جتنا چاہو اگر درود بڑھا دو تو تمھارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: دو تہائی تو آپ نے ارشاد فرمایا: جتنا چاہو لیکن اگر درود بڑھا دو تو تمھارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: میں سارا درود ہی پڑھوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تب تو تمھارے غموں کو کافی ہوگا اور تمھارے گناہ مٹا دے گا۔

فائدہ:

زیادتی درود نفل ہے نفل میں معین کرنے کا حق بندے کو ہوتا ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ: ۱۰۳)

اس سے ان لوگوں کو غور وفکر کرنے کی دعوت ہے جو اس امر پر ایڑی چوٹی کا زور لگانے کو اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں کہ نوافل میں تعین سے باز رہنا چاہیے۔ جب بھی ذکر رسول کرو کوئی حرج نہیں مگر خاص موقع مقرر کر لینا چاہیے۔ جب بھی ایصال ثواب کرو کوئی حرج نہیں بس اسے مقرر نہ کیجئے کہ وقت اور تاریخ مقرر کر لینا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ نوافل کے سلسلے میں مقرر کر لینے میں حرج نہیں بلکہ ایسے مقرر کر لینے کی اجازت ہے۔ اب بھی حقیقت سے کوئی روگردانی کرے تو پھر اس کے اپنے نصیب کی بات وما علینا الا البلاغ المبین۔

محبت والوں کا درود:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ کیا آپ ان لوگوں کو جانتے ہیں جو آپ پر درود بھیجتے ہیں جو آپ سے غائب ہیں اور جو بعد میں آئیں گے آپ کے بعد ان دوگروہوں کا حال کیسا ہے۔ آپ کے نزدیک۔

فَقَالَ اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَھْلِ مَحَبَّتِیْ وَاَعْرِفُھُمْ وَتُعْرَضُ عَلَیَّ صَلٰوۃُ غَیْرِھِمْ عَرْضًا (دلائل الخیرات شریف: فضائل الصلوٰۃ)

محبت والوں کا درود میں خود سنتا ہوں اور انھیں پہچانتا ہوں اور ان کے علاوہ کا درود میرے پاس پیش کیا جاتا ہے۔

اسی سال کی خطاؤں کی بخشش:

وَرُوِیَ عَنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مِائَۃَ مَرَّۃً غُفِرَتْ لَہٗ خَطِیْئَۃُ ثَمَانِیْنَ سَنَۃً (دلائل الخیرات)

روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر سو بار درود بھیجتا ہے تو اس کی اسی سال کی خطا ئیں بخشی جاتی ہیں۔

پل صراط پر نور:

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُصَلِّیْ عَلَیَّ نُوْرٌ عَلَی الصِّرَاطِ وَمَنْ کَانَ عَلَی الصِّرَاطِ مِنْ اَھْلِ النُّوْرِ لَمْ یَکُنْ مِنْ اَھْلِ النَّارِ (دلائل الخیرات شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر درود وسلام پڑھنے والے کے لیے پل صراط پر نور ہوگا اور جو پل صراط پر نور والا ہوگا وہ دوزخیوں میں سے نہیں ہوگا۔

ہزار بار درود بھیجنے کے فضائل:

نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود شریف پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجے گا اور جو مجھ پر دس بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر سو بار درود بھیجے گا اور جو مجھ پر سو بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر ہزار بار درود بھیجے گا اور جو مجھ پر ایک ہزار بار درود پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر آتش دوزخ حرام کر دیتا ہے اور اسے قول ثابت پر اور دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، قبر کے سوال کے وقت اور اسے داخل فرمائے گا جنت میں اور آئے گا اس کا درود جو اس نے مجھ پر پڑھا ہے۔ اس کے لیے نور بن کر قیامت میں پل صراط پر جس کی مسافت سو سال ہے اور اللہ تعالیٰ اسے جنت میں ایک محل عطا فرمائے گا۔ ہر درود شریف کے بدلے جو اس نے مجھ پر پڑھا تھا۔ اب اس کی مرضی ہے کہ درود تھوڑا پڑھے یا کثرت سے۔

مشکل کشا اور غم ٹال وظیفہ:

وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَسُرَتْ عَلَيْهِ حَاجَةٌ فَلْيُكْثِرْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيَّ فَإِنَّهَا تَكْشِفُ الْهُمُوْمَ وَالْغُمُوْمَ وَالْغُمُوْمَ وَالْكُرُوْبَ وَتُكَثِّرُ الْأَرْزَاقَ وَتَقْضِي الْحَوَائِجَ (دلائل الخیرات شریف۔ فضائل الصلوٰۃ)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جسے کوئی مشکل حاجت درپیش ہو اسے چاہیے کہ وہ مجھ پر درود پڑھنے کی کثرت کرے کیونکہ درود پریشانیاں، غم اور ہر قسم کی تکلیفیں دفع کرتا ہے۔ رزق بڑھاتا ہے اور تمام حاجتیں پوری کرتا ہے۔

حکایت:

ایک بزرگ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے بیان فرمایا کہ میرا ایک کاتب ہمسایہ فوت ہو گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا: اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے تیرے ساتھ کیا کیا ہے؟ اس نے مجھے بتایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔ میں نے پوچھا: وہ کیسے؟

اس نے کہا: میں جب نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک محمد ﷺ کسی کتاب میں لکھتا تھا تو آپ پر درود پڑھتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے صلے میں وہ انعامات بخشے جو نہ کسی آنکھ دیکھے اور نہ کسی کان نے سُنے اور نہ کسی کے دل میں ان کا تصور ہوگا۔

میزانِ عمل میں درود شریف کا وزن:

دیوبند مکتبہ فکر کے شیخ الحدیث محمد ذکریا صاحب نے لکھا ہے کہ مواہب لدنیہ میں تفسیر قشیری سے نقل کیا ہے کہ قیامت میں کسی مومن کی نیکیاں کم وزن ہو جائیں گی تو رسول اللہ ﷺ ایک پرچہ سر انگشت کے برابر نکال کر میزان میں رکھ دیں گے جس سے نیکیوں کا پلہ وزنی ہو جائے گا وہ مومن کہے گا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ آپ کون ہیں؟ آپ کی صورت اور سیرت کیسی اچھی ہے؟

آپ فرمائیں گے میں تیرا نبی ہوں اور یہ درود شریف ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا۔ میں نے تیری حاجت کے وقت اس کو ادا کر دیا۔ (تبلیغی نصاب۔ فضائل درود شریف صفحہ: ۱۰۰)

حکایت:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں عبدالواحد بن زید بصری سے نقل کیا ہے کہ میں حج کو جا رہا تھا ایک شخص میرا رفیق سفر ہو گیا وہ ہر وقت چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرتا تھا میں نے اس سے اس کثرت درود کا سبب پوچھا

اس نے کہا جب میں سب سے پہلے حج کے لیے حاضر ہوا تو میرے باپ بھی ساتھ تھے جب ہم لوٹنے لگے تو ہم منزل پر سو گئے۔ میں نے خواب میں دیکھا مجھ سے کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ اُٹھ تیرا باپ مر گیا اور اس کا منہ کالا ہو گیا۔ میں گھبرایا ہوا اُٹھا تو اپنے باپ کے منہ پر سے کپڑا اُٹھا کر دیکھا تو واقعی میرے باپ کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کا منہ کالا ہو رہا تھا مجھ پر اس واقعہ سے اتنا غم سوار ہوا کہ میں اس کی وجہ سے بہت ہی مرعوب ہو رہا تھا اتنے میں میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے دوبارہ خواب دیکھا کہ میرے باپ کے سر پر چار حبشی کالے چہرے والے جن کے ہاتھ میں لوہے کے بڑے ڈنڈے تھے، مسلط ہیں اتنے میں ایک بزرگ نہایت حسین صورت، دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تشریف لائے اور اُنھوں نے ان حبشیوں کو ہٹا دیا اور اپنے دست مبارک کو میرے باپ کے منہ پر پھیرا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اُٹھ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کے چہرہ کو سفید کر دیا۔ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کے بعد سے میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کبھی نہیں چھوڑا۔ (تبلیغی نصاب۔ فضائل درود صفحہ: ۱۱۸)

درود و سلام بھیجنے والے کے لیے فرشتے دُعا کرتے ہیں

(۱) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ مَنْ صَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَمَلَآئِكَتُهُ سَبْعِيْنَ صَلٰوةً (رواہ احمد۔ مشکوٰۃ شریف)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور فرشتے اس پر ستر بار درود بھیجیں گے۔

امتی کی مرضی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ ملائکہ اس پر درود بھیجتے ہیں۔ جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے۔ اب میرے امتی کی مرضی ہے کہ وہ مجھ پر تھوڑا درود بھیجے یا زیادہ۔ (دلائل الخیرات شریف)

کتاب میں درود شریف لکھنے کی فضیلت:

وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِيْ كِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِكَةُ تُصَلِّيْ اِسْمِيْ فِيْ ذٰلِكَ الْكِتَابِ (دلائل الخیرات شریف)

جس نے میرا درود کسی کتاب میں لکھا تو فرشتے اس پر اس وقت تک درود بھیجتے رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب میں لکھا رہے گا۔

ستر ہزار ملائکہ کا درود پڑھنا:

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا:

يَامُحَمَّدُ لَايُصَلِّي عَلَيْكَ اَحَدٌمِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ وَّمَنْ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلٰٓئِكَةُ كَانَ اَهْلِ الْجَنَّةِ (دلائل الخرات شریف)

یا رسول اللہ! آپ کا جو امتی آپ پر ایک بار درود پڑھے گا اس پر ستر ہزار فرشتے درود پڑھیں گے اور جس پر فرشتے درود پڑھیں گے وہ جنتی ہے۔

فائدہ:

درود و سلام کے فضائل بے شمار ہے۔ مزید مطالعہ کے لیے الفقیر القادری ابو احمد اویسی کی تصنیف لطیف فیضان اور مزید فیضان درود و سلام اور علمائے اہل سنت کی تصانیف کا مطالعہ کیجیے۔

------☆☆☆------

نیکی کی ترغیب کے بدلے جانی دشمنی

فرمایا: قبیلہ مراد کے ایک شخص نے حال پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ شکر ہے۔ اس نے پوچھا: دنیا کا آپ کے ساتھ سلوک کیسا ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ سوال اُس آدمی سے کرتے ہو جس کو شام کے بعد صبح تک اور صبح کے بعد شام تک زندہ رہنے کا بھروسہ نہیں۔ اے میرے قبیلے کے بھائی! اللہ کی قسم! ہم چونکہ لوگوں کو نیک کام کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں۔ اس لیے انھوں نے ہمیں اپنا جانی دشمن جان لیا ہے اور ان کو اس کام میں برے مددگار بھی مل گئے ہیں جو ہم پر تہمتیں لگاتے ہیں مگر اللہ کی قسم! ان کا برتاؤ مجھے حق کی تلقین کرنے سے باز نہیں رکھ سکتا۔

(سیرت حضرات خواجہ اویس قرنی عاشق رسول صفحہ: ۱۷)

شکر:

ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اولیائے کرام کا طریقہ ہے۔ یہاں بھی جو ملفوظ شریف بیان کیا ہے۔ اس میں بھی یہی ہے کہ جب قبیلہ مراد کے شخص نے آپ کے احوال پوچھے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے۔

یہاں آپ نے عالم دنیا میں میں بسنے والے ان احوال کا تذکرہ نہیں چھیڑ دیا کہ آپ نے فرمایا ہو بھئی کیا کروں ہائے

پینے کے لیے روزی نہایت تنگ ہے۔ میرے لباس کا حال تیرے سامنے ہے۔ نہایت تنگیوں کا شکار ہوں۔ آپ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اتنا کچھ عطا فرمائے کہ جس سے زندگی گزارنا آسان ہو جائے اس وقت مجھے نہایت دشواریوں کا سامنا ہے۔ وغیرہ وغیرہ بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ حق تعالیٰ کے اتنے انعام مجھ پر ہیں کہ میں اُنھیں شمار بھی نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ کی ایک ایک نعمت کا شکر ادا کرنا بھی نہایت دشوار ہے چہ جائیکہ بے شمار نعمتوں کا شکر ادا کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان سب کا شکر کیسے ادا کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر جس نے اتنی بے شمار نعمتوں سے نواز رکھا ہے۔ اس لیے مالک وخالق کا شکر ہے کہ وہ جس حال میں بھی رکھے۔

احوال وحضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

تفصیلات تو اسی کتاب کے پہلے باب میں ملاحظہ فرمایئے۔ یہاں چند اشارات میں وہ سب احوال پیش کیے جاتے ہیں۔

آپ کے پاس رہائش کے لیے کوئی مناسب مکان نہ تھا ترک دنیا کے باعث آپ پر لوگ سختیاں کرتے بلکہ دیوانہ سمجھتے اور دیوانوں جیسا سلوک کرتے۔ بچے آپ کو کنکر مارتے، آوازیں کستے۔ چھوہاروں کی آپ اکثر گٹھلیاں فروخت کر کے گزارہ کر لیتے اکثر آپ عسرت وتنگدستی کا شکار رہے۔ مختلف مقامات سے چیتھڑے اٹھا کر دھو کر پاک کر کے جوڑ کر خرقہ سی لیا کرتے یہی آپ کا پہناوا ہوتا۔ آپ مخلوق سے الگ تھلگ رہتے۔ آپ اونٹ بھی چرایا کرتے مختصر یہ کہ بظاہر لوگوں کے نزدیک آپ ایک دیوانہ تھے کیونکہ دنیادار دنیا کے طالب تھے آپ دنیا اور دنیا داروں سے دُور بھاگتے تھے اس لیے لوگ آپ کو دیوانہ سمجھتے تھے۔ مگر مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی ایسی عظمت بیان فرمائی کہ شاید ہی کسی کے حصے میں آئی ہو۔

دوسرا سوال:

قبیلہ مراد کے اس شخص نے آپ کی ظاہری کیفیت دیکھی اور آپ کا جواب سنا تو یہ پوچھے بغیر نہ رہ سکا کہ دنیا کا آپ کے ساتھ کیسا سلوک ہے؟ دنیا والے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کر رہے ہیں۔

جواب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تم یہ سوال اس آدمی سے کر رہے ہو جسے شام ہو جائے تو یہ بھروسہ نہیں کہ صبح تک حیات مستعار کی چند گھڑیاں نصیب ہوں گی یا نہیں۔ شام دیکھ لی ہے تو صبح دیکھنی نصیب ہوگی یا نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے شام دیکھنے کے بعد اتنی زندگی حاصل ہوگئی کہ صبح تک زندگی حاصل ہوگئی۔ صبح دیکھی۔ تو اب یہ بھروسہ نہیں کہ شام تک یہ زندگی کی بہاریں رہیں گی یا نہیں۔ اتنا بھروسہ نہیں کہ صبح تک زندہ بھی رہوں گا یا نہیں۔ کیا خوب کسی شاعر نے دعوت فکر دی ہے کہ

بندیا جہان اتے کریں نہ گمان اوئے
سدا نہیوں رہنا اتھے کسے انسان اوئے
دنیا دے لاریاں کیوں مغرور ہو یوں
بندہ ہو کے رب واتوں رب کو لوں دور ہویوں
دشمن پرانا تیرا ایہو شیطان اوئے
سدا نہیوں رہنا اتھے کسے انسان اوئے

پانی دا بلبلہ:

دنیا میں رہنا یوں سمجھ لیجیے جیسے پانی کا بلبلا بنتا ہے۔ اب دیکھیے پانی کا بلبلا کتنا خوب صورت نظر آتا ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ بلبلا بہت خوش ہے خوب صورتی کا شاہکار ہے۔ وہ اپنی دنیا میں مست ہے مگر ختم ہوتے دیر نہیں لگتی نہ ہی یہ بھروسہ ہوتا ہے کہ اللہ اعلم کب تک یہ ہنستی مسکراتی زندگی برقرار رہتی ہے۔ نہ جانے کب تک یہ بے شمار خوب صورتیوں کا شاہکار زندگی قائم رہتی ہے۔ چند لمحات میں بلبلا پھٹ کر ختم ہو جاتا ہے۔ یہی حال انسانی زندگی کا ہے۔

موت آتے دیر نہیں لگتی:

ارے انسان! ذرا غور تو کر جیسے پانی کے بلبلے کو زندگی عطا ہوتی ہے اسے ختم ہوتے دیر نہیں لگتی۔ بلبلے کو زندگی حاصل ہوئی مگر کوئی بھروسہ نہیں کہ کب موت کی وادی میں سو جائے۔ یہی حال انسان تیری زندگی کا بھی ہے۔ زندگی کی صبح ہوئی عزیز واقارب نے خوشیاں منائیں مگر زندگی تمام ہوتے دیر نہیں لگتی کسی لمحے بھی بلاوا آ جاتا ہے۔ یہاں سے رخصتی کا جب وقت آتا ہے۔ آن کی آن میں چلتا بنے گا۔ عزیز واقارب روتے چلاتے رہ جائیں گے۔

ٹر جانا تماشے والے نے میلہ لگیا لگایا رہ جانا

جب بھی وقت آ گیا موت تیرے سامنے ہوگی۔ اگر تو سمجھتا ہے کہ ابھی تو میں جوان ہوں۔ جب وقت آ گیا تو تیری جوانی بھی مٹی میں مل جائے گی۔

جوانی ہے آخر جانی:

اپنی جوانی پہ نازاں نہ ہو۔ جوانی بکھرتے دیر نہیں لگتی ہے۔ جب موت کا وقت ہو جائے گا فوراً جانا پڑے گا کیا جوانی کیا بڑھاپا۔ بس موت کا وقت ہوا۔ بلاوا آ گیا فوراً بر حال اسے بلا لیا جائے گا۔

ایک نوجوان کی موت کا منظر:

فقیر ابو احمد اویسی کا ایک تایا زاد بھائی تھا اس کا نام حبیب اللہ تھا۔ وہ نوجوان تھا۔ ہنس مکھ تھا۔ جوانی کی بہاریں ابھی شروع ہوئی تھیں۔ ان کی دوکان بھی تھی۔ پانچ چھ بھینسیں اور دیگر جانور تھے۔ تقریباً اس وقت چھ ایکڑ زمین تھی۔ ایک ٹریکٹر بھی تھا۔ وہ خود ہی دوکان بھی چلاتا۔ جانوروں کے لیے چارہ بھی وہی کاٹتا۔ فصلوں میں بھی وہی کام کرتا۔ ٹریکٹر بھی وہی چلاتا۔ ہمہ وقت کام میں مشغول نظر آتا۔ کبھی ادھر ہنستا مسکراتا جا رہا ہے کبھی اُدھر سے کھلکھلاتا آ رہا ہے۔

گرمیوں کا موسم تھا۔ سپرے والی مشین خراب تھی چوک حسینہ قادریہ (پرانا تھانہ تحصیل وضلع پاک پتن شریف) سے ٹھیک کروا کے لایا۔ پروگرام بنایا کہ سپرے کرنے جاتا ہوں۔ پھر گھر سے پیغام ملا کہ فلاں آیا تھا کہ کل تم نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ ٹریکٹر چلا کر ان کی زمین فصل بیجنے کے لیے تیار کرنی ہے۔ اِدھر ان کی والدہ نے جلدی جلدی سکنجبین تیار کر دی کہ میرا بیٹا گرمی میں پرانے تھانے سے آیا ہے اور گرمی میں ہی جانا ہے سکنجبین پی کھانا کھایا۔ تندرست اپنی جوانی کے نشے میں بھاگتے بھاگتے ٹریکٹر پہ سوار ہوا ماں دیکھ رہی ہے کہ میرا بیٹا ٹریکٹر پہ جا رہا ہے مگر ماں کو کیا خبر کہ میرا بیٹا مجھے اس طرح ہنستا مسکراتا دوبارہ نظر نہیں آئے گا، بہنیں دیکھ رہی تھیں کہ ہمارا بھائی خوش خوش ٹریکٹر پہ جا رہا ہے تھوڑی دیر بعد آ جائے گا مگر اُنھیں کیا خبر کہ یہ ہنستا مسکراتا بھاگتا دوڑتا

جانے والا جوان تھوڑی دیر بعد کس حالت میں آئے گا کہ اپنی بہنوں کو بھی نہیں پہچان سکے گا راستے میں دوستوں کو سلام کرتا جا رہا ہے کسی کو ہاتھ کے اشارے سے اور کسی کو زبان کے ذریعے بلاتا جا رہا ہے کسی کو یہ خواب میں بھی معلوم نہ ہوا کہ یہی نوجوان جو جوانی مستانی میں مست ہے تھوڑی دیر بعد اس کی جوانی موت کا شکار ہو جائے گی۔ اس کی یہ حالت دیکھنے کے لیے والدین عزیز و اقارب، دوست احباب سبھی برس جائیں گے مگر اس کی یہ حالت نہ دیکھ سکیں گے۔

بہر حال وہ نوجوان ہنستا مسکراتا جا رہا ہے اور گاؤں سے باہر نکلا۔ ایک سڑک پہ ٹریکٹر دوڑاتا جا رہا ہے ارد گرد کپاس کی فصلوں کو تازہ تازہ سپرے ہوا تھا اس کا اثر ہوا یا کوئی اور سبب بنا۔ ابھی منزل پہ پہنچا ہی نہیں تھا۔ کہ سپرے نے اثر دکھایا جو کچھ بھی ہوا۔ اچانک اس پہ بے ہوشی طاری ہونے لگی۔ غالباً ابھی بے ہوشی کی وادی میں گم ہو رہا تھا کہ اتفاقاً یا ارادتاً اس کا ہاتھ ہارن پہ چلا گیا۔ ٹریکٹر کا ہارن بجنے لگا اور ٹریکٹر کو ایک طرف کر کے روک لیا۔ اسی حالت میں آگے کی طرف سٹیرنگ پہ اوندھا ہو گیا۔

قریب ہی رانا سید محمد جوئیہ کا ٹیوب ویل تھا۔ اس نے ہارن کی آواز متواتر سنی تو پتہ کروایا۔ صورت حال دیکھی تو آدمیوں کو ساتھ لیا تقریباً روانگی سے آدھا گھنٹہ بعد چارپائی پہ بے ہوشی کی حالت میں سید محمد جوئیہ اور اس کے ساتھی لائے۔ فوراً ٹرالی میں ڈال کر ابھی چوک حسینہ قادریہ (پرانا تھانہ) نہ پہنچے تھے کہ سانسوں کی ڈور ٹوٹ گئی۔ یہ میری آنکھوں کے سامنے کا منظر ہے۔ ایسے بے شمار واقعات ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں مگر ہم ایسے واقعات سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔

عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سُو نمونے ۔۔۔ مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے ۔۔۔ جو آباد تھے وہ محل اب ہیں سونے
جگہ جی لگانے کی یہ دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

ملے خاک میں اہل شاں کیسے کیسے ؟ ۔۔۔ مکیں ہوگئے لامکاں کیسے کیسے ؟
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے؟ ۔۔۔ زمیں کھا گئی نوجواں کیسے کیسے
جگہ جی لگانے کی یہ دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا ۔۔۔ اسی سے سکندر فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا ۔۔۔ پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی یہ دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

کوئی تیری غفلت کی ہے انتہا بھی ۔۔۔ جنوں کب تلک ہوش میں اپنے آ بھی
تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا ۔۔۔ جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آ کے کیا کیا ستایا ۔۔۔ جل تیرا کرے گی بالکل صفایا

جگہ جی لگانے کی یہ دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

فائدہ:

مزید تفصیلات کے لیے الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اویسی کی تصنیف لطیف فیضان الفرید شرح دیوان بابا فرید کا مطالعہ کیجیے۔

بقیہ حصہ:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھائی! باری تعالیٰ کے کاموں میں مسلمان کے فرض کی ادائیگی نے اس کا کوئی رفیق باقی نہیں رہنے دیا۔ (سب دوست روٹھ گئے ہیں۔ کیونکہ سچ کسی کو بھاتا نہیں) اللہ کی قسم! ہم چونکہ لوگوں کو نیک کام کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں اس لیے اُنھوں نے ہمیں اپنا جانی دشمن جان لیا ہے اور ان کو اس کام میں ان کے ساتھ ان کے مددگار بھی مل گئے ہیں۔ جو ہم پر تہمتیں لگاتے ہیں۔ مگر اللہ کی قسم! ان کا برتاؤ مجھے حق کی تلقین کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔

امر بالمعروف ونھی عن المنکر:

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تبلیغ کرنا کہ جن کاموں کے کرنے کا حکم فرمایا ایسے کام کرنے کے سلسلے میں لوگوں کو عمل پیرا ہونے کی ترغیب دینا اور جن کاموں میں سے روکا گیا ہے ان سے روکنے کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں رب کائنات کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرمایئے۔

فضائل امر بالمعروف ونھی عن المنکر:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ o وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o (پارہ ۴ آل عمران: ۱۰۴)

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے (کنزالایمان شریف)

فائدہ:

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نیکیوں کا حکم کرنا اور بدیوں سے روکنا بہترین جہاد ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

بہترین امت:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ o وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ o مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ o (پارہ آل عمران: ۱۱۰)

تم بہتر ہو ان سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔ بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر کتابی ایمان لاتے تو ان کا بھلا تھا ان میں کچھ مسلمان ہیں اور زیادہ کافر (کنز الایمان شریف)

شان نزول:

یہودیوں میں سے مالک بن صیف اور وہب بن یہودا نے حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ اصحاب رسول اللہ ﷺ سے کہا ہم تم سے افضل ہیں اور ہمارا دین تمھارے دین سے بہتر ہے جس کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ترمذی شریف میں ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ میری اُمت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا دست رحمت جماعت پر ہے جو جماعت سے جدا ہوا دوزخ میں گیا۔

مومن ایک دوسرے کے مددگار:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (پارہ ۱۰ التوبہ: ۷۱)

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں۔ یہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (کنز الایمان شریف)

برائی سے منع کرنے والوں کی فضیلت:

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ۝ (پارہ ۹ اعراف: ۱۶۶۔۱۶۵)

پھر جب بھلا بیٹھے جو نصیحت انھیں ہوئی تھی۔ ہم نے بچا لیے وہ جو برائی سے منع کرتے تھے اور ظالموں کو برے عذاب میں پکڑا۔ بدلہ ان کی نافرمانی کا۔ پھر جب اُنھوں نے ممانعت کے حکم سے سرکشی کی ہم نے ان سے فرمایا ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے۔ (کنز الایمان شریف)

ہاتھ اور زبان سے روکنا

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَّاٰی مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ

فَبِلِسَانِهٖ، فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ، وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ ○

(رواہ مسلم شریف۔ ریاض الصالحین جلد اول حدیث نمبر ۱۸۶)

حضرت ابو سعدی خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تم سے جو شخص کوئی برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے اور اگر ہاتھ سے روکنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو زبان سے روکے اور اس کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو دل سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

ہاتھ زبان اور دل سے جہاد:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ سے پہلے جس نبی کو بھی اللہ تعالیٰ نے کسی امت کی طرف مبعوث فرمایا۔ اس کو اپنی امت میں مخلص دوست اور احباب مل گئے وہ اس کی سنت پر عمل کرتے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے تھے پھر ان کے بعد ایسے لوگ جو ایسی باتیں کہتے جو کرتے نہیں تھے اور ایسے کام کرتے تھے جن کا اُنھیں حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ بس جو کوئی لوگوں کے ساتھ ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے۔ جو ان کے ساتھ دل سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے۔ جو ان کے ساتھ زبان سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان کا درجہ نہیں ہے۔

(مسلم شریف: ریاض الصالحین جلد اول صفحہ: ۱۳۵)

ظالموں کو ظلم سے باز نہ رکھنا عذاب کا سبب:

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ عَنْهُ قَالَ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّکُمْ تَقْرَءُوْنَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ یَاْخُذُوْا عَلٰی یَدَیْهِ اَوْشَكَ اَنْ یَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ مِّنْهُ۔

(رواہ ابوداؤد والترمذی جلد ۲ ابواب الفتن۔ ریاض الصالحین ج اوّل حدیث نمبر ۹۹۔ والنسائی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! تم یہ آیت مبارکہ تلاوت کرتے ہو یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ الا یہ اے ایمان والو! اپنی حفاظت کرو۔ کوئی گمراہ تمھیں نقصان نہیں پہنچا سکتا (اگر تم ہدایت پر ہو) اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب لوگ ظالم کو (ظلم کرتے) دیکھیں گے اور اسے (ظلم سے) نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب میں مبتلا کر دے۔

دعا قبول نہ ہوگی:

عَنْ حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْلَیُوْشِکَنَّ اللّٰهُ اَنْ یَّبْعَثَ

عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ فَتَدْعُوْنَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ۔

(ترمذی شریف ابواب الفتن، قال حدیث حسن۔ ریاض الصالحین جلد اول حدیث نمبر ۱۹۵)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یا تم ضرور نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے منع کرو گے یا قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب بھیجے۔ پھر تم دعا مانگتے رہو گے مگر قبول نہ ہوگی۔

فائدہ: دعوتِ فکر ہے۔ ہر انسان کو چاہیے کہ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرمائے اور ہم اپنے کردار پہ غور کریں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ واقعی ہم اس حدیث مبارکہ کے مطابق امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے غفلت اختیار کر کے حکم ربانی سے بے عملی کا شکار ہوں جس کی وجہ سے ہماری دعائیں قبول نہ ہو رہی ہوں۔ اگر ایسا ہی ہے۔ یقیناً اکثر کے احوال ایسے ہی ہیں تو آیئے بدعملی چھوڑ کر اس فرمان پہ عمل پیرا ہوں تا کہ ہماری دعائیں قبول ہوں اور بدعملی کی بیماری سے بھی شفا حاصل ہو۔

جابر بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا افضل جہاد:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْجِهَادِ كَلِمَةَ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَابِرٍ (جامع ترمذی ابواب الفتن)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے بڑا جہاد، ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق بلند کرنا ہے۔

بہترین جہاد:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَآئِرٍo

(رواہ ابوداؤد، والترمذی، ریاض الصالحین ج اول حدیث نمبر ۱۹۴)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سب سے بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے انصاف کی بات کہنا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے عمل کی وجہ سے عام لوگوں کو بھی عذاب نہیں دیتا لیکن جب معصیت ظاہر ظہور ہونے لگے اور کوئی بھی اس کو نہ روکے تو پھر تمام قوم عذاب کی مستحق ہوتی (تنبیہ الغافلین حصہ اول صفحہ: ۱۱۰)

عذاب آنے کا ایک سبب:

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام سے بذریعہ وحی فرمایا کہ میں تیری قوم سے چالیس ہزار اچھے لوگوں کو اور ساٹھ ہزار برے لوگوں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔

حضرت یوشع علیہ السلام نے عرض کیا: یارب! برے لوگ تو مستحق عذاب ہیں مگر اچھے لوگ کیوں ہلاک کیے جا رہے ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اس لیے کہ انھوں نے میری طرف سے کبھی غصہ کا اظہار نہیں کیا بلکہ یہ ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہتے ہیں۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اول صفحہ: ۱۱۰)

نیکی کا حکم دینے والوں کے لیے پانچ چیزیں:

فقیہ علیہ الرحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ نیکی کا حکم دینے والوں کے لیے پانچ چیزیں ضروری ہیں۔

(۱) علم کیونکہ جاہل احسن طریقے سے نیکی کی تبلیغ نہیں کر سکتا۔

(۲) اس کا مقصد لوجہ اللہ اور دین کا غلبہ ہو۔

(۳) شفقت کہ نرمی اور محبت کے ساتھ نیکی کو پھیلائے سختی اور غصہ نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کی طرف بھیجتے ہوئے حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ فرعون سے نرمی سے بات کرنا۔

(۴) صبر اور حوصلہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا ہے کہ نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو اور اس سلسلے میں آنے والی تکلیف پر صبر کر۔

(۵) جو کہے اس پر خود بھی عمل کرے تاکہ دوسرے اس کو طعنہ نہ دیں اور وہ اللہ کے فرمان "کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو مگر خود کو بھول جاتے ہو" کے تحت داخل نہ ہو (تنبیہ الغافلین حصہ اول صفحہ: ۱۱۵)

فیض ملت کا انداز تبلیغ:

(۱) شیخ القرآن والتفسیر، فیض ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کا ہوتہ اور چک نمبر 11-kb تحصیل وضلع پاک پتن شریف میں پروگرام تھا۔ الفقیر القادری ابو احمد اویسی حضرت پیر و مرشد کو لینے کے لیے جامعہ اویسیہ بہاولپور حاضر ہوا۔ جب ہم بہاولپور سے روانگی کے لیے گاڑی میں سوار ہوئے۔ گاڑی مین گیٹ پہ پہنچی تو حضرت صاحب نے گاڑی روکنے کا حکم فرمایا۔ گیٹ کے پاس گاڑی رُک گئی۔ قبلہ فیضِ ملت گاڑی سے نیچے اُترے۔ گیٹ کھولنے والا ایک کم سن طالب علم تھا۔ طالب علم سر سے ننگا تھا۔ آپ نے طالب علم کو بڑے پیار سے اپنے پاس بلایا جب طالب علم آیا تو آپ نے اسے گاڑی کے شیشہ کے سامنے کھڑا کیا۔ پھر طالب علم کو فرمایا کہ بیٹا اپنا چہرہ اس شیشہ میں دیکھو۔ بچہ نے شیشہ میں اپنا چہرہ دیکھا پھر آپ نے سامنے کھڑے ایک طالب علم کو دیکھنے کا فرمایا۔ اس نے طالب علم سے فرمایا: بیٹا اب سامنے والے طالب علم کو دیکھ کہ جس نے سر پہ عمامہ باندھ رکھا۔ طالب علم نے اس طرف دیکھا۔ آپ نے فرمایا اب پھر شیشے میں اپنا چہرہ دیکھو۔ طالب علم نے پھر دوبارہ اپنا چہرہ شیشے میں دیکھا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا اب بتا! تو خوب صورت نظر آرہا ہے یا وہ سامنے والا لڑکا جس کے سر پہ عمامہ ہے۔

بچے نے جواب دیا: وہ جس کے سر پہ عمامہ ہے۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: بیٹا جس کے سر پہ عمامہ ہوتا ہے وہ خوب صورت نظر آتا ہے ننگے سر والا اتنا خوب صورت نظر نہیں آتا۔ یہ تو ظاہری حالت ہے۔ عمامہ مومنین کا تاج ہوتا ہے۔ عمامے سے مومن کے وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔

بچے نے کہا: اب انشاء اللہ! ہمیشہ عمامہ پہنا کروں گا۔ تب آپ نے بچے کو بہت پیار کیا اور شاباش دی۔ پھر ہم روانہ ہو گئے۔

(۲) ایک دفعہ الفقیر القادری حضور قبلہ فیض ملت کے ہمراہ بہاولپور میں میلاد شریف کی ایک محفل میں جانے کا اتفاق ہوا ۔ جب ہم وہاں سے فارغ ہوئے۔ تو گاڑی میں سوار ہونے ہی لگے تھے کہ ایک نوجوان جس کے گلے میں چاندی کی تختی تھی۔ حضرت قبلہ فیض ملت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ سلام کیا۔ آپ نے بڑی شفقت فرمائی۔ باتوں ہی باتوں میں آپ نے اس نوجوان سے دریافت کیا کہ بیٹا یہ آپ کے گلے میں کیا ہے؟

اس نے عرض کیا: یہ تعویذ ہے۔

آپ نے فرمایا: بیٹا یہ چاندی، سونا اور اس قسم کی دیگر دھاتیں مرد کے لیے پہننا جائز نہیں ہیں ایسی چیزوں سے (مرد کے پہننے سے) اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ ناراض ہوتے ہیں۔ شفا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی رضا میں ہے یا ناراضگی میں ہے۔

نوجوان نے عرض کیا: رضا میں؟

فیض ملت نے ارشاد فرمایا: بیٹا واقعی اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کی رضا اور اطاعت میں ہی شفا ہے۔ اس لیے اگر شفا مطلوب ہے تو اسے اتار دیجیے رہا تعویذ کا معاملہ تو اسے کپڑے میں لپیٹ کر پہن لیجیے۔

نوجوان نے فوراً وہ تختی گلے سے اُتار کر جیب میں ڈال لی اور آئندہ نہ پہننے کا عہد کیا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس پہ استقامت عطا فرمائے۔

فائدہ:

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے سلسلے میں نرمی، پیار اور محبت سے کام لینا چاہیے۔ مجدد دور حاضرہ فیض ملت حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کا انداز تبلیغ بہت پیارا ہے تفصیلات کے لیے الفقیر القادری ابو احمد اویسی کا رسالہ میرے مرشد کریم فیض ملت کا انداز تبلیغ ملاحظہ فرمایئے۔

جہاد:

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ایک جہاد ہے۔ جیسے جہاد جن قوموں اور انسانوں کے خلاف جہاد کیا جائے وہ جان کے دشمن بن جاتے ہیں۔ انھیں معلوم بھی ہوتا ہے کہ مدمقابل حق پر ہے مگر محض ہٹ دھرمی اُنھیں حق کی طرف آنے سے رکاوٹ بنتی

ہے۔ مثلاً کفار مکہ اور مدینہ والے یہودیوں کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں تاریخ سے معمولی شغف رکھنے والے پہ بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ کافر جانتے تھے کہ محمد رسول اللہ سچے ہیں محض چودھراہٹ اور ہٹ دھرمی آڑے آئی حق سے اعراض کیا اور دائمی عذاب کے مستحق ٹھہرے۔ اسی طرح مدینہ کے یہودیوں کا بھی یہی حال تھا۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے باعث کو بھی نبی کریم ﷺ نے اسی لیے جہاد فرمایا ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے والوں کے لوگ اسی جہاد کے باعث دشمن بن جاتے ہیں۔ یہی حقیقت حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس ملفوظ شریف میں بیان کی ہے۔ کہ وہ تو دشمن بن ہی گئے ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ ان کی مدد کے لیے مزید بُرے ساتھی بھی مل گئے ہیں۔ جس سے ہمارے لیے امر بالمعروف ونہی عن المنکر مزید تہمتیں لگانے لگے ہیں۔ مگر اللہ کی قسم! جب وہ اپنی بری عادت ترک کرنے کو تیار نہیں ہیں تو ہم اپنا اچھا کام کیوں چھوڑیں۔ ان کا ہمارے ساتھ ایسا گھناؤنا سلوک ہمارے لیے راستے کا پتھر نہیں بن سکتا۔

حکایت:

بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ کا نیک بندہ ایک ندی کے کنارے بیٹھا وضو کر رہا تھا کہ اچانک اسے بچھو نے کاٹ لیا۔ اچانک بچھو نے کاٹا تھا اس طرف توجہ کی انجانے میں ہاتھ مارا کہ اِدھر کیا ہے۔ ہاتھ لگتے ہی وہ بچھو ندی میں گر گیا۔ اس اللہ کے بندے کو بے حد دُکھ ہوا کہ میرے ہاتھ لگنے کی وجہ سے اللہ کی مخلوق کو دُکھ پہنچا ہے۔ اب وہ ڈوبنے لگا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو تجھ سے تکلیف نہیں پہنچنی چاہیے۔ یہی اولیائے کرام کا طریقہ مقدس ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو تجھ سے تکلیف نہیں پہنچنی چاہیے اسی جذبہ صادقہ کے باعث ہاتھ کے ذریعے اس بچھو نے ہاتھ پہ آتے ہی اپنی طبع آزمائی پھر کی۔ ڈنگ لگتے ہی جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو وہ بچھو پھر ندی میں گر گیا۔ تیسری دفعہ پھر ہاتھ سے نکالنے لگے تو پاس بیٹھے مرید نے پوچھا حضرت کیا کرتے ہو اسے چھوڑ دیجئے، دفع کیجئے۔ آپ اسے باہر نکالنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ پھر ڈنگ مارتا ہے اس اللہ کے بندے نے جو بات بیان کی سونے سے لکھے جانے کے لائق ہے اس اللہ کے بندے نے فرمایا، جب وہ اپنی گندی عادت اور فطرت سے مجبور ہے اور اپنی گندی عادت اور فطرت نہیں چھوڑ رہا تو میں اپنی اچھی عادت اور فطرت کیوں چھوڑوں۔

------☆☆☆------

گناہ کو چھوٹا اور حقیر نہ سمجھو

فرمایا: کبھی گناہ کو چھوٹا نہ سمجھو۔ (تذکرہ اولیائے عرب وعجم)

گناہ کو معمولی مت جانو بلکہ بڑا سمجھو کیونکہ اسی کے باعث تم گناہ کا ارتکاب کرتے ہو اگر گناہ کو حقیر سمجھو گے تو اللہ تعالیٰ کو بھی حقیر سمجھو گے (حضرت اویس قرنی اور ہم صفحہ:۴۳)

گناہ گناہ ہی ہے خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ گناہ کو گناہ ہی سمجھنا چاہیے تب ہی اس سے دور رہنے کی انسان کوشش کرے گا اگر چھوٹے یا بڑے کے چکر میں پھنس گیا تو گناہوں کی دلدل سے نکل نہ سکے گا۔ اسی طرح کوئی بھی گناہ معمولی نہیں ہے کہ اسے معمولی

سمجھ کر کرلیا جائے۔ اس سے کچھ نہیں ہوگا۔ گناہ جیسا بھی ہو حق تعالیٰ کے قرب سے دوری کا باعث ہے۔ انبیاء واولیاء کے طریقہ مقدس اور پاکیزہ زندگی کے خلاف ہے۔ جو حق کے قرب کی بجائے دوری کا سبب ہو۔ روزِ قیامت جنت کی بجائے جہنم میں جھونکے جانے کا سبب ہو۔ اللہ تعالیٰ سے انعامات کے حصول کی بجائے قہر وغضب کا سبب بنے، محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس طریقہ کے بجائے شیطانی روش ہوا سے چھوٹا یا معمولی سمجھ کر اس روش کا اختیار کرلینا کہاں کی عقل مندی اور دانائی ہے۔ حالانکہ عقل مندی اور دانائی تو یہ ہے کہ گناہ جیسا بھی ہو اس سے پرہیز کیا جائے تاکہ حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہو وہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے اخذ کیے ہوئے اصولوں کے مطابق زندگی کا ایک ایک لمحہ گزرے۔ جو حق تعالیٰ کے قرب کا باعث ہو قبر کے نورانی اور وسعت کا باعث بنے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ارشاد مبارک کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم گناہ کو حقیر یا معمولی سمجھو گے تو اسی غلط سمجھنے کی بناء پر تم اس پہ عمل پیرا بھی ہو گے اور گناہوں کو معمولی سمجھتے ہوئے بار بار مرتکب ہوتے رہے تو آہستہ آہستہ وہ وقت دور نہیں کہ جب تم اللہ تعالیٰ کو بھی معمولی سمجھ کر حقیر سمجھتے ہوئے تم گناہوں کی دنیا میں اس طرح مستغرق ہو جاؤ گے کہ ممکن ہے تم سے اس دلدل سے نکلا ہی نہ جاسکے اور تمھارے لیے یہ عذاب اخروی کا سبب بن جائے۔ اس لیے آج وقت ہے حقیقت سمجھنے کی کوشش کرو کسی گناہ کو معمولی یا چھوٹا نہ سمجھو اور کسی گناہ کے مرتکب نہ ہونا کہیں یہ نہ سمجھ لینا کہ یہ گناہ کوئی کبیرہ گناہ تو نہیں ہے کہ اس سے بچنے کی سعی کی جائے یہ تو معمولی سا اور چھوٹا گناہ ہے۔ اس ایک کے کرنے سے کیا فرق پڑ جائے گا۔ لہٰذا کوئی حرج نہیں اسی طرح ایک ایک گناہ کے مرتکب ہونے سے دل پہ ہر گناہ کے بدلے دھبہ لگتا جائے گا حتیٰ کہ دل سیاہ ہو جائے گا۔

گناہ کرنے کا بڑا سبب:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے گناہ کرنے کا بڑا سبب یہ ہے کہ بندہ سمجھ لیتا ہے کہ گناہ چھوٹا ہے اس کا کیا ہے یہ تو معمولی گناہ ہے۔ اس کے کرنے سے کون سی قیامت آجائے گی۔ گناہ کے اس طرح حقیر سمجھنے کی وجہ سے اکثر بندے گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ گناہوں کا ارتکاب بندے کو کہیں کا نہیں چھوڑتا۔ حق تعالیٰ کے قرب سے دوری کا سبب بن جاتا ہے۔ حق تعالیٰ کے غضب کا سبب اکثر یہی گناہ ہی بنتے ہیں۔ گناہوں کے انجام کا منظر کتب احادیث۔ قرآن مجید اور الفقیر القادری ابواحمد اویسی کی تصنیف لطیف ''فیضان الفرید'' میں ملاحظہ فرمایئے۔

فائدہ:

صغیرہ گناہ کو بالقصد کرنا ہزار ہا پریشانیوں اور خرابیوں کا سبب ہے صغیرہ گناہ کو بار بار کرنا کبیرہ گناہ کا سبب بن جاتا ہے۔ حق تعالیٰ کبائر وصغائر سبھی قسم کے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس ملفوظ شریف میں گناہوں کے ارتکاب کی ایک بہت بڑی نحوست کو بیان فرمایا ہے بالخصوص صغیرہ گناہ کے ارتکاب کی نحوست کیونکہ صغیرہ گناہ ایسا ہے کہ اس سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ذہنوں میں آتا ہے کہ چلو کوئی بات نہیں کہ یہ کون سا کوئی بڑا گناہ ہے۔ معمولی ہے صغیرہ گناہ ہے۔ معمولی سی لغزش ہے۔ حالانکہ یہی صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ گناہ بن جاتا ہے صغیرہ گناہ کے ارتکاب کی یہ نحوست ہے کہ بندہ کبیرہ گناہ بھی کرنے لگ جاتا ہے۔ اس کے ذہن

میں گناہوں سے بچنے کی اہمیت آہستہ آہستہ ختم ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ذہن میں گناہ کا تصور بھی آہستہ آہستہ مٹ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں وہ گناہوں کے ارتکاب کو حقیر اور معمولی سمجھنے لگتا ہے۔ اس طرح اس کے ذہن سے احکامِ خالق و مالک کی اہمیت بھی کم ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں پہ ایسا وقت آ جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو بھی حقیر سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اس ملفوظ شریف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے یہی اُصول بیان کیا ہے کہ خبردار گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ جیسا بھی ہو گناہ گناہ ہی ہے اسے گناہ ہی سمجھو اور اس کے ارتکاب سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرو۔ اسی میں سلامتی ہے معمولی جان کر ارتکاب نہ کر بیٹھنا کہ کہیں اس کی نحوست کے شکار ہو جاؤ۔

------☆☆☆------

صبح وشام گزارنے کا انداز

کسی نے اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ صبح وشام کس طرح گزارتے ہیں؟ اُنھوں نے جواب دیا صبح کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں رہتا ہوں اور شام کو اس کی حمد وستائش میں، ویسے تم ایک ایسے انسان کا حال دریافت کرتے ہو جو صبح کو شام تک کی زندگی کا یقین نہیں رکھتا اور شام کو صبح تک کی زندگی کا، کیونکہ موت اور اس کی یاد نے مومن کے لیے کوئی خوشی باقی نہ رکھی اور مال میں اللہ تعالیٰ کے حق نے مسلمان کے لیے چاندی سونے کی گنجائش بالکل نہ رکھی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نے مسلمان کا کوئی دوست نہ رہنے دیا جب ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں تو وہ ہمیں برا جانتے ہیں۔ ہماری بے حرمتی کرتے ہیں اور ہمارے مقابلہ میں اہل فسق کو اپنا ہمنوا پالیتے ہیں۔ یا خدا نوبت بایں جا رسید کہ مجھ پر بڑے بڑے بہتان باندھ دیے۔ اتنا کہہ کر اویس نے اپنا راستہ لیا اور مجھے تنہا چھوڑ گئے۔ (روض الریاحین اُردو ترجمہ بزمِ اولیاء صفحہ: ۲۸۵-۲۸۴)

صبح اللہ تعالیٰ کی محبت اور شام حمد میں:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کسی نے نے پوچھا کہ آپ صبح اور شام کس طرح گزارتے ہیں؟

تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب صبح ہوتی ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی محبت میں ہوتا ہوں۔ اس کی محبت کی سرشاری مجھے کسی اور طرف توجہ ہی نہیں کرنے دیتی۔ ساری رات اس کی محبت میں گزر جاتی ہے۔ اس کی محبت ایک ایسا چراغ ہے جو میرے دل کے نہاں خانہ میں روشن ہے۔ جب تک یہ چراغ روشن رہتا ہے۔ ہمہ وقت اس کی محبت اس کی یاد، اسی کے ذکر وفکر میں محو رہتا ہوں، محویت بھی ایسی کہ کسی اور کی سدھ بدھ بھی رہتی اور تو اور اپنے جسم سے بھی لاتعلق ہو جاتی ہے۔ یوں کہہ لیجیے کہ موتوا قبل انت موتوا۔ کی منزل ہوتی ہے۔ ایک لمحہ بھی غفلت کا شکار نہیں ہوتا۔ یہی محبت کا اثر ہی ہے جب رات ہوتی ہے تو آپ ساری رات ایک ہی حالت میں گزارتے کبھی صرف قیام کی حالت میں کبھی صرف رکوع کی حالت میں اور کبھی صرف سجدہ کی حالت میں۔ یہ اسی محبت کا کمال ہے کہ اس کی محبت کے علاوہ سب کچھ فنا ہو گیا۔ ساری رات اس حال میں گزری جونہی صبح کا وقت آتا ہے نیا دن آتا ہے تو سارا دن اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو رہتا ہوں۔ اسی طرح شام کا دھندلکا چھاتا ہے تو اس کی حمد وستائش میں مصروفیت شروع ہو جاتی ہے

اسی طرح دن بھی اور رات بھی اس کی محبت اور اسی کی حمد وثناء اور عبادت کرنے میں گزر جاتی ہے۔ میری زندگی کی صبح اور شام میں کوئی فرق نہیں میری زندگی کی صبح بھی اللہ تعالیٰ کی محبت وعبادت میں گزرتی ہے اور شام بھی اس کی محبت وعبادت میں گزرتی ہے۔ دن بھی اسی طرح گزرتا ہے اور رات بھی اسی طرح گزرتی ہے۔

گویا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ہر لمحہ حق تعالیٰ کی حمد وثنا، ذکر وفکر اور عبادت میں گزرتا۔ آپ ہر لمحہ حق تعالیٰ کی محبت میں گزارتے ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرتے۔

ہمہ وقت حق تعالیٰ کی یاد:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس کی نظر میں دُنیا اور اہل دنیا کی وقعت ہے وہ دونوں جہاں میں ملعون طالب ہے وہ درویش نہیں حدیث شریف میں وارد ہے کہ الدنیا ملعون ومافیہا الا ذکر اللہ یعنی ذکر الٰہی کے سوا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ملعون ہے (ابیات باہو شرح صفحہ:۹۴ بحوالہ محبت الاسرار۔ فیضان الفرید صفحہ:۴۶۵)

ذکر اللہ کی فضیلت:

رب کائنات فرمان ذیشان ہے کہ: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ خبردار اللہ کے ذکر میں اطمینان قلبی ہے۔

رب کائنات کا فرمان ذیشان:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝

(پارہ۲۲۔سورۃ الاحزاب:۴۲۔۴۱)

اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح وشام اس کی پاکی بولو۔

بڑا ثواب:

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ لا اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

(پارہ۲۲۔سورۃ الاحزاب:۳۵)

اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں۔ ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین میں ذکر کرنے والوں کو ذکر کی جگہوں پر تلاش کرنے کے لیے سیر وسیاحت کرتے ہیں وہ کسی قوم کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ اپنے مقصد اور ضرورت کو پہنچو۔

فرمایا: پس وہ ان کو اپنے پیروں سے آسمان تک گھیر لیتے ہیں فرمایا ان کا رب ان (فرشتوں) سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے بہتر جانتا ہے میرے بندے کیا کہتے ہیں؟

فرمایا: وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح اور تکبیر بیان کرتے ہیں اور تیری حمد وثنا بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا

اُنھوں نے مجھے دیکھا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں۔ اُنھوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی؟

فرمایا: وہ جواب دیتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو پھر تیری بہت زیادہ عبادت کریں اور بہت زیادہ بزرگی تعریف اور تسبیح بیان کریں۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کرتے ہیں؟

فرمایا: کہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت کا سوال کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا اُنھوں نے جنت دیکھی ہے؟

فرمایا: وہ جواب دیتے ہیں نہیں! اللہ کی قسم! اے ہمارے رب اُنھوں نے جنت نہیں دیکھی۔

فرمایا: اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی؟

فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو بہت زیادہ اس کی حرص رکھتے اور اس کی تلاش میں زیدہ کوشش کرتے اور بہت رغبت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟

فرمایا: فرشتے جواب دیتے ہیں کہ آگ (جہنم) سے پناہ مانگتے ہیں۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا اُنھوں نے جہنم کی آگ دیکھی ہے؟

فرمایا: وہ جواب دیتے ہیں کہ نہیں۔ اے ہمارے رب! اللہ کی قسم! اُنھوں نے اسے نہیں دیکھا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ اسے دیکھ لیں۔ تو ان کی کیا حالت ہوگی؟

فرمایا: وہ کہتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس سے بہت زیادہ راہ فرار اختیار کریں اور بہت زیادہ ڈریں۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ یقیناً میں نے اُنھیں بخش دیا اور فرمایا ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ فلاں شخص ان میں سے نہیں وہ تو کسی ضرورت و حاجت کے تحت آیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ایسے جانشین اور اصحاب مجلس ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بد بخت اور بدنصیب نہیں رہتا۔

(بخاری شریف۔ کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ۔ عزوجل)

زندگی کا کچھ یقین نہیں:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''ویسے تم ایک ایسے انسان کا حال دریافت کرتے ہو جو صبح کو شام تک کی زندگی کا یقین نہیں رکھتا اور شام کو صبح تک کی زندگی کا''

مطلب یہ ہوا کہ سوال کرنے والے! تم نے یہ سوال کر دیا ہے۔ میرے نقطہ نظر سے تم نے یہ سوال بڑا ہی عجیب کیا ہے کیونکہ اوروں کے احوال اوروں کو معلوم جہاں تک میری زندگی کے گزرنے کے متعلق سوال ہے۔ مجھے تو بس حق تعالیٰ کی یاد سے فرصت نہیں کچھ اور سوچنے کا وقت کسے ملے۔ تم نے یہ سوال ایک ایسے شخص سے کیا ہے کہ جس کی زندگی میں جب صبح ہوتی ہے تو یوں

سمجھ لیتا ہوں اللہ اعلم میری زندگی میں اب شام دیکھنا نصیب ہو یا نہ ہو اس لیے کما حقہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت، ذکر وفکر میں زندگی کی صبح بہترین طریقہ سے گزار لو۔ ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونے پائے کیونکہ اگر وقت ضائع ہو گیا تو دوبارہ میسر نہیں آئے گا۔ اس لیے یہ صبح تو بہترین طریقہ سے گزار لینی چاہیے۔ اسی طرح اگر شام تک زندگی وفا کر جائے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے شام میسر آ جائے تو حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے ایک بار پھر شام دیکھنی نصیب کی اس شام کو بھی زندگی کی آخری شام سمجھتے ہوئے حق تعالیٰ کے ذکر وفکر اور عبادت میں گزار دیتا ہوں جیسے کوئی محبوب سے بچھڑنے کا وقت محسوس ہو تو ہر لمحہ انسان بڑے بیدارانہ طریقہ سے ایک ایک لمحہ گزارتا ہے۔ محبوب کی خوشنودی کا لحاظ رکھتے ہوئے ایک ایک ساعت گزارتا ہے یوں وقت گزارتا ہے کہ کوئی ایسی حرکت مجھ سے سرزد نہ ہو جو محبوب کی ناراضگی کا سبب بنے۔

قرآن مجید میں ہے کہ:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

فائدہ:

ہمیں بھی اپنی حیات مستعار کے لمحات حق تعالیٰ کی یاد میں گزارنے چاہئیں۔ یہ دنیا اور دنیا کی بھول بھلیاں انسان کے کسی کام کی نہیں ختم ہونے والی ہیں کسی شاعر نے دنیا کو کرائے کا گھر کہا ہے۔ کیا خوب بیان کیا ہے۔

زندگی کرائے کا گھر

زندگی اک کرائے کا گھر ہے — اک نہ اک دن بدلنا پڑے گا
موت جب تجھ کو آواز دے گی — گھر سے باہر نکلنا پڑے گا
روٹھ جائیں گی جب تجھ سے خوشیاں — غم کے سانچے میں ڈھلنا پڑے گا
اتنا رنجور ہو جائے گا تو — اتنا مجبور ہو جائے گا تو
یہ جو مخمل کا چولا ہے تیرا — یہ کفن میں بدلنا پڑے گا
کر لے ایمان سے دل کی صفائی — چھوڑ دے چھوڑ دے تو برائی
وقت باقی ہے آپ ہی سنبھل جا — ورنہ دوزخ میں جلنا پڑے گا
ایسی ہو جائے گی تیری حالت — کام آئے گی نہ دولت نہ طاقت
چھوڑ کر اپنی اپنی حویلی — تجھ کو باہر نکلنا پڑے گا
جلوہ حسن بھی جابجا ہے — اور خطرہ بھی ہے زیادہ
زندگانی کا یہ راستہ ہے — ہر قدم پر سنبھلنا پڑے گا
باپ بیٹے یہ بھائی بھتیجے — تیرے ساتھی ہیں سب جیتے جی کے
اپنے آنگن سے اٹھنا پڑے گا — اپنی چوکھٹ سے چلنا پڑے گا

ہے بہت ہی بُری چیز دنیا — کیوں سمجھتا ہے دنیا کو اپنا
باز آجا گناہوں سے ورنہ — عمر بھر ہاتھ ملنا پڑے گا
پیار سے سب کو اپنا بنا لے — جس قدر ہو سکے تو دعا لے
مت لگا آگ نفرت کی ناداں — ورنہ تجھ کو بھی جلنا پڑے گا
غم کے ماروں کی حالت پہ ناداں — ہنس رہا ہے مگر یاد رکھ لے
اشک بن بن کے آنکھوں سے اپنی — اک دن تجھ کو ڈھلنا پڑے گا
قبر میں جس گھڑی جائے گا تو — نیکیاں کام آئیں گی تیرے
باز آجا گناہوں سے ورنہ — حشر تک ہاتھ ملنا پڑے گا
چاہتا ہے اگر سرخروئی — چاہتا ہے اگر نیک نامی
یہ ادا چھوڑنی ہوگی تجھ کو — اس چلن کو بدلنا پڑے گا
ہے اگر تجھ کو انسان بننا — تو قیصر یہ بات سُن لے
چھوڑنی ہوگی تیبر اک برائی — خواہشوں کو کچلنا پڑے گا

زندگی اک کرائے کا گھر ہے
اک نہ اک دن بدلنا پڑے گا

فائدہ:

اس لیے انسان زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں زندگی بلبلے کی مانند سمجھ کر جیسے بلبلا بنتا ہے۔ چند لمحوں کے لیے ہی بنتا ہے۔ پھر کسی بھی وقت پھٹ جاتا ہے۔ یہی حال انسانی زندگی کا ہے کسی بھی لمحے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام آئیں گے تو انسان تو نے چلتے بننا ہے۔ اس لیے غافل نہ ہو

دلا غافل نہ ہو

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے — باغیچے چھوڑ کر خالی زمین اندر سمانا ہے
تیرا نازک بدن بھائی، جو لیٹے سیج پھولوں پر — ہووے گا ایک دن یہ، کرموں نے کھانا ہے
اجل کے روز کو دیکھ، کر سامان چلنے کا — زمین کے فرش پر سونا، جو اینٹوں کا سرہانا ہے
نہ بیلی ہو سکے بھائی، بیٹا باپ تے مائی — کیا پھرتا ہے سودائی عمل نے کام آنا ہے
جہاں کے شغل میں شاغل، خدا کی یاد سے غافل — کریں دعویٰ جو یہ دینا، میرا دائم ٹھکانہ ہے
غلط فہمید ہے تیری، نہیں آرام کسی پل پر — مسافر بے وطن ہے تو، کہاں تیرا ٹھکانہ ہے
کہاں وہ ماہِ کنعانی کہاں تختِ سلیمانی — گئے سب چھوڑ یہ فانی، اگر نادان دانا ہے

عزیز یاد کر وہ دن، جو ملک الموت آئے گا
نہ جائے ساتھ تیرے کوئی، اکیلے تو نے جانا ہے
فرشتہ روز کرتا ہے منادی، چار کونوں پر
محلاں اچیاں والے، تیرا گوریں ٹھکانہ ہے
نظر کر ماڑیاں خالی، کہاں وہ ماڑیاں والے
سبھی کوڑا پسارا ہے، دغا بازی کا بانا ہے
غلام اکرم نہ کر غفلت حیاتی پہ نہ ہو غرہ
خدا کی یاد کر ہر دم، جو آخر کام آنا ہے

(بسنت تہوار یا غضب کردگار صفحہ:۹۔۸) فیضان الفرید:۴۴۳)

موت کی یاد نے کوئی خوشی باقی نہ رکھی:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' کیونکہ موت اور اس کی یاد نے مومن کے لیے کوئی خوشی باقی نہ رکھی''

مطلب:

کیونکہ جہاں فانی میں جو زندگی کے چند لمحات میسر آئے ہیں۔ یہ نہ جانے کب تک میسر رہیں گے کہ بندے کو حق کی یاد میں مستغرق ہو کر ہر لمحہ گزارنا چاہیے۔ زندگی کا کوئی لمحہ بھی اس حال میں نہ گزرے کہ بندہ غافل ہو۔ غافلانہ زندگی نہیں بلکہ شرمندگی غفلت میں گزاری ہوئی زندگی نہیں بلکہ موت ہے۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی لمحہ غفلت میں گزرے اور وہی لمحہ موت کا ہو۔ جب تک زندگی میسر ہے۔ عالم بیداری میں حق تعالیٰ کے ذکر و فکر اور عبادت میں زندگی گزرنی چاہیے ایک لمحہ بھی غافلانہ رنگ میں نہیں گزرنا چاہیے۔ وہی انسان کے لیے حقیقی موت ہے۔ لہٰذا ایسے حال میں مرنے سے ڈرتا ہوں اور یہی ڈر سوہان روح ہے یہی وجہ ہے کہ موت اور موت کی یاد نے مومن کے لیے کوئی خوشی باقی نہ رہنے دی۔

موت کی یاد :

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

فریدا بھنی گھڑی سونوی ٹٹی ناگر لج
عزرائیل فرشتا، کہیں گھر ناٹھی اج

یعنی اے فرید! یہ خوب صورت اور رنگ برنگی گھڑی ٹوٹ گئی اور خوب صورت ڈوری بھی ٹوٹ گئی آج حضرت عزرائیل علیہ السلام جو کہ موت کا فرشتہ ہیں وہ کس کے گھر مہمان بن کر تشریف لائے ہیں۔ (فیضان الفرید صفحہ:۴۳۰)

یعنی جیسے کسی کے گھر آج حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے ہیں اسی طرح کسی دن تیرے گھر بھی آجائیں گے اس لیے موت سے غافل نہ ہو۔

نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

نیز بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔

فریدا! بھنی گھڑی سونوی، ٹٹی ناگر لج
جو جن بھوئیں بھار تھیئے، سے کیوں آویں اج

اے فرید! یہ خوب صورتی کا شاہکار ٹوٹی ہوئی صراحی یا گھڑی اور نازک سی خوب صورت ڈوری بھی ٹوٹ گئی جو دوست احباب موت کے منہ میں چلے گئے ہیں وہ مرنے کے بعد آج اس دنیا میں دوبارہ کیسے آسکتے ہیں۔ (فیضان الفرید صفحہ ۴۳۵)

لذات ختم کرنے والی چیز:

قَال النّبی صَلَّی اللّٰہَ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (اذکرو اھادم اللذات)

قَالو! یارسول اللّٰہ: وما ھادم اللذات؟

قال: الموت، الموت، الموت ثلاثاً

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لذتوں کو توڑنے والی (موت) کا تذکرہ کرو

عرض کیا گیا: یارسول اللہ! لذتوں کو توڑنے والی کیا چیز ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت، موت، موت تین مرتبہ فرمایا۔

اپنے نفس کو مردوں میں شمار کر:

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: کن فی الدنیا کانّك غریب اوعابر، سبیل، وعد نفسك من اھل القبور (رواالبخاری واحمد الترمذی وابن ماجہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ دنیا میں اس طرح رہو جیسے! اجنبی یا راہ چلتا مسافر، اپنے نفس کو مردوں کی فہرست میں شمار کرو۔

فائدہ:

اس لیے انسان! موت کو یاد رکھ مت بھول کہ ایک دن تو نے بھی اس جہان فانی سے چلے جانا ہے۔ ایک نہ ایک دن تجھے بھی کُل نفسٍ ذائقۃ الموت والے فرمان ربانی پہ لبیک کہتے ہوئے اس جہانِ فانی سے رخصت ہو جانا ہے۔

مال میں حق تعالیٰ کا حق:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اور مال میں اللہ تعالیٰ کے حق نے مسلمان کے لیے چاندی سونے کی گنجائش باقی نہیں رکھی"

مطلب:

چونکہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق و مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی

ہمارا رب ہے:

قَالَ اللّٰہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَo

(سورۃ الفاتحہ: پارہ ۱)

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارا رازق ہے:

اللہ تعالیٰ ہی ہمارا رازق ہے۔ نہ صرف ہمارا بلکہ ساری کائنات میں موجود تمام مخلوق کا رازق اللہ ہے۔ بلکہ اس دنیا میں جتنے بھی رازق کہلوائے گئے اور جتنے لوگوں نے بھی اپنا رازق ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا سبھی محض جھوٹے دعویدار تھے اور جھوٹے افسانے اور سبھی کو دنیا والوں نے بھلا دیا۔ مگر ہمارا حقیقی رازق اللہ تعالیٰ ہے۔

وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

اللہ تعالیٰ سب سے اچھا رازق ہے۔

جنوں اور انسانوں کی تخلیق کا مقصد:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ انسان اور جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ انسان کی تخلیق محض اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ہوئی محض کھانے پینے کے لیے نہیں محض بننے سنورنے کے لیے نہیں محض نئے نئے ڈیزائنز اور محض فیشن کے مطابق لباس پہننے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں تخلیق نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس لیے انسان ذرا غور کر۔ کہ تجھے پیدا کس مقصد کے لیے کیا گیا ہے اور تو اس دنیا میں کیا کچھ کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پہ کیا حق ہے:

اب ذرا غور تو فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ اب ذرا غور فرمایئے اچھی طرح غور و فکر کیجیے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ہم پہ کیا حق ہے؟

اس کا جواب یہی ہوگا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنی حسین و جمیل صورت سے نوازا، سماعت کے لیے کان، قوت گویائی کے لیے زبان، دنیا میں حق تعالیٰ کی قدرت کے جلوے اور اپنی ضرورت کے لیے مختلف چیزوں کے دیکھنے کے لیے آنکھیں غور و فکر اور تدبر کے لیے دماغ وغیرہ بھی عطا فرمائے اور رزق کا ذمہ بھی اپنے پاس رکھا کہ جب تک زندہ رہو گے تجھے رزق ملتا رہے گا۔

اب ذرا غور طلب امر یہ ہے کہ کیا انسان دولت و دنیا کے لیے ہے یا اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے۔ قرآنی آیت نے تو اس کا جواب یہ دیا کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے پیدا ہوا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تخلیق ہوا ہے۔ تو اس کا رزق کے پیچھے ہلکان ہوئے پھرنا چہ معنی دارد؟ اللہ تعالیٰ فرمائے کہ تیری روزی کا ذمہ دار میں ہوں اور ہم اپنے عمل سے یہ ظاہر کریں کہ اپنی روزی کے ہم ذمہ دار ہیں یہی وجہ ہے کہ بعض لوگوں کی سوچ یہ ہوتی ہے کہ روزی حاصل ہونی چاہیے اس سلسلے میں بے ایمانی سے کام لینا پڑے تو بے ایمانی سے کام لے لو اور روزی حاصل کر لو۔ چاہے کسی کا حق دبانا پڑے تو اس کا حق دبا لو مگر دولت دنیا کے ڈھیر لگا لو۔ رشوت اور سود کا سہارا لینا پڑے تو کوئی حرج نہیں مگر بینک بیلنس میں اضافہ کر لو۔ کیا یہ انسانیت کے خلاف ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کے متضاد ہے یا نہیں۔ حق تو یہ تھا کہ روزی اور رزق اور مال و دولت ہمیں جو کچھ حاصل ہونا تھا اللہ تعالیٰ نے ہماری پیدائش سے بھی پہلے لکھ دیا بلکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میثاق ارواح کے وقت ہی لکھ دیا تھا۔ پھر اس

سلسلے میں ہمیں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حق:

اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے حق نے مسلمانوں کے لیے چاندی سونے کی گنجائش باقی نہ رکھی۔ کیونکہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مصروف رہے گا تو روزی کی طرف صرف اتنی ہی توجہ کرے گا جتنے کے لیے روزی اور دیگر سامان اتنا حاصل کیا جا سکے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت پرسکون طریقہ سے کی جا سکے۔ زیادہ مال جمع کرنے، سونے چاندی کے ڈھیر لگانے اور بینک بیلنس بڑھانے کی ضرورت نہیں بس ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی میں مصروف رہنا چاہیے۔ اسی حق کی کماحقہ ادائیگی نے مسلمانوں کے لیے سونے چاندی اور بینک بیلنس کی گنجائش باقی نہ رکھی۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نے مسلمان کا کوئی دوست نہ رہنے دیا۔ جب ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں تو وہ ہمیں برا جانتے ہیں اور ہماری بے حرمتی کرتے ہیں اور ہمارے مقابلے میں اہل فسق کو اپنا ہمنوا بنا لیتے ہیں۔ باخدا نوبت بایں جا رسید کہ مجھ پر بڑے بڑے بہتان باندھ دیئے۔ اتنا کہہ کر حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے اپنا راستہ لیا اور مجھے تنہا چھوڑ گئے۔ (روض الریاحین اُردو ترجمہ بزم اولیا صفحہ:۲۴۵)

نیکی کا حکم دینے یعنی وہ تمام امور جن کو اپنانے سے نیکی اور ثواب حاصل ہوتا ہے قرآن وسنت میں ان کے کرنے کی اجازت ہے بلکہ جن امور کے سرانجام دینے کا شریعت میں حکم ہے اُنھیں سرانجام دینے کا حکم دینا امر بالمعروف ہے اور جن امور سے شریعت مطہرہ نے روکا ہے اور منع کیا ہے ان امور کو سرانجام دینے سے منع کرنے کو نہی عن المنکر کہتے ہیں۔

اچھا کام کرنے کے لیے اس طرف لوگوں کو راغب کرنا بُرے کاموں سے روکنے کی وجہ سے لوگ ناراض ہو جاتے ہیں۔ اس لیے دوست بھی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہماری بے عزتی کرتے ہیں۔ بلکہ ہمارے مقابلے میں فسق وفجور میں مبتلا لوگوں کو اپنا ساتھی بنا لیتے ہیں وہ بھی ہمارے دشمن بن جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ معاملہ بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ لوگوں نے مجھ پر یہ بہتان ترازی کی۔

آپ نے اتنا فرمایا اور اپنے راستے پہ روانہ ہو گئے اور مجھے اکیلا ہی چھوڑ گئے۔

------☆☆☆------

قوم کا مزدور

حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے جب پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو آپ نے جواب دیا کہ میں اونٹ چرانے والا ہوں اور اپنی قوم کا مزدور ہوں۔ (لطائف نفسیہ در فضائل اویسیہ کا ترجمہ تاجدار یمن خواجہ اویس قرن صفحہ:۹۴)

مطلب:

حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے جب پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اتنا بڑا انسان ہوں، میری عظمت یہ ہے کہ میں نے مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنے سارے دانت توڑ دیے۔ میں شب و روز اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتا ہوں۔ بلکہ آپ نے ایک ایسی خوبی کا تذکرہ فرمایا جو عام آدمیوں میں اس وقت بکثرت پائی جاتی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں اونٹ چرانے والا ہوں۔ میں اپنی قوم کا مزدور ہوں۔ اپنی پہچان بحیثیت عمومی مسلمان کے کروائی تا کہ حقیقت آشکارا نہ ہو۔

مزدور کے فضائل:

قرآن وسنت کے احکام کے مطابق ذرائع معاش اختیار کرنا بھی عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔

حدیث شریف:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ۔ حلال ذرائع اور طریقے سے کمانے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ اس لیے مجھے کسی کی دولت سے کوئی سروکار نہیں میں اونٹ چراتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں بھی مشغولیت اختیار کرتا ہوں اس طرح دنیا میں زندہ رہنے کے لیے حلال روزی چاہیے۔ وہ مجھے اونٹ چرانے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اس سے زیادہ کی مجھے ضرورت نہیں۔ علاوہ ازیں سچا مزدور ناجائز ذرائع اختیار نہیں کرتا وہ اپنے ہاتھ پاؤں اور جسم کو استعمال کرتا ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کیا ہے اپنے جسم کو استعمال کر کے جائز اور حلال ذرائع کے ذریعے محنت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے روزی عطا فرماتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا چاہیے۔ پس مجھے اور کسی سے کچھ حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں اپنی قوم کا مزدور ہوں اور مزدوری کے ذریعے ہی روزی حاصل کرتا ہوں۔

دعوت غور وفکر:

عزیزانِ گرامی قدر! یہ اولیائے کرام کا طریقہ مقدس ہے اور آج بعض نام نہاد بڑے پیر صاحب بنے پھرتے ہیں اور مریدوں کے پاس شیرینی کے نام پر زبردستی کرتے پھرتے ہیں۔ بلکہ جو تھوڑی جیب گرم کرتا ہے۔ اس سے نہ صرف ناراض ہوتے ہیں بلکہ بعض اوقات لڑتے جھگڑتے ہیں اور بددعائیں تک دیتے ہیں۔ ایسے زر پرستوں سے دور رہنے میں ہی عافیت ہے۔ لہٰذا ایسے دُنیا داروں سے بچنے کی کوشش کیجیے۔ اللہ والے ایسے کردار کے مالک ہوتے ہیں کہ جن کی صحبت میں بیٹھنے سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتار کا منظر تازہ ہو جائے۔ ایسے مرشد کی صحبت اختیار کیجیے۔ جس کی صورت وسیرت کردار وگفتار سے دین کے مطابق زندگی گزارنے کی تڑپ پیدا ہو۔

------☆☆☆------

دل کی غیر اللہ سے حفاظت کر

گفت علیک بقلبک تو باد بنگاہ داشت دل از اندیشہ غیر (کشف المحجوب صفحہ:۹۰)
حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علیك بقلبك دل کی غیر اللہ سے حفاظت کر۔

شرح از حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ:

واین سخن را دو معنی بود یکی آنکہ دل را متابع حق گردان بمجاہدت دیگر آنکہ خود را متابع دل گردان۔ واین دو اصل قوی است دل را متابع حق گردانیدن کار گار مریدان بود کہ از مکابرہ شہوت وموانست ہوا باز ستانندش واندیشہای ناموافق بدرجہ از دی منقطع گردانند واندر تدبیر صحت وحفظ امور ونظر اندر آیات حق بندند تا محل محبت شود وخود را متابع دل گرنیدن کار کاملاں بود کہ حق تعالیٰ رسانیدہ وخلعت قرب در ہر ایشاں افگندہ وبالطاف خود بدان تجلی کردہ وبمشاہدت وقرب بدان تولی کردہ آن گاہ او تن را موافق دل گردانیدہ آپس آن گروہ پشین صاحب القلوب باشندہ واین گروہ دیگر مغلوب وآنکہ صاحب القلوب بود مالک القلوب وباقی الصفۃ وآنکہ مغلوب القلوب بود وفانی الصفۃ باشند وحقیقت این مسئلہ بدان باز گردد کہ خداوند عزوجل گفت اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ واندرین وقرأت ست مخلِصین خوانند بکسر لام ومخلَصین خوانندہ بفتح لام ومخلِص فاعل (باقی الصفۃ ومخلَص مفعول بود وفانی الصفۃ واین مسئلہ بجای دیگر شرح تر ازین بیارم انشاء اللہ تعالیٰ وتحقیقت آنانکہ فانی الصفۃ باشند بزرگوارتر باشند کہ تن را موافق دل گردانند کہ دل ہای ایشان اندر حضرت حق محول بود واندر مشاہدت وی قایم از ان گروہ کہ باقی الصفۃ باشند دل را بتکلف موافق گردانند وہتانی این مسئلہ برا اسول صحو سکر ومشاہدت ومجاہدت باشد واللہ اعلم بالصواب (کشف المحجوب باب فی ذکر ائمتھم من التابعین صفحہ:۹۱-۹۰)

ترجمہ:

اس قول مبارک کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ دل کو اللہ تعالیٰ کے احکام ایک یہ کہ دل کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے تابع کردے دوسرا یہ کہ جو دل کا تابع بن جائے۔ دل کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے تابع کرنا مریدوں کا کام ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نفسانی خواہشات سے باز رہے اور دل میں دنیا کو جگہ نہ بلکہ دل کو کوشش کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ لگائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی دوستی سے مشرف ہو سکے اور اپنے آپ کو دل کے تابع کرنا کاملوں کا کام ہے جن کے قلب کو حق تعالیٰ نورِ جمال سے منور کر دیتا ہے اور دنیا کے تمام علائق واسباب سے بچا کر اپنے قرب کے بلند وبالا مراتب عطا فرماتا ہے اور تجلیات ومشاہدات سے انھیں نوازتا ہے یہ ہے خود کو دل کے تابع کرنے کا مطلب۔ چنانچہ اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین صاحب قلب اور مالک قلب ہوتے ہیں۔ جنھیں باقی الصفۃ کہتے ہیں۔ (یعنی باقی اللہ)

جو لوگ مغلوب الحال ہوتے ہیں۔ وہ فانی الصفۃ کہلاتے ہیں (یعنی فانی فی اللہ) اور اس مسئلہ کی حقیقت وہی ہے جو حق تعالیٰ نے آیت اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ سوائے تیرے مخلص بندوں کے

اس آیت کی دو قرأت ہیں ایک قرأت میں مخلصین کے لام کے نیچے زیر اور ایک میں لام پر زبر پڑھی جاتی ہے۔ زیر کے

ساتھ مخلص فاعل کا صیغہ بنتا ہے۔ جس سے مراد باقی الصفتہ (بقاباللہ) اور زبر کے ساتھ مخلَص مفعول کا صیغہ ہے جس کا مطلب ہے فانی الصفتہ (فنافی اللہ) اس مسئلہ پر تفصیلی بحث آگے (کشف المحجوب شریف میں آرہی ہے (اس لیے تفصیلات کشف المحجوب سے مطالعہ کیجیے)

اور حقیقت یہ ہے کہ فنافی اللہ زیادہ افضل ہے کیونکہ تن کو دل کے تابع کر لیتے ہیں اور ان کا دل حق تعالیٰ میں غرق اور مشاہدہ حق میں قائم ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو باقی صفتہ ہوتے ہیں۔ دل کو بتکلف تابع کرتے ہیں اور اس مسئلہ کی بنا پر صحو و سکر اور مشاہدت و مجاہدت پر ہے (اللہ بہتر جانتا ہے)

صحو اور سکر سے مراد:

کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری ... نے صحو اور سکر کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

صحو سے مراد مقام بقاباللہ ہے اور سکر سے مراد فنا فی اللہ ہے (شرح کشف المحجوب صفحہ: ۳۳۷_۳۳۶)

وحدت الوجود وکثرت الوجود:

عالم حقیقت میں وحدت الوجود ضرور ہے لیکن عالم مجاز میں کثرت الوجود ہے اور چونکہ انسان کا روح عالم حقیقت یعنی عالم قدس سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا جسم عالم شہادت یا عالم اجسام سے تعلق رکھتا ہے اس لیے وہ عالم حقیقت اور عالم مجاز یعنی دو جہانوں کا باشندہ ہے۔ اس لیے اس کے ذمہ دونوں جہانوں کا حق ادا کرنا ہے۔ روحانی طور پر وہ تزکیہ نفس کے درجہ فنافی اللہ یا عروج پر پہنچتا ہے تو وہاں وحدت ہی وحدت ہے کثرت کا نام ونشان نہیں ہوتا جب مقام بقاباللہ یا نزول پر واپس آتا ہے تو ساجد و مسجود اور عابد ومعبود کی تمیز اس پر لازم ہو جاتی ہے اب چونکہ اسلام میں آخری منزل عروج اور فنافی اللہ نہیں جیسا کہ آگے (کشف المحجوب میں آگے بیان ہوگا بلکہ آخری منزل بقاباللہ اور نزول ہے۔ اس لیے اولیاء کرام نماز کے وقت عروج سے نزول کی طرف اور فناء سے بقاء کی طرف آتے ہیں اور حق بندگی ادا کرتے ہیں اور تابع شریعت ہوتے ہیں۔ البتہ جو کمزور طبع کے لوگ اوپر جا کر واپس نہیں آسکتے وہ مجذوب کہلاتے ہیں اور قیود شریعت کی پابندی سے معذور ہوتے ہیں۔ لیکن عرفان کا کمال عروج میں نہیں بلکہ نزول میں ہے۔ جس کا دوسرا نام بقاء باللہ اور عبدیت ہے۔ (شرح کشف المحجوب صفحہ: ۱۴۰)

دل کی غیر اللہ سے حفاظت:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دل مقام حق ہے۔ اس لیے دل حق کے لیے ہی رکھ اس میں کسی دوسرے کو نہ آنے دے۔ اسی میں ہی تیری بھلائی ہے۔

چنبے دی بوٹی:

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ الف

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملیس ہر رگے ہر جائی ہو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلاں تے آئی ہو
جیوے مرشد کامل باہو، جیں ایہ بوٹی لائی ہو

ترجمہ: اسم اللہ جو کہ چنبے دی بوٹی (کی طرح پر مہک ہے) میرے دل وجان (کی زمین) میں مرشد کامل نے کاشت کیا۔

(میرے من میں بوئے ہوئے اسم ذات کے) ہر رگ (وریشہ) اور ہر مقام پر (لاالہ الا اللہ) کے نفی اثبات کے پانی سے سیرابی ہوئی۔

(یہ اسم ذات) کا پودا (جب نشوونما پاکر غنچہ آور ہوا تو اس نے میرے) اندر (من میں) خوشبو پھیلائی۔

اے باہو (خدا کرے) کامل مرشد رہے جس نے (من میں اسم اللہ ذات) کا یہ پودا کاشت کیا ہے۔

(ابیات باہو مع ترجمہ وشرح صفحہ: ۶۳)

فائدہ:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ اپنے دل کی غیروں سے حفاظت کر تو سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ نے فرمایا: میرے پیرومرشد نے اسی دل میں اسم اللہ کے نور سے اجالا کر دیا ہے۔ اولیاء اللہ کے قرب سے ہی اس دل کی غیروں سے حفاظت کرنا آسان ہے۔ یہی درس سلطان باہو نے دیا۔

دل کی نگہبانی:

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ وخدمت حق عزوجل آن گاہ تو اند کرد ہمہ حظہا می خود از دنیا وعقبیٰ منقطع کند و مطلق مرحق راسبحانہ وتعالیٰ پرستش کند ابرای دی کہ تا دی راز برائے چیزے می پرستد خود رامی پرستد نہ وی مرادصراعات دل آن گاہ تو اند کرد کہ دگر ہمتش شدہ باشد وھموم از دش برخاستہ اندر حضرت انس را از مواقع غفلت نگاہ می دارد۔

(کشف المحجوب صفحہ: ۵۲)

اور حق تعالیٰ کی خدمت اس وقت ممکن ہے کہ دنیا وعقبیٰ کی لذتوں کا خیال دل سے نکال دے اور حق تعالیٰ کی عبادت خالص حق تعالیٰ کے لیے کرے (نہ کہ خوف دوزخ یا طمع جنت کے لیے) کیونکہ جو شخص بہشت کی خاطر عبادت کرتا ہے تو اس کا معبود بہشت ہے نہ کہ خدا تعالیٰ۔ اور دل کی نگہبانی یہ ہے کہ پوری ہمت کر کے دل کو تمام خیالات اور وساوس سے خالی کر کے حق تعالیٰ کے ساتھ لگا دے اور دل میں غفلت کو جگہ نہ دے۔

مثال:

ایک اللہ کے بندے سے کسی بزرگ نے دریافت کیا کہ یا حضرت دنیا میں کیسے زندگی گزاری جائے تو اس نے بتایا دنیا میں یوں زندگی گزارو جیسے دریا میں کشتی ہوتی کہ جب ایک کشتی پانی میں رہتی ہے۔ پانی کے اوپر ہی اوپر رہتی ہے تو تیرتی رہتی ہے۔ محفوظ رہتی ہے بلکہ حقیقت بھی یہی ہے نہ صرف خود محفوظ رہتی ہے بلکہ جو کچھ اس کشتی میں ہوتا ہے وہ سب کچھ بھی محفوظ رہتا ہے۔ خود بھی محفوظ رہتی اور اس سے منسلک ہر چیز بھی محفوظ رہتی ہے۔ جو چیز اس سے تعلق قائم کرتی ہے اسے بھی محفوظ رکھتی ہے اس کی اور اس سے منسلکین کی حفاظت اس وقت تک ہے جب تک وہ پانی میں رہتی ہے یا پانی کے اوپر ہی اوپر تیرتی ہے۔

مگر جب اس کشتی میں پانی داخل ہو جاتا ہے تو پھر اس کشتی کا محفوظ رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بلکہ جوں جوں پانی اس میں

داخل ہوتا جاتا ہے۔توں توں اس کا بچنا مشکل سے مشکل تر ہوتا جاتا ہے حتی کہ وہ کشتی خود بھی ڈوب جاتی ہے اور اس میں جو کچھ ہوتا ہے وہ بھی ڈوب جاتا ہے۔ بلکہ یوں سمجھ لیجیے جوں جوں پانی اس میں داخل ہوتا جاتا ہے توں توں اس کی غرقابی کا عمل بڑھتا چلا جاتا ہے حتی کہ نہ کشتی باقی رہتی ہے اور نہ ہی کشتی میں موجود کوئی چیز باقی رہتی ہے۔

فائدہ :

یہی حال دل کا ہے جب تک دل میں دنیا و مافیہا کا عمل دخل داخل نہیں ہوتا تب تک دل محفوظ رہتا ہے۔حق تعالی کے جلووں سے معمور رہتا ہے اور جونہی دنیا دل میں گھر کر جاتی ہے۔ دل تباہی کی نذر ہو جاتا ہے اور جب تک دل میں دنیا داخل نہیں ہوتی دنیا سے محفوظ رہتا ہے اور جب دنیا دل میں اتر جاتی ہے تو دل تباہ ہو جاتا ہے۔

مرغابی کی مثال:

الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی نے چند دوستوں میں یہ مثال عرض کی تو ایک بزرگ شخصیت نے فرمایا اس سلسلے میں یہ مثال بھی بہتر ہے مگر اس سے بھی زیادہ بہتر یہ ہے کہ دنیا میں مثل مرغابی رہو۔ مرغابی اپنے پر سمیٹ کر دریا میں کود جاتی ہے۔ دریا سے شکار پکڑتی ہے اور اُڑ جاتی ہے۔ کشتی تو پانی کے اوپر ہی اوپر رہتی ہے۔پانی میں غوطہ نہیں لگاتی مگر مرغابی تو پانی میں غوطہ زن ہوتی ہے۔اس غوطہ زنی کے باوجود وہ محفوظ رہتی ہے کیوں؟ اس لیے کہ جب وہ شکار کے لیے پانی میں غوطہ زنی کرنا چاہتی ہے تو اپنے پر سمیٹ لیتی ہے۔ پر اتنی احتیاط سے سمیٹتی ہے کہ پروں میں ذرہ بھر جگہ پیدا نہیں ہوتی۔اس طرح مرغابی کے پر اندرونی طور پر پانی کے اثرات سے محفوظ رہتے ہیں۔مرغابی محفوظ رہتی ہے پانی کے اندر شکار کر کے واپس پھر سے اُڑ جاتی ہے اور محفوظ رہتی ہے اور اگر کسی طرح اس کے پر اندرونی طور پر پانی کی دست برد سے محفوظ نہ رہیں تو پھر مرغابی بچ نہیں سکتی۔ بلکہ ڈوب جائے گی۔

یہ حال انسان کے دل کا ہے دنیا میں رہنے کے باوجود، دنیا کے مال و اسباب سے فوائد حاصل کرنے کے باوجود جب تک انسان کے دل میں دنیا اور دنیا کی محبت پیدا نہیں ہو جاتی۔اس وقت تک اس کا دل بھی محفوظ رہتا ہے اور وہ انسان بھی دنیا و آخرت میں خرابیوں کا شکار ہونے سے محفوظ رہتا ہے۔اگر دل میں دنیا اور دنیا کی محبت رچ بس جائے تو پھر سوائے تباہی و بربادی کے کوئی راستہ نہیں رہ جاتا۔یعنی پھر انسان تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔دل جو کہ جلوہ گاہ حق ہے اسے اللہ تعالیٰ کے لیے بالکل صاف رکھنا چاہیے۔ دل سے ماسوائے اللہ سب کچھ نکال دینا چاہیے۔دل کو دنیا و مافیہا سے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ انسان تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دل کی غیر اللہ سے حفاظت کرنی چاہیے۔

دل کی حفاظت کیوں ضروری ہے؟

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

الف ایہہ تن رب سچے دا حجرا دل کھڑیا باغ بہاراں ہو
وچے کوزے وچے مصلّے وچے سجدے دیاں تھاراں
وچے کعبہ وچے قبلہ وچے الا اللہ پکاراں ہو
کامل مرشد ملیا باہو اوہ آپے لیسی ساراں ہو

ترجمہ جناب پروفیسر سلطان الطاف علی صاحب کے قلم سے ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) (میرا) یہ تن سچے رب (تعالیٰ) کی قیام گاہ ہے (اس حقیقت کا مشاہدہ کر کے فرطِ مسرت میں (میرا) دل باغ بہاراں (بن کر) کھل گیا ہے۔

(۲) (اب کیفیت یہ ہے کہ میرا اپنے من کے) اندر ہی کوزے اور مصلے موجود ہیں۔ اندر ہی مسجدوں کے مقامات ہیں۔

(۳) (میں نے اپنے) اندر ہی کعبہ (اور) اپنے اندر ہی قبلہ ہے اپنے ہی من کے) اندر (اثبات ذات پر) اِلّا پکارتا ہوں۔

(۴) (اے) باہو، کامل مرشد ملا (جس کے طفیل عرفانِ حق حاصل ہوا) وہ (مرشد) خود بخود (ہی راہ سلوک میں) خبر گیری (اور نگہبانی) کرے گا۔ (ابیات باہو معہ ترجمہ شرح صفحہ:۵

دل کی اصل:

سلطان الطاف علی (ڈبلیو۔ پی۔ ای۔ ایس) پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج اوستہ محمد، بلوچستان) صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت فریدالدین فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف خلقت لخلق۔ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ جانا جاؤں۔ اس لیے میں نے خلق کو پیدا کیا اور یہ خزانہ دل ہے۔ القلب بیت الرب (دل پروردگار کا گھر ہے) اسی موقع کے لیے کہا گیا ہے۔ دل خدائے تعالیٰ کا حرم خاص ہے اور حرم خاص دل کی اصل صورت ہے اور دل کی اصل صورت گوشت کا ٹکڑا نہیں ہے بلکہ دل کی اصل صورت موتی ہے اور دل کے موتی کی اصل نور ہے اور یہ نور اللہ تعالیٰ کے نور کا حصہ ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے آنحضور ﷺ نے فرمایا انا من نور اللّٰہ والمومن من نوری۔ میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مومن میرے نور سے ہیں (ابیاتِ باہو معہ ترجمہ و شرح صفحہ:۱۱۶)

فائدہ:

اسی لیے حضرت اویس قرنی نے بیان فرمایا ہے کہ دل ایسی متاع ہے کہ جس تک رسائی ہر چیز کی نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ اپنے دل کی حفاظت کرنی چاہیے تا کہ دل ہر قسم کی آلائشوں سے پاک رہے اور جلوہ گاہ حق بنا رہے۔

دل زندہ ہوجاتا ہے:

سید عبدالقادر جیلانی سرالاسرار فیما یحتاج اللہ الابرار میں فرماتے ہیں ''ولی خدا تعالیٰ کا خوشبودار پھول اس کی سرزمین میں صدیق (یعنی انبیائے علیہم السلام کے سچے متبعین) اس کو سونگھتے ہیں۔ اس کی خوشبوؤں کے دلوں میں اثر کر جاتی ہے تو ان کا جذبہ شوق اپنے مولا کی طرف بڑھ جاتا ہے''

پھر فرمایا ''توشریعت کا بیج دل کی زمین میں بوئے کہ اس میں شریعت کا درخت پیدا ہو کر درجات کا پھل لائے''

پھر فرمایا: توحید کا بیج کسی زندہ دل (مرشد) سے اخذ کرنے سے دل زندہ ہو جاتا ہے۔

(ابیات باہو معہ ترجمہ و شرح صفحہ۔۶۵)

فائدہ:

مرشد کامل سے جب انسان مرید ہوتا ہے تو صحیح ور مرشد کامل انسان کو دل کی صفائی کا سبق پڑھاتا ہے۔ پھر دل میں اسم ذات کے تصور سے لگن پیدا کرتا ہے۔ مرشد کریم کی توجہات اور وحدہ لاشریک کی خاص مہربانی سے وہ دل دنیا و مافیہا کی آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ سلطان العارفین نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

الف اندر ہو تے باہر ہو ایدم ہودے نال جلیندا ہو
ہودا داغ محبت والا ہردم پیا سڑ یندا ہو
جتھے ہو کرے رُشنائی چھوڑ اندھیرا ویندا ہو
میں قربان تنہاتوں باہو جہڑا ہونوں صحی کریندا ہو

ترجمہ:

میرے اندر بھی ہو یعنی میرے من میں بھی ہو اور مرے من سے باہر بھی ہو (یعنی وہی جلوہ حق دل و جان میں اپنا جلوہ کیے ہوئے ہے) اور میں ہو کے ساتھ ہی اپنی زندگی کے شب و روز گزار رہا ہے۔

ہو نے (مجھے اپنی) محبت کا (درد) اور داغ (عطا فرمایا ہے) جو کہ مجھے ہمیشہ نیا سوز عطا فرما رہا ہے۔

جہاں کہیں ہو کی تجلی کا راج ہوتا ہے۔ ہُو روشنی کرتی ہے۔ وہاں سے کفر اور نفس اُمارہ کا اندھیرا خود بخود دور ہو جاتا ہے۔

اے باہو! میں ان عارفین کاملین کے قربان! جو ہُو کا صحیح عرفان حاصل کر کے حق تعالیٰ کا ذکر درست طریقے سے کرتے ہیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل ہوتا ہے۔ قلب و نظر ہر قسم کی دوئی سے محفوظ ہو جاتا ہے دل میں سوائے وحدہ لاشریک کے جلوے کے کچھ نہیں رہتا۔ اس لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ دل کی غیر اللہ سے حفاظت کر۔

------☆☆☆------

وحدت کا حصول

فرمایا: جب تک کسی کے دل میں شیطان کی محبت ہو اس کے سینہ میں نفس غالب ہو اور دنیا و آخرت کی فکر اور لوگوں کا اندیشہ ہو اس وقت تک اس کو کیفیت وحدت حاصل نہیں ہو سکتی (سیرت حضرت خواجہ اویس قرنی صفحہ: ۱۹۲)

مطلب:

اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے جنات اور انسان کو اپنی عبادت کے لیے تخلیق کیا ہے۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرے۔ اللہ کے علاوہ کسی کے آگے سجدہ ریز نہ ہو۔ اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرے اور اس کے محبوبوں سے محبت کرے ہاں شیطان سے محبت نہ کرے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس ملفوظ شریف میں فرمایا ہے کہ جب تک کسی کے دل میں شیطان کی محبت ہو۔ شیطان

کی محبت کی وجہ سے اس کے سینے میں نفس کا غلبہ ہو۔ دنیا و آخرت کی فکر اور لوگوں کا اندیشہ ہو اس وقت تک اس کو کیفیت وحدت حاصل نہیں ہو سکتی۔

دل میں شیطان کی محبت کا نقصان:

(۱) اگر دل میں شیطان کی محبت ہوگی تو ایسے دل میں حقانیت کا نور پیدا نہیں ہوگا۔

(۲) شیطان کی محبت سے جس کا دل لبریز ہوگا وہ صراطِ مستقیم سے دور بھاگے گا۔

(۳) اس کی دنیا بھی تباہ اور آخرت بھی برباد۔

(۴) شیطان کی محبت انسان کو صراطِ مستقیم کی طرف آنے ہی نہیں دیتی۔ مختصر یہ کہ شیطان کی محبت اگر دل میں سما جائے تو انسان دنیا آخرت میں تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ بے شمار نقصانات سے دوچار ہوتا ہے۔

سینہ میں نفس غالب:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس ملفوظ شریف میں فرمایا ہے کہ وحدت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ دل میں شیطان کی محبت نہیں ہونی چاہیے۔ جب تک دل میں شیطان کی محبت ہے وحدت کا حصول ناممکن ہے وحدت حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ دل میں شیطان کی محبت نہیں ہونی چاہیے۔ اگر بالفرض محال دل میں شیطان کی محبت ہے تو اسے دل سے نکال دے۔ اگر دل سے شیطان کی محبت نکالنے میں کامیاب ہو گیا تو سمجھ لے کہ تو نے وحدت کے حصول میں بننے والی رکاوٹوں میں سے ایک بڑی رکاوٹ ختم کر لی ہے۔

اس سلسلے میں دوسری رکاوٹ یہ ہے کہ سینے میں نفس کا غلبہ ہے کہ اپنے دل سے نفس کا غلبہ دُور کرنے کی کوشش کر۔ اس سلسلے میں کئی لوگ مشورہ یہ دیں گے کہ فلاں فلاں کتابوں کا مطالعہ کر۔ ہاں دینی احکام پہ مبنی کتب کا مطالعہ الحمد للہ مفید ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں الحمد للہ ایک رسالہ زیر ترتیب ہے اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو انشاء اللہ اس میں خوب وضاحت کی جائے گی۔ قرآن۔ احادیث، بزرگانِ دین کی لکھی ہوئی کتب اور بزرگانِ دین کے ملفوظات اور کتب تصوف بحمدہ تعالیٰ مفید ہوتی ہیں عامہ کتب کا جتنا بھی مطالعہ کیجیے بجائے فائدہ کے نقصان میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ محض ظاہری طور پر ذکر کر بھی لیا۔ مگر باطن کی طرف سفر اختیار نہ کیا۔ محض لوگوں کے دکھلاوے کے لیے ذکر کیا یا بے شمار کتابوں کا مطالعہ کیا وہ کسی کام کا نہیں کیونکہ اخلاص سے عاری ہونے کی وجہ سے بجائے فائدہ کے نقصان میں اضافے کا سبب ہے۔ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ الف

الف — اللہ پڑھیوں پڑھ حافظ ہو یوں ناں گیا حجابوں پردا ہو
پڑھ پڑھ عالم فاضل ہو یوں بھی طالب ہو یوں زردا ہو
سیئے ہزار کتاباں پڑھیاں پر ظالم نفس نہ مردا ہو
باجھ فقیراں کسے نہ ماریا باہو ایہہ چور اندر داہو

(اے زاہد) تو محض ظاہری طور پر ورد کرتا رہا حتیٰ کہ تو اس کا حافظ بھی ہو گیا۔ لیکن پھر بھی حجاب دور نہ ہو سکا۔
(تو ظاہری علوم) حاصل کرتے کرتے عالم فاضل تو بن گیا۔ اس کے باوجود تو دنیا کا ہی طالب رہا۔

تو نے سینکڑوں ہزاروں کتب کا مطالعہ کر لیا اس کے باوجود (تیرا ظالم نفس نہ مرا۔ اے باہو، یہی (تیرا نفس امارہ جو کہ دل کے) اندر کا چور ہے اسے اہل اللہ کے کسی نے نہیں مارا۔

فائدہ:

آپ یہاں مشورہ یہ دے رہے ہیں۔ اگر تو حجاب دور کرنے کا متمنی ہے اور اپنے اندر کے چور نفس امارہ کو مارنا چاہتا ہے یا اس پہ غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہونا چاہتا ہے تو فقراء کی خدمت اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کر۔ اگر اللہ والوں کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر نفس کو مارنے کی کوشش کرے گا یا نفس امارہ پہ غلبہ حاصل کرنے کی سعی کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تیری مراد بر آئے گی۔ تو نفس مارنے یا نفس پہ غلبہ پانے میں کامیاب ہو جائے گا۔

فائدہ:

سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ بیان فرما رہے ہیں کہ عرفان حاصل کیے بغیر زہد اور ریاضت بے سود ہے۔ تزکیہ نفس محض بے شمار کتابیں مطالعہ کر لینے سے حاصل نہیں ہوتا۔ اس سلسلے میں عرفان اور تزکیہ نفس ضروری ہے۔ ان دونوں کے لیے کامل مرشد کی رہنمائی اشد ضروری ہے۔ پروفیسر سلطان علی صاحب نے کیا خوب لکھا ہے۔

حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے **من عرف نفسہ فقد عرف ربہ** جس نے اپنے نفس کی حقیقت کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا اور نفس ظاہری علم پڑھنے اور ظاہری ریاضت کرنے سے بہت موٹا اور خوش ہو جاتا ہے۔ چونکہ نفس وجود باطن میں ہوتا ہے۔ اس لیے اسے باطنی ریاضت جلا دیتی ہے اور اسم اللہ ذات کی تاثیر سے خراب حال ہو جاتا ہے۔ جو کوئی پہلے نفس کو تابع نہیں کرتا وہ اپنا مقصد صحیح راہ پر نہیں لا سکتا۔ اہل نفس و ہوا کے لیے خدا تعالیٰ تک پہنچنا محال ہے۔

پھر فرماتے ہیں" ان لوگوں پر حیرت ہے جن کی زبان پر ہر وقت اسم اللہ، حفظ قرآن شریف، تلاوت اور مسائل فقہ ہیں لیکن ان کی زبان سے دل اور وجود سے حرص و حسد اور غرور نہیں جاتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام خلوص سے نہیں لیتے اور فرمایا نفس کے مرنے سے یہ مراد ہے کہ وہ شرک، کفر، تکبر اور بری خصلتیں چھوڑ دے (ابیات باہو مع ترجمہ و تشریح صفحہ:۶۲)

الف ایہو نفس اساڈا بیلی جو نال اساڈے سدھا ہو
زاہد عالم آن نوائے جتھے ٹکڑا ویکھے تھدھا ہو
جو کوئی اسدی کرے سواری اس نام اللہ دالدھا ہو
راہ فقر دا مشکل باہو گھر ما نہ سیرا ردھا ہو

نفس پہ غلبہ کے فوائد:

نفس پہ غلبہ کے بے شمار فوائد ہیں حق تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو اس طرف خصوصی توجہ کر کے نفس پہ غلبہ حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہیے۔

(۱) جو شخص نفس پہ غلبہ حاصل کر لیتا ہے۔ وہ حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے۔

(۲) جو شخص نفس پہ غالب آ جاتا ہے وہی باطنی مراتب حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے اور جو نفس کے ہاتھوں مغلوب ہو جاتا

ہے وہ کبھی باطنی مراتب حاصل نہیں کرسکتا۔

(۳) نفس پہ غلبہ حاصل کرنے والا شخص دنیا میں بھی کامیاب زندگی گزار جاتا ہے اور آخرت میں بھی ان شاء اللہ بارگاہِ حق میں سرخرو ہوگا۔

(۴) نفس پہ غلبہ حاصل کرنے والا شخص ہی زادِ آخرت جمع کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔

(۵) نفس پہ غالب آنے والا انسان ہمیشہ خوش خوش زندگی گزارتا ہے۔

پنجتن پاک کی نسبت سے پانچ فوائد عرض کیے ہیں ورنہ اس کے بے شمار فوائد ہیں نفس پہ غلبہ حاصل کرنے والا خود بخود ہی معلوم کرلیتا ہے اور اس سے کوسوں دور انسان کیا دیکھے اسے کیا دستر علوم ہوں۔

اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وحدت کے حصول میں دوسری بڑی رکاوٹ سینہ میں نفس کا غالب ہونا ہے۔ اس لیے کوشش کرنی چاہیے تاکہ نفس پہ غلبہ حاصل کیا جاسکے تاکہ وحدت حاصل ہو۔

معرفت نفس:

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ

مرید کے لیے سب سے زیادہ مفید ''معرفتِ نفس'' یعنی خودشناسی ہے اور جس کو دنیا کی فضول باتوں اور حاجتوں کی طرف رغبت ہے یا نفسانی خواہشات کا کچھ حصہ باقی ہے۔ وہ معرفت نفس کا واجبی حق ادا نہیں کرسکتا۔

(حضرت) شیخ زید بن اسلم (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں دو خصلتیں ایسی ہیں جن سے تم کمال حاصل کرسکتے ہو۔ وہ یہ ہیں کہ تم نہ معصیت کا خیال کرو اور نہ شام کو تم گناہ سے متہم ہو۔ (یعنی صبح و شام تم سے معصیت سرزد نہ ہو)

جب مرید کا زہد و تقویٰ مستحکم ہوجاتا ہے تو پھر وہ اپنے نفس سے اچھی طرح واقف ہوجاتا ہے اور جو پردے خودشناسی پر پڑے ان سے نکل آتا ہے اور وہ اس کی حرکات سے اس کی پوشیدہ خواہشوں مکاریوں اور فریب کاریوں سے بخوبی آگاہ ہوجاتا ہے بہر نوع جو صدق کو اختیار کرلیتا ہے تو وہ اس کے لیے ''عروۃ الوثقیٰ'' ایک مضبوط سہارا بن جاتا ہے۔

(عوارف المعارف باب ۳۶ صفحہ ۴۰۵)

نفس کے صفات واخلاق کی دو بنیادیں:

نفس کے تمام اخلاق اور اس کے صفات کی دو بنیادیں ہیں ان میں سے طیش ہے اور دوسری طمع۔

(عوارف المعارف باب ۵۶ معرفت نفس و مکاشفات۔ صوفیہ صفحہ: ۶۱۴)

صفات نفس کی نوعیت:

بعض صفات ایسے ہیں کہ ان کی اصل انسان کی تکوین سے وابستہ ہے (ان کا تعلق انسان کی پیدائش سے ہے) مثلاً انسان خاک سے پیدا ہوا ہے اس لیے اس میں ضعف اور کمزوری کا وجود ہے اور بخل کا وصف گندھی ہوئی مٹی (طین) کے باعث ہے اور شہوت اور خواہش کی وجہ حماً مسنون (سڑی ہوئی چکنی مٹی) اور جہل کا وصف اور اس کا وجود اس لیے ہے کہ اس کی اصل صلصال (کھنکھناتی مٹی) ہے اور قرآن مجید میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کالفخار وہ مٹی (صلصال) ٹھیکرے کی طرح ہوگئی تھی۔ اس فخار سے

باعث اس میں شیطانیت آ گئی کہ فخار آگ سے بن جاتی ہے (مٹی پک کر ٹھیکرے کی طرح ہو جاتی ہے) اس سے مکروفریب اور حسد پیدا ہوئے۔

پس جو شخص نفس کی اصلوں اور اس کی جبلتوں سے واقف ہو گیا اس کو اس بات کا علم ہو گیا کہ وہ باری تعالیٰ (خالق کائنات) کی استعانت کے بغیر ان پر قادر نہیں ہو سکتا اور قابو نہیں پا سکتا۔ پس انسانیت کی تکمیل اسی وقت ہو سکتی ہے جب بندہ علم وعدل کے ذریعہ حیوانی خواہشوں کا علاج کرے یعنی افراط وتفریط کے پہلوؤں کی رعایت مدنظر رکھے اور وہ شیطانی صفات اور مذموم اخلاق کو پہچان کر کمل انسانیت کو پہچان کر اپنے آپ کو ان برے اخلاق پر راضی نہ کرے اس لیے انسان کو ان برے اخلاق سے بھی آگاہ ہونا ضروری ہے۔ جو ربوبیت کے اوصاف سے ٹکراتے ہیں جیسے کبر، عزت خود بینی، عجب وغیرہ۔ پس وہ ان اوصاف کو چھوڑ دے کہ خالص بندگی یہی ہے۔ یعنی تنازعہ ربوبیت کو ترک کر دے۔ (عوارف المعارف باب ۵۶ معرفت نفس ۶۱۵۔۶۱۴)

قرآن مجید میں نفس کی تین اقسام کا ذکر:

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں نفس کو تین اقسام کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔

(۱) کبھی اس کو نفس مطمئنہ کے نام سے ذکر فرمایا ہے (یَاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ)

(۲) کبھی اس کو نفس لوامہ فرمایا ہے۔ (لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیَامَةِ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ)

(۳) اور نفس امارہ بھی فرمایا ہے۔ (اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ)

(عوارف المعارف باب ۵۶ باب معرفت نفس ۶۱۵)

ملفوظ فریدیہ:

حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب کسی کا مرید ہونا چاہے تو پہلے اس کے نفوسِ ثلاثہ کے حرکات وسکنات کو دیکھے اور سوچے کہ یہ نفس امارہ میں مبتلا تو نہیں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ پھر اس کے نفس لوامہ کی طرف دیکھے کہ کہیں خفیہ طور پر لوامہ کے گرفتار تو نہیں قولہٗ تعالیٰ فَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ

بعد ازاں مطمئنہ کی طرف قَوْلُهٗ یَاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً

پھر اس کے قلب سلیم کے اوصاف کی طرف نگاہ کرے کہ اس کا دل سلیم ہے یا نہیں۔ جب مذکورہ بالا اشیاء کو اپنی روشن ضمیری کی نظر سے صیقل کرے تو پھر بیعت کرے (ہشت بہشت راحت القلوب مجلس ۵ صفحہ: ۲۶)

نفس کے صفاتی نام:

حقیقت میں نفس تو ایک ہی ہے لیکن اس کے صفات ایک دوسرے سے مختلف اور متغائر ہیں۔ یعنی جب قلب کو مکمل سکون حاصل ہوتا ہے یا وہ سکون سے بالکل پُر ہوتا ہے تو وہ نفس کو بھی سکون وطمانیت کا لباس پہنا دیتا ہے اور جب اس سکون سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے تو قلب وروح کے مقام پر ترقی کرتا ہے اور جب قلب روح کے مقام پر متمکن ہو جاتا ہے تو نفس قلب کے مقام کا رخ کرتا ہے اور اس مقام پر پہنچ کر اس کو طمانیت کلی حاصل ہو جاتی ہے اور یہی نفسِ مطمئنہ ہے۔

لیکن جب اس کو اس کی جبلی خواہشوں اور لمسی اور فطری مرکز سے الگ کر دیا جاتا ہے اور اکھاڑ دیا جاتا ہے اور وہ اطمینان وسکون کے مقام کی تلاش میں سرگرداں ہوتا ہے تو اس وقت وہ نفس لوامہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اس وقت سرگردانی کی حالت میں ملامت کرتا ہے کہ مقام سکون سے باخبر ہوتے ہوئے اور اس کے مشاہدہ کے باوجود وہ سرگرداں ہے۔

اب یہ نفس لوامہ سکون وطمانیت کے مقام کی تلاش سے باز رہ کر اپنے اصلی مقام پر لوٹ جائے تو نفس امارہ ہے جو اس حالت میں آخر برائی کا حکم دینے لگتا ہے۔ تب وہ اپنے مقام پر پہنچ کر جہاں علم وعرفان کا نور بالکل نہیں ہے (نو اس دم) وہ لوگوں کو برائی پر آمادہ کرنے لگتا ہے بلکہ ایسے موقع پر بسا اوقات روح ونفس کا مقابلہ بھی ہوتا ہے کبھی قلب پر روحانی جذبات غالب آ جاتے ہیں اور کبھی اس پر نفسانی جذبات قابو پا لیتے ہیں۔ (عوارف المعارف باب ۵٦ صفحہ: ٦١۵)

فائدہ اسی لیے آپ نے وحدت کے حصول کے سلسلے میں دوسری سیڑھی نفس پہ غالب ہونا کو بیان فرمایا ہے۔

دُنیا کی فکر:

دنیا کی فکر بھی انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی۔ حالانکہ دنیا کی فکر چاہیے بھی نہیں۔ کیونکہ دنیا سے جو کچھ حاصل ہونا ہے وہ سب کچھ پیدائش سے پہلے ہی لکھ دیا گیا ہے اور ربِ کائنات نے ہم پہنچانا ہے۔ اس کے باوجود ہم دنیا کے پیچھے بھاگے بھاگے پھرتے ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہمیں اس کی ذرہ پرواہ نہیں ہوتی۔

ہماری بے ڈھنگی چال:

کتنی تعجب اور حیرت والی بات ہے نہ جانے ہم کس طرف کا رخ کیے ہوئے ہیں۔ جو کچھ ہمیں بغیر حساب کتاب مل جانا ہے اور ہر حال میں مل جانا ہے اس کے حصول کے لیے ہم سب ہر وقت دھوڑ دھوپ میں اپنا سکون برباد کیے ہوئے ہیں اور جس مقصد کے لیے ہمیں اس دنیا میں بھیجا گیا ہے ہم اس دنیا میں آئے ہیں۔ ہم اپنا وہ مقصد حیات بھولے ہوئے ہیں۔ ہم اپنے اس مقصد حیات سے غافل ہیں یہ ہماری روش کیسی بے ڈھنگی ہے۔ اس سے بڑھ کر ہماری ناسمجھی کیا ہوگی۔

حقیقت دنیا:

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جاننا چاہیے کہ دنیا راہ دین کی منازل میں سے ایک منزل ہے اور بارگاہِ الٰہی کی طرف گامزن ہونے والے مسافروں کی رہگزر ہے اور ایک ایسا بازار ہے جو بر سر صحرا آراستہ و پراستہ کر دیا گیا ہوتا کہ مسافرانِ راہ اپنا سامانِ سفر وہاں سے حاصل کر سکیں۔ (نسخہ کیمیا ترجمہ کیمیائے سعادت عنوان سوم معرفت دنیا صفحہ: ١١٠)

کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ ؎

ہر قدم پر وادیٔ وحشت میں کہتا ہے یہ دل
المدد اے شوقِ منزل ہے ارادہ دور کا

ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے:

قدم قدم پہ چلنا مشکل دشواریوں میں پھنستا بھی
اے پر شوق دل ہمت نہ ہار منزل کچھ دور نہیں

دنیا و آخرت:

دنیا اور آخرت دو حالتوں سے عبارت ہے۔ وہ حالت جو موت سے پہلے اور آدمی کے قریب تر ہوتی ہے۔ دنیا کہلاتی ہے اور جو بعد از موت ہوگی اسے آخرت کہتے ہیں۔

آدمی کی حالت:

یہ دنیا ہی دراصل سامانِ آخرت ہے۔ (اور اسی کا حصول ہر کسی کا منتہائے مقصود ہونا چاہیے نہ کہ زر و مال) آدمی کو بنیادی طور پر سادہ اور ناقص پیدا کیا گیا ہے۔ البتہ اس میں یہ قابلیت ضرور ودیعت رکھ دی گئی ہے کہ (اگر کوشش کرے تو) کمال حاصل کر سکتا ہے اور فرشتوں کی صورت کو اپنے دل کا نقش بنا سکتا ہے۔ یہاں تک کہ بارگاہِ خداوندی میں حضوری کے لائق ہو سکے۔ یعنی اس راہ کو پالے (جو بارگاہِ خداوندی کی طرف لے جاتی ہے) تاکہ جمالِ الٰہی کا نظارہ کرنے والوں میں اس کا بھی شمار ہونے لگے کہ یہی اس کی سعادت کی انتہائی حد اور یہی اس کی بہشت ہے اور اسی غرض سے اس کی تخلیق بھی عمل میں لائی گئی ہے اور اہلِ نظارہ میں شامل ہونا اس وقت تک ممکن نہیں۔ جب تک کہ اس کی آنکھ حقیقی معنوں میں وا نہ ہو جائے (صحیح بصیرت حاصل ہو جائے) اور اس کے جمال کی حقیقت کا ادراک نہ کر سکے اور یہ ادراک و شناخت صرف معرفتِ الٰہی سے حاصل ہو سکتی ہے اور جمالِ الٰہی کی معرفت کی کنجی یہی ہے کہ اس کی صنعتوں اور عجائبات کو صحیح معنوں میں پہچانا جائے اور اس کی صنعتوں کی پہچان کی کنجی خود آدمی کے حواس ہیں اور ان حواس کا وجود انھیں خاک و آب سے ترکیب دیے بغیر ممکن نہ تھا۔ پر اسی لیے اس (خاک و آب کے پتلے) کو اس عالم خاک و آب میں بھیج دیا گیا تاکہ اس عالم سے (آخرت کا) توشہ حاصل کر لے اور اپنے نفس کی معرفت سے نیز ان تمام آفاق و موجودات کی معرفت سے جن کا ادراک حواس سے ممکن ہے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کر سکے۔ جب تک یہ حواس آدمی کے ساتھ رہتے ہیں اور اس کی جاسوسی کرتے رہتے ہیں تو اسے دنیا میں (زندہ) تصور کیا جاتا ہے اور جب ان حواس کو الوداع کہہ دیتا ہے۔ یعنی اس کے حواس ختم ہو جاتے ہیں اور صرف اس کے صفات باقی رہ جاتے ہیں تو کہا کرتے ہیں کہ وہ آخرت کی طرف چل دیا (یعنی ملکِ عدم کا راہی ہو گیا) پس دنیا میں انسان کے ہونے (بھیجے جانے) کا سبب فقط یہی ہے۔ (کیمیائے سعادت عنوان سوم معرفت دنیا)

دو چیزوں کی ضرورت:

پس دنیا میں آدمی کو حاجت ہے تو فقط دو چیزوں کی۔

اول یہ کہ دل کو ایسے اسباب سے محفوظ رکھے جو اس کی ہلاکت کا موجب بن سکتے ہیں اور اس کی اصل غذا کے حصول میں کوشاں رہے اور دوسرے یہ کہ جسم کو ہلاک کن چیزوں سے بچائے اور اس کی غذا حاصل کرے اور دل کی غذا حق تعالیٰ کی محبت و معرفت ہے کیونکہ ہر چیز کی غذا اس کے طبعی تقاضے کے مطابق ہوا کرتی ہے جو اس کی خصوصیت کہلاتی ہے۔

اور اس کے دل کی ہلاکت کا سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کے ساتھ دوستی کا دم بھرنے لگے۔ (یعنی غیر اللہ کا ہو کر رہ جائے) اور تن کی نگہداشت دل کے لیے ہوتی ہے کیونکہ تن فانی ہے اور دل باقی اور تن دل کے لیے بمنزلہ اونٹ کے ہے جیسے کہ سفر میں حاجی کو اونٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن یہ ایک بدیہی امر ہے کہ اونٹ حاجی کے لیے ہوتا ہے نہ کہ حاجی اونٹ کے لیے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ حاجی کو کعبہ پہنچنے تک اونٹ کے لیے چارہ اور جامہ وغیرہ کا انتظام بہرحال کرنا چاہیے تا آنکہ کعبہ پہنچ جائے

اور پھر بے شک اس انتظام کی تکلیف سے فارغ ہو جائے (کہ وہاں اور لوگ اس کو سنبھال لیں گے) تاہم چارہ وغیرہ کے سلسلے میں یاد رکھیے کہ بقدر ضرورت ہونا چاہیے۔ کیونکہ اگر سارا وقت اونٹ کو چارہ دینے یا اسے بنانے سنوارنے میں لگا رہے گا تو قافلے سے پیچھے رہ جائے گا اور ہلاکت میں پڑ جائے گا۔ اسی طرح آدمی اگر سارا وقت تن کی پرورش میں لگا رہے اور اسی کی قوت کا اہتمام کرتا رہے تاکہ اسباب ہلاکت کو اس سے دور رکھ سکے تو وہ گویا اپنی سعادت سے محروم ہو کر رہے گا۔

(ترجمہ کیمیائے سعادت عنوان سوم معرفت دنیا نسخہ کیمیا ص ۱۲۱)

فائدہ:

جس دنیا کی مذمت بیان کی جاتی ہے وہ وہی ہے جو انسان کے لیے سعادت سے محرومی کا سبب بنے اور جو دنیا انسان کے لیے سعادت کے حصول کا سبب ہے وہ بری نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایسی دنیا اچھی ہے بلکہ حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہے مثلاً مدنی تاجدار احمد مختار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ رزق حلال کمانے والا اللہ کا دوست ہے پس واضح ہوا جو دنیا حق تعالیٰ کے قرب کا سبب بنے وہ بری نہیں بلکہ بزرگانِ دین کے اقوال میں جہاں دنیا کی مذمت بیان ہوئی ہے اس سے مراد وہی دنیا ہے جو حق تعالیٰ سے دوری کا سبب بن جاتی ہے۔

دنیا کی مذمت:

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِجَدْیٍ اَسَكَّ مَیِّتٍ فَقَالَ اَیُّکُمْ یُحِبُّ اَنَّ ھٰذَا لَہٗ بِدِرْھَمٍ فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّہٗ لَنَا ھٰذَا بِشَیْءٍ قَالَ فَوَاللّٰہِ الدُّنْیَا اَھْوَنُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ ھٰذَا عَلَیْکُمْ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بھیڑ کے مرے ہوئے بچے پر گزرے تو فرمایا کہ تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ یہ اسے ایک درہم کے عوض ملے؟ صحابہ نے عرض کیا ہم نہیں چاہتے کہ یہ ہمیں کسی بھی چیز کے عوض ملے تو فرمایا اللہ کی قسم! دنیا اللہ کو اس سے زیادہ ذلیل ہے جیسی یہ تمہارے نزدیک۔

فائدہ:

دنیادار دینی کام بھی کرے گا تو محض دنیا کے لیے اور دیندار دنیوی امور بھی سرانجام دے گا تو محض دین کے لیے جس کا اسے اجر ملے گا۔ مثلاً دنیادار نماز بھی پڑھتا جائے گا تو اپنے دنیوی مفادات کی خاطر جیسے شہرت، نیک نامی، لوگوں میں اعتماد اور دوستی پیدا کرنے کے لیے جیسے آج کل کے سیاست دانوں کا وطیرہ ہے کہ اللہ اعلم نماز ادا کرتے ہیں یا نہیں۔ مگر جب نماز عید ہوگی تو خصوصیت کے ساتھ بڑے بڑے اجتماع گاہوں میں جا کر نماز عید ادا کریں گے۔ پھر ان کی تشہیر نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ پوری دنیا کے میڈیا میں دکھایا جائے گا کہ فلاں صاحب نے عید کی نماز ادا کی ہے اور اخبارات میں یہ خبر شہ سرخیوں کے ساتھ تصویر سمیت چھپے گی۔ گویا صاحب بہادر نے ایک ایسا انوکھا کام کیا ہے کہ جس سے پوری دنیا کے حیران اور مسلمان خوشی کا اظہار کرتے ہیں کہ چلو اسے ایک مسلمان ہونے کا احساس تو ہے۔ اسی طرح افطار پارٹیاں، عید ملن پارٹیاں

اور اس قسم کی دیگر تقریبات کی حقیقت کس سے مخفی ہے۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

دنیا قید خانہ:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ (مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت

فائدہ:

یعنی مومن دنیا میں کتنا بھی آرام میں ہو مگر اس کے لیے آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں دنیا جیل خانہ ہے۔ جس میں وہ دل نہیں لگاتا۔ جیل اگر چہ اے کلاس ہو۔ پھر بھی جیل ہے اور کافر خواہ کتنے ہی تکلیف میں ہو۔ مگر آخرت کے عذاب کے مقابل اُس کے لیے دنیا باغ اور جنت ہے۔ وہ یہاں دل لگا کر رہتا ہے۔ لہٰذا حدیث شریف پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض مومن دنیا میں آرام سے رہتے ہیں اور بعض کافر تکلیف میں ایک روایت میں ہے کہ حضور انور نے فرمایا اے ابوذر! دنیا مومن کی جیل اور قبر اس کے چھٹکارے کی جگہ جنت اس کے رہنے کا مقام ہے اور دنیا کافر کے لیے جنت ہے، موت اس کی پکڑ کا دن اور دوزخ اس کا ٹھکانہ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ صفحہ ۴ بحوالہ)

دنیا کی حقیقت اور اس کی مذمت کے سلسلے میں مزید تفصیلات مطلوب ہوں تو ہماری تصنیف لطیف فیضان الفرید کا مطالعہ کیجیے۔ وہاں بہترین مضمون مندرج ہے۔ نیز حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ایک شعر ہے۔

موسیٰ نٹھا موت تھیں، ڈھونڈے کائے گلی
چارے گنڈاں ڈھونڈیاں، اگے موت کھلی

یہاں موسیٰ سے مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ مراد نہیں ہیں اور نہ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام مراد لیے جاسکتے ہیں۔ یہاں تو صرف اتنا سمجھ لیجیے کہ انسان جب مرض کا شکار ہوتا ہے تو اس کی جسمانی کیفیت بدلتی جاتی ہے حتیٰ کہ خوب موٹا تازہ انسان بھی ہڈیوں کا پنجر ہی رہ جاتا ہے۔ موٹاپا کے سامنے اس کی حقیقت ایسے ہی رہ جاتی ہے۔ جیسے تندرست انسان کے مدمقابل بال یعنی بال جیسا باریک ہو کر رہ جاتا ہے گویا آپ کے اس شعر کا مطلب ہوا کہ بیماریوں مارا انسان موسیٰ (مُوسا یعنی مو بمعنی بال اور سا بمعنی جیسا یا بال کی طرح) ہو جاتا ہے پھر بھی وہ یہی چاہتا ہے کہ کاش کہ میں موت کے شکنجے سے نکل بھاگوں! ادھر اُدھر مختلف مقامات حکیموں اور ڈاکٹروں سے علاج کروانے کے لیے بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔۔ بالآخر جدھر بھی جاتا ہے موت اس کے قریب سے قریب تر آتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ موت اسے پکڑ لیتی ہے۔ قدرے تفصیلات کے لیے فیضان الفرید شرح کلام بابا فرید کا مطالعہ انشاء اللہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔

گویا آپ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کی فکر چھوڑ کر وحدت اختیار کر اسی میں تیرا بھلا ہے۔ اگر وحدت کی بجائے دنیا کی بھول

بھلیوں اور فکروں میں ڈوب گیا تو راہِ حق سے بھٹک جائے گا اور تجھے وحدت حاصل نہ ہو سکے گی۔ وحدت کے حصول کے لیے دنیوی افکار سے آزادی ضروری ہے۔

فکرِ آخرت:

آخرت کی ایسی فکر جو انسان کو دنیوی بھول بھلیوں اور شیطانی چالوں سے بچا کر حق تعالیٰ کے قرب کا باعث بنے وہ اچھی ہے ایسی فکر ہونی چاہیے اور ایسی آخرت کی فکر جو انسان کو محض دوزخ کے خوف اور بہشت کے حصول تک ہو۔ حق تعالیٰ کی معرفت سے آڑ بنے حق تعالیٰ سے غفلت کا سبب بنے یہاں ایسی آخرت کی فکر مراد ہے۔ یعنی انسان کو چاہیے کہ آخرت کی فکر اس لیے کہ حق تعالیٰ نے دنیوی حیات میں گزارے ہوئے لمحات کا حساب لینا ہے اگر اچھے عمل کیے تو انعامات سے نوازے گا جہنم سے نجات عطا فرمائے گا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے دیدار سے نوازے گا۔ ایسی فکر اچھی ہے تو حق تعالیٰ کی معرفت سے دوری کا سبب بنے وہ وحدت کے حصول کے راستے میں حائل ہو جاتی ہے ایسی فکر سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے۔ جیسے درج ذیل حکایت ملاحظہ فرمائیے۔

محمد الیاس عادل صاحب لکھتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے علم میں یہ بات آئی کہ ایک شخص پچھلے تیس برسوں سے ایک قبر میں بیٹھا ہوا ہے اور کفن کو اپنے اوپر لپیٹا ہوا ہے ہر وقت آہ و زاری میں مشغول رہتا ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اُس شخص کے پاس گئے اور اس سے کہا اے انسان! ہر وقت گریہ زاری کر کے تیری آنکھوں میں آنسو بھی خشک ہو گئے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس قبر اور کفن نے تجھے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور یہ دونوں چیزیں تیرے راستے کی دیوار ہیں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اُس شخص کے ساتھ اس پر اثر انداز میں گفتگو فرمائی کہ اس پر آپ رضی اللہ عنہ کی باتوں کا بہت اثر ہوا اُسے یہ احساس ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ درست فرما رہے ہیں چنانچہ اُس نے ایک زبردست چیخ ماری اور اسی قبر میں ٹھنڈا ہو گیا۔ (حضرت خواجہ اویس قرنی عاشق رسول صفحہ:۱۸۶)

عبادت خالص اللہ کے لیے:

سیرت حضرت خواجہ اویس قرنی عاشق رسول صفحہ:۱۸۶)

فائدہ:

آپ رضی اللہ عنہ نے اس ملفوظ شریف میں ایسی ہی فکر آخرت کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ اسی طرح لوگوں کا اندیشہ بھی انسان کے لیے وحدت کے حصول میں ایک اہم رکاوٹ ہے اللہ تعالیٰ ان تمام رکاوٹوں کو ختم کر کے صراطِ مستقیم پہ گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اور خدمت حق تعالیٰ اس وقت ممکن ہے کہ دنیا اور عقبیٰ کی تمام لذات کا خیال دل سے نکال دے اور حق تعالیٰ کی عبادت خالص حق تعالیٰ کے لیے کرے (نہ کہ خوف دوزخ یا طمع جنت) کیونکہ جو شخص بہشت کی خاطر اور عبادت کرتا ہے۔ اس کا معبود بہشت ہے نہ کہ خدا تعالیٰ (کشف المحجوب باب ۴ صفحہ:۲۵۶)

-------☆☆☆-------

موت کا تکیہ

فرمایا: جب سونے لگے تو موت کا تکیہ بنا اور جب سو کر اُٹھے تو اسے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ۔
(طبقات امام شعرانی صفحہ:۹۳)

فرمایا: جب رات کو سویا کرو تو موت کو یاد کرلیا کرو اور جب بیدار ہوا کرو تو اُس وقت بھی موت کو پیشِ نظر رکھو۔
(تذکرہ اولیائے عرب و عجم صفحہ:۸۴)

مطلب:

گویا آپ نے فرمایا کہ موت یقینی ہے۔ جب موت آنی ہے ہر حال میں آجاتی ہے۔ اس سے غفلت اچھا کام نہیں بلکہ انتہائی نقصان کا سبب ہے۔ اس لیے موت سے غفلت نہ اختیار کرنا۔ موت سے غفلت انسان کو گناہوں کی دلدل میں دھکیل کر تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ موت کی یاد کو ہمہ وقت تازہ رکھنے کے لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب سوتے ہو اس وقت موت کو یوں سمجھئے جیسے موت سرہانے ہوتی ہے۔ موت کو سرہانے سمجھو۔ جیسے سرہانے کھڑا ہوا آدمی کسی وقت بھی پکڑ سکتا ہے اسی طرح موت کو بھی سرہانے ہی سمجھو جونہی وقت ہوا موت دبوچ لے گی۔ سب کام دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔

رات سوتے ہوئے موت کو سرہانے سمجھو اور جب بیدار ہو جاؤ۔ نیند اچاٹ ہو جائے آنکھ کھل جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور موت سے پھر بھی غافل نہ ہونا بلکہ موت کو سامنے سمجھو۔ دوسرے ملفوظ کا بھی یہی مطلب ہے۔

موت کی یاد:

یعنی موت سے کسی وقت بھی غافل نہ ہو۔ موت سے غفلت انسان کو دنیا و مافیہا میں مشغول کر دیتی ہے۔ جو کہ حق تعالیٰ سے غفلت کا سبب بن جاتی ہے۔ اس لیے موت کی یاد سے کسی بھی وقت غفلت اختیار نہ کر۔ موت کو ہمہ وقت یاد رکھو۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ یہاں بیان فرماتے ہیں کہ "علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جو روزانہ موت کو یاد کرلیا کرے اس کے لیے درجہ شہادت ہے" (مراۃ مشکوٰۃ جلد۲ صفحہ:۴۴۰)

موت کا ذکر بہت کرو:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ (ترمذی شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف باب تمنی الموت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیاوی لذتیں ختم کرنے والی موت کا ذکر بہت کیا کرو۔

فائدہ:

ہر شخص کی موت اس کی دنیاوی لذتیں کھانے پینے سونے وغیرہ کے مزے فنا کر دیتی ہے ہاں مومن مردے کو زندوں کے ذکر اور تلاوت قرآن سے لذت آتی ہے۔ نیز زیارت قبر کرنے والے سے انس ہوتا ہے۔ برزخی لذتیں پاتا ہے جو یہاں کی مذتوں سے کہیں اعلیٰ لہذا (اس) حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ مردے کو تلاوت وایصال ثواب وغیرہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ یہاں لذتوں سے جسمانی لذتیں مراد ہیں نہ کہ روحانی اور یہ حدیث دوسری احادیث کے خلاف نہیں علماء فرماتے ہیں اور جو روزانہ موت کو یاد کرلیا کرے اس کے لیے درجہ شہادت ہے (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ: ۴۴۰_۴۳۹)

مسلمان کا تحفہ:

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ شریف۔ باب تمنی الموت، کتاب الجنائز)۔

فائدہ: یعنی موت مسلمان کے لیے رب کا تحفہ ہے کیونکہ یہ رب سے ملنے اور جنت میں پہنچنے کا ذریعہ ہے مگر یہی موت کافر کے لیے مصیبت ہے کیونکہ مسلمان کا محبوب رب ہے اور کافر کی محبوب دنیا۔ موت مومن کو محبوب سے ملاتی ہے اور کافر کو اس کے محبوب سے چھڑاتی ہے (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ: ۴۴)

بابافرید رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب شعر کا مطلب:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ایک شعر ہے ملاحظہ فرمائیے۔

موسیٰ نٹھا موت تھیں، ڈھونڈے کائے گلی
چارے کنڈاں ڈھونڈیاں، اگے موت کھلی

معلوم ہوا کہ اس شعر میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ پیغمبر مراد نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ موت مومن کے لیے تحفہ ہے ایسا تحفہ کہ جس سے خوشی ومسرت ہوتی ہے اور موت واقعی مومنین کے لیے بھی خوشی ومسرت کا باعث ہے۔ حق تعالیٰ کی زیارت، محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار، جنتی کھڑکی کا کھل جانا، اللہ تعالیٰ کے خاص انعامات کا حصول حتیٰ کہ حق تعالیٰ سے جنت اور جنتی انعامات کا حصول یہ سب کچھ موت کی وادی سے گزر کر ہی حاصل ہوتے ہیں موت کی پل سے گزر کر ہی انسان ان انعامات تک پہنچتا ہے کیسے تسلیم کرلیا جائے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ موت سے ڈر کر بھاگے بھاگے پھرتے رہے کیا کوئی محبوب کی طرف سے آنے والے تحفے سے بھی ڈر کر بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔ کہ اس میرے محبوب کے تحفے سے مجھے بچایئے۔ یہ تحفہ مجھے لے ڈوبے گا۔

معلوم ہوا موسیٰ علیہ السلام موت سے ڈر کر کہیں نہیں بھاگے پھرے یہاں یہ بھی یاد رکھیے کہ جہلاء میں ایک حکایت اکثر سننے میں آتی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام موت سے ڈر کر بھاگے پھرتے تھے کہ فاختہ (ایک چھوٹا سا پرندہ ہے جسے پنجابی میں گھوگھی کہتے ہیں) نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ لیا اور وہ آپ کے دشمنوں کو بلانے کے لیے زور زور سے پکارنے لگی کہ (گھوگھوگھوہ موسیٰ گھوہ) بعض اوقات یہ حکایت مولوی نما جہلاء سے بھی سننے میں آتی ہے۔ یہ حکایت بالکل ہی من گھڑت ہے بلکہ اس طرف توجہ کرنے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دور مبارک تھا کیا اسی وقت پنجابی زبان رائج تھی اس وقت بولی بھی جاتی ہوتو

پھر دیکھنا پڑے گا کہ جس علاقہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام رہائش پذیر تھے کیا اس علاقے کی زبان پنجابی تھی۔ اگر اس علاقے کی زبان پنجابی نہیں تھی تو پھر اس من گھڑت حکایت کی بنا پر ایک پیغمبر کی عظمت کے خلاف اپنی بد باطنی کا اظہار کب سچا ہو سکتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس علاقے میں رہتے تھے اس کی زبان پنجابی نہیں تھی تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ حکایت من گھڑت ہے۔

نیز جب پنجابی زبان وہاں کے باشندے جانتے نہیں تھے تو فاختہ کا انہیں پکار کر اس طرف متوجہ کرنے کا کیا فائدہ۔ علاوہ ازیں یہی فاختہ انگریزوں کے ملک میں ہے وہاں بھی اسی طرح پکارے گی۔ اسی طرح آواز نکالے گی کیا وہاں کے باشندے بھی فاختہ کی آواز سن کر یہی مطلب سمجھیں گے جو ہم پنجابی جاننے والے سمجھتے ہیں اسی طرح عربی جاننے والے فاختہ کی آواز سن کر یہی مطلب سمجھیں گے جو ہم پنجابی سمجھتے ہیں۔ وہ ہرگز نہیں یہ مطلب سمجھیں گے تو معلوم ہوا کہ فاختہ کا اس طرح بولنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف متوجہ کرنے کے لیے نہیں نیز اب بھی فاختہ کی آواز اس طرح ہے کیا اب بھی وہ ہر فاختہ اپنے ہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی کا اظہار کرتی ہے۔

ولکن القوم الجاھلین و لا یعقلون۔

یہ حکایت محض سنی سنائی ہے قطعاً اس قابل نہیں کہ اس طرف توجہ کی جائے۔

بہر حال یہاں موسیٰ سے مراد حضرت موسیٰ پیغمبر مراد نہیں ہیں کوئی عام سا موسیٰ نامی شخص مراد ہو سکتا ہے۔ کیونکہ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ سے قبل موسیٰ علیہ السلام کے نام پر نام رکھنے کا رواج تھا یا موسیٰ سے مراد ایسا زندہ رہنے کا حریص جو بیماریوں کی وجہ سے سوکھ کر کانٹا بن چکا اور بال جیسا باریک ہو گیا موت کے قریب ترین پہنچ گیا مراد ہے۔ حق تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس سلسلے میں بہترین بحث ہماری تصنیف فیضان الفرید میں ملاحظہ فرمایئے۔

اچانک موت:

وَعَنْ عَبِيْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْتُ الْفَجَاءَةِ اَخْذَةُ الْاَسِفِ رَوَاه ابو دائود وزادا البيهقى فى شعب الايمان ورزين فى كتابه اَخْذَةُ الْاَسِفِ لِلْكَافِرِ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِ

(مشکوۃ شریف، تمنی الموت، کتاب الجنائز)

حضرت عبداللہ ابن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ناگہانی موت غضب کی پکڑ ہے۔ ابوداؤد اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور رزین نے اپنی کتاب میں یہ بڑھایا ہے کہ کافر کے لیے غضب کی پکڑ ہے اور مومن کے لیے رحمت۔

فائدہ:

بارٹ فیل کی موت غضب رب کی موت ہے کیونکہ اس میں بندے کو تو یہ نیک عمل اچھی وصیت کا موقعہ نہیں ملتا۔ مگر یہ کافر کے

لیے ہے۔ مومن کے لیے یہ بھی رحمت ہے کیونکہ مومن کسی وقت بھی رب سے غافل نہیں رہتا۔ دیکھو حضرت سلیمان و یعقوب علیہم السلام کی وفات اچانک ہی ہوئی حضور ﷺ فرماتے ہیں اچانک موت مومن کے لیے راحت ہے اور کافر کے لیے پکڑ۔

مثال:

پچھلے ہی دنوں آفتاب ولایت پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ پیر سید منظور احمد شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ (ٹھیکواں شریف تحصیل عارف والہ ضلع پاکپتن شریف) کا اچانک ہی وصال ہوا مگر الحمدللہ جس وقت آپ پہ مرض کی شدت کا حملہ ہوا آپ اس وقت دعا فرما رہے تھے غالباً نماز ظہر سے فراغت کے بعد پرانا تھانہ تحصیل و ضلع پاک پتن شریف کے ایک طالب علم محمد فیض احمد کا قرآن پاک مکمل ہوا۔ اس کے اختتام ، کے موقع پر اس کے عزیز و اقارب بھی عارف والہ میں آپ کے مدرسہ میں آئے ہوئے تھے۔ حضرت پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ دعا فرمانے لگے ابھی دعا میں ہی شاغل تھے کہ مرض کا حملہ ہوا۔ ہاتھ اسی طرح محو دعا تھے ہونٹ اسی طرح دعائیہ حالت میں تھے۔ دل بارگاہِ حق میں حاضر پہلے ہی تھا۔ پورا جسم اطہر بارگاہِ حق میں دعائیہ کلمات میں مشغول تھا کہ آپ دعائیہ حالت میں ہی دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گئے۔ بالآخر آپ کا وصال ہو گیا۔ یہ ہے اللہ والوں کے وصال کا منظر۔ اللہ والے ہمہ وقت بارگاہِ حق میں حاضر ہوتے ہیں کسی لحہ بھی غفلت اختیار نہیں کرتے۔ اس لیے ان کے لیے اچانک موت راحت ہی راحت ہوتی ہے آپ کے وصال کا تفصیلی واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔

اللہ والوں کی زندگی کا مقصد

اللہ والوں کی زندگی بھی شاندار ہوتی ہے اور ان کا وصال بھی باکمال ہوتا ہے۔ اللہ والے ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مگن رہتے ہیں۔ انھیں دنیوی مشاغل یادِ حق سے روک نہیں سکتے۔ جیسے جسم کے لیے خوراک ضروری ہوتی ہے جسم خوراک کے بغیر تندرست و توانا نہیں رہ سکتا ہے۔ ایسے ہی اللہ والے یادِ حق سے اپنے قلوب کو گرمائے رکھتے ہیں۔ نہ صرف اپنے قلوب کو بلکہ پوری کوشش سے ساری زندگی مخلوق خدا کی رہنمائی میں مگن رہتے ہیں۔ زندگی کا ایک لحہ بھی ضائع نہیں ہونے دیتے کیونکہ ان کا عقیدہ ہوتا ہے کہ کل نفسٍ ذائقۃ الموت۔ جب اس جہان فانی سے رخصت ہونا ہی ہے تو کیوں نہ خالق کائنات کی مخلوق کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچا کر یہاں سے جائیں۔ زندگی مسلسل جدوجہد کا نام ہے اولیاء اللہ کی پوری زندگی اسی نہج پہ گزرتی ہے۔ ان کے دل میں مخلوق خدا کا ایسا درد پوشیدہ ہوتا ہے کہ قلم میں اسے بیان کرنے کی طاقت کہاں؟ کیا خوب کسی نے راہِ حق کے متوالوں کی تخلیق کا مقصد بیان کیا ہے۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرو بیاں

دردِ دل کی دولت جنھیں نصیب ہوئی تا حال بے شمار بزرگانِ دین اس جہان فانی سے گزرے ہیں۔ تمام انبیاء و رسل کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہیں کہ وہ مخلوق خدا کی رہنمائی کے سلسلے میں کیسے کیسے کٹھن مراحل سے گزرے مگر پھر بھی

دردِ دل کی دولت نے اُنھیں مایوس نہ ہونے دیا امام الانبیاء محبوب کبریا، مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا ایک ایک ورق محفوظ ہے تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ کفار مکہ نے کیا کیا مظالم آپ پہ اور آپ کے ساتھیوں پہ نہ توڑے تھے۔ مگر اس کے باوجود جب کفار اپنی ہٹ دھرمی پہ ڈٹے رہے تو مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر حال میں ان کی خیر خواہی کے لیے سرگرم عمل رہے۔ سفر طائف کے متعلق تفصیلات ملاحظہ فرمایئے۔ جسے مطالعہ کر کے ہی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر مدنی تاجدار نے اس کے باوجود ان کی تباہی و بربادی کے لیے بددعا نہ فرمائی۔ اسی طرح تا حال ہر دور میں اللہ والے اس جہان فانی میں تشریف لاتے رہے، اپنا اپنا کام سرانجام دے کر اس جہان فانی سے رخصت ہوتے رہے۔ عبادات صالحہ کے باعث ایک مقام پیدا کیا۔ ان عظیم ہستیوں میں حضرت غوث اعظم، حضرت سید معین الدین چشتی اجمیری، حضرت داتا گنج بخش، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وغیرہ کے نام انشاء اللہ رہتی دنیا تک قائم رہیں۔ بلکہ آخرت میں بھی اُنھیں وہ مقام حاصل ہوگا کہ لوگ انگشت بدنداں رہ جائیں گے۔

تذکرہ منظور العارفین رحمۃ اللہ علیہ:

ان عظیم اور محبوب ہستیوں میں ایک عظیم المرتبت ہستی منظور العارفین حضرت علامہ الحاج پیر سید منظور احمد شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کا تعلق خاندان سادات سے ہے۔ آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب انیس واسطوں سے قطب عالم، فخر السادات، سلطان شیر شاہ سید جلال الدین سرخ پوش بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتا ہوا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۲۵ء میں تحصیل عارف والا ضلع پاک پتن شریف (پنجاب) کے مضافاتی گاؤں چک نمبر EB / 71 (ٹھیکواں شریف) میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی مخدوم المشائخ الحاج سید بہار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ انتہائی درویش صفت انسان تھے۔

خصائل حمیدہ:

منظور العارفین رحمۃ اللہ علیہ میں خصائل حمیدہ بچپن ہی سے پیدا ہو گئے تھے آپ سلیم الطبع، لطیف المزاج تھے۔ آپ کی طبیعت مبارکہ میں ذوق عبادت، دین داری، عشق الٰہی اور محبت رسول کا رنگ غالب تھا۔ بچپن ہی سے آپ نے سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ قرون اولیٰ سے علمائے کرام بھی استفادہ کے لیے آپ کی طرف رجوع کرتے۔ آپ نے متعدد بزرگ علمائے کرام سے علمی تشنگی دور کرنے کی سعی جمیلہ فرمائی۔ آپ نے ناظرہ قرآن مجید، فارسی، صرف ونحو کی تعلیم فقیہہ العصر حضرت پیر محمد جلال الدین قادری اویسی اور دیگر علمائے کرام سے حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت علامہ الحاج حافظ شیر علی، حافظ اللہ یار، فقیہہ اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد نور اللہ نعیمی اور قطب دوراں، محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ و مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ آپ نے زندگی کا بقیہ حصہ درس وتدریس اور دین اسلام کی تبلیغ میں گزار دیا۔ ہزاروں کی تعداد میں آپ کے شاگرد دین اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں۔

حضرت قبلہ منظور العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو ابتداء ہی سے دینداری، روحانیت شرافت اور سلیقہ شعاری ورثہ میں نصیب ہوئی۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی اویسانہ رنگ میں توجہ نصیب ہوئی اور آپ کے باطنی ارشاد مبارک کے باعث سلسلہ عالیہ قادریہ مخدوم مشائخ حضرت قبلہ پیر سید زین الدین گیلانی نقیب زادہ بغداد شریف سے شرف بیعت حاصل ہوا آپ کو

ظاہری و باطنی خلافت بھی وہیں سے حاصل ہوئی۔ آپ کا وصال باکمال ۲۷ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۱ جولائی ۲۰۰۹ کو ٹھیکواں شریف میں ہوا اور وہیں آپ کا مزار اقدس بھی بنایا گیا۔

منظور العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا وصال باکمال :

آپ کی حیات طیبہ کے متعلق تفصیلات مطلوب ہوں تو ماہنامہ ندائے حق عارف والہ کا سفر آخرت نمبر اور علامہ محمد اکرم ارشد صاحب کی زیر ترتیب کتاب (منظور العارفین) ملاحظہ فرمائیے قاری محمد نوید قادری صاحب بیان فرماتے ہیں کہ آپ کے سینہ بے کینہ پر درد تو پہلے بھی رہتا تھا اور یہ درد اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کی محبت کا درد تھا اس بات کی تسلی پنجاب کارڈیالوجی لاہور سے کروائی جانے والی رپورٹیں ہیں کہ جن میں دل کی کوئی تکلیف بھی ثابت نہ ہوئی۔

اخبار والوں نے لکھا کہ دل کا دورہ پڑنے سے آپ کا وصال ہوا۔ یہ سب غلط ہے۔ یہ بہر حال اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے دیدار کی تڑپ اور محبوب کریم ﷺ کی محبت کا درد معراج النبی ﷺ والی شام تیز ہوا۔ رات بے چینی میں گزری۔ اتنی شدید تکلیف کے باوجود رات سونے سے قبل وضو ترک نہ فرمایا۔ نمازِ فجر باجماعت ادا کی۔ پھر معمول کے مطابق سورۃ مزمل شریف کا ورد کیا نماز اشراق کے لیے تازہ وضو فرما کر نماز اشراق ادا کی پھر آرام کے لیے لیٹ گئے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ آرام فرمایا۔ علم دین پڑھنے پڑھانے کی برکت سے اللہ تعالیٰ بڑے عظیم مقامات سے نوازتا ہے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو بھی خوب نوازا۔ تقریباً ساڑھے دس بجے بیدار ہوئے۔ قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی۔ اس کے بعد دلائل الخیرات شریف پڑھی جو کہ آپ کا محبوب وظیفہ تھا۔ تقریباً ساڑھے بارہ بجے تک ڈیڑھ گھنٹہ مولانا نظام الدین جامی صاحب سے آپ گفتگو فرماتے رہے۔ نماز ظہر ادا کی اور معمول کے مطابق نوافل بھی ادا کیے۔ پھر خادم کو فرمایا کہ ابھی دلائل الخیرات کا وظیفہ رہتا ہے۔ اسے بیگ میں رکھ دو۔ ساہیوال جانا ہے۔ تو راستے میں پڑھتے جائیں گے۔ ڈاکٹر صفدر جنگ صاحب آئے ان سے فرمانے لگے۔ آپ یہاں بیٹھیں میں ابھی ختم قرآن پاک کی دعا مانگ کر آتا ہوں۔ جامعہ کے ایک طالب علم محمد فیاض احمد کا قرآن پاک حفظ مکمل ہوا۔

جو کہ چوک حسینیہ قادریہ المعروف پرانا تھانہ تحصیل و ضلع پاک پتن شریف کے ختم قرآن پاک کی دعا کے لیے آپ قرآن ہال میں تشریف لے گئے۔ وہاں اس بچے نے گلے میں ہار ڈالا۔ آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔ یہ وہ ہاتھ تھے جو بڑی دیر تک مالک وخالق کی بارگاہ میں اُٹھے رہتے تھے۔ آپ دعا فرمانے لگے دورانِ دعا ہاتھ اُٹھے ہوئے رہ گئے۔ زبان پہ دعائیہ کلمات تھے کہ آپ دنیا ومافیہا سے بے خبر ہو کر ایک طرف جھک گئے۔ کیونکہ مصطفیٰ کا درد بڑھ گیا۔ آپ کی زبان مبارک خاموش ہو گئی۔ لیکن دل ذکر حق میں مشغول رہا۔ آپ عارف والا ہسپتال میں کچھ دیر زیر علاج رہے۔ بعد ازاں آپ کو ساہیوال سول ہسپتال میں لے جایا گیا۔ طبیعت میں ضعف بڑھتا گیا۔ کسی سے کلام نہ فرمایا بلکہ صرف قلبی ذکر کلمہ شریف کا اور اللہ ہو کا ذکر چلتا رہا۔

ادھر مغرب کی اذان ہوئی۔ سپیکر سے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا دل نواز بلند ہوئی۔ آپ نے سفر آخرت کی تیاری باندھ لی۔ لوگ نماز مغرب کی ادائیگی میں مشغول ہوئے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کے اس مرد کامل نے خالق و مالک کے فرمان (کل نفس ذائقة الموت) یہ لبیک کہتے ہوئے اپنی جان خالق و مالک کے سپرد کر دی آپ کا وصال ۲۷ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۱ جولائی ۲۰۰۹ کو ہوا۔ ایسے عظیم لوگ صدیوں بعد ہی اس جہان فانی میں آتے ہیں اور اپنی ذمہ داریاں نبھا کر چلے جاتے ہیں۔ کیا خوب علامہ اقبال نے فرمایا ہے۔

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

نماز جنازہ:

پورا علاقہ سوگواری کی کیفیت میں تھا ہر طرف ذکر اللہ کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ گرمی زوروں پر تھی، جس سے یوں محسوس ہونے لگا کہ شاید دم ہی نہ نکل جائے۔ نماز جنازہ کی ادائیگی سے دس منٹ قبل ابر رحمت اُٹھا، یوں محسوس ہونے لگا کہ یہ بادل خوب برسے گا۔ جس سے لوگوں میں بے چینی کے آثار بھی پیدا ہوئے۔ کالی گھٹا اٹھی اوپر ہی اوپر بڑھتی آئی اور سورج بادلوں کی اوٹ میں آ گیا لوگ ڈر گئے کہ یہ گھٹا خوب برسے گی اتنی بارش میں ہم سر کہاں چھپائیں گے مگر آن کی آن میں سورج جونہی بادل کی اوٹ میں ہوا۔ فوراً سرد ہواؤں کے جھونکوں نے گرمی کی شدت ٹھنڈک میں بدل دی۔ یوں محسوس ہونے لگا جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کی نماز جنازہ پڑھنے آئے ہوئے مہمانوں کے لیے ہوا کا خصوصی اہتمام فرمایا، ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں میں مرد کامل کی نماز جنازہ جناب پیر طریقت رہبر شریعت فاتح عیسائیت حضرت علامہ ابو النصر سید منظور احمد شاہ مدظلہ العالی (ساہیوال) نے پڑھائی۔

موت کا وقت مقرر:

موت کا ایک وقت مقرر ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمیں اس فانی دنیا کو فانی سمجھتے ہوئے فکر آخرت کرنی چاہیے۔ اسی میں ہماری کامیابی و کامرانی ہے۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

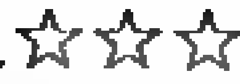
کوئی گل باقی رہے گا نہ چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا
بلبلیں اُڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا
اطلس و کمخواب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو
اس تن بے جان پہ خالی کفن رہ جائیگا

(خلاصہ از ندائے حق عارف واللہ سفر آخرت نمبر اگست ستمبر ۲۰۰۹)

فائدہ:

اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ موت کو سرہانے سمجھو کہ کسی بھی وقت موت سے سامنا ہو سکتا ہے۔ مگر جب بھی موت کا سامنا ہو بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہونا چاہیے۔ اسی طرح مزید ارشاد فرمایا کہ جب بیدار ہو جاؤ۔ پھر موت کو سامنے سمجھو کہ کسی وقت بھی موت آ سکتی۔ اکثر ایسے ایسے واقعات سننے میں آتے ہیں کہ لمحہ پہلے سب کچھ ٹھیک تھا۔ مگر بم دھماکہ ہوا۔ ایک ہی لمحہ کے بعد بے شمار لاشیں خاک و خون میں لت پت نظر آنے لگیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہمہ وقت ذکر حق میں مشغولیت اختیار کی جائے لمحہ بھر بھی غفلت کو قریب نہ آنے دیجیے۔ اس کا واحد حل وہی ہے جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس ملفوظ شریف میں بیان فرمایا ہے کہ سوتے وقت بھی موت کو یاد کر لیا کرو اور جب بیدار ہو تو پھر بھی موت کو پیش نظر رکھو گویا عالم بیداری میں بھی ہمہ وقت موت کو پیش نظر رکھو اور جب سونے لگو تو اس وقت بھی موت کو مدنظر رکھو جب ہر وقت موت پیش نظر ہو گی تو گناہوں سے ہمہ وقت بچنے کی سعی کی جائے گی۔ بندہ گناہوں کی دلدل میں غرق نہیں ہو گا۔

گناہوں کی بھول بھلیوں میں نہیں بھٹکے گا۔



كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

فرمایا: اے حرم! تیرا باپ مرگیا اب قریب ہے کہ تو بھی مرجائے۔ کیا خبر جنت میں جائے یا دوزخ میں۔ جب تمام انبیاء اور صدیقین اس دنیا سے رحلت کر گئے تو پھر ہم اور تم موت سے کہاں بچ سکتے ہیں۔ (تذکرہ اولیائے عرب وعجم صفحہ ۸۴۔۸۵)

مطلب:

ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ جیسے اب تک فوت ہونے والے فوت ہو چکے ہیں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کل نفس ذائقۃ الموت کی حقیقت مثال کے ذریعے بیان فرمائی ہے۔ ہر ایک نے مرنا ہے کسی کو دنیوی زندگی کے لحاظ سے دوام حاصل نہیں مثلاً جیسے تیرا باپ اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا اسی طرح ہر شے نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ ایک دن تو بھی کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کے فرمان ربانی پہ لبیک کہتے ہوئے اس جہانِ فانی سے رخصت ہو جائے گا پھر تجھے جنت عطا ہو گی یا جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ جب تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صدیقین اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے ہیں تو پھر مجھے، تجھے بھی اس جہان فانی سے رخصت ہونا پڑے گا۔ ہم بھی موت کے پنجے سے بچ نہ سکیں گے۔ ایک نہ ایک دن ہر حال میں اس جہان فانی سے جانا ہی پڑے گا۔ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک نہ ایک دن میرے اور تمھارے پاس ضرور تشریف لانے والے ہیں۔ وہ وقت آنے سے پہلے ہمیں موت کے لیے تیاری کر لینی چاہیے اور ہمہ وقت موت کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

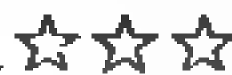
بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ۔

جت دہاڑے دھن وری سا ہے لے لکھائے
ملک جو کنیں سنیندا مونہہ وکھالے آئے

اس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مثال کے ذریعے بیان فرمایا ہے کہ جس دن دلہن کی منگنی ہوئی یعنی جس دن سے روح کی نسبت جسم سے طے ہوئی اسی دن (ازل) سے ہی اس کی شادی کی تاریخ بھی مقرر کر دی گئی۔ شادی سے مراد موت ہے اس کی سانسیں لکھ دی گئی ہیں۔ جب موت کا وقت آجاتا ہے تو ملک الموت جو سننے میں آتا ہے وہ نقاب کشائی کے سلسلے میں آجاتا ہے۔ (فیضان الفرید صفحہ: ۴۳)

فائدہ:

اسی لیے ہمیں موت سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ تاریخ دن اور وقت موت کا مقرر ہے مگر ہمیں معلوم نہیں اس لیے ہمہ وقت موت کے لیے تیار رہنا چاہیے۔



سلامتی تنہائی میں ہے

گفت السلامۃ فی الواحدۃ سلامت اندر تنہائی بود

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سلامتی تنہائی میں ہے (کشف المحجوب صفحہ:۸۹ فی ذکر آئمتھم من التابعین)

سلامتی تنہائی میں ہے اور تنہا فرد ہوتا ہے اور وحدت یہ ہوتی ہے کہ خدا کے سوائے کسی غیر کا خیال دل میں نہ لائے۔ (تذکرہ اولیائے عرب وعجم صفحہ:۸۶)

مطلب:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ سلامتی تنہائی میں ہے۔ اگر بندہ تنہائی میں رہے تو لوگوں کی بھیڑ نہیں ہوتی۔ جس وجہ سے بندہ اپنے رب کی بندگی میں اس طرح مصروف ہو جائے کہ کوئی دوسرا غفلت کا سبب بننے والا نہیں ہوتا بندہ پر سکون اپنے مالک کی یادوں میں کھویا رہتا ہے۔ اگر زیادہ آدمی ہو جائیں تو ان کی وجہ سے انسان انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔ جس وجہ سے پر سکون طریقے سے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کر سکتا۔ کوئی شخص انسان کے بگاڑ کا بھی سبب بن سکتا ہے۔ اسی لیے سلامتی تنہائی میں ہے۔

تنہا فرد ہوتا ہے اور وحدت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کا خیال دل میں نہ لائے۔

-------☆☆☆-------

مجھے شہرت پسند نہیں

فرمایا: مجھے شہرت پسند نہیں ہے۔ اب مجھے ملنے کی کوشش نہ کیجئے۔ (تذکرہ اولیائے عرب وعجم)

حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا: مجھے شہرت پسند نہیں گوشۂ خلوت میرا رفیق ہے۔ (قصص الاولیاء صفحہ:۱۶۳)

مطلب:

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ مجھے شہرت پسند نہیں کیونکہ جوں جوں شہرت میں اضافہ ہوتا ہے۔ لوگوں کی آمد ورفت میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اس طرح ہمہ وقت آدمیوں کے جھرمٹ میں بندہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے پیچھے ہٹتا جاتا ہے۔ ہمہ وقت تنہائی میسر آنے سے حق تعالیٰ کے ذکر سے محبت رکھنے والا اپنا ایک ایک لمحہ ضائع ہونے سے بچاتا ہے۔ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں شاغل رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہمہ وقت مشغول رہنے والا ہمہ وقت اللہ تعالیٰ میں مگن رہتا ہے۔ اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ہر ہر سانس اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتا ہے۔ اس کی یہ مشغولیت حق تعالیٰ کے قرب کا سبب بنتی ہے۔ جب کہ شہرت کی حالت میں لوگوں کے جمگھٹے کی وجہ سے کچھ لمحات ضائع ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے

وقت کے ضائع ہونے کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے پسند نہیں فرمایا۔ اس لیے آپ نے اس ملفوظ شریف میں بیان فرمایا ہے کہ مجھے شہرت پسند نہیں کیونکہ اس وجہ سے زندگی کا کافی وقت ملنے جلنے میں ضائع ہو جاتا ہے۔ اس لیے مہربانی فرمانا کہ آئندہ مجھے ملنے کی کوشش بھی نہ کرنا۔

بعض بزرگانِ دین کا طریقہ مقدس:

بعض بزرگ شہرت کو پسند نہیں کرتے تھے خصوصاً حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ جب بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت سے سرفراز ہوئے تو لوگوں کا ہجوم و باطنی مجاہدوں اور ریاضتوں میں مشغول ہوئے۔ یہاں آپ اپنے آپ کو چھپائے رکھتے تھے اور آپ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی آپ کے حالات سے باخبر ہو۔

(حیات الفرید صفحہ ۱۴۶ بحوالہ سیر الاولیا صفحہ ۱۵)

فائدہ:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ آپ کے ملفوظات شریف خصوصاً نعرہ چشتیہ سے متعلق تفصیلات ہماری تصنیف حیات الفرید اور آپ کے کلام کی بہترین شرح کے لیے ہماری تصنیف فیضان الفرید کا مطالعہ کیجیے۔

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی اجودھن میں تشریف آوری:

آپ دنیوی شہرت کو پسند نہیں فرمایا کرتے تھے اور نہ ہی مخلوق خدا کا ہجوم اور بھیڑ آپ کو اچھی لگتی تھی بلکہ امراء و وزراء اور بادشاہوں کی صحبت کا تو آپ بہت پرہیز کرتے تھے۔ اقتباس الانوار میں ہے کہ ہانسی میں خلقت کا ہجوم ہونے لگا تو آپ قصبہ کوٹھے والی پہنچے۔ جہاں آپ کے آباؤ اجداد رہتے تھے۔ وہاں آپ کچھ عرصہ رہے۔ چونکہ یہ مقام ملتان سے قریب ہے اس لیے آپ وہاں بھی چھپ کر حق تعالیٰ کی عبادت میں مصروف نہ ہو سکے۔ خلقت کی آمد و رفت سے آپ پریشان ہو گئے۔ آپ نے چاہا کہ لاہور چلے جائیں لیکن اس زمانہ میں لاہور کو مغلوں نے تاخت و تاراج کر ڈالا تھا۔ اس لیے آپ نے اجودھن (موجودہ نام پاک پتن شریف) میں سکونت اختیار کی (حیات الفرید صفحہ ۱۵۱ بحوالہ اقتباس رہ نوار صفحہ: ۴۴۷۔۴۴۶)

فائدہ:

اسی طرح حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے نام منسوب آبادیوں سے دور دراز سنسان اور ویران جگہوں پہ چلہ گاہوں سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ آبادیوں سے دور رہ کر حق تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہوتے اسی طرح اسلام آباد میں حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ کی پہاڑی علاقے میں عبادت گاہ وغیرہ اور اس طرح بے شمار اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ کی پہاڑی علاقے میں عبادت گاہ وغیرہ اور اسی طرح بے شمار اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا یہ طریقہ مقدس ہے کہ آپ تنہائی میں ہی حق تعالیٰ کی عبادت کرتے تا کہ کوئی آپ کے لیے پریشان خیالی کا سبب نہ بنے اور شہرت سے دور بھاگتے تھے تا کہ شہرت کے باعث لوگ عبادتِ حق کے سلسلے میں تکلیف کا باعث بنیں۔

گوشہ نشینی کی فضیلت:

جاننا چاہیے کہ علماء کرام کے درمیان اس امر میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ گوشہ نشینی کو فضیلت حاصل ہے یا لوگوں کے ساتھ

میل جول سے رہنا بہتر ہے سفیان ثوری ابراہیم ادھم، داؤ طائی، فضیل عیاض، ابراہیم خواص یوسف اسباط حذیفہ مرعشی اور بشر حافی رحمھم اللہ اور دوسرے بہت سے بزرگوں اور پرہیزگاروں کا یہ مذہب ہے کہ تنہائی اور خلوت نشینی اختیار کرنا لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے کی نسبت افضل تر ہے (کیمیائے سعادت باب گوشہ نشینی کے)

گوشہ نشینی عبادت:

حضرت ابن سیرین (رحمتہ اللہ علیہ) کے نزدیک گوشہ نشینی بجائے خود ایک عبادت ہے۔
(نسخہ کیمیا ترجمہ کیمیائے سعادت صفحہ: ۴۳۵)

حضرت دائودطائی رحمة الله علیه کی نصیحت:

حضرت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ سے ایک شخص نے نصیحت کرنے کی درخواست کی تو فرمایا کہ دنیا سے روزہ رکھ لے اور مرتے دم تک اسے مت کھول اور لوگوں سے یوں دور رہو جس طرح شیر سے دُور رہا کرتے ہیں۔
(نسخہ کیمیا ترجمہ کیمیائے سعادت صفحہ: ۴۳۵)

حضرت حسن بصری رحمة الله علیه کاقول:

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ توریت میں آیا ہے کہ جس نے قناعت کی وہ بے نیاز ہوگیا اور جس نے خلوت اختیار کی اسے سلامتی مل گئی اور جس نے شہوت کو مغلوب کیا وہ آزاد ہوگیا اور جس نے حسد سے ہاتھ اُٹھالیا اس کی مروت نمایاں ہوئی اور جس نے صبر کو چند دن کے لیے اپنالیا اسے مرادِ جاوداں حاصل ہوگئی۔ (نسخہ کیمیا ترجمہ کیمیائے سعادت صفحہ: ۴۳۵)

حکایت:

حضرت سہل تستری رحمتہ اللہ علیہ سے ایک شخص نے خواہش ظاہر کی کہ وہ ان کی صحبت میں رہنا چاہتا ہے۔
آپ نے فرمایا کہ جب ہم دونوں میں سے ایک مرجائے گا تو پھر دوسرا کس کی صحبت میں رہے گا اس نے عرض کیا کہ خدا کی صحبت میں۔
آپ نے فرمایا: تو پھر ابھی سے کیوں نہ خدا کی صحبت میں رہا کریں؟ (یعنی علیحدہ علیحدہ گوشہ نشین ہو کر)
(کیمیائے سعادت)

گوشہ خلوت میرا رفیق:

آپ نے فرمایا کہ گوشہ خلوت میرا دوست ہے اس لیے گوشہ خلوت سے مجھے وحشت نہیں ہوتی۔ بھلا مجھے گوشہ خلوت میں وحشت کیوں ہوتی؟ گوشہ خلوت تو میرا رفیق ہے میرا دوست ہے مجھے اس سے محبت ہے۔ محبوب سے بھی کسی کو وحشت ہوتی ہے۔ بلکہ محبوب کا تو ذکر ہی ایسا محبوب ہوتا ہے کہ ساری ساری رات محض محبوب کی یاد میں گزر جاتی ہے۔ محبوب کو یاد کرتے کرتے رات بیتتے محسوس ہی نہیں ہوتی کہ رات گزر گئی صبح ہوگئی۔

خلوت کے فوائد:

گوشہ خلوت کے بے شمار فوائد ہیں۔

(۱) عبادت میں یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔
(۲) عبادت کے دوران ذہن میں انتشار پیدا نہیں ہوتا۔
(۳) دوران عبادت دل جمعی حاصل ہوتی ہے۔
(۴) یادِ حق کے علاوہ اور کام نہیں ہوتا۔
(۵) سارا وقت ذکر و فکر میں بیت جاتا ہے۔
(۶) انسان کو کسی قسم کا دنیوی فکر نہیں رہتا۔
(۷) ذکر و فکر کے لیے مکمل فراغت ہو جاتی ہے۔ جو سب سے بڑی عبادت ہے۔
(۸) ایسا موقعہ نصیب ہوتا ہے کہ بندہ مکمل طور پر ذکر الٰہی میں محو ہو جائے یہاں تک کہ غیر اللہ سے پوری طرح بے خبر ہو جائے۔ بلکہ اسے اپنی ذات کی بھی خبر نہ رہے۔
(۹) گوشہ نشینی کا شرف انبیاء کرام اور اکثر اولیائے کرام کو حاصل ہوتا ہے۔
(۱۰) بعض اوقات بلکہ آج کل اکثر لوگ راہ حق سے لوگوں کے ورغلانے پر پھسل جاتے ہیں۔
(۱۱) حق تعالیٰ کی عبادت کے لیے جو گوشہ نشینی اختیار کی جاتی ہے۔ اس وجہ سے ہر لحظہ انعامات ربانی کی بارش ہوتی رہتی ہے۔
(۱۲) ہر لمحہ بے شمار گناہوں سے انسان بچا رہتا ہے۔

فائدہ:

محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد مبارکہ کی نسبت سے ۱۲ فوائد پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے گوشہ نشینی سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں بے شمار ہیں۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ گوشہ خلوت میرا رفیق ہے حق تعالیٰ ہمیں بھی اپنے محبوبوں کا صدقہ گوشہ نشینی کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم الامین صلی اللہ علیہ وسلم

-------☆☆☆-------

دل میں حاضر

فرمایا: دل میں حاضر رکھ کہ غیر اس میں جگہ حاصل نہ کرے (تذکرہ اولیاء عرب و عجم)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محبوب حقیقی حق تعالیٰ کو دل میں حاضر رکھ کہ کوئی غیر اس میں جگہ حاصل نہ کرے۔ دل حق تعالیٰ کے لیے ہے اور اسی کے لیے ہونا چاہیے۔ اس کے سوا کسی کے لیے دل میں جگہ نہیں ہونی چاہیے۔ دل کی کوٹھڑی مالک و خالق کے لیے صاف کرنی چاہیے۔

حقیقت دل:

سلطان العارفین بیان فرماتے ہیں کہ

ایہہ تن رب سچے دا حجرا، دل کھڑیا باغ بہاراں ہو
وِنچے کوزے وِچے مصلّے وِچے سجدے دیاں تھاراں ہو
وِچے کعبہ قبلہ وِچے اِلاّ اللہ پکاراں ہو
کامل مرشد ملیا باہو اوہ آپے لیسی ساراں ہو

ترجمہ:

(۱) (میرا یہ تن سچے رب (تعالیٰ) کی قیام گاہ ہے (اس حقیقت کا مشاہدہ کر کے فرطِ مسرت میں (میرا) دل باغ بہاراں (بن کر) کھل گیا ہے۔

(۲) (اب کیفیت یہ ہے کہ) (میرے اپنے من کے) اندر ہی کوزے اور مصلے موجود ہیں اور اندر ہی مسجدوں کے مقامات ہیں۔

(۳) (میں نے اپنے) اندر ہی کعبہ (اور) اپنے اندر ہی قبلہ (پالیا ہے) (اور اپنے ہی من کے) اندر (اثبات ذات پاکر) الا اللہ پکارتا ہوں۔

(۴) (اے) باہو، کامل مرشد ملا) (جس کے طفیل عرفانِ حق حاصل ہوا) وہ (مرشد کامل) خود بخود (ہی راہ سلوک میں) خبر گیری (اور نگہبانی) کرے گا۔

مومن کے دل کی قدرومنزلت:

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ بارگاہِ الٰہی میں مومن کے دل کی بڑی قدرومنزلت ہے لیکن دل کی اصلاح سے غافل ہیں۔اس واسطے گمراہی میں پڑتے ہیں۔سلوک کا صل اصول ہی یہی دل ہے پیغمبر خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے (راحت القلوب صفحہ: ہشت بہشت)

سلوک کے راستے کا اصول:

حضرت بابا فریدالدین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے عمدہ میں لکھا ہے کہ اس راہ مذمومات دنیاوی یعنی غل وغش حسد وتکبر اور حرص وبخل سے پاک کرے اور دل مذموم کو ان سے صاف کرے جو کام کی بات ہے اور درویشی کا جو ہر بھی اسی مقام پر ظاہر ہے (راحت القلوب مجلس ۳ صفحہ ہشت بہشت)

انسان کب تک خدا رسیدہ نہیں ہوتا:

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس سرہ کی زبانی سنا ہے اور انھوں نے فرمایا جو دنیاوی زنگار محبت کی ہستی کو بیچ سے نہیں اُٹھا دیتا۔وہ کبھی خدا سے یگانہ نہیں ہوتا۔جب تک وہ یہ ساری باتیں نہیں کر لیتا۔ہرگز خدا رسیدہ نہیں ہوتا (راحت القلوب مجلس ۳ ہشت بہشت)

آدمی کی اصلاح:

بابا فریدالدین رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تکملۃ المعارفین میں خواجہ شبلی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ صلاحیت کی بنیاد آدمی میں ہوتی اور وہ دل کی صلاحیت سے تعلق رکھتی ہے۔جب دل صلاحیت پکڑ جاتا ہے تو آدمی کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

دل کی دوحالتیں:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دل مردہ بھی ہوتا ہے اور زندہ بھی چنانچہ کلام اللہ میں لکھا ہے کہ او من کان میتا یا نی شغلوں کی کثرت سے دل مر جاتا ہے (فاحیاہ بذ کر المولیٰ پس اسے ذکر الٰہی سے زندہ کرو۔

پھر فرمایا: جب دل دنیاوی لذتوں اور شہوتوں ماکولات اور مشروبات میں مشغول ہو جاتا ہے تو غفلت کا اس پر اثر ہوتا ہے اور خواہش اس پر غالب آتی ہے۔ ہر طرف سے دل میں خطرات شروع ہوتے ہیں۔ جو دل سیاہ کرتے ہیں صرف حق تعالیٰ کا اندیشہ دل کو سیاہ نہیں کرتا۔ جب دل سیاہ ہو جاتا ہے تو گویا مردہ ہو جاتا ہے جیسا کہ جس زمین میں شور زیادہ ہو جائے تو بیج قبول نہیں کرتی اور کہتے ہیں کہ یہ زمین مردہ ہے اسی طرح جس دل سے ذکر چلا جائے تو اس پر دیو پری غالب آ جاتے ہیں۔ پس جو دل دیو پری کی نشست گاہ ہے وہ مردہ ہے۔ اس واسطے ذکر حق میں حق ہے اور جو کچھ اس کے سوا ہے۔ وہ خذلان و بطلان ہے۔ ضروری ہے کہ حق کے سوا کچھ نہ سنے۔ کیونکہ سننا زندوں کا کام ہے۔ نہ کہ مردوں کا لیکن جس وقت انسان کے دل سے دنیاوی تعلق دور ہو جاتا ہے اور ہوائے نفسانی اس سے چلی جاتی ہے۔ اس وقت وہ ذاکر بنتا ہے۔ ایسا دل نور ذکر سے زندہ ہوتا ہے۔

(راحت القلوب مجلس ۳ ہشت بہشت)

اللہ کا قرب:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مشائخ طریقت بیان فرماتے ہیں کہ فقراء کے لیے دنیا کی صحبت زہر قاتل ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دولت مند آدمیوں سے جس قدر پرہیز کیا جائے۔ اسی قدر خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اہل دنیا کی محبت جس قدر ان کے دل میں ہوگی۔ اسی قدر نقصان ہوگا۔ (راحت القلوب مجلس ۳۔ ہشت بہشت)

دل کی باتیں:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ قلوب ثلاثہ کی تعریف حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یوں بیان فرمائی ہے

اَلْقُلُوْبُ ثَلَاثَۃٌ قَلْبٌ سَلِیْمٌ وَقَلْبٌ مُنِیْبٌ وَقَلْبٌ شَھِیْدٌ اَمَّا قَلْبُ السَّلِیْمُ فَھُوَ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْہِ سَوَاءٌ مَّعْرِفَتَہُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاَمَّا الْقَلْبُ الْمُنِیْبُ فَھُوَ الَّذِیْ تَابَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَاَمَّا الْقَلْبُ الشَّھِیْدُ فَھُوَ الَّذِیْ شَاھَدَاللّٰہُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ

دل تین ہیں ایک سلیم دوسرا منیب اور تیسرا شہید۔

(۱) سلیم وہ جس میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے سوا اور کچھ نہ ہو۔

(۲) منیب وہ جو ہر چیز سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ آیا ہو۔

(۳) اور شہید وہ جس نے ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کیا ہو۔

پھر فرمایا: جب انسان کے دل میں یہ تین چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں اور ان پر قرار ہو جاتا ہے۔ تو واقعی جان لو کہ وہ سلیم منیب

اور شہید ہوگیا پس اس کی توبہ نصوحی ہے اور اگر ابھی دنیاوی اشغال، شہوات اور مالوفات سے آلودہ ہے تو دل مردہ ہے اگر ان سب سے صاف ہوگیا تو ازل سے ابد تک زندہ رہے گا۔

حجاب:

پھر فرمایا کہ مولیٰ اور بندے کے درمیان جو حجاب ہوتا ہے وہ بھی اسی آلائش کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب آلائش دور ہو جائے اور توبہ کے ذریعے اپنے تئیں پاک کرے تو وہ حجاب اُٹھ جاتا ہے یہی دل آلائش مشغولی ہے۔ پس تو اپنے دل کو شہوات اور مالوفات سے پاک کرتا کہ حجاب بیچ سے اُٹھ جائے تو مشاہدہ اور مکاشفہ کی لذت کو پہنچ جائے (اسرار الاولیاء فصل ۴ ہشت بہشت)

تجلی الٰھی کے انوار دل پر:

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب عالمِ نورانی سے تجلی الٰہی کے اسرار و انوار نازل ہوتے ہیں تو پہلے دل پر نازل ہوتے ہیں اور جب زبان اور دل آپس میں موافق ہو جاتے ہیں تو پھر عشق کے انوار وہاں مکان کرتے ہیں۔

زندہ دل:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل تصوف صرف اسی دل کو زندہ سمجھتے ہیں جو یادِ حق میں مستغرق ہو اور ایک دم بھی یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو۔ (اسرار الاولیاء فصل ۱۲)

حکایت:

ایک مرتبہ کوئی واصل ذکرِ حق سے غافل ہوگیا تو اس شہر میں آواز پھیل گئی کہ فلاں صوفی جہان میں زندہ نہیں رہا مرگیا ہے۔ شہر کے لوگوں نے اس کے گھر پر آکر حال دریافت کیا تو اسے زندہ پایا واپس جانے لگے تو پاس بلا کر فرمایا کہ واقعی وہ آواز (جو تم سن کر آئے ہو) ٹھیک تھی (تم نے غلط نہیں سُنا) اس لیے کہ میں ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتا تھا لیکن ایک گھڑی غافل ہوگیا ہوں۔ اسی لیے یہ آواز دی گئی ہے کہ فلاں بن فلاں نہیں رہا۔

بعد ازاں فرمایا کہ ان لوگوں کے دل جو یادِ الٰہی سے غافل ہیں۔ اس واسطے کہ اہل تصوف اس دل کو جو یادِ الٰہی سے غافل ہو۔ زندہ شمار نہیں کرتے ان کا قول ہے کہ جو دل زندہ ہے وہ کبھی یادِ حق سے غافل نہیں ہوتا۔ (اسرار الاولیاء فصل ۱۲ ہشت بہشت)

صوفیاکرام کے قلوب حافظ:

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ صوفیائے کرام کے قلوب حافظ ہیں (اسرار الٰہی) کہ اس لیے کہ دنیا کی طرف اُنھوں نے رغبت بہت کم کی اور اس کے بعد جب تقویٰ کی جڑ اور بنیاد ان کے اندر استوار اور مستحکم ہوگئی تو پرہیز و تقوی سے ان کے نقوش پاکیزہ اور زہد کی بدولت ان کے دل صاف و شفاف ہوگئے اور جب اُنھوں نے دنیا کے علائق کو زہدِ حقیقت سے نیست و نابود کر دیا تو اس وقت ان کے بطون کے مسامات کھل گئے اور گوش دل سے وہ سُننے لگے اور زہد دنیا اس امر میں اُن کا معاون و مددگار ہوا۔ (عوارف المعارف باب اول)

دل کو کینہ سے صاف رکھنے کی فضیلت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے فرزند! اگر تجھے اس بات پر قدرت ہو کہ تو

صبح اور شام اس حال میں (بسر) کرے کہ تیرے دل میں کسی کی طرف سے کینہ نہ ہو تو ایسا کر پھر آپ نے فرمایا اے فرزند! یہ میری سُنت ہے اور جس نے میری سنت کو زندہ رکھا (اس کا احیاء کیا) اس نے گویا مجھے جلایا اور جس نے مجھے جلایا وہ میرے ساتھ جنت میں گیا۔

پس یہ سب سے عظیم شرف اور کامل ترین فضل ہے۔ جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں دی ہے۔ جس نے سنت نبوی کا احیاء کیا۔ پس صوفیائے کرام وہی حضرات ہیں۔ جنھوں نے اس سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احیاء کیا اور اپنے دلوں کو غل وغش (کدورت، کینہ وبغض) سے پاک کیا۔ ان کے کام کی بناء بلند ہے۔ اس سے ان کا جوہر ظاہر ہو گیا اور ان کی فضیلت عیاں ہوگئی اور احیاءِ سنت پر قدر ہونے اور اس کے حق واجب کے ساتھ مستعد ہونے کی وجہ صرف یہی ہے کہ اُنھوں نے دنیا سے زہد کو اختیار کیا اور اسے دنیا پرستوں اور اس کے طالبوں کے لیے چھوڑ دیا کہ کینہ اور نفاق کی پرورش اور ان کا اُٹھان دنیا اور اہل دنیا کے نزدیک رفعت ومنزلت کی محبت ہے۔ اور صوفیائے کرام نے اس سلسلہ میں بالکل بے پروائی اور بے رغبتی برتی ہے۔ جیسا کہ بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ ہمارا یہ طریقہ اُنھی لوگوں کی اصلاح اور دوستی کے لیے ہے۔ جنھوں نے اپنی ارواح کے مزبلوں (گھوروں) کو کوڑا کرکٹ) (علائق دنیا) سے پاک وصاف کر لیا ہے اور جب ان لوگوں کے قلوب سے دنیا کی محبت اور رفعت کی چاہت نابود ہوگئی تو اُنھوں نے صبح وشام اس حال میں بسر کی کہ ان کے دلوں میں کسی کی طرف سے بغض وکینہ نہ تھا۔ پس ان کا یہ قول کہ اپنی ارواح کو گھوروں سے پاک وصاف بنا لیا اس سے اشارہ نہایت تواضع کی جانب ہے اور اس طرف ہے کہ وہ اپنے نفس کو اب ایسا نہیں پاتا کہ کسی مسلمان پر اس کو اس خیال سے ترجیح دے کہ دوسرا اس کے نزدیک حقیر ہے (یعنی کسی کو حقیر جان کر اس کا نفس خود کو ترجیح نہیں دیتا اور وہ اس سے مختار ہے۔ جب یہ صورت پیدا ہو جاتی ہے تو بغض وکینہ کا سد باب خود بخود ہو جاتا ہے۔

بعض صوفیہ کا یہ قول بہت مشہور ہو گیا تو بعض فقراء نے ہمارے اصحاب سے کہا کہ ہمارے خیال میں اس قول مشہور کے معنی کہ اُنھوں نے اپنی ارواح کو گھوروں سے پاک کیا یہ ہیں کہ گھوروں سے اشارہ نفوس کی جانب ہے کہ گھورے کی مثال ہر اس جگہ کی ہے۔ جہاں عفونت اور گندگی کا ڈھیر ہو۔ اُنھوں نے ارواح کے نور سے جو اس کو حاصل ہوا اس گھورے کو پاک وصاف کر دیا اس لیے کہ ارواح صوفیہ مقاماتِ قرب میں ہیں اور نفوس میں ان کا نور سرایت کرتا ہے اور نور روح کے ملنے سے نفس پاک وصاف ہو جاتا ہے اور جتنی خراب چیزیں (عفونت والی اور نجاستیں) جیسے بغض کینہ اور حسد اس میں موجود ہیں۔ اس نور سے سب کے سب زائل ہو جاتے ہیں۔ یعنی نفس نور روح سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ یہ معنی جو بیان کیے گئے بالکل صحیح ہیں۔

اہل بہشت کی صفت:

اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کی تعریف اس طرح فرمائی ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ o

اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کینہ تھا اس کو نکال لیا بھائی بھائی بن کر وہ تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہیں۔

(عوارف المعارف باب ۴ صوفیہ کے احوال صفحہ ۱۸۹-۱۸۸)

حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو قلوب اللہ تعالیٰ کی محبت سے مالوف اور اس کی محبت پر متفق اور اس کی مودت پر مجتمع اور اس کے ذکر سے مانوس ہو گئے ہیں۔ان میں کینہ اور حسد کس طرح باقی رہ سکتا ہے۔ بے شک یہ دل نفسانی وسوسوں اور طبعی کدورتوں (تاریکیوں) سے پاک وصاف ہیں بلکہ توفیق کے نور سے سرگیں ہیں۔تو پھر وہ سب آپس میں بھائی بن گئے (عوارف المعارف باب ۴ صوفیہ کے احوال صفحہ:۱۸۹)

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

الف۔ اندر وچ نماز اساڈی ہکسے جانتیوے ہو
نال قیام رکوع سجودے کر تکرار پڑھیوے ہو
ایہہ دل ہجر فراقوں سڑیا ایہہ دم مرے نہ جیوے ہو
سچا راہ محمد والا باہو جیں وچ رب لبھیوے ہو

الف۔ ایہہ تن رب سچے دا حجرا وچ پا فقیرا جھاتی ہو
ناں کر منت خواج خضر دی تیرے اندر آب حیاتی ہو
شوق دا دیوا بال ہنیرے متاں لبھی دست کھڑاتی ہو
مرن تھیں اگے مر رہے باہو جنہاں حق دی رمز پچھاتی ہو

فائدہ:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس ملفوظ شریف میں بیان فرمایا ہے کہ دل ایک انمول خزانہ ہے وحدہ لاشریک کی جلوہ گاہ ہے۔ اس لیے اس میں ہمہ وقت اسی مالک کو حاضر رکھ کسی غیر کو اس میں جگہ نہ بنانے دے کسی لمحے بھی غافل نہ ہو حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے صوفیاء کرام کی کیا خوب ترجمانی کی ہے۔

جو دم غافل سو دم کافر، اسانوں مرشد ایہہ پڑھایا
سنیا سخن گیاں کھل اکھیں اساں چت مولا ول لایا ہو
کیتی جان حوالے رب دے اساں ایسا عشق کمایا ہو
مرن تو اگے مر گئے باہو، تاں مطلب نوں پایا ہو

------☆☆☆------

خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی محبوب بات

آپ نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ میرے نزدیک بات زیادہ محبوب ہے کہ میں پیچھے رہنے والے لوگوں میں رہوں۔
(اشعۃ اللمعات اُردو ترجمہ جلد ۷ صفحہ:۴۱۱)

مطلب:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے شہرت پسند نہیں۔ اس لیے شہرت حاصل ہونے کے تمام ذرائع مجھے اچھے نہیں لگتے۔ نہ دولت اچھی لگتی ہے کہ جس کے پاس دولت زیادہ ہوتی ہے لوگ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہمہ وقت مشغول ہونا بھی چاہے تو وہ پھر بھی کما حقہ اللہ کے ذکر میں مشغولیت اختیار نہیں کر سکتا۔ اسی طرح نہ وزارت اور نہ ہی مشاورت مجھے بھاتی ہے کہ یہ بھی لوگوں میں شہرت کا سبب بننے والے عہدے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ میں نے آپ سے درخواست کی کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث شریف ارشاد فرمائیے۔

فرمایا: میری جان ان پر تصدیق ہو۔ میں نے حضور پرنور کو صلی اللہ علیہ وسلم نہیں دیکھا۔ ان کے حالات اور بعض ارشادات دوسروں سے سُنے ہیں جیسے کہ آپ نے بھی سنے ہوں گے۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف بیان کر کے محدث اور واعظ بنوں کیونکہ مجھے تو اپنے ہی شغل سے فرصت نہیں۔ (ذکر اویس صفحہ:۲۳۳)

فائدہ:

مفصل واقعہ فیضان اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پہلے حصے میں ملاحظہ فرمائیے مقصد یہ ہے کہ مجھے شہرت پسند نہیں بلکہ میں تو خاموشی سے حق تعالیٰ کے ذکر کے شغل میں مشغولیت اختیار کرتا ہوں کہ میں ساری دنیا سے الگ تھلگ تنہائی میں حق تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی مجھے اپنی طرف مشغول کرنے والا نہ ہوتا کہ میری زندگی کا ایک ایک لمحہ حق تعالیٰ کے ذکر میں گزرے میرا ایک لمحہ بھی غفلت میں نہ گزرے اس لیے میں لوگوں کے آگے آگے چلنے کا متمنی نہیں ہوں کہ لوگ مجھے اہمیت دیں اور لوگ میری طرف متوجہ ہوں اور مجھے اپنی طرف متوجہ کریں۔ بلکہ سب سے پیچھے رہنا پسند کرتا ہوں تاکہ نہ تو میری توجہ کسی کی طرف ہو اور نہ ہی کوئی میری طرف متوجہ ہو۔ بلکہ سب سے الگ تھلگ اپنے مالک وخالق کی عبادت میں مشغول رہوں۔ کوئی مجھے ذکر حق سے غافل کر کے اپنی طرف متوجہ نہ کرے۔ اس لیے مجھے یہ محبوب ہے کہ میں پیچھے رہنے والے لوگوں میں رہوں۔

☆☆☆

تنہائی سے محبت

فرمایا: اے ابن حبان! میں تجھ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تجھ پر سلام ہو آئندہ مجھ کو تلاش نہ کرنا۔ میں شہرت کو پسند نہیں کرتا اور تنہائی سے محبت کرتا ہوں۔ لوگوں سے مجھے سخت تکلیف اور دکھ پہنچتا ہے تو مجھ سے ہر لحاظ سے بہتر ہے آئندہ اپنی ملاقات نہیں ہوگی میں جب بھی یاد آؤں میرے حق میں دعا کرو۔ اب تم بھی یہاں سے رخصت ہو جاؤ تاکہ میں بھی چلا جاؤں۔

اللہ کے سپرد:

آپ نے حضرت ابن حیان رضی اللہ عنہ کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ جل جلالہ جو کہ قادر مطلق ہے میں تجھے اس کے سپرد کرتا ہوں۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوتا ہے اسے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ وہ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ہے۔ اس کے

برابر کوئی بھی عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قدیر نہیں جو حق تعالیٰ سے مقابلہ کر کے اس کے سپرد چیز پہ تصرف کر سکے۔ اس لیے حضرت اویس رضی اللہ عنہ قرنی نے ابن حیان رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا۔

تجربہ:

اکثر مرتبہ کا یہ تجربہ ہے کہ جو چیز حق تعالیٰ کے سپرد کی جائے۔ اس میں نقصان نہیں ہوتا مثلاً رات سوتے وقت سورۃ فلق ۲ بار، سورۃ الناس ۲ بار اور آیت الکرسی پڑھ کر جس چیز پر بھی پھونک ماردیں گے اور وہ چیز اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سپرد کر دیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ چیز چوروں، ڈاکوؤں وغیرہ کے نقصان سے محفوظ رہے گی۔

تجھ پر سلام:

حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ تجھ پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ تجھے سلامت رکھے۔ دنیا میں ہر قسم کی آفات سے محفوظ رہو۔ اللہ تعالیٰ تجھے مرتے وقت سلامت رکھے حتیٰ کہ جب تمھاری روح اس جہان فانی سے پرواز کرے تو ایمان کی سلامتی سے اس جہانِ فانی سے رخصتی ہو۔ اسی طرح قبر سے اُٹھنے، حساب کتاب میدان حشر، پل صراط سے گزرتے ہوئے مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ تجھے ہر لحاظ سے ہر حال میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سلامتی عطا فرمائے۔

آئندہ مجھے تلاش نہ کرنا:

لوگوں سے بار بار ملنا۔ مجھے اچھا نہیں لگتا کیونکہ جتنی دیر میں کسی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں ذکر حق سے میری زبان اتنی دیر خاموش رہتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ہے کہ آئندہ مجھے تلاش نہ کرنا کیونکہ اگر تو نے تلاش کیا تو پھر بھی ملاقات نہ ہو سکے گی۔ اس ملفوظ شریف میں ایک حیثیت سے علم غیب کا بھی اظہار ہے کہ آئندہ تو مجھے نہ مل سکے گا۔ اس لیے مجھے تلاش کرنے کی کوشش نہ کرنا علوم غیبیہ کا اظہر اولیاء کرام اور انبیاء علیہم السلام کے زندگیوں میں اکثر ملتا ہے کوئی مانے یا نہ مانے۔ کسی کو زبردستی منوایا نہیں جا سکتا ہاں بہر حال حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا آئندہ مجھے تلاش نہ کرنا کیونکہ تو مجھے نہ پا سکے گا اور یہی ہوا۔ کہ پھر دوبارہ ملاقات نہ ہو سکی۔

یہ ہے غلاموں کی شان تو آقا کی شان کا کیا کہنا

مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی شان کے دلائل مطلوب ہوں تو مجدد دورِ حاضرہ حضرت علامہ فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر فقیہہ ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف غایۃ المامول فی علم الرسول کا مطالعہ کیجیے جو کہ مکتبہ اویسیہ رضویہ اور سیرانی کتب خانہ نزد جامعہ اویسیہ سیرانی مسجد سیرانی روڈ بہاول پور سے یہ کتاب اور حضرت علامہ قبلہ فیض ملت فقیہہ ملت کی تمام تصانیف ان دونوں مکتبوں سے منگوائی جا سکتی ہیں۔

شہرت پسند نہیں:

بعد ازاں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں شہرت کو پسند نہیں کرتا کیونکہ شہرت کا مقصود شہرت دنیا ہے۔ بندہ جتنا مشہور ہوگا۔ اتنا ہی اس کے لیے اپنی مرضی سے ہر وقت ذکر حق میں مشغول رہ سکنا مشکل ہوگا میں نہیں چاہتا میرے لیے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا بھی مشکل ہو جائے اور اسی شہرت کے باعث جو عمل کیے وہ بھی شہرت کی نذر ہو کر ریا کے پلڑے میں نہ جا پڑیں۔

تنہائی سے محبت:

اسی لیے مجھے تنہائی سے محبت ہے کہ تنہائی میں حق تعالیٰ کے ذکر میں ریا سے بھی نجات حاصل ہوتی۔ ذکرِحق کے راستے میں کوئی چیز رکاوٹ بھی نہیں بنتی اور انسان اکثر آفات سے محفوظ بھی رہتا ہے اکثر اجتماع میں آفتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نیز دیگر بے شمار فوائد ہیں۔ چند فوائد شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے ملاحظہ فرمایئے

اگر کوئی کہے کہ عابدوں اور زاہدوں نے الگ تھلگ رہنا کیوں اختیار کیا (اور اجتماعی زندگی سے ان کے گریز کا کیا سبب ہے) اس کا جواب یہ ہے کہ انھوں نے اس تنہائی کو آفات سے محفوظ رہنے کے لیے اختیار کیا کہ اجتماع میں آفتوں کا سامنا ہے، ان کے نفوس خواہشوں میں گرفتار ہو کر ان چیزوں میں غور کرنے لگتے ہیں۔ جو ان کا مقصود اصلی نہیں ہیں۔ اس صورت میں ان کو تنہائی مضر اور عزلت نشینی میں ہی سلامتی نظر آئی۔ (عوارف المعاف باب ۱۴ صفحہ: ۲۵۰)

وجہ خلوت نشینی:

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ یہ درست ہے کہ صوفیائے کرام (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) نے خلوت نشینی اور عزلت نشینی کو محض اپنے دین کی حفاظت، احوال نفس کی جستجو اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے عبادت بجالانے کے لیے اختیار کیا (عوارف المعارف باب ۲۷ صفحہ: ۳۶۲)

خلوت نشینی کا حاصل خیالات کی یکسوئی:

اس میں کوئی شک نہیں کہ تنہائی اور خیالات کے یکسو ہونے سے انسان کا باطن صاف ہو جاتا ہے۔ اب اگر باطن کی یہ صفائی، مذہب کی اتباع اور رسولِ خدا کی سچی پیروی کے باعث حاصل ہوئی ہے تو اس صفا سے روشن ضمیری (صفائے قلبی) ذکر الٰہی کی حلاوت اور پر خلوص عبادات کا ظہور ہوگا۔ (عوارف المعارف باب ۲۷ صفحہ: ۳۶۲)

خلوت میں ذکر لاالٰہ الا اللہ:

اگر بندہ (خلوت) دل کے ساتھ اپنی زبان سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا تکرار کرتا ہے تو یہ کلمہ اس کے دل میں اپنی جڑیں بنالیتا ہے اور نفس کی باتیں اس کے دل سے دُور ہو جاتی ہیں اور اس کے دل میں اس کلمہ کا مفہوم کلمہ نفس کا قائم مقام بن جاتا ہے۔ پس جب یہ کلمہ دل پر مستول ہو جائے اور زبان اس کو بے تکلف ادا کرنے لگے تو اس وقت قلب اس کلمہ کو اپنے اندر اس طرح جذب کر لیتا ہے کہ کسی وقت (اگر یہ کلمہ زبان اور قلب سے دُور ہو جائے تو اس وقت بھی اس کا نور قائم رہتا ہے اور اس وقت یہ ذکر مشاہدہ کے ساتھ قائم ہو کر ذکر ذات بن جاتا ہے۔ یہی وہ ذکر ہے جو ذکر نور کے ساتھ ایک جوہر بن جاتا ہے (قائم بالذات ہو جاتا ہے اور غیر کا محتاج نہیں رہتا) اسی کا نام مکاشفہ، مشاہدہ اور معائنہ ہے اور یہی خلوت نشینی کا منتہائے مقصود ہے۔ (عوارف المعرف باب ۲۷)

خلوت نشینی ارباب صدق وصفا کا طریقہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہِ طور پہ جلوہ حق کے لیے جانا، اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا منتخب بنی اسرائیل کو کوہِ طور پہ لے جانا۔ سید الانبیاء، محبوب کبریا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بعثت مبارکہ سے قبل غارِ حرا میں تشریف لے جانا یہ سب خلوت نشینی کی چند مثالیں ہیں۔

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔جس کی جناب حضرت شمس بریلوی نے یوں ترجمانی فرمائی ہے کہ خلوت نشینی اور عزلت نشینی اور عزلت گزینی ارباب صدق وصفا کا طریقہ ہے اور ہمیشہ اس پر عمل پیرا رہے اور جو شخص اس پر مداومت کرتا ہے اور ہمیشہ عمل پیرا رہتا ہے۔تو اس کی تمام عمر ہی اس میں گزر جاتی ہے۔اب اگر کوئی شخص متاہل زندگی بسر کر رہا ہے۔ (اہل وعیال کی قیود میں اس کا نفس گرفتار ہے) تو ایسے شخص کو بھی خلوت نشینی سے کچھ حصہ حاصل کرنا چاہیے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک:

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ باسناد چند فرماتے ہیں کہ جو شخص خلوص دل کے ساتھ چالیس دن کے ساتھ خداوند تعالیٰ کی عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر حکمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔اس کو دنیا سے رغبت کم ہو جاتی ہے اور آخرت سے اس کا لگاؤ بڑھ جاتا ہے۔دُنیا کے امراض اور اس کے علاج سے اس کو واقف کر دیتا ہے اور اس طرح وہ بندہ خدا سال میں (کم از کم ایک مرتبہ اپنے نفس پر ضرور قابو حاصل کر لیتا ہے۔

خلوت نشینی کی اصل:

جب کوئی مرید خلوت نشینی کا ارادہ کرے تو اس کا سب سے اہم اور اصلی اُصول یہ ہے کہ وہ دنیا کو ترک کر دے اور جو کچھ اس کی ملکیت میں ہے سب سے بے تعلق ہو جائے اور اپنے لباس، مصلے کی پاکیزگی وعبادت کی پوری دیکھ بھال کے بعد غسل کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے، نماز سے فراغت کی پوری گریہ وزاری اور خشوع وخضوع کے ساتھ اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اپنے ظاہر وباطن کو یکساں رکھے، اپنے دل سے مکروفریب، بغض وحسد اور خیانت جیسی برائی کو دور کر دے۔اس کے بعد خلوت میں قدم رکھے۔(عوارف المعارف باب:۲۸)

فائدہ:

اب ذرا پچھلے صفحات میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ ملاحظہ فرمائیے۔ذرا غور تو فرمائیے ہمارے بزرگوں کا طریقہ کیا ہے اور ہم زندگی کس انداز سے گزارنے میں مصروف ہیں۔بہرحال تنہائی کے بے شمار فوائد ہیں۔اسی لیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تنہائی سے محبت کرتا ہوں کیونکہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقدس طریقہ بھی ہے اور مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ بھی۔اس سے بے شمار دینی دینوی اور اخروی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

سخت تکلیف اور دکھ:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تنہائی سے محبت کرتا ہوں اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ''لوگوں سے مجھے سخت تکلیف اور دکھ پہنچتا ہے۔کیونکہ لوگوں کے آنے سے میری توجہ ان کی طرف ہو جاتی ہے۔جس وجہ سے میں حق تعالیٰ کی یاد سے غفلت کا شکار ہو جاتا ہوں۔میں نہیں چاہتا کہ میرا ایک لحہ بھی ضائع ہو۔کیونکہ ایک ایک لحہ کا حساب ہونا ہے۔اس وجہ سے مجھے سخت تکلیف اور دکھ ہوتا ہے۔نیز لوگوں کے آنے اور یوں عزت واحترام کرنے سے نفس کے بگڑنے کا بھی خدشہ رہتا ہے۔نیز ریا کے جراثیم پھیلنے کا بھی خدشہ ہوتا ہے۔اس لیے لوگوں کے آنے کی وجہ سے بہت تکلیف اور سخت دُکھ ہوتا ہے۔

ملفوظ شریف کا بقیہ حصہ:

آپ نے ارشاد فرمایا: ''تو مجھ سے ہر لحاظ سے بہتر ہے آئندہ اپنی ملاقات حاصل نہیں ہوگی۔ میں جب بھی یاد آؤں۔ میرے حق میں دُعا کرو۔ اب تم بھی یہاں سے رخصت ہو جاؤ تا کہ میں چلا جاؤں۔''

فائدہ:

ملفوظ شریف کے اس حصے میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے عاجزانہ رویہ اختیار فرماتے ہوئے فرمایا کہ تو مجھ سے ہر لحاظ سے بہتر ہے آئندہ اپنی ملاقات نہ ہو سکے گی۔ اس لیے ملاقات کرنے کی کوشش ہی نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب انبیائے کرام کے معجزات اور اولیائے کرام کی بھی کرامات اس سلسلے میں کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جب بھی میں آپ کو یاد آؤں نیک دُعاؤں سے یاد فرمانا کیونکہ دُعا سے اللہ تعالیٰ اپنے انعامات بھی عطا فرماتا ہے اور درجات کی بلندی کا سبب بھی ہے دُعا کے متعلق تفصیلات کتب احادیث اور دُعاؤں پہ مبنی کتب اور الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اویسی کی تصنیف ''فیضان الفرید'' کا مطالعہ کیجیے۔

وقت کی قدر:

''اب تم بھی یہاں سے رخصت ہو جاؤ تا کہ میں بھی چلا جاؤں'' ملفوظ شریف کے اس حصے میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے وقت کی اہمیت کا بھی احساس دلایا ہے کہ وقت کسی کا ساتھ نہیں دیتا۔ اس لیے وقت کی قدر پہچانتے ہوئے وقت کے قیمتی لمحات کو قیمتی سے قیمتی بنانے کی سعی کیجیے اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کر کے زیادہ قیمتی بنائیے۔ اب رخصت ہو جائیے تا کہ حق تعالیٰ کی عبادت میں مشغولیت اختیار کر سکو تا کہ وقت عام معمولی اور میرے ساتھ گفتگو میں گزار دو گے اس سے بہتر یہ ہے کہ تو خالصتاً حق تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو کر قیمتی بنائیے۔ وقت کی قدر پہچانیے کہ جب وقت گزر گیا تو ایک لمحہ بھی میسر نہ ہو سکے گا۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔

اس لیے اب تم بھی چلے جاؤ تا کہ میں بھی چلا جاؤں اور حق تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو سکوں۔

-------☆☆☆-------

خصوصیت کے ساتھ زندگی گزارنا پسند نہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: میں خصوصیت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے خلاف ہوں مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں میرا ہاتھ حاجت روا کے ہاتھ میں ہے مجھے تو بس یادِ الٰہی سے غرض ہے وہ میں کر رہا ہوں اور کوئی چیز درکار نہیں (قصص الاولیاء صفحہ ۲۰۰۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ''میں خصوصیت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے خلاف ہوں''

تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور میں بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہوں جیسے سبھی انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں ویسے میں بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہوں۔ بحیثیت حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہونے کے ہم

سبھی برابر ہیں۔اس لیے میں خصوصیت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے خلاف ہوں۔

جیسے تمام انسان بحیثیت انسان برابر ہیں اسی طرح میں چاہتا ہوں کہ جیسے سبھی انسان زندگی گزار رہے ہیں کہ سبھی کو حکومت کی طرف سے خرچہ اور امداد نہیں ملتی اسی طرح کرنے میں نفس بے شمار خرابیوں میں مبتلا ہو جائے گا۔اس لیے میں خصوصیت سے زندگی بسر نہیں کرنا چاہتا تا کہ ایسی خرابیوں میں مبتلا ہونے کا راستہ ہی بند کر دیا جائے۔

مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں:

اللہ تعالیٰ نے دیکھنے کے لیے آنکھیں دی ہیں۔کام کاج کرنے کے لیے ہاتھ دیے ہیں۔چلنے کے لیے پاؤں دیے ہیں۔ سوچ و بچار کے لیے دماغ عطا فرمایا ہے۔نیز بے شمار عطاؤں سے نوازا ہے اور یہ کہ مجھے انسان بنایا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ الحمدللہ مسلمان ہوں۔ضرورت کی سبھی اشیاء مجھے حاصل ہیں تو میرا حاجت روا یعنی اللہ تعالیٰ جو کہ رب العالمین ہے وہ میری سبھی حاجات پوری فرما دیتا ہے میرا ہاتھ میرے حاجت روا کے ہاتھ میں ہے پھر کون سی ایسی حاجت باقی رہ جاتی ہے۔جو رب العالمین پوری نہیں کر سکتا۔اللہ تعالیٰ تو سبھی حاجت مندوں کی حاجت پوری کرتا ہے اسی کے دستِ قدرت میں میرا بھی ہاتھ ہے۔وہی میری تمام حاجات پوری کر دیتا ہے۔

مجھے تو بس یادِ الٰہی سے غرض ہے اس کے علاوہ میری کوئی غرض نہیں اور یہی انسان کی تخلیق کا مقصد بھی ہے

كما قال الله تعالىٰ في القرآن المجيد فرقان الحميد وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون

اسی لیے میں ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہوں۔اس کے علاوہ مجھے کچھ نہیں چاہیے۔

-------☆☆☆-------

کسمپرسی کی حالت میں رہنا پسند

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب فرمایا کہ کیا میں حاکم کوفہ کو تمھارے لیے کچھ لکھ دوں اُنھوں نے فرمایا نہیں مجھے کسمپرسی کی حالت میں رہنا زیادہ پسند ہے۔بعد اس کے یہ کوفہ واپس آ گئے (اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ اُردو ترجمہ جلد اول صفحہ: ۲۳۸)

فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَيْنَ تُرِيْدُ قَالَ الْكُوْفَةَ قَالَ اَلَا اَكْتُبُ لَكَ اِلٰى عَامِلِهَا قَالَ اَكُوْنُ فِيْ غَبْرَآءِ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيَّ (مسلم شریف باب من فضائل اویس القرنی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تم کہاں جانا چاہتے ہو۔آپ نے فرمایا۔کوفہ میں۔اُنھوں نے کہا مجھے خاکساروں میں رہنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔

فائدہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کوفہ میں جانا چاہتا ہوں۔کوفہ جانے کا سبب یہ تھا کہ مدینہ منورہ میں تو مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ جس میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دُعا کرانے کی فضیلت بیان کی گئی تھی۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی معلوم تھی اور بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی معلوم تھیں مثلاً حضرت علی

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کسی کو نہ بھی معلوم ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ تو احادیث میں ملتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت ہونے کے باوجود آپ کا بڑا ادب و احترام فرما رہے تھے اور آہستہ آہستہ تمام علاقہ والوں کو یہ خصوصیت معلوم ہو جاتی جس وجہ سے آپ کی شہرت ہر طرف پھیل جاتی لوگ آپ کی طرف کھچے چلے آتے اور آپ اپنے معمولات میں کماحقہ مشغولیت اختیار نہ کر سکتے۔ ہمہ وقت حق تعالیٰ کی عبادت میں مصروف نہ رہ سکتے۔ بلکہ اکثر وقت غفلت کا شکار رہتے جب کہ کوفہ میں آپ کی اس حیثیت سے لوگ واقف نہ تھے۔ اس لیے آپ کو تنہائی میسر ہو سکتی تھی۔ جس وجہ سے آپ نے مدینہ منورہ سے کوفہ جانا پسند فرمایا تا کہ تنہائی میسر آئے اور ہمہ وقت حق تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہ سکوں۔ اسی لیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے کسمپرسی کی حالت میں رہنا پسند ہے۔ لوگوں کے اژدھام سے وحشت ہوتی ہے کیونکہ لوگوں کے اژدھام کی وجہ سے بندہ حق تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس لیے میں کوفہ جانا چاہتا ہوں تا کہ کوئی بھی میری اس حیثیت سے باخبر نہ ہو۔ نہ کوئی مجھے اس حیثیت سے جانتا ہوگا اور نہ ہی میں حق تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہوں گا۔ مزید وضاحت دیگر ملفوظات کی شرح میں بیان کر دی گئی ہے۔

------☆☆☆------

دنیوی عزت وتکریم کی ضرورت نہیں

دنیوی عزت وتکریم کی ضرورت نہیں

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کوفہ کے گورنر کی طرف آپ کے لیے رقعہ لکھ دوں؟ انھوں نے فرمایا: میں درویش آدمی واپسی کو پسند کرتا ہوں مجھے کسی دنیاوی عزت وتکریم کی ضرورت نہیں۔

واپسی کو پسند کرتا ہوں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کو کوفہ کے گورنر کے نام رقعہ لکھ دیتا ہوں۔ وہ آپ کی مدد کرے گا جس وجہ سے تمھیں روزی اور دیگر ضروریات کے لیے پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے گا۔ پھر تمھارے لیے محض حق تعالیٰ کی عبادت کے سوا کوئی کام نہ ہوگا۔ سکون سے عبادت کرنا میسر آئے گا۔ کسی قسم کی پریشانی نہ رہے گی۔ ہر لحاظ سے دنیوی ضروریات کی فکر نہ رہے گی۔ بلکہ دیگر لوگ بھی عزت و احترام سے پیش آیا کریں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے کسی مدد کی ضرورت نہیں کیونکہ میں خود کام کرنا جانتا ہوں میں درویش ہوں۔ درویش کسی کی دولت پہ نظر نہیں رکھتے۔ بلکہ درویش کی نظر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پہ ہوتی ہے۔ اسی لیے میری نظر بھی حق تعالیٰ کی مدد پہ ہے۔ مجھے کسی کی مدد درکار نہیں بلکہ مجھے تو یہ پسند ہے کہ آپ مہربانی فرما کر اجازت عطا فرمائیں میں واپسی کو پسند کرتا ہوں۔

دنیوی عزت وتکریم کی ضرورت نہیں:

مجھے دنیوی عزت وتکریم کی ضرورت نہیں بلکہ میرے لیے وہی عزت ہی کافی ہے مجھے اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ

سے تیرا کی طرف سے حاصل ہوئی ہے۔ اس لیے مہربانی فرماتے ہوئے مجھے اجازت عطا فرمائیے۔

☆☆☆

محض ظاہری تنہائی کسی کام کی نہیں

فرمایا (محض) ظاہری تنہا رہنا درست نہیں کیونکہ دو آدمیوں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (تذکرہ اولیائے عرب وعجم)

مطلب:

محض ظاہری تنہائی کسی کام کی نہیں جب تک کہ حق تعالیٰ کی محبت نہ ہو۔ ظاہری تنہائی اس وقت مفید ہے جب ظاہری طور پر تنہائی بھی میسر ہو اور ظاہری تنہائی کے ساتھ حق تعالیٰ کی محبت دل و دماغ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہو۔ سوائے حق تعالیٰ کی یاد اور ذکر کے کوئی کام نہ ہو کوئی لمحہ بھی حق تعالیٰ کے ذکر و فکر کے بغیر نہ گزرے بلکہ جو لمحہ حق تعالیٰ کے ذکر و فکر کے بغیر گزرے۔ وہ اپنے لیے موت تصور کرے۔ ایسی تنہائی اور گوشہ نشینی ہی مفید ہے۔

اور اگر اس کے برعکس تنہائی میسر ہو کہ ذکر و فکر پہ ہمیشہ اور ہر وقت حق تعالیٰ کی یاد کی مہر نہ ہو۔ دل و دماغ پہ شیطانی اثرات کی بھرمار ہو بلکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ اور دین کے متعلقات سے یکسر ہی یا تو غیر متعلقہ رویہ اختیار کیے رہے یا موافقانہ رویے کی بجائے مخالفانہ طریقہ اختیار کرے۔ گناہوں کی دلدل میں دھنستا جا رہا ہو ایسے انسان کے لیے تنہائی، گوشہ نشینی بجائے مفید ہونے کے اور زیادہ نقصان دہ ہے۔

مثال:

ایسا انسان کہ جس کو گرمی کی زیادتی کی وجہ سے تکلیفیں ہوں ہاتھوں اور پاؤں کی تلیاں جلتی ہوں، سینے سے بھی گرمی کے اثرات کا ظہار ہوں، سر کی چوٹی بھی جلتی ہوئی محسوس ہو وغیرہ، ایسی حالت میں حکیم حضرات اکثر کہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ ٹھنڈی اشیاء استعمال کرو۔ جیسے کا جر کا جوس، گنے کا رس کچی لسی اور لسی وغیرہ۔ بلکہ لسی زیادہ سے زیادہ پینے کو کہا جاتا ہے۔ وہی انسان زخمی ہو جائے تو لسی روک دی جاتی ہے کیونکہ کہا جاتا ہے اس سے رعشہ پیدا ہوتا ہے اب ایسی چیزیں کھانی چاہئیں جن سے رعشہ خشک ہو اور زخموں میں مزید رعشہ پیدا نہ ہو تاکہ زخم جلدی بھر جائے اور درست ہو جائے۔ اب دیکھیے دودھ بڑی مفید چیز ہے زیادہ گرمی کی وجہ سے پیدا ہونے والے امراض کا بہترین علاج ہے۔ مگر جسے زخموں میں رعشہ پیدا ہونے کا خدشہ ہو اسے لسی استعمال کرنے سے روک دیا جاتا ہے۔ اسے دودھ پینے سے بھی منع کیا جاتا ہے کیونکہ اسے رعشہ پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس رعشہ کے خطرہ سے بچنے کے لیے دودھ اور لسی نہیں پی جاتی۔

چنانچہ اسی طرح کا حال محض ظاہری تنہائی کا ہے۔ ایسی ظاہری تنہائی جس میں حق تعالیٰ سے لگاؤ دین سے محبت، اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر سے قلبی تعلق قائم نہ ہو چکا ہو ایسی تنہائی انسان کے لیے نقصان دہ ہے۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ (محض) ظاہری تنہا رہنا درست نہیں ہے کیونکہ محض ظاہری طور پر تنہا رہنے سے خصوصاً جبکہ انسان کو کوئی کام بھی نہ ہو۔

کسی قسم کی مصروفیت بھی نہ ہو۔ انتہائی نقصان دہ ہے۔ ایسی حالت میں انسانی سوچوں پہ شیطانی سوچوں کا راج ہوتا ہے۔ جس سے وہ نئی نئی ایسی ترکیبیں سوچتا ہے۔ جس سے اس کے لیے شیطانی امور میں آسانیاں پیدا ہو جائیں۔ نئی نئی شیطانی سوچیں پیدا ہوتی ہیں۔ بلکہ بے شمار گناہوں میں معاون خیالات ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔ نئے نئے گوشے اور نئی نئی ترکیبیں ذہن میں پیدا ہوتی ہیں۔ کہ کس طرح ناجائز مال استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کیسے کیسے طریقوں سے فلاں قسم کے گناہوں کی دلدل میں نہایا جا سکتا ہے۔ چوری کے لیے کون کون سی نئی اور انوکھی ترکیبیں استعمال کی جائیں کہ مالکوں کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ کن طریقوں سے ڈاکہ زنی کو کامیاب کیا جا سکتا ہے۔ مختصر یہ کہ ایسا انسان شیطان کا آلہ کار بن جاتا ہے۔

شیطان سے نجات کا طریقہ:

ایسے ہی حالات سے دوچار انسان کے لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا یہ ملفوظ شریف بڑا ہی مفید ہے۔ بلکہ ایک نعمت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے تو یہ نسخہ ضرور استعمال کرنا چاہیے۔ بلکہ لازم ہے کہ ایسی حالت میں آپ کے اس ملفوظ شریف پہ عمل پیرا ہو کر شیطان اور شیطانی امور سے نجات حاصل کرنی چاہیے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ (محض) تنہا رہنا درست نہیں ہاں گوشہ نشینی اختیار کرنا چاہتا ہے۔ تو پھر بزرگانِ دین کے طریقے کے مطابق صحیح گوشہ نشینی اختیار کر کہ جس میں شیطان اور شیطانی امور سے دور کا بھی واسطہ نہ ہو۔ محض اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے لیے ہی گوشہ نشینی اختیار کی جائے اور اسی کے ذکر و فکر میں ہی مصروفیت اختیار کی جائے۔ تب تو گوشہ نشینی مفید ہے۔ ضرور اختیار کرنی چاہیے کہ مختلف انبیاء کرام بالخصوص سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ بھی ہے۔ ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ مبارک میں اعتکاف بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

ایسے طریق کے برعکس انسان کے لیے انتہائی نقصان کا باعث ہے ایسی گوشہ نشینی سے پرہیز ضروری ہے۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے طریقہ یہ بیان فرمایا ہے کہ (محض) ظاہری تنہا رہنا درست نہیں کیونکہ دو آدمیوں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

بعض لوگوں کے لیے گوشہ نشینی نقصان دہ ہے:

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جاننا چاہیے کہ دینی اور دنیاوی مقاصد میں بعض ایسے مقاصد بھی ہوتے ہیں۔ جن کا حصول دوسروں کے بغیر ممکن نہیں ہوتا اور لوگوں سے ملے بغیر وہ درست ہو ہی نہیں سکتے اور گوشہ نشینی کی صورت میں ان کا فوت ہو جانا لازمی ہوتا ہے۔ گوشہ نشینی کا ایک بہت بڑا نقصان ہے (نسخہ کیمیا اردو ترجمہ کیمیائے سعادت صفحہ ۴۴۶)

محض ظاہری تنہا رہنا درست نہیں:

کیونکہ محض ظاہری تنہا رہنا اس لیے درست نہیں کہ بے شمار ایسی نیکیاں ہیں جو انسان کر نہیں سکتا مثلاً نماز جماعت، فریضہ حج کی ادائیگی، علم سیکھنا اور سکھانا والدین سے حسن سلوک، اولاد کی تربیت، حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ انسان پہ حقوق العباد بھی لازم ہوتے ہیں۔ مگر ظاہری گوشہ نشینی انسان کو حقوق العباد سے غافل رکھتی ہے جو انتہائی نقصان کا سبب ہے۔ اگر مسائل کی ضرورت ہو تو انسان مسائل سمجھ اور سمجھا نہیں سکتا۔ بلکہ حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے یوں لکھا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ (محض ظاہری گوشہ

نشینی کی) پہلی آفت تو یہ ہوتی ہے کہ علم سیکھنے سکھانے کا موقع نہیں ملتا اور یاد رہے کہ جس شخص نے وہ علم بھی حاصل نہ کیا ہو جس کا سیکھنا اس کے لیے فرض ہے تو گوشہ نشینی قطعی حرام ہے اور اگر فریضہ علوم حاصل کرنے کے دوسرے علوم سیکھنا اس کے لیے ممکن نہ ہو۔ یعنی ان کا سمجھنا ہی اس کے لیے مشکل ہو تو ایسا شخص عبادت کا آرزومند ہونے کی صورت میں گوشہ نشین ہو جائے تو جائز ہے۔ لیکن اگر وہ علوم شریعت حاصل کرنے کی طاقت اور ذہانت رکھتا ہو تو اس کے لیے گوشہ گیر ہو کر بیٹھنا زبردست خسارے کا باعث ہے۔ کہ اول تو تکمیل علم کے بغیر گوشہ نشین ہونے والے کا زیادہ تر وقت سونے اور بے کاری میں گزر جاتا ہے یا پریشان خیالات میں ضائع ہو جاتا ہے دوسرے یہ کہ اگر بالفرض وہ وقت کو ضائع نہ ہونے دے اور سارا دن عبادت میں لگا رہے تو بھی علمی استحکام سے محرومی اسے عبادت میں غرور و تکبر سے خالی نہ رہنے دے گی اور طرح طرح کے غلط اندیشے اس پر مسلط رہیں گے اور اعتقاد بھی غلطی و خطا سے محفوظ نہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسے ایسے خطرناک کلمات اس کی زبان سے نکل سکتے ہیں یا بعض افعال ایسے سرزد ہو سکتے ہیں جو کفر یہ بدعت میں شامل ہوں اور اسے کم علمی (اور نا سمجھی) کی وجہ سے خبر نہ ہو۔

(نسخہ کیمیا ترجمہ کیمیائے سعادت صفحہ:۴۴۶)

فائدہ:

اس میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ محض تنہا نہیں رہنا چاہیے کیونکہ ایسی تنہائی بے شمار نقصانات کا سبب ہے اور اکیلا ہونے کی وجہ سے بے شمار ایسے امور بھی سرانجام دینے میں جھجک محسوس نہیں کرے گا۔ جو حق تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بن سکتے ہیں اور جب ساتھ کوئی دوسرا انسان موجود ہو گا تو وہ ایسے گھناؤنے امور سرانجام دینے سے ہچکچائے گا۔ اسی لیے کہ شیطان ایسے امور انسان سے کروانے کے لیے پورا جتن کرتا ہے۔ مگر دوسرا انسان پاس موجود ہونے کی وجہ سے وہ بعض اوقات ایسے امور سرانجام نہیں دے سکتا۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دو آدمیوں سے شیطان بھاگ جاتا ہے کہ اکیلے انسان کو شیطان ایسے ناجائز امور کی طرف راغب کرتا ہے مگر دوسرے انسان کے ہونے کی وجہ سے وہ باز رہتا ہے جو کہ شیطان کی ناکامی کا باعث بن جاتا ہے۔

تنہائی میں نامحرم عورت کے ساتھ وقت نہ گزارنے کا حکم:

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا لَا يَبِيْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ اِمْرَاَةٍ ثَيِّبٍ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ نَاكِحًا اَوْ ذَا مَحْرَمٍ

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب النظر الی المخطوبۃ وبیان العورات)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خبردار کوئی مرد کسی شادی شدہ عورت کے پاس (تنہائی میں اکیلا) رات نہ گزارے مگر یہ کہ اس کا خاوند یا محرم رشتہ دار (ساتھ ہو)

فائدہ:

یعنی شیطان اسے ورغلا کر بہلا پھسلا کر گمراہ کر کے گناہ میں مبتلا کر دے گا۔ اگر کوئی محرم یا خاوند ہوا تو شیطان اپنے مشن

میں ناکام ہوگا۔

فائدہ:

معلوم ہوا کہ تنہائی میں شیطان انسان کو بہکانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے اور اگر دوسرا ساتھی ہو تو شیطان کم حقہ بہکانے سے قاصر رہتا ہے اور کم ہی شیطان کا داؤ چلتا ہے۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (محض) ظاہری تنہا رہنا درست نہیں کیونکہ دو آدمیوں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ محض ظاہری تنہائی ریاکاری کا سبب ہے اور ریاکاری شیطانی فعل ہے۔ لہٰذا ایسی تنہائی کا کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ الٹا نقصان ہے اس کی محض ظاہری تنہائی درست نہیں ہے۔

------☆☆☆------

آخرت کی سرداری

فرمایا: میں نے آخرت کی سرداری طلب کی تو وہ مجھے مخلوق خدا کو نصیحت کرنے میں ملی۔

(حضرت اویس قرنی عاشق رسول صفحہ ۱۳۸)

آج کل اکثر انسان سرداری کے طالب ہیں۔ کوئی ممبر بننے کا متمنی ہے تو کوئی کسان ممبری کے حصول کے لیے جدوجہد کر رہا ہے۔ کوئی یونین کونسل سطح پہ سرداری کے حصول کے لیے الیکشن میں حصہ لیتا ہے تو کوئی صوبائی اسمبلی کا ممبر بننے کے لیے دن رات ایک کر رہا ہے۔ کوئی قومی اسمبلی میں بیٹھنے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ کوئی مشاورت چاہتا ہے تو کوئی قلمدانِ وزارت کے لیے محنت کر رہا ہے۔ کوئی وزیر اعلیٰ بننا چاہتا ہے اور کوئی وزیر اعظم بننے کے لیے اپنی ساری توانائیاں صرف کر رہا ہے۔ حتیٰ کہ کوئی صدر بننے کے لیے کیا کیا جتن کرتا ہے۔ اس سلسلے میں کوئی کسی کا کچھ نہیں لگتا بس کیا خوب کسی نے کہا تھا کہ میری ماں پیسہ باپ پیسہ میرے سبھی رشتے پیسہ سے منسلک ہیں۔ میرے لیے بھی کچھ پیسہ ہے اگر پیسہ ہے تو سبھی کچھ ہے اور اگر پیسہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اس دنیا میں اکثریت کسی نہ کسی رنگ میں سرداری کی طلب میں ہے۔ اس سلسلے میں اسے تن من دھن سب کچھ قربان کرنا پڑے گا تو کوئی بات نہیں سب کچھ داؤ پہ لگا کر بھی سرداری کی طلب سے پیچھے نہیں ہٹا جا سکتا۔ اس سلسلے میں عزت داؤ پہ لگتی ہے تو کوئی پرواہ نہیں سرداری ہاتھ آگئی تو عزت دوبارہ مل جائے گی۔ عظمت پہ حرف آتا ہے تو اسے برا محسوس نہیں کیا جاتا کیونکہ ذہن میں یہ سوچ پیدا ہو جاتی ہے کہ عظمت پہ حرف آتا ہے تو آنے دو۔ کوئی بات نہیں۔ جب سرداری میسر آگئی تو عظمت کے ترانے گائے جاتے رہیں گے دنیا جہان میں رسوائی ہوتی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا سرداری میسر آنے سے رسوائی کے داغ خود بخود ہی ڈھل جائیں گے عزت نیلام ہوتی ہے تو عزت نیلام ہونے دو۔ چند دنوں کی بات ہے جب سرداری میسر آئے گی تو سب کچھ چھپ جائے گا۔ سب کچھ پہ پردہ ڈال دیا جائے گا۔ مگر افسوس یہ سرداری محض چند دنوں کی ہوگی۔ یہ سرداری چند دنوں کے لیے بظاہر روشنی ہوگی کیا خوب کسی نے کہا کہ۔

چار دناں دی چانن ہوندی فیر ہنیریاں راتاں
کہنا میاں محمد والا ہر دم سوچ بچاراں

فائدہ:

بہر حال مختصر یہ کہ یہ سب کچھ چند روزہ ہے۔ ایک دن یہ سب کچھ ختم ہو جانا ہے۔ اتنی محنت سب کچھ ختم ہونے والی چیز کے لیے کیوں کی جائے۔ تن من دھن سب کچھ قربان کرنا ہے تو کیوں نہ اس سرداری کے لیے کیا جائے جو ہمیشہ کے لیے حاصل ہوگی اگر اپنا ظاہری دنیوی جاہ و جلال اور عزت و عظمت داؤ پہ لگانا ہی چاہتا ہے تو کیوں نہ اس سرداری کے لیے داؤ پہ لگایا جائے جو نہ ختم ہونے والی سرداری اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوگی۔ یہاں دنیا میں رہتے ہوئے جس سرداری کی خواہش کی جائے وہ چند روزہ ہی ہوگی۔ کوئی سرداری چند ماہ تک کے لیے ہوتی ہے کوئی چند سال قائم رہتی ہے۔ جو سرداری زیادہ سے زیادہ قائم رہ سکتی ہے وہ تا حیات سرداری ہوگی۔ ہر ایک کی ظاہری دنیوی زندگی ایک نہ ایک دن ختم ہو جائے گی سب نوکر چاکر ماتحت دیکھتے رہ جائیں گے کہ نا معلوم کس لمحے زندگی کی ڈور ٹوٹ جائے گی۔ زندگی کی پتنگ انتہائی بلندی پہ پرواز جاری ہونے کے باوجود نہ جانے کس لمحے کٹ جائے گی۔ کیونکہ سبھی کے لیے ارشاد ربانی ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

ہر ایک نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے

ہر ایک نے موت کا شکار ہونا ہے جو کچھ بنا ہے۔ ہر ایک نے ٹوٹنا ہے۔ جو بھی پیدا ہوا ہے اس نے مرنا ہے دوام کسی کو بھی حاصل نہیں اسی طرح انسان تا حیات کی سرداری بھی کب تک قائم رہے گی زندگی کے خرمن کو موت کی چنگاری جلا کر رکھ دے گی۔ زندگی کے اختتام ہوتے ہی سرداری کے سبھی خواب ٹوٹ جائیں گے۔ حتیٰ کہ حال یہ ہو جائے گا کہ کسی پہ سرداری کیا چل سکے گی خود تیرے اپنے ہاتھ تیرا کہنا ماننے سے انکار کر دیں گے گویا تیرے اپنے ہاتھ بھی تیری سرداری ماننے سے انکار کر دیں گے۔ تیرے اپنے پاؤں پہ تیرا اختیار قائم نہ رہ سکے گا۔ تیرا اپنا وجود ہی تیرے اختیار اور تیری سرداری کو ٹھکرا دے گا ایسی ناپائیدار سرداری کو حاصل کرنے کے لیے اپنا سب کچھ داؤ پہ لگا دینا کہاں کی سمجھداری ہے کہاں کی عقل مندی ہے اور سچ پوچھیے اور غور و فکر سے کام لیجیے تو تجھے بھی تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہ رہے گا کہ ایسی نشان بر آب سرداری کے لیے سب کچھ قربان کر دینا عقل مندی نہیں بے وقوفی ہے ناسمجھی ہے لہٰذا آج ہی سمجھداری کا ثبوت دے وہ سرداری حاصل کرنے کی کوشش کر جو تجھے دنیا و آخرت دونوں جہاں میں کامیابی سے سرفراز ہونے کا سبب بنے اس سرداری کا خیال دل سے نکال دے جو دنیا و آخرت میں ناکامی کا سبب ہو۔

کامیابی کی ضامن سرداری:

کامیابی کی ضامن سرداری وہ ہے جو انسان کی بقیہ زندگی کے لیے سرداری کا باعث ہو۔ بعد از مرگ بھی سرداری قائم رہے۔

قبر میں سرداری کے فوائد سے مستفید ہونا نصیب ہو۔ میدانِ محشر میں بھی رب کائنات کے انعامات کا سبب بنے، میزان عمل کے وقت اعمال کی قبولیت کی خوشخبری عطا ہو۔ پل صراط سے گزرنا آسان ہو حتیٰ کہ حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔

آخرت کی سرداری:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے آخرت کی سرداری طلب کی تو وہ مجھے مخلوق خدا کو نصیحت کرنے میں ملی

فائدہ:

دنیا ختم ہونے والی ہے اسی طرح دنیا کی سرداری بھی ختم ہونے والی ہے۔ دنیا ختم ہو جائے گی۔ دنیا کے ختم ہوتے ہی دنیا کی سرداری بھی ختم ہو جائے گی۔ جب کہ آخرت ہمیشہ ہمیشہ رہے گی اسی طرح آخرت کی سرداری ملتی تو وہ ختم نہ ہوتی۔ بلکہ ہمیشہ ہمیشہ قائم رہے گی۔ ہمیشہ کی سرداری کے مدمقابل عارضی سرداری ہے۔ عقل انسانی کے سامنے اگر یہ معاملہ پیش کیا جائے تو عقل انسانی یہی دہائی دے گی کہ خدارا ختم ہونے والی سرداری لے کر کیا کرے گا تو بے وقوف تو نہیں کہ ہمیشہ کی سرداری کے مقابل ختم ہونے والی سرداری حاصل کرنا چاہتا ہے۔

میرے دوستو! کوئی بھی صحیح سوچ رکھنے والا انسان گھاٹے کا سودا کرنا پسند نہیں کرتا۔ چند لمحات کے لیے گھاٹے کا سودا کوئی نہیں کرنا چاہے گا۔ تو ہمیشہ ہمیشہ کے گھاٹے کا سودا کرنا کہاں کی دانش مندی ہے۔ اس لیے دعوت فکر ہے کہ دوست! ذرا اپنا نفع و نقصان خوب سوچ سمجھ لے کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر پچھتانا پڑے۔ بعد کا پچھتانا کسی کام نہ آئے گا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ان افسوس میں اضافہ ہوگا۔ وہی سوچ سوہان روح ثابت ہوگی مگر اس وقت کا پچھتانا بجائے فائدہ کے نقصان دہ ثابت ہوگا اس لیے پنجابی ضرب المثل ہے کہ "ڈھلے بیراں دا ہالے کجھ وی نہیں گیا۔" ابھی وقت ہے سنبھلنے کا خدارا آج سنبھل جا اسی میں تیرا بھلا ہے۔ ورنہ وقت گزر گیا بعد یعنی بعد از مرگ پچھتائے کیا ہوگا کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔ کیا خوب ضرب المثل ہے کہ "اب پچھتائے کیا ہووت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔"

بہترین مشورہ:

اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے غیر محسوس طریقے سے حقیقت سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ میں نے آخرت کی سرداری طلب کی تو مخلوق خدا کو نصیحت کرنے سے مجھے آخرت کی سرداری حاصل ہوئی ہے۔ گویا آپ کے فرمان مبارک سے یہ اصول اخذ ہوا کہ جو بھی ہمیشہ کی سرداری ختم نہ ہونے والی سرداری کا طالب ہوا سے چاہیے کہ وہ دنیا کی سرداری طلب نہ کرے بلکہ آخرت کی سرداری طلب کرے اور آخرت کی سرداری کے حصول کے لیے بہترین مشورہ یہ ہے کہ مخلوق خدا کو نصیحت کرتے رہنے کا شیوہ بنالیجیے۔ ایسا کرنے سے آخرت کی سرداری حاصل ہوگی۔

علوم کی بہار:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نبی نہیں ہیں بلکہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی حد تک محبت کرنے والے حضور کے غلام ہیں۔ انھیں حق تعالیٰ نے ایسے علوم سے نوازا ہے کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ یہ تو ہے غلام کے علوم کا حال آقا کے علوم کا کیا کہنا۔ پھر بھی کوئی نہ سمجھے تو اس کا اپنا نصیب۔

تیرا نصیب تیرے لیے میرا نصیب میرے لیے
کس کو کیا ملا یہ اپنے نصیب کی بات ہے

(ابو احمد اویسی)

مخلوق خدا کو نصیحت کرنے کی فضیلت:

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بعض لوگ اچھائیوں کے پھیلنے اور برائیوں کے روکنے کا سبب ہوتے ہیں اور بعض برائیوں کے پھیلنے اور اچھائیوں کی رکاوٹ کا سبب ہوتے ہیں پس بشارت ہے ان لوگوں کے لیے جنھیں اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا ذریعہ بنایا اور تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جنھیں اللہ تعالیٰ نے بدی کا سبب بنایا یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنے والا نیکی کو پھیلاتا ہے اور بدی کو روکتا ہے اور وہی مومنین میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

یعنی مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

اور وہ لوگ جو بدی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے روکتے ہیں وہ منافق ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ م بَعْضٍ يَاْ مُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ

منافق مرد اور منافق عورتیں ایک طرح سے ہیں یہ برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے منع کرتے ہیں۔

(تنبیہ الغافلین حصہ اول باب بالمعروف ونہی عن المنکر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول مبارک:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا سب سے افضل عمل ہے اس سے فاسق جلتا ہے پس نیکی کا حکم دینے والا مومن کی پشت پر ہے اور بدی سے روکنے والا منافق کی ناک رگڑنے والا ہے۔

(تنبیہ الغافلین حصہ اول باب امر بالمعروف ونہی عن المنکر)

ھدایت کی طرف بلانے کی فضیلت:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَّ مَنْ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَايَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا (مسلم، مشکوۃ شریف اب الاعتصام)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو ہدایت کی طرف بلائے اس کو تمام عاملین کی طرح ثواب ملے گا اور اس سے ان کے اپنے ثوابوں سے کچھ کم نہ ہوگا اور جو گمراہی کی طرف بلائے تو اس پر تمام پیروی کرنے والے گمراہوں کے برابر گناہ ہوگا اور یہ ان کے گناہوں سے کچھ کم نہ کرے گا۔

فائدہ :

یہ حکم نبی ﷺ اوران کے صدقہ سے تمام صحابہ آئمہ مجتہدین علمائے متقدین ومتاخرین سب کوشامل ہے۔ مثلاً اگر کسی کی تبلیغ سے ایک لاکھ نمازی بنیں تو اس مبلغ کو ہروقت ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہوگا اوران نمازیوں کو اپنی اپنی نمازوں کا ثواب ،اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا ثواب مخلوق کے اندازے سے وراء ہے۔ رب فرماتا ہے وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ایسے ہی وہ مصنفین جن کی کتابوں سے لوگ ہدایت پارہے ہیں قیامت تک لاکھوں کا ثواب اُنھیں پہنچتارہے گا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰى کیونکہ یہ ثوابوں کی زیادتی اس کے عمل تبلیغ کا نتیجہ ہے۔

(مراۃ شرح مشکوۃ جلداول صفحہ:۱۶۰)

فائدہ:

اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آخرت کی سرداری طلب کی تو وہ مجھے مخلوق خدا کی نصیحت کرنے میں ملی۔

------☆☆☆------

تقدیر کے لکھے پہ مطمئن ہوجا

فرمایا: پوچھا: یقین کس طرح حاصل ہوگا۔

فرمایا: تو اپنی تقدیر پر قانع رہ یعنی جو کچھ تیری تقدیر میں لکھا ہے اس پر مطمئن ہوجا اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے کنارہ کرلے۔ (لطائف نفیسہ درفضائل اویسیہ صفحہ:۱۳۱)

سوال کرنے والے نے سوال کیا کہ یقین کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟ وہ کون سے امور ہیں کہ جنھیں اختیار کروں تو مجھے یقین کی دولت حاصل ہوجائے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ تیری تقدیر میں لکھا ہے وہ سب کچھ تجھے حاصل ہونا ہے اور جو کچھ تیری تقدیر میں نہیں لکھا وہ تجھے حاصل نہ ہوسکے گا خواہ جتنے بھی جتن کرلے محروم ہی رہے گا۔ اس لیے تقدیر سے زائد کے حصول کی کوشش فضول ہے اور اس سلسلے میں پریشانیوں میں مبتلا ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لیے جو کچھ تجھے حاصل ہونا ہے یا جو کچھ حاصل نہیں ہونا، جو مصائب اور تکلیفیں تجھے آنی ہیں وہ آکررہیں گی اس سلسلے میں پریشان ہونے کا کوئی فائدہ نہیں اس لیے تقدیر پہ قانع رہ یعنی جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے۔ اس پر مطمئن ہوجا اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے کنارہ کرلے۔

تقدیر:

(۱) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝

اپنے رب کے نام کی پاکی بولو جو سب سے بلند ہے۔

(۱) اَلَّذِیْ فَسَوّٰیo وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی o (پارہ ۳۰۔سورۃ الاعلیٰ)

جس نے بنا کر ٹھیک کیا اور جس نے اندازہ پر رکھ کر راہ دی۔

(۲) مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗo مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ oثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗo

(پارہ ۳۰ سورۃ عبس ۱۸۔تا ۲۰)

اسے کاہے سے بنایا پانی کی بوند سے اسے پیدا فرمایا پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر رکھا پھر اسے راستہ آسان کیا۔

تقدیر پر ایمان:

عارف باللہ شیخ محقق حضرت مولینا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ تقدیر پر ایمان لانے سے مراد یہ ہے کہ ہم ایمان لاتے ہیں کہ عالم میں جس قدر خیر و شر کا وقوع ہو رہا ہے بندوں کے اعمال و کردار سے متعلق ہو یا اس کے علاوہ سب اس کی تقدیر کے مطابق ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ازل میں ہی ساری کائنات کی تقدیر متعین کر لی ہے۔ سب کچھ اسی نے پیدا فرمایا ہے اور کوئی ذرہ اس کی تقدیر سے باہر نہیں نکل سکتا مگر اس کے باوجود بندوں کو ایک گونہ اختیار دیا گیا تا کہ اس پر ثواب و عتاب مرتب ہو

انسان میں ایک صفت ہے جسے اختیار کہتے ہیں۔ اس کے تحت بندہ داعیہ شوق و نصرت کی بنا پر فعل و ترک کی دو جانبوں میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح دیتا ہے اس کی یہ حرکت و ترجیح مرض رعشہ والے کی حرکت کی طرح نہیں ہوتی کہ اس مریض کو اپنی حرکت میں کچھ اختیار نہیں ہوتا اس تحقیق و گفتگو سے ظاہر ہوا کہ جبریہ کا مذہب کہ آدمی کو حرکت جمادی حرکات کی طرح ہیں بالکل باطل ہے ان کے مذہب کا بطلان مشاہدے سے بھی ثابت ہوتا ہے اور کتاب و سنت کی اطلاع و خبر سے بھی معلوم ہو چکا ہے کہ ہر چیز ازل میں مقدر ہو چکی ہے اور سب کچھ خدا تعالیٰ کی مشیت و ارادہ اور اس کے پیدا کرنے سے ہے اور فرقہ قدریہ کا مذہب بھی باطل ہے جو کہتے ہیں کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق اور اپنے کاروبار میں مستقل ہے۔ مگر حق جبر و قدر کے درمیان ہے۔ جیسا کہ امام العارفین ابو عبداللہ حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ وعلیٰ آبآئہٖ الکرام نے فرمایا ہے۔ **لاجبرو لاقدر ولکن امر بین امرین** یعنی نہ جبر درست ہے اور نہ قدر صحیح ہے بلکہ حق ان دونوں کے درمیان ہے (ماخوذ از اشعۃ اللمعات اُردو ترجمہ جلد اول صفحہ: ۳۲۲۔۳۲۱)

تقدیر کے متعلق حکیم الامت کی تحقیق:

تقدیر کے لغوی معنی اندازہ لگانا ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ کبھی یعنی قضا اور فیصلہ بھی آتی ہے اصطلاح میں اس اندازے اور فیصلہ کا نام تقدیر ہے جو رب کی طرف سے اپنی مخلوق کے متعلق تحریر میں آچکا

تقدیر کی تین اقسام:

تقدیر تین قسم کی ہے (۱) مبرم (۲) مشابہ مبرم (۳) معلق

پہلی قسم میں تبدیلی ناممکن ہے، دوسری خاص محبوبوں کی دعا سے بدل جاتی ہے اور تیسری عام دُعاؤں اور نیک اعمال سے بدلتی رہتی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ عِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتٰب ابراہیم علیہ السلام کو قوم لوط کے لیے دُعا کرنے

سے روک دیا گیا کیونکہ ان پر دنیوی عذاب کا فیصلہ مبرم ہو چکا تھا۔ آدم علیہ السلام کی دُعا سے داؤد علیہ السلام کی عمر بجائے ساٹھ سال کے سو سال ہوگئی وہ قضاء مبرم تھی یہ معلق خیال رہے کہ تقدیر کی وجہ سے انسان پتھر کی طرح مجبور نہ ہوگئی ورنہ قاتل پھانسی نہ پاتا اور چور کے ہاتھ نہ کٹتے کیونکہ رب تعالیٰ کے علم میں یہ آچکا فلاں اپنے اختیار سے یہ حرکت کرے گا دُعائیں دوائیں ہماری تدبیریں اور اختیارات سب تقدیر میں داخل ہیں (مراۃ شرح مشکوۃ جلد اول صفحہ ۹۰)

حدیث شریف ۱:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَا لْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ (مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف کتاب الایمان۔ باب القدر عام)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تقدیریں لکھ دیں آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے فرمایا اور اس کا عرش پانی پر تھا۔

فائدہ ۱:

پچاس ہزار سال پہلے اس تقدیر اشیاء اور آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش کے درمیان مدت کی درازی اور اس درازی میں مبالغہ مراد ہے اس عدد معین کی تعین وتحدید مقصود نہیں کہ مخلوق کی تقدیروں کا اندازہ اور اس کی تعین تو ازل میں ہو چکی ہے۔ اس لیے اس ازلی تعین کو زمانے کے کسی عدد معین کے ساتھ خاص کرنا درست نہ ہوگا۔ جیسا کہ علماء نے فرمایا ہے لیکن یہ گفتگو اس صورت میں ہے جب کہ کتابت سے تقدیر تعیین مراد لی جائے اور اگر کتاب کو اس کے حقیقی معنی پر عمل کیا جائے تو پھر اس تاویل کی ضرورت نہیں کہ اس صورت میں ممکن ہے کہ تقدیر و اندازہ تو ازل میں ہوا ہو اور اس کی کتابت وتحریر بعد میں آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے ہوئی ہو۔ جیسا کہ مخفی نہیں۔ (اشعۃ اللمعات اُردو ترجمہ جلد اول صفحہ: ۳۲۳)

فائدہ ۲:

قلم نے لوح محفوظ پر بحکم الٰہی واقعات عالم ازلی سے ابد تک ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ رکھ دیا خیال رہے کہ یہ تحریر اس لیے نہ تھی کہ رب کو بھول جانے کا خطرہ تھا بلکہ اس کا منشاء فرشتوں اور بعض محبوب انسانوں کو اس پر مطلع کرنا تھا (مرقاۃ) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے سارے واقعات عالم پر خبر رکھتے ہیں ورنہ یہ تحریر بے کار جاتی، لوح محفوظ کو قرآن کریم نے کتاب مبین یعنی ظاہر کرنے والی کتاب۔ اگر لوح محفوظ سب کی نگاہوں سے چھپی ہوتی تو مبین نہ ہوتی۔

(مرات شرح مشکوۃ جلد اول صفحہ: ۹۱-۹۰)

حدیث شریف ۲:

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَرَغَ

اِلٰی کُلِّ عَبْدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ مِنْ خَمْسٍ مِنْ اَجَلِهٖ وَعَمَلِهٖ وَمَضْجَعِهٖ وَاَثَرِهٖ وَرِزْقِهٖ

(رواہ احمد۔مشکوۃ تقدیر کا بیان فصل ۳)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کے ہر بندے کی پانچ چیزوں سے فارغ ہو چکا ہے اس کی موت سے اس کے عمل سے اس کی رہنے کی جگہ سے۔اس کی حرکات وسکنات سے اور اس کے رزق سے۔

حدیث شریف ۲:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کہ سچے ہیں اور سچی خبریں آپ کو دی گئی ہیں ہم سے بیان فرمایا بے شک تم میں سے ایک کا مادہ پیدائش اس کی ماں کے شکم میں جمع رکھا جاتا ہے۔چالیس دن تک نطفے کی شکل میں پھر اس کے بعد چالیس دن جمے ہوئے خون کی صورت میں رہتا ہے اس کے بعد چالیس روز تک گوشت کے ٹکڑے کی شکل میں۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے چار باتیں لکھنے کے لیے چنانچہ وہ اس کا عمل لکھتا ہے۔اس کی مدت زندگی لکھتا ہے۔اس کا رزق لکھتا ہے اور یہ بات لکھتا ہے کہ بد بخت ہے۔یا نیک بخت۔پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے تو قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں کہ تم میں سے ایک شخص اہل جنت والے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔پھر اس پر نوشتہ تقدیر غالب آتا ہے تو اہل دوزخ والے عمل میں مصروف ہو جاتا ہے اور دوزخ میں جاتا ہے اور تم میں سے ایک آدمی اہل دوزخ کے اعمال کرتا رہتا ہے۔یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔پھر اس پر نوشتہ تقدیر غالب آجاتا ہے۔تو وہ جنتیوں والا عمل شروع کر دیتا ہے اور جنت میں جاتا ہے (بخاری شریف۔مسلم شریف۔مشکوۃ شریف کتاب الایمان)

مسئلہ تقدیر بیان کرتے ہوئے حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب بیان کیا ہے۔

جِت دیاڑے دھن وری سا ہے لے لکھائے
ملک جو کنیں سُنیندا موںہہ وکھالے آئے

مطلب:

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے موت کے متعلق ایک مثال کے ذریعے بیان فرمایا ہے جس دن دلہن کی منگنی ہوئی۔یعنی جس دن سے روح کی نسبت جسم سے طے ہوئی اسی دن (ازل) سے ہی اس کی شادی کی تاریخ بھی مقرر کر دی گئی شادی سے مراد موت ہے اس کی سانسیں لکھ دی گئی ہیں۔جب موت کا وقت آجاتا ہے تو ملک الموت جو سننے میں آتا ہے۔وہ نقاب کشائی کے سلسلے میں آجاتا ہے۔(فیضان الفرید شرح دیوان بابا فرید صفحہ ۸۳)

عقیدہ:

ہر بھلائی برائی اس نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرما دی ہے۔جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ دیا تو یہ نہیں کہ جیسا اُس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے۔بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا۔زید

کے ذمہ برائی لکھی اس لیے کہ زید برائی کرنے والا تھا۔ اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا تو وہ اس کے لیے بھلائی لکھتا تو اس کے علم یا اس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی ﷺ نے اس اُمت کے مجوس بتایا۔
(بہار شریعت جلد اول حصہ اول صفحہ ۵)

قضاء کی تین اقسام:

قضا تین قسم ہے

(۱) مبرم حقیقی کہ علم الٰہی میں کسی شے پر معلق نہیں۔

(۲) اور معلق محض کہ صحف ملائکہ میں کسی شے پر اس کا معلق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے۔

(۳) معلق شبیہ بہ مبرم کہ صحف ملائکہ میں اس کی تعلیق مذکور نہیں اور علم الٰہی میں تعلیق ہے۔

وہ جو مبرم حقیقی ہے اس کی تبدیلی نا ممکن ہے اکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انھیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے۔ ملائکہ قوم لوط پر عذاب لے کر آئے سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا الکریم وعلیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کہ رحمت محضہ تھے ان کا نام پاک ہی ابراہیم ہے یعنی اب رحیم مہربان باپ ان کافروں کے بارے میں اتنے ساعی ہوئے کہ اپنے رب سے جھگڑنے لگے ان کا رب فرماتا ہے۔ يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ہم سے جھگڑنے لگا قوم لوط کے بارے میں یہ قرآن عظیم نے ان بے دینوں کا رد فرمایا جو محبوبانِ خدا کو بارگاہ عزت کوئی عزت و وجاہت نہیں جانتے اور کہتے ہیں اس کے حضور کوئی دم نہیں مار سکتا حالانکہ ان کا رب عزوجل ان کی وجاہت اپنی بارگاہ میں ظاہر فرمانے کو خود ان لفظوں سے ذکر فرماتا ہے کہ ہم سے جھگڑنے لگا قوم لوط کے بارے میں حدیث میں ہے شب معراج حضور اقدس ﷺ نے ایک آواز سنی کہ کوئی شخص اللہ عزوجل کے ساتھ بہت تیزی اور بلند آواز سے گفتگو کر رہا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں عرض کی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ فرمایا کیا اپنے رب پر تیز ہو کر گفتگو کرتے ہیں۔ عرض کی ان کا رب جانتا ہے کہ ان کے مزاج میں تیزی ہے۔ جب آیت کریمہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ نازل ہوئی کہ بے شک عنقریب تمھارا رب اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے حضور سید المحبوبین ﷺ نے فرمایا۔ اِذًا لَّا اَرْضٰى وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِيْ فِي النَّارِ۔ ایسا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی آگ میں ہو۔

یہ تو شانیں بہت رفیع ہیں جن پہ رفعت عزت وجاہت ختم ہے صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم مسلمان ماں باپ کا کچا بچہ جو حمل سے گر جاتا ہے۔ اس کے لیے حدیث میں آیا ہے کہ اور قیامت کے دن اللہ عزوجل سے اپنے ماں باپ کی بخشش کے لیے ایسا جھگڑے گا جیسا قرض خواہ کسی قرض دار سے یہاں تک کہ فرمایا جائے گا۔ اَيُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهٗ اے کچے بچے اپنے رب سے جھگڑنے والے! اپنے ماں باپ کا ہاتھ پکڑ لے اور جنت میں چلا جا خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ مگر ایمان والوں کے لیے بہت نافع اور شیاطین الانس کی خباثت کا دافع تھا۔

کہنا یہ ہے کہ قوم لوط پر عذاب قضائے مبرم حقیقی تھا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں جھگڑے تو انھیں ارشاد ہوا۔ يَآ اِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ۔ اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑو۔ بے شک ان پر یہ عذاب آنے والا ہے جو پھرنے والا نہیں۔

اور وہ جو ظاہر قضائے معلق ہے۔اس تک اکثر اولیاء کی رسائی ہوتی ہے۔ان کی دُعا سے اُن کی ہمت سے ٹل جاتی ہے۔
اور وہ جو متوسط حالت میں ہے جسے صحف ملائکہ کے اعتبار سے مبرم بھی کہہ سکتے ہیں اُس تک خاص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اسی کو فرماتے ہیں میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں اور اسی کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا ہے۔

اِنَّ الدُّعَآءَ يَرُدُّ الْقَضَآءَ بَعْدَمَا اُبْرِمَ

بے شک دُعا قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہے۔(بہارِ شریعت جلد اول حصہ اول صفحہ:۶۔۵)

تقدیر کے متعلق زیادہ غور وفکر کرنا سبب ہلاکت:

قضا وقدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے۔ان میں زیادہ غور وفکر کرنا سبب ہلاکت ہے۔صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گا ماوشا کس گنتی میں۔اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مثل پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس وحرکت نہیں پیدا کیا بلکہ اس کو ایک نوع اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے نفع نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیے ہیں کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے۔اسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اُسی بنا پر اُس پر مواخذہ ہے۔اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہیں۔
(بہارِ شریعت جلد اول صفحہ ۶)

مسئلہ:

برا کام کر کے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیت الٰہی کے حوالہ کرنا بہت بُری بات ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے اُسے منجانب اللہ کہے اور جو برائی سرزد ہو اس کو شامت نفس تصور کرے۔(بہارِ شریعت حصہ اول صفحہ:۶)

خلاصہ:

تقدیر کے متعلقہ مسائل قدرے تفصیلاً پیش کیے ہیں تا کہ اس کے متعلق عوام تو عوام بعض بڑے بڑے علم کے دعویدار بھی اس سلسلے میں ٹھوکریں کھاتے نظر آتے ہیں۔اس لیے مسئلہ تقدیر سمجھنے کی ضرورت ہے۔اس میں زیادہ بحث مباحثہ میں اُلجھنے کی ضرورت نہیں اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جو کچھ تیری تقدیر میں لکھا جا چکا ہے۔اسی پہ قناعت کر لے اور اطمینان کر۔مطمئن ہو جا اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے کنارہ کر لے۔اس کے متعلقہ متعدد مقامات پر بیان کیا جا چکا ہے۔

------☆☆☆------

عارف وزاہد

فرمایا: جس نے خدا کو پہچان لیا۔اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی اور خدا کو پہچاننے والے ہی عارف وزاہد ہیں۔
(قصص الاولیاء صفحہ ۲۵۸)

مطلب:

جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا۔تمام پوشیدہ ترین چیزوں میں سے سب سے زیادہ پوشیدہ وحدہٗ لاشریک ہے مگر جو اللہ

تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والے ہی عارف و زاہد ہیں۔ جو حق تعالیٰ کو پہچان نہ سکے وہ عارف و زاہد نہیں ہیں۔

عارف:

عرف سے بنا ہے عَرَفَ (باب ضرب یضرب) عِرْفَةٍ و عُرفاناً و عرفاناً و هرِفَةِ الشئیَ۔ پہچاننا۔ جاننا۔
(مصباح اللغات)

عارف (عا۔ رِ۔ ف (ع۔ صف) پہچاننے والا۔ خدا شناس۔ ولی۔ (جامع فیروز اللغات اردو پروناؤنسنگ ڈکشنری)

فائدہ:

یہی وجہ ہے کہ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جاننا چاہیے کہ تمام آدمی تنہا اور خالی ہاتھ ماں کے بطن سے آئے اور خالی ہاتھ ہی جائیں گے مگر عارف الٰہی معرفت کے ساتھ ماں کے پیٹ سے آئے اور ذکر کے ساتھ قبر میں جائیں گے (محک الفقراء کلاں اردو ترجمہ صفحہ:۳۶۹)

مثال:

مشائخ چشت کے بعض ملفوظات میں مرقوم ہے کہ جس وقت حضرت گنج شکر ماں کے شکم میں تھے۔ ایک دن آپ کی والدہ ماجدہ کو بیر کھانے کی خواہش ہوئی۔ آپ کے ہمسایہ کے گھر میں ایک بیری کا درخت تھا۔ جس پر پختہ بیر لگے ہوئے تھے۔ اُنھوں نے درخت کے مالک کی اجازت کے بغیر توڑ لیے اور کھانا چاہتی تھیں کہ پیٹ کے اندر بچہ بے قرار ہو گیا یہاں تک کہ وہ بیر کھا نہ سکیں اور بیر ہاتھ سے گر گئے۔ جب حضرت اقدس پیدا ہوئے اور بڑے ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ احسان مند ہو کر کہتی تھیں کہ بیٹا تمھاری بدولت حمل کے دوران مجھے اللہ تعالیٰ نے مشکوک غذا سے بچائے رکھا۔ جب آپ نے کئی دفعہ یہی بات والدہ ماجدہ سے سُنی تو ایک دن فرمایا کہ اماں جان! اس قدر میری احسان مند نہ ہوں کہ میں نے آپ کو مشکوک بیر کھانے سے باز رکھا۔ یہ بات سُن کر آپ حیران ہوئیں اور آئندہ کچھ نہ کہا (حیات الفرید صفحہ ۹۷ بحوالہ اقتباس الانوار صفحہ ۴۳)

دوسری مثال:

ایک دفعہ انتیس شعبان کو آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے لوگوں نے حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی حضرت قاضی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر پوچھا کہ آج بادل ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو کل روزہ رکھ لیا جائے۔ حضرت قاضی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کل شک کا دن ہے۔ (یعنی یقینی طور پر کچھ بھی معلوم نہیں کہ کل تیس شعبان ہوگی یا یکم رمضان المبارک) اور شک میں روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ ایک ابدال کے پاس حاضر ہوئے۔ اس ابدال کا نام بردو یرا تھا اور اُسی قصبہ کو ٹھیوال میں رہتے تھے جب یہ مسئلہ ان سے پوچھا گیا۔ تو اُنھوں نے فرمایا کہ آج رات قاضی سلیمان کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا جو کہ قطب وقت ہوگا۔ اگر وہ بچہ دودھ نہ پیئے اور روزہ رکھے تو تم لوگوں کو بھی روزہ رکھ لینا چاہیے۔ اگر وہ بچہ دودھ پی لے اور روزہ نہ رکھے تو تمھیں بھی روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ غرضیکہ اسی رات بچہ پیدا ہوا اور دوسرے دن اس نے دودھ نہ پیا اور روزہ رکھا ان کو دیکھ کر لوگوں نے بھی روزہ رکھ لیا۔ جب افطاری کا وقت ہوا تو آپ نے ایک پستان سے دودھ پی لیا اور دوسرے پستان سے سحری کے

وقت دودھ پیا۔ اسی طرح آپ نے رمضان المبارک کے تمام روزے رکھے ایک پستان سے افطاری کے وقت دودھ پیتے اور دوسرے پستان سے سحری کے وقت دودھ پیتے رہے۔

(حیات الفرید صفحہ ۱۹۹ اقتباس الانوار صفحہ ۲۴۵۔۲۴۴ تجلیات خواجگان چشت)

فائدہ:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کی یہ مثال نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزہ کی اتباع ہے کہ جس میں ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی ایک چھاتی مبارکہ سے دودھ نوش فرمایا کرتے تھے اور دوسری کا دودھ نہ پیتے تھے۔ جہاں تک دوسرے حصے کا تعلق ہے۔ اکثر اولیائے کرام کے وصال باکمال ایسے ہی ہوتا ہے۔

زندہ مثال:

بدھ مورخہ ۲۲ جولائی ۲۰۰۹ کو حضرت پیر سید خلیل الرحمٰن شاہ صاحب مدظلہ العالی امیر جماعت اہل سنت ضلع پاک پتن شریف (ساکن ٹھکواں شریف تحصیل عارف والہ ضلع پاک پتن شریف) کے والد گرامی حضرت علامہ پیر سید منظور احمد شاہ صاحب (ٹھکواں شریف) کا وصال باکمال ہوا۔ اللہ دتہ عرف اے ڈی چک نمبر 11-kb (پاک پتن شریف) اور الفقیر القادری ابو احمد اویسی دونوں نماز جنازہ کے لیے ٹھکواں شریف گئے گرمی جوبن پہ تھی۔ جنازہ پڑھنے کے لیے آئے ہوئے علمائے کرام اور دیگر عوام اہل سنت کا بے حد ہجوم کی وجہ سے گرمی مزید اپنا رنگ دکھانے لگی۔ جس طرف بھی نظر اُٹھاتے ہر طرف انسان ہی انسان تھے۔ بھیڑ بہت زیدہ تھی۔ اس لیے مزید حبس اور گرمی میں اضافے کا سبب بنی مگر جونہی نماز جنازہ کا وقت ہوا اس سے چند منٹ پہلے بادل اُٹھتے آئے سایہ چھا گیا ٹھنڈی ہوا کہ انتہائی گرم ترین دن کے وقت بہترین ٹھنڈی ہوائیوں محسوس ہوئی کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے جنت سے یہ ہوا بھیجی ہو اللہ تعالیٰ تمام قدرتوں کا مالک ہے اپنے محبوب بندوں کے پاس آنے والے لوگوں کی مشکلیں آسان کر دیتا ہے۔ تنگیاں دور کر دیتا ہے۔ مصائب و آلام سے نجات عطا فرما دیتا ہے۔ ہوا چلنے سے ہر طرف سکون ہو گیا۔ یک لخت گرمی دور ہو گئی موسم تبدیل ہو گیا۔ یہ موسم اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بہترین نمونہ سمجھیے اور حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بعد از وصال کرامت۔

عارف حقیقی:

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ۔ اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ جس طالب کا وجود باوجود ہوا و ہوس کے علیحدہ ہو جاتا ہے وہ مقام ہمہ اوست میں غرق ہو کر مقام فنافی اللہ کا مغز و پوست بن جاتا ہے اور مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ (جس نے پہچانا اپنے رب کو اس کی زبان گونگی ہو گئی) سے دل اس کا سربجو د رہتا ہے چونکہ۔

فرض و سنت واجب وہم مستحب

دل نماز دائم از بہر رب

تمام فرض، سنت، واجب، مستحب، دل سے اللہ کے لیے ہمیشہ نماز میں رہتا ہے۔ پس اے طالب! جو شخص ان مراتب تک پہنچتا ہے تو باطن کے سلک سلوک میں اس کی فاضل اور فیض بخش معرفت الٰہی کہتے ہیں۔ یہ عرفان حق کے ساتھ خاص ہے پس اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے۔ اسے اس مقام فنافی اللہ میں پہنچاتا ہے۔ اس لیے معرفت کی راہ میں گفت و شنید نہیں ہے اور نہ اس کا اس

سے واسطہ ہے۔پس جس کسی پر اللہ تعالیٰ مہربان ہوتا ہے۔وہ شخص عارف باللہ ہو جاتا ہے۔

مسمّٰی آنکہ باشد لازوالے

نہ آنجا ذکروفکر نے وصالے

مقام فناوہ ہے کہ اس کو زوال نہیں نہ اس جگہ ذکروفکر ہے نہ وصال ہے۔

بود غرقش بوحدت عین آنی

فنا فی اللہ اسرار کہانی

جب تو وحدت میں غرق ہوگیا تو عین ہوگیا فنافی اللہ ہوگیا اور اسرار عیاں ہوگیا۔یعنی تفرقہ کی مصیبت سے بچ ہو اور معرفت حق کے ساتھ رفیق اور دریائے وحدت کا غریق ہو(محک الفقراء کلاں صفحہ:۱۵۲)

عارف کون؟

جاننا چاہیے کہ باعمل عالم اور فقیر عارف کامل وہ ہے کہ سوتے وقت اپنے نفس سے کہے کہ مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اطاعت وعبادت،ذکروفکر،معرفت وسعادت کے لیے پیدا کیا ہے نہ کہ سونے کے لیے پیدا کیا ہے اے نفس تیرے سونے کی جگہ قبر ہے کہ ایک پہلو پر کئی سال تک سویا رہے گا عبادت خداوندی کرلے کیونکہ قیامت اور حشر وصراط کا عرصہ درپیش ہیں۔

تین قسم کے آدمیوں سے باخبر رہ:

اے درویش!مرد عارف اور مرد کامل کو تین قسم کے آدمیوں سے باخبر رہنا چاہیے۔

(۱)نفس جان کا دشمن۔

(۲) دوسری قسم:شیطان ایمان کا دشمن ہے۔

(۳) دنیازر کی دشمن ہے۔(محک الفقراء کلاں صفحہ:۳۷)

عاشق وعارف کی کیفیات:

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اے طالب صادق!اب میں تجھے عاشق وعارف کی کیفیات سے آگاہ کرتا ہوں۔وہ یہ ہیں کہ عارف باللہ اور واصلین الی اللہ کے ابتداء ان کے وجود میں یہ سات جگہ آگ جلتی ہے اور یہ آگ انھیں ایسا جلاتی ہے کہ جیسے خشک لکڑی کو جلاتی ہے۔

سات قسم کی آگ حسب ذیل ہے۔

پہلی قسم کی آگ: ذکر کی آگ ہے۔

دوسری قسم کی آگ: فکر کی آگ ہے۔

تیسری قسم کی آگ: شوق کی آگ ہے۔

چوتھی قسم کی آگ: مراقبہ کی آگ ہے۔

پانچویں قسم کی آگ: مکاشفہ کی آگ ہے۔

چھٹی قسم کی آگ۔ محاسبہ کی آگ ہے۔
ساتویں قسم کی آگ حضور کی آگ ہے۔
یہ آگ مندرجہ ذیل دو (قسم کی) آتش سے مل جلتی ہے۔
(۱) بھوکا رہنے کی آگ۔
(۲) بیدار رہنے کی آگ۔

اے طالب! اگر عاشق مولا کی محبت آگ سے آہ کھینچے یا قہر کی نگاہ سے کسی طرف دیکھے تو مشرق سے مغرب تک آنِ واحد میں جل جائے اور ہر ایک چیز ہست سے نیست ہو جائے پس اے طالب مولیٰ! اگر تو تمام دنیا کے زاہدین کو اکٹھا کرے اور کسی عارف کی ان پر نگاہ پڑ جائے تو پہاڑ تک جل جائیں جاننا چاہیے کہ ان اہل زہد کو کون سی قدرت حاصل ہے کہ اس عاشق صادق کے روبرو دم ماریں اس لیے عارف باللہ صاحب تصوف ہوتا ہے اور علم تصوف ہر علم پر غالب ہے (محک الفقراء کلاں صفحہ:۴۷)

فائدہ:

تصوف کے متعلق تفصیلات کے لیے سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا مطالعہ کیجیے۔

شیخ یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ تعریف:

حضرت شیخ یحییٰ بن معاذ رازی قدس سرہ سے جب عارف کی تعریف دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا "ایسا شخص عارف ہے جو دوسرے لوگوں کے ساتھ ہے لیکن اس معیت میں بھی اُن سے جدا ہے۔ (عوارف المعارف باب ۶۳)

عارف کی تعریف آپ نے ایک بار اس طرح کی ہے "وہ ایک بندہ جو دوسروں سے الگ ہو گیا (عبد کان فبان)
(عوارف المعارف باب ۶۳)

عارف باللہ کی تین علامات:

حضرت شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عارف باللہ کی تین علامتیں ہیں یہ تین باتیں اس میں موجود ہوتی ہیں۔

(۱) ان کا نورِ معرفت، ان کے ورع و پرہیز گاری کے نور کو نہ بجھائے۔
(۲) ان کے علم باطنی کے معتقدات ان کے احوال ظاہری میں کسی قسم کا نقص پیدا نہ کریں۔
(۳) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی کثرت اور کرامتوں کی بہتات، اللہ تعالیٰ کے محرمات کی پردہ پوشی کی ہتک پر ان کو آمادہ نہ کرے (کثرت نعم اور کرامات پر نازاں ہو کر وہ آلودہ عصیاں نہیں ہوتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے محرمات سے اسی طرح گریزاں رہتے ہیں اور آلودہ عصیاں ہو کر محرمات کی پردہ دری نہیں کرتے) بلکہ ارباب النہایات کی حالت تو یہ ہوتی ہے کہ جس قدر زیادہ نعمت ہوتا ہے۔ اتنی ہی ان کی بندگی وعبودیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔

وہ مومنین کے سامنے حد سے زیادہ متواضع ہیں۔ لیکن کافروں کے سامنے بہت ہی زیادہ معزز ہیں۔

یہ حضرات اپنی خواہشات کی کامیابیوں پر شکرِ خالق بجالاتے ہیں۔ کبھی یہ اپنے نفوس کی خواہشات سے اس طرح بہلا دیتے ہیں۔ جس طرح کسی بچے کو کچھ دے کر بہلایا جاتا ہے اور کوئی چیز اس کو تحفہ دے دی جاتی ہے (کہ وہ بہل جائے) اس کا سبب یہ ہے کہ نفس چونکہ ان کا مقہور اور ان کی زیرِ سیاست ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ اس کے ساتھ لطف و مدارت سے پیش آتے ہیں کبھی یہ صورت ہوتی ہے کہ اپنے نفوس کو خواہشات سے بالکل روک دیتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی پیروی ہو سکے کہ انبیاء علیہم السلام نے دنیاوی خواہشات کو بہت ہی کم اختیار کیا ہے۔ (عوارف المعارف باب:٦٣)

زاهد:

زہد سے

زَهَدَ وزَهِدَ (س۔ف) وزَهُدَ (ک) زُهدًا و زهادةً فِي الشَّئِ وَعَنْهُ' بے رغبتی کرکے چھوڑ دینا اور اسی سے ہے' زَهَدَ فِي الدُّنْيَا اس نے دنیا سے منہ موڑ کر اپنے آپ کو عبادت کے لیے فارغ کر لیا۔ اسی طرح تَـزَهَّدَ عبادت کے لیے دنیا کو چھوڑ دینا۔ ت

زَاهَدَ۔القومُ فلاناً: حقارت کرنا۔

(زهدَ)" مَايَكْفِيكَ: جتنا تم کو کافی ہو اس کو لے لو۔

لزُّهْدُ والزَّهَادَةُ: حقارت کی وجہ سے بے رغبتی (مصباح اللغات)

زاهد:

الزہد: آخرت کی محبت کی وجہ سے دنیا سے بے رغبت (مصباح اللغات)

زَهَدَوَزَهِدَ (س ف) وزَهُدَ (ک) زُهْدًا وَزَهَادَةًفي الشئ وعنه: بے رغبتی سے کسی چیز کو چھوڑ دینا اور اسی سے ہے زَهَدَ فی الدنیا یعنی اس نے دنیوی خواہشات کو ترک کرکے اپنے کو عبادت کے لیے فارغ کر لیا۔

(اسی طرح) زَهَّدَهُ فی الشئ وعنه پرہیز کرانا۔ رغبت ترک کرانا۔

تزهّدَ: عبادت کی خاطر دنیا کو چھوڑ دینا۔

خُذْ زهد مايكفيك بقدر کفایت لو۔

الزاهدُ: (فا) آخرت کی محبت میں تارک دنیا۔ (المنجد)

زاہد: (ع۔ا۔مذ) (ا) دنیا سے بے رغبت اور خواہش نہ رکھنے والا۔ (۲) متقی۔ پرہیزگار

(جامع فیروز اللغات اُردو پروناؤنسنگ ڈکشنری)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ جو شخص اظہارِ سخاوت کے لیے دنیا کو ترک کرتا ہے یا اس ترک دنیا میں طلبِ آخرت کے علاوہ کوئی اور ہی غرض پنہاں ہو تو نہ یہ زہد اور نہ ایسا تارک زاہد! بلکہ اہلِ معرفت کے نزدیک تو دنیا کو آخرت کے بدلے میں فروخت کرنا بھی محض ایک ضعیف قسم کا زہد ہے کیونکہ اصل زاہد تو وہ ہے جو دنیا کی طرح آخرت کو بھی درمیان

سے ہٹادے۔ اس لیے کہ بہشت بھی تو آخرت شہوت چشم شہوت فرج اور شہوت شکم ہی کا حصہ ہے اور زاہد تمام چیزوں سے ویسے ہی نفرت وحقارت رکھتا ہے اور اپنے آپ کو ان سے بالا رکھتا ہے کیونکہ جس چیز میں از روئے شہوت چوپائے بھی اس کے شریک ہوں ان پر وہ کیونکر متفقت ہوسکتا ہے۔ اسے تو دنیا اور آخرت دونوں سے سوائے حق تعالیٰ اور کچھ مطلوب ہی نہیں ہوتا اور اس کی معرفت اور مشاہدہ کے سوائے اسے کسی چیز پر صبر آ ہی نہیں سکتا۔ اس کی نظروں میں ذاتِ باری تعالیٰ کے سوا باقی ہر چیز بے وقعت ہو جاتی ہے اور حقیر نظر آنے لگتی ہے۔ یہ وہ زہد ہے جو عارفانِ صادق ہی کا حصہ ہوتا ہے۔ کہ مال لے لے اور اسے مناسب جگہ صرف کردے اور مستحق محتاجوں تک پہنچادے جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ روئے زمین کا تمام مال قدموں میں تھا اور آپ اس سے فارغ و بے نیاز تھے۔ بلکہ (ام المومنین) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرح ایک لاکھ درہم ایک ہی دن میں راہِ حق میں خرچ کردیے اور اپنے لیے ایک درہم کا گوشت نہ خریدا (کہ اس سے روزہ افطار فرمالیتیں۔ پس عارف کے پاس اگر ایک لاکھ درہم ہوں تو بھی وہ عارف ہی ہوتا ہے (کیونکہ وہ اس کے پاس رہتا نہیں اور مناسب مقامات پر پہنچ جاتا ہے) اور دوسرے کے پاس ایک درہم بھی نہ ہو تو بھی وہ زاہد نہیں ہوتا بلکہ کمال تو اس میں ہے کہ دل دنیا سے رشتہ توڑ چکا ہو (اور کچھ اس انداز سے بے نیاز ہو چکا ہو) کہ نہ اس کی طلب میں مشغول ہو اور نہ اس سے بھاگتا ہی پھرے، دنیا سے اس کی لڑائی نہ ہو اور نہ صلح، نہ دوستی اور نہ دشمنی۔ کیونکہ کسی چیز سے دشمنی رکھنا بھی تو اپنے آپ کو اس چیز میں مشغول کرنا ہی ہوتا ہے۔ عین اسی طرح جیسے کہ آدمی اپنے دوست یا محبوب میں مشغول ہو جاتا ہے۔ پس کمال یہی ہے کہ جو کچھ بھی حق تعالیٰ کے سوا یعنی غیر اللہ سے یکسر فارغ ہو بیٹھے۔ دُنیا کا مال اس کی نظر میں دریا کے پانی کی مانند ہو اور ہاتھ اس کا حق تعالیٰ کے خزانوں کی مانند کہ کم ہو یا زیادہ چاہے آئے اور چاہے جائے وہ اس سے بہر حال بہر کیف اور بہر صورت فارغ ہی فارغ ہو تو کمال اسی کا نام ہے۔ (نسخہ کیمیا ترجمہ کیمیائے سعادت (صفحہ: ۹۶۴_۹۶۳)

حکمت ومعرفت:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ زہد اگر چالیس دن تک بھی اختیار کرلیا جائے تو صاحب زہد کے دل میں حکمت ومعرفت کی وہ آنکھ روشن ہو جاتی ہے جو کبھی دھوکہ نہیں کھاسکتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گرامی قدر ارشاد ہے کہ اگر تجھے حق تعالیٰ کی دوستی کی آرزو ہے تو دنیا میں زاہد بن جا (کیمیائے سعادت صفحہ: ۹۶۵)

فائدہ:

عارف اور زاہد کے متعلق چند تصریحات پیش کرنے کے بعد اب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ملفوظ شریف کی طرف توجہ مرکوز کرانا چاہوں گا کہ اب ذرا ملفوظ شریف کو بغور مطالعہ کیجیے۔ آپ نے بیان فرمایا ہے کہ جس نے حق تعالیٰ کو پہچان لیا اس پہ کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں رہتی۔ اس سلسلے میں بیان دوسرے مقام پہ ہے۔ وہاں سے ملاحظہ فرمالیجیے۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا! جب ولی اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے تو اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ اس میں اولیاء اللہ کو جو علوم غیبیہ حاصل ہوتے ہیں۔ ان کو بھی بیان کردیا ہے اور یہ بھی حقیقت واضح فرمادی ہے کہ عارف اور زاہد ہی اللہ تعالیٰ کو پہچان سکتے ہیں عام لوگ اور محض خیالی جنت میں بسنے والے اور محض زبان کے غازی اس سلسلے میں ہیرو نہیں ہوتے بلکہ زیرو ہوتے ہیں۔ ان کی لاف زنی پہ نہ جانا۔

------☆☆☆------

شریف اور ذلیل میں فرق

فرمایا: جو کچھ تمھارے پاس ہے اس پر مطمئن رہ کر کوشش کرو تو شریف ہو ورنہ ذلیل۔
(سیرت حضرت اویس قرنی عاشق رسول صفحہ:۱۳)

مطلب:

یعنی جو کچھ تمھارے پاس ہے اسی پہ اطمینان کیجیے۔ اس سے بڑھ کر کسی اور کے مال واسباب پہ نظر نہ رکھیے۔ کسی کے مال پہ ناجائز طریقے سے قبضہ کرنا خواہ چوری کے رنگ میں ہو یا ڈکیتی کی شکل میں۔ خواہ وہ خود ہی رشوت کے طور پر دیں یا بلاوجہ کے مسائل میں الجھا کر حاصل کرو۔ یہ تمام صورتیں مال حاصل کرنے کی ناجائز ہیں بری ہیں۔ ایسے غلط راستے کے ذریعے اور غلط ہتھکنڈے اپنا کر حاصل کیا گیا مال واسباب ناجائز ہوتا ہے۔ ایسے ایسے ہتھکنڈوں کے ذریعے مال حاصل کرنے والا انسان شریف کہلانے کا مستحق نہیں شریف انسان تو وہ ہوتا ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہو خواہ ضرورت سے کم ہو یا زائد از ضرورت ہو۔ جو کچھ بھی جتنا بھی ہو بس اسی پہ مطمئن ہو کر زندگی گزارنے والا شریف انسان ہوتا ہے۔ شریفانہ طریقوں سے حاصل کیا گیا مال حلال ہوتا ہے جب کہ اوچھے ہتھکنڈوں کے ذریعے مال حاصل کرنے والا انسان شریف انسان نہیں ہوتا بلکہ ذلیل ہوتا ہے اور ایسے ناجائز طریقوں سے حاصل کردہ مال حلال نہیں بلکہ حرام ہوتا ہے۔ بلکہ ایسے طریقوں سے حاصل کردہ مال دنیا وآخرت میں تباہی وبربادی اور عذاب کا سبب ہے۔

شریف اور ذلیل کا فرق:

اس ملفوظ شریف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے شریف اور ذلیل کے مابین ایک فرق اور علامت یہ بیان کی ہے کہ شریف انسان کے پاس مال کم ہو یا زیادہ ہر حال میں اس کی نظر صرف اور صرف اپنے مال پر ہوتی ہے بلکہ اپنا مال بھی اکثر و بیشتر ایسے مواقع میں خرچ کرنے کو سعادت سمجھتے ہیں۔ جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی رضا سے ہو۔ ان کی کمائی کرنے کے ذرائع بھی جائز ہوتے ہیں۔ ان کے خرچے بھی جائز اور عبادت کے طریقوں میں ہوتے ہیں نہ اندھے طریقے سے کماتے ہیں اور نہ ہی اندھے ہو کر خرچ کرتے ہیں۔

جب کہ ذلیل کی نظر اپنے مال پر نہیں بلکہ اوروں کے مال پر ہوتی ہے کہ کس طرح یہ مال اس سے ہتھیایا جا سکتا ہے کس طرح یہ سب کچھ میری تجوری میں ڈالا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں جوہٹ دھرمی، فریب، دھوکہ بازی چغلی، چوری، ڈاکہ زنی، رشوت ستانی اور ان برائیوں جیسی دیگر برائیاں اپنا کر لوگوں کا مال حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا مال خرچ کرنا بھی شریف انسان سے جدا ہی ہوتا ہے اس میں بھی وہ اللہ ورسول کی پیروی کرنے کی بجائے شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔

الٹی گنگا بہنے لگی:

مگر آج شریف اور ذلیل کو پرکھنے کے معیار بھی بدل گئے ہیں۔ اس سلسلے میں بھی صحیح طریقہ اپنانے کی بجائے متضاد

طریقہ اختیار کر لیا گیا دن کو رات سمجھا جانے لگا ہے اور رات کو دن ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

دیوانگانِ فسق کا کیا کہنا وہ الٹی چال چلنے لگے
حق سے دوری باطل پہ عمل کیسی الٹی چال چلنے لگے

حدیث شریف:

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهٗ جَالِسٌ مَارأيُكَ فِيْ هٰذَا۔ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ يُّنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ يُّشَفَّعَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَارَاْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذا رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَاحَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَّا يُنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ لَّا يُشْفَعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ لَّا يُسْمَعُ لِقَوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم هٰذَا اَخَيْرٌ مِّنْ مِّلَاءِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا۔

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے بیان فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے پوچھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اس (گزرنے والے) کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے۔

اس نے جواباً عرض کیا کہ یہ شخص شریف لوگوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم! اس لائق ہے کہ اگر پیغام دے تو اس کا نکاح کر دیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کر لی جائے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ پھر دوسرا آدمی گزرا تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اس کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے۔

وہ بولا کہ یا رسول اللہ! یہ مسلمان فقراء میں سے ہے۔ اس لائق ہے کہ اگر (نکاح کے لیے کہیں) پیغام دے تو اس کا نکاح نہ کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے اور اگر بات کرے تو سُنی نہ جائے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِّلَاءَ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذا

(بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب فضل الفقراء حدیث شریف نمبر ۵۰۰۵)

تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ اس جیسے زمین بھر کے آدمیوں سے بہتر ہے۔

فائدہ:

اس کی شرح بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یعنی جس کی تو نے

تعریف کی اگر ایسے آدمیوں سے روئے زمین بھر جائے تو ان سب سے یہ آخری آدمی افضل واعلیٰ واشراف ہے کہ یہ مومن، متقی اصحابی ہے اس فرمان عالی سے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ پہلا آدمی کوئی امیر کافر تھا یا منافق تھا مومن صحابی نہ تھا۔

مدنی تاجدار کا معیار:

یہ ہے مدنی تاجدار، احمد مختار ﷺ کا معیار شرافت۔ مسلمانو! ذرا غور فرمایئے۔ حقائق سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ آج ہمیں حقائق سمجھنے کی ضرورت ہے ورنہ...... حق تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

صحیح اور جائز طریقے سے کمایا ہوا مال:

بے شمار فوائد کے حصول کا سبب ہے مثلاً مدنی تاجدار احمد مختار ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ جائز طریقوں سے کمانے والا اللہ کا دوست ہے۔

فائدہ:

معلوم ہوا کہ جائز طریقوں سے مال کمانے والوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے اور جن لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اس سے محبت کرتی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اس کے لیے ہر وقت دعا کرتی رہتی ہے۔

چودھویں رات کے چاند جیسا چہرہ:

نبی کریم ﷺ ایک دن ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ہٹا کٹا نوجوان آپ کے قریب سے گزرا اور بازار میں ایک دکان کے اندر چلا گیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا۔ اے کاش! اس شخص کا یوں صبح سویرے اُٹھنا راہِ حق میں ہوتا!

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یوں نہ کہو، کیونکہ اگر اس کا جانا اس غرض سے ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے بال بچوں کو دنیا کی محتاجی سے بچائے یا اس لیے کہ اپنے ماں باپ کو کسی کا دستِ نگر نہ ہونے دے تو سمجھو کہ یہ راہِ حق ہی میں جا رہا ہے ہاں اگر اس کا مقصد فخر و ناز، لاف وگزاف کی خاطر، امارت و دولت کی تلاش ہے تو وہ راہِ شیطان پہ گامزن ہے''

اور فرمایا ''جو شخص دنیا میں رزقِ حلال کا متلاشی رہے تاکہ دنیا کا دستِ نگر نہ ہونے پائے اور ہمسایوں سے نیک سلوک کرے اور خویش و اقارب سے تلطف و مدارات سے پیش آئے۔ اس کا چہرہ قیامت کے دن یوں ہوگا۔ جیسے کہ چودھویں کا چاند (کیمیائے سعادت)

راست گو سوداگر کی فضیلت:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا '' راست گو (سچ بولنے والے) سوداگر کو قیامت میں صدیقین اور شہداء کے ساتھ اُٹھایا جائے گا (کیمیائے سعادت)

کسب حلال ترین چیز:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تجارت کرو کہ دس میں سے نو حصے رزق اسی پیشے میں ہیں (کیمیائے سعادت)

امانت دار تاجر کے بہترین ساتھی:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ

(ترمذی شریف، دارمی شریف، دار قطنی، ابن ماجہ و مشکوٰۃ شریف حدیث نمبر ۲٦۷۵)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سچا اور امانت دار تاجر پیغمبروں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ دیگر پیشوں سے تجارت اعلیٰ پیشہ ہے، پھر تجارت میں غلہ کی پھر کپڑے کی، پھر عطر کی تجارت افضل ہے (مرقات) ضروریات دینی تجارت دوسری تجارتوں سے بہتر ہے۔ پھر سچا تاجر مسلمان بڑا ہی خوش نصیب ہے کہ اسے نبیوں، ولیوں کے ساتھ حشر نصیب ہوتا ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ: ۲٦۷)

فائدہ:

اس سے آج کل وہ تاجر عبرت حاصل کریں جو لین دین میں ہیرا پھیری ناپ تول میں کمی بیشی کرتے ہیں۔ نیز اس حدیث مبارکہ کے متعلق امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حلال کمائی کی تلاش:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ شریف کتاب البیوع حدیث نمبر ۲٦٦۱)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حلال کمائی کی تلاش ایک فرض کے بعد دوسرا فرض ہے۔

قرآن مجید لکھنے کی اجرت:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ اُجْرَةِ كِتَابَةِ الْمُصْحَفِ فَقَالَ لَابَاسَ اِنَّمَا هُمْ مُصَوِّرُوْنَ وَاِنَّهُمْ اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ مِنْ عَمَلِ اَيْدِيْهِمْ (رواہ رزین۔ مشکوٰۃ شریف کتاب البیوع)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ سے قرآن مجید لکھنے کی اجرت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ لوگ نقش باندھنے والے ہیں اور اپنے ہاتھ کے کام سے کھاتے ہیں۔

کہیں جاکر وقت مقرر پر وعظ کہنے کی اجرت کا حکم:

خلاصہ جواب یہ ہے کہ آیت لَا تَشْتَرُوْا الخ میں ان پادریوں سے خطاب ہے۔ جو روپیہ لے کر احکام بدل دیتے ہیں۔ یا چھپا دیتے تھے کتابت قرآن کرنے والا تو دین کی خدمت کرتا ہے کہ اس کے ذریعہ قرآن کا بقا ہے اور قرآن کے بقا سے دین کا بقاء ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرآن چھاپ کر فروخت کرنا، قرآن مجید کی جلد سازی پر اجرت لینا، تعویذ لکھنے پر اجرت اگرچہ اس میں آیات قرآنیہ ہی لکھی جائیں سب جائز ہیں۔ ایسے ہی فتویٰ لکھنے کی اجرت، امامت، اذان، کہیں جا کر وقت مقررہ پر وعظ کہنے کی اجرت لینا دینا سب جائز ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ وَّلَا شَهِیْدٌ (۲_۲۸۲) اور نہ کسی لکھنے والے کو ضرور دیا جائے نہ گواہ کو (کنز الایمان)

مسئلہ:

کتابت پر بھی اجرت لے سکتے ہیں اور ہدیہ بھی۔ گواہی پر اجرت لینا جائز ہے۔ اگر مدعی اپنی خوشی سے کچھ ہدیہ دے تو جائز مگر خیال رہے کہ اس نیت سے گواہی نہ دی جائے۔ ایسے ہی عالم کو مسئلہ شرعی بتانے پر اجرت لینا حرام کہ یہ اس پر فرض تھا۔ مسئلہ بتانا دینی تبلیغ ہے۔ مگر فتویٰ لکھنے پر خصوصاً جب کہ اس کا فتویٰ کچہری میں پیش ہو اور عالم کو گواہی وغیرہ کے لیے وہاں حاضری دینا پڑے جائز ہے یہ بھی لا یضار کاتب سے معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ بتانے کی اجرت نہیں بلکہ لکھ کر دینے کی اجرت ہے۔ جیسے فتاویٰ کتابی شکل میں چھاپ کر فروخت کرنا یا پریس والوں سے اپنے فتاویٰ کا حق تصنیف وصول کرنا جائز ہے کہ یہ مسئلہ بتانے کی اجرت نہیں بلکہ اور چیزوں کی اجرت ہے جیسے قرآنی آیات سے دم درود کرنا آیت لکھ کر تعویذ دینا کہ ان دونوں کی اجرت لینا جائز ہے کہ اس میں آیت کا فروخت کرنا نہیں بلکہ علاج کی اجرت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر سانپ کاٹے پر دم گیا اور تیس بکریاں اجرت لیں (تفسیر نعیمی جلد ۳ صفحہ: ۲۳۰)

دستکاری کی فضیلت:

وَعَنْ رَافِعِ ابْنِ خَدِیْجٍ قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْکَسْبِ اَطْیَبُ قَالَ عَمَلُ وَالرَّجُلِ بِیَدِهٖ وَکُلُّ بَیْعٍ مَّبْرُوْرٍ (رواہ احمد۔ مشکوٰۃ شریف۔ کتاب البیوع حدیث ۲۶۶۳ فصل ۳)

حضرت رافع ابن خدیج سے روایت ہے فرماتے ہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ کون سا کسب بہت پاکیزہ ہے۔ فرمایا انسان کی اپنے ہاتھ کی دستکاری اور سچی تجارت۔

فائدہ:

دستکاری میں کھیتی باڑی، کتابت اور دوسری حلال صنعتیں داخل ہیں اور سچی تجارت سے ہر حلال وصحیح تجارت مراد ہے فاسد، باطل، مکروہ تجارتیں اس سے خارج ہیں۔ اس قسم کی احادیث میں ید یعنی ہاتھ سے مراد پوری ذات ہوتی ہے۔ لہٰذا پاؤں سے چل کر، آنکھ سے دیکھ کر، دماغ سے سوچ کر جو کمائیاں کی جائیں وہ بھی حلال ہیں۔ طبابت، وکالت، قضاء وغیرہ بھی ہاتھ کی ہی کمائیاں ہیں (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ: ۲۶۲)

بہترین اور اچھا کھانا :

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِی کَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَیْرًا مِّنْ اَنْ یَّاْکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ وَاِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ دَاؤُدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَاْکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ (بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف کتاب البیوع)

حضرت مقداد بن معدی کرب سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی شخص نے کبھی کوئی کھانا اس سے اچھا نہ کھایا کہ انسان ہاتھوں کی کمائی سے کھائے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے نبی حضرت داوٗد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کے عمل سے کھاتے تھے۔

حکایت:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ایندھن کا گٹھا سر پر اُٹھائے ہوئے جارہے ہیں۔ کہا کہ آپ کب تک اس کسب کا بار اُٹھائے رہیں گے؟ آخر تو آپ کے بھائی (مومنین) اس محنت و مشقت میں آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہیں۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بس چپ رہیے کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا ہے کہ بہشت اس شخص پر واجب ہوجاتی ہے جو اپنی محنت مزدوری پر قائم رہتا ہے اور مشقت کی ذلت برداشت کرتا ہے۔

(نسخہ کیمیا ترجمہ کیمیائے سعادت صفحہ: ۳۳۱)

کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے۔

مشقت کی ذلت جنھوں نے اُٹھائی
جہاں میں ملی ان کو آخر بڑائی

فائدہ :

درج بالا احادیث وروایات جو بیان کی گئی ہیں ان میں روزی کمانے کے اچھے طریقے اور ان کے فضائل بیان کردیے ہیں تا کہ جائز اور اچھے طریقے اور کسب سے حلال کمائی کی جائے اور اوروں کی کمائی کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا جائے۔ حلال کمائی اور کمائی کے جائز ذرائع اپنانے سے اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقدس طریقہ ہے جو کہ رب کائنات کے قرب کا باعث ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں اللہ تعالیٰ سے انعامات کے حصول کا سبب ہے اسی لیے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ تمھارے پاس حلال ذرائع سے کمایا ہوا ہے اسی پر گزارہ کرو اسی پر قناعت کرو۔ (قناعت کے فضائل اسی شرح کے دوسرے مقامات پر ملاحظہ فرمائیے) اور اسی پر اطمینان کیجیے اور کوشش کی جائے اگر ایسا کروگے تو شریف ہو ورنہ ذلیل۔

انبیائے کرام کے پیشے:

اسی لیے چند انبیائے کرام کے متعلق معلومات حاصل کریں کہ انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام نے کون کون سے کام اور پیشے اپنائے تاکہ ہمیں بھی بہترین اور اچھے اچھے پیشے اپنانے کی طرف رغبت ہو۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ رہبانیت اور ترک دنیا نہ اسلام میں ہے نہ پہلے کسی نبی کے دین میں تھی۔

چنانچہ انبیائے کرام نے مختلف پیشے اختیار کیے۔ کسی نے چندوں یا سوال پر زندگی نہ گزاری سوائے (نام نہاد جھوٹے نبی کہلوانے والے) مرزا قادیانی کے۔

نام پیغمبر	پیشہ کا نام
حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام	اولاً کپڑا سازی پھر کھیتی باڑی کرتے رہے
حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام	لکڑی کا پیشہ
حضرت ادریس علیہ الصلوۃ والسلام	درزی گری
حضرت ہود علیہ الصلوۃ والسلام	تجارت
حضرت صالح علیہ الصلوۃ والسلام	تجارت
حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام	کھیتی باڑی
حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام	جانور پالنا
حضرت لوط علیہ الصلوۃ والسلام	کھیتی باڑی
حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام	بکریاں چرانا
حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام	زرہ بنانا
حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام	اتنے بڑے ملک کے مالک ہونے کے باوجود پنکھے اور زنبیلیں بنا کر گزارہ کرتے تھے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم	اولاً تجارت (بکریاں چرانا) پھر جہاد کیے

خلاصہ از مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۴ صفحہ: ۲۵۰

غلط طریقے سے کمائی کے نقصانات:

دعا قبول نہیں ہوتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ طیب ہے اور طیب ہی قبول فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس چیز کا حکم دیا جس کا انبیائے کرام کو حکم دیا۔

يَآ اَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا

اے رسولو! طیب اور لذیذ چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو۔

اور رب کائنات نے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَارَزَقْنٰكُمْ

اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی طیب ولذیذ روزی کھاؤ۔

پھر ذکر فرمایا کہ آدمی پراگندہ گردآلود بال لمبے لمبے سفر کرتا ہے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر کہتا ہے اے رب! اور اس کا کھانا حرام اور پینا حرام لباس حرام اور حرام کی ہی غذا پاتا ہے تو ان وجوہ سے دعا کیسے قبول ہو۔

(مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف کتاب البیوع)

فائدہ:

یہاں روئے سخن یا حرام خور حاجی یا غازی کی طرف ہے یعنی حرام کمائی سے حج یا جہاد کرنے گیا پراگندہ حال، پریشان حال رہا، کعبہ معظمہ یا میدانِ جہاد میں دُعائیں مانگیں مگر قبول نہ ہوئیں کہ روزی حرام تھی جب ایسے حاجی وغازی کی دُعا بھی قبول نہیں تو دوسروں کا کیا کہنا (مراۃ)

دُعا کے دو بازو:

صوفیاء فرماتے ہیں کہ دُعا کے دو بازو یعنی پر ہیں اکل حلال صدق مقال اگر ان سے دعا خالی ہو تو قبول نہیں ہوتی۔ تقویٰ کی پہلی سیڑھی حلال روزی ہے، حرام سے بچنا، عوام کا تقویٰ ہے، شبہات سے بچنا خواص کا تقویٰ ہے۔ ذریعہ معصیت سے بچنا صدیقین کا تقویٰ اللہ نصیب کرے۔ (مراۃ شرح۔ مشکوۃ جلد ۴ صفحہ ۲۵۰)

تین اجرتوں کے احکام:

وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيْثٌ وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيْثٌ وَكَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيْثٌ

(مسلم شریف، مشکوۃ شریف۔ کتاب البیوع)

حضرت رافع ابن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کتے کی قیمت خبیث ہے اور زانیہ کی خرچی حرام ہے اور فصد لینے والے کی اجرت خسیس ہے۔

فائدہ:

رنڈی کی زنا کی اجرت بالاتفاق حرام ہے اور فصد لینے والے کی اجرت بالاتفاق ناپسند ومکروہ ہے کتے کی قیمت میں اختلاف ہے امام شافعی کے ہاں حرام ہے۔ ہمارے ہاں حلال ہے مگر ناپسندیدہ لہٰذا الفاظ خبیث یہاں بطریق عموم مشترک دونوں معنی میں استعمال ہوا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فصد لے کر اس کی اجرت عطا فرمائی اور یہاں اسے خبیث فرمایا بمعنی ناپسندیدہ وہ عمل جو بیان جواز کے لیے تھا۔ یہ فرمان کراہت کے لیے۔ لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں (مراۃ مشکوۃ جلد ۴ صفحہ: ۲۵۲)

حدیث شریف ۲:

حضرت ابو مسعود انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، زانیہ کی خرچی اور نجومی کی

مٹھائی سے منع فرمایا۔

فائدہ :

کاہن کی مٹھائی سے مراد اس کے فال کھولنے، غیبی باتیں بتانے یا ہاتھ کی تقدیر بتانے کی اجرت ہے۔ چونکہ یہ اجرت بغیر محنت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس لیے اسے مٹھائی فرمایا یہ دونوں اجرتیں (زانیہ کی خرچی اور نجومی کی مٹھائی) بالاتفاق حرام ہیں کہ یہ دونوں کام حرام لہٰذا اس کی اجرت بھی حرام۔

حدیث شریف ۳:

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت، کتے کی قیمت اور زانیہ کی کمائی سے منع فرمایا اور سود کھانے والے اور کھلانے والے اور گودنے والی اور گدوانے والی اور فوٹو لینے والے پر لعنت فرمائی (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف)

خون کی قیمت سے مراد:

خون کی قیمت سے مراد یا تو خون نکالنے کی اجرت ہے یعنی فصد کھولنا یا خود خون کی قیمت، خون نجس ہے کسی کا ہو، انسان کا یا جانور کا اس کی قیمت حرام ہے۔ خون کی بیع ہی حرام ہے کہ خون نجس ہے۔ آج کل جو آدمیوں کا خون خریدا جاتا ہے یا دوسرے آدمی میں داخل کیا جاتا ہے سب حرام ہے کہ انسان کے اجزاء کی فروخت اور دوسرے کا استعمال کرنا ممنوع ہے ہاں اگر طبیب حاذق کہے کہ اس بیمار کی شفا خون داخل کرنے کے سواء اور کسی چیز سے نہیں تو ایسا ہی جائز ہوگا کہ جیسا کان کے درد میں کبھی عورت کا دودھ کان میں ٹپکانا درست ہوتا ہے جیسا کہ علامہ شامی وغیرہ نے فرمایا (مراۃ مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ: ۲۵۳)

سود لینا اور دینا حرام:

گودنے گدوانے سے مراد سوئی کے ذریعہ نیل یا سرمہ جسم میں لگا کر نقش و نگار کرانا یا اپنا نام لکھوانا، یہ دونوں کام ممنوع ہیں طریقہ مشرکین ہیں اور طریقہ کفار و فجار (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ: ۲۴۳)

فائدہ:

اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو اکثر میلوں ٹھیلوں سے اپنے جسم میں نام اور مختلف بوٹے اور جانوروں کی تصویریں اور شکلیں کندہ کرواتے ہیں۔

جاندار کی تصویر کا حکم:

جاندار کا فوٹو لینا حرام خواہ قلم سے ہو یا کیمرہ سے، فوٹو لینے والے پر لعنت فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ کھنچوانے والے پر لعنت نہیں فرمائی۔ اگر کسی کا بے خبری میں فوٹو لے لیا گیا تو ظاہر ہے کہ وہ بے قصور ہے اور اگر عمداً کھنچوایا تو ممنوع ہے۔ کہ یہ جرم پر امداد ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ: ۲۵۳)

آگ کا توشہ:

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی بندہ حرام مال کمائے پھر اس سے خیرات کرے تو وہ قبول ہو جائے اور نہ یہ کہ اس سے خرچ کرے تو اس میں اسے برکت ہو اور اس حرام کو اپنے

پس ماندگان کے لیے نہ چھوڑے مگر یہ اس کا آگ کا توشہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ برائی سے برائی نہیں مٹاتا۔ لیکن بھلائی سے برائی مٹاتا ہے یقیناً پلید کو پلید نہیں مٹاتا (مشکوٰۃ شریف، کتاب البیوع)

آگ بہت قریب:

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَهْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ

(رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ المصابیح کتاب البیوع فصل ۲ حدیث نمبر ۲۶۵۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ گوشت جنت میں نہ جائے گا جو حرام سے اگا ہو اور جو گوشت حرام سے اگے اس سے آگ بہت قریب ہے۔

فائدہ:

یعنی جو شخص حرام کھا پلا کر وہ جنت میں کیسے جائے، طیب جگہ طیب لوگوں کے لیے ہے۔ یعنی حرام خور دوزخ کی آگ کا مستحق ہے کہ مرے اور آگ میں پہنچے کیونکہ الخبیثٰتُ للخبیین (۲۴۔۲۶) گندیاں گندوں کے لیے (کنزالایمان اگر یہ شخص توبہ کرے یا صاحب حق سے معاف کرا لے یا شفاعت سے معافی ہو جائے تو ہو سکتی ہے یہ صورتیں اس قاعدے سے علیحدہ ہیں (مراۃ شرح مشکوٰۃ بحوالہ مرقات)

دس اشخاص پہ لعنت:

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الْخَمْرِ عَشْرَةً عَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَا۔ وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ وَسَاقِيَهَا وَبَآئِعَهَا وَاٰكِلَ ثَمَنِيْهَا وَالْمُشْتَرِيَ لَهَا وَالْمُشْتَرىٰ لَهٗ۔

(ترمذی شریف۔ ابن ماجہ شریف۔ مشکوٰۃ شریف کتاب البیوع فصل ۲ حدیث نمبر ۲۶۵۶)

فائدہ:

اگر چہ یہ دسوں گناہ میں مختلف ہیں مگر لعنت کے مستحق سبھی ہیں۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ چند احادیث ان امور کے متعلق پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے تاکہ عبرت حاصل کی جائے۔ جیسی کمائی اور آمدنی سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ ان سے دوری اختیار کی جائے اور عبرت حاصل کی جائے عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ جو کچھ تمھارے پاس ہے اسی پہ مطمئن اسی میں اضافے کی سوچوں میں مستغرق

نہ ہو جا ایسی سوچیں لے ڈوبیں گی۔اس میں اضافے کے لیے اگر جائز ذرائع میسر نہ ہو سکے تو ممکن ہے خواہش پیدا ہو جائے کہ کوئی نہ کوئی ایسے ذرائع استعمال کیے جائیں جو عام لوگ اپنائے ہوئے ہیں۔ایسی سوچیں اور بے چینی جہنم کا ایندھن بنانے کے لیے راغب کرے گی۔اس لیے ایسی سوچوں کی طرف توجہ ہی نہ کر اطمینان اختیار کر کیونکہ جو کچھ تجھے حاصل ہونا ہے وہ تیری پیدائش سے پہلے ہی تیرے لیے لکھ دیا گیا ہے وہی کچھ ملتا ہے۔اسی پہ قناعت کر اب اضافے کے لیے اپنا نامہ اعمال سیاہ کرنے کی طرف راغب نہ ہو۔ورنہ ذلیل وخوار ہو گا رسوائی تیرا مقدر بن جائے گی۔

------☆☆☆------

فقر ومحتاجی کی فضیلت

فقر ومحتاجی کے ذریعے فخر وبندگی حاصل ہوتی ہے (حضرت اویس قرنی اور ہم: صفحہ ۴۳)

مطلب:

فقر ومحتاجی کے ذریعے انسان کو فخر اور بندگی حاصل ہوتی ہے۔بلاشبہ یہ ایسی حقیقت ہے کہ جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔جس پہ فقر کا دور ہو محتاجی کی زندگی گزار رہا ہو۔اس کے باوجود کسی کی دولت پہ لالچی نظر کرنے کی بجائے اسی حال پہ خوش ہو۔حق تعالیٰ کی رضا پہ ہی راضی ہو جائے تو ایسا کرنے والا انسان قابل فخر انسان ہوتا ہے اور حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ اس کے عقیدہ میں پختگی کا سبب بنتی ہے۔اسی پختہ عقیدے کی بناء پر ہی وہ راضی بہ رضائے حق ہوتا ہے تو یہ بھی حق تعالیٰ کی بندگی ہے۔اللہ تعالیٰ ایسے انسان سے خوش ہوتا ہے۔

فقراور فقر کی تعریف:

احناف کے نزدیک فقیر وہ ہے جس کے پاس نصاب سے کم مال ہو اور مسکین وہ جس کے پاس بالکل مال نہ ہو شوافع کے ہاں اس کے برعکس ہے (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۷ صفحہ: ۵۸) بحوالہ اشعتہ اللمعات)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اختیاری تھا اگر آپ چاہتے تو آپ کے ساتھ سونے کے پہاڑ رہتے (حدیث شریف)

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ الْحَكِيْمٌ

صدقات فقراء و مساکین کے لیے ہیں اور ان کے لیے جو اس کام پر مقرر ہیں اور وہ جن کے قلوب کی تالیف مقصود ہے اور اگر گردن چھڑانے میں اور تاوان والوں کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کے لیے یہ اللہ کی طرف سے مقرر

کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

صدقات کے مصارف:

(۱) فقیر (۲) مسکین (۳) عامل (۴) رقاب (۵) غارم (۶) فی سبیل اللہ (۷) ابن السبیل (بہار شریعت)

تفصیلات کے لیے کتب فقہ کا مطالعہ مفید رہے گا خصوصاً بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم کا مطالعہ کیجیے۔

مسئلہ:

فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی قدر ہو تو اس کی حاجت اصلیہ میں مستغرق ہو مثلاً رہنے کا مکان پہننے کے کپڑے، خدمت کے لیے لونڈی، غلام، علمی شغل رکھنے والے کو دینی کتابیں جو اس کی ضرورت سے زیادہ نہ ہوں۔ یونہی اگر مدیون ہے اور دین (قرضہ) نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے تو فقیر ہے اگر چہ اس کے پاس ایک تو کیا کئی نصابیں ہوں (بہار شریعت بحوالہ ردالمحتار)

فقیر کے معنی:

فقیر کے معنی ہیں خالی ہونا فقیر وہ ہے جو مال سے خالی ہو شریعت میں فقیر وہ ہے جس کے پاس مال کم ہو طریقت میں فقیر وہ ہے جس کا دل تکبر و غرور سے خالی ہو اُس میں تواضع انکسار مساکین سے محبت ہو فقیر ہے صبر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ اس کی بہت تعریفیں آئی ہیں (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۷ صفحہ: ۵۷)

فضائل فقر

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَسَنَتُهٗ وَاِذَا فَارَقَ الدُّنْيَا فَارَقَ السِّجْنَ وَالسَّنَةَ

(رواہ فی شرح السنہ۔ مشکوۃ شریف باب فضل الفقراء فصل ۲ حدیث نمبر ۵۰۱۷)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا مومن کا جیل خانہ ہے اور اس کی قحط سالی جب مومن دنیا چھوڑتا ہے تو جیل اور قحط سے نکل جاتا ہے۔

فائدہ:

جیسے جیل خانہ میں دل نہیں لگتا اگر چہ وہاں کتنا ہی آرام ہو خواہ اے کلاس کی جیل ہو یا سی کلاس کی اسی طرح مومن دنیا میں دل نہیں لگاتا اگر چہ اسے بڑا ہی آرام ہو لہٰذا حدیث سے یہ معلوم نہیں کہ مسلمان کو دنیا میں تکلیف ہی ہے تکلیف اور چیز ہے دل نہ لگنا کچھ اور چیز جیسے قحط سالی میں انسانوں کو ذلت ملتی ہے تکلیف ہوتی ہے۔ ایسے ہی مسلمان کو دنیا میں کوئی نہ کوئی غفلت ہوتی ہے تکلیف میں بیداری (مرآۃ شرح مشکوۃ جلد ۷ صفحہ: ۱۷)

فائدہ:

خیال رہے مومن کو آخرت میں ,س قدر آرام و راحتیں ہیں کہ ان کے مقابل دنیا کی بادشاہت بھی جیل ہے اور کافر کی آخرت

میں ایسی مصیبتیں ہوں گی کہ ان کے مقابل دُنیا کی سخت سے سخت تکلیف بھی گویا جنت ہوگی۔ مومن مرکر دنیاوی جنجال سے چھوٹتا ہے کافر مرکر جنجال میں پھنستا ہے موت ایک ریل ہے جو مومن کو عیش خانہ میں اور کافر کو جیل خانہ تک پہنچاتی ہے۔ جیسے ایک ہی ریل میں کسی کی بارات جارہی ہے کسی کو پھانسی کے لیے لے جایا جارہا ہے۔(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ صفحہ ۲۶)

فائدہ:

اس فرمان عالی کا مطلب یہ نہیں کہ وہ دنیاداروں کے دروازوں پر جاتے ہیں۔ وہاں سے نکالے جاتے ہیں۔ وہ تو رب تعالیٰ کے دروازے کے سوا کسی کے دروازے پر نہیں جاتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کی حقیقت سے دنیا غافل ہے۔ اگر وہ کسی کے پاس جاتے تو وہ ان سے ملنا گوارہ نہ کرتا رب نے انھیں دنیاوالوں سے ایسا چھپایا ہوا ہے۔ جیسے لعل پہاڑ میں یا موتی سمندر میں تاکہ لوگ ان کا وقت ضائع نہ کریں۔(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ صفحہ:۵۸)

فائدہ:

جب کوئی اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ضرورت کے باوجود کسی سے نہیں مانگتا صبر اختیار کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا ایسے صابر و شاکر بندے کے متعلق ارشادِ گرامی ہوتا ہے کہ **واللہ مع الصابرین** اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ایسے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو معیت حق حاصل ہوتی ہے۔ اس سے بڑھ کر کون سی بات قابل فخر ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خود ارشادِ گرامی ہو کہ میں صابر کے ساتھ ہوں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ فخر محتاجی کے ذریعے فخر و بندگی حاصل ہوتی ہے۔

------☆☆☆------

زہد میں راحت اور قناعت میں شرف

فرمایا: زہد میں راحت ہے اور قناعت میں شرف ہے۔(حضرت اویس قرنی اور ہم)

فائدہ:

اس ملفوظ شریف میں زہد اور قناعت کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ کہ زہد اختیار کرنے والا انسان تمام تنگیوں اور ترچھیوں سے نجات حاصل کرلیتا ہے۔ اسے ہمہ وقت راحت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ زہد سے بڑھ کر مشکل راستہ شاید ہی کوئی ہو۔ دشوار ترین راستہ کو اپنانے والا دوسری معمولی تکالیف سے کب پریشان ہوتا ہے بلکہ اگر کوئی دشواری پیش آتی بھی ہے تو زہد کی تکلیف سے کم ہی ہوگی اس لیے وہ انسان راحت میں رہتا ہے۔

زہد میں راحت:

حضرت ابن ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص دنیا میں زہد کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں حکمت داخل کرتا ہے۔ پھر اس کی زبان سے حکمت ہی بلواتا ہے اور اس کو دنیا کا مرض اور اس کی دوا دونوں بتا دیتا ہے اور اس کو دنیا سے دارالسلام کی طرف

نکالتا ہے (احیاء العلوم شریف جلد ۴ صفحہ ۴۱۰)

فائدہ:

جس وجہ سے راحت وسکون ہمیشہ کے لیے میسر آتا ہے۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ زُھد میں راحت ہے۔

قناعت میں شرف:

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِ قَ كِفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ

(مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف۔ کتاب الرقاق فصل اول حدیث نمبر ۴۹۵۶)

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کامیاب ہوگیا جو مسلمان ہوا اور بقدر کفایت رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے دیے ہوئے (رزق) قناعت دی۔

فائدہ:

آپ کے اس فرمان ذیشان کا مطلب یہ ہے کہ جسے ایمان اور تقویٰ و پرہیزگاری اور بقدر ضرورت مال اور تھوڑے مال پر صبر یعنی قناعت جسے یہ نعمتیں حاصل ہوگئیں۔ سمجھیے کہ اس پہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہوگیا۔ وہ کامیاب رہا اور دنیا سے کامیاب ہی گیا۔ اس سے بڑا شرف کیا ہوگا۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زہد میں راحت اور قناعت میں شرف ہے۔

------☆☆☆------

سونے والی آنکھ اور نہ بھرنے والے پیٹ سے پناہ

بارگاہِ الٰہی میں استغفار کرتے ہوئے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے کہ اے باری تعالیٰ! میں سونے والی آنکھ اور نہ بھرنے والے پیٹ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (حضرت اویس قرنی عاشق رسول صفحہ: ۱۸۷)

مطلب:

اس ملفوظ شریف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے سونے والی آنکھ اور نہ بھرنے والے پیٹ سے پناہ مانگتے ہوئے عرض کیا ہے کہ یا اللہ! میں سونے والی آنکھ سے پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہی تو وقت ہوتا ہے جب ساری دنیا سو جاتی ہے۔ ہر طرف سناٹا ہی سناٹا چھا جاتا ہے اور بندہ پر سکون طریقے سے تیری عبادت کرسکتا ہے اور اگر سونے والی آنکھ ہو تو پھر وہ لمحات جو انتہائی قرب کے لمحات ثابت ہوسکتے ہیں۔ وہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ اس لیے یا اللہ میں سونے والی آنکھ سے پناہ مانگتا ہوں اور اسی طرح نہ بھرنے والے پیٹ سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔

استغفار کا مطلب:

استغفار کے معنی ہیں گناہوں کی معافی مانگنا۔ زبان سے گناہ نہ کرنے کا عہد استغفار ہے۔ استغفار غفر سے بنا بمعنی چھپانا یا چھلکا پوست چونکہ استغفار کی برکت سے گناہ ڈھک جاتے ہیں۔ اس لیے اسے استغفار کہتے ہیں۔

استغفار کرنے کے فضائل:

اس ملفوظ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے چونکہ استغفار کرتے ہوئے سونے والی آنکھ اور نہ بھرنے والے پیٹ سے پناہ مانگی ہے۔ اس لیے پہلے استغفار کے فضائل ملاحظہ فرمایئے۔

وَعَنْ ثَوبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَانْصَرَفَ مِنْ صَلوتِہٖ اِسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ " اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالاِکْرَامِ قِیْلَ لِلاَ وْزَاعِیِّ، وَھُوَ اَحَدُ رُوَاۃِ الْحَدِیثِ کَیْفَ الاِسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: یَقُوْلُ: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ

(ریاض الصالحین جلد ۲ کتاب الاذکار بحوالہ مسلم شریف)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے بیان فرمایا کہ جب نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار کرتے اور پھر یہ دعا کرتے اللّٰھُمَّ یَاذاالجلال والکرام ۔ اوزاعی سے جو ایک راوی حدیث ہیں پوچھا گیا استغفار کی کیا کیفیت ہے؟ فرمایا آپ پڑھتے تھے استغفر اللّٰہ ۔ استغفر اللہ

استغفار کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت:

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ فِیْ الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً ۔

(بخاری شریف۔ مشکوۃ شریف باب الاستغفار فصل اول حدیث نمبر ۲۲۱۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! میں ایک دن میں ستر بار سے زیادہ رب سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

فائدہ:

توبہ واستغفار روزے نماز کی طرح عبادت بھی ہے اس لیے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں۔ گناہ آپ کے قریب بھی نہیں آتا صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم لوگ گناہ کر کے توبہ کرتے ہیں اور وہ حضرات عبادت کر کے توبہ کرتے ہیں شعر۔

زاہداں از گناہ توبہ کنند
عارفاں ازعبادت استغفار

سیدنا علی مرتضٰی فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کے لیے دُنیا میں دو امانیں ہیں۔ ایک نے پردہ فرمالیا اور دوسری قیامت تک ہمارے پاس ہے۔ یعنی نبی ﷺ اور استغفار

سید الاستغفار:

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ تَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهٖ اَنْ يُّمْسِيَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُّصْبِحَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ

(بخاری شریف مشکوٰۃ شریف، باب الاستغفار والتوبہ فصل اوّل حدیث نمبر ۲۲۲۷)

شداد ابن اوس سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ ...... لَا یغفر الذنوب الا انت۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو یقین قلبی کے ساتھ دن میں یہ کہہ لے پھر اسی دن شام سے پہلے فوت ہو جائے تو وہ جنتی ہوگا اور جو یقین دل کے ساتھ رات میں یہ کہہ لے پھر صبح سے پہلے مرجائے تو وہ جنتی ہوگا۔

ہر تنگی وغم سے نجات:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَّخْرَجًا وَّمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَّرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

(رواہ احمد۔ ابوداؤد شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ ابن ماجہ شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار فصل ۲ حدیث نمبر ۲۲۳۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو استغفار کو اپنے اوپر لازم کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے چھٹکارا اور ہر غم سے نجات دے گا اور وہاں سے اسے روزی عطا فرمائے جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔

فائدہ:

حکیم الامت نے اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ نماز فجر کے وقت سنت فجر کے بعد فرض سے پہلے ستر بار پڑھا کرے کہ یہ وقت استغفار کے لیے بہت موزوں ہے رب تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (۵۱۔۱۸) اور پچھلی رات استغفار کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

یہ عمل بہت ہی مجرب ہے۔ روزی سے مراد مال، اولاد، عزت سب ہی ہے۔ استغفار کرنے والے کو رب تعالیٰ یہ تمام نعمتیں غیبی خزانہ سے بخشتا ہے قرآن کریم فرماتا ہے۔ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا (۷۱۔۱۰) تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے تم پر شراٹے کا (موسلادھار) مینہ بھیجے گا (کنزالایمان) قرآن کریم میں استغفار پانچ نعمتوں کا ذکر فرمایا اور اس حدیث میں تین نعمتوں کا۔ مگر ہماری اس شرح سے وہ پانچ نعمتیں ان تین میں آگئیں رب تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (۶۵۔۲) اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو (کنز الایمان) یہ حدیث اس آیت کی شرح ہے (مرات شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ: ۳۸۹)

زندوں کا مردوں کے لیے تحفہ:

مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَآءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَآءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ

(مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار والتوبہ فصل ۳ حدیث نمبر ۲۲۴۶ بحوالہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہی ہوتی ہے کہ ماں باپ بھائی یا دوست کی دعائے خیر کے پہنچنے کی منتظر رہتی ہے۔ پھر جب اسے دعا پہنچ جاتی ہے تو اسے یہ دعا دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا سے قبر والوں کو ثواب کے پہاڑ عطا فرماتا ہے اور یقیناً زندوں کا مردوں کے لیے تحفہ ان کے لیے دعائے مغفرت (استغفار) ہے۔

فائدہ:

دوست سے مراد خاص دوست بھی ہیں اور عام دوست بھی ہر مسلمان بھی، زندوں کو چاہیے کہ مردوں کو اپنی دعاؤں وغیرہ میں یاد رکھیں تاکہ کل انھیں دوسرے مسلمان یاد کریں۔ اس حدیث سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیے۔ جو نیاز فاتحہ ایصال ثواب سے لوگوں کو طرح طرح کے بہانوں سے روکتے ہیں کل انھیں بھی مرنا ہے۔

نام نیک رفتگاں ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ ۴۰۰)

سونے والی آنکھ سے پناہ:

قیام اللیل یعنی رات کے وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا بہت فضائل والا عمل مبارک ہے بارگاہ حق سے بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ان سے غفلت اختیار کرنے والا بڑا ہی خسارے میں رہتا ہے۔ اسی لیے آپ نے اس ملفوظ شریف میں بیان فرمایا ہے کہ میں سونے والی آنکھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ جو ایسے عظیم فضائل وفوائد کے نقصان کا سبب بنے۔ پچھلی رات کے فضائل بیان کرتے ہوئے کیا خوب کسی شاعر نے بیان فرمایا ہے کہ ۔

پچھلی راتیں رحمت رب دی کرے بلند آوازہ
بخششیں منگن والیاں کارن کھلا ہے دروازہ

پچھلی رات اُٹھنے کے فائدے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کے سر کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے ہر گرہ پر یہ ڈالتا ہے کہ ابھی رات بہت ہے سو جا۔ پھر اگر بندہ بیدار ہو جائے تو اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر نماز پڑھ لے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے اور وہ خوش دل پاک نفس صبح کرتا ہے ورنہ پلید طبیعت اور سست صبح پاتا ہے۔

تہجد کی برکت:

یعنی نماز تہجد کی برکت سے دل میں خوشی، نفس میں پاکی نصیب ہوتی ہے۔ جو اس سے محروم ہے۔ وہ ان دونوں کے کمال سے محروم ہے۔ (مراۃ) اور جو نماز فجر سے غافل رہا اسے سستی بہت ہی ہوتی ہے۔ صبح کا اُٹھنا تندرسی کی اصل ہے۔ صبح سوتے رہنا بیماریوں کی جڑ ہے۔ اسی لیے سمجھدار کفار بھی اندھیرے منہ جاگتے ہیں۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ: ۲۵۴)

کان میں شیطان کے پیشاب کا اثر:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص کا ذکر کیا گیا آپ سے عرض کیا گیا وہ صبح تک سوتا رہا نماز کے لیے نہ اُٹھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس شخص کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا یا فرمایا دونوں کانوں میں (مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ باب التحریص علیٰ قیام اللیل)

خزانوں اور فتنوں کا نزول:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے بیدار ہوئے کہ فرماتے تھے۔ سبحان اللّٰہ اس رات کتنے خزانے اُتر رہے ہیں اور کتنے فتنے نازل ہو رہے ہیں۔ ان حجرے والیوں کو کون اُٹھائے (آپ کی ازواج مطہرات کو) کہ نماز پڑھ لیں بہت سی دنیا میں ڈھکی ہوئی آخرت میں ننگی ہوں گی (بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:

اس رات غافلوں کے لیے فتنے اُتر رہے ہیں اور عابدوں کے لیے رحمتیں (مراۃ شرح۔ مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ: ۲۵۵)

علوم مصطفی کی بہار:

عام انسانوں کو نہ فتنے اُترتے نظر آتے ہیں اور نہ ہی رحمتیں جب کہ محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا. کہ اس رات کتنے خزانے اُتر رہے ہیں اور کتنے فتنے ۔معلوم ہوا کہ جو چیزیں کسی بھی انسان کو نظر نہیں آتی ہیں نبی کریم کو وہ بھی چیزیں نظر آتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ مدنی تاجدار سے ہمسری کا ہر دعویدار اپنے برابری کے دعوے میں جھوٹا ہے۔ نیز آپ کے علوم غیبیہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تسلیم کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے فرمان کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تردید نہیں فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ تائید ہی فرمایا کرتے تھے معلوم ہوا کہ علوم مصطفیٰ کی تائید کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سُنت مبارکہ ہے اور یہی الحمدُ اللّٰہ ہم اہل سنت کو حاصل ہے۔ پس واضح ہوا کہ الحمد للہ ہم اہل سنت کا علم غیب کے متعلق عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدہ کے مطابق ہے اسی طرح عقائد اہل سنت کے متعلق مزید دلائل مجدد دورِ حاضرہ شیخ القرآن والتفسیر محدثِ اعظم پاکستان ،فیض ملت حضور قبلہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف (حق مذہب اہل سنت) کا مطالعہ کیجیے

اللہ تعالیٰ کا آسمان دنیا کی طرف اپنی شان کے لائق نزول فرمانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا. کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر رات جب آخری تہائی رات رہتی ہے۔ تو ہمارا رب تعالیٰ دنیا کے آسمان کی طرف (اپنی شان کے لائق) نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کون ہے؟ جو مجھ سے دُعا کرے کہ میں (اس کی دُعا) قبول کروں کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے (اپنے فضل وکرم سے نوازتے ہوئے اسے) عطا کروں۔ کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔
(مسلم شریف۔ بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ باب التحریض علی الملقیام)

صالحین کا طریقہ:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم رات میں اُٹھنا لازم پکڑ لو کیونکہ یہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ ہے اور رب کی طرف قربت کا ذریعہ گناہوں کو مٹانے والا اور آئندہ گناہوں سے بچانے والا۔
(ترمذی شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

تہجد کی برکت:

اس پر تجربہ بھی گواہ ہے کہ تہجد کی برکت سے گناہوں کی عادت چھوٹ جاتی ہے۔ حضور سچے ان کی ہر بات سچی ہے۔
(مراۃ شرح مشکوۃ)

خوش قسمتی اور بد قسمتی:

یہ خوش قسمتی ہے کہ انسان رات کو بیدار ہو تہجد ادا کرے ذکر اللہ میں مشغولیت اختیار کرے اور یہ بد قسمتی کی انتہا ہے کہ نسان ساری رات غفلت کرتے ہوئے سو یا رہے اور ایسا رحمتوں والا وقت بھی غفلت میں گزار دے اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس ملفوظ شریف میں فرمایا کہ میں سونے والی آنکھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

نہ بھرنے والے پیٹ سے پناہ:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس ملفوظ شریف میں بیان فرمایا ہے کہ میں نہ بھرنے والے پیٹ سے پناہ مانگتا ہوں۔ گویا یہاں آپ نے حرص کی مذمت بیان فرمائی ہے۔

حرص کی تعریف:

حرص: (عر۔ا۔مث) لالچ۔طمع (۲) خواہش تمنا، رغبت۔ ہوس (جامع مع فیروز اللغات)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ۔ کسی چیز سے سیر نہ ہونا ہمیشہ زیادتی کی خواہش کرنا حرص ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۷ صفحہ ۸۶)

یہ اگر دُنیا کے لیے ہے تو بری ہے اور اگر آخرت کے لیے ہے تو اچھی اس لیے کہ لمبی عمر اس لیے چاہنا کہ زیادہ عمر میں اللہ تعالیٰ کی عبادت زیادہ کرلوں گا اچھا ہے نیک اعمال سے سیر نہ ہونا ہمیشہ زیادتی کی فکر میں رہنا بہت ہی اچھا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "حریص علیکم مگر یہاں اس ملفوظ شریف میں اس حرص کا تذکرہ فرمایا گیا ہے جو بُری ہے۔ گویا آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ایسے حریص پیٹ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

حدیث شریف:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ اگر انسان کے پاس مال کے دو جنگل ہوں تو وہ تیسرا تلاش کرے انسان کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے۔ اس کی جو توبہ کرے۔

(بخاری شریف۔ مشکوۃ شریف۔ باب الامل والحرص فصل اول)

غصے میں مبتلا ہونے کا ایک سبب:

پانچواں سبب حرص اور لالچ ہے تا کہ جاہ و مال میں زیادتی ہو سکے اور یہ وہ چیز ہے کہ جس شخص میں پائی جائے اس کی حاجتیں بڑھتی ہی جاتی ہیں اور جو شخص اس کے ساتھ ہی بخیل بھی ہو وہ ایک پیسے کا نقصان بھی برداشت نہیں کر سکتا اور فوراً آپ سے باہر ہونے لگتا ہے۔ کیونکہ اسے ایک لقمہ کے کم ہو جانے کا بھی اس قدر ملال ہوتا ہے کہ وہ غصے میں آجاتا ہے۔

(نسخہ کیمیا ترجمہ کیمیائے سعادت صفحہ ۶۵۱)

حرص کے نقصانات:

(۱) انسان کی مال کے متعلق بھوک نہیں مٹتی۔

(۲) انسان جائز و ناجائز ہر قسم کے ذرائع اختیار کرتا ہے۔

(۳) حریص انسان کی عزت و عظمت مٹی میں مل جاتی ہے۔

(۴) حرص ذلت و رسوائی کا سبب ہے۔

(۵) حرص کی بنا پر بار ہا مرتبہ شرمندگی اور ندامت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(۶) کسی عزیز یا رشتے دار یا دوست سے صحیح تعلقات قائم نہیں رہ سکتے۔

(۷) ہر انسان دشمن ہو جاتا ہے۔

(۸) مددگار بھی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔

(۹) حریص تہارہ جاتا ہے۔

(۱۰) اپنے بھی دور بھاگتے ہیں (تلک عشرہ کاملہ)

سیر شکمی کی مذمت:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلاً كَانَ يَاْكُلُ اَكْلاً كَثِيْرًا فَاَسْلَمَ وَكَانَ يَاْكُلُ قَلِيْلاً فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَاْكُلُ فِیْ مِعًى وَّاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَاْكُلُ فِیْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ (رواہ البخاری۔ مشکوۃ شریف۔ کتاب الاطعمہ حدیث نمبر ۳۹۹۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ ایک شخص کھانا بہت کھاتا تھا۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا تو کھانا کم کھانے لگا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا تو فرمایا مومن ایک آنت سے کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

فائدہ:

یہ فرمان عالی بطور تمثیل ہے کہ کافر کھانے پینے کا حریص ہے مومن قانع ہوتا ہے کافر کی نظر ہر وقت کھانے پینے میں رہتی ہے۔ جانوروں کی طرح مومن کی نگاہ ذکر وفکر میں رہتی ہے یا کافر کے ساتھ شیطان بھی کھاتا ہے۔ مومن چونکہ بسم اللہ سے کھانا شروع کرتا ہے الحمد پر ختم کرتا ہے۔ اس لیے کافر کھانا زیادہ سمیٹتا ہے یا مومن کے کھانے میں برکت ہوتی ہے کہ تھوڑا کھانا زیادہ قوت دیتا ہے۔ کافر کے کھانے میں بے برکتی (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ششم صفحہ: ۱۵)

کھانا زیادہ کھانا نحوست کا سبب:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام کو خریدنے کا ارادہ فرمایا۔ اس کے سامنے چھوہارے رکھے گئے۔ اُس نے کھائے تو بہت کھائے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ كَثْرَةَ الْاَكْلِ شُوْمٌ وَاَمَرَ بِرَدِّهٖ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوۃ شریف کتاب الاطعمہ)

بہت کھانا نحوست ہے اور اس کی واپسی کا حکم دیا۔

فائدہ:

آپ نے وہ غلام نہ خریدنے کا حکم دے دیا۔

برابر تن:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بنی آدم نے پیٹ سے بڑھ کوئی برابر تن پر نہیں کیا اسے چند لقمے کافی تھے۔ جس سے وہ پیٹھ سیدھی رکھ سکے مگر کھانا ہے تو تہائی کھانا تہائی پینا اور تہائی سانس کے لیے بس۔

(انطاق المفہوم ترجمہ المفہوم احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۴۰)

قیامت کے دن بھوکا رہنے والا:

حدیث میں ہے حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی مجلس اقدس میں ڈکار لی تو آپ نے فرمایا کہ اپنی ڈکار کم کرو کیونکہ قیامت کے دن وہی زیادہ بھوکا ہوگا جس نے دنیا میں زیادہ پیٹ بھرا ہوگا۔ (انطاق المفہوم ترجمہ احیا العلوم جلد ۳ صفحہ: ۱۴۱)

آخرت میں مبغوض ترین لوگ:

آپ نے فرمایا: دنیا میں بھوکے رہنے والے آخرت میں سیر شکم ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ لوگ مبغوض ترین ہیں۔ جو بدہضمی والے اور پیٹ بھر کر کھانے والے ہیں اور کوئی بندہ خواہش کے باوجود لقمہ چھوڑ دیتا ہے اس کا جنت میں بڑا درجہ ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۴۲)

فائدہ:

احیاء العلوم کے ترجمے متعدد ملتے ہیں مگر قبلہ فیض ملت حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظللہ العالی کا ترجمہ انطاق المفہوم بڑا شاندار ہے اللہ تعالیٰ توفیق فرمائے تو ضرور مطالعہ کیجیے۔

حدیث:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مرتبہ کے لحاظ سے اللہ کے نزدیک قیامت میں وہ افضل ہے جو دنیا میں زیادہ بھوکا ہے اور اللہ کے بارے میں تفکر کرے اور قیامت میں اللہ کے نزدیک مبغوض ترین انسان وہ ہوگا جو زیادہ سوتا ہوگا اور زیادہ کھاتا پیتا ہوگا۔ (احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ: ۱۴۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول مبارک:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آسمان کے فرشتے اس کے پاس نہیں آتے جو پیٹ بھر کر کھائے۔
(احیاء العلوم شریف جلد ۳)

زیادہ کھانا پینا قلبی امراض کا سبب:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لاتمیتو القلوب الطعام و الشراب فان القلب کالزرع یموت اذا اکثر علیه الماء قلب کو نہ مٹاؤ زیادہ کھا پی کر اس لیے کہ قلب کھیتی کی طرح ہے وہ مٹ جاتی ہے مگر جب کہ پانی زیادہ ہو جائے۔
(احیاء العلوم شریف جلد ۳)

فائدہ:

ایسی ہی وجوہات کی بنا پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے نہ بھرنے والے پیٹ سے پناہ مانگی ہے کہ جو قلوب کی موت کا سبب بنتی ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت والے فرشتے قریب بھی نہیں آتے۔ قیامت کے دن ایسے پیٹ والا مبغوض ترین انسان ہوگا۔ وغیرہ۔

------☆☆☆------

فخر کی بات

فرمایا: فخر اس میں ہے کہ اپنے تھوڑے بہت مال پر قانع رہ کر دوسرے کی ملکیت پر نظر نہ کرو۔
(سیرت حضرت اویس قرنی عاشق رسول صفحہ ۱۴۲)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ یہ فخر کا مقام ہے کہ انسان کو جتنا کچھ حاصل ہے۔ اسی پہ راضی رہے۔ اس سے بڑھ کر مال کی رغبت نہ کرے۔۔ اس سے زیادہ مال کی حرص نہ کرے بلکہ جتنا کچھ میسر ہے اسی پہ قناعت کرے۔ اس میں بے شمار فوائد ہیں اور کسی کے مال پہ نظر نہ کرو۔ کیونکہ یہ بے شمار خرابیوں کا باعث ہے۔

جو مال میسر ہے محض اسی پہ قناعت کے فضائل :

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے بعد جن چیزوں سے تم پر خوف کرتا ہوں۔ وہ دنیا کی تروتازگی، دنیا کی زینت ہے جو تم پر کھول دی جائے گی۔

تو ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا خیر بھی شر لاتی ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے بیان فرماتے ہیں کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پسینہ پونچھا اور فرمایا سائل کہاں ہے؟

غالباً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی تعریف بیان کی۔ پھر فرمایا کہ خیر شر کو نہیں لاتی ہے جسے بہار اُگاتی ہے اس میں سے بعض وہ ہے جو پیٹ پھلا کر ہلاک کر دیتی ہے یا بیمار کر دیتی ہے۔ سوائے اس جانور کے جو سبزی کھائے۔ حتیٰ کہ اُس کی کوکھیں تن جاویں تو دھوپ میں آجاوے تو لوٹے پوٹے پیشاب کرے پھر لوٹ جائے کھائے اور یقیناً یہ مال ہرا بھرا میٹھا ہے تو جو اسے اُس کے حق سے لے اور اس کے حق میں خرچ کرے تو وہ اچھا مددگار ہے اور جو ناحق لے وہ اُس کی طرح ہوگا جو کھالے اور سیر نہ ہو یہ مال اس کے خلاف قیامت کے دن گواہ ہوگا۔ (مسلم شریف۔ بخاری شریف۔ مشکوۃ شریف کتاب الرقاق)

فائدہ :

معلوم ہوا کہ تھوڑا مال حاصل ہوا یا زیادہ حاصل ہوا جتنا بھی حاصل ہوا۔ اسی پر راضی ہوا سے اس کے حق میں خرچ کرے تو ایسے انسان کے لیے یہ مال ہرا بھرا اور میٹھا ہے۔ دنیا و آخرت میں مفید ہے۔ اچھا مددگار ہے اور جو اس کے خلاف مال حاصل کرے اور خرچ بھی اس کے حق کے خلاف کرے تو پھر یہی مال اس کے لیے مفید نہیں نہ دنیا میں رہتے ہوئے اور نہ ہی آخرت میں بلکہ الٹا اس کے لیے نقصان کا باعث ہے۔ حتیٰ کہ قیامت کے دن اس کے خلاف بطور گواہ پیش ہوگا اور سزا دلوانے کا سبب ہوگا۔ جیسے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الرّاشی والمرتشی کلا ھما فی النار رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں دوزخی ہیں۔

اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس ملفوظ شریف میں فرمایا ہے کہ اپنے تھوڑے مال پہ ہی قناعت کر لے کسی

دوسرے کی ملکیت پہ نظر نہ کرو کہ تمھارے لیے نقصان کا باعث ہوگا۔ تکالیف کا سبب بنے گا۔

دنیا میں رغبت ہلاکت کا سبب:

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ

(بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الرقاق فصل ۲ حدیث نمبر ۴۹۳۴ مسلم شریف)

حضرت عمرو ابن عوف سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا کی قسم! میں تم پر فقیری سے خوف نہیں کرتا۔ لیکن میں تم پر اس سے خوف کرتا ہوں کہ تم پر دنیا پھیلا دی جائے۔ جیسے تم سے پہلے والوں پر پھیلا دی گئی تھی۔ تو تم اس میں رغبت کر جاؤ جیسے وہ لوگ رغبت کر گئے تھے اور تمھیں ویسے ہی ہلاک کر دے۔ جیسے اُنھیں ہلاک کر دیا۔

فائدہ ۱:

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو ڈرانے اور احتیاط برتنے کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دنیاوی ناجائز رغبت اور ہلاکت یعنی کفر وطغیان سے محفوظ رکھا۔ وہ حضرات بادشاہ وامیر ہو کر بھی دنیا میں پھنسے نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک ہی کُرتہ تھا۔ جسے دھو دھو کر پہنتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کفن کے لیے گھر میں کپڑا نہ تھا۔ پہنے ہوئے کپڑے دھو کر اُنھیں میں ہی آپ کو کفن دیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں فرمایا کہ میں اپنی تلوار فروخت کرنا چاہتا ہوں کہ آج کا گھر کا خرچ چلا سکوں۔ وہ حضرات امیری میں فقیری کر گئے رہیں ان کی آپس کی جنگیں وہ دنیا کے لیے نہ تھیں۔ دیکھو ہماری کتاب (حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف) ''امیر معاویہ پر ایک نظر'' (مرات شرح مشکوٰۃ جلد ۷ صفحہ: ۹)

فائدہ ۲:

دوسرے کی ملکیت پہ نظر رکھنے اور حاصل کرنے کی کوشش میں ظاہری لحاظ سے بھی ہلاکت کا خوف ہوتا ہے۔ جیسے چور اور ڈاکو کئی مارے جاتے ہیں اور باطنی لحاظ سے بھی کہ میں قبر وحشر اور بالآخر جہنم میں اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہونے کا سبب ہے۔ حق تعالیٰ محفوظ رکھے آمین۔

اس لیے فخر اس میں ہے جتنا مال بھی تمھارے پاس ہے۔ اسی پہ قناعت کرو کسی دوسرے کے مال پہ حاصل کرنے کی غرض سے نظر نہ رکھو کہ ہلاکت کا سبب ہے۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے مشورہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ

بندہ بگسل، باش آزاد اے پسر
چند باشی بندِ سیم وبندِ زر

بیٹا قید کوتوڑ کر آزاد ہو جا۔ چاندی سونے (کے خیال) میں تو کہاں تک مقید رہے گا۔

مطلب:

مولانا پختہ ہونے کا اصول بتاتے ہیں کہ جس سے خامی دور ہو جائے اور ان میں اسرارِ عشق کے سمجھنے کی اہلیت پیدا ہو جائے۔ خلاصہ اس اصول کا یہ ہے کہ ماسوی اللہ سے تعلقات نہ رکھے جائیں اور مال و دولت کا شوق منقطع کر دیا جائے۔ صائب

ز صحرائے تعلق چوں کسے سالم برون آید
زمین گیراست از دامنی ریگ رواں اینجا

سونا چاندی اموالِ دنیا خصوصیت سے عشقِ الٰہی کے لیے سنگِ راہ ہوتے ہیں اس لیے بزرگانِ دین نے درویشی کو پسند فرمایا ہے۔ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

اے دل اگر بدیدہ تحقیق بنگری
درویشی اختیار کنی بر تو نگری

(خلاصہ از مفتاح العلوم شرح مثنوی شریف جلد اول صفحہ ۴۲)

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

گر بریزی بحررا در کوزۂ
چند گنجد؟ قسمت یک روزۂ

اگر تو (چاہے کہ) سمندر کوزے میں ڈالے (تو اس میں سمندر کا کتنا (پانی) سمائے گا؟ ایک دن کا حصہ (زیادہ نہیں) یعنی زندگی کا سامان اسی قدر درکار ہے جس سے دنیوی زندگی کی ضرورتیں پوری ہوں اور ضرورت صرف اتنی ہے کہ تن ڈھکنے کو کپڑا، پیٹ پالنے کو دو روٹیاں ملتی رہیں۔ اس سے زیادہ کی حرص کرنی فضول ہے۔ اگر دنیوی نعمتوں کا انبار پیٹ میں ڈالنا چاہیں تو دو روٹی سے زیادہ اس میں نہیں پڑ سکتا۔ پھر حرصِ زائد سے کیا حاصل؟

(خلاصہ از مفتاح العلوم شرح مثنوی شریف جلد اول صفحہ: ۴۳)

کوزۂ چشم حریصاں پُر نشد
تا صدف قانع نشد پُر دُر نشد

ترجمہ:

حریص لوگوں کی (بھوکی) آنکھ کا کوزہ (کبھی) پُر نہ ہوا۔ جب تک سیپ نے قناعت نہ کی موتیوں سے مالا مال نہ ہوا۔

مطلب:

مولانا فرماتے ہیں کہ دیکھو سیپ ایک ہی قطرے پر قناعت کرتا ہے اور زیادہ کی حرص نہیں کرتا تو دولت مروارید سے مال

مال ہو جاتا ہے۔ اگر اس کا منہ بند نہ ہوتا تو انعام کیونکر پاتا۔ خواجہ میر درد ؔ

اگر جمعیت دل ہے تجھے منظور قناعت ہو
کہ اہل حرص کے کب کام خاطر خواہ ہوتے ہیں

(مفتاح العلوم شرح مثنوی جلد اول صفحہ: ۴۳)

مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

ہر کرا جامہ ز عشقے چاک شد
اوز حرص و عیب کلی پاک شد

ترجمہ:

جس شخص کا جامہ عشق سے چاک ہو گیا اور وہ حرص اور (ہر قسم کے) عیب سے پاک ہو گیا۔

مطلب:

اس شعر میں یہ ظاہر فرمایا ہے کہ عشق حقیقی تہذیب اخلاق اور تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے۔ تہذیب اخلاق کی ایک صورت یہ ہے کہ ایک ایک خلق کو فرداً فرداً لے کر اس کو اعتدال پر لانے کی کوشش کی جائے۔ یہ ماہرانِ فنِ اخلاق کا طریقہ ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ذکر و شغل وغیرہ سے قلب میں محبت حق پیدا کی جائے جس سے تمام اخلاق ذمیمہ خود بخود دور ہو جاتے ہیں کیونکہ روح میں جو لطافت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ ان کیفیاتِ کثیفہ کو برداشت نہیں کر سکتی اور یہ تعلیم اہلِ عرفان کی ہے مولانا دوسرے طریقہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس نے عشق میں اپنی ہستی کو بے جان کر لیا وہ رجائے ملائم اور خوف نا ملائم سے اور دیگر سب مصائب سے پاک ہے۔ میر درد ؔ

کیا کام مجھے خوف و رجا سے کہ میرے پاس
ہے جان سو بے جان ہے دل ہے سو غنی ہے

(مفتاح العلوم شرح مثنوی شریف دفتر اول جلد اول صفحہ ۴۴)

------☆☆☆------

غفلت کا ایک انداز

ایک شخص کے متعلق یہ سنا کہ تیس سال سے وہ قبر میں ہر وقت آہ زاری میں مشغول ہے اس کے پاس گئے اور اسے فرمایا: اے انسان! ہر وقت گریہ زاری کر کے تیری آنکھوں میں آنسو بھی خشک ہو گئے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس قبر اور کفن نے تجھے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور یہ دونوں چیزیں تیرے راستے کی دیوار ہیں۔

(سیرت حضرت اویس قرنی عاشق رسول صفحہ: ۱۸۶)۔

فائدہ:

فائدہ تو اس میں تھا کہ قبر کی یاد اور کفن کی یاد سے اس لیے آتی کہ اس جہان فانی سے چلے جانا ہے۔ جب اس جہان فانی سے چلے جانا ہے تو یہ زندگی دوبارہ میسر نہ آسکے گی۔ کہ جس میں حق تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے اعمال صالح اختیار کریں۔ محض قبر کی یاد اور کفن کی یاد چہ معنی دارد؟

قبر و کفن کی یاد اس لیے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وہ وقت آنے سے پہلے پہلے اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے اعمال صالح اختیار کرلو۔ جب ایسی یاد سے ہی انسان غافل ہو تو پھر قبر و کفن کو یاد کرنے کا کیا فائدہ کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف رغبت ہی نہ ہو۔ بلکہ الٹا یہی قبر و کفن کا خیال اللہ تعالیٰ کا خیال مٹادے ایسے رنگ میں قبر و کفن کا خیال کسی کام کا نہیں بلکہ الٹا نقصان کا سبب۔

اصول:

کیونکہ اس سلسلے میں اصول یہ ہے کہ جو چیز بھی انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور یاد سے غافل کردے وہ انسان کے لیے مفید نہیں۔ بلکہ نقصان دہ ہے۔ یہاں بھی ایسی ہی صورت حال سامنے آگئی تھی۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے انسان! ہر وقت گریہ زاری کر کے تیری آنکھوں میں آنسو بھی خشک ہو گئے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس قبر اور کفن نے تجھے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور یہ دونوں چیزیں تیرے راستے کی دیوار ہیں۔ جو تجھے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور یاد سے غافل کیے ہوئے ہیں۔ اس لیے ذرا ہوش سنبھال، حقیقتِ حال سمجھنے کی کوشش کرتا کہ تجھ پر حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے اور تو حق تعالیٰ کی یاد میں محویت اختیار کرتا کہ تجھے دنیا و آخرت میں عظیم فوائد حاصل ہوں۔ حق تعالیٰ کا تجھ پر فضل و کرم ہو۔ جن امور میں تو ڈوبا ہے۔ یہ دونوں ہی تیرے راستے کی دیواریں ہیں۔ اسی لیے ان کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جا۔

------☆☆☆------

استواری

کسی نے پوچھا: ہماری استواری کس میں ہے۔

فرمایا: اس بات پر یقین پختہ کرنا اور توکل اختیار کرنا کہ اللہ رازق ہے اپنے رزق کے بارے میں بے فکر ہو کر اللہ سے تعلق پختہ کرلے۔ (لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ صفحہ: ۱۳۱)

اللہ تعالیٰ کے رازق ہونے پر پختہ یقین کی ضرورت:

اس ملفوظ مبارک کا مطلب یہ ہے کہ پختہ یقین ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ رازق ہے۔ اسی نے ہی رزق عطا فرماتا ہے۔ جو رزق اس نے لکھ دیا ہے وہ ہر حال میں ملنا ہے اور جو رزق مقدر میں ہے ہی نہیں وہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس کے سلسلے میں خواہ جتنی بھی کوشش کی جائے۔ ہرگز حاصل نہ ہوگا۔ اسی لیے رزق کے حصول کے لیے حلال اور جائز ذرائع اپنائے جائیں۔ ناجائز اور حرام ذرائع اپنانے سے رزق میں اضافہ تو نہ ہوجائے گا مگر نحوست لے ڈوبے گی۔ رزق کے حصول کے لیے چوری ڈاکہ زنی، رشوت

ستانی، حرام خوری اور سودی لین دین وغیرہ وہ ذرائع ہیں جو انسان کی دنیا و آخرت کی تباہی کا سبب بنتے ہیں۔ اس لیے ایسے ذرائع اپنانے بچنا چاہیے اور بے فکر ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ خالق کائنات کا رزق کے سلسلے میں ارشاد گرامی ہے کہ و اللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْن نیز مالک و خالق نے رزق جتنا دینا ہے ہر حال میں دینا ہے۔ اس کے لیے فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ سمیع و بصیر بھی ہے عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قدیر بھی ہے۔ اسی نے رزق بہم پہنچانا ہے اور رزق پہنچائے گا اس لیے پریشان اور فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں کہ صبح کا رزق ہے نہ جانے شام کو رزق ملے گا یا نہیں آج تو رزق مل گیا ہے کل رزق عطا ہو گا یا نہیں۔ ذرا غور تو فرمایئے پرندے روزانہ ایک دن کا رزق حاصل کرتے ہیں کیا دوسرے دن کے لیے وہ رزق سٹور کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ ہی انھیں رزق عطا فرماتا ہے۔ اس لیے روزی کے سلسلے میں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا بس اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پختہ کر لے۔ کہ اس نے مجھے رزق عطا فرماتا ہے تو اس سلسلے پریشان ہونے کا کیا فائدہ؟ اس لیے اس سلسلے میں پریشانی میں مبتلا ہونا اچھا کام نہیں بلکہ غلط کام ہے۔

توکل کی حقیقت:

توکل کے لغوی معنی ہیں بھروسہ کرنا، اپنے کام کو کسی کے حوالے کرنا، اپنے عجز کا اقرار کرنا کسی کو وکیل بنانا۔

(جامع فیروز اللغات)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے توکل کی حقیقت یوں بیان کی ہے کہ توکل بنا ہے وکلٌ سے یا وکول سے جس کے معنی ہیں۔ اپنا کام دوسرے کے سپرد کر دینا۔ اسی سے ہے وکیل اصطلاح میں توکل یہ ہے کہ اپنی عاجزی کا اظہار، دوسرے پر بھروسہ کرنا۔ اسی سے تکان شریعت میں توکل کے معنی ہیں اپنے کام حوالہ خدا کر دینا۔

توکل کی دو اقسام:

توکل کی دو قسم کا ہے۔

۱۔ توکل عوام: توکل عوام اسباب پر عمل کر کے نتیجہ خدا کے حوالہ کر دینا

۲۔ توکل خواص: اسباب چھوڑ کر مسبب الاسباب پر نظر کرنا (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۷ صفحہ:۱۰۸)

قرآن مجید میں ہے

(۱) وَعَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوْٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ o (پارہ ۶ سورۃ المائدہ:۲۳)

اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو۔ اگر تمھیں ایمان ہے (کنز الایمان شریف)

(۲) وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ o (پارہ ۱۳۔ ابراہیم:۱۱)

اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے

(۳) وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ وَقَدْ ھَدٰنَا سُبُلَنَا o وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَآ اٰذَیْتُمُوْنَا o وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ o (پارہ ۱۳۔ ابراہیم:۱۲)

اور ہمیں کیا ہوا کہ اللہ پر بھروسہ نہ کریں۔ اس نے تو ہماری راہیں ہمیں دکھا دیں اور تم جو ہمیں ستا رہے ہو۔ ہم ضرور

اس پر صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسا چاہیے۔ (کنز الایمان شریف)

(۴) وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ○ (پارہ ۲۸۔الطلاق:۳)

اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔ بے شک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے۔ بے شک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔

(۵) فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ○ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ (پارہ ۴ آل عمران:۱۵۹۔۱۶۰)

اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ تعالیٰ پر بھروسا کر۔ بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔ اگر تمھاری مدد کرے اللہ تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمھیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر تمھاری مدد کرے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔ (کنز الایمان شریف)

توکل کا فائدہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَ تَرُوْحُ بِطَانًا۔

(ترمذی شریف۔ابن ماجہ شریف۔مشکوٰۃ شریف۔باب التوکل والصبر فصل ۲ حدیث نمبر ۵۰۶۷)

حضرت عمر سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اگر اللہ پر جیسا چاہیے ویسا توکل کرو تو تم کو ایسے رزق دے جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح بھوکے جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے لوٹتے ہیں۔

فائدہ:

تجربہ شاہد ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پہ کمال درجے کا توکل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنھیں بھوکا نہیں مرنے دیتا۔ کیا خوب کسی شاعر نے کہا کہ

رزق نہ رکھیں ساتھ میں پنچھی اور درویش
جن کا رب پر آسرا ان کو رزق ہمیش

معجزہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے بیان فرمایا کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کیا تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو وہ بھی حضور کے ساتھ واپس ہوئے ایک بہت خاردار درختوں والے جنگل میں اُنھیں دوپہری آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُترے اور لوگ درختوں کے نیچے اُترے اس سے اپنی تلوار لٹکا دی ہم کچھ سوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو پکارنے لگے۔ آپ کے پاس ایک دیہاتی تھا فرمایا کہ اس شخص نے مجھ پر تلوار سونت لی میں سو رہا تھا۔ میں جاگا تو تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ بولا مجھ سے آپ کو کون بچائے گا تو میں نے تین بار کہا اللہ۔ حضور نے اس سے بدلہ نہ لیا وہ بیٹھ گیا۔

فائدہ:

وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاقِ کریمانہ دیکھا تو فوراً گرویدہ ہوگیا اور بیٹھ گیا۔

کیا خوب پیر سید شبیر حسین شاہ صاحب حافظ آبادی مدظلہ العالی اکثر بیان فرمایا کرتے ہیں کہ

ملاقاتِ حبیب ساڈی عید ہوگئی
ساڈا حج اکبری تیری دید ہوگئی
تیرا اچاے ناتواں، نالے نیش پر چھاواں
تیریاں تک کے اداواں میں مرید ہوگئی

حدیث شریف:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو صرف اللہ کا ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کی ہر طرح کی ضرورت پوری فرمائے گا اور اسے روزی یوں پہنچے گا کہ اسے خیال تک نہ ہوگا اور جو دنیا کا ہو کر رہے گا۔ دنیا کی طرف سپرد فرمائے گا۔

(انطاق المفہوم ترجمہ۔ احیاء العلوم جلد ۴ صفحہ: ۴۴۲)

اسی لیے آپ نے اس ملفوظ شریف میں فرمایا ہے کہ توکل اختیار کرنا اپنے رزق کے متعلق بے فکر ہو جا وہ تجھے مل ہی جائے گا بس تو اپنا تعلق حق کے ساتھ پختہ کرلے۔

------☆☆☆------

زاہد کے لیے طلبِ معاش

فرمایا: جب زاہد طلب معاش کے لیے نکلے تو اس کا زہد جاتا رہتا ہے۔

(انطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم جلد ۴ صفحہ: ۴۲۰)

فائدہ:

اس سے ان کا مقصود تعریف زہد کی نہیں بلکہ توکل کو زہد میں شرط کیا ہے۔

فرمایا:

زہداس کا نام ہے کہ رزق مذموم کی طلب نہ کرے (الطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم جلد ۴ صفحہ: ۴۲۰)

ان دونوں ملفوظات میں زہد کی حقیقت کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ پہلے ملفوظ شریف میں بیان فرمایا ہے کہ توکل زہد میں شرط ہے۔ جب زہد میں توکل موجود ہے۔ تو سمجھ لیجیے کہ زہد صحیح ہونے کا امکان ہے اور اگر زہد میں توکل نہیں تو سمجھ لیجیے کہ زہد بھی نہیں اس لیے زہد میں توکل ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ جب زاہد روزی روزی کرتا پھرے جیسے بھی ہو سکے۔ بس روزی کے ہی پیچھے بھاگا پھرتا رہے۔ بلکہ روزی کا حصول اسے حق تعالیٰ سے بھی غافل کر دے۔ ایسی روزی انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی لہٰذا ایسی ہی روزی کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ جب زاہد معاش کے حصول کے لیے نکلے تو اس کا زہد ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جو روزی اس کے نصیب میں ہے۔ وہ تو اسے مل ہی جاتی ہے۔ ایسی روزی کے پیچھے مارا مارا پھرنے کی کیا ضرورت ہے اور نہ ایسی روزی کے پیچھے بھاگنے کی وجہ سے حق تعالیٰ سے غافل ہونے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ

؎ اس رزق سے موت اچھی جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

ایسی روزی، رزق اور معاش کی طلب میں نکلنے سے زہد ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے ایسے معاش کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت نہیں۔ جو انسان کا زہد و تقویٰ ختم کر دے اور حق تعالیٰ سے غفلت کا باعث ہے۔ لہٰذا ایسا معاش اور ذریعہ معاش ترک کر دینے کی ضرورت ہے اور چھوڑ دینا چاہیے۔ لہٰذا ایسا ذریعہ معاش چھوڑ دو۔

دوسرے ملفوظ شریف میں بھی تقریباً یہی مفہوم بیان ہوا ہے کہ زہد اس کا نام ہے کہ رزق مذموم کی طلب نہ کرے۔ کیونکہ رزق مذموم انسان کی ترقی میں حارج ہے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اس سے ان کا مقصود زہد کی تعریف بیان کرنا نہیں بلکہ توکل کو زہد میں شرط کیا ہے۔

------☆☆☆------

حج کا سفر مبارک

ایک آدمی نے حج کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ واپسی پر جب وہ حضرت عمر کے کہنے پہ واپس حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور درخواست کی کہ میرے لیے دعائے مغفرت فرمائیں کہنے لگے آپ میرے لیے دعائے مغفرت کریں کیونکہ آپ مبارک سفر سے آئے ہیں۔ اس شخص نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث سنائی اور دوبارہ درخواست کی کہ میرے لیے دعائے مغفرت فرمائیں۔ چنانچہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے دعائے مغفرت کی۔ بس لوگوں نے حضرت اویس رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا اور ان کے حال کی حقیقت جان لی۔ آپ وہ جگہ ہی چھوڑ گئے۔ یہ روایت ابن سعد نے طبقات میں، ابوعوانہ، رویانی اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں بیان کی (خلاصہ از اشعۃ اللمعات جلد ۷)

حج کا سفر ایک مبارک سفر:

حج کا سفر ایک بڑا ہی مبارک سفر ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس مبارک سفر سے آنے والے آدمی سے دعا کرنے کے لیے کہا کہ آپ میرے لیے بھی دعا فرمائیے کہ آپ اس مبارک سفر سے واپس تشریف لا رہے ہیں۔

حج وعمرہ کے فضائل:

حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِیْلَ ثُمَّ مَا ذَا قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔

(بخاری شریف۔ مشکوۃ شریف۔ کتاب المناسک فصل اوّل حدیث نمبر ۲۳۹۲ مسلم شریف۔ کتاب الحج)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل بہتر ہے؟ فرمایا اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا عرض کیا گیا۔ پھر کون سا عمل؟ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض کیا گیا کہ پھر کون سا عمل۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا مقبول حج۔

فائدہ:

چونکہ حج بدنی و مالی عبادات کا مجموعہ ہے اس لیے اس کا بھی بڑا درجہ ہے حج مقبول و مبرور حج وہ ہے جو لڑائی جھگڑے گناہ وریاء سے خالی ہو اور صحیح ادا کیا جائے۔

گناہوں کی معافی:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ كَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔

(بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف۔ کتاب المناسک فصل اوّل حدیث نمبر ۲۳۹۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے لیے حج کرے تو نہ فحش کلامی کرے نہ فسق کی باتیں تو ایسا لوٹے گا جیسے اسے ماں نے آج جنا۔

مقبول حج کا بدلہ جنت:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَیْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ۔

(بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عمرہ سے دوسرے عمرہ تک درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور مقبول حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔

رمضان المبارک میں عمرے کا اجر:

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً۔

(بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف کتاب المناسک فصل اول حدیث نمبر ۲۳۹۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ماہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

فائدہ:

ماہ رمضان میں کسی وقت عمرہ دن یا رات میں اس کا ثواب حج کے برابر ہے۔ معلوم ہوا کہ جگہ اور وقت کا اثر عبادت پر پڑتا ہے۔ اعلیٰ جگہ اور اعلیٰ وقت میں عبادت بھی اعلیٰ ہوتی ہے۔ (مراۃ مشکوۃ بحوالہ مرقات شریف)

عورتوں کے لیے تنبیہ:

یاد رکھیے عمرہ اور حج ایک بہترین عبادت ہے مگر اسی سلسلے میں اسلامی احکام کی خلاف ورزی اختیار کرتے ہوئے بغیر محرم جانا اور جھوٹ موٹ کے محرم بنا کر ان کے ساتھ جانا قطعاً غلط کام ہے۔ حق تعالیٰ حقیقت سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ نامحرموں کے ساتھ جھوٹ موٹ رشتہ محرم کا ظاہر کر کے حج و عمرہ نہیں کرنا چاہیے۔ عمرہ کے لیے شریعت مطہرہ کے احکام کا منہ چڑانا چہ معنی دارد۔ ایسا قطعاً درست نہیں ہے۔

غریبی اور گناہوں کو مٹانے کا بہترین نسخہ:

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّةُ

(رواہ الترمذی والنسائی ورواہ احمد وابن ماجہ عن عمر الی قولہ خبث الحدید۔ مشکوۃ کتاب المناسک فصل ۲ حدیث نمبر ۲۴۱۰)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حج اور عمرہ ملا کر کرو کہ یہ دونوں غریبی اور گناہوں کو ایسے مٹا دیتے ہیں۔ جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو اور مقبول حج کا ثواب جنت کے سوا اور کچھ نہیں۔

فائدہ:

دل کی اور ظاہری فقیری (غریبی) بھی بفضلہٖ تعالیٰ دور ہوتی ہے اور گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔ اس کا تجربہ بھی ہے۔ خیال رہے کہ گناہ وفقر کا دور کرنا رب کا کام ہے۔ مگر یہاں اسے حج وعمرہ کی طرف نسبت کیا گیا ہے کہ یہ اس کا سبب ہے لہٰذا کہہ سکتے ہیں کہ اللہ ورسول غنی کردیتے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (۷۴:۹) اللہ ورسول نے انھیں اپنے فضل سے غنی کردیا (کنزالایمان) (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۴ صفحہ:۱۰۹)

حج وعمرہ کے بے شمار فضائل وفوائد ہیں۔ حق وتعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے دُعا مانگنے کے لیے کیوں کہا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دُعا مانگنے کے لیے حکم فرمایا: اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ممکن ہے تابعین بھی آپ کے پاس حاضر دُعا کے لیے عرض کرتے ہوں۔

مگر اس آدمی سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بھی دُعا کرنے کے لیے کہا کہ میرے لیے بھی دُعا فرمائیے۔ اس کا سبب یہ ہے جو ان احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ الْحَاجُّ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ اِنْ دَعَوْهُ اَجَابَهُمْ وَاِنِ اسْتَغْفَرُوْهُ غَفَرَلَهُمْ۔

(رواہ ابن ماجہ۔ مشکوۃ شریف۔ کتاب المناسک، فصل ۲ حدیث نمبر ۲۴۲۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا حج وعمرہ کرنے والے اللہ کی جماعت ہیں اگر یہ خدا سے دُعا کریں تو رب ان کی دُعا قبول کرے اور اگر اس سے مغفرت مانگیں تو انھیں بخش دے۔

فائدہ: حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے گھر جارہے ہیں، رب سے ملنے جارہے ہیں اور سلطان اپنے ملاقاتیوں کی بات مانتا ہے ان کی سفارش قبول کرتا ہے۔ اس لیے یہ لوگ بھی مقبول الدعا ہیں۔

مسلمانوں کا طریقہ ہے کہ حجاج کو پہنچانے، وداع کرنے اور واپسی پر ان کا استقبال کرنے کے لیے اسٹیشن تک جاتے ہیں۔ ان سے دُعا کراتے ہیں۔ یہ اس حدیث پر ہی عمل ہے کہ حاجی گھر سے نکلتے ہی مقبول الدعاء ہے اور واپس گھر میں داخل ہونے تک مستجاب الدعوات رہتا ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۴ صفحہ:۱۱۴)

دُعامغفرت کے لیے کہنے کا حکم:

وَعَنْ ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَقِیْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَلَكَ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بَیْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌلَّهٗ

(رواہ احمد۔ مشکوۃ شریف کتاب المناسک فصل ۳ حدیث نمبر ۲۴۲۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم حاجی سے ملو تو اسے سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو اور اس کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنی دُعائے مغفرت کے لیے کہو کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔

فائدہ :

اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس سے دُعا کے لیے کہا کہ آپ مبارک سفر سے واپس آ رہے ہیں۔ سفر بھی ایسا کہ جب تک تم اپنے گھر داخل نہ ہو گے اس وقت تک تمھاری ہر دُعا کو اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے گا۔ اس لیے میرے حق میں بھی دُعا فرما دیجیے۔

------☆☆☆------

زیارت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کی (ظاہری) زیارت وصحبت حاصل نہ ہوئی۔ البتہ میں نے ان لوگوں کی زیارت کی ہے۔ جنھوں نے حضور کی زیارت کی تھی۔ مگر میں محدث، قاضی یا مفتی ہونا پسند نہیں کرتا اور میری طبیعت لوگوں سے اکتاتی ہے (روض الریاحین اُردو ترجمہ صفحہ: ۲۸۶)

عظمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس ملفوظ شریف میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت بیان فرمائی ہے آپ نے بیان فرمایا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت اور صحبت تو حاصل نہیں ہو سکی۔ اس چیز کا بے حد افسوس اور کلک ہے۔ ہاں البتہ الحمدللّٰہ یہ سعادت مجھے حاصل ہے کہ جس محبوب کریم ﷺ کو ایمان کی حالت میں دیکھنے سے درجہ صحابیت حاصل ہو سکتا ہے۔ اس محبوب کریم ﷺ کی زیارت کرنے والوں کی زیارت کا موقع نصیب ہو رہا ہے۔ یہ مقام بھی کوئی معمولی نہیں۔ بڑا عظیم مقام ہے الحمدللّٰہ جو مجھے حاصل ہوا ہے ان سے محبوب کریم ﷺ کے متعلق بھی بہت کچھ معلوم ہوا۔ مگر میں محدث، قاضی یا مفتی ہونا پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ میری طبیعت ایسی ہے کہ لوگوں کو دیکھ کر مجھے وحشت ہونے لگتی ہے۔ مجھے گھبراہٹ سی ہونے لگتی ہے۔ لوگوں سے جلد ہی میری طبیعت اکتا جاتی ہے۔ جب کہ محدث، قاضی یا مفتی کے پاس لوگوں کا اکثر جمگھٹا لگا رہتا ہے۔ محدث کے پاس تعلیم احادیث کے سلسلے میں لوگوں کا جمگھٹا لگا رہتا ہے۔ قاضی کے پاس لڑائیوں، جھگڑوں اور دیگر امور کے متعلق فیصلوں کے لیے آتے جاتے رہتے ہیں۔ مفتی کے پاس پیش آمدہ مسائل کے متعلق شرعی احکام معلوم کرنے کے لیے آتے جاتے ہیں۔ جب کہ میری طبیعت بھیڑ بھاڑ سے گھبراتی ہے مجھے وحشت ہونے لگتی ہے اس لیے محدث، قاضی یا مفتی بننا پسند نہیں کرتا۔

فضائل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم:

صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جو ایمان کی حالت میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس کی وفات بھی دین

اسلام پر ہوئی۔ اگر چہ درمیان میں مرتد ہو گیا ہو جیسے اشعت بن قیس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ صحیح ترین قول ہے۔ بعض علماء نے یہ شرط لگائی ہے کہ انھیں نبی کریم ﷺ کی طویل صحبت حاصل ہوئی ہو آپ کی بارگاہ میں حاضری نصیب رہی ہو۔ آپ سے علم حاصل کیا ہو اور غزوات میں حاضری کا موقع ملا ہو۔ انھوں نے کم از کم چھ ماہ کی مدت مقرر کی ہے۔ چھ ماہ کی مدت مقرر کرنے کی کیا دلیل ہے ہمیں معلوم نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

یہ تو واضح ہے کہ اس صحابی کو زیادہ فضیلت حاصل ہے جسے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں زیادہ حاضری کا موقع ملا نیز آپ کی معیت میں جہاد میں حصہ لیا۔ بہ نسبت اس صحابی کے جسے حاضری کا زیادہ موقع نہیں ملا نہ ہی کسی غزوہ میں آپ کے ہمراہ شریک ہوئے۔ صرف دور سے آپ کی زیارت کی۔ آپ سے گفتگو کا بھی کم موقع ملا یا بچپن میں آپ کی زیارت کی۔ اگر چہ صحابی ہونے کی سعادت سب کو حاصل ہے۔

صحابی کی تعریف:

صحابہ جمع ہے صاحب کی یا صحابی کی بمعنی ساتھی۔ شریعت میں صحابی وہ انسان ہے۔ جو ہوش و ایمان کی حالت میں حضور انور کو دیکھے۔ یا صحبت میں حاضر ہو اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہو جائے۔ صحابی تمام جہان کے مسلمانوں سے افضل روئے زمین کے سارے ولی، غوث، قطب ایک صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچتے۔ صحابہ میں خلفائے راشدین بہ ترتیب خلافت افضل ہیں۔ پھر عشرہ مبشرہ پھر بدر والے پھر بیعت رضوان والے۔ پھر صاحب قبلتین۔ کوئی صحابی فاسق نہیں سب عادل ہیں۔

(خلاصہ از مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۸ صفحہ: ۳۲۴)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق سلامتی والا راستہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت اور عدالت کے متعلق گفتگو طویل ہے۔ اس سلسلے میں عارف باللہ شیخ محقق حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اہل سنت و جماعت کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے بارے میں صرف کلمہ خیر زبان پہ لایا جائے۔ ورنہ خاموشی اختیار کی جائے اور اگر کوئی بات اس کے خلاف منقول ہو (جس کی بناء پر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) پر اعتراض کیا جا سکے) تو اس سے چشم پوشی کرنی چاہیے۔ اس میں سلامتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(اشعۃ اللمعات اُردو ترجمہ صفحہ: ج ۷ ۳۸۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باعث امن

حضرت ابو بردہؓ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا سر اقدس آسمان کی طرف بلند کیا آپ بکثرت آسمان کی طرف سر مبارک اُٹھایا کرتے تھے اور فرمایا کہ:

اَلنُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِلسَّمَآءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَى السَّمَآءَ مَاتُوْعَدُ وَاَنَا اَمَنَةٌ لِّاَصْحَابِیْ فَاِذَا ذَهَبْتُ اَنَا اَتٰی اَصْحَابِیْ مَایُوْعَدُوْنَ وَاَصْحَابِیْ اَمَنَةٌ لِّاُمَّتِیْ فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِیْ اَتٰی اُمَّتِیْ مَایُوْعَدُوْنَ۔

(مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف۔ باب مناقب صحابہ فصل اوّل حدیث نمبر ۵۷۵۲)

ستارے آسمان کے لیے امن کا سبب ہیں۔ جب ستارے چلے جائیں گے۔ تو آسمان کو وہ وہ کچھ آئے گا جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے۔ (آسمان کا پھٹ جانا) ہم اپنے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے لیے سب امن ہیں۔ جب ہم چلے جائیں گے تو ہمارے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو وہ کچھ آئے گا۔ جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے (فتنے اور لڑائیاں) ہمارے صحابہ (کرام رضی اللہ عنہم) ہماری اُمت کے لیے باعثِ امن ہیں۔ جب ہمارے صحابہ چلے جائیں گے تو ہماری امت کو وہ آئے گا (بدعات، حوادث، فتنے اور شر) جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔

یعنی حضرت موسیٰ اشعری سے ابو بردہ اُنھیں کے فرزند ہیں۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۸ صفحہ: ۳۳۵)

شانِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو لوگ کہیں گے کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہو تو کہیں گے ہاں پھر اُنھیں فتح دی جائے گی (غازی لوگ اُن صحابی کے توسل سے دُعا کریں گے تو فتح حاصل ہوگی)

پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا تو لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو کہا جائے گا کہ تم میں وہ ہے جو صحابہ کے ساتھ رہا ہو لوگ کہیں گے ہاں پھر اُنھیں فتح دی جائے گی۔ پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو کہا جائے گا کہ تم میں وہ ہے جو ان کے ساتھ رہا ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھیوں کے ساتھ رہے۔ لوگ کہیں گے ہاں اُنھیں فتح دی جائے گی۔ (مسلم شریف۔ بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:

خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے بعد صحابہ کے طفیل سے پھر صحابہ کے بعد تابعین کے طفیل سے پھر تابعین کے بعد تبع تابعین کے طفیل سے ان کے وسیلہ سے جہادوں میں فتح کی دُعائیں کی جائیں گی اور فتح نصیب ہوگی۔

توسل اولیاء کا ثبوت:

اس حدیث سے توسل اولیاء کا ثبوت ہوا اور یہ اولیاء اللہ کے وسیلہ سے اللہ کی رحمتیں آتی ہیں جہادوں میں فتح نصیب ہوتی ہے۔ لکڑی کے طفیل لوہا بھی ترجاتا ہے۔ قرآن کریم سے تو یہ ثابت ہوا ہے۔ کہ بزرگوں کے تبرکات، عمامہ، نعلین، بال، لباس وغیرہ کے ذریعہ فتح نصیب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ان آیة ملکه ان یاتیکم التابو فی سکینة من ربکم و بقیة مما ترك آل موسی وال هارون۔

دیکھو رب نے طالوت کے ساتھی اسرائیلیوں کے لیے ایک جہاد میں حضرت موسیٰ و ہارون کے تبرکات عمامہ، جوتا وغیرہ ایک صندوق میں رکھے ہوئے بھیجے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں سے نسبت بڑی چیز ہے۔ اگر چہ نسبت دور کی ہو۔ حضرت جبریل علیہ السلام کی گھوڑی کی ٹاپ کے نیچے کی خاک سے سامری کے سونے کے بچھڑے میں جان پڑ گئی جو قرآن مجید سورۃ طٰہ میں بالتفصیل مذکور ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۸ صفحہ: ۳۳۷)

آگ نہ چھوئے گی:

وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي اَوْ رَاٰى مَنْ رَآنِي (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ شریف۔ فضائل صحابہ)

حضرت جابر سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں فرمایا اس مسلمان کو آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔

فائدہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل بے شمار ہیں۔ ہم پہ ان کی پیروی لازم ہے۔ جو ان سے علیحدگی اختیار کر کے حصول جنت کا متمنی نظر آئے۔ اسے احمقوں کی دنیا کا باسی سمجھیے۔ حق تعالیٰ حق سمجھنے اور حق کے مطابق عقائد حقہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت وصحبت کا حاصل ہو جانا بڑا مقام عظیم ہے۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنے اس ملفوظ شریف میں فرمایا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی (ظاہری) زیارت وصحبت مبارکہ تو نصیب نہ ہو سکی۔ ہاں البتہ میں نے ان بزرگوں کی زیارت کا شرف ضرور حاصل کیا ہے۔ جنھوں نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا تھا۔ مگر میں محدث قاضی یا مفتی ہونا پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ میری طبیعت ایسی ہے کہ لوگوں کو دیکھ کر مجھے وحشت ہونے لگتی ہے۔ مجھے گھبراہٹ سی ہونے لگتی ہے۔ اس لیے میں خود بھی لوگوں سے دور بھاگتا ہوں۔ کیونکہ لوگوں سے جلد میری طبیعت اکتا جاتی ہے۔

------☆☆☆------

لوگوں سے بے پرواہی حاصل کرنے کا طریقہ

فرمایا: اگر جدو جہد کرتے ہوئے کامیابی کو صرف اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو گے تو لوگوں سے بے پرواہ ہو جاؤ گے۔ یہی حقیقی استغناء ہے۔ (سیرت حضرت اویس قرنی عاشق رسول صفحہ: ۱۴۹)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ مخفی نہیں کہ آپ نے زندگی کے ہر لمحے میں اللہ تعالیٰ پہ بھروسہ کیا۔ بے شمار ایسے مواقع ہیں۔ جنھیں بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے وقت کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تجھے حاکم کے نام رقعہ لکھ دیتا ہوں۔ مگر آپ نے صاف انکار کر دیا۔ اسی طرح دیگر مواقع بھی اس سلسلے میں پیش کیے جا سکتے ہیں۔

ہمت مرداں مدد خدا:

مقولہ مشہور ہے کہ "ہمت مرداں مدد خدا" اس مقولہ کی برکات ہر دور میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ اوائل اسلام کے احوال ملاحظہ فرمایئے بلکہ تاریخ اسلام کے اوراق اس مقولہ کے متعلق شاہد ہیں غزوہ بدر ہو یا غزوہ خندق، غزوہ احد میں حالات یکسر خلاف

ہو جانے کے باوجود چند صحابہ کی ہمتِ مردانہ نے کفار کو بھاگنے پہ مجبور کر دیا۔ حتیٰ کہ تاریخ پاکستان ملاحظہ فرمائیے کہ جب پورے برصغیر پہ انگریز ظلم و بربریت کے دیو بنے ہوئے تھے ہر طرف ان کی چنگھاڑ سنائی دے رہی تھی۔ ہر طرف ظلم و بربریت کے مظالم کے نشانات نظر آرہے تھے۔ علمائے کرام رحمھم اللہ تعالیٰ پہ خصوصیت کے ساتھ دائرہ حیات تنگ کر دیا گیا۔ مسلمانوں کو ظلم وستم کی چکی میں پیا جا رہا تھا۔ صرف وہی محفوظ تھے جو ظالموں کے دست و بازو تھے یا جن پہ حق تعالیٰ کا خصوصی کرم ہوا کہ وہ ان کی دست برد سے محفوظ رہے۔ ورنہ آج کا انسان اگر دہلی اجڑنے اور دہلی پہ فرنگی راج قائم ہونے کے مناظر اگر تصور میں لائے تو انگریزوں کی انسان دوستی کا لباس تار تار ہوتا نظر آئے گا۔ مگر جب مسلمانوں نے ہمت سے کام لیا۔ ایک پلیٹ فارم پہ جمع ہوئے پاکستان کا مطلب کیا لَآاِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کے نعروں سے انگریزوں کی حویلیاں گونجنے لگیں۔ انگریز دوستی کے سحر میں مسحور لوگوں کی بلند و بالا حویلیاں اور محل سرنگوں ہونے لگے۔ مسلمانوں کی جدوجہد کے سامنے ظلم و بربریت کے پہاڑ لرزنے لگے۔ ان میں دراڑیں پڑنے لگیں۔ حتیٰ کہ وہ خوش نصیب گھڑی آپہنچی کہ ستائیسویں ماہ رمضان المبارک کی مقدس رات کہ جس کے متعلق بعض روایات کے مطابق کہا جا سکتا ہے کہ شب قدر کی رات تھی۔ پاکستان آزاد ہوا۔ یہ ہمت مرداں مددِ خدا کی ایسی زندہ مثال جسے کبھی بھی جھٹلایا نہ جا سکے گا۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے کہ۔

یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

کامیابی کے لیے جدوجہد ضروری:

کامیابی کے لیے جدوجہد ضروری ہے۔ جدوجہد کے بغیر کامیابی نہایت دشوار ہے۔ کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے کہ

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو خیال جس کو آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

قرآن مقدس میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی کا مفہوم بھی یہی ہے کہ انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

مدنی تاجدار کی سنت مبارکہ:

جہدِ مسلسل نبی کریم روف الرحیم ﷺ کی سنت مبارک ہے ذرا غور تو فرمائیے۔ ابتداً جب آپ کو دعوت و تبلیغ کا حکم ربانی ہوا تو اس وقت کیسے نامساعد حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ کیسے کیسے ظلم وستم آپ پہ نہ توڑے گئے۔ نماز کی حالت میں آپ پہ گندگی کے ڈھیر پھینکے جاتے، راستے میں گندگی کے ڈھیر اور کانٹے پھینکے جاتے۔ راہ چلتے ہوئے آپ پہ کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا۔ ذرا سفر طائف کو تصور میں تو لائیے۔ آپ کو کیسے کیسے حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر آپ نے ہمت نہ ہاری بلکہ جہد مسلسل میں مصروف رہے۔ حتیٰ کہ آپ کے غمخوار چچا کو لوگوں نے بڑا ابھڑ کانے کی کوشش کی اور پھر دعوت و تبلیغ کے کام سے روکنے کے لیے کہا جب آپ کے چچا نے کہا کہ بھتیجے! اتنا بوجھ مجھ پہ نہ ڈالو تو آپ نے فرمایا: اگر میرے ایک ہاتھ پہ سورج رکھ دیا جائے اور دوسرے ہاتھ پہ چاند رکھ دیا جائے تو میں پھر بھی اپنے فریضہ سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ پھر نتیجہ کیا نکلا کہ حق تعالیٰ کی مدد حاصل ہوئی اور آج پورے دنیا میں اسلام کا ڈنکا بج رہا

ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ملفوظ کا مطلب:

آپ نے فرمایا: اگر جدوجہد کرتے ہوئے کامیابی کو صرف اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو گے تو لوگوں سے بے پرواہ ہو جاؤ گے۔ گویا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جدوجہد کرنا انسان کا کام ہے۔ وہ پوری دیانت داری سے جدوجہد کرے۔ مگر اس کا کام ہے صرف جدوجہد کرنا وہ ضروری کرے۔ مگر اس جدوجہد کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے۔ اگر ایسا کرو گے تو لوگوں سے بے پرواہ ہو جاؤ گے۔

فائدہ:

اس سے یہ حقیقت واضح ہوگئی جدوجہد کرنا انسان کا کام ہے۔ اس لیے انسان کے لیے لازم ہے کہ اپنے حصے کا کام (یعنی جدوجہد) کرے۔ اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے۔ جب انسان ایسا طریقہ کرتا ہے کہ جدوجہد کرکے نتیجہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیتا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ اس بندے پہ اپنا فضل وکرم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے کام میں مدد کرتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ انسان کامیاب ہو جاتا ہے۔

نتیجے کی ٹھیکداری:

مگر یہ یاد رکھنا انسان کا کام صرف جدوجہد ہے وہ اپنے طور پر جدوجہد بھرپور طریقہ سے کرے۔ نتیجہ اللہ کے سپرد کردے مگر جیسے دیگر امور میں ہم اللہ تعالیٰ کو بھولتے جارہے ہیں۔ راہ حق سے ہٹتے جارہے ہیں۔ اسی طرح اس سلسلے میں بھی بعض اوقات ہمارا رویہ غلط ہوتا ہے۔

حکایت:

ہمارے عزیز و اقارب میں سے ایک شخص نے مکئی کی کاشت کی اور بڑی پچھیتی کر بیٹھا۔ الفقیر ابو احمد اویسی نے عرض کیا۔ تم نے بہت دیر کردی۔ چند دن پہلے مکئی کاشت کرنی چاہیے تھی۔ اس نے کہا کوئی بات نہیں۔ ہم نے اتنی بوری کھاد ڈالی ہے۔ جب زمین سے مکئی کے پودے باہر نکل آئیں گے تو دیکھ لینا۔ پھر ہم کیا کرتے ہیں۔

الفقیر ابو احمد اویسی نے عرض کیا۔ اس طرح نہ کہو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل وکرم کے سوالی ہو۔ اس نے کہا بھائی! بس تم ذرا دیکھنا جونہی مکئی کے پودے باہر نکلیں گے تو چند ہی دنوں میں ہماری مکئی بندے سے بھی بڑی ہو جائے گی۔ الفقیر نے عرض کیا: تم کیا کرلو گے ہاتھوں سے پکڑ کر اوپر کھینچ کر بڑی کرلو گے۔

اس نے کہا (معاذ اللہ) ہاں ہم کھینچ کر اوپر کرلیں۔

الفقیر نے عرض کیا کہ تم توبہ کرو ایسا کلمہ زبان سے ادا نہیں کرنا چاہیے۔

چند ہی دنوں میں مکئی کے پودے بہترین ہوئے۔ فصل خوب ہوئی مگر چند ہی دنوں بعد اس مکئی کو کیڑی (بیماری) لگی وہ ساری فصل ہی تباہ ہوگئی۔

تنبیہہ:

خدارا! توجہ فرمائیے انسان کا کام ہے کوشش کرنا۔ جدوجہد کرنا۔ بھرپور طریقہ سے کوشش کرنی چاہیے اور اس کا نتیجہ اللہ

تعالیٰ کے سپرد کر دینا چاہیے۔اپنے علم وعقل اور فہم وفراست پہ اتنا بھروسہ نہ کر بیٹھیے کہ اللہ تعالیٰ کو ہی بھول جائیں۔نتیجہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں یہی ہمارا مسلمانوں کا طریقہ ہے۔

بہر حال حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی جو بھی کوشش ہوتی تھی محض حق تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوتی تھی اور پھر آپ کو مقام کیا ملا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دُعا کروانے کے متعلق ارشاد فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ذیشان کے مطابق آپ کو تلاش کیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جبہ مبارک عطا فرمایا تھا۔وہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور دُعا کے لیے فرمایا۔حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے دُعا فرمائی۔

آپ نے اپنے قول کے ذریعے بھی واضح فرمایا کہ جو شخص جدوجہد کرے اور کامیابی اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے تو اللہ تعالیٰ اسے کامیابی بھی عطا فرماتا ہے اور اس کی مدد بھی کرتا ہے۔

فائدہ:

معلوم ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت سمجھتے ہو اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم سبھی ہر وقت اللہ تعالیٰ کی مدد کے ضرورت مند ہیں۔تو پھر جدوجہد بھی کرنا ضروری ہے اور اس کے ساتھ اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا چاہیے۔ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے اور وہ انسان کامیاب ہو جاتا ہے۔

------☆☆☆------

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کی علامت

فرمایا: (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ میں پانی پیتے تھے۔اب میں دیکھتا ہوں کہ ایسا نہیں ہو رہا ہے۔بلکہ شیر بکری پر حملہ آور ہو رہا ہے۔(تاجدارِ یمن صفحہ:112)

اس ملفوظ شریف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بھی تذکرہ فرمایا ہے اور آپ کے دورِ خلافت کو بھی خراج تحسین پیش کیا ہے۔کہ آپ کا دورِ خلافت ہمارے لیے بڑا ہی مبارک دور تھا جو محسوس ہو رہا ہے۔جیسے ختم ہو گیا ہے۔کیونکہ آپ کے دورِ خلافت کی علامت یہ تھی کہ آپ کے مبارک دور میں شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ سے پانی پیا کرتے تھے۔بکری شیر کی خوراک ہے اس کے باوجود (شیر کو یہ جرأت نہ ہوتی تھی کہ فاروق اعظم کے دور میں بکری پہ حملہ کرتا کیونکہ یہ آپ کے دورِ خلافت کی خصوصیت تھی کہ انصاف کو اولیت حاصل تھی کسی ظالم میں اتنی جرأت نہ تھی کہ وہ کسی پہ ظلم کر سکتا۔اگر کوئی ظالم ظلم کسی پہ کر گزرتا تو اسے سخت سے سخت سزا ملتی جس کی وجہ سے دوسرے ظالموں کو بھی نصیحت ہوتی۔اس لیے جانور تک دوسرے جانوروں پر ظلم نہیں کرتے تھے۔حتیٰ کو شیر کو جنگل کا بادشاہ کہا جاتا ہے اسے بھی حیاء آتا تھا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں بکری پہ حملہ کر کے اسے ڈرائے یا اسے زخمی کرے۔آپ کے دور مبارک میں ہر طرف انصاف ہونے کا چرچا تھا۔مگر اب میں دیکھ رہا ہوں کہ

جیسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت ختم ہو گیا۔ کیونکہ آپ کے دور مبارک کے ختم کی علامت میں نے یہ دیکھی ہے کہ پہلے شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ سے پانی پیا کرتے تھے۔ مگر شیر پانی پیتا تھا اس کی توجہ صرف پانی پینے پہ رہتی تھی۔ وہ بکری پہ ظلم کرنے کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اس لیے ایک ہی گھاٹ سے پانی پینے کے باوجود نہ تو بکری شیر سے ڈرتی تھی اور نہ ہی شیر بکری پہ حملہ کرتا تھا۔

اب میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ حالات بدل چکے ہیں۔ حالات وہ نہیں رہے۔ بلکہ شیر بکری پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ظلم وستم کا دور شروع ہو چکا ہے۔ پس محسوس یہ ہو رہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور مبارک ختم ہو چکا ہے۔

دعوت غور وفکر:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے اس ملفوظ شریف سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مقام اور شان کو تو تسلیم کریں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق جونکہ چنانچہ کی ہیر پھیر کی تسبیح الاپتے پہ نظر آتے ہیں خدارا غور وفکر ضرور کیجیے۔ آخر ایک دن مرنا ہے اور بارگاہ حق میں حاضر بھی ہونا ہے۔ محض مسلکی ہیر پھیر کی وجہ سے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شان وعظمت سے آنکھیں موند لینا عقل مندی نہیں اور نہ ہی حقائق کے مطابق ہے بلکہ خلاف حقائق ہے اس امر کو ذہن تسلیم بھی کرتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی عظمت کو تسلیم کرنے والوں کے لیے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان تسلیم کرنا ضروری ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شان تو تسلیم کی جائے اور جس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظمت اور شان کا ڈنکا خود حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ بجا رہے ہوں۔ ان سے نگاہیں پھر لی جائیں۔ ایسی ضد اور ہٹ دھرمی تسلیم کیجیے۔ یہ عظمت کوئی نہ بھی تسلیم کرے تو یہ اس کے اپنے لیے نقصان کا باعث ہے۔ ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت مبارکہ تو مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے خوب صورت انداز میں بیان کی ہے۔

عظمت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بزبان حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم

عارف باللہ الشیخ محقق حضرت مولینا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ ان (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کے مناقب بہت ہیں۔ ان کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا قبول فرمائی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ذریعے دین کو تقویت عطا فرمائی۔ ان کی سب سے ارفع اور اعلیٰ فضیلت یہ کہ اُنھیں حق وصواب کا الہام کیا جاتا تھا اور ان کے دل میں حق ڈالا جاتا تھا اور ان کی رائے وحی اور قرآن کے موافق تھی۔ (اشعۃ اللمعات اُردو ترجمہ جلد ۷ صفحہ ۴۰)

موافقت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوسرے لوگ ایک رائے دیتے ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک دوسری رائے دیتے ہیں۔ تو قرآن پاک عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق نازل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح علامہ سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ) نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے اور فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیس سے زیادہ امور میں موافقت کا ذکر کیا ہے۔ (اشعۃ اللمعات اُردو جلد ۷ صفحہ: ۴۰۷)

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جنت میں محل:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم جنت میں داخل ہوئے، اچانک ابوطلحہ کی بیوی رُمیصہ سے ملاقات ہوئی اور ہم نے پاؤں کی آہٹ سُنی۔ ہم نے کہا یہ کون ہے؟

حاضرین نے جواب دیا کہ یہ بلال ہیں۔

ہم نے ایک محل دیکھا۔ اس کے صحن میں ایک جوان عورت ہے ہم نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے؟

حاضرین نے کہا: یہ عمر بن خطاب کا ہے۔

ہم نے ارادہ کیا کہ اس میں داخل ہو کر اسے دیکھیں۔ پس ہمیں تمھاری غیرت یاد آ گئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے والدین آپ پر فدا ہوں میں آپ پر غیرت کروں گا۔

(بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف کتاب المناقب، مناقب حضرت عمرؓ فصل اوّل حدیث نمبر ۵۷۸۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ (رواہ الترمذی وفی رویۃ ابی دائود وعن ابی ذر قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِہٖ (مشکوٰۃ شریف، مناقب عمر فصل ۲)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق رکھ دیا ہے وہ حق کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت:

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ کُنَّا نُبْعِدُ اَنَّ السَّکِیْنَۃَ تَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ

(رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ مشکوٰۃ شریف، مناقب عمرؓ فصل ۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اس بات کو بعید نہیں جانتے تھے کہ سکینہ عمر کی زبان پر بولتا ہے۔

فائدہ:

عمر فاروق ایسی چیز کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں کہ نفوس اس سے راحت حاصل کرتے ہیں اور دل مطمئن ہوتے ہیں اور یہ غیبی امر ہے جو ان کی زبان پر جاری کر دیا جاتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سکینہ سے مراد فرشتہ ہو جو انھیں حق کا الہام کرتا ہے۔ اسی طرح توریشی نے بیان کیا (اشعۃ اللمعات جلد ۷ صفحہ ۳۱۴)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لقب فاروق:

تاریخ الخلفاء میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ بڑا طویل بیان فرمایا ہے۔ مختصر یہ کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ قلبی طور مسلمان ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ارقم کے مکان پہ پہنچے۔ آگے کا واقعہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ

آپ باہر تشریف لے آئے آپ کے باہر تشریف لاتے ہی میں نے کلمہ شہادت پڑھ لیا۔ اس گھر میں اس وقت جتنے مسلمان تھے۔ انھوں نے (میرے اسلام لانے کی خوشی میں) اس زور سے تکبیر بلند کی کہ اس کو تمام اہل مکہ نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

آپ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ ہم یقیناً حق پر ہیں۔

اس پر میں نے عرض کیا کہ پھر یہ اخفاء اور پردہ کیوں ہے؟ چنانچہ اس گھر سے ہم تمام مسلمان دو صفیں بنا کر نکلے ایک صف میں حضرت حمزہ تھے اور ایک صف میں میں تھا اور اسی طرح صفوں کی شکل میں ہم مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ قریش نے مجھے اور حمزہ کو جب دوسرے مسلمانوں کے ساتھ دیکھا تو ان کو حد درجہ ملال ہوا اس روز سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروق کا خطاب مرحمت فرمایا کیونکہ اسلام ظاہر ہو گیا اور حق و باطل کے درمیان فرق پیدا ہو گیا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ:۱۸۹)

اسلام کی فتح:

ابن سعد اور طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام گویا اسلام کی فتح تھی۔ آپ کی ہجرت نصرت تھی اور آپ کی امانت رحمت تھی ہم میں یہ ہمت و طاقت نہیں تھی کہ ہم بیت اللہ شریف میں نماز پڑھ سکیں۔ لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تب سے اسلام کی حالت ایسی ہوگئی۔ جیسا ایک اقبال مند شخص جس کا ہر قدم ترقی کی جانب ہوتا ہے اور جب سے آپ شہید ہوئے کہ اسلام کے عروج و ترقی میں کمی آتی گئی اور اس کا ہر قدم پیچھے کی جانب ہی پڑنے لگا۔

(تاریخ الخلفاء اُردو صفحہ:۱۹۰)

شیاطین حضرت عمرؓ سے بھاگتے ہیں:

ترمذی (رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں جن وانس اور شیطاطین کو (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) سے بھاگتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ ابن ماجہ اور حاکم نے ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جس سے خداوند عزوجل سب سے اول مصافحہ فرمائے گا اور سلام بھیجے گا اور ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا وہ عمر ہیں۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ:۱۹۲)

اسلام عمر رضی اللہ عنہ کی موت پر روئے گا:

طبرانی نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ سے جبرائیل کہتے تھے کہ اسلام عمر کی موت پر روئے گا۔ (اسلام کو ان کی موت سے بہت نقصان پہنچے گا) (تاریخ الخلفاء صفحہ:۱۹۴)

فائدہ :

بعد کے احوال بہ نظر عمیق ملاحظہ کیجئے اور غور وفکر کیجیے اور محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ ملاحظہ فرمایئے

فتنہ وفساد کے دروازے بند:

البراز رحمۃ اللہ علیہ نے قدامہ بن مظعون کے عم محترم عثمان بن مظعون کی زبانی بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کی جانب اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہی وہ ہستی ہے جس کے باعث فتنہ وفساد کے دروازے بند ہیں اور جب تک زندہ رہیں گے۔ اس وقت تک کوئی شخص پھوٹ اور فتنہ وفساد نہیں ڈال سکے گا۔ (تاریخ الخلفاء)

فائدہ: ایسے ہی امور کے باعث آپ کے دور خلافت میں ہر طرف امن کا راج تھا۔ سکون ہی سکون تھا۔ اسی لیے حضرت ویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کے عہد مبارک میں زندگی کا کافی عرصہ گزارا ہے۔ یہ مشاہدہ دیکھنے میں آیا ہے کہ کبھی کسی طرف سے فتنہ فساد نہ اُٹھا بلکہ شیر کی خوراک بکری ہے۔ مگر آپ کے دور مبارک کی برکت ہی سمجھیے کہ شیر بھی بکری کو کمزور سمجھ کر اس پہ حملہ نہیں کرتے بلکہ ایک ہی گھاٹ سے پانی پیتے تھے۔ اب دیکھتا ہوں کہ وہ دور مبارک نہیں رہا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وصال باکمال ہوگیا ہے کیونکہ اب میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ حالات نہیں رہے۔ بلکہ ہر طرف فتنہ وفساد کی چنگاریاں بھڑکتی نظر آرہی ہیں شیر بکری پر حملہ آور ہو رہا ہے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک رہ سے گزر رہے تھے چھاچھ بیچنے والی راہ میں کھڑی رو رہی تھی۔ اس نے کہا کیا یہ جائز ہے کہ تیرے عہد میں زمین میری چھاچھ پی جائے آپ نے ارشاد فرمایا: اے زمین! اس بڑھیا کی چھاچھ دے دے ورنہ اسی دُرے سے تیری خبر لوں گا۔ ابھی یہ بات اچھی طرح کہنے بھی نہ پائے تھے کہ زمین پھٹ گئی اور اس میں سے ساری چھاچھ باہر آ گئی جسے اس چھاچھ بیچنے والی نے برتن میں ڈال لیا۔

(راحت القلوب مجلس ۱۱ ہشت بہشت)

فائدہ :

جب ایسی حکمرانی ہو تو کیونکہ ہر طرف امن ہی امن ہوگا۔ جیسے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے۔

------☆☆☆------

مومن اور منافق کی مثال

فرمایا: سمجھ دار مومن، ناسمجھ مومن اور منافق۔ ان تینوں کی مثال اور بارش کی طرح ہے۔ سرسبز وشاداب اور پھلدار درخت پر اگر پانی برستا ہے تو اس کی تراوٹ وشادابی اور حسن وخوبی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور اگر شاداب لیکن بے پھل درخت پر برستا رہے تو اس کے پتوں میں ہریالی پیدا ہوتی ہے وہ پھل نہیں دیتا اور اگر خشک گھاس اور کمزور شاخ پر برستا ہے تو اسے توڑ پھوڑ ڈالتا ہے

(سیرت حضرت خواجہ اویس قرنی عاشق رسول صفحہ:۱۰۷)

اس ملفوظ شریف میں سمجھ دار مومن، ناسمجھ مومن اور منافق کا فرق ایک مثال کے ذریعے سمجھایا گیا ہے کہ ان تینوں کی مثال درخت اور بارش کی طرح ہے۔ کہ اگر سرسبز و شاداب اور پھل دار درخت پہ بارش کا پانی برستا ہے تو اس کی خوب صورتی، تروتازگی اور حسن اور خوب صورتی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ وہ درخت پہلے سے بھی زیادہ خوب صورت ہو جاتا۔ اس کی جسمانی حالت بھی پہلے سے بہتر ہو جاتی ہے۔

اگر درخت سرسبز و شاداب ہو مگر یہ ہے بے پھل درخت۔ ایسے درخت پہ اگر بارش برستی ہے تو اس کے پتوں میں ہریالی تو پیدا ہو جاتی ہے مگر اسے پھل نہیں لگتے کیونکہ وہ درخت ہوتا ہی بے پھل ہے۔ یہ مثال ناسمجھ مومن کی ہے کہ ناسمجھ مومن بظاہر تو خوب صورت نظر آتا ہے۔ مگر پھل نہیں دیتا۔ اس سے لوگوں کو فائدہ نہیں پہنچتا۔

منافق کی مثال یہ ہے کہ اگر خشک گھاس اور کمزور شاخ پر بارش برستی ہے تو پانی وہی ہے جو پہلے دو قسم کے درختوں پر برسا تو مفید ثابت ہوا۔ مگر خشک اور کمزور شاخوں والے پودے پر بارش برسے تو اسے توڑ پھوڑ دیتا ہے گویا اس پودے نے کسی کو کیا فائدہ پہنچانا اس کی رہی سہی حالت بھی بگڑ جاتی ہے۔ وہ پودا مزید ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے اور اس پودے سے کسی کو فائدہ بھی نہیں پہنچتا۔

بعینہ یہی مثال مومن اور منافق کی سمجھ لیجیے کہ سمجھدار مومن، ناسمجھ مومن اور منافق کی قرآن مجید کی تلاوت کے متعلق کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت بن کر محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نازل ہوتا تھا مومنین کو خوشی حاصل ہوتی تھی اور منافقین کے لیے تکلیف کا باعث ہوتا بلکہ ان کی جڑ کٹ جایا کرتی تھی آج بھی یہی حال ہوتا ہے کہ مومن کامل اور سمجھ دار مومن کے لیے رب کائنات کا پاک کلام۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اسلام اور اسلامی تعلیمات ایک مومن کامل اور سمجھدار مومن کے لیے دنیا و آخرت میں بہار ہی بہار کا باعث ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے انعامات کے حصول کا باعث ہوتا ہے۔ ایسا مومن خود بھی فائدہ اُٹھاتا ہے اور اس سے مخلوق خدا کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ جب کہ ناسمجھ خود تو اس سے ایمان کے رنگ میں رنگ کر خوشنما بن جاتا ہے۔ مگر دیگر مخلوق خدا اس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتی۔ جب کہ منافقین کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ دنیا و آخرت میں منافقین اپنا نقصان خود ہی کر لیتے ہیں۔ اپنے پاؤں پہ خود کلہاڑی چلا لیتے ہیں۔

حدیث مبارکہ سے مثال:

ایسی ہی ایک مثال حدیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہے ملاحظہ فرمایئے:

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ مَابَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ مِنَ الْھُدیٰ وَالْعِلْمِ کَمَثَلِ الْغَیْثِ الْکَثِیْرِ اَصَابَ اَرْضًا فَکَانَتْ مِنْھَا طَآئِفَۃٌ طَیِّبَۃٌ قَبِلَتِ الْمَآءَ فَاَنْبَتَتِ الْکَلَآءَ وَالْعُشْبَ الْکَثِیْرَ وَکَانَتْ مِنْھَا اَجَادِبُ اَمْسَکَتِ الْمَآءَ فَنَفَعَ اللّٰہُ بِھَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَاَصَابَ مِنْھَا طَآئِفَۃً اُخْریٰ اِنَّمَا ھِیَ قِیْعَانٌ لَا یُمْسِکُ مَآءً وَلَا تُنْبِتُ کَلَاءً فَذٰلِکَ مَثَلُ مَنْ

فَقُهَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهٗ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا وَّلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِيْ اُرْسِلْتُ بِهٖ۔

(بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف باب الاعتصام فصل اول حدیث نمبر ۱۴۲)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس ہدایت وعلم کی مثال جو رب نے مجھے دے کر بھیجا۔ اُس بہت سی بارش کی طرح ہے جو کسی زمین میں پہنچی اس کا کچھ حصہ اچھا تھا۔ جس نے پانی چوسا اور گھاس اور بہت چارہ اُگایا اور بعض حصہ سخت تھا۔ جس نے پانی جمع کرلیا۔ جو چٹیل تھا کہ نہ پانی جمع کرے اور نہ گھاس اُگائے یہ اس کی مثال ہے جو دینی عالم ہوا اور اسے اس چیز نے نفع دیا جو مجھے رب نے دے کر بھیجا اُس نے سیکھا اور سکھایا اور اس کی مثال ہے جس نے اس پر سر نہ اُٹھایا اور اللہ کی وہ ہدایت قبول نہ کی جو مجھے دے کر بھیجا گیا۔ اُس نے بہت سی بارش کی طرح ہے جو کسی زمین میں پہنچی۔ اس کا کچھ حصہ اچھا تھا۔ جس نے پانی چوسا اور گھاس اور بہت چارہ اُگایا اور بعض حصہ سخت تھا۔ جس نے پانی جمع کرلیا جس سے اللہ نے لوگوں کو نفع دیا کہ اُنھوں نے خوب پیا پلایا اور کھیتی کی اور ایک دوسرے حصہ میں پہنچا جو چٹیل تھا کہ نہ پانی جمع کرے اور نہ گھاس اُگائے یہ اس کی مثال ہے جو دینی عالم ہوا اور اسے اسی چیز نے نفع دیا جو مجھے رب نے دے کر بھیجا۔ اُس نے سیکھا اور سکھایا اور اس کی مثال ہے جس نے اس پر سر نہ اُٹھایا اور اللہ کی وہ ہدایت قبول نہ کی جو مجھے دے کر بھیجا گیا۔

خلاصہ تشبیہ:

اس تشبیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور گویا رحمت کا بادل ہیں۔ حضور کا ظاہری اور باطنی فیض اور نورانی کلام بارش، انسانوں کے دل مختلف قسم کی زمین چنانچہ مومن کا دل قابلِ کاشت زمین ہے جہاں عمل اور تقوے کے پودے اُگتے ہیں۔ علماء اور مشائخ کے سینے گویا تالاب ہیں اور اس خزینہ کے گنجینے ہیں۔ جس سے تاقیامت مسلمانوں کے ایمان کی کھیتیاں سیراب ہوتی رہیں گی۔ منافقین اور کفار کے سینے کھاری زمین ہیں نہ فائدہ اُٹھائیں نہ پہنچائیں۔ اس تشبیہ سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ کوئی شخص کسی درجہ پر پہنچ کر حضور سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ زمین کیسی اعلیٰ ہو کتنا ہی اچھا تخم بویا جائے۔ مگر بارش کی محتاج ہے۔ دین و دنیا کی ساری بہاریں حضور کے دم سے ہیں۔

؎ شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار
کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردہ تست

دوسرے یہ کہ تاقیامت مسلمان علماء کے حاجت مند ہیں کہ ان کی کھیتیوں کو پانی اُنھیں تالابوں سے ملے گا۔ حضور کی رحمت الٰہی کے ذریعہ نصیب ہوگی۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد اول صفحہ:۱۵۵)

فائدہ:

علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں علمائے کرام کی بڑی عظمت ہے۔ جو متعدد مقامات پر قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی

ہے وہاں بے عمل مولویوں کی بات ہے جہاں تک علمائے کرام کے متعلق موجودہ دور کے من گھڑت لطائف اور من گھڑت قصے کہانیوں کا تعلق ہے۔

ان میں سے اکثر من گھڑت اور جھوٹ کا پلندہ ہیں۔ان کی طرف توجہ کرنے کی بالکل ضرورت نہیں۔دیکھیے اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو علمائے کرام کی فضیلت بیان فرمائیں اور بھنگی، چرسی قسم کے لوگ ان کے متعلق اپنی بدباطنی کا اظہار کرتے پھریں تو ذرا انصاف سے کام لے کر بتا نا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک پہ یقین کیا جائے یا ان کی بدظنی کو تسلیم کیا جائے اپنی اپنی قسمت اپنا اپنا نصیب جو جس طرح جاتا ہے۔اپنا فیصلہ خود کرلے۔سمجھدار کے لیے اشارہ ہی کافی ہے شیطان کے سحر میں مسحور کے لیے دفتروں کے دفتر بھی بے کار۔

بعض لوگ علمائے کرام سے نالاں یہ بھی کہتے سنے جاتے ہیں کہ دیکھیے جی ان مولویوں کا کیا کریں۔ان کے متعلق تو بھیاڑ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے یہ کہا تھا۔کہ اگر میں نے یوسف کو کھایا ہو تو چودھویں صدی کے مولویوں میں سے ہوں۔ذرا غور فرمایئے اس مقولہ میں کتنی دریدہ ذہنی سے کام لیتے ہوئے غیر محسوس طریقے سے عوام کو ورغلا کر بہلا پھسلا کر اسلام سے دور کرنے کے لیے ایک مہم کھیلی گئی ہے حالانکہ یہ انگریز دور کی من گھڑت حکایت تھی لوگوں کو علمائے کرام سے دور کرنے کی ایک سازش کا حصہ تھی۔لوگوں میں آہستہ آہستہ رائج ہوتی گئی آج عرصہ دراز ہوا۔پاکستان آزاد بھی ہو گیا آج تک اس انگریز اور ہندو ذہنیت کی ایک شاہکار من گھڑت حکایت سے جان نہ چھوٹی۔حالانکہ ذرا سا بھی غور کرلیا جائے تو حقیقت واضح ہو جائے گی۔کہاں حضرت یعقوب علیہ السلام کا دور مبارک اور کہاں مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا دور مبارک مولوی عبدالستار صاحب نے قصص المحسنین میں لکھا ہے کہ۔

تین ہزار اکہتر پنجو سالاں گنتی اندر آیا
سنہ ہجری تھیں اول یوسف دُنیا چھوڑ سدھایا
تن ہزار اکانوے چھ سوسال روایت آئی
سنہ ہجری تھیں اول یوسف پیدا ہویا بھائی

فائدہ:

گویا۔سنہ ہجری کے لحاظ سے ۳۶۹۱ سال سنہ ہجری سے قبل حضرت یوسف علیہ السلام پیدا ہوئے۔اب ذرا غور فرمایئے گویا سنہ ہجری تک چند سال کم تقریباً ۳۷ صدیاں بیت گئیں اور ۳۶۹۱ سے ۱۱ سال کا عرصہ تفریق کیا تو ۳۶۸۰ سال بقیہ بچے اب ان میں ۱۴۲۸ھ والے سال جمع کریں تو ۵۱۰۸ سال کا عرصہ ہوا۔اس طرح کم از کم بھی ۵۱ صدیاں بیت چکی ہیں۔اس کے باوجود انگریزی دور سے اب تک یہ نامعقول مقولہ گاہے گاہے سننے میں آتا ہے کہ جی دیکھیں ان مولویوں کے متعلق تو بھیاڑ نے کہا ہے کہ میں چودھویں صدی کے مولویوں میں سے ہوں۔اگر میں نے یوسف علیہ السلام کو کھایا ہو۔اب غور فرمایئے کہ اس مقولہ میں کتنا بڑا افتراء ہے۔حالانکہ ایسا مقولہ کسی صحیح اور مستند قسم کی کتاب سے تاریخی حوالے کے ساتھ کوئی بھی نہ دکھا سکے گا۔یہ انگریز دشمنی کی پیداوار ہے جو ان کے دور سے آج تک بعض لوگوں کی زبان پہ راج کر رہی ہے۔اللہ تعالیٰ حق سچ سوچنے

سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ہمیں علمائے ربانیین سے استفادے کی توفیق عطا فرماتا رہے تاکہ ہماری دنیا بھی بن جائے اور آخرت بھی سنور جائے۔مزید مطالعہ کے لیے ہماری تصانیف حیات الفرید اور فیضان الفرید کا مطالعہ کیجیے اور تفصیلی مضمون انشاء اللہ تاریخی حوالہ جات کے ساتھ تجلیات الفرید میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔اللہ تعالیٰ علمائے ربانیین کی محبت میں یہ مضمون لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

بہر حال بات سے بات چلی نکلی اس ملفوظ شریف میں سمجھدار مومن ، ناسمجھ مومن اور منافق کے متعلق ایک مثال کے ذریعے سمجھایا ہے کہ سمجھدار مومن کو اللہ تعالیٰ کے کلام اور محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار و تجلیات کی بارش سے سمجھدار مومن کی تروتازگی میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور اس کی جسمانی ، ایمانی و روحانی تروتازگی میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے اور لوگ بھی اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ناسمجھ مومن کی تروتازگی میں اضافہ ہوتا ہے مگر اس سے مزید کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا جب منافق کا بیڑا غرق ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

تین چیزوں کے قریب

فرمایا: جو کوئی ان تینوں چیزوں (۱) اچھا کھانا (۲) عمدہ لباس پہننے (۳) امیروں کے پاس بیٹھنے کو محبوب سمجھتا ہے۔ دوزخ اس کی شہ رگ سے بھی قریب تر ہے۔(تذکرہ اولیائے عرب و عجم)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخ اچھا کھانا ، بہترین لباس پہننا اور امراء کے پاس بیٹھنے کو اچھا سمجھتا ہے جانتا ہے تو دوزخ اس کے انتہائی قریب ہو جاتی ہے۔حتیٰ کہ اس کا دوزخ سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔

فائدہ:

کیونکہ جو کوئی ان تین چیزوں (۱) اچھا کھانا (۲) عمدہ لباس پہننے اور (۳) امیروں کے پاس بیٹھنے کو محبوب سمجھتا ہے۔ محبوب چیزوں سے پیچھا چھڑانا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے۔ان تینوں اشیاء کے لیے دولت کا حصول ضروری ہے اور دولت جائز ذرائع سے اکثر اتنی میسر آتی ہے کہ عام مسافر کا مناسب اور ضروری خرچہ بھی کرنا نہایت دشوار ہوتا ہے۔اچھا کھانا ،عمدہ لباس پہننا اور امراء کے پاس بیٹھنا اکثر انسان کو گمراہی کی طرف راغب کرتا ہے۔امراء کے پاس بیٹھے رہنے کی وجہ سے اکثر وقت ضائع ہوتا ہے۔کمائی کا وقت کب ملے۔جب کمائی نہ ہوگی تو اچھا کھانا اور پہننے کے لیے عمدہ لباس کہاں سے حاصل ہوگا۔اس لیے ایسا شخص چاہتا ہے کہ امراء کی مجلس سے بھی غیر حاضری بھی نہ ہو کیونکہ ایسے لوگوں کے ہاں بعض اوقات شراب نوشی اور دیگر شریعت مطہرہ کے خلاف امور میں انسان ملوث ہوتا ہے ایسے شیطانی امور سے جان چھڑانا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔اور کچھ نہ ہوا تو کم از کم حقہ نوشی کی عادت ہی حقہ نوشوں کے لیے ایک عذاب سے کم نہیں ہوتی کھانا چھوٹ جائے تو چھوٹ جائے مگر حقہ ضروری ، کھانے اور پہننے کے لیے کاروبار ٹھپ ہو کر رہ جاتا ہے۔

اب اکثر و بیشتر ایسے حالات بن جاتے ہیں کہ جب انسان دیکھتا ہے کہ فلاں امیر کے پاس لوگ بیٹھے ہیں اور امیروں

کے پاس اکثر امیر لوگ ہی بیٹھتے ہیں ان کا لباس عمدہ ہوتا ہے کہ ان کی دیکھا دیکھی عمدہ لباس پہننے کی خواہش بیدار ہوتی ہے۔ جب کہیں ایسے لوگوں کے ساتھ انسان بیٹھ کر ایک دو دفعہ کھانا کھالے تو اچھے کھانے کی ہوس بھی بیدار ہو جاتی ہے شراب نوشی، افیون، چرس، ہیروئن وغیرہ مختلف قسم کے نشوں میں بھی بندہ ملوث ہو جاتا ہے۔ اخراجات پورے کرنے کے لیے کاروبار ہوتا نہیں اگر کسی کا ہو بھی تو غلط سوسائٹی کی وجہ سے چند ہی دنوں میں گھر کا دیوالیہ ہو جاتا ہے۔ اب ان اخراجات کے لیے دولت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں جب دیکھتا ہے کہ ہاتھوں میں کچھ نہیں۔ دولت کے حصول کے لیے ناجائز ذرائع اپناتا ہے چوری چکاری میں زندگی برباد کرتا ہے ڈاکہ زنی میں ملوث ہو کر اپنی دنیا بھی تباہ کر لیتا ہے آخرت بھی برباد کر لیتا ہے۔

تنبیہہ:

اس لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے تنبیہ کرتے ہوئے حقیقت حال سے پردہ اُٹھایا ہے کہ خبردار جو انسان ان تین چیزوں کو محبوب سمجھتا ہے۔ وہ دولت کے حصول کے لیے ناجائز ذرائع اپناتا ہے۔ اس سلسلے میں اگر کسی سے رشوت حاصل کرے تو رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ کِلَاھُمَا فِی النَّارِ اگر سود خوری میں مبتلا ہو جائے تو نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرمایئے۔

سودخوار کے عذاب کا منظر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے شب معراج ساتویں آسمان پر اپنے سر کے اوپر گرج اور کڑک سنی اور بجلی کی چمک میں کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے پیٹ کوٹھڑیوں کی طرح آگے نکلے ہوئے ہیں جن میں چلتے پھرتے سانپ باہر سے نظر آتے تھے۔ میں نے جبریل سے ان لوگوں کے متعلق پوچھا تو جواب ملا یہ سود کھانے والے لوگ ہیں۔ (تنبیہ الغافلین حصہ دوم صفحہ: ٦٠)

سود کا کم تر گناہ:

حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ سود کے بہتر گناہ ہیں۔ ان میں سب سے کم تر گناہ ایسا ہے۔ جیسا کہ ایک مسلمان اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ صفحہ ٦١)

فائدہ:

الامان والحفیظ یہ ایک عذاب نہیں تو کیا ہے۔ اس لیے ہر ممکن طریقہ سے بچنے کی سعی کیجئے اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہے اور ہمیں اس عذاب سے بچنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ آمین۔

تباھی وبربادی والی چار بڑائیاں:

حضرت عبدالرحمٰن بن سابط فرماتے ہیں۔ جس بستی میں ان چار چیزوں کو حلال کر لیا جائے گا وہ بستی تباہ کر دی جائے گی۔

(۱) جب مال کم تولیں گے۔

(۲) کم ناپیں گے۔

(۳) بکثرت زنا کریں گے۔

(۴) سود کھائیں گے۔

(۱) اس لیے کہ جب زنا بکثرت ہونے لگتا ہے تو پھر وبا پھیلتی ہے۔

(۲) اور جب تولنے اور ناپنے میں کمی کرتے ہیں تو بارش نہیں ہوتی۔

(۳) اور جب سود کھاتے ہیں تو پھر آپس میں تلوار چلتی ہے۔(تنبیہ الغافلین حصہ ۲)

فائدہ :

بے شمار برائیوں اور گناہوں میں ملوث ہونے والے ان تین اسباب سے ہی پرہیز کرلیا جائے تاکہ انسان گناہوں میں ملوث ہو کر دوزخ کا ایندھن نہ بنے۔اسی لیے جو کوئی ان تینوں چیزوں (۱) اچھا کھانا (۲) عمدہ لباس پہننے (۳) امیروں کے پاس بیٹھنے کو محبوب سمجھتا ہے وہ ان معاملات کے لیے دولت کے حصول کے لیے ہر قسم کے ذرائع اپناتا ہے۔جس وجہ سے اکثر انسان ناجائز ذرائع میں اتنا ملوث ہو جاتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دوزخ اس کی شہ رگ سے بھی قریب ترین ہو جاتی ہے۔دوزخ کی کیفیت کے متعلق قرآن و احادیث کا مطالعہ کیجیے اور کچھ تفصیل ہماری تصنیف فیضان الفرید میں بھی بیان کی گئی ہے۔

بھلائی نہیں دیکھ سکتا:

فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ۔

قَالَ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ من طلب شیئاً فلا تجدہ خیرا و من طلب المولیٰ فلہٗ لکل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ماسوی اللہ کے کسی چیز کی طلب کرتا ہے۔اس میں بھلائی نہیں دیکھ سکتا اور جو شخص اپنے مولیٰ کی طلب میں لگا رہتا ہے۔اس کے لیے تمام جہان ہے۔

فائدہ :

جو انسان حق تعالیٰ کی طلب کے علاوہ کسی اور چیز کی طلب کرتا ہے جیسے اس ملفوظ شریف میں تین چیزوں کو بیان کیا گیا ہے جو اکثر دنیاداروں کی مطلوبہ چیزیں ہوتی ہیں۔اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی طلب میں بھلائی نہیں دیکھ سکتا۔کسی کو کوئی بھی بھلائی سوائے حق تعالیٰ کے کسی چیز میں حاصل نہیں ہو سکتی۔

دنیا یا دنیوی مال متاع خواہ کوئی بھی ہو اس میں بھلائی نہیں اسی لیے دُنیا کے متعلق سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

الف۔ ایہ دنیا زن حیض پلیتی کتنی مَل مَل دھوون ہو
دنیاں کارن عالم فاضل گوشے بہہ بہہ رون ہو
جیندے گھر وچ بوہتی دنیا اوکھے گھوکر سوون ہو
جنہاں ترک دنیا تھیں کیتی باہو واہندی نکل کھلوون ہو

الف۔ الست بربکم سنیا دل میرے نت قالو بلےٰ کو کیندی ہو
حب وطن دی غالب ہوئی پل پل سون نہ دیندی ہو
قہر پوے تینوں رہزن دنیا توں تاں حق داراہ مریندی ہو
عاشقاں مول قبول نہ کیتی باہو، تو نے کر زاریاں روندی ہو

دنیااور دنیا کے سازوسامان کی نحوست سلطان العارفین نے ان لفظوں میں بھی بیان کی ہے۔

ادھی لعنت دنیاں تائیں تے ساری دنیا داراں ہو
جیں راہ صاحب دے خرچ نہ کیتی لین غضب دیاں ماراں ہو
پیوداں کولوں پتر کوہاوے بھٹھ دنیاں مکاراں ہو
جنہاں ترک دنیا دی کیتی باہو لیسن باغ بہاراں ہو

ایہہ دنیا رن حیض پلیتی ہر گز پاک نہ تھیوے ہو
جیں فقر گھر دنیاں ہووے لعنت اس دے جیوے ہو
حب دنیادی رب تھیں موڑے ویلے فکر کیچوے
سہ طلاق دنیاں نوں دیئے جے باہو سچ پچھیوے

فائدہ:

دنیا کی محبت انسان کوحق تعالیٰ سے روکتی ہے۔ ان تینوں امور کے متعلق حضرت اویس رضی اللہ عنہ کا فرمان ذیشان ہے کہ ان تینوں چیزوں سے محبت نہ کر یہ تجھے حق تعالیٰ کی طرف سے موڑے ہوئے ہیں۔اگر یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا تو تُو حق تعالیٰ سے بالکل ہی غافل ہو جائے گا۔حالانکہ یہ تیرا جسم ان سامانوں کے حصول کے لیے نہیں ہے۔تجھے تو حق تعالیٰ کی عبادت کے لیے یہ زندگی میسر آئی ہے۔اسی لیے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:

ایہہ تن رب سچے دا حجرا دل کھڑیا باغ بہاراں ہُو
وچے کوزے وچے مصلے وچے سجدے دیاں تھاراں ہُو
وچے کعبہ وچے قبلہ وچے الا اللہ پکاراں ہُو
کامل مرشد ملیا باہو وہ آپے لیسی سارا ہُو

------☆☆☆------

لمبی اُمید

فرمایا: جوشخص روزِ جمعہ کی امید رکھتا ہے۔وہ مہینے کی اُمید رکھتا ہے۔ جومہینے کی اُمید رکھتا ہے۔وہ سال کی اُمید رکھتا ہے۔
(اشعۃ اللمعات اُردو ترجمہ صفحہ ۶۱۵)

فائدہ :

اس ملفوظ شریف میں اُمید اور امید کی لت کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

(پارہ ۳۰ سورۃ الناس)

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا۔ جو سب لوگوں کا رب۔سب لوگوں کا بادشاہ۔سب لوگوں کا خدا۔اس کے شر سے جو دل میں برے خطرے ڈالے اور دبک رہے۔وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔جن اور آدمی۔(کنز الایمان شریف)

فائدہ :

یہ بیان وسوسے ڈالنے والے شیطان کا کہ وہ جنوں میں سے بھی ہوتا ہے اور انسانوں میں سے بھی جیسا شیاطین جن انسانوں کو وسوسے میں ڈالتے ہیں۔ایسے ہی شیاطین انس بھی ناصح بن کر آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتے ہیں۔پھر اگر آدمی ان وسوسوں کو مانتا ہے تو اس کا سلسلہ بڑھ جاتا ہے اور خوب گمراہ کرتے ہیں۔اگر اس سے متنفر ہوتا ہے تو ہٹ جاتے ہیں اور دبک رہتے ہیں۔آدمی کو چاہیے کہ شیاطین جن کے شر سے بھی پناہ مانگے۔(تفسیر خزائن العرفان)

لمبی امیدیں:

لمبی اُمیدوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ بھی شیاطین کے وسوسے ڈالنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔حضرت اویس رضی اللہ عنہ قرنی نے بیان فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن کی اُمید رکھتا ہے۔جب جمعہ کا دن آ جاتا ہے تو پھر بجائے ہفتہ بھر یعنی جمعہ سے جمعہ تک کے پورے مہینے کی اُمید رکھ بیٹھتا ہے۔پھر مہینہ سے بھی آگے بڑھتا ہے اور سال کی اُمید رکھ بیٹھتا ہے۔یہاں آپ نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ گویا اسی طرح آگے قدم بڑھائیں تو وہ بجائے جمعہ کے ہمیشہ ہمیشہ ہی زندہ رہنے کی اُمید رکھتا۔مرنے کو اپنے ذہن سے نکال دیتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگوں کے ذہنوں سے مرنا نکل چکا ہے۔مرنے کی طرف کسی کی سوچ پیدا نہیں ہوتی کہ ایک دن مر

ہے اور بارگاہ حق میں پہنچ کر گزری ہوئی زندگی کا حساب کتاب ہونا ہے۔ اگر کسی پر زیادتی کی ہوگی تو اس کا بدلہ دینا پڑے گا۔ اس طرف سے توجہ ہٹ گئی ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے جسے کبھی بھی جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ ایک دن یہاں سے رخصت ہونے کے بعد کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ اعظم چشتی نے دنیا کی حقیقت کیا خوب بیان فرمائی ہے کہ۔

کسے دے نال وفا نہ کیتی، اس دنیا بے اعتباری
نہ محبوب رہیا کوئی ایتھے، تے نہ کسے دی رہی سرداری
ایتھے کسے دے پیر نہ لگے، سب ٹر گئے وارو واری
اعظم ایتھے دل نہ لاویں، نہیں تے روسیں جاندی واری

چار دیہاڑے دا ایہہ واسا، ایہدا کیوں ایناں دم بھرنا ایں
جہڑی دولت نال نہیں جانی، اوہ اکٹھی کیوں پیا کرنا ایں
جہڑی اک دن چھڈنی، چیٔ اوہدی خاطر کیوں پیا مرنا ایں
اعظم جہے وفا نہیں کرنی اوہدے نال پیار کیوں کرنا ایں

ارے انسان کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ تو ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اگر یہ سوچ لیے بیٹھا ہے۔ تو یاد رکھ جیسے تیرے سامنے تیرے عزیز واقارب دوست احباب اور دیگر لوگ اس جہان فانی سے رخصت ہو کر قبروں میں داخل ہو گئے ہیں۔ ایک دن تو بھی اُنھیں کی طرح مر کر اس جہان فانی سے رخصت ہو جائے گا اور یہ بھی نصیب کی بات ہے کہ تجھے قبر کی ڈھیری بھی میسر آئے گی یا نہیں۔ بہر حال قبر میں جانا پڑے گا۔ یہ دنیا کا مال دنیا میں ہی رہ جائے گا۔ اس دنیا میں تیرا کچھ بھی نہیں۔ جس پہ تو اُمیدوں کے چراغ جلائے بیٹھا ہے۔

نہ ایہہ مال خزانے تیرے نہ ایہہ حسن جوانی تیری
جس دا مال اوسے لے جانا، تینوں اینویں حرص ودھیری
پرائی شے دا مان کیہ کرنا، جہڑی نہ تیری نہ میری
اعظم سب کچھ چھڈ چھڈا کے، اساں جاوڑنا وچ ڈھیری

اوڑک توں ٹرجانا:

سب مال خزانے عزیز واقارب یہاں رہ جائیں گے اور اپنی اپنی باری پر سب نے یہاں سے چلے جانا ہے اور تم نے بھی کل نفسٍ ذائقة الموت کے تحت موت کا ذائقہ چکھ کر یہاں سے چلے جانا ہے۔ جب تیری باری آ گئی تو اُمیدوں کے تمام چراغ بجھ جائیں گے۔ اُمیدوں کے تمام تانے بانے ٹوٹ جائیں گے۔ جب تمام اُمیدیں نقش بر آب ہیں تو پھر ان کے سہارے اپنی آخرت سے کیوں غافل ہے، اپنے رب سے غفلت ترک کر اپنے رب کو یاد کر کیوں بھولا ہوا ہے۔

جے لکھ سال رہیں وچ دنیا، ایتھوں اوڑک توں ٹر جانا
اوڑک وکھرا وکھرا ہونا، ایہہ سارا تانا بانا

سارے ساک قبیلے چھڈ کے، تیرا ہوسی گور ٹھکانا
اعظم جپ لے نام خدا دا، ایہو ویلا وقت سہانا

جھوٹی دُنیا:

اس دُنیا اور دنیا کی اُمیدوں کے سہارے جینا چھوڑ۔ زندگی تجھے جو ملی ہے۔ بس وہی ہے دنیا اور دنیا کے ساز و سامان پہ اُمید کی وجہ سے جو تیرا نقصان ہو رہا ہے۔ تو اس سے غافل ہے۔ یہ غفلت تیرے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔ یہ دنیا اور دنیا کی اُمید تجھے لے ڈوبے گی۔ خدارا غفلت چھوڑ کر وحدہ لاشریک کے احکام پہ عمل پیرا ہو یہی تیرے لیے مفید ہے۔

کی حقیقت اس دنیادی، ایہی جھوٹھا سب فسانہ
جس دے اُتے مرمر جاویں، اوہ سارا مال بیگانہ
دنیا داری نری خواری، ایہہ دنیا بندی خانہ
اعظم جے چاہیں چھٹکارا، اتے بن جا مست دیوانہ

یہ دُنیا ہماری منزل نہیں:

یہ دنیا ہماری منزل نہیں پھر اس کے لیے وقت برباد کرنا بے وقوفی ہے اچھا بھلا سمجھدار ہونے کے باوجود کیوں بے وقوف بنا ہوا ہے۔

ایہہ دنیا نہیں منزل ساڈی، ساڈے دور دراز بسیرے
ملک فلک سب بیٹھاں وسدے، ساڈی دنیا ہور اُتیرے
لاہوتی پرواز ساڈی، ساڈے رتبے بہت اُچیرے
اعظم اصل مقام اوہ ساڈا، جتھے ذات قدیم دے ڈیرے

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

''اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مذکر اور مؤنث سے پیدا کیا اور تمہیں مختلف خاندانوں اور قبائل میں تقسیم کیا تا کہ تم پہچان سکو بے شک اللہ کے نزدیک متقی ہی مکرم و عزت والا ہے'' یہاں بھی میں نے اسے شکست دی۔ وہ لالچ کے راستے سے آتا ہے۔ میں نے لوگوں سے مایوسی اور اللہ پر بھروسہ کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی نجات کا راستہ نکال دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق عطا ہوتا ہے۔ جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کر سکتا۔ (تنبیہ الغافلین حصہ دوم صفحہ ۳۶۷ تا صفحہ: ۳۶۹)

------☆☆☆------

شیطان کے دُشمن اور دوست

حضرت وہب ابن منبہ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو حکم دیا کہ محمد ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور ان کے سوالوں کا جواب دو۔ پس شیطان ایک بوڑھے کی شکل میں حاضر ہوا اور اس کے ہاتھ میں چھڑی تھی آپ نے پوچھا تو کون ہے؟ جواب دیا میں ابلیس ہوں، آپ نے فرمایا کیسے آنا ہوا؟ جواب دیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں آپ کے پاس جاؤں اور آپ کے سوالوں کے جوابات دوں، حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ملعون میری اُمت میں کتنے لوگ تیرے دُشمن ہیں؟ ابلیس نے جواب دیا پندرہ ہیں

(۱) ان میں سے پہلے آپ ہیں۔
(۲) دوسرے انصاف پسند حاکم۔
(۳) تیسرے انکسار پسند مالدار۔
(۴) چوتھے سچا تاجر۔
(۵) پانچویں خوف خدا رکھنے والا عالم۔
(۶) چھٹے نصیحت کرنے والا مومن۔
(۷) ساتویں مہربان دل رکھنے والا مومن۔
(۸) آٹھویں وہ توبہ کرنے والا جو ثابت قدم رہتا ہے توبہ پر۔
(۹) نویں حرام چیزوں سے کنارہ کش۔
(۱۰) دسویں ہمیشہ وضو سے رہنے والا مومن۔
(۱۱) گیارہویں کثرت سے صدقہ دینے والا مومن۔
(۱۲) بارہویں لوگوں کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آنے والا۔
۱۳ تیرہویں لوگوں کو فائدہ دینے والا مومن۔
(۱۴) چودہویں ہمیشہ تلاوت کرنے والا حافظ قرآن۔
(۱۵) پندرہویں رات کو قیام کرنے والا جب کہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔

پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ابلیس میری اُمت میں سے تیرے دوست کتنے ہیں؟ جواب دس ہیں۔

(۱) ظالم حکمران (۲) متکبر امالدار۔ (۳) خیانت کرنے والا تاجر۔ (۴) شراب پینے والا (۵) چغلی کرنے والا (۶) زنا کرنے والا (۷) یتیم کا مال کھانے والا (۸) نماز میں سستی کرنے والا (۹) زکوٰۃ روکنے والا (۱۰) لمبی اُمیدیں رکھنے والا۔

بس یہی میرے دوست اور بھائی ہیں۔ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ان میں سے کچھ تو بد بخت ہیں اور کچھ نیک بخت ہیں۔ چنانچہ

اس طرح میں نے اسے شکست دی۔

شیطان کے دس راستے

ایک دانا نے کہا ہے کہ میں نے بہت غور وفکر کیا ہے کہ شیطان انسان کی طرف کس راستے سے آتا ہے تو معلوم ہوا کہ دس راستوں سے آتا ہے۔

(۱) وہ حرص اور بدگمانی سے آتا ہے۔ چنانچہ میں نے توکل اور قناعت سے اس کا مقابلہ کیا۔ اس کی دلیل مجھے کتاب اللہ سے ملی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا اور روئے زمین پر تمام جانداروں کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس طرح میں نے اسے شکست دی۔

(۲) وہ زندگی اور لمبی اُمیدوں کے راستے آتا ہے تو میں نے اچانک موت آجانے کے خوف کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اس کی تائید مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ملی۔ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اور کوئی ذی روح نہیں جانتا کہ وہ کون سی زمین پر مرے گا۔ چنانچہ میں نے اسے یوں شکست دے دی۔

(۳) شیطان راحت طلبی اور نعمت طلبی کی راہ سے آتا ہے۔ چنانچہ میں نے نعمتوں سے کنارہ کشی اور سخت حساب سے اس کا مقابلہ کیا اس کی تائید مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ملی۔ ذَرْهُمْ یَاْكُلُوْا وَیَتَمَتَّعُوْا۔ اُنھیں چھوڑ دیجیے تاکہ وہ کھا پی لیں اور فائدہ اُٹھالیں اس طرح میں نے اسے بھی شکست دی۔

(۴) وہ خود پسندی کے راستے سے آتا ہے چنانچہ میں نے عاقبت کے خوف سے اس کا مقابلہ کیا اس کی تائید مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ملی۔

(۵) وہ دوستوں سے بے رخی اور ان کی عزت نہ کرنے سے آتا ہے۔ چنانچہ میں نے دوستی کی عظمت وعزت کا حق ادا کرکے اس کا مقابلہ کیا اس کی تائید مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ملی۔
وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور اللہ کے لیے ہی عزت اور اس کے رسولوں اور مومنوں کے لیے یہاں بھی میں نے اسے شکست دی۔

(۶) وہ حسد کے راستے سے آتا ہے چنانچہ میں نے مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے عدل اور تقسیم سے اس کا مقابلہ کیا اس کی تائید مجھے اس آیت سے ملی۔ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا۔ ہم نے دنیاوی زندگی میں ان کے درمیان رزق تقسیم فرمایا یوں میں نے اسے شکست دی۔

(۷) وہ ریاکاری اور لوگوں کی تعریف کے راستے سے آتا ہے چنانچہ میں نے اخلاص کے ذریعے اس کا مقابلہ کیا۔ اس کی تائید مجھے اس آیت سے ملی۔ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا ''پس جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اُمید رکھتا ہے تو وہ نیک عمل کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرتا'' یہاں

بھی اسے شکست ہوئی۔

(۸) وہ بخل کی راہ سے آتا ہے چنانچہ میں نے متاعِ مخلوق کے فنا اور ماعند اللہ کے بقا سے اس کا مقابلہ کیا اس کی تائید مجھے اس آیت سے ملی۔ مَاعِنۡدَکُمۡ یَنۡفَدُ وَمَا عِنۡدَ اللّٰہِ بَاقٍ جو کچھ تمھارے پاس ہے وہ فنا ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہے گا''

(۹) وہ تکبر کی راہ سے آتا ہے میں نے تواضع سے اس کا مقابلہ کیا ارشاد باری ہے۔

فائدہ:

معلوم ہوا کہ شیطان انسان کے پاس دس راستوں سے آتا ہے اور یہاں دس کا عدد حصر کے لیے نہیں بلکہ بیان کی حیثیت سے ورنہ بے شمار اور بھی راستے ہیں۔ یہاں دوسرا راستہ یہ بیان ہوا کہ وہ زندگی اور لمبی اُمیدوں کے راستہ سے آتا ہے۔ اس کے اس راستہ کو بند کیسے کیا جا سکتا ہے۔ محض لمبی اُمیدیں رکھنے والے بھی اس کے دوست ہیں۔ لہٰذا اس سے بچنا چاہیے۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس ملفوظ شریف میں بے جا اور لمبی اُمید کی مذمت بیان فرمائی ہے۔

حقیقی راحت کا حصول:

فرمایا: اپنی ضرورتوں کو کم کرو گے تو راحت پاؤ گے۔ (سیرت حضرت اویس قرنی عاشق رسول صفحہ:۱۲۹)

مطلب:

یہ ملفوظ شریف تو سادہ سا ہے۔ گویا آپ نے اس ملفوظ شریف میں راحت حاصل کرنے کا ایسا مجرب عمل بتایا ہے کہ اسے جب بھی عملی جامہ پہناؤ گے اس کے فیوض و برکات سے فائدہ اُٹھاؤ گے۔ اپنی ضروریات زندگی کم کرو۔ ایسا کرو گے تو حقیقی راحت حاصل ہوگی۔ پریشانیاں ختم ہو جائیں گی اور اگر ضروریات بڑھاتے جاؤ گے تو حرص و ہوس کی دیوی جوان ہوگی۔ جو کہ راحت و سکون کو غارت کر کے رکھ دے گی۔ اس لیے حرص و ہوس کی آگ تجھے کہیں کا نہ چھوڑے گی لہٰذا بہترین حل یہی ہے کہ اپنی ضروریات کم کیجیے تاکہ راحت و سکون سے زندگی کے لمحات گزر جائیں گے۔ مصائب و آلام اور مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

اس ملفوظ شریف میں قناعت کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔ قناعت کے متعلق وضاحت اسی شرح میں دیگر مقامات پہ ملاحظہ فرمائیں۔

------☆☆☆------

کیا حال ہے؟

کسی نے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا حال ہے؟

فرمایا: اس شخص کا حال کیا پوچھتے ہو کہ صبح زندہ اُٹھے اور اسے یقین نہ ہو کہ شام تک زندہ بھی رہے گا یا نہیں۔ پوچھا کہ آپ کے کام کا کیا حال ہے؟ فرمایا: آہ بے سروسامانی ہے، سفر طویل ہے۔ (لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ صفحہ:۱۳۱)

فائدہ:

اس ملفوظ شریف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اس شخص کا حال پوچھتے ہو۔ جو صبح نیند سے بیدار ہوتا ہے۔ زندگی کے آثار اس میں پائے جاتے ہیں۔ کسی قسم کی ظاہری طور پر اسے بیماری بھی نہیں ہوتی اس کے باوجود اسے یقین نہ ہو کہ نہ جانے موت کا شکار کس وقت ہو جاؤں۔ ایک لمحہ بھی موت سے غافل نہیں ہوتا۔ ہمہ وقت موت کو یاد بھی کرتا ہے۔ اسے یقین نہیں ہوتا کہ شام تک زندہ رہوں گا یا نہیں۔ ایسے شخص کی توجہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رہتی ہے کہ جو لمحہ زندگی کا میسر آ گیا ہے۔ اسے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت میں گزار لوں۔ اللہ اعلم اس سے آئندہ لمحہ زندگی کا میسر آئے یا نہ آئے۔ آج صبح میسر آ گئی ہے تو شام تک زندہ رہوں گا یا نہیں۔ یہ صبح تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور یاد میں اچھی طرح گزار لوں۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کر لوں۔ پتہ نہیں شام تک زندگی میسر آئے یا نہیں اسی طرح جب شام میسر آ جاتی ہے تو اسی طرح شام بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہ کر گزارتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ ایک لمحہ بھی غفلت میں نہیں گزارتا۔ کیونکہ غفلت حقیقتاً موت ہے۔

کام کا حال پوچھنے پہ ارشاد فرمایا۔ افسوس کہ بے سروسامان ہوں سفر لمبا ہے دیکھیے کیسے اتنا لمبا سفر طرح ہوگا۔ یعنی نیکیاں برائے نام ہیں بدیوں کے ڈھیر ہیں۔ پہلے قبر پھر میدان حشر پھر میزان عمل کا وقت پھر پل صراط سے گزرنا ہے اتنا لمبا سفر طے کرنا ہے اتنا لمبا سفر کس طرح طے ہوگا یعنی بڑا مشکل ہے۔

------☆☆☆------

استقامت علی الحق

فرمایا: اگر لوگ مجھے اس لیے دشمن رکھتے ہیں کہ میں برائیوں سے روکتا ہوں اور اچھائیوں کی تلقین کرتا ہوں۔ خدا کی قسم! ان کا یہ طریقہ مجھے حق بات کہنے سے روک نہیں سکتا (حضرت اویس قرنی اور ہم صفحہ ۶۴)

مطلب:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ الحمد للہ میں لوگوں کو راہ حق کی طرف بلاتا ہوں اور ان امور سے روکتا ہوں۔ جن سے شریعت مطہرہ میں منع کیا گیا ہے۔ یہ مجھ پہ لازم ہے۔ مگر کیا کروں کہ اس وجہ سے لوگ میرے دشمن بن جاتے ہیں۔ مگر مجھے راہ حق پہ ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ اس سے میں نہیں گھبراتا۔ اگر لوگ مجھے اس لیے دشمن سمجھتے ہیں کہ میں انھیں برائیوں سے روکتا ہوں اور اچھائیوں کی تلقین کرتا ہوں۔ تو مجھے ان کی پرواہ نہیں۔ نہ ان کے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی قسم! ان کا یہ طریقہ مجھے حق بات کہنے سے روک نہیں سکتا۔

استقامت علی الحق سنت صحابہ رضی اللہ عنہم:

کیونکہ استقامت علی الحق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا طریقہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہ کفار نے کون سا ظلم نہیں کیا تھا ظالم ظلم

کرتے کرتے تھک جاتے ہیں۔ شرارتی لڑکوں نے آپ کو پتھر مارے، آوازے کسے، حتیٰ کہ پتھروں کے لگنے کی وجہ سے آپ کے جسم اطہر سے خون مبارک بہنے لگا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پہ کفار کے مظالم کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ مگر آپ کلمہ حق کہنے سے نہ رکے۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کفار کے ہاتھوں گرفتار ہوگئے۔ آپ کو کجاوے کے تسموں سے کس کر باندھ دیا گیا۔ مشکیں باندھ کر مارتے ہوئے اور سر کے بالوں سے جو بڑے بڑے تھے گھسیٹتے ہوئے مکہ لائے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ان کے ہاتھوں میں جکڑا ہوا تھا کہ قریش کے چند آدمی وہاں آئے ان میں ایک نہایت حسین، وجیہہ، گورے رنگ کا مقبول صورت شکل بھی تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اگر اس ساری جماعت میں کوئی بھی بھلا آدمی ہوسکتا ہے تو یہ ہوسکتا ہے۔ مگر میرے قریب آکر اس نے دونوں ہاتھوں سے نہایت سخت تھپڑ مجھے مارا۔ میں نے دل سے کہا جب اس کا یہ حال ہے تو دوسروں سے کیا بھلائی کی اُمید کی جاسکتی ہے۔ مجھے پکڑے ہوئے وہ گھسیٹتے لیے جا رہے تھے کہ ان میں ایک شخص نے موقع سے میرے قریب آکر کہا کیا کسی قریشی سے رسم اور دوستی نہیں۔ میں نے کہا کیوں نہیں؟ اپنے وطن میں جبیر بن مطعم بن عدی بن عبد مناف کے کارندوں کو جو تجارت کے لیے وہاں آتے پناہ دیتا تھا اور کسی کو ان پر زیادتی نہیں کرنے دیتا تھا اور حارث بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف سے بھی میرا یہ ہی سلوک تھا۔ اس شخص نے کہا پھر کیا ہے؟ تم ان دونوں کا نام بلند آواز سے لو اور اپنے ان مراسم کا اظہار کرو۔ میں نے اس کی تجویز پر عمل کیا وہ شخص ان دونوں کی تلاش میں چلا گیا اور وہ اسے کعبہ کے پاس مسجد حرام میں مل گئے۔ اس نے ان سے کہا کہ ایک خزرجی کو ابطح میں پیٹا جا رہا ہے اور وہ تمھاری دہائی دے رہا ہے اور کہتا ہے کہ تمھارے اس سے خاص مراسم ہیں اُنھوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ اس شخص نے کہا سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ)۔

وہ دونوں کہنے لگے: بے شک وہ سچا ہے وہ اپنے وطن میں ہمارے تجارتی کارندوں کو پناہ دیتا تھا اور ان کو ظلم سے بچاتا تھا۔

وہ دونوں ابطح آئے اور اُنھوں نے سعد کو قریش کے ہاتھوں سے چھڑا لیا اور سعد اپنی راہ چل دیے۔ جس نے ان کو تھپڑ مارے تھے۔ وہ بنو عامر بن لوی کا عزیز سہیل بن عمرو تھا (فیضان الفرید صفحہ: ۱۹۰ تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۱۰۰۔۹۹)

فائدہ:

حق کی خاطر دُکھ تکالیف برداشت کر کے حق کا ساتھ دینا اور حق پہ استقامت اختیار کرنا ازل سے ہی مومنین کا شیوہ ہے واقعہ کربلا پہ غور فرمایئے۔ گرمی پورے جوبن پر تھی پیاس سے گلے میں کانٹے پڑے تھے۔ چند ساتھی دوسری طرف سے بہت زیادہ فوج۔ پانی پہ یزیدی فوج کا قبضہ۔ ایک ایک ساتھی جام شہادت نوش کرتا گیا۔ حتیٰ کہ سبھی ساتھی شہید ہوگئے۔ دشمنوں نے علی اکبر رضی اللہ عنہ کے لاشہ مبارک پہ گھوڑے دوڑا دیے۔ حضرت امام قاسم کی جوانی کرب وبلا میں لٹ گئی پانی لاتے ہوئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بازو قلم ہوگئے اور آپ شہادت کا جام پی کر بارگاہِ حق میں حاضر ہوگئے۔ خانوادہ رسالت کے ننھے منھے پھول حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کا گلا بہر حال حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کا گلا مبارک یزیدی فوج کی طرف چلنے والے تیر سے چھلنی ہوگیا حتیٰ کہ جامِ شہادت سے سرفراز ہوئے۔

بے شمار زخموں سے چور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے سجدہ میں ہی جام شہادت نوش فرما کر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حسینیوں کو یہ درس عمل دیا کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آن کی خاطر، آپ کے دین کی خاطر تن من دھن سب کچھ قربان کرنا

پڑے تو یہ سودا مہنگا نہیں ستا ہے۔یہی مومنوں کا ہمیشہ سے دستور اور شیوہ رہا ہے۔ہر دور میں ہر دور کے فرعون اپنی فرعونیت دکھا کر اللہ والوں کو مرعوب کرنے کی کوشش کرتے رہے۔مگر اللہ والے ان کی فرعونیت کو جوتے کی نوک پہ بھی نہ سمجھے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔یہی کچھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے سبق دیا کہ خبردار ظالم وجابر کے سامنے جھکنا نہیں استقامت علی الحق کی تعلیم دی حضرت معین الدین اجمیر رحمۃ اللہ علیہ نے شان حسین بیان کرتے ہوئے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے کہ۔

شاہ ہست حسین بادشاہ ہست حسین
دیں ہست حسین دین پناہ ہست حسین
سرداد نہ داد دست دردستِ یزید
حق کہ بنائے لآالہ ہست حسین

بہرحال استقامت علی الحق شروع سے ہی اہل اللہ کا دستور ہے۔اسی پہ ہی زندگی کا ہر لمحہ گزارنا چاہیے۔اسی لیے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس ملفوظ شریف میں استقامت علی الحق کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ الحمد للہ میں برائیوں کو روکتا ہوں اور اچھائیوں کی تلقین کرتا ہوں جس کے بدلے میں لوگ میرے ساتھ دشمنی اختیار کرتے۔خدا کی قسم! ان کا یہ رویہ مجھے حق بات کہنے سے روک نہیں سکتا۔

------☆☆☆------

سفر طویل، زادِ راہ قلیل

فرمایا: میرا کام یہ ہے کہ سفر طویل ہے اور زادِ راہ قلیل ہے اسی لیے ہمہ وقت آہ وزاری کرتا ہوں۔(حضرت اویس قرنی اور ہم)

مطلب:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سفر طویل ہے۔زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کہ

نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہوجائے

نیز اس کے باوجود زادِ راہ نہ ہونے کے مترادف ہے۔اس لیے ہر وقت رونے دھونے میں گزرتا ہے۔کہ کیا کروں۔اتنا طویل سفر کیسے گزرے گا۔

دعوت فکر:

یہ اس اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ملفوظ شریف ہے کہ جن کے متعلق محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے دعا منگوانے کی فضیلت بیان فرمائی اور دُعا منگوانے کے لیے فرمایا۔ہما وشما کس باغ کی مولی۔اس لیے دعوتِ فکر ہے کہ خدارا! زندگی کی نہایت قیمتی پونجی فضول اور بے کار امور میں مصروف رہ کر نہ ضائع کیجیے۔زندگی کے جو لمحات بھی میسر ہیں حق تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے گزار دیجیے۔تاکہ ایک ایک لمحہ زندگی کا ہمارے لیے باعث شرمندگی نہ بنے۔بلکہ باعث راحت وسکون ہو۔

آپ بیان فرماتے ہیں کہ سفر بڑا طویل ہے۔ تھکا دینے والا ہے۔ ایک ایک لمحہ گزارنے کے لیے شیطان اور شیطان صفت انسانوں سے جنگ لڑنا پڑتی ہے۔ حتیٰ کہ ہمارے اپنے اندر سے نفس امارہ الگ خراب کرنے کی سعی کرتا ہے۔ ان سب دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہوئے راہِ حق کو سنبھالے ہوئے سفر اختیار کیے ہوئے ہوں۔ اتنا لمبا سفر کیسے طے ہوگا۔ حالانکہ زادِراہ نہایت قلیل ہے۔ اس لیے ہر وقت آہ وزاری کرنے میں مصروف رہتا ہوں۔

------☆☆☆------

آسودگی کی تلاش

حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ نے آسودگی حاصل کرنے کے متعلق عرض کیا تو فرمایا: آج تک تو ایسا کوئی شخص نہ دیکھا تھا جو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہو اور اس کے باوجود آسودگی کی تلاش کسی انسان میں کر رہا ہو (حضرت اویس قرنی اور ہم صفحہ:۶۴)

حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ نے آسودگی کے متعلق پوچھا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا میں نے جتنی بھی زندگی گزاری ہے۔ آج تک ایسا کوئی انسان نہیں دیکھا۔ جو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہو۔ پھر بھی وہ آسودگی حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر وفکر میں آسودگی حاصل کرنے کی بجائے کسی انسان سے آسودگی حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ آسودگی تو محض حق تعالیٰ کے قرب میں ہی ممکن ہے۔ آسودگی حق تعالیٰ کے ذکر وفکر سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ گویا آسودگی حاصل ہوگی۔ اگر تو آسودگی کے حصول کا متمنی ہے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر میں محو ہو جا تجھے طمانیت قلب حاصل ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا مقام ایسا نہیں جہاں تجھے آسودگی حاصل ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ

اِلآ بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب

خبردار اللہ کے ذکر سے ہی اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغولیت اختیار کیجیے تاکہ آسودگی حاصل ہو۔

ذاکرین پر سکینہ اترتی ہے:

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَّذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا حَفَّتْھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَنَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ۔

(مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ فصل اوّل ص ۲۱۵۴)

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان دونوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی قوم ذکر کے لیے نہیں بیٹھتی مگر ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں۔ ان کو رحمت ڈھانک لیتی ہے۔ ان پر سکینہ

اُترتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا ذکران فرشتوں میں فرماتا ہے جواس کے قریب ہیں۔

زندہ اور مردہ کی مانند:

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلَ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَایَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ۔

(بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ باب ذکر اللہ فصل اوّل حدیث نمبر ۲۱۵۶)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کو یاد کرنے والے اور نہ یاد کرنے والے زندے اور مردے کی مانند ہیں۔

اللہ کے ذکر کی خاص فضیلت:

وَعَنْ اَبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلشَّیْطٰنُ جَاثِمٌ عَلیٰ قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ خَنَسَ وَاِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ

(مشکوٰۃ شریف باب ذکر............ فصل ۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شیطان ابن آدم کے دل پر لگا ہوا ہے۔ جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان دور ہو جاتا ہے۔ جب غافل ہو جاتا ہے تو وسوسہ ڈالتا ہے۔

ذکر اللہ کرنے والے کی مثال:

حضرت مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کا ذکر کرنے والا غافلوں میں ایسا ہے جیسا جہاد میں جہاد کرنے والا پیچھے بھاگنے والوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا خشک درخت میں سبز ٹہنی کا مانند ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ سبز درخت خشک درختوں میں اور اللہ کا ذکر کرنے والا غافلوں میں اندھیرے والے گھر میں چراغ کی مانند ہے۔ اللہ کا ذکر کرنے والوں کو اللہ اس کی جنت میں جو جگہ ہے وہ زندگی میں دکھاتا ہے۔ اللہ کا ذکر کرنے والے کے گناہ آدم کے بیٹوں اور جانوروں کی گنتی کے برابر بخش دیے جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف۔ باب ذکر اللہ. فصل ۳)

اللہ کے عذاب سے نجات والا عمل مبارک:

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ مَا عَمِلَ الْعَبْدُ عَمَلاً اَنْجیٰ لَہٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (رواہ مالک والترمذی وابن ماجہ مشکوٰۃ باب ذکر اللہ...... فصل ۳ حدیث نمبر ۲۱۷۶)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ بندے کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دے خدا کے ذکر جیسا۔

فائدہ:

آسودگی وہی ہے جو دائمی ہو الحمد للہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں بھی اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے۔ قبر و حشر میں بھی بلکہ اللہ تعالیٰ بندے کے مزید اطمینانِ قلبی کے لیے اس دنیا میں رہتے ہوئے اس کا دائمی ٹھکانہ جو بہشت میں ہے اسے دکھا دیتا ہے۔ یہی وجہ کہ اولیاء اللہ کو کسی قسم کا دینوی لحاظ سے خوف یا غم نہیں ہوتا۔

کمال قال اللّٰہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید الآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ٥

------☆☆☆------

نصیحت کیسے دلوں کو نصیحت نہیں ہوتی

فرمایا: ہلاک ہو جائیں وہ دل جن میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد نہیں ہے اور وہ شک میں پڑ گئے ہیں ایسے دلوں کو نصیحت کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ (سیرت خواجہ اویس قرنی عاشق رسول صفحہ:۱۰۱)

اللہ تعالیٰ پر اعتماد نہ کرنے والے دل ہلاک ہوجائیں:

اس ملفوظ شریف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ وہ دل ہلاک ہو جائیں تباہ و برباد ہو جائیں۔ جن دلوں میں اللہ تعالیٰ پہ اعتماد نہیں۔ معلوم ہوا ایسے دل کسی کام کے نہیں۔ تباہی و بربادی ان کی یقینی ہے۔ اس لیے ایسے دلوں سے بچنا بہتر ہے۔ کیونکہ ایسے دلوں کی نحوست کہیں تم پر بھی اثر نہ کر جائے اور تمھارے دل بھی اسی مرض کا شکار نہ ہو جائیں۔ بندہ اکثر جاہلوں میں رہے تو بندے میں جاہلوں جیسی حرکات پیدا ہو جاتی ہیں۔ آدمی کا اُٹھنا بیٹھنا اگر اہل علم حضرات کے پاس ہو تو اس میں علم کے اثرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ جیسوں کی صحبت ہوگی ویسے ہی اثرات مرتب ہوں گے۔ اس لیے ایسے قلوب رکھنے والے لوگوں سے پرہیز کیجیے کہ جن کے دل میں اللہ تعالیٰ پہ اعتماد نہیں بلکہ وہ شکوک وشبہات میں مبتلا ہیں۔ اس لیے ایسے دل تباہ ہو جائیں۔ کیونکہ ایسے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ وقت آتا ہے کہ ان پہ نصیحت ہی اثر نہ کرے تو ایسے دل اپنی بھی ہلاکت کا سبب بنتے ہیں بلکہ اوروں کو بھی تباہ و برباد کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ لہٰذا اللہ کرے ایسے دل ہی ہلاک ہو جائیں تاکہ اوروں کا تو نقصان نہ ہو۔ ان کے علاوہ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مزید مخلوق تو تباہی و بربادی کے اندھے کنوئیں میں نہ گرے ایسے دل جو نفس امارہ کے زیرِ اثر ہو جاتے ہیں۔ وہ شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ نفس امارہ کے قیدی بن جانے والے دل شکوک وشبہات میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے اتنے شکی ہو جاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ پہ بھی ان کا اعتماد نہیں رہتا۔ ایسے دلوں کو نصیحت فائدہ نہیں دیتی۔ اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ دل کو اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہمہ وقت مصروف رکھیں۔ اللہ کی یاد سے ایک لحہ بھی غفلت کا شکار نہ ہوں تاکہ ان کا رجحان نفس امارہ اور شیطان کی طرف نہ ہو سکے۔

------☆☆☆------

شک میں پڑے ہوئے دلوں پر افسوس

ان دلوں پر افسوس ہے جو شک میں پڑے ہوئے ہیں اور نصیحت حاصل نہیں کرتے (حضرت اویس قرنی اویسؓ)
اس ملفوظ شریف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اظہار افسوس کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کے دلوں پہ افسوس ہے جو شک میں مبتلا ہیں۔ جن دلوں میں شک پیدا ہوجاتا ہے۔ وہ نصیحت حاصل نہیں کرسکتے۔ کیونکہ شک انہیں نصیحت کی طرف راغب ہی نہیں ہونے دیتا ہے۔ اس لیے نصیحت حاصل کرنے کے لیے دلوں سے شک دور کرنے کی ضرورت ہے تاکہ دل نصیحت حاصل کرسکیں۔

قلب (دل):

اس کے دو معنی ہیں۔

(۱) گوشت کا ٹکڑا، گائے کی دم کی طرح سینے کے بائیں جانب واقع ہے۔ اس کے درمیان میں ایک خول ہے کہ جس میں سیاہ خون رہتا ہے۔ جو روح کا منبع و معدن ہے۔ اس کی شکل و کیفیت بیان کرنا اطباء کا کام ہے۔ دینی احکام کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

(۲) وہ ایک روحانی لطیفہ ہے۔ اس کا تعلق جسمانی قلب کے ساتھ بھی ہے اسے حقیقتِ انسانی کا لطیفہ کہا جاتا ہے۔ (مدرک وادراک کرنے والا) عالم، مخاطب، معاتب (جس پر عتاب کیا جائے) یہی نہیں قیامت میں باز پرس ہوگی، اور وہ تعلق جو کہ اس جسم والے قلب سے ایسا ہے کہ لوگ اس پر حیران ہیں کیونکہ اس کا قلب انسانی سے ایسا تعلق ہے جیسے اعراض کا اجسام سے یا صفات کا تعلق موصوف سے یا کاریگر کا تعلق آلہ سے یا مکان والے کا مکین سے۔ دل سے مراد یہی دل ہے۔

جہاں کہیں قرآن مجید یا حدیث شریف میں لفظ قلب واقع ہے اس سے مراد وہ چیز ہے جو انسان میں ہے اور وہ حقیقتِ اشیاء کو سمجھتی ہے اور معلوم کرتی ہے اور اس کو کنایۃً قلب پر بولتے ہیں۔ جو آدمی کے سینہ میں ہے کیونکہ اس لطیفہ اور جسم قلب میں ایک تعلق خاص ہے۔ اگرچہ وہ تمام بدن سے متعلق ہے وہی تمام اعضاء سے کام لیتا ہے لیکن اعضاء سے تعلق بواسطہ قلب ہے۔ یعنی لطیفہ مذکورہ کا تعلق اول قلب جسمانی سے ہے گویا کہ قلب جسمانی اس کا محل ہے اور دار السلطنت اور سواری ہے۔

اسی لیے حضرت سہیل تستری رحمۃ اللہ علیہ نے قلب جسمانی کو عرش سے اور سینہ کو کرسی سے تشبیہ دی ہے۔ یعنی فرمایا ہے کہ قلب عرش ہے اور سینہ کرسی ہے۔

ازالہ وہم:

اس سے یہ نہ سمجھنا کہ ان کی مراد یہ ہے کہ قلب عرش خدا ہے اور سینہ اس کی کرسی ہے کیونکہ یہ امر تو محال ہے۔ بلکہ ان کی مراد یہ ہے کہ قلب جسمانی اور سینہ لطیفہ قلبی کے لیے دار السلطنت اور تخت گاہیں ہیں کہ اول اس کا تصرف کہاں سے شروع ہوتا ہے۔ غرضیکہ قلب جسمانی اور سینہ کو لطیفہ قلبی سے وہ نسبت ہے جو عرش و کرسی کو اللہ تعالیٰ سے اور یہ تشبیہ بھی صرف بعض وجوہ سے درست

ہے۔(خلاصہ از انطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم جلد ۳ باب اول)

حدیث شریف:

حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ہے کہ **قلب المومن اجرد فیه سراج یز هر وقلب الکافر اسود منکوس** یعنی مومن کا دل صاف ہوتا ہے۔اس میں روشن چراغ ہوتا ہے اور کافر کا دل سیاہ اوندھا ہوتا ہے۔
(انطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم جلد اول باب اول)

دل سیاہ کا مطلب:

میمون بن مہران فرماتے ہیں کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ منقش ہو جاتا ہے اور جب توبہ کرتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔پھر اگر دوبارہ گناہ کرتا ہے تو اس نقطہ میں زیادتی ہوتی ہے۔یہاں تک کہ ہوتے ہوتے سارے دل پر سیاہی دوڑتی ہے اور اسی کا نام رین یعنی زنگ ہے۔

فائدہ:

اسی سے معلوم ہوا ہے کہ اللہ (عزوجل) کی اطاعت اور شہوات کی مخالفت سے دل کی جلا ہوتی ہے اور اس کی نافرمانی سے دل سیاہ ہوتا ہے۔پس جو کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور گناہ کے بعد نیک کام کرتا ہے تو اور پہلا اثر مٹانا چاہتا ہے تو اگرچہ سیاہی دور ہو جاتی ہے۔مگر نور میں کمی پھر بھی رہتی ہے۔جیسے آئینہ پر پھونک مار کر اسے صاف کر ڈالو۔پھر پھونک مار کر صاف کرو تو اس میں کچھ نہ کچھ میل رہ جاتی ہے۔(احیاء العلوم جلد اول باب اول)

ربّ کائنات کا فرمان ذیشان:

وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ وَاِخْوَانُهُمْ یَمُدُّوْنَهُمْ فِی الْغَیِّ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ ۝ (پارہ ۹ الاعراف: ۲۰۰ تا ۲۰۲)

اے سننے والے اگر شیطان تجھے کوئی کونچا دے (کسی برے کام پہ اکسائے) تو اللہ کی پناہ مانگ۔بے شک وہی سنتا جانتا ہے۔بے شک وہ جو ڈرنے والے ہیں۔جب انھیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے۔ہوشیار ہو جاتے اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور وہ جو شیطانوں کے بھائی ہیں شیطان انھیں گمراہی میں کھینچتے ہیں پھر کمی نہیں کرتے۔(کنز الایمان شریف)

فائدہ:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں تقویٰ ذکر کا پھاٹک ہے اور ذکر کشف کا دروازہ ہے اور کشف نور اکبر یعنی دیدار الٰہی ہے (احیاء العلوم شریف جلد اول باب اول)

حکایت:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ ان (ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ) کی زیارت کو گیا۔ مغرب کی نماز اُنھوں نے پڑھائی تو الحمدللہ بھی اچھی طرح نہ پڑھ سکے میں نے دل میں سوچا کہ ناحق ان کے پاس آیا۔ جب نماز ہو چکی تو میں استنجے کو باہر گیا۔ ایک شیر نے مجھے ڈرایا۔ میں نے ابوالخیر کی خدمت میں آ کر حال بیان کیا۔ آپ نے وہیں سے شیر کو للکارا کہ ہم نے کہہ دیا تھا کہ ہمارے مہمانوں سے مزاحمت نہ کیا کر یہ سنتے ہی شیر علیحدہ ہو گیا۔ میں طہارت کے بعد جب واپس آیا تو مجھے ارشاد فرمایا کہ تم نے اپنے ظاہر کو سیدھا کیا ہے۔ اس وجہ سے شیر سے ڈر گئے اور ہم نے اپنے باطن کو سیدھا کیا۔ اس لیے شیر ہم سے ڈرتا ہے۔ (احیاالعلوم شریف جلد اول باب اول)

غفلت:

قلب انسانی شیطان اور فرشتہ کی کھینچا تانی میں رہتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ۔

فی القلب المستعان لمته من الملك الیعاد بالخیر وتصدیق بالحق فمن وجد ذلیك فلیعلم انه من اللّٰه سبحانه والحمد للّٰه والمته من العدو الیعاد بالشر ووتکذیب بالحق ونهی عن الخیر۔

دل میں جو اُتارے ہوتے ہیں ایک فرشتہ کا اتارا اس کا کام خیر کا وعدہ دینا اور امر حق کا سچ جاننا ہے۔ جس کو یہ معلوم ہو تو جان لے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور شکر کرے اور ایک اتارا دشمن یعنی شیطان کا ہے۔ اس کا فعل امر حق کو جھٹلانا اور امر خیر کو منع کرنا ہے۔ جس کو یہ معلوم ہو اس کو چاہیے کہ اللہ سے پناہ مانگے شیطان مردود سے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءَ (سورۃ البقرہ:۲۶۸)

شیطان تمھیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا۔

فائدہ:

اسی لیے سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ۔

دل بازار تے منہ دروازہ، سینہ شہر ڈ میندا ہو
روح سوداگر نفس ہے راہزن جہڑا حق دا راہ مریندا ہوا
جاں توڑی ایہہ نفس نہ ماریں تاں ایہہ وقت کھڑیندا ہو
کردا ہے زاریا ویلا باہو جان نوں تاک مریندا ہو

(اے درویش) دل (بمصداق) بازار ہے۔ (جس میں مختلف متاع معرعرفان کے موتیوں کے موجود ہیں) اور اس بازار کے دروازوں سے منہ (ایک) دروازہ ہے (درخشانی ہوتی ہے) اور سینہ (ایک وسیع) شہر ہے (جس میں ایک کائنات) دکھائی دیتی ہے۔

(روح اس سینہ کے شہر اور دل کے بازار میں عرفان کے موتیوں کا) سوداگر ہے۔ (لیکن اسی جسم کے اندر کا حریف) نفس

(ہے جو کہ)(اور اسے) راہِ حق سے باز رکھتا ہے۔

(اے درویش!) جب تک اس نفس (رہزن) کو نہ مارا جائے اتنے تک یہ (نفس غفلت) میں مبتلا رکھ کر وقت کو ضائع کراتا رہتا ہے۔

اے باہو (یہ نفس بیش قیمت زندگی کا) وقت ضائع کرتا ہے اور (اسی غفلت میں) زندگی کے دروازے بند کر دیتا ہے۔

فائدہ:

دل اور سینہ میں جو اصل حقیقت موجود ہوتی ہے اس عکاسی منہ کے دروازہ سے ہوتی ہے۔ انسانی روح دل کے بازار سے متاع عرفان وحقیقت کا سودا کرنے میں مشغول ہوتی ہے۔ نفس امارہ رہزنی کرتے ہوئے روح کو دل سے دُور رکھنا چاہتا ہے۔ پس جس نے نفس کے فریب میں دل کا راستہ کھو دیا اس نے اپنی مختصر زندگی کا قیمتی وقت ضائع کیا۔

(ابیات باہو معہ ترجمہ و شرح صفحہ:۳۳۹)

اسی لیے حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے تنبیہ کرتے ہوئے اس ملفوظ شریف میں بیان فرمایا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دل بہت اعلیٰ مقام ہے۔ سلطان العارفین نے اس سلسلے میں کیا خوب فرمایا ہے۔

د۔ دل تے دفتر وحدت والا دائم کریں مطالیا ہو
ساری عمراں پڑھدیاں گزری، جہاں دے وچ جالیا ہو
اکو اسم اللہ دا رکھیں اپنا سبق مطالیا ہو
دو ہیں جہان غلام تنہاں دے باہو جیں دل اللہ سمھالیا ہو

(اے طالب معرفت ذات تیرے) دل پر (علم) وحدت (ذات جل شانہ کا تمام) دفتر (روز ازل سے تحریر شدہ ہے تو اس کام کا ہمیشہ مطالعہ کر۔

(تیری) ساری عمر تو (باقی علوم) پڑھتے پڑھتے گزر گئی اور (تو نے علم معرفت ذات سے ناآشنا ہو کر اپنی ساری عمر جہالتوں میں ہی گزاری۔

(تجھے چاہیے کہ عرفان ذات کے لیے) صرف ایک اسم اللہ (ذات) کے تصور اور ذکر کا سبق ہی اپنا مطالعہ رکھے اے باہو دونوں جہان تو اس کے غلام ہیں۔ جس کے دل نے (امانت) اسم اللہ (ذات) کو سنبھال لیا۔

دل ہی وہ مقام ہے۔ جو جلوہ حق سے چمک اُٹھے تو انسان کے لیے دونوں جہاں ہی سنور جاتے ہیں اور اسی دل سے ہی جو انسان غافل ہو جائے یہ حقیقت سمجھ لیجیے کہ وہ دونوں جہاں میں نقصان اُٹھانے والا ہے۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان دلوں پر افسوس ہے۔ جو ابھی تک حق کے سلسلے میں شکوک وشبہات میں مبتلا ہیں اور جو دل شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں وہ نصیحت حاصل ہی نہیں کر سکتے۔ اس سے بڑھ کر کیا نقصان ہوگا۔

------☆☆☆------

زندگی کا کیا بھروسہ

خواجہ صاحب نے حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو فرمایا: کہ آپ اور میرے درمیان کوئی معاہدہ نہیں اور نہ آئندہ آپ مجھ سے مل سکیں گے۔ پھر میں کھانا اور کپڑے لے کر کیا کروں گا۔ میری جیب میری مزدوری ہے اور جسم پر چادر ہے اور گانٹھی ہوئی جوتی پہن رکھی ہے۔ آپ مجھے ضمانت دے سکتے ہیں کہ جب تک میں اپنی کمائی ہوئی مزدوری کھاؤں زندہ بھی رہوں گا یا نہیں۔ اے امیر المؤمنین! آپ کے اور میرے سامنے ایک سخت کھائی ہے جس سے گزرنا بہت مشکل ہے۔ وہی گزر سکے گا۔ جس کا جسم بھوک کی وجہ سے دبلا ہو گیا ہو شکم سوکھ گیا ہو جس کا وزن کم ہو گیا۔ (تاجدار اویس قرن صفحہ: ۹۵۔۴۹)

معاہدہ نہیں:

آپ دونوں مجھ سے اس صورت میں اکٹھے نہ مل سکیں گے۔ ایسا ہی ہوا آئندہ کبھی بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ دونوں کی اکٹھے ہی ملاقات نہ ہوئی۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو علوم غیبیہ سے نوازتا ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو جو علوم غیبیہ بارگاہِ حق سے میسر آئے۔ ان میں سے ایک منظر اس ملفوظ شریف میں بیان ہوا ہے۔ گویا کہ آپ کی نظر مبارک نے ایک ہی لمحے میں آئندہ ہونے والے تمام واقعات دیکھ لیے اور بتا دیا کہ آئندہ اس صورت میں ہماری ملاقات نہ ہو سکے گی۔

فائدہ:

اس ملفوظ شریف سے یہ فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ جیسے آپ کی زبان مبارک سے جو نکلا اللہ تعالیٰ نے اسی طرح سچ کر دکھایا گویا اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی زبان مبارک سے جو بات نکل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے پوری کر دیتا ہے۔ انبیاء کرام کی زبان مبارک سے جو نکل جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پورا فرما دیتا ہے۔ خصوصاً محبوب کبریا مدنی تاجدار کی زبان مبارک سے جو بات نکلی وہ پوری ہو کے رہی بے شمار احادیث اس امر پر شاہد ہیں اس سلسلے میں تفصیلات مطلوب ہوں تو مجدد دورِ حاضرہ فیض ملت حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف ''کن کی کنجی'' کا مطالعہ کیجئے۔ بہر حال اس سے وہ لوگ بھی عبرت حاصل کریں جن کا عقیدہ ہے کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا کیا خوب کسی نے بیان فرمایا ہے کہ:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اور مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی علوم غیبیہ کی تفصیلات کے سلسلے میں مجدد دورِ حاضرہ کی تصنیف لطیف ''غاية المامول فی علم الرسول'' کا مطالعہ کیجئے۔

کرامات اولیاء ومعجزات انبیاء حق ہیں:

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی کرامات حق ہیں۔ جو کچھ بظاہر ممکن ہونا مشکل نظر آتا ہے

مگر انبیاء کرام انبیائے کرام علیہم السلام سے صادر ہوئے تو انھیں معجزات اور اگر اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے ظاہر ہوں تو انھیں کرامات کہتے ہیں معجزات اور کرامات حق ہیں۔ ان کا انکار حقائق کے خلاف ہے۔ کیونکہ کرامات معجزات کا ثبوت قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بکثرت ملتا ہے۔ محض ضد اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں۔

معجزہ:

نبی کے دعویٰ نبوت میں سچے ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ نبی اپنے صدق کا اعلانیہ دعویٰ فرما کر محلات عادیہ کے ظاہر کرنے کا ذمہ لیتا ہے اور منکروں کو اس کی مثل کی طرف بلاتا ہے اللہ عزوجل اس کے دعوے کے مطابق امر محال عادی ظاہر فرما دیتا ہے اور منکرین سب عاجز رہ جاتے ہیں۔ اسی کو معجزہ کہتے ہیں۔ جیسے حضرت صالح علیہ السلام کا ناقہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ ہو جانا، ید بیضا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا اور مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا اور ہمارے حضور کے معجزے تو بہت ہیں۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ:۱۲)

فائدہ:

دیوبند مکتبہ فکر کی کتب سے کرامات اولیاء کرام کا ثبوت ملاحظہ فرمایئے۔

سوال: کرامت کسے کہتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توقیر بڑھانے کے لیے کبھی کبھی ان کے ذریعہ سے ایسی باتیں ظاہر کر دیتا ہے۔ جو عادت کے خلاف اور مشکل ہوتی ہیں کہ دوسرے لوگ نہیں کر سکتے۔ ان باتوں کو کرامات کہتے ہیں۔ نیک بندوں اور اولیاء اللہ سے کرامتوں کا ظاہر ہونا حق ہے۔ (تعلیم الاسلام حصہ سوم صفحہ:۵۴)

☆ جو شخص نبوت اور پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہو اور اس کے ہاتھ سے کوئی خلاف عادت اور مشکل بات ظاہر ہو تو اسے معجزہ کہتے ہیں۔
اور جو شخص پیغمبری کا دعویٰ نہ کرتا ہو لیکن پرہیزگار ہو اس کے تمام کام شرع شریف کے مطابق ہوں اور اس کے ہاتھ سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو تو اسے کرامات کہتے ہیں۔
اور اگر خلاف شرع اور بے دین لوگوں سے کوئی خلاف عادت بات ظاہر ہو تو اسے استدراج کہتے ہیں (وہ خرق عادت کام جو کسی کافر سے صادر ہو) (تعلیم الاسلام حصہ سوم صفحہ:۵۴)

☆ اولیائے کرام کی کرامتوں کے اور اس امر کے اثبات میں کہ جو فعل کسی نبی کا معجزہ ہو جائز ہے کہ وہ کسی ولی کی کرامت بھی ہو جائے کیونکہ وہ نبی کی سچائی اور اس کے مذہب کی صحت کی دلیل ہونے کی وجہ سے اب بھی اس ولی کے نبی کا ہی معجزہ ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

الا اِنَّ اولیاء اللّٰہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنونoالذین اٰمنو اوکانوا یتقون oلھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ oتبدیل لکلمات اللہ ذٰلک ھو الفوز العظیمo

آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے ولیوں پر نہ ہراس ہے نہ وہ رنجیدہ ہوتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور گناہوں سے

بچتے تھے انہی کے واسطے بشارت ہے دینوی زندگی میں اور آخرت میں خدا کے کلمات میں تبدیلی نہیں بڑی کامیابی یہی ہے۔

اور ارشاد فرمایا ہے:

وھذی الیك یجذع النخله تساقط علیك رطبا جنیا فکلی و اثمربی الامیه

مریم اپنی طرف کھجور کی شاخ کو جھکاؤ وہ تم پر کھجور گراتی رہیں گی تو تم کھانا پینا۔(جمال الاولیاء صفحہ:۱۵)

کرامات اولیاء معجزات انبیاء کا تتمه هیں:

☆ کرامات اولیاء معجزات انبیاء کا تتمہ ہوتی ہیں۔اس کے معنی یہ ہیں کہ جب کسی (نبی کی امت کے) ولی سے اس کے نبی (کی وفات) کے بعد کوئی کرامت ظاہر ہوتی ہے تو یہ کرامت اس کے نبی کے معجزہ کا تتمہ ہوتی ہے (کیونکہ اس ولی کو جو کچھ فیض حاصل ہوا ہے وہ اس نبی سے ہی ہوا ہے اور اس کے ہاتھ پر جو خرق عادت ظاہر ہوا ہے۔ چونکہ وہ اسی نبی کے فیض کی وجہ سے ہے۔تو وہ بھی نبی سے ظاہر ہوا، بلا واسطہ نہیں بلکہ اس ولی کے واسطہ سے ہوا تو جو خرق عادت۔

کرامت اولیاء حق هے:

نبی سے جو بات خلاف عادت قبل نبوت ظاہر ہو اس کو ارہاص کہتے ہیں اور ولی سے جو ایسی بات صادر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں اور عام مؤمنین سے جو صادر ہو اسے معونت کہتے ہیں اور بے باک فجار یا کفار سے جو ان کے موافق ظاہر ہو اس کو استدراج کہتے ہیں (بہار شریعت جلد اول حصہ اول صفحہ:۱۴)

فائده:

اس سے ان لوگوں کو غور کرنا چاہیے جو کفار کی ایسی ہی باتوں کا چرچا کرتے نظر آتے ہیں۔نیز حقیقی اولیائے کرام کے مدمقابل فاسق و فاجر لوگوں کی من گھڑت اور بے بنیاد باتوں کو کرامات کے رنگ پیش کرتے نہیں تھکتے۔ فاسق و فاجر سے کرامت کا صدور ممکن نہیں۔اگر کوئی ایسا فعل صادر ہو بھی جائے تو اسے کرامت نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ اسے استدراج کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

تنبیہ:

بعض لوگ اولیائے کرام کی کرامات سے خواہ مخواہ ہی انکار کرتے نظر آتے ہیں۔ اولیائے کرام رحمۃ علیہم اجمعین کی کرامات کے منکر گمراہ ہیں۔حضرت علامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ کرامتِ اولیاء حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔ (بہار شریعت)

مسئله:

مردہ زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا، مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا۔غرض تمام خرق عادات اولیاء سے ممکن ہیں سوائے اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لیے ممانعت ثابت ہو چکی ہے جیسے قرآن

مجید کی مثل کوئی سورت لے آنا، دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا، کلام حقیقی سے مشرف ہونا۔ اس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لیے دعویٰ کرے کافر ہے۔ (بہار شریعت حصہ اول صفحہ:۵۶)

دیو بند مکتبہ فکر کے نزدیک حقیقتِ کرامت:

کرامت یہ ہے کہ کسی نبی کے متبع کامل سے، خلاف عادت الٰہی کوئی بات ظاہر ہو اور اسباب طبیعت سے وہ اثر پیدا نہ ہوا ہو۔ خواہ وہ اسباب جلی ہوں یا خفی ہوں۔ پس اگر وہ امر خلاف عادت نہ ہو یا اسباب طبیعت جلی یا خفی سے ہو تو وہ کرامت نہیں (واقعات وکرامات، اکابر دیو بند صفحہ:۱۹)

کرامت بحکم خدا ظاہر ہوتی ہے:

اولیاء کے ہاتھوں کرامات کا ظہور اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ جس سے مقصود یہ بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندے کے ہاتھوں خلاف عادت کا ظاہر کرا کر اس کی عزت بڑھانا چاہتا ہے اور یہ کرامت ولی کے لیے اللہ کی نعمت ہوتی ہے۔
(واقعات وکرامات اکابر علمائے دیو بند صفحہ:۱۹)

کرامت کا ثبوت دیو بند مکتبہ فکر سے:

دیو بند مکتبہ فکر کے حکیم الامتہ مجدد الملتہ اشرف علی تھانوی صاحب نے قال الاولیاء میں لکھا ہے کہ کرامات اولیاء معجزات انبیاء کا تتمہ ہوتی ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ جب کسی (نبی کی اُمت) ولی سے اس کے نبی (کی وفات) کے بعد کوئی کرامت ظاہر ہوتی ہے تو یہ کرامت اس کے نبی کے معجزات کا تتمہ ہوتی ہے (کیونکہ اس ولی کو جو کچھ فیض حاصل ہوا ہے وہ اس نبی سے ہی ہوا ہے اور اس کے ہاتھ پر جو خرق عادت ظاہر ہوا ہے چونکہ وہ اسی نبی کے فیض کی وجہ سے ہے تو وہ بھی نبی سے ظاہر ہوا ہے یا بلا واسطہ نہیں ہوا بلکہ اس ولی سے واسطے سے ہوا ہے تو جو خرق عادت نبی سے ظاہر ہوا تھا وہ معجزہ بلا واسطہ ہے اور جو خرق عادت اس کے فیض یافتہ ولی سے ظاہر ہوا ہے وہ بھی اسی کا معجزہ ہے مگر معجزہ بالواسطہ ہے اس لیے ولی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ بالواسطہ یا یوں کہیے کہ تتمہ معجزہ ہے اسی طرح اس اُمت کے نیک بندوں کی کرامتیں بھی اس اُمت کے نبی کے معجزوں کے تتمے میں اور اولیائے اُمت رحمہم اللہ تعالیٰ کا وجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمیشہ رہنے والے معجزات ہیں کہ انہی کی برکت سے لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ انہی کی بدولت شہروں سے بلائیں دفع کی جاتی ہیں۔ انہی کی دعاؤں سے حق تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور انہی کے وجود کی برکات سے عذاب دفع کیے جاتے ہیں۔ (جمال الاولیاء ص ۲۹)

سوال و جواب:

کرامت کسے کہتے ہیں؟

اس سوال کا جواب مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے یوں لکھا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی توقیر بڑھانے کے لیے کبھی کبھی ان کے ذریعہ سے ایسی باتیں ظاہر کر دیتا ہے جو عادت کے خلاف اور مشکل ہوتی ہیں کہ دوسرے لوگ نہیں کر سکتے ان باتوں کو کرامت کہتے ہیں نیک بندوں اور اولیاء اللہ سے کرامتوں کا ظاہر ہونا حق ہے۔ (تعلیم الاسلام مکمل چار حصوں میں، حصہ ۳ ص ۲۱)

فائدہ:

مزید تحقیق کے لیے اسی کتاب کے اوائل کے ابواب میں بیان کردہ تحقیق دوبارہ مطالعہ کیجئے علاوہ ازیں فیضان افرید میں بڑی نفیس تحقیق بیان کی گئی ہے وہاں سے مطالعہ فرمائیے۔

کرامت استدراج میں فرق:

اشرف علی تھانوی صاحب کے ملفوظات میں ہے کہ ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اگر کسی خارق (کرامت) کے بعد قلب میں زیادہ تعلق مع اللہ محزوس ہوتب تو وہ کرامت ہے اور اگر اس میں زیارت محسوس نہ ہوتو نا قابلِ اغناء (توجہ) ہے اور یہ جو آج کل مختر ع کشف وکرامات کی بناء پر پیروں کو مریداں می پر انند بناتے ہیں اور لوگوں کو پھنساتے ہیں بالکل ہی واہیات ہے۔(الافاضات الیومیہ المعروف ملفوظات حکیم الامت جلد اول ملفوظ ۳۵۴ صفحہ ۲۱۹)

فائدہ: واضح ہوا کہ کرامات اولیاء اللہ حق ہیں۔اس سے انکار گمراہی ہے کیونکہ کرامات اولیاء اللہ کا ثبوت قرآن مجید میں بھی ہے۔

پیر سید منظور احمد شاہ صاحب کی کرامت:

حضرت علامہ شفقت رسول سیالوی خطیب اعظم کلیانہ تحصیل وضلع پاک پتن شریف نے بیان فرمایا کہ میں نے ایک حافظ صاحب جو کہ کلیانہ کا رہائشی ہے رہبر شریعت قبلہ کو پیر طریقت حضرت علامہ پیر سید منظور احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ کا مرید کروانا تھا۔ قبلہ حضرت صاحب سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر جمعرات تک تم آگئے تو میرا مرید ہو جائے گا ورنہ میرا مرید نہیں ہو سکے گا۔ وعدہ تو جمعرات کا ہوا مگر اتفاقاً بارش کی وجہ سے ہم نہ جا سکے۔سوموار کا ارادہ بنایا تو آپ کے وصال باکمال کی خبر سُنی۔

آپ کی بیان کردہ خبر سچ ثابت ہوئی کہ سوموار کا دن آنے سے پہلے ہی آپ کا وصال ہو گیا۔اس طرح حافظ صاحب حضرت قبلہ شاہ صاحب کے مرید نہ ہو سکے۔

مجدد دور حاضرہ کی کرامت:

الفقیر القادری فیض ملت حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں حاضری کے لیے بہاول پور گیا۔میرے ساتھ حافظ فاروق احمد اویسی بھی تھا۔ بہاول پور پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب ابھی تک مدینہ شریف سے واپس ہی نہیں آئے۔ ہم دونوں اُچ شریف زیارات کے سلسلے میں چلے گئے۔ کچھ زیارت سے فارغ ہوئے اور ایک زیارت کے لیے ایک مجلس میں سے گزرنا پڑا۔حافظ صاحب بضد ہوئے کہ کچھ دیر یہاں بیٹھ جائیں۔ بڑا سمجھایا مگر حافظ صاحب کے بضد ہی رہے۔تھوڑی دیر بیٹھے۔ پھر روانہ ہوئے۔تو پولیس نے ہمیں بلالیا۔انھوں نے ہماری تلاشی لی ہمارے پاس سے کیا نکلنا تھا کچھ بھی نہ نکلا سوائے چند ایک مسائل کے مسودہ جات کے۔ بہر حال ہمیں تھانے پہنچا دیا گیا۔صبح تقریباً ۹ بجے سے مغرب کا وقت ہو گیا۔ ہمارے پاس شناختی کارڈ بھی نہ تھے اور نہ ہی ہماری جان پہچان تھی کہ کوئی ہمیں چھڑا دیتا۔ پولیس والے ہم سے پوچھتے کوئی جان پہچان ہے تو انھیں بلوالو۔ہم کہتے ہمارا یہاں کوئی بھی جاننے پہچاننے والا نہیں۔ بہاول پور کا بھی فون نمبر ہمارے پاس نہ تھا۔ادھر سے بھی توقع نہ تھی بلکہ بہاول پور کسی کو بھی خبر نہ تھی کہ ہم کدھر گئے ہیں۔

نمازِ مغرب ادا کی تو حافظ فاروق احمد اویسی نے کہا کہ استاد جی! ان لوگوں نے دن کے وقت تو ہمیں کچھ نہیں کہا یہ لوگ

رات کے وقت تفتیش کرتے ہیں۔ جو کچھ کرتے ہیں رات کے وقت کرتے ہیں۔ اب ہماری خیر نہیں۔ الفقیر القادری نے عرض کیا کہ اللہ کے سپرد اب ہم کیا کر سکتے ہیں تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے میری آنکھوں کے سامنے پردے ہٹنے لگے جیسے بندہ کی آنکھوں کے سامنے پائپ لگا دیا جاتا ہے۔ اسی طرح دیوار سے آگے نظر جانے لگی حتیٰ کہ جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں محسوس ہوا کہ قبلہ فیض ملت اپنے حجرہ مبارک میں تشریف فرما ہیں۔ میری طرف پیار سے دیکھنے لگے جب ہماری نظریں ایک دوسرے سے ملیں۔ حضرت صاحب مسکرا اُٹھے۔ جیسے حضرت صاحب فرمارہے ہیں کہ خیر تو ہے دل ہی دل میں عرض کیا عجیب مشکل میں ہم پھنس گئے ہیں اور نجات کا بظاہر کوئی راستہ نظر نہیں آرہا۔ حضرت صاحب نے اشارہ فرمایا۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ ابھی چھوڑ دیے جاؤ گے۔ نماز مغرب کے بعد دُعا مانگی اور حافظ صاحب سے عرض کیا۔ حافظ صاحب گھبرانے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ بھلی کرے گا۔

تھوڑی دیر بعد تھانیدار آیا جس نے ہمیں تھانے بھیجا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر بعد انسپکٹر صاحب آجائے گا تو ہم تمھیں اس کے سامنے پیش کر دیں گے۔ تھوڑی ہی دیر بعد انسپکٹر صاحب کے سامنے پیش کر دیے گئے۔ انسپکٹر صاحب نے تھانیدار صاحب سے دریافت کیا بتائیے۔ ان کو کیسے لے آئے۔

تھانیدار صاحب نے کہا یہ اہل سنت بریلوی ہیں اور اُنھیں شیعہ کی مجلس سے لائے ہیں۔

انسپکٹر: کیوں؟

تھانیدار: تھوڑی دیر بیٹھے پھر یہ چل نکلے ہمیں شبہ ہوا۔ ہم اُنھیں ادھر لے آئے۔

انسپکٹر: ان کے پاس کوئی چیز نکلی؟

تھانیدار: نہیں۔

انسپکٹر: ان شریف لوگوں کو کیوں لائے؟ تمھیں شریف اور بدمعاش کی پہچان نہیں۔ شریف اور بدمعاش کی تمھیں پہچان ہونی چاہیے

انسپکٹر صاحب نے چند سوالات ہم سے کیے۔ الفقیر القادری نے صحیح صحیح جوابات دیے۔ اس طرح انسپکٹر صاحب نے ہم کو آزاد کر دیا۔ ساتھ ہی انسپکٹر صاحب نے معذرت بھی کی کہ مولوی صاحب! دراصل حالات ہی ایسے ہیں۔ ہم بھی آخر انسان ہیں ہم سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔

الفقیر القادری نے عرض کیا: صبح آئے تھے تو دن کا وقت تھا ہم ادھر پہلی دفعہ آئے ہیں ہمیں تو اب واپسی کا راستہ بھی معلوم نہیں مہربانی فرما کر ہماری رہنمائی فرما دیجیے۔ ہمارے ساتھ انسپکٹر صاحب نے ایک سپاہی بھیجا۔ اس نے ہمیں بہاولپور جانے والی بس پہ سوار کرایا اور پھر واپس آئے۔ جب ہم عشاء کی نماز کے بعد واپس آئے تو حضرت صاحب مدظلہ العالی سے ملاقات ہوئی تو مسکراتے ہوئے فرمایا: سناؤ کیا حال ہے؟

الفقیر القادری نے عرض: الحمدللہ! بہترین بزرگوں کی نظر مہربانی سے آزادی ملی۔

قبلہ فیض ملت کی دوسری کرامت:

تقریباً ۱۹۹۷ یا ۱۹۹۸ء کی بات ہے۔ ہمارے پاس صرف ایک ہی بیٹا محمد احمد اویسی تھا اس کی عمر تقریباً ۸ سال ہو چکی تھی۔

بعد ازاں کوئی اُمید نہ ہوئی۔ دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کم از کم دو بیٹے تو عطا فرما دیتا۔

ایک دن حافظ فاروق احمد اویسی نے مجھے بتایا کہ ہم قبلہ فیض ملت کی خدمت اقدس میں چلیں۔ الفقیر القادری نے عرض کیا خیر تو ہے۔

اُنھوں نے بیان فرمایا: ہماری شادی کو تقریباً ۸، ۹ سال ہو چکے ہیں مگر ہم اولاد جیسی نعمت سے ابھی تک محروم ہیں۔ اس دوران بچہ کی اُمید بھی نہیں ہوئی۔

بڑے بڑے ہسپتالوں میں چیک اپ بھی کروا کروا کر تھک چکے ہیں۔ حکیموں کے پاس بھی دولت بے دردی سے لُٹا لُٹا کر تھک چکے ہیں مگر ابھی تک امید نہیں بلکہ حکیم اور ڈاکٹر تو جواب دیتے ہیں کہ تمھیں اولاد نہیں ہو سکتی۔

الفقیر القادری اویسی نے عرض کیا کہ حافظ صاحب حکیم اور ڈاکٹر حکیم اور ڈاکٹر تو جواب دیتے ہیں کہ تمھیں اولاد نہیں ہو سکتی۔ اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ خیر کرے گا۔ اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے مایوسی گناہ ہے۔

الفقیر القادری ابو احمد اویسی نے مزید عرض کیا کہ حافظ صاحب حکیم اور ڈاکٹر خدا تو نہیں ہیں کہ جو کچھ اُنھوں نے کہہ دیا وہ حرف آخر ہے۔ اللہ تعالیٰ مہربانی کرنے پہ آجائے تو علیٰ کُل شیٔ قدیر ہے گھبرانے کی ضرورت نہیں حضرت صاحب سے عرض کریں گے اللہ تعالیٰ فضل و کرم کر دے گا۔ بہاول پور قبلہ فیض ملت کی خدمت اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کیا واپسی کے لیے تیار ہوئے تو حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں حافظ صاحب کا مسئلہ عرض کیا۔ حضرت صاحب نے تعویذات بنا دیے اور دُعا فرمائی۔ حافظ صاحب نے عرض کیا کہ قبلہ یہ تعویذات تو ایک ماہ کے تعویذ ہیں مزید آئندہ ہم کیا کریں گے کہ سفر اتنا ہے کہ ہر ماہ یہاں آنا ہم جیسے غریبوں کے لیے مشکل ہے۔

حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا: ابو احمد غلام حسن اویسی سے تعویذہ بنوالینا۔

پھر قبلہ فیض ملت کی خدمت میں الفقیر القادری نے عرض کیا کہ قبلہ میرے لیے بھی مہربانی فرمائیں تقریباً ۸ سال کا بچہ ہو گیا ہے ایک ہی بچہ ہے دُعاء فرمائیں اور تعویذات مجھے بھی عطا فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ہاں جوڑی ملا دے یعنی دو بیٹے کر دے آپ تھوڑی دیر مراقبہ میں بیٹھے رہے۔ پھر گردن قدرے بلند کر کے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں مزید اولاد عطا فرمائے گا کیوں گھبراتے ہو۔ جاؤ اللہ تعالیٰ خیر کرے گا الفقیر القادری نے عرض کیا کہ مجھے بھی تعویذ عطا فرما دیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: جاؤ تجھے تعویذات کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ تجھے اولاد عطا فرمائے گا ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ بیٹا ہو جائے تو اس کے نام کے ساتھ پہلے یا بعد میں محمد یا احمد نام ضرور رکھنا۔ اس نام کی بڑی برکات ہیں اور میلاد بھی کرنا۔ خود ہی تھوڑی سی مٹھائی لے کر اس پہ ختم شریف پڑھ کر تقسیم کر دینا حافظ محمد احمد اویسی کو بھی اسی طرح ارشاد فرمایا۔

الحمد للہ ایک سال سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ نے حافظ محمد فاروق احمد اویسی کو بھی بیٹا عطا فرمایا اور ہمیں بھی۔ ہمارے بھائی بلال حسین نرگانہ اور ان کی بیوی امتیاز بی بی مرحومہ نے اس بچے کا نام محمد احمد رضا رکھا اور قبلہ فیض ملت کی نسبت سے اس بچے کا نام محمد احمد رضا اویسی رکھ دیا گیا۔ جب کہ حافظ محمد فاروق احمد اویسی صاحب نے اپنے بیٹے کا نام محمد اویس رکھا۔ بہر حال محمد احمد رضا اویسی کے بعد ایک اور بیٹا اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا جس کا نام ہم نے محمد فیض احمد اویسی رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان بچوں کو مدنی تاجدر کا صحیح غلام بنائے آمین۔

زندگی کی ضمانت:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میں کھانا اور کپڑا لے کر کیا کروں گا۔ میری جیب میں میری مزدوری ہے اور جسم پر چادر ہے اور گانٹھی ہوئی جوتی پہن رکھی ہے۔ آپ مجھے ضمانت دے سکتے ہیں۔ کہ جب تک میں اپنی کمائی ہوئی مزدوری کھاؤں زندہ بھی رہوں گا یا نہیں۔

مطلب:

مکمل واقعہ تو فیضان اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے باب اوّل میں ملاحظہ فرمایئے۔ یہاں تو محض اس ملفوظ شریف کی تفہیم ملاحظہ فرمایئے۔ آپ نے ان دونوں بزرگوں کو کہا کہ آپ نے کھانا کھانے کے متعلقہ سامان اور لباس کے متعلق آفر کی ہے۔ آپ کی مہربانی زائد از ضرورت کھانا اور کپڑا لے کر میں کیا کروں گا؟ میر کس کام کا؟ کہ میرے پاس بھی پڑا ہی رہے گا۔ محض بے کار ہی پڑا رہے میرے استعمال میں نہ آئے تو اس کا کیا فائدہ؟ یعنی اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ میری ضرورت کے کھانے کے لیے میری جیب میں میری مزدوری ہے۔ میرے کھانے کے معاملات چلتے رہیں گے زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کب تک زندہ رہوں گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت تک اس مزدوری کا خرچ کرنا بھی میرے نصیب میں ہے یا نہیں۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کہ کس وقت حکم ربانی كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کا بلاوا آجائے اور میں چلتا ہوں۔ میری مزدوری کی رقم خرچ ہو سکے گی یا نہیں۔ بلا ضرورت آپ کی آفر میرے کسی کام نہ آسکے گی۔ جہاں تک ضرورت کا تعلق ہے میری جیب میں میری مزدوری موجود ہے کچھ وقت تو اس مزدوری سے ہی اخراجات چلتے رہیں گے۔ جب تک میری مزدوری کی رقم موجود ہے مجھے اخراجات کے لیے مزید رقم کی ضرورت نہیں۔ جہاں تک ضرورت کے لباس کا معاملہ ہے میرے پاس ایک چادر ہے جو ستر پوشی کے لیے کافی ہے۔ مزید کسی لباس کی ضرورت نہیں کہ مزید پیسوں کی ضرورت لباس خریدنے کے لیے نہیں۔ مزید پیسوں کی ضرورت لباس خریدنے کے لیے پڑے۔ اس لیے لباس کی خرید کے لیے بھی مجھے رقم کی ضرورت نہیں اور بلا ضرورت لباس لے کر رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ ذرا غور سے دیکھا جائے تو نقصان ضرور ہے۔ باقی رہا چلنے کے لیے پاؤں کو تکلیف سے بچانے کے لیے جوتی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس ضرورت کو پوری کرنے کے لیے میرے پاس میری گانٹھی ہوئی جوتی موجود ہے۔ اس سلسلے میں بھی مزید رقم کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا کسی لحاظ سے بھی مجھے دولت کی ضرورت نہیں۔ بلا وجہ رقم کا لینا درویش صفت انسان کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔ زہد اور توکل کے یکسر خلاف ہے۔ لہٰذا آپ کی مہربانی مجھے کسی چیز کی بھی ضرورت نہیں اور اس چیز کی کوئی بھی ضمانت نہیں دے سکتا۔ نہ میں اپنے ہی جسم کی ضمانت دے سکتا ہوں کہ میری مزدوری خرچ ہونے تک میں زندہ رہوں گا۔ جب میں خود ہی اپنے جسم کی ہی ضمانت نہیں دے سکتا کہ اس وقت تک زندہ رہوں گا یا نہیں جب تک میری مزدوری ختم ہو۔ حالانکہ اس جسم پہ ساری زندگی کچھ حد تک مجھے کنٹرول حاصل رہا۔ اس کے باوجود میں اس امر کی ضمانت نہیں دے سکتا تو کیسے تصور کرلوں کہ کوئی اور میری زندگی کی ضمانت دے سکے۔ کیا آپ مجھے یہ ضمانت دے سکیں گے کہ میری مزدوری کھانے تک میں زندہ رہوں گا۔ جب آپ مجھے یہ ضمانت نہیں دے سکتے تو پھر زائد از ضرورت مال لینے کا کوئی فائدہ نہیں۔

موت کا وقت معین ہے مگر اکثر کو اس کا علم نہیں:

ہر ایک نے مرنا ہے جو بنا ہے اس نے ٹوٹنا ہے۔ جو زندہ ہے اس نے مرنا ہے۔ موت کا وقت معین ہے۔ مگر اکثر لوگ نہیں

جانتے کہ کس وقت موت آئے گی۔ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

جت دھاڑے دھن وری سا ہے لے سکھائے
ملک جو کنیں سُنیندا مُونہہ دکھا لے آئے

(فیصل)

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے موت کے متعلق ایک مثال کے ذریعے فرمایا ہے کہ جس دن دلہن کی منگنی ہوئی یعنی جس دن روح کی نسبت جسم سے طے ہوئی اسی دن (ازل) سے ہی اس کی شادی کی تاریخ بھی مقرر کر دی گئی۔ شادی سے مراد موت ہے اس کی سانسیں لکھ دی گئی ہیں جب موت کا وقت آجاتا ہے۔ تو ملک الموت جو سننے میں آتا ہے۔ وہ تقریب شادی کے سلسلے میں آجاتا ہے۔

مثال:

گویا بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمیں موت سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔ جیسے دلہن کی منگنی ہوتی ہے اور شادی کی تاریخ مقرر کر دی جاتی ہے۔ تو مقررہ تاریخ سے نہ دلہن نہ دولہا اور نہ ہی دلہن اور دولہا کے عزیز واقارب غفلت اختیار کرتے بلکہ ہمہ وقت ہر ایک کی نظر مقررہ تاریخ اور مقررہ وقت پر رہتی ہے۔ بڑے زور شور سے شادی کی تیاری شروع کر دی جاتی ہے۔ دولہا اور دلہن کے ذہن میں ہمہ وقت شادی کا موقع گونجتا رہتا ہے۔ کوئی لمحہ بھی اس تصور سے غافل نہیں گزرتا۔ بعینہ انسان کو بھی ہمہ وقت موت کی یاد میں مگن رہنا چاہیے۔ ایک لمحہ بھی موت سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ جو وقت مقررہ سے غافل ہو جائے وہ عقل مند نہیں بلکہ ایسا غافل بے وقوف ہے۔ زیاں کار ہے۔ نقصان اُٹھانے والا ہے کہ جب اچانک ملک الموت آ گیا تو پھر پچھتانا پڑے گا کیونکہ اس نے موت کے لیے تیاری نہیں کی ہوگی پھر کہے گا کہ مجھے چند لمحات مہلت دے دے۔ مگر اس وقت مہلت نہ ملے گی۔ موت کا وقت آنے سے پہلے اس کے لیے تیاری کرنی چاہیے۔

اس شعر میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ جس دن دلہن کی منگنی ہوئی یعنی جس دن روح اور جسم کی نسبت طے ہوئی اسی دن ہی تقدیر لکھ دی گئی ہے اور موت کی تاریخ اور وقت بھی لکھ دیا گیا۔

قرآن مجید میں ہے کہ:

(۱) الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰیo وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی (پارہ سورۃ الاعلیٰ)

جس نے بنا کر ٹھیک کیا اور جس نے اندازہ پر رکھ کر راہ دی (کنز الایمان شریف)

(۲) مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗo مِنْ نُّطْفَةٍ فَقَدَّرَهٗo ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗo (پارہ ۳۰ سورۃ عبس)

اسے کاہے سے بنایا پانی کی بوند سے اسے پیدا فرمایا پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر رکھا پھر اسے آسان کیا۔

(۳) اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍo فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍo اِلٰی قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍo فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ o (پارہ ۲۹ سورۃ المرسلٰت آیات ۲۰ تا ۲۳)

کیا ہم نے تمھیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہ فرمایا۔ پھر اسے ایک محفوظ جگہ میں محفوظ رکھا ایک معلوم اندازہ تک پھر ہم نے اندازہ فرمایا تو ہم کیا ہی اچھے قادر (کنز الایمان شریف)

حدیث شریف ۱:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تقدیریں آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار برس پہلے لکھیں (مسلم شریف، مشکوۃ شریف)

حدیث ۲:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ سچے مصدوق نبی نے خبر دی کہ تم میں سے ہر ایک کا مادہ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفہ رہتا ہے۔ پھر اسی قدر خون کی پھٹک پھر اسی قدر لوتھڑا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ باتیں بتا کر بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ اس کے کام، اس کی موت، اس کا رزق اور بدبخت یا نیک بخت ہے سب کچھ لکھ جاتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے تو اس کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم میں سے بعض جنتیوں کے کام کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں صرف ایک ہاتھ فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اچانک نوشتہ تقدیر اس کے سامنے آجاتا ہے اور دوزخیوں کے کام کر لیتا ہے۔ پھر وہاں ہی پہنچتا ہے اور تم میں سے بعض دوزخیوں کے کام کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں صرف ایک ہاتھ رہ جاتا ہے کہ اس کا نوشتہ سامنے آتا ہے اور جنتیوں کے کام کرتا ہے پھر اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ (خلاصہ از فیضان الفرید صفحہ: ۴۳ تا ۴۵)
(مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف۔ باب القدر)

فائدہ:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی حیات کے متعلق ہماری تصنیف حیات الفرید اور آپ کی شاعری کے متعلق فیضان الفرید کا مطالعہ کیجیے۔

جند و وہٹی مرن ور لے جای پر نائے
آپن ہتھیں جول کے، کیں گل لگے دھائے

حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے موت کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ روح دلہن ہے۔ جب کہ اس کا دولہا موت ہے۔ اس لیے وقت آنے پر موت کا دولہا اسی روح کو بیاہ کر لے جائے گا۔ عزیز واقارب سب اس دلہن کو روتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے الوداع کرتے ہیں کس کے گلے ملے؟ گویا سبھی اب بیگانے ہو چکے (فیضان الفرید صفحہ: ۵۵)

------☆☆☆------

دلا غافلا رب نوں یاد کرلے

اس لیے مرنا ہے اور ہر ایک نے مرنا یہ حقیقت سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے۔

دلا غافلا توں رب تائیں یاد کرلے
ایس اجڑے ہوئے دل نوں یاد کرلے

مڑ کے لبھنا نئیں ویلا، ھئی اُجڑ جاناں میلا
چکدے پنچھی نوں پیناں اک دن ازل دا گلیلا
ایس پنچھی نوں پہلے ای آزاد کرلے
دلا غافلا تورب تائیں یاد کرلے

تیری جان دکھ سہہ گئی، دل دی دل وچ رہ گئی
جدوں موت دے طوفان بیڑی زندگی دی بہہ گئی
جنگ نفس نال پہلے ہی جہاد کرلے
دلا غافلاں توں رب تائیں یاد کرلے

چھوڑ کوڑ دا پیار، جان سوہنے اتوں وار
بندے ہوجاے تینوں پھر رب دا دیدار
ہستی اپنی نوں پہلے برباد کرلے
دلا غافلا توں رب تائیں یاد کرلے

صوفی میں نوں گواویں، رتبہ رب تھیں پاویں
دین دنیا وچ بندے عالی رتبہ توں پاویں
سوہنا نام لے محمد دل شاد کرلے
دلا غافلا توں رب تائیں یاد کرلے

فائدہ:

اس لیے ارے انسان غفلت کا پردہ چاک کر آئندہ آنے والے احوال پہ نظر کر۔ کہ کیا کچھ سامنے آنے والا ہے۔ موت ت قبر۔ میدان حشر کی حاضری میزان اور پل صراط سے گزرنا۔ یہ وہ احوال ہیں۔ جن سے غفلت انتہائی نقصان کا باعث ہے۔ غافل انسان قبر تجھے ہر روز پکارتی ہے کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے۔

------☆☆☆------

قبر دی پکار

کہندی قبر غافلا دنیا گھڑی دی گھڑی
ضائع عمر نہ گواویں موت سرتے کھڑی

نام مومن سدا ویں، رج رشوتاں توں کھاویں
امت نبی دی اکھواویں شرم آوی نہ ذری
کہندی قبر غافلا..........

اک دن آوناں اے اوہ ویلا ہووے گا تیرا میرا میلا
تو وی میرے وچ آوناں ویلا یاد اوہ کریں
کہندی قبر غافلا..........
ایتھے بیٹھ نہیں رہنا آخر میرے وچ پیناں
ماس کیڑیاں نے کھاناں ایڈا مان نہ کریں

کہندی قبر غافلا..........
تینوں بیٹھ سمجھاواں، میریاں سخت نی سزاواں
ستر قدم ہٹ کے میں آواں ہڈی رہوی نہ ذری
کہندی قبر غافلا دے دنیا گھڑی دی گھڑی
ضائع عمر نہ گواویں موت سرتے کھڑی

سخت کھائی:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اے امیر المؤمنین! آپ کے اور میرے سامنے! ایک ایک سخت کھائی ہے۔ جس سے گزرنا بہت مشکل ہے۔ وہی گزر سکے گا۔ جس کا جسم بھوک کی وجہ سے دبلا ہو گیا ہو شکم سوکھ گیا ہو۔ جس کا وزن کم ہو گیا ہو۔

طلب:

فرمایا۔ اے امیر المؤمنین واضح ہوا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے نزدیک دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق تھے۔ اس سے ان لوگوں کو غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو حق بھی سمجھتے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت اور ایمان کے متعلق چونکہ چنانچہ کی غلط بحث میں پڑنے کو جانِ ایمان بھی تصور کرتے ہیں۔

فائدہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل کے سلسلے میں کتب احادیث کا مطالعہ کیجیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے سامنے ایک سخت کھائی ہے۔ اس سے ہر ایک انسان نے گزرنا ہے اور وہاں سے گزرنا عام دنیاداروں کے لیے نہایت مشکل ہے۔ دنیا دار وہاں صحیح سلامت نہ گزر سکے گا۔ وہی سلامتی کے ساتھ گزر سکے گا جو ہمہ وقت یاد حق میں مستغرق رہے گا۔ ہمہ وقت یاد حق میں مستغرق رہنے کی وجہ سے کھانے پینے کی طرف رغبت قطعاً نہ ہوگی۔ وہ صرف کھانے پینے کے لیے زندہ نہیں رہے گا۔ بلکہ جب تک زندہ رہے گا۔

محض حق تعالیٰ کی عبادت کے لیے زندہ رہے گا۔ یہ قانون نہیں بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو شخص کھانے پینے کی طرف کم رغبت رکھتا ہے۔ وہ دبلا پتلا ہو جاتا ہے۔ شکم سوکھ کر کانٹا سا رہ جاتا ہے۔ اس کا وزن کم ہو جاتا ہے۔ وہ ہمہ وقت یاد حق میں رہتا۔ ایسا شخص جو ہمہ وقت یاد حق میں رہے۔ وہی اس مشکل گھاٹی سے گزر سکے گا۔ اس لیے ہمیں ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو رہنا چاہیے تاکہ اس مشکل کھائی سے آرام وسکون سے گزر سکیں۔ کسی قسم کی آزمائش میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

سخت کھائی:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''آپ کے اور میرے سامنے ایک سخت کھائی ہے۔ جس سے گزرنا بہت مشکل ہے۔ وہی (آسانی سے) گزر سکے گا جس کا جسم بھوک کی وجہ سے دبلا ہو گیا ہو۔ شکم سوکھ گیا ہو جس کا وزن کم ہو گیا ہو''

یہاں آخرت کی منزل کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے بے شمار قسم کے امتحانات سے گزر کر یہاں سے جانا ہے۔ آخر وقت تک دین حق پہ رہنا شیطان کی چالوں سے بچتے رہنا بڑا مشکل ہر مرحلہ ہے۔ دنیا ومافیہا کے گھن چکروں سے بچنا انتہائی دشوار گزار کھائی ہے یہاں سے وہی آسانی سے گزر سکتا ہے۔ جو اپنے جسم کو اکثر بھوک میں مبتلا رکھے۔ اسی وجہ سے وہ دبلا پتلا ہو جائے۔ اس کا شکم سوکھ جائے اور اس کا وزن کم ہو جائے۔ اس ملفوظ شریف میں بھوک کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے۔

------☆☆☆------

خدا کو خدا سے جاننا

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا قول مبارک ہے

من عرف اللّٰہ لا یخفیٰ علیہ شی ءٍ

جس نے خدا کو پہچان لیا اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہ رہی۔

ساتھ ہی یہ بھی فرمایا **عرفت ربی بربی**

جو کوئی خدا کو خدا جانتا ہے وہ ہر ایک جان کو جان جاتا ہے۔

(سوانح حیات مع شرح حضرت خواجہ اویس قرنی صفحہ: ۸۵)

فائدہ:

اس کا مطلب واضح ہے۔ اس موضوع کے متعلق پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ یہاں صرف اتنا سمجھ لیجیے کہ عرفت ربی بربی کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ یہ قول مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی ہے ممکن ہے یہ قول مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہو اور آپ سے بھی اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے یہ قول مبارک سماعت فرمایا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے یہ قول مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سماعت فرمایا ہو۔ بہر حال اس قول مبارک کی شرح عبدالرحمٰن شوق صاحب کے قلم سے ملاحظہ فرمایئے۔ آپ نے اس کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے اور خوب لکھا ہے۔ انھوں نے بیان فرمایا ہے کہ۔

جو کوئی خدا کو خدا سے جانتا ہے وہ ہر ایک چیز کو جان جاتا ہے مگر شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کے یہ معنے کیے ہیں۔

''جس نے پہچان لیا اللہ کو اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہ رہی۔

اس مقولہ کی شرح میں صاحب مقصود الطالبین نے لکھا ہے کہ خدا کے نیک بندوں کے دل میں معرفت الٰہی ایسی جلوہ گر ہوتی ہے۔ جیسے کہ آسمان پر آفتاب اور جب آفتاب آسمان پر طلوع ہوتا ہے تو اس کا نور زمین پر پڑتا ہے۔ اسی طرح جب آفتاب معرفت کسی بندہ کے دل پر طلوع ہوتا ہے تو اس کا نور عرش پر پڑتا ہے۔ لہٰذا جس طرح طلوع آفتاب کی روشنی سے چشم ظاہر سے زمین کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ اسی طرح انسان پر نور معرفت جلوہ گر ہونے سے اس کی روشنی سے دیدہ باطن سے آسمان کی کوئی چیز مخفی نہیں رہتی۔ کیونکہ جو کچھ عرش سے فرش تک موجود و حاضر ہے وہ سب عارف کے دیدہ باطن میں نظر آتا ہے۔

بلکہ سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علم معرفت کی وسعت سے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ ''اگر عرش اور صد ہا سو ہزار بار عرش سے فرش تک جو کچھ اس میں ہے اسے عارف صادق کے ایک گوشہ دل میں رکھ دیا جائے تو عارف حق کو اس کی خبر تک نہ ہو۔

اس قول معرفت کی آسان تمثیل یہ ہے کہ جیسے سمندر میں ایک کاہ گر جائے یا اس جہان سے ایک کاہ کم ہو جائے تو نہ سمندر کو اس کی خبر ہو اور نہ اس جہان کو۔

کسی نے ہی خوب کہا ہے۔

نہ سہی گر نہیں ہے ارض وسما میں وسعت
کہ میرے دل میں ترے رہنے کی جا ہے تو سہی

کسی شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا مجھے کچھ وصیت فرمایئے؟

فرمایا: بھاگ اپنے خدا کی طرف (یعنی خدا کو تلاش کر اور اس کو ڈھونڈتے ہوئے پھر اسی کا ہو جا۔

اس نے کہا: مجھ کو میری معاش کہاں سے ملے گی؟

فرمایا: افسوس ہے ان دلوں پر جو اللہ تعالیٰ کو رازق العباد تو جانتے ہیں۔ لیکن اس پر اعتماد نہیں رکھتے بلکہ شک میں مبتلا

ہوجاتے ہیں۔

حجۃ الاسلام علامہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اسی ارشاد کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ نے یہ وصیت ہرم بن حیان علیہ الرحمۃ کو فرمائی تھی۔ جب کہ ہرم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تھا کہ میں سکونت کہاں اختیار کروں؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شام میں۔

ہرم نے کہا: میری معاش شام میں مجھے کہاں سے ملے گی؟

فرمایا: وائے بر دلہائے کہ دراں شک مخلوط است۔

یعنی افسوس ان دلوں پر جن میں شک ملا ہے۔ بس اثر نہیں کرتی۔ ان کو وصیت ونصیحت کوئی۔

(سوانح حیات مع شرح حضرت خواجہ اویس قرنی)

دل کی حفاظت:

حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے دل کی حفاظت کرو۔ (حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور ہم صفحہ: ۶۳)

فائدہ:

اپنے دل کی غیروں سے حفاظت کر۔ اپنے اپنے ہوتے ہیں غیر غیر ہوتے ہیں۔ غیر نقصان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے ان سے دور رہ، ان کو اپنے دل کے قریب بھی نہ پھٹکنے دے۔ شیطان کی بڑی کوشش ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح دل پہ قابض ہو۔ کیونکہ وہ جب دل پہ قابض ہوجاتا ہے تو وہ پورے جسم پہ کنٹرول حاصل کرلیتا ہے۔ پھر وہ اپنی من مانی کرتا ہے۔ انسان کا جسم جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تخلیق ہو شیطان اسے کسی کام کا نہیں رہنے دیتا۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے دل کی حفاظت کرو تا کہ تمھارے دل پہ قابض ہو کر شیطان اپنی من مانی نہ کرسکے۔ خود تو ڈوبا ہے تجھے بھی نہ لے ڈوبے گا کیونکہ اس نے چیلنج کیا ہوا ہے۔ اسے ہمیشہ ناکامی کی دلدل میں دھکیلتے رہو، اسے اپنے دل کے قریب نہ پھٹکنے دو بلکہ وہ تو کیا۔ اس کے متعلقات کو بھی قریب نہ پھٹکنے دو۔ اپنے دل کی اچھی طرح حفاظت کرو۔ کہیں ازلی دشمن کے ہاتھوں شکست سے دوچار نہ ہوجانا۔

چوکیدار:

چوکیدار کو دیکھیے۔ وہ رات کے وقت چوکیداری کرتا ہے لوگ آرام کی نیند سوتے ہیں۔ وہ پہرہ دیتا ہے۔ لوگ آرام کرتے ہیں۔ وہ سردیوں کی یخ سرد راتوں میں گلیوں اور بازاروں میں آواز لگاتا پھرتا ہے۔ اگر آواز نہ بھی لگائے تو پھر بھی چلنا پھرنا اس کا معمول ہوتا ہے۔ رات کے وقت بعض اوقات اس کی جان پر بن جاتی ہے۔ مگر صحیح ایماندار اور بہادر چوکیدار اپنی جان اپنا مال، سب کچھ داؤ پر لگا کر بھی حفاظت کرتا ہے۔ حتی الوسع کسی کا نقصان نہیں ہونے دیتا۔

اسی طرح دل خالق و مالک کی خاص جلوہ گاہ ہے۔ خاص حق تعالیٰ کے جلووں اور انوار و تجلیات کا مرکز ہے۔ اس کی حفاظت کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ کیونکہ اگر دل پہ شیطان قابض ہوگیا یا اس میں دنیا اور جو کچھ دنیا میں۔ اس کی محبت داخل ہوئی تو بڑا عظیم نقصان ہوگا۔ اس لیے بظاہر دنیوی تکالیف اور نقصان اُٹھا کر بھی دل کی حفاظت کرنی چاہیے۔ تاکہ عظیم نقصان سے محفوظ رہا

جا سکے۔

علاوہ ازیں دل کی سلطنت کو معمولی نہ سمجھیے۔اسے محض ایک گوشت کا لوتھڑا نہ سمجھیے اس کی حقیقت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے قلم حق ترجمان سے ملاحظہ کیجیے۔

دل دریا سمندروں ڈونگھے کون دلاں دیاں جانے ہو
وچے بیڑے وچے جھیڑے وچے ونجھ موہانے ہو
چوداں طبق دلے دے اندر جتھے عشق تنبو ونج تانے ہو
جو دل دا محرم ہووے باہو سوئی رب پچھانے ہو

(۱) (عارف اہل اللہ کے) دل (تو ایسے دریائے (عمیق) ہیں کہ (جو کہ) سمندروں سے بھی زیادہ گہرے ہیں۔

(۲) (جیسا کہ دل کے اندر کشتیاں (جہاز) جھگڑے ملاح وغیرہ موجود ہیں (اسی طرح عارفانِ کامل کے دلوں میں تمام کائنات موجود ہے)

(۳) چودہ طبقات (ارض وسماء) (عارف کامل) کے دل میں سمائے ہوئے ہیں) جہاں پر (حضرت) عشق نے اپنے خیمے گاڑ دیے ہیں۔

(۴) اے باہو۔ جو (کوئی) دل (کے راز) کا محرم ہو وہی رب (تعالیٰ) کو پہچانتا ہے۔

مومنوں کے دل کی مثال:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مومنوں کے دل پاکیزہ زمین کی طرح ہیں۔اگر محبت کا بیج اس میں بویا جائے تو اس سے طرح طرح کی نعمتیں پیدا ہوں گی۔بس اس سے تو اوروں کو بھی حصہ دے سکتا ہے اور تیرے لیے کافی ہوتا ہے (اسرار الاولیاء صفحہ:۸۱ فصل دوم۔ہشت بہشت)

دل کی وسعت:

قلب عارف کی اتنی وسعت ہے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر عرش اور عرش کے دائرے میں جو کچھ ہے دس کروڑ بار دل عارف کے گوشے میں آجائے تو اس کو احساس بھی نہ ہوگا۔

اسی معنی میں جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔حادث قدیم کے نزدیک ہوتا ہے۔حادث کا پتہ بھی نہیں رہتا۔وہ قلب جو قدم کو سمالے بھلا حادث کو کیونکر موجو پائے گا۔(ابیات باہو معہ ترجمہ و شرح صفحہ:۲۹۸)

فائدہ:

ایسی سلطنت پہ دشمن کا قبضہ کرا دینا عقل مندی نہیں۔اس لیے دل کو ہر قسم کی آلائش سے محفوظ رکھنا چاہیے۔نیز وہاں ایک نفس یا شیطان کی پہنچ یقیناً انتہائی نقصان ہے۔اس لیے دل کی حفاظت کرنی چاہیے نہ اس تک نفسانی گندگی اور بدبو پہنچنے دینی چاہیے اور نہ ہی دنیوی آلائش اور اسی طرح شیطانی چالوں سے بھی اپنے دل کی حفاظت کرنی چاہیے۔

------☆☆☆------

موت کا خیال

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کسی نے رات کو ملاقات کا وقت مانگا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: شام کے بعد صبح تک ملنے کی اُمید نہیں ہے۔ موت کے خیال نے خوشی کے تمام مواقع فنا کر دیے ہیں۔ خدا کے عرفان نے مومن کے لیے چاندی اور سونے کی کوئی قیمت باقی نہیں رکھی۔ مومن کا فرض ہے کہ خدا کے کاموں میں کسی کی دوستی کو ترجیح نہ دے (ذکر اویس صفحہ: ۲۱۰)

موت کا خیال:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی نے ملاقات کی اور رات کے وقت ملاقات کا وقت مانگا کہ جی بھر کے ملاقات سے شرف یاب ہوں گا۔ خوب باتیں کروں گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ شام کے بعد صبح تک ملاقات کی اُمید نہیں۔ اس لیے کہ اس وقت ملاقات نہ ہو سکے گی۔ کیونکہ وہ وقت دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر علیحدگی میں حاضری کا وقت ہوتا ہے۔ وہ وقت تو ایسا ہے کہ ساری رات حق تعالیٰ کی یاد میں صرف ہوتا ہے۔ ایک ایک لحہ ضائع کرنا نہایت مشکل ہے کسی طرح بھی یہ وقت ضائع نہیں کر سکتا۔

آپ کا حق تعالیٰ کی یاد میں مگن ہونا ایسا ہوتا کہ آپ کے احوال پڑھنے سننے سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

یادِ حق کا شغل:

حضرت ربیع بن خشیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملنے گیا۔ دیکھا کہ فجر کی نماز میں مشغول ہیں۔ نماز کے بعد تسبیح و تہلیل میں مشغول ہو گئے۔ میں منتظر رہا کہ فارغ ہو جائیں تو ملاقات کروں۔ مگر وہ تا ظہر فارغ نہ ہوئے میں نے ظہر کی نماز کو ملنا چاہا لیکن وہ تسبیح و تہلیل سے فراغت پاتے ہی نہیں۔ اسی طرح نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد فوراً تسبیح و تہلیل میں مشغول ہو جاتے۔ تین شب و روز میں اسی انتظار میں رہا۔ اندرین اثناء نہ میں نے آپ کو کھاتے پیتے دیکھا اور نہ ہی آرام فرمایا۔ میں نے جب چوتھی رات بغور دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں غنودگی دیکھی۔ اس پر آپ نے فوراً دعا کی کہ اے اللہ! بہت سونے والی (آنکھ) اور بہت ذلیل و خوار (کرنے والے) پیٹ سے (میں تیری) پناہ (چاہتا ہوں) میں نے یہ حال دیکھ کر دل میں سوچا کہ آپ کی اتنی زیارت ہی غنیمت ہے۔ آپ کو (مخاطب کر کے) مل کر پریشان نہ کروں۔ اسی پر اکتفا کر کے واپس چلا آیا۔

ساری رات رکوع:

قبلہ فیض ملت نے ذکر اویس میں لکھا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ایک شب میں فرماتے ہیں هذا لیلة الرکوع یہ شب رکوع کی ہے دوسرے شب فرماتے: هذهٖ لیلة السجود یہ شب سجدہ کی ہے اور پوری رات سجدہ میں ختم فرما دیتے لوگوں نے عرض کی کہ آپ اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ دراز راتیں ایک حالت میں گزار دیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: دراز راتیں کہاں؟ کاش ازل سے ابد تک ایک رات ہوتی جس میں سجدہ کر کے نالہائے بسیار اور گریہ ہائے بے شمار کرنے کا موقعہ نصیب ہوتا۔

افسوس کہ راتیں اتنی چھوٹی ہیں کہ صرف ایک دفعہ "سبحان ربی الاعلیٰ" کہنے پاتا ہوں کہ دن ہو جاتا ہے۔

نیم شب کہ ہمہ مست خواب خرش باشد
من وچناں تو نالہ ہائے درد آلود

(ذکر اویس صفحہ: بحوالہ بشیر القاری شرح بخاری)

شام تک زندگی کی اُمید نہیں:

اس ملفوظ شریف کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ تو شام کے بعد ملاقات کے لیے وقت کی بات کرتا ہے۔ زندگی کا تو یہ حال ہے۔ ایک لمحہ بھی زندہ رہنے کی کی اُمید نہیں۔ کل نفس ذائقة الموت کی گھڑی جب آنی ہے۔ فوراً یہاں سے رخصتی ہو جاتی ہے اور موت کا عام بندے کو علم نہیں کہ موت نے کس وقت آنا ہے۔ ایسی اُمید نہ رکھو۔ جس کے متعلق تم نہیں جانتے۔ اب دیکھیے خبر نہیں کہ کب موت نے آنا ہے۔ ہم شام کو ملاقات کی اُمید رکھ بیٹھیں۔ اس وقت تک ہمیں زندگی میسر ہی نہ آئے۔ تو بے جا اور فضول اُمید کا کیا فائدہ؟ ایسی بے فائدہ اُمید کو دل سے نکال دینا چاہیے۔

موت کا خیال:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "موت کے خیال نے خوشی کے تمام مواقع فنا کر دیے ہیں"

موت کا منظر:

موت کے مناظر ایسے ایسے دیکھنے میں آتے ہیں کہ انسان کی سوچیں گم ہو جاتی ہیں۔ یوں محسوس ہونے لگتا ہے۔ کہ شاید ابھی جان نکل ہی نہ جائے۔ دیکھنے والے دیکھتے ہیں کہ اچھا بھلا انسان کام کر رہا ہے۔ تھوڑی ہی دیر بعد اعلان سننے میں آتا ہے کہ فلاں مر گیا۔ بندہ یہ کہنے لگتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے۔ مگر جب حقیقت واضح ہوتی ہے تو اس اچھے بھلے انسان کی نعش سامنے پڑی نظر آتی ہے تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں رہتا۔

ایک نوجوان کی موت کا منظر:

ایک نوجوان گھر سے ملازمت کے لیے نکلا۔ ہمارے گاؤں کا رہنے والا تھا۔ پرانا تھانہ میں جا کر ملازمت کرتا تھا۔ پرانا تھانہ میں ہمارے گاؤں کے مولوی عبدالجبار صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ہنستا مسکراتا کام کر رہا تھا۔ حتیٰ کہ اسے کچھ سامان موٹر سائیکل پہ رکھایا مولوی صاحب گھر کے لیے روانہ ہوئے۔ ابھی گھر نہ پہنچے تھے کہ اسے کسی نے کہا کہ فلاں فوت ہو گیا ہے۔ اس کی فوتگی کا اعلان کر دو۔ مولوی صاحب کہنے لگے وہ نہیں مرا کوئی اور فوت ہوا ہوگا۔ ابھی میں پرانا تھانہ سے آ رہا ہوں اس نے مجھے موٹر سائیکل پہ سامان رکھوایا تھا۔ میں کیسے تسلیم کر لوں کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ کہنے والوں نے کہا کہ چک ۱۲ کے بی کی مسجد والے سپیکر سے اعلان ہو رہا ہے۔

تھوڑی ہی دیر بعد حقیقت واضح ہوگئی کہ واقعی وہ ایک حادثے میں فوت ہو گیا

سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

موت سے بے خبری:

ارے انسان! موت سے بے خبری انتہائی خطرناک ہے موت کو ہمیشہ یاد رکھو۔ موت کی یاد کئی گناہوں سے بچاتی ہے۔

حق تعالیٰ کی یاد کی طرف متوجہ ہونے کا سبب بنتی ہے۔ تفصیلات کے لیے الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اویسی کی تصنیف فیضان الفرید کا مطالعہ فرمایئے۔

فائدہ:

اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ موت کے خیال نے خوشی کے تمام مواقع فنا کردیے ہیں کہ ہمہ وقت موت کا دھڑکا لگا رہتا ہے کہ نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہوجائے۔ اس لیے موت کو بھول جانا عقل مندی نہیں کیونکہ۔

جے لکھ سال رہیں وچ دنیا ایتھوں اوڑک ٹر جانا
اوڑک وکھرا وکھرا ہونا، ایہہ سارا تانا بانا
سارے ساک قبیلے چھڈ کے، تیرا ہوسی گور ٹکانا
اعظم جپ لے نام خدا دا، ایہو ویلا وقت سہانا

(ازمحمد اعظم چشتی کلیات اعظم صفحہ:۴۵۶)

موت کا خیال نہ دل سے بھلا:

موت کا خیال نہ دل سے بھلا کیونکہ موت کی یاد انسان کو اپنے خالق و مالک کی یاد کی طرف رغبت کرنے کا سبب بنتی ہے۔ دنیوی حیات میں بھی اور بعد از وفات بھی اسی مالک و خالق کی کرم نوازی سے راحت و آرام ملنے کی اُمید ہے۔ کل نفسٍ ذائقة الموت ہر نفس نے موت کا جام نوش کرنا ہے۔ ہر ایک نے اس دنیا سے جانا ہے۔ اس لیے یہ دنیا دل لگانے کی نہیں۔ یہ دنیا اور اس دنیا میں جو کچھ ہے سب کچھ فانی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ بھی ہر وقت موت کو یاد رکھتے بات بات پر آپ موت کا تذکرہ فرماتے بلکہ اوروں کو بھی موت یاد دلاتے۔ اللہ والے موت کو کیا سمجھتے ہیں آیئے محمد اعظم چشتی کے قلم سے ملاحظہ فرمایئے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ۔

جان دا کجھ وساہ نہیوں جان یار نوں دے تے شاد ہوجا
ایسے دل دے ہین فساد سارے، دل برنوں دے تے آزاد ہوجا
جے کر رکھے آباد تے رہ سدا جے کر کرے برباد تے برباد ہوجا
اعظم کرے جے قید تے قید ہوجا جے کر کرے آزاد تے آزاد ہوجا

اللہ کا فرمان اور دنیا:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اسی ملفوظ مبارک میں آگے بیان فرمایا ہے کہ

''خدا کے عرفان نے مومن کے لیے چاندی اور سونے کی قیمت باقی نہیں رکھی'' جسے عرفان حق حاصل ہوجاتا ہے۔ وہ دنیا ومافیہا کو اہمیت نہیں دیتا ہے۔ اس کے نزدیک اگر اہمیت ہے تو حق تعالیٰ کے عرفان کی ہے۔ اسی کے لیے وہ جیتا ہے اور اس کے لیے مرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو اس ذات کے جلوؤں پہ مرمٹنے کے لیے سمندروں میں چھلانگ لگادینا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح بھڑکتی ہوئی آگ میں چھلانگ لگادینا۔ محل ماڑیاں اور دنیا کے ساز و سامان پہ لات مار کر موت کو گلے لگالینا۔ یہ اللہ والوں کی

شان ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر جان نذرانہ پیش کرنے والوں کی شان میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ○

محمد اعظم چشتی نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

ثابتی عشق دی لوڑیا رب سدا عشق دا درد درکار سانوں
سانوں عشق دی طلب اُمید ازلی رہے عشق دا سدا خمار سانوں
بتاں عشق دے دونویں جہاں مُردہ تاہیں عشق دے نال پیار سانوں
کاہنوں میگئے باغ بہشت اعظم چنگی عشق دی موج بہار سانوں

سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

عشق سمندر چڑھ گیا فلک تے کتول جہاز کچیوے ہو
عقل فکر دی ڈونڈی توں چا پہلے بو بوڑ یوے ہو
کڑ کن کپڑپون لہرا جدوں مدت وچ وڑ پوے ہو
جس مرنے تھیں خلعت ڈردی باہو عاشق مرے تاں جیوے ہو

فائدہ:

مومن کے لیے سونا چاندی تو کیا دنیا و مافیہا کی کوئی ایسی چیز اہمیت کی حامل نہیں۔ جو خدا کے عرفان کے مدمقابل رائی کے دانے کے برابر بھی سمجھی جانے کے لائق ہو۔

------☆☆☆------

مومن کا فرض

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا
مومن کا فرض کہ خدا کے کاموں میں کسی کی دوستی کو ترجیح نہ دے

فائدہ:

مومن کا فرض ہے کہ خدا کے کاموں میں کسی کی دوستی کو ترجیح نہ دے۔ کا مطلب یہ ہے کہ مومن پہ لازم ہے مومن عقائد و اعمال اللہ تعالیٰ کے فرمان اور حبیب الرحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ذیشان کے مطابق ہوں۔ اگر ایک طرف دنیوی معاملات اور دوسری طرف خالصتاً دینی اسلامی امور ہوں اور وقت ایسا آجائے کہ یا تو دنیوی امور کو اختیار کیجیے یا اسلامی امور اختیار کیجیے۔ ایسی حالت کے وقت اللہ تعالیٰ کے کاموں کو ترجیح دینا مومن کا فرض ہے۔ ایسے میں پیٹھ پھیر جانا مومن کی شان کے لائق نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیوں کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ امر مخفی نہیں کہ اُنھوں نے کس طرح دنیوی تکالیف

برداشت کرکے بھی اللہ تعالیٰ جل جلالہ اس کے دین اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ سے منہ نہ موڑا بلکہ ہر حال میں اُنھوں نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے کاموں میں مگن رہے۔ کوئی دوست بنتا ہے تو ٹھیک ورنہ کوئی پرواہ نہیں۔ کسی کی دوستی اُنھیں راہِ حق سے نہ موڑ سکی، کسی کے تعلقات اُنھیں راہِ حق کے راستے میں رکاوٹ نہ بن سکے۔ حتیٰ کہ جان سے عزیز کوئی چیز نہیں ہوتی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے یہ وطیرہ اپنائے رکھا کہ اسلام اور اسلامی فرائض، اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دین اسلام کے مطابق عقائد اختیار کرنے اور ان پہ استقامت ہر دور میں مومنین کی شان سمجھی جاتی ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی جب تک اسلام کے نام لیوا اس کائنات میں زندہ رہیں گے۔ اسی روش کو اپنائے رہیں گے۔

مگر افسوس کہ جوں جوں قیامت قریب آرہی ہے۔ شیطان اور شیطان صفت انسان ہمیں راہِ حق سے ہٹانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ ہر قسم کا ہربہ استعمال کر رہے ہیں۔ پوری دُنیا میں پاؤں پھیلاتے جا رہے ہیں اور ہماری پیٹھوں میں پوری قوت سے لادینیت چاقو اور خنجر گھونپتے جا رہے ہیں۔ ہمیں ختم کرنے کے لیے سازشوں میں مصروف ہیں۔ اس لیے آج ہم مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کرنے کی اشد ضرورت آیئے ہم سبھی مل کر آپس کی شکر رنجیاں دور کر کے ایک ہوں۔ یہی درس علامہ اقبال نے ان لفظوں میں دیا ہے۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

☆☆☆

شہرت اور تنہائی

حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ کو رخصت کرتے وقت فرمایا: آج کے بعد پھر کبھی میرے پاس نہ آنا۔ مجھے شہرت بری معلوم ہوتی ہے تنہائی اچھی لگتی ہے۔ (اطاق المفہوم جلد ۳)

حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ بڑی جستجو اور کوشش سے بڑا طویل سفر طے کر کے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس سلسلے میں آپ کو بے حد دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کیا خوب کسی نے فرمایا ہے کہ۔

ہمت مرداں مدد خدا

جو لوگ ہمت سے کام لیتے ہیں۔ پیش آنے والی دشواریوں اور مشکلات سے پریشان نہیں ہو جاتے۔ بلکہ ہمت سے کام لیتے ہوئے تمام حالات کا صبر و تحمل سے ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں حتیٰ کہ کامیاب و کامران ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ کو بھی جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ نے مشکلات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے قدم آگے ہی آگے بڑھاتے گئے کسی شاعر نے ایسے ہی حالات کے سلسلے میں کہا ہے کہ۔

نہ ڈر منزل کی دوری سے قدم آگے بڑھاتا جا

قدم اگے ودھاندا جا:

ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے:

وانگ موج سمندر بن جا — قدم اگے ودھاندا جا
نیڑ دور کجھ ویکھیں — توں قدم اگے ودھاندا جا
آجا سہی منزل نیڑے تیرے — نہ کر کسے نال جھگڑے جھیڑے
سامنے تری منزل ھئی نیڑے — بس قدم اگے ودھاندا جا
جیہڑا ڈر گیا دوری کولوں — یا ہور کسے مجبوری کولوں
رہسی دور اوہ منزل کولوں — تو منزل دی طرف قدم ودھاندا جا
نہ ڈر منزل دی دوری کولوں — تے نہ اہی کسے مجبوری کولوں
منزل آجاسیں قدماں وچ — قدم اگے ودھاندا جا
کامیابی دی کنجی ترے کول — ہمت تے جرات نال لبھوں تول
دنیا ساری چھڈ دے پچھے — توں قدم اگے ودھاندا جا
ابو احمد دی گل بنھ لے پلے — ہمت نال ہوسی بلے بلے
راہ دے کنڈے سب دور جانے — بس قدم اگے ودھاندا جا

بہر حال مشکلات سے نبرد آزما ہونے کے بعد بالآخر حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس ملاقات کی قدرے تفصیلات اسی کتاب میں پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔

ملاقات کے اختتام پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آج کے بعد پھر کبھی میرے پاس نہ آنا۔ کیونکہ مجھے شہرت اچھی نہیں لگتی۔ بلکہ بری معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ اس کی نسبت تنہائی اچھی لگتی ہے۔ تنہا رہنا پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ تنہائی کے باعث بندہ بے شمار خرابیوں اور گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور شہرت کی وجہ سے بندہ یادِ حق سے غافل ہوتا ہے بزرگ فرماتے ہیں کہ جو دم غافل سو دم کافر لہٰذا غفلت میں مبتلا ہونے کے امکان کی وجہ سے میں شہرت کو اچھا نہیں سمجھتا۔ اسی لیے تنہا رہنا پسند کرتا ہوں۔

شہرت کیوں بری معلوم ہوتی ہے:

شہرت اس لیے بری معلوم کہ شہرت کی بنا پر بندے کا خالق و مالک سے غافل ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لوگوں میں شہرت کے باعث بندہ لوگوں میں مشغول ہوتا ہے جو غفلت کا باعث ہے۔ نیز ریا کاری میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ لہٰذا غفلت اور ریا کاری میں مبتلا ہو کر بندہ دنیا و آخرت میں نقصان اُٹھاتا ہے۔ اس لیے آپ شہرت سے دور بھاگتے تھے۔ بلکہ جہاں کہیں شہرت ہو جاتی۔ آپ وہاں سے کوچ کر جاتے تھے تاکہ شہرت سے دور ہوں۔ اسی لیے آپ تنہائی اختیار کرتے۔

ریاکاری او رشہرت:

ریاکاری اور شہرت کے لیے عربی میں لفظ الرِّیَاءُ وَالسُّمْعَةُ استعمال ہوئے ہیں۔

ریاء بنا ہے رویۃ سے بمعنی دیکھناد کھانا۔ ریا بمعنی دکھانا سمعۃ بنا ہے سمع سے بمعنی سُنناسنانا یہاں بمعنی سنانا ہے۔
اصطلاح شریعت میں ریا کی حقیقت یہ ہے کہ انسان لوگوں کودکھانے کے لیے عبادت کرے اور دکھانا اپنی بڑائی وتختی کے لیے ہو یا صرف عبادات میں ہے۔ اپنی مالداری، زورنسب کا دکھاوا ریا نہیں۔ بلکہ تکبر وغرور ہے یونہی عبادت نہ کرنا مگر اس کا اظہار کرنا ریا نہیں بلکہ جھوٹ یا منافقت ہے جیسے کوئی روزہ رکھے نہیں مگر لوگوں کے سامنے روزہ دار بن کر آئے وہ ریا کار نہیں بلکہ جھوٹا ہے یونہی عبادات لوگوں کو دکھانا تعلیم کے لیے یہ ریا نہیں بلکہ عملی تبلیغ وتعلیم ہے۔ اس پر ثواب ہے مشائخ فرماتے ہیں صدیقین کی ریا مریدین کے اخلاص سے بہتر ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ ریا کے بہت درجے ہیں ہر درجے کا علیحدہ حکم ہے۔ بعض ریا شرک اصغر ہیں۔ بعض حرام بعض ریا مکروہ بعض ثواب مگر جب ریا مطلقاً بولی جاتی ہے تو اس سے ممنوع ریا مراد ہوتی ہے۔ خیال رہے کہ ریا سے عبادت ناجائز نہیں ہوجاتی بلکہ نامقبول ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اگر ریا کار آخر میں ریا سے توبہ کرے تو اس پر ریا کی عبادت کی قضا واجب نہیں بلکہ اس توبہ کی برکت سے گزشتہ نامقبول ریا کی عبادات بھی قبول ہوجائیں گی۔ مطلقاً ریا سے خالی ہونا بہت مشکل ہے ریا کے اندیشہ سے عبادات نہ چھوڑے بلکہ ریا سے بچنے کی دعا کرے (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ صفحہ: ۱۲۷)

لوگوں کو اپنے اعمال سنانے کی مذمت:

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهٖ سَمَّعَ اللّٰهُ اَسَامِعَ خَلْقِهٖ وَ حَقَّرَهٗ وَصَغَّرَهٗ۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ شریف باب الریاء والسمعہ فصل ۲ حدیث نمبر ۵۰۸۶)

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جو اپنے عمل لوگوں کو سُنائے تو اللہ اپنی مخلوق کے کانوں کو سنادے گا اور اسے حقیر ذلیل اور چھوٹا کردے گا۔

فائدہ:

اس فرمان عالی کے دو مطلب ہوسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ ریاکاری کی عبادات قیامت میں مشہور تو کی جائے گی مگر اس طرح کہ اس شہرت سے اس کی عزت نہ ہوگی بلکہ ذلت ورسوائی ہوگی۔ مثلاً پکارا جائے گا کہ فلاں ریاکار نے دکھاوے کے لیے اتنی نمازیں پڑھیں اتنے صدقات دیے۔ اتنے حج کیے یہ شخص بڑا خبیث ہے وغیرہ وغیرہ
دوسرے یہ کہ دنیا میں ریاکار شہرت پسند آدمی کے عیوب شائع ہوجاتے ہیں۔ جس سے وہ نیک نام ہونے کے بدنام ہوجاتا ہے۔ یعنی اس کی عبادت تو مشہور نہیں ہوتیں۔ اس کے خفیہ گناہ مشہور ہوجاتے ہیں۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ صفحہ ۱۳۱)

شہرت سے بچنے کا حکم:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ شَیْءٍ شِرَّةً وَّلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةً فَاِنْ صَاحِبُهَا سَدَّدَ وَقَارَبَ فَارْجُوْهُ وَاِنْ اُشِيْرَ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ فَلَا تَعُدُّوْهُ **(ترمذی شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب الریاء والسمعہ فصل ۲ حدیث نمبر ۵۰۹۱)**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہر چیز کی ایک خوشی ہے اور ہر خوشی کی ایک کمزوری ہے۔ تو اگر حوس والا درست رہے اور قریب رہے تو اس کی کامیابی کی اُمید کرو اور اگر اس کی طرف انگلیوں سے اشارے کیے جائیں تو اسے کچھ گنتی میں نہ لاؤ۔

فائدہ:

اگر کوئی شخص زیادہ عبادت کی وجہ سے لوگوں میں مشہور ہو جائے کہ ہر طرف سے لوگ اس کی طرف اشارہ کریں کہ یہ صاحب بڑے عبادت گزار، شب بیدار ہیں اسے دھیان میں نہ لاؤ۔ کہ ایسے لوگ کچھ ہوتے نہیں اگر ہوتے ہیں تو کچھ رہتے نہیں۔ ان میں ریا تکبر پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ صفحہ ۱۳۵)

شہرت انسان کے شر کے لیے کافی:

وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِحَسْبِ امْرِیءٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يُّشَارَ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ فِيْ دِيْنٍ اَوْ دُنْيَا اِلَّا مَنْ عَصِمَهُ اللّٰهُ۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ شریف باب الریاء والسمعہ فصل ۲ حدیث نمبر ۵۰۹۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم رؤف الرحیم سے مروی ہیں کہ فرمایا انسان کے شر کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کی طرف دین یا دنیا میں انگلیوں سے اشارہ کیا جاوے سوا اس کے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

فائدہ ۱:

دینی کمالات، دولت، صحت، طاقت میں یوں ہی دینی کمالات علم، عبادت، ریاضت جو مشہور ہونا عوام کے لیے خطرناک ہے کہ اس سے عموماً دل میں غرور تکبر پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس سے گمنامی اچھی چیز ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ صفحہ ۱۳۶)

فائدہ ۲:

اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ساری زندگی یہی وطیرہ رہا کہ آپ ہمیشہ شہرت سے کوسوں دور بھاگتے رہے۔ بلکہ ساری زندگی گمنامی کی حالت میں گزار دی۔ جہاں محسوس کرتے کہ اب شہرت ہو گئی ہے لوگوں کو علم ہو گیا ہے تو آپ وہاں سے کسی اور علاقے میں چلے جاتے۔ اکثر اولیائے کرام کا بھی یہی طریقہ رہا ہے۔ مثلاً حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ۔ اسی وجہ سے علاقہ جات بدلتے رہے۔ اپنے علاقے سے ملتان ملتان سے دہلی، اسی طرح مختلف علاقہ جات سے ہوتے ہوئے اس علاقہ میں تشریف لائے۔ جہاں آپ کا مزار مقدس ہے یعنی پاک پتن شریف کے علاقہ میں۔ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ کے متعلق تفصیلات جاننے کے لیے الفقیر القادری کی تصنیف لطیف حیات الفرید کا مطالعہ کیجیے۔ بہترین اور تحقیقی انداز میں لکھی گئی ہے اور آپ کے نام منسوب کلام کی بہترین شرح ہماری تصنیف لطیف فیضان الفرید کا مطالعہ کیجیے۔ خصوصاً اس میں موسیٰ نٹھا موت تھیں والے شعر کی شرح کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔ اس میں واضح کیا گیا ہے کہ موسیٰ سے مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ مراد نہیں ہیں۔ (الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اویسی)

شہرت بدنامی اور رسوائی کا سبب:

حضرت ابوتمیمہ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں حضرت صفوان اور ان کے ساتھیوں کے پاس گیا۔ جب کہ حضرت جندب انھیں وصیت کررہے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جو شخص اپنی شہرت چاہے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی شہرت کردے گا۔ جو شخص مشقت میں ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر مشقت ڈالے گا۔

لوگوں نے عرض کیا: ہمیں وصیت فرمایئے۔

آپ نے فرمایا: انسان کی پہلی چیز جو بگڑتی ہے وہ اس کا پیٹ ہے تو جو طاقت رکھے کہ طیب کے سوا کچھ نہ کھائے وہ ضرور ایسا کرے اور جو طاقت رکھے کہ اس کے اور جنت کے درمیان مٹھی بھر خون آڑ نہ بنے جسے وہ بہائے تو وہ ضرور ایسا کرے۔ (بخاری شریف۔ مشکوۃ شریف باب الریاء والسمعہ)

فائدہ:

یعنی جو دنیا میں ریاکار شہرت پسند ہوگا رب تعالیٰ اسے قیامت میں رسواء عام فرمادے گا، یعنی اسے شہرت تو دے گا مگر بدنامی کی۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۷ صفحہ: ۱۲۷)

فائدہ:

اپنے پر مشقت ڈالنے کا مطلب ہے رات بھر نہ سونا، نکاح نہ کرنا، اچھا نہ کھانا وغیرہ اور دوسروں پر مشقت ڈالنے کا مطلب ہے نوکروں اور ماتحتوں سے سخت بھاری کام لینا۔ اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو کبوتروں کو نشہ وغیرہ دے کر سارا سارا دن گرمیوں کے موسم میں اُڑاتے رہتے ہیں۔ جو لوگ بیلوں کو دوڑانے کے مقابلے میں آنکھوں میں مرچیں وغیرہ ڈال کر سوئے لوہے کے چبھا کر ڈنڈے پہ ڈنڈہ برسا برسا کر دوڑاتے ہیں۔ مختلف جانوروں کو لڑا کر ان کا تماشا دیکھتے ہیں۔ جیسے کتوں کی لڑائی، مرغوں کی لڑائی، بیٹروں کی لڑائی اسی طرح تانگے پہ ضرورت سے زیادہ سواریاں بٹھا لینا اور پھر گھوڑے کو ڈنڈے پہ ڈنڈا برسا برسا کر چلانا وغیرہ یہ امور اور ان جیسے دیگر امور سے عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ جانوروں پہ ظلم ہے اور ظالم بننا اچھا کام نہیں۔ بلکہ نہایت ہی خسارے والا کام ہے۔ خبردار اللہ تعالیٰ ظالموں کے مظالم کو جانتا ہے ان سے بے خبر نہیں۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ۬ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُۙ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌؕ (پارہ سورۃ ابراہیم: ۴۲۔۴۳)

ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے انھیں ڈھیل نہیں دے رہا ہے مگر ایسے دن کے لیے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ بے تحاشا دوڑے نکلیں گے۔ اپنے سر اُٹھائے ہوئے کہ ان کی پلک ان کی طرف لوٹتی نہیں اور

ان کے دلوں میں کچھ سکت نہ ہوگی (ترجمہ کنزالایمان شریف)

قیامت کے دن ظالموں کا مہلت طلب کرنا:

قیامت کے دن ظالموں کو جب حقیقتِ حال کا علم ہوگا تو مہلت طلب کریں گے

وَاَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِیْبٍۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍۙ (پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم: ۴۴)

اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جب ان پر عذاب آئے گا تو ظالم کہیں گے۔ اے ہمارے رب تھوڑی دیر ہمیں مہلت دے کہ ہم تیرا بلانا مانیں اور رسولوں کی غلامی کریں تو کیا تم پہلے قسم نہ کھا چکے تھے کہ ہمیں دنیا سے کہیں ہٹ کر جانا نہیں (کنزالایمان شریف)

خلاصہ:

بہرحال ایسی ہی شہرت کی بے شمار خرابیاں ہیں جن کی وجہ سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ شہرت سے کوسوں دور بھاگتے اور تنہائی کو پسند فرماتے تھے کیونکہ تنہائی کے بے شمار فوائد ہیں۔ اولیائے کرام نے تنہائی کیوں اختیار کی۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ۔

اگر کوئی کہے کہ عابدوں اور زاہدوں نے الگ تھلگ رہنا کیوں اختیار کیا اور اجتماعی زندگی سے ان کے گریز کا کیا سبب ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اُنھوں نے اس تنہائی کو آفات سے محفوظ رہنے کے لیے اختیار کیا کہ اجتماع میں آفتوں کا سامنا ہے، ان کے نقوش خواہشوں میں گرفتار ہوکر ان چیزوں پر غور کرنے لگتے ہیں جو ان کا مقصودِ اصلی نہیں ہیں۔ اس صورت میں ان کو تنہائی اور عزلت نشینی میں سلامتی نظر آئی۔ (عوارف المعارف اُردو ترجمہ صفحہ: ۲۵۰)

صوفیائے کرام (رحمۃ اللہ علیہم) نے خلوت نشینی اور عزلت گزینی کو محض اپنے دین کی حفاظت، احوالِ نفس کی جستجو اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے عبادت بجالانے کے لیے اختیار کیا تنہائی کے بے شمار فوائد ہیں۔ جن میں سے چند پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے دوسرے لوگ پریشانی کا سبب نہیں بنتے۔

(۲) دوسرے مشاغل اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں حارج نہیں ہوتے۔

(۳) مقصودِ اصلی حاصل کرنے میں آسانی رہتی ہے۔

(۴) ذکرِ حق کے سوا تمام اذکار ترک کرنے میں کامیابی ہوتی ہے۔

(۵) رجحان صرف حق تعالیٰ کی طرف رہتا ہے۔

(۶) دنیا اور دنیوی غیر ضروری اسباب کو ترک کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

(۷) بندہ دنیوی بھول بھلیوں کا شکار نہیں ہوتا۔
(۸) مرادِ حقیقی کی بجائے غیر حقیقی مرادیں ترک کرنے میں آسانی رہتی ہے۔
(۹) نفس ظاہری اسباب کہ جن کا خوگر ہوتا ہے۔ان سے بے تعلقی آسان ہو جاتی ہے۔
(۱۰) خیالات کی یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔
(۱۱) باطنی صفائی حاصل ہوتی ہے۔
(۱۲) دنیوی مسائل کے باعث پریشانی لاحق نہیں ہوتی وغیرہ۔

------☆☆☆------

قلیل سی دنیا پر راضی

ایک شخص نے آپ سے دُعا کرنے کے لیے عرض کیا تو فرمایا: جب تک تو زندہ ہے۔اللہ تعالیٰ تجھے اپنی حفظ وامان میں رکھے، قلیل سی دنیا پر تجھے راضی ہونے کی توفیق دے اور تجھے جو کچھ عطا فرمائے۔اس پر تجھے شکر کرنے والوں میں کر دے۔
(برکات روحانی اُردو ترجمہ طبقات امام شعرانی صفحہ:۹۳)

فائدہ:

بظاہر یہ دعائیہ کلمات بھی ہیں۔مگر اس میں نصیحت بھی ہے کہ ارے میاں جب تک تو زندہ رہ تیرے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنی حفظ وامان میں رکھے۔دنیوی تکالیف اور مصائب وآلام سے بچائے۔ایسے راستے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔جو تیرے لیے مصائب وآلام اور تکالیف میں مبتلا ہونے کا سبب بنے اور یہ حفاظت دنیا وآخرت ہر لحاظ سے ہو۔اللہ تعالیٰ تجھے کردار وگفتار، دنیا وآخرت، جسمانی وروحانی ہر لحاظ سے حفظ وامان میں رکھے۔مگر دعا کے ساتھ ساتھ تمیں بھی اختیار کرنا چاہیے۔جو حفظ وامان کا سبب ہو یہ نہیں کہ زبان پہ دعائیہ کلمات ہوں اور عمل ان کلمات کو جھٹلا رہا ہو۔

فائدہ:

یاد رکھیے بزرگوں سے دُعائیں کروانا کوئی برا کام نہیں بلکہ ایسا مقدس عمل ہے کہ جس کی ترغیب مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دی تم میں سے جو اویس سے ملاقات کرے وہ اویس کو میرا اسلام بھی پہنچائے اور پیغام بھی دے کہ میری اُمت کی بخشش کے لیے دُعا کرے۔پھر صحابہ کرام میں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سید علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک بھی عطا فرمایا، سلام بھی پہنچایا اور پیغام بھی پہنچایا یہ نہ سوچا جو بعض ذہنوں کی پیداوار ہے کہ اللہ ہماری نہیں سنتا کہ ہم اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دُعا کروانے کے لیے سفر کریں۔سفر کے مصائب وآلام جھیلیں۔یہ نہ سوچا بلکہ اس سلسلے میں دور دراز علاقے کا سفر کر کے، بے شمار مصائب وآلام کا مردانہ وار مقابلہ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ بزرگوں کی زیارت کرنے اور بزرگوں سے دُعا کروانا دُعاؤں کی قبولیت کا سبب ہے۔نیز یہ معمول

کام نہیں بلکہ بڑا بہترین اور شاندار عمل ہے۔ دنیا و آخرت کے سنورنے کا سبب ہے۔

قلیل سی دنیا پہ راضی:

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے حفظ و امان میں رکھے اور قلیل سی دُنیا پر تجھے راضی ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

یعنی قلیل سی دنیا پہ راضی ہونے کے بے شمار ظاہری و باطنی، روحانی و جسمانی، دنیوی اور اخروی فوائد ہیں۔

قلیل سی دنیا پہ راضی ہونے کے فوائد:

قلیل سی دنیا پہ راضی ہونے کے بے شمار فوائد ہیں۔ چند پیش خدمت ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی محبت کا حصول:

کہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس بندے کو دنیا سے بچالیتا ہے۔

وَعَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا اَحْمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ اَحَدُكُمْ يَحْمِىْ سَقِيْمَهُ الْمَآءَ۔

(رواہ احمد والترمذی۔ مشکوۃ شریف باب فضل الفقراء فصل ۲ حدیث نمبر ۵۰۱۸)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے دنیا سے بچالیتا ہے۔ جیسے تم میں سے کوئی اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے۔

فائدہ:

اس طرح کہ اس کے دل کو دنیا کی محبت اور غفلت سے محفوظ رکھتا ہے۔ اگر چہ لاکھوں روپیہ کا مالک ہو مگر حق تعالیٰ سے غافل نہ ہو۔ بہر حال اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرتا ہے اس کے دل تک دنیا کی محبت پہنچنے نہیں دیتا۔ بلکہ دنیا کی محبت سے اس کے دل کو محفوظ رکھتا ہے۔

مال کی کمی حساب میں کمی کا سبب:

مال کم ہوگا تو آخرت میں حساب بھی کم ہوگا۔

وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ:
قَالَ اِثْنَتَانِ يَكْرَهُهُمَا ابْنُ اٰدَمَ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِّلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتْنَةِ وَيَكْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ اَقَلُّ لِلْحِسَابِ۔

(رواہ احمد۔ مشکوۃ شریف باب فضل الفقراء فصل ۲ حدیث نمبر ۵۰۱۹)

محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

دو چیزیں ہیں جنہیں انسان ناپسند کرتا ہے۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے۔ حالانکہ موت مومن کے لیے فتنے سے بہتر ہے

اور مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے۔ حالانکہ مال کی کمی حساب کو کم کر دے گی۔

نبی کریم ﷺ کی محبت اور فقیری:

حضرت عبداللہ ابن مغفل سے روایت اُنھوں نے بیان فرمایا کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: اِنِّیْ اُحِبُّکَ میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔

وَقَالَ اُنْظُرْ مَاتَقُوْلُ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا سوچ لے تم کیا کہتے ہو؟

فَقَالَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاُحِبُّکَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ پس تین بار عرض کیا کہ اللہ کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔

قَالَ اِنْ کُنْتَ صَادِقًا فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا فَالْفَقْرُ اَسْرَعُ اِلٰی مَنْ یُّحِبُّنِیْ مِنَ السَّیْلِ اِلٰی مُنْتَہَاہُ (رواہ الترمذی ہٰذا حدیث غریب۔ مشکوٰۃ شریف باب فضل الفقر فصل ۲ حدیث نمبر ۵۰۲۰)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تو سچا ہے تو کیل کانٹے سے فقیری کے لیے تیار ہو جا یقیناً فقیری مجھ سے محبت کرنے والے کی طرف تیز دوڑتی ہے بمقابلہ سیلاب کے اپنی انتہا کی طرف۔

فقر پر راضی رہنے اور صبر کرنے کا اجر:

حضرت عبدالرحمٰن بیان فرماتے ہیں کہ تین شخص حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس آئے میں ان کے پاس تھا انھوں نے عرض کیا اے ابو محمد اللہ کی قسم! ہم کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے۔ نہ خرچہ پر نہ گھوڑے پر اور نہ سامان پر تو آپ نے ان سے فرمایا تم چاہو تو ہمارے پاس پھر آنا ہم تم کو وہ دیں گے۔ جو اللہ نے تمھارے لیے میسر فرمایا۔ اگر چاہو تو ہم تمھاری حالت کا ذکر بادشاہ سے کر دیں گے۔ اگر چاہو تو صبر کرو کیونکہ میں نبی کریم ﷺ کو فرماتے سُنا کہ قیامت کے دن مہاجر فقراء جنت میں امیروں سے چالیس سال پہلے پہنچیں گے تو وہ بولے کہ ہم صبر کریں گے کچھ نہ مانگیں گے۔ (مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب فضل الفقراء)

فائدہ:

معلوم ہوا کہ جو قلیل سی دنیا پر راضی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اسے اجر عظیم سے نوازے گا اور دولت مندوں سے کافی عرصہ پہلے جنت میں پہنچائے گا۔

قلیل دنیا پہ راضی رہنے والے فقراء کے لیے خوشخبری:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حالت میں کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اور مہاجرین فقراء ایک حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حضور ان کی طرف ہی بیٹھے۔ میں بھی انھیں کی طرف اٹھ گیا نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا فقراء مہاجرین اس کی خوشی منائیں جو ان کے چہروں کو کھلا دے کہ وہ جنت میں امیروں سے چالیس سال پہلے جائیں گے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے رنگ دیکھے چمک سے کھل گئے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حتیٰ کہ میں نے آرزو کی کہ میں ان کے ساتھ یا ان میں سے ہو جاؤں۔ (دارمی شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

اللہ تھوڑے عمل سے راضی ہوگا:

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ رَضِيَ مِنَ اللّٰهِ بِالْيَسِيْرِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْقَلِيْلِ مِنَ الْعَمَلِ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اللہ کے تھوڑے رزق پر راضی ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے عمل پر راضی ہوگا۔

حلال روزی حاصل ہونے کا سبب:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاعَ اَوِاحْتَاجَ فَكَتَمَهُ النَّاسَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يَّرْزُقَهٗ رِزْقَ سَنَةٍ مِّنْ حَلَالٍ o

(مشکوٰۃ شریف باب فضل الفقراء فصل ۳ حدیث نمبر ۵۰۳۲)

جنت کے عام باشندے فقراء:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ (بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے جنت میں جھانکا تو وہاں کے اکثر باشندے فقراء دیکھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو وہاں کے اکثر باشندے عورتیں دیکھیں۔

سنت حبیب کبریا ﷺ قلیل دنیا پہ راضی رہنا مدنی تاجدار مختار ﷺ کی سُنت مبارکہ ہے بلکہ اکثر انبیاء کرام کی سُنت ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَاشَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِّنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ حضور کی آل مسلسل دو دن جو کی روٹی سے سیر نہ ہوئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

مزید فوائد:

مال ومتاع کی کمی کے بے شمار فوائد ہیں۔ چند مزید فوائد مختصر طور پر ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) جن لوگوں کو دُنیا کا مال ومتاع قلیل میسر آتا ہے اور وہ اس پہ بھی راضی ہوں تو اُنھیں اللہ تعالیٰ پہ کامل توکل نصیب ہوتا ہے۔

(۲) زیادہ لالچ ان میں پیدا نہیں ہوتا بلکہ ایسی گندی صفات سے وہ بچ جاتے ہیں کیونکہ ان کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ چوری ڈاکہ زنی، بے ایمانی، رشوت اور سود وغیرہ برائیوں سے بچ جاتا ہے۔

(۳) اس کے وجود سے اللہ تعالیٰ حرص و ہوس سے نجات عطا فرماتا ہے۔

(۴) اکثر گناہوں کی دلدل سے بچا رہتا ہے۔

(۵) میدان حشر میں یہ اکرام حاصل ہوگا کہ عرصہ دراز قبل ہی بہشت میں بھیج دیا جائے گا۔

(۶) اولیائے کرام کا بھی یہی دستور ہے۔

(۷) حرص و ہوس سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

(۸) اسراف کی نوبت ہی نہیں آتی۔

(۹) حق تعالیٰ کی یاد سے ایسا انسان کم ہی غافل ہوتا ہے۔

(۱۰) حق تعالیٰ کی رضا پہ راضی رہتا ہے۔ (تلک عشرہ کاملہ)۔

شکر کرنے والوں میں کردے:

آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تجھے جو کچھ عطا فرمائے اس پر تجھے شکر کرنے والوں میں کردے۔

فائدہ: یعنی اگر اللہ تعالیٰ تجھے قلیل مال متاع عطا فرمائے تو اس وجہ سے بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ قلیل حساب کتاب ہوگا۔ تھوڑے مسائل کا شکار ہوگا۔ تیرے لیے یہی بہتر تھا اسی لیے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کہ اس نے اپنی قدرت کاملہ سے تجھے اتنا کچھ عطا فرمایا جو تیرے لیے مفید تھا تھوڑے مال پہ بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے مزید اپنی نوازشات سے نوازے گا اور زیادہ کچھ عطا فرمائے گا۔ تو پھر بھی وحدہ لاشریک کا شکر کرنے والوں میں تجھے کردے کیونکہ شکر یہ ادا کرنے سے نعمتوں میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مزید عنایات کے حصول کا سبب ہے۔

شکر ادا کرنے سے عطاؤں میں اضافہ:

قرآن مجید میں ہے کہ:

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۝

(پارہ۱۳سورۃ ابراہیم:۷)

اور یاد کرو جب تمھارے رب نے سنا دیا کہ اگر احسان مانو (شکر کرو) گے تو میں تمھیں اور (زیادہ) عطا کروں اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

فائدہ:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے شکر کی اصل یہ ہے کہ آدمی نعمت کا تصور اور اس کا اظہار کرنے اور حقیقت شکر یہ ہے کہ منعم کی نعمت کا اس کی عظمت کے ساتھ اعتراف کرے اور نفس کو اس کا خوگر بنائے یہاں ایک باریکی ہے

وہ یہ کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے طرح طرح کے فضل وکرم واحسان کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے شکر میں مشغول ہوتا ہے اس سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اور بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے یہ مقام بہت برتر ہے اور اس سے اعلیٰ مقام یہ ہے کہ منعم کی محبت یہاں تک غالب ہو کہ قلب کو نعمتوں کی طرف التفات باقی نہ رہے۔ یہ مقام صدیقوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

------☆☆☆------

ہمارے رب کا وعدہ پورا ہوگا

حضرت ابن حیان کو فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ پاک ہے بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہوگا (انطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ: ۳۸۰)

لاالہ الا اللہ:

حضرت ابن حیان رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ اسی نے ساری کائنات اور مخلوق کو تخلیق فرمایا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے نہ ہی کسی اور کو معبود تسلیم کیا جائے۔ معبود تو اسے تسلیم کیا جائے جو واقعی معبود ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود ہی نہیں تو پھر کسی اور کو معبود تسلیم کر کے سچے عقائد میں جھوٹے عقائد کو کیوں ملایا جائے آخرت میں تو سچے عقائد اور سچے اعمال کی قدر ہونی ہے۔ اس لیے سچے عقائد اختیار کرنے کی ضرورت ہے اور سچا عقیدہ یہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں قرآن مجید میں فرمان ربانی ہے۔

(۱) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لا اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝ (پارہ ۳ آل عمران: ۲)

اللہ ہے جس کے سوا کوئی پوجا نہیں۔ آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا (کنز الایمان شریف)

(۲) فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ط اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ط اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط (پارہ سورۃ النساء: ۱۷۱)

اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین نہ کہو باز رہو۔ اپنے بھلے کو اللہ تو ایک ہی خدا ہے۔

(۳) وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ (سورۃ البقرہ: ۱۶۳ پارہ ۲)

حدیث شریف:

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا کہ مجھے کوئی ایسا کام بتایئے، جو مجھے جنت کے قریب کردے اور جہنم سے دور۔

آپ نے فرمایا: وہ یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ

دے اور ناتے کو ملائے (صلہ رحمی کرے) جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو آپ نے فرمایا اگر یہ ان باتوں پر چلا۔ جن کا حکم کیا گیا یا میں نے جن کا حکم کیا تو جنت مں جائے گا۔ (مسلم شریف کتاب الایمان)

ارکان اسلام:

عَنْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ لْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ ۔

(مسلم شریف کتاب الایمان جلد اول بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، کتاب الایمان حدیث نمبر ۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسلام پانچ چیزوں پر بنایا گیا ہے ایک تو گواہی دینا اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے ہیں اور اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور دوسرے نماز قائم کرنا تیسرے زکوٰۃ دینا چوتھے حج کرنا خانہ کعبہ کا پانچویں رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

حدیث شریف:

حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ایک شخص نے عرض کیا تم جہاد کیوں نہیں کرتے؟ اُنھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے۔

اِنَّ الْاِسْلَامَ بُنِيَ عَلٰى خَمْسَةٍ شَهَادَةً اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ (مسلم شریف کتاب الایمان)

اسلام کے پانچ ستون ہیں ایک تو گواہی دینا اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے خدا کے، دوسرے نماز قائم کرنا۔ تیسرے زکوٰۃ ادا کرنا، چوتھے رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ پانچویں خانہ کعبہ کا حج کرنا۔

------☆☆☆------

ہمارے رب کا وعدہ سچا ہوگا

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ پاک ہے ہمارے رب کا وعدہ پورا ہوگا۔

مطلب:

ہمارا رب جھوٹ نہیں بولتا اور نہ ہی وعدہ خلافی کرتا ہے اس نے جو بھی وعدہ فرمایا ہے وہ پورا ہوگا۔

قرآن مجید میں ہے کہ:

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ (پارہ ۱۳۔سورۃ الرعد:۳۱)

اور اگر کوئی ایسا قرآن آتا جس سے پہاڑ ٹل جاتے۔یا زمین پھٹ جاتی یا مردے باتیں کرتے۔جب بھی یہ کافر نہ مانتے۔سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔تو کیا مسلمان اس سے ناامید نہ ہوئے کہ اللہ چاہتا تو سب آدمیوں کو ہدایت کر دیتا اور کافروں کو ہمیشہ کے لیے یہ سخت دھمک (دہلا دینے والی مصیبت) پہنچتی رہے گی یا ان کے گھروں کے نزدیک اُترے گی۔یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آئے۔بے شک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

کفار کو کچھ دنوں کی ڈھیل:

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ قف فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ (سورۃ رعد: پارہ ۱۳ صفحہ:۳۲)

اور بے شک تم سے اگلے رسولوں سے بھی ہنسی کی گئی تو میں نے کافروں کو کچھ دنوں ڈھیل دی۔پھر اُنھیں پکڑا تو میرا عذاب کیسا تھا۔

اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ ۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّــٴُـوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ (۳۳)

تو کیا وہ ہر جان پر اس کے اعمال کی نگہداشت رکھتا ہے اور وہ اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں تم فرماؤ ان کا نام تو لو یا اسے وہ بتاتے ہو۔جو اس کے علم میں ساری زمین میں نہیں یا یوں ہی اوپری بات بلکہ کافروں کی نگاہ میں ان کا فریب اچھا ہے اور راہ سے روکے گئے اور جسے اللہ گمراہ کرے۔اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔

لَهُمْ عَذَابٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ (۳۴)

اُنھیں دنیا کے جیتے جی عذاب ہوگا اور بے شک آخرت کا عذاب سخت ہے اور اُنھیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں (کنز الایمان)

ذروالوں کے لیے وعدہ:

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖۗ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ○ (پارہ ۱۳ رعد: ۳۵)

احوال اس جنت کا کہ ڈروالوں کے لیے جس کا وعدہ ہے اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور اس کے میوے ہمیشہ اور اس کا سایہ ڈروالوں کا تو یہ انجام ہے اور کافروں کا انجام آگ (کنزالایمان)

فائدہ:

اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اس کا وعدہ پورا ہوگا۔

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھ سے یزید بن دومان نے اس نے عروہ بن الزبیر سے اور اُنھوں نے (اُم المومنین) عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق (جب کفار) مقتولوں (کی لاشوں) کو گڑھے میں ڈال دیا گیا۔ بجز امیہ بن خلف کے، اس کی لاش زرہ میں پھول گئی تھی۔ جب اسے اُٹھانے گئے تو اس کا جوڑ جوڑ الگ ہو گیا۔ چنانچہ اسے اسی حالت میں چھوڑ دیا گیا اور اُوپر سے مٹی پتھر ڈال کر لاش چھپادی۔ ڈال چکنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا (سیرت ابن ہشام)

مشرکین کی لاشوں کو مدنی تاجدار ﷺ کا خطاب:

يَا اَهْلَ الْقَلِيْبِ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا فَاِنِّيْ قَدْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِيْ رَبِّيْ حَقًّا

(اے گڑھے والو! تمھارے پروردگار جو کچھ تم سے وعدہ کیا تھا۔ کیا تم نے اسے سچا پایا؟ مجھ سے تو میرے پروردگار نے جو کچھ وعدہ فرمایا تھا بے شبہ میں ان اسے سچا پایا۔

ام المومنین نے کہا آپ کے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ میرے ہوؤں سے گفتگو فرماتے ہیں آپ نے فرمایا:

لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ مَا وَعَدَهُمْ رَبُّهُمْ حَقٌّ

ان لوگوں نے (اب) جان لیا ہے کہ ان کے پروردگار نے جو کچھ ان سے وعدہ فرمایا وہ سچا ہے۔

اُم المومنین نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔

لَقَدْ سَمِعُوْا مَا قُلْتُ لَهُمْ

''بے شک ان لوگوں نے جان لیا'' فرمایا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھے حمید الطویل نے انس بن مالک کی روایت سنائی کہ اصحاب نے رسول اللہ ﷺ کو رات کے

درمیان حصے میں یہ فرماتے سُنا۔

يَا اَهْلَ الْقَلِيْبِ يَا عُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَيَا شَيْبَةَ ابْنَ رَبِيْعَةَ وَيَا اُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ وَيَا اَبَا جَهْلٍ بْنِ هِشَامٍ فَعَدَّدَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ فِي الْقَلِيْبِ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا فَاِنِّيْ قَدْ وَجَدْتُ وَعَدَنِيْ رَبِّيْ حَقًّا

اے گڑھے والو! اے عتبہ بن ربیعہ اور اے شیبہ ربیعہ اور اے امیہ بن خلف اور ابو جہل بن ہشام اور جتنے اس گڑھے میں تھے۔ان (سب) کے نام شمار فرمائے۔تمھارے پروردگار نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پالیا؟ مجھ سے تو میرے پروردگار نے جو کچھ وعدہ فرمایا تھا وہ میں نے اسے سچا پایا۔

مسلمانوں نے کہا: یارسول اللہ! کیا آپ ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جو سڑ گئے؟

آپ نے فرمایا:

مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يُّجِيْبُوْنِيْ

میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، اسے تم ان سے زیادہ سُننے والے نہیں، لیکن وہ لوگ مجھے جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز جو کچھ فرمایا وہ یہ تھا

يَا اَهْلَ الْقَلِيْبِ بِئْسَ عَشِيْرَةُ النَّبِيِّ كُنْتُمْ نَبِيَّكُمْ كَذَّبْتُمُوْنِيْ وَصَدَّقَنِي النَّاسُ وَ اَخْرَجْتُمُوْنِيْ وَاٰوَانِي النَّاسُ وَقَاتَلْتُمُوْنِيْ وَنَصَرَنِي النَّاسُ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا

اے گڑھے والو! تم اپنے نبی کے لیے اس کی قوم کے بُرے لوگ تھے، تم نے مجھے جھٹلایا دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی اور قوم نے مجھے گھر سے نکالا۔دوسرے لوگوں نے مجھے پناہ دی اور تم نے مجھ سے جنگ کی، دوسرے لوگوں نے میری مدد کی۔

(اس کے بعد آپ نے فرمایا) تمھارے پروردگار نے جو کچھ تم سے وعدہ کیا تھا تم نے اُسے سچا پایا۔

(سیرت النبی کامل مرتبہ ابن ہشام اُردو ترجمہ جلد اول صفحہ:۷۳۳ تا ۷۳۴)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا کلام:

ابن اسحاق نے کہا کہ حضرت حسان بن ثابت نے کہا ہے

عَرَفْتُ دِيَارَ زَيْنَبَ بِالْكَثِيْبِ
كَخَطِّ الْوَحْيِ فِي الْوَرَقِ الْقَشِيْبِ

میں نے ٹیلے پر زینب کے گھروں کو اس طرح پہچان لیا جیسے خراب کاغذ پر خط پہچان لیا جاتا ہے۔

تَدَاوَلَهَا الرِّيَاحُ وَكُلِّ جَوْنِ
مِنَ الْوَسْمِيِّ منهمرٍ سَكُوْبِ

ان گھروں پر ہوائیں چلتی ہیں اور ہر سیاہ بادل ان پر بڑی مقدار میں پانی برساتا ہے۔

فَامْسَى رَسْمُهَا خَلَقًا وَامْسَتْ
يَبَابًا بَعْدَ سَاكِنِهَا الْحَبِيبِ

ان کے نشانات بوسیدہ ہو گئے ہیں اور وہ اجڑے پڑے ہیں جہاں کبھی محبوب رہتا تھا۔

فَدَعْ عَنْكَ التَّذَكُّرَ كُلَّ يَوْمٍ
وَرُدَّ حَرَارَةَ الصَّدْرِ الْكَئِيْبِ

ہر وقت ان کی یاد تازہ رکھنے کا طریقہ چھوڑ دے اور اپنے اندوہگیں لینے کی حرارت بجھالے۔

وَخَبِّرْ بِالَّذِي لَاعَيْبَ فِيْهِ
بِصِدْقٍ غَيْرِ اِخْبَارِ الْكَذُوْبِ

ان جھوٹے قصوں کو چھوڑ کر سچی بات سنا، جس کے سنانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

بِمَا صَنَعَ الْمَلِيْكُ غَدَاةَ بَدْرٍ
لَنَا فِي الْمُشْرِكِيْنَ مِنَ النَّصِيْبِ

سنا کہ بدر کے دن خدائے مقتدر نے ہمیں مشرکین پر کامیابی عطا فرمائی۔

غَدَاةَ كَاَنَّ جَمْعَهُمْ حِرَاءٌ
بَدَتْ اَرْكَانُهُ جَنْحَ الْغُرُوْبِ

وہ دن جب ان کا گروہ کوہ حرا کی طرح معلوم ہوتا تھا اس کی بنیادیں زوال کے وقت جھک گئیں۔

فَلَاقَيْنَا هُمْ مِنَّا بِجَمْعٍ
كَاُسْدِ الْغَابِ مُرْدَانٍ وَشِيْبِ

ہم نے ایک ایسی جماعت سے ان کا مقابلہ کیا جس کے بوڑھے اور جوان سب جنگل کے شیر تھے۔

اَمَامَ مُحَمَّدٍ قَدْ وَازَرُوْ
عَلَى الْاَعْدَاءِ فِيْ لَفْحِ الْحُرُوْبِ

ان لوگوں نے شعلہ ہائے جنگ کی لپیٹ میں (حضرت) محمد ﷺ کی حفاظت کی۔

بِاَيْدِيْهِمْ صَوَارِمُ مُرْهَفَاتٌ
وَكُلُّ مُجَرَّبٍ خَاطِي الْكُعُوْبِ

ان کے ہاتھوں میں باڑ دی ہوئی تلواریں تھیں اور موٹی موٹی گرہوں والے نیزے۔

بَنُوا لُعَوفٍ الْغَطَارِفُ وَازَرَتْهَا
بَنُوْ النَّجَارِ فِیْ الدِّیْنِ الصَّلِیْبِ

سردارانِ بنی العوف جن کو دین میں محکم بنی النجار نے مدد دی تھی۔

فَغَادَرْنَا اَبَا جَهْلٍ صَرِیْعاً
وَعُتْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا بِالْجُنُوْبِ

پس ہم نے ابوجہل کو پچھڑا ہوا اور عتبہ کو سخت زمین پر پڑا ہوا چھوڑا۔

وَشَیْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا فِیْ رِجَالٍ
ذَوِیْ حَسَبٍ اِذَا نُسِبُوْا حَسِیْبِ

اور شیبہ کو ایسے لوگوں میں چھوڑا، جن کے نسب اگر بتائے جائیں تو بڑے نسب والے نکلیں (مگر وہ بڑے نسب والے اب یہاں اس طرح پڑے ہوئے ہیں کہ ان کے نسب کو کوئی بھی نہیں پوچھتا اب ان کا نسب کہاں گیا۔

یُنَادِیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمَّا
قَذَفْنَاهُمْ كَبَاكِبَ فِی الْقَلِیْبِ

جب ہم نے ان کے جتھے کے جتھے گڑھے میں ڈالے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں کو پکار کر فرماتے تھے۔

اَلَمْ تَجِدُوْا كَلَامِیْ كَانَ حَقّاً
وَاَمْرُ اللّٰهِ یَاْخُذُ بِالْقُلُوْبِ

کیا تم نے نہیں جان لیا کہ میری بات سچی تھی اور اللہ کا حکم دلوں کو (بھی) پکڑ لیتا ہے۔

فَمَا نَطَقُوْا وَلَوْ نَطَقُوْا لَقَالُوْا
صَدَقْتَ وَكُنْتَ ذَارَاْیٍ مُصِیْبِ

اُنھوں نے کوئی بات نہ کی اور اگر وہ بات کرتے تو کہتے کہ آپ نے سچ کہا تھا اور صحیح رائے آپ ہی کی تھی۔ (سیرۃ النبی کامل مرتبہ ابن ہشام جلد اول صفحہ: ۷۳۶-۸۳۵)

فائدہ:

دنیا والوں نے دیکھا کہ کفار سے جو وعدہ ہوا وہ بھی پورا ہو گیا اور فتح و نصرت کا جو وعدہ مومنین کے ساتھ ہوا تھا وہ بھی پورا ہوا۔ اسی طرح انشاء اللہ آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوگا۔ اس لیے حق تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے اور اطاعتِ حبیب کبریا میں زندگی کا ہر لمحہ گزارنا چاہیے تا کہ دُنیا میں بھی انعامات ربانی سے استفادہ حاصل کیا جائے اور آخرت میں بھی رب کائنات کے انعامات حاصل ہوں۔

ایک شخص حج کے سفر سے واپس آ کر طلب دُعا ہوا تو فرمایا آپ میرے لیے دُعا مغفرت کریں۔ کیونکہ آپ مبارک سفر سے آئے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات)

فائدہ:

ایک شخص حج پہ گیا۔ خالقِ کائنات سے نسبت رکھنے والے مقدس گھر خانہ کعبہ کی زیارت سے مستفید ہوا وہاں مدنی تاجدار ﷺ کے غلام امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب سنے تو دل میں امنگ پیدا ہوئی۔ وجود میں زیارت کے جذبات پیدا ہوئے اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دُعا منگوانے کے لیے تڑپ پیدا ہوئی کہ خود مدنی تاجدار علیہم الصلوٰۃ والسلام کے صحابی امیر المومنین سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب سُنے تھے۔ ممکن ہے شیطان نے بھی راستے کا پتھر بننے کی کوشش کی ہو۔ مگر محبوب کریم ﷺ کے غلاموں کے آگے شیطان اور نفس شریر کی دال نہیں گلتی۔ وہ تو ڈنکے کی چوٹ پہ شیطان لعین کی خباثت اور نفس کی پلیدی کا توڑ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے شیطان اور نفس کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

بہر حال وہ شخص کئی دنوں کا سفر طے کر کے واپس آیا تو ابھی اپنے گھر نہیں لوٹا۔ سیدھا آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور دُعا کے لیے عرض کیا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ میرے لیے دُعائے مغفرت کریں کیونکہ آپ مبارک سفر سے آئے ہیں۔

حج کا سفر ایک مبارک سفر ہے:

حج کے لیے سفر ایک مبارک سفر ہے حق تعالیٰ یہ سعادت ہر مسلمان کے نصیب کرے کیونکہ یہ سفر مسلمان کے لیے ایک فریضہ ادا کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ کی رضا کے لیے سفر کیا جاتا ہے۔ اس سفر میں جہاد بھی پایا جاتا ہے۔ جہاد اصغر کے تقاضے بھی پورے ہوتے ہیں۔ اپنے نفس کے خلاف اور شیطان کے خلاف بھی جہاد کرنا پڑتا ہے۔ جہاد بالمال بھی حج کرنے سے ادا ہوتا ہے۔ کیونکہ اڑھائی تین لاکھ روپیہ اتنی آسانی سے کمانا مشکل ہے جتنی آسانی سے خرچ ہو جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے انسان اپنے تمام دنیوی مفادات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مال راہِ مولا میں خرچ کر دیتا ہے۔

اس سے بڑھ کر مبارک سفر کیا ہوگا کہ بندہ ان فضاؤں میں جا کر سانس لیتا ہے جن فضاؤں میں اللہ تعالیٰ کے محبوب مدنی تاجدار احمد مختار ﷺ اور آپ کے غلام زندگی گزار گئے۔ اس علاقے کی زیارت سے مستفید ہوتا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی یادیں وابستہ ہیں۔ وہ مقامات دیکھ کر انسان کو ایمان مضبوط کرنے کا موقع ملتا ہے۔ محبوب کریم کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پہ یقین پختہ ہوتا ہے۔ اس سفر میں ہزار ہا فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ دنیا داروں کو چھوڑ یئے بزرگ تو جہاں بھی جائیں گے۔ ان کی نیت کے مطابق ہی اُنھیں پھل ملے گا۔ اللہ والوں کے جسمانی، روحانی ایمانی ایقانی اور عرفانی جذبات میں ایک ایسی لہریں پیدا ہوتی ہیں کہ بندہ سوچتا ہے اور دُعا کرتا ہے کہ یا اللہ اسی راستے میں ہی اس جہان فانی سے رخصتی حاصل ہو جائے اور تیری بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں اور اسی حالت میں اُٹھایا جاؤں۔

حج کی فضیلت:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَجَّةٌ مَّبْرُوْرَةٌ لَیْسَ لَهَا ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّةُ وَعُمْرَتَانِ تُکَفِّرَانِ مَابَیْنَهُمَا مِنَ الذُّنُوْبِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مبرور حج کا ثواب صرف جنت میں ہے دو عمرے ان دونوں کے درمیان ہونے والے تمام گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں۔

(سنن دارمی شریف مترجم جلد اول صفحہ: ۷۰۰۔۶۹۹ حدیث نمبر ۱۸۳۱ کتاب المناسک)

فائدہ:

اس حدیث کے مزید حوالہ جات کی تحقیق ملاحظہ فرمائیے کہ یہ حدیث مبارکہ درج ذیل کتب میں بھی آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

☆ صحیح بخاری شریف	۱۴۴۹	☆ صحیح مسلم شریف	۱۳۵۰
☆ جامع ترمذی شریف	۸۱۱	☆ سنن نسائی شریف	۶۲۶۷
☆ سنن ابن ماجہ	۲۸۸۹	☆ مسند احمد	۷۱۳۶
☆ صحیح ابن حبان	۳۶۹۴	☆ صحیح ابن خزیمہ	۲۵۱۴
☆ سنن نسائی کبریٰ	۳۶۰۶	☆ سنن بیہقی کبریٰ	۸۹۵۰
☆ سنن ابویعلیٰ	۶۱۹۸	☆ مسند طیالسی	۲۵۱۹
☆ مسند حمیدی	۱۰۰۴	☆ مسند اسحاق بن راہویہ	۱۹۷
☆ مسند ابن الجعد	۸۹۶		

(سنن دارمی شریف مترجم جلد اوّل ص ۷۰۱۔۷۰۰)

فائدہ:

سنن دارمی شریف کے ترجمہ اور تخریج کے سلسلے میں حضرت علامہ ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر صاحب مدظلہ العالی نے خوب محنت کی ہے حق تعالیٰ انہیں مزید دین متین کی خدمات کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ان خدمات سے فوائد حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

جو شخص حج مبرور ادا کرتا ہے اسے ثواب میں جنت بطور اجر عطا کی جاتی ہے اور جب وہ لوٹتا ہے۔ اتنا اجر و ثواب لے کر لوٹتا ہے۔ کتنا مبارک سفر ہو، اتنے مبارک سفر کی بناء پر ہی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے دعا کے لیے کہا۔

گناھوں سے پاک:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَالَ مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ (سنن دارمی شریف جلد اول حدیث ۱۸۳۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ذیشان نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص بیت اللہ شریف کا حج کرے اور اس دوران (عورت) کے ساتھ صحبت نہ کرے اور کوئی گناہ نہ کرے وہ جب واپس آتا ہے تو اسی حالت میں ہوتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

فائدہ:

اس حدیث کے متعلق حضرت علامہ ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر کے لیے حضرت علامہ ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر مدظلہ العالی کی تحقیق ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) صحیح بخاری شریف	۱۶۸۳	(۲) صحیح مسلم شریف	۱۳۴۹
(۳) جامع ترمذی شریف	۹۳۳	(۴) سنن نسائی شریف	۲۶۲۲
(۵) سنن ابن ماجہ شریف	۲۶۸۸	(۶) صحیح ابن حبان	۷۶۷
(۷) مسند احمد	۹۹۴۲	(۸) مسند ابن حبان	۳۶۹۵
(۹) صحیح ابن خزیمہ	۲۵۱۳	(۱۰) سنن نسائی کبریٰ	۳۶۰۱
(۱۱) سنن بیہقی کبریٰ	۸۵۰۶	(۱۲) مسند ابویعلیٰ	۶۶۶۰
(۱۳) معجم اوسط	۱۲۱۷	(۱۴) معجم کبیر	۱۱۴۲۹
(۱۵) مسند طیالسی	۲۴۲۳	(۱۶) مسند حمیدی	۱۰۰۲

(سنن دارمی مترجم جلد اول ص ۵۰۷)

فائدہ:

جیسے جب وہ پیدا ہوا تھا تو وہ ہر قسم کے گناہوں سے پاک تھا۔ اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں تھا۔ اسی طرح جو شخص محتاط طریقہ اپنائے ہوئے صحیح طریقہ سے حج کرے تو وہ گناہوں سے اسی طرح پاک ہو جاتا ہے۔ جیسے جب وہ پیدا ہوا تھا تو وہ گناہوں سے پاک تھا۔ ایسے حج کرنے والا گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ جب وہ واپس لوٹتا ہے۔ تو اس کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔ ایسا عظیم اور مبارک سفر میسر آیا۔ اس لیے اس سے دُعا کرانا دُعا کی قبولیت کا سبب ہے۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بھی دُعا کرنے کے لیے کہا۔ آیئے ایک حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمایئے۔

اللہ کے مہمان:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفْدُ اللّٰہِ ثَلَاثَۃٌ الْغَازِیُ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ (سنن نسائی شریف مترجم جلد ۲ کتاب الحج)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے مہمان تین اشخاص ہیں۔ جہاد کرنے والا (غازی) دوسرے حاجی تیسرے عمرہ کرنے والا۔

فائدہ:

چونکہ مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کا مہمان فرمایا ہے۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس سفر کو مبارک سفر فرمایا نیز دُعا کرنے کے لیے فرمایا۔

حج وعمرہ گناہوں کو دُور کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حج و عمرہ ایک کے بعد ایک کرو کیونکہ وہ دونوں گناہوں کو دُور کرتے ہیں۔ جیسے لوہے کا میل بھٹی دُور کرتی ہے۔ (سنن نسائی شریف جلد۲ حدیث نمبر ۲۶۳۴)

حج اور عمرہ محتاجی اور گناہ دور کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج اور عمرہ ایک کے بعد ایک کرو اس لیے کہ وہ دونوں گناہ دور کرتے ہیں محتاجی اور گناہوں کو جیسے لوہے اور چاندی کی بھٹی میل کو دفع کرتی ہے اور حج کا ثواب نہیں مگر جنت۔
(سنن نسائی شریف مترجم جلد۲ کتاب الحج)

گھر والوں سے چار سو افراد کی شفاعت:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو افراد کی شفاعت کرے گا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسے اُس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ ششم صفحہ:۴)

فائدہ:

چونکہ اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجی کے لیے چار سو افراد کی شفاعت کی خوشخبری بیان کی ہے۔ اس لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بھی دُعا مانگنے کے لیے فرمایا۔

مغفرت:

طبرانی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ حضور نے فرمایا حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور حاجی جس کے لیے استغفار کرے اس کے لیے بھی۔

فائدہ:

حج اور عمرہ پر جانے والے جب واپس آتے ہیں تو لوگ ان سے دُعا کرواتے ہیں۔ جیسے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے دُعا کے لیے کہا۔ مختصر یہ کہ یہ بہت مبارک سفر ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مسافر کی دُعا قبول ہوتی ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِیْهِنَّ دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ

(ترمذی شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الدعوات فصل ۲۔ حدیث نمبر ۲۱۴۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین دُعائیں مقبول

ہیں۔ باپ کی دُعا۔ مسافر کی دُعا اور مظلوم کی دُعا۔

فائدہ:

یوں تو مسافر کی بحالت سفر تمام دُعائیں قبول ہیں مگر اپنے محسن کے لیے دُعا اور اپنے ستانے والے پر بددُعا بہت قبول ہوتی ہے (مرقات) اسی طرح مظلوم کی دُعا قبول مگر ستانے والے کے لیے بددُعا اور امداد کرنے والے یا بچانے والے کے لیے دُعا بہت قبول ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد۳ صفحہ:۳۲۲)

فائدہ:

۔ اس لیے دوران سفر اور مقامی طور پر کسی مسافر کو تنگ کرنا اور تکلیف پہنچانا نہایت قبیح فعل ہے اور مسافروں کے لیے سہولیات کا اہتمام کرنا سعادت مندی ہے۔

جامع حدیث مبارکہ:

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ قَالَ خَمسُ دَعْوَاتٍ يُّسْتَجَابُ لَهُنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ حَتّٰى يَنْتَصِرَ وَدَعْوَةُ الْحَاجِّ حَتّٰى يَصْدُرَ وَدَعْوَةُ الْمُجَاهِدِ حَتّٰى يَقْعُدَ وَدَعْوَةُ الْمَرِيْضِ حَتّٰى يَبْرَ اَوْدَعْوَةُ الْاَخِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ ثُمَّ قَالَ وَاَسْرَعُ هٰذِهِ الدَّعْوَاتِ اِجَابَةً دَعْوَةُ الْاَخِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ۔

(رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات فصل ۳۔ حدیث نمبر ۲۱۵۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روای ہیں پانچ دُعائیں بہت قبول کی جاتی ہیں مظلوم کی دُعا۔ حتیٰ کہ بدلہ لے۔ حاجی کی دُعا حتیٰ کہ لوٹ آئے۔ غازی کی دُعا حتیٰ کہ جنگ بند ہو جائے بیمار کی دُعا حتیٰ کہ تندرست ہو جائے مسلمان بھائی کی پس پشت دُعا۔
پھر فرمایا ان سب میں مسلمان بھائی کی دُعا پس پشت زیادہ قبول ہوتی ہے۔ یہ دونوں حدیثیں دعوات کبیر میں روایت کیں۔

فائدہ:

خواہ حج اکبر یعنی حج کرے یا حج اصغر یعنی عمرہ کرے دونوں کی دُعائیں اپنے وطن آنے تک قبول ہیں۔ اس لیے حجاج سے دُعائیں کراتے ہیں۔ پس واضح ہوا کہ حج و عمرہ کے لیے جو سفر اختیار کیا جاتا ہے۔ بہت مبارک ہے اور مبارک سفر کے دوران کی گئی تمام دُعائیں واپس لوٹنے تک شرف قبولیت سے نوازی جاتی ہیں۔

توجہ طلب امر:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تابعی ہیں۔ جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان مقدس یہ ہے کہ انھوں نے مدنی تاجدار مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بار بار کی۔ یہ بہت عظیم سعادت ہے۔ صحابہ کا مقام اور شان بھی اپنے مقام پر۔ مگر تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی ~

مبارک سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ آپ کا ہمہ وقت اُمت کے لیے دُعائیں فرمانا کہ جن کی انگلی سے سورج پلٹے۔ جن کی انگلی سے چاند، ٹکڑے ہو کر جڑے۔ ان کی دُعا سے کیا کچھ حاصل نہ ہو گا۔ وہی مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم بڑی عظمتوں والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دُعا کے لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے۔ اس سے کیا واضح ہوتا ہے۔ کیا نبی کریم کی دُعائیں قبول نہ تھیں (معاذ اللہ) یا اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دُعائیں قبول نہ فرماتا تھا۔ ایسا سوچنا بھی گناہ عظیم ہے۔ ایسی سوچ کا ذہن میں پیدا ہونا بھی بے شمار خرابیوں کو واضح کرتا ہے۔ مدنی تاجدار کی دُعائیں بھی شرف قبولیت سے نوازی جاتی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعاؤں کو بھی شرف قبولیت سے نوازا جاتا ہے۔ مگر مدنی تاجدار سمجھا رہے یہ مسئلہ سمجھا رہے ہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ بزرگی عطا کرے۔ اس کی بزرگی دین اور اولیائے کرام کا قرب حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہے دُعاؤں کی قبولیت کا سبب ہے۔ مدنی تاجدار اور صحابہ کرام کا مسنون عمل ہے۔ ایسے عمل سے گریز کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ بلکہ زیاں کا سبب ہے۔ قافلہ کی صورت میں بزرگوں کے پاس جانا مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا طریقہ مقدس ہے۔ حق تعالیٰ حقائق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

☆☆☆

پیٹھ پیچھے دُعا کی فضیلت

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ فرماتے: پیٹھ پیچھے دُعائے خیر کرنا زیارت اور ملاقات سے افضل ہے کیونکہ ان دونوں میں کبھی تکلف اور ریاء کا عمل دخل ہوتا ہے۔ (برکاتِ روحانی اُردو ترجمہ طبقات امام شعرانی صفحہ:۹۳)

فائدہ:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے پیٹھ پیچھے دُعائے خیر کرنے کی فضیلت اور فائدہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ زیارت اور ملاقات کرنے سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ شخصیت آپ کے لیے غیبی طور پر دُعائے خیر فرمائے۔ کیونکہ جب کوئی پیٹھ پیچھے دُعائے خیر کرتا ہے تو اس طرح دُعا مانگنے میں تو خوشامد کے زمرہ میں یہ دُعا آئے گی اور نہ ہی اس میں ریاء کا عمل دخل ہو گا۔ خالصتاً دُعا ہی ہو گی جو کہ شرف قبولیت کا سبب ہے۔ اخلاص سے مانگی ہوئی دُعا شرف قبولیت سے نوازی جاتی ہے۔ جب کہ سامنے دُعا مانگنے، زیارت و ملاقات کرنے سے بے شمار دینی و دنیوی فوائد بھی ہیں اور نقصانات کا احتمال بھی ہے۔ اسی لیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ پیٹھ پیچھے دُعائے خیر کرنا زیارت اور ملاقات سے افضل ہے۔ اس افضلیت کو بیان کرتے ہوئے وجہ یوں بیان فرمائی کہ اس طرح سے کبھی کبھی تو دونوں میں تکلف پیدا ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی قلوب میں ریاء پیدا ہونے کا امکان بھی ہوتا ہے یہ اور ان جیسی مزید روحانی امراض سے بچنے کا ایک طریقہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے یہاں بیان فرمایا ہے۔

پیٹھ پیچھے دعا مانگنا:

کسی مسلمان کی پیٹھ پیچھے دُعا مانگنا بے شمار فضائل والا عمل مبارک ہے۔ کیونکہ بے شمار روحانی بیماریوں کا علاج بھی ہے اور بعض نفسانی امراض سے بھی نجات حاصل ہوتی ہے۔

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باب قائم فرمایا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

بَابُ فَضْلِ الدُّعَآءِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ

باب پیٹھ پیچھے دُعا کرنے کی فضیلت (مسلم شریف۔ کتاب الذکر والدعا والتوبہ والاستغفار)

حدیث شریف ۱:

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَامِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يَدْعُوْ لِاَخِیْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ اِلَّا قَالَ الْمَلَكُ وَلَكَ بِمِثْلٍ۔

(مسلم شریف کتاب الذکر والدعا والتوبہ والاستغفار)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اپنے بھائی کے پیٹھ پیچھے اس کے لیے دُعا کرے۔ مگر فرشتہ کہتا ہے اور تجھ کو بھی یہی ملے گا۔ (کیونکہ پیٹھ پیچھے دُعا کرنا اخلاص کی دلیل ہے اور اخلاص کا ثواب بے حد ہے)

حدیث شریف ۲:

وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِیْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَاْسِهٖ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِاَخِیْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهٖ اٰمِيْنَ بِمِثْلٍ (مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات فصل اوّل)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان کی اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کی پس پشت دُعا ضرور قبول ہے۔ اس کے سر کے پاس فرشتہ مقرر ہوتا ہے کہ وہ جب اپنے بھائی کے لیے دُعا خیر کرتا ہے تو مقرر فرشتہ کہتا ہے آمین اور تجھے بھی اس جیسا ملے۔

فائدہ:

اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے قبلہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کسی کے سامنے اس کے لیے دُعا کرنے میں چاپلوسی، خوشامد، ریاء وغیرہ کا احتمال ہے۔ مگر پسِ پشت دُعا میں یہ کوئی احتمال نہیں اس میں اخلاص ہی ہوگا۔ اسی لیے پسِ پشت کی قید لگائی اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان بھائی کی خدمت بہترین عبادت ہے اور اس کی خیر خواہی بہترین عمل ہے (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ ۳۱۳)

بزرگوں کا طریقہ مقدس:

تم مسلمان بھائی کے لیے دُعا کرو تو فرشتہ تمھارے لیے دُعا کرے گا۔ اگر تم نے فرشتہ کی دُعا لینا ہے تو دوسروں کو دُعا دو۔ بعض بزرگ جب دُعا کرنا چاہتے ہیں تو پہلے دوسروں کے لیے دُعا کرتے ہیں اور اپنے لیے بھی جمع کے صیغہ سے دُعا کرتے ہیں۔

ان عملوں کا ماخوذ یہ حدیث ہے یہ عمل بھی ہے کہ پہلے اپنے لیے دُعا کرلے۔ پھر دوسرے کے لیے ربنا اغفرلی ولوالدی (۱۴۔۴۱) اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ: ۳۱۳)

فائدہ:

یہی حدیث مبارکہ متعدد کتب احادیث میں موجود ہے۔

(۱) مسلم فی الصحیح کتاب الذکر والدعاء والتوبہ والاستغفار۔ باب فضل الدعاء للمسلمین بظھر الغیب ۴/۲۰۹۴ الرقم: ۲۷۳۳)

(۲) احمد بن حنبل فی المسند ۶/۴۵۲ الرقم: ۲۵۹۹)

(۳) والبیہقی فی السنن الکبریٰ ۳/۳۵۳

(۴) وابن غزوان فی کتان الدعا (المنھاج السوی من الحدیث النبوی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ: ۳۲۷)

بہت جلد قبول ہونے والی دُعا:

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَسْرَعَ الدُّعَآءِ اِجَابَةً دَعْوَةُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ۔

(رواہ الترمذی وابوداؤد ومشکوٰۃ المصابیح کتاب الدعوات)

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہت جلد قبول ہونے والی دُعا غائب کی دُعا غائب کے لیے ہے۔

(۱) اخرجہ الترمذی فی سنن البر والصلۃ عن رسول اللہ باب ماجاء فی دعوۃ الاخی لأخیہ بظھر الغیب ۴/ الرقم ۱۹۸۰

(۲) وابوداؤد بھی السنن کتاب الصلوٰۃ الدعاۃ بظھر الغیب ۲/۸۹ الرقم: ۱۵۳۵)

(۳) وابن شیبہ فی المصنف ۶/۲۱ الرقیم: ۲۹۱۵۹

(۴) والدیلمی فی الفردوس بماثور الخطاب ۲/۳۴۹ الرقیم: ۱۹۴۰

(۵) وعبد بن حمید فی المسند ۱/۱۳۳۱ الرقیم: ۳۲۷

(۶) والقصنائی فی مسند الشہاب ۲/۲۶۵ الرقم ۱۳۳۰

(۷) والمنذری فی الترغیب والترہیب ۴/۳/۷ الرقم: ۴۲۳۴

فائدہ:

جب کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دُعائے خیر کرے تو بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ یہ شخص مسلمان بھائی کا خیر خواہ بھی ہے اور مخلص بھی سامنے دُعا کرنے میں ریاء دکھلاوے وخوشامد کا احتمال ہوسکتا ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ: ۳۲۰)

فرشتے کا آمین کہنا:

صفوان بن عبداللہ بن صفوان سے روایت ہے کہ اُن کے نکاح میں ام درداء تھیں۔ انھوں نے کہا میں شام کو آیا تو ابوالدرداء نے کہا میں شام کو آیا تو ابوالدرداء کے مکان کو گیا وہ نہیں ملے۔ لیکن ام درداء ملیں۔ انھوں نے مجھ سے کہا تم اس سال حج کا ارادہ رکھتے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ ام درداء نے کہا تو میرے لیے دعا کرنا۔ کس لیے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے مسلمان کی دعا اپنے بھائی کے لیے پیٹھ پیچھے قبول ہوتی ہے۔ اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ معین ہے۔ جب وہ اپنے بھائی کی بہتری کی دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے۔ آمین اور تم کو بھی یہی ملے گا۔ پھر میں بازار کو نکلا تو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملا انھوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے ایسا ہی روایت کیا۔ (صحیح مسلم شریف کتاب الذکر والدعا والتوبہ والاستغفار)

رسول اللہ ﷺ نے غیبی طورپر دُعا منگوانے کی خواہش فرمائی:

وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اسْتَاْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ فَاَذِنَ لِيْ وَقَالَ اَشْرِكْنَا يَا اُخَيُّ فِيْ دُعَآئِكَ وَلَا تَنْسَنَا فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ لِيْ بِهَا الدُّنْيَا (رواہ ابوداؤد والترمذی وانتہت روایۃ عند قولہ ولا تنسنا مشکوٰۃ المصابیح کتاب الدعوات فصل ۲)

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے بیان فرمایا کہ میں نے نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ سے عمرہ شریف کے لیے جانے کی اجازت چاہی تو آپ نے مجھے اجازت عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ہمیں بھی اپنی دُعا میں یاد رکھنا۔ ہمیں بھول نہ جانا۔ حضور نے یہ ایسی بات ارشاد فرمائی کہ مجھے اس کے عوض ساری دنیا مل جانا پسند نہیں۔

کرم کریمانہ:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضور انور ﷺ نے جو حضرت عمر کو بھائی فرمایا یہ انتہائی کرم کریمانہ ہے جیسے سلطان اپنی رعایا سے کہے میں تمہارا خادم ہوں مگر کسی مسلمان کا حق نہیں کہ حضور انور کو بھائی کہے رب فرماتا ہے۔ لَاتَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (۲۴۔۶۳) رسول کے پکارنے کو ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (کنز الایمان) اسی لیے کبھی صحابہ کرام نے حضور انور ﷺ کو بھائی کہہ کر نہ پکارا روایت حدیث میں تمام صحابہ ہی کہتے تھے قال النبی ﷺ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ: ۳۲۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمانا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان فخر نہیں بلکہ شکریہ کے طور پر ہے یعنی حضور انور ﷺ نے مجھے بھائی کے خطاب سے نوازا۔ معلوم ہوا کہ میں دنیا و آخرت میں صحیح مومن ہوں۔ پھر مجھے حکم دُعا کہ حضور کو دُعائیں دوں معلوم ہوا کہ میرا منہ حضور انور ﷺ کی دُعا کے لائق ہے۔ پھر فرمایا مجھے بھولنا نہیں۔ معلوم ہوا کہ میرا دل کا شانہ یار بننے کے لائق ہے۔ یہ ایسی بشارتیں ہیں کہ تمام دنیا کی نعمتیں ان پر قربان ہیں۔ (مراۃ مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ: ۳۲۱)

فائدہ :

اس سے بڑھ کر غائب کے لیے دُعا مانگنے کی فضیلت کیا ہوگی کہ خود مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے لیے دُعا مانگنے کا حکم فرمایا: آپ کی سُنت سمجھتے ہوئے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے لیے پیٹھ پیچھے دُعا مانگنے کے لیے کہا اور اس کی فضیلت بھی بیان فرمائی ان احادیث مبارکہ سے یہ بھی واضح ہوا کہ افضل مفضول سے دُعا کرا سکتا ہے۔

------☆☆☆------

بے زادراہی پر افسوس

کسی نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ خدا کے ساتھ آپ کا کیسا معاملہ ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: مجھے اپنی بے زادراہی اور راستہ کی درازی پر افسوس ہے۔ (ذکر اویس صفحہ: ۲۱۷)

مطلب:

آپ کے ملفوظ مبارک کا مطلب یہ ہے کہ میرے پاس سفر خرچ کم ہے۔ جب کہ سفر بہت طویل ہے۔ اتنے طویل سفر کے لیے زادراہ بھی کافی ہونا چاہیے جب کہ میرے پاس زادِراہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لیے مجھے بے حد افسوس ہے۔ حالانکہ آپ کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ امر مخفی نہیں کہ آپ ایک ہی سجدہ میں ساری رات گزار دیتے۔ اگر رکوع کیا تو ساری رات رکوع میں گزر جاتی۔ دنیا و مافیہا سے بے خبری ایسی اختیار کی کہ آنکھ اُٹھا کر بھی دنیوی آسائشوں کی طرف نہ دیکھا ایسی ہی کیفیات کی بنا پر لوگ آپ کو دیوانہ سمجھتے۔ یہاں صرف ایک حکایت ملاحظہ فرمائیے۔

حکایت:

حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت اویس رضی اللہ عنہ سے ملنے گیا دیکھا کہ فجر کی نماز میں مشغول ہیں۔ نماز کے بعد تسبیح و تہلیل میں مشغول ہو گئے۔ میں منتظر رہا کہ فارغ ہو جائیں تو ملاقات کروں مگر وہ تا ظہر فارغ نہ ہوئے۔ میں نے ظہر کی نماز کو ملنا چاہا لیکن وہ تسبیح و تہلیل سے ہی فراغت ہی نہیں پاتے۔ اسی طرح تین شب و روز میں اسی طرح انتظار میں رہا۔ اندریں اثناء نہ میں نے آپ کو کھاتے پیتے دیکھا اور نہ ہی آرام فرمایا۔ میں نے جب چوتھی رات بغور دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں غنودگی دیکھی۔ اس پر آپ نے فوراً دُعا کی کہ اے اللہ! بہت سونے والی آنکھ اور بہت ذلیل و خوار پیٹ سے میری پناہ۔! میں نے یہ حال دیکھ کر دل میں سوچا کہ آپ کی اتنی زیارت غنیمت ہے۔ آپ کو مل کر پریشان نہ کروں۔ اسی پر اکتفا کر کے واپس چلا آیا (ذکر اویس صفحہ ۱۷۰ بحالہ کیمیائے سعادت و تذکرۃ الاولیاء)

فائدہ :

زائر کا اگرچہ مزور (جس کی زیارت کی جائے) پر حق ہے تو مزور کا بھی زائر پر حق ہے وہ یہ کہ اس کا وقت ضائع نہ کیا جائے اور نہ ہی اس کے معمولات میں خلل اندازی کی جائے اور نہ ہی بلا وجہ اس پر ایسا بوجھ ڈالا جائے کہ جس سے وہ بجائے راحت

کے کلفت محسوس کرے (ذکر اویس صفحہ:۷۱)

درسِ عبرت:

ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہنے کے باوجود آپ کا ملفوظ شریف ملاحظہ فرمایئے اور عاجزی کا انداز بھی ملاحظہ فرمایئے اور ہمارے اپنے حوال میں ذرا غور فرمایئے کہ ہزاروں نقائص پہ مبنی دو نفل ادا کرنے پہ اتنے مغرور ہو جاتے ہیں کہ الامان والحفیظ۔ بظاہر تھوڑا سا علم حاصل ہو جائے تو ہم اپنے جامے میں پھولے نہیں سماتے کہ ہم اتنے بڑے مولوے (مولوی) بن گئے ہیں۔ ہمارے جیسا کون ہے؟ بہر حال ہمیں بھی عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔

------☆☆☆------

قیامت نزدیک ہے

گفت زنجہ گشتید اکنون باز گردید کہ قیامت نزدیک است آنگاہ مارا آنگاہ مارا آنجاہ دیدار بود کہ قرآن را بازگشتی نباشد من اکنون بساختن برگ راہ قیامت مشغولم۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کو یہاں آنے میں بہت تکلیف ہوئی۔ اب آپ واپس تشریف لے جائیں کیونکہ قیامت قریب ہے۔ وہاں ہماری ملاقات ہوگی اور پھر وہاں سے واپس کوئی نہیں آئے گا۔ اس وقت میں قیامت کے لیے تیاری میں مشغول ہوں۔ (کشف المحجوب باب فی ذکر ائمتھم من التابعین صفحہ:۵۹) (ترجمہ شرح کشف المحجوب صفحہ:۳۲۸)

خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو فرمایا قیامت نزدیک ہے۔ مجھے تو اپنی آخرت کی فکر کرنی ہے۔ آپ بھی جائیں ہماری ملاقات قیامت کے روز ہوگی۔ (تاجدار یمن خواجہ اویس قرن صفحہ:۹۱)

آنے میں تکلیف:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو فرمایا کہ ''آپ کو آنے میں تکلیف ہوئی۔ اب آپ واپس تشریف لے جائیں یعنی آپ میری ملاقات کے لیے اتنا سفر طے کر کے آئے سفری تکلیف برداشت کر کے آئے، راستہ بھر تکالیف کا سامنا کرتے آئے، مشکلات کا مردانہ مقابلہ کرتے ہوئے تشریف لائے۔ آپ کو بہت تکلیف ہوئی ہوگی۔ اب آپس واپس تشریف لے جائیں۔

قیامت نزدیک ہے:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: قیامت نزدیک است کہ قیامت نزدیک ہے۔ مطلب یہ کہ قیامت کے لیے تیاری کرنی چاہیے۔ انشاء اللہ وہاں قیامت کے دن ہماری ملاقات ہوگی۔ اس لیے آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔

غور فرمائیے:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ

السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمَ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبَ لْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالِ وَيَكْثُرَ النِّسَآءَ حَتّٰى يَكُوْنُ بِخَمْسِيْنَ اِمْرَاَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَقِلُّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ (بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف باب الشراط الساعۃ فصل اول)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرماتے ہوئے سُنا کہ قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ علم اُٹھالیا جاوے گا اور جہالت بڑھ جاوے گی اور زنا شراب خواری بڑھ جاوے گی اور مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی۔ حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا ایک مرد منتظم ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ علم گھٹ جاوے گا اور جہالت ظاہر ہو جائے گی۔

فائدہ:

علم سے مراد علم دین ہے جہل سے مراد علم دین سے غفلت ہے۔ آج یہ علامت شروع ہو چکی ہے۔ دنیاوی علم بہت ترقی پر ہے مگر علوم تفسیر، حدیث، فقہ بہت کم رہ گئے علماء اُٹھتے جارہے ہیں ان کے جانشین پیدا نہیں ہوتے مسلمانوں نے علم دین سیکھنا تقریباً چھوڑ دیا۔ بہت سے علماء واعظ بن کر اپنا علم کھو بیٹھے یہ سب کچھ اس پیش گوئی کا ظہور ہے۔

(مراۃ المناجیح جلد ۷ صفحہ: ۲۵۴)

زنا کی زیادتی:

حکیم الامت شیخ التفسیر حضرت علامہ مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے درج بالا حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

زنا کی زیادتی کے اسباب عورتوں کی بے پردگی، اسکولوں، کالجوں، لڑکوں، لڑکیوں کی مخلوط تعلیم، سینما وغیرہ کی بے حیائیاں، گانے، ناچنے کی زیادتیاں یہ سب آج موجود ہیں۔ ہوٹل میں پانی مانگو تو شراب ساتھ آتی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح جلد ۷ صفحہ: ۲۵۴)

فائدہ:

یہ حالت حضرت علامہ حکیم الامت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کی بیان فرمائی ہے۔ آج کل اس سلسلے میں معاملہ مزید آگے بڑھ چکا ہے۔ شہری علاقوں کی حالت مزید دگرگوں ہو چکی ہے۔ دیہاتی علاقوں میں اور شہری علاقوں سے دیہاتی علاقوں کی طرف عورتوں کا صبح سویرے خوب بھڑ کیلے لباس پہن کر خوب فیشن اپنا کر سرخی پاؤڈر سے لیس ہو کر ناخن پالش تازہ تازہ لگا کر دلہن کی مانند سج کر باہر کپاس کی چنائی یا آلوؤں کی مزدوری خربوزوں کی تڑوائی وغیرہ کے لیے نکلنا تنہا نکلنا یا اپنے جیسی دیگر عورتوں کے ساتھ نکلنا، بدمعاش قسم کے لوگوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا۔ نوجوان لڑکیوں کا نوجوان لڑکوں کے ساتھ مل کر کام کرنا، ہنسنا، مسکرانا اور ایک دوسرے کو ہنسی مذاق کرنا وغیرہ بے شمار بے حیاؤں کا مظاہرہ کرنا پہلے سے کہیں زیادہ ہوگیا ہے۔ سی ڈیز اور ڈی وی ڈیز کی فراوانی، ڈش انٹینا اور کیبلز کی سہولیات نے مزید چھکے لگائے۔ معاشرے کے بگاڑ نے

میں اہم کردار ادا کیا یہ تو نوجوان نسل کے بگاڑ کے اسباب تھے۔ اس پہ بھی بس نہیں کی گئی۔ بلکہ اب ننھے منھے بچوں کے اخلاق بگاڑنے کی خصوصی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ گیمز کے نام پر ننگ دھڑنگ عورتوں کو دکھایا جانا، مار دھاڑ پہ مبنی گیمز اور ان میں پیسے ملنے کا لالچ کہ محض پیسے کے لیے بے قصور لوگوں کا قتل عام وغیرہ یہ بظاہر تو گیمز ہیں درحقیقت امریکہ اور دیگر غیر مسلموں کے ممالک کی تیار کردہ گیمیں ہمارے بچوں کے اخلاق پہ بڑے بُرے اثرات مرتب کر رہی ہیں۔ مسلمانانِ اسلام کو اس طرف خصوصی توجہ کرنے کی ضرورت اور علمائے کرام کو خصوصاً توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے تاکہ عوام کو حقائق سے آگاہ کریں۔ حق تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حکایت:

الفقیر القادری ابو احمد اویسی کے بڑے صاحبزادے نے کمپیوٹر لیا ہے ایک رات الفقیر تو نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد سو گیا۔ صبح جب بیدار ہوا تو معلوم ہوا کہ الفقیر کے سب سے چھوٹے صاحبزادے محمد فیض احمد اویسی نے اپنے سے تقریباً دو سال بڑے بھائی محمد احمد رضا اویسی کو ایک مُکا مارا جس سے برے کا ایک ہونٹ پھٹ گیا۔ صبح جب الفقیر نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ اس کا سبب انگریزوں کی بنائی ہوئی گیم سٹی وائس سٹی (Grand Theft Auto Vice City) کی نحوست کا اثر ہے۔ وجہ یہ ہی کہ الفقیر تو سو گیا۔ دونوں بچے کہ جن کی عمر اس وقت نو سال اور گیارہ سال تھی کھیلتے کھیلتے اس بات پہ جھگڑ پڑے کہ ان میں سے ایک کہتا کہ میں تم روپے جمع کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ روپے جمع کرنا چاہتا ہوں تاکہ گیم میں سے مختلف چیزیں (جو حقیقت میں بس نام کی ہی چیزیں) خریدوں گا میرا بنگلہ ہوگا۔ میرا ہوائی جہاز ہوگا۔ آئس کریم والی میری فیکٹری ہوگی۔ اس سلسلے میں ہر آنے جانے والوں مارتا کسی سے کچھ بھی نہ ملتا جس سے کچھ بھی نہ ملتا اسے الٹا گالیاں نکالتے کہ اس سے تو کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔

جب کہ دوسرا کہتا کہ میں تو کشتی میں سوار ہو کر بھگاؤں گا وہاں پہ موجود کشتیوں کو پانی میں ڈوباؤں گا۔ وغیرہ۔ بچوں کی ناسمجھی جیسے جیسے وہ گیمیں کھیلتے اسی طرح کھیل ہی کھیل میں آپس میں جھگڑ پڑے۔ جھگڑے نے طوالت پکڑی۔ وہ آپس میں ہاتھا پائی کرنے لگے نوبت مکوں تک پہنچی محمد فیض احمد نے محمد احمد رضا کو مُکا مارا تو اس کا ہونٹ پھٹ گیا جس سے خون بہنے لگا۔ صبح جب مجھے علم ہوا تو میں نے انہیں سمجھایا اور کہا کہ ایسی گندی گیم نہ کھیلا کرو جس میں ڈاکوؤں کا ساتھ دینا پڑے، بے گناہوں کو قتل کرنا پڑے۔ راہ چلتے مسافروں کو کاریں اور موٹر سائیکلیں چھیننی پڑیں۔ پھر نوبت پولیس مقابلہ تک پہنچے۔ بیٹا یہ کھیل ہوتی ہے اسے کھیل ہی سمجھنا چاہیے۔ اس کا حقیقت سے کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا۔ گیم دیکھی تو معلوم ہوا کہ اس میں عورتوں کی شکلیں عریاں بنائی گئی ہیں۔ بچوں کو سمجھایا کہ ایسی گندی گیم نہ کھیلا کریں۔ ان کے برے بھائی محمد احمد اویسی کو علم ہوا تو اس نے وائس سٹی گیم والی CD ہی توڑ دی اور گیم کمپیوٹر سے Delete کر دی۔ تاکہ نہ ہوگا بانس نہ بجے گی بانسری۔

فائدہ:

مسلمانو! ذرا غور فرمائیے کہ ہم کدھر جا رہے ہیں اپنی اولاد کی تربیت ہم کیسی کر رہے ہیں۔ دشمن دشمن ہی ہوتا ہے ہمارا دشمن ہمارے لیے اور ہماری نسلوں کے لیے خیر خواہی کے جذبات تو نہیں رکھتا۔ ہمارے دشمن کی سوچوں پہ ہمہ وقت مخالفانہ جذبات طاری ہیں وہ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیبلو، ڈش انٹینا کے پروگرامز چلوا رہے ہیں۔ کمپیوٹر گیمز کے بنانے میں بھی ان کی مخصوص

ذھنیت کام کر رہی ہے۔اس لیے آج ہمیں خوب غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔اپنی انے والی نسلوں کی صحیح نہج پر تربیت کرنے کی ضرورت ہے۔دشمنوں کی دشمنی پر مبنی سوچوں کو سمجھنے اور ان کے سلسلے میں درست سمت میں صحیح اقدام اٹھانے کی ضرورت ہے۔اتنا خطرناک دور شاید کبھی نہ آیا ہو کہ جس دور میں ہم گزر رہے ہیں۔آج ہم نے اگر درست رہنمائی نہ کی تو ممکن ہے ہمیں نسلیں کبھی معاف نہ کرسکیں۔اس لیے آج مہربانوں کی مہربانیوں کے پیچھے ان کے مقاصد سمجھنے کی ضرورت ہے۔خدارانیم خوابی اور نشے کی حالت سے اپنے آپ کو نکالنا ہوگا۔تاکہ صحیح حقیقت سے آشنائی حاصل ہوسکے اور خود صحیح سمت اختیار کریں تاکہ اوروں کی بھی صحیح سمت میں راہنمائی کی جاسکے۔

عزیزانِ گرامی قدر! یہ دنیا چند روزہ ہے، فانی ہے اسمیں زندگی کی دوڑ دھوپ بھی چند روزہ ہے مثل گیم ہے۔اسے سمجھنے کی ضرورت ہے اور قرآن وسنت کے مطابق صحیح نہج کے مطابق زندگی گزارنے کی ضرورت ہے۔

علم حبیب کبریا ﷺ:

اس حدیث مبارکہ میں علم نبی ﷺ بھی ملاحظہ فرمایئے کہ اس حدیث مبارکہ علم غیب کا بھی اظہار ہے۔ایسی بے شمار احادیث مبارکہ ہیں۔جن سے علوم غیبیہ کا اظہار ہوا ہے۔کوئی لے اس کا نصیب ہے جو نہ مانے یہ اس کی اپنی بدنصیبی ہے ورنہ یہ حدیث مبارکہ تو واضح ہے اس میں کسی قسم کی چونکہ چنانچہ کرنے کی کسر تو ہے نہیں۔

فائدہ:

اس سے اگلی حدیث مبارکہ میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک دیہاتی صحابی نے عرض کیا کہ مَتَى السَّاعَةُ قیامت کب آئے گی؟ فرمایا اِذْ ضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ جب امانت ضائع کردی جاوے تو قیامت کا انتظار کرو قَالَ كَيْفَ اَضَاعَتُهَا عرض کیا کہ ضائع ہونا کیسے ہوگا؟

فرمایا جب کام نااہلوں کے سپرد کردیا جاوے تو قیامت کا انتظار کرو (بخاری شریف۔مشکوۃ شریف علامات قیامت)

فائدہ:

قیامت کی تاریخ مہینہ، دن بتائے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کا عقیدہ یہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب کلی بخشا اور یہ بھی عقیدہ تھا کہ حضور کو قیامت کا علم دیا گیا ہے۔اس لیے تو آپ سے سوال کرتے تھے۔حضور انور نے بھی اس سوال پر کافر یا مشرک نہ کہا بلکہ قیامت کی علامات بیان فرمادیں اور علامتیں وہ بیان کرتا ہے جسے ہر شئے کا پتہ ہو۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح جلد ۷ صفحہ: ۲۵۵)

فائدہ:

مدنی تاجدار احمد مختار ﷺ کے علوم غیبیہ کے سلسلے میں تفصیلی مطالعہ کرنے کے خواہش مند حضرات فیض ملت، فیض مجسم حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی کی تصنیف لطیف (غایۃ المامول فی علم الرسول) کا مطالعہ کریں۔اس عنوان پہ نہایت مفید کتاب ہے۔

قیامت قریب ہے:

یہ حدیث مبارکہ اور دیگر علامات قیامت پہ مبنی احادیث مبارکہ کا مطالعہ فرمایئے اور غور فرمایئے کہ وہ اکثر علامات اب نظر آ رہی ہیں۔ چند خاص خاص علامات ہی باقی رہ گئی ہے۔ نہ جانے وہ کب شروع ہو جائیں۔ قیامت کے قریب ہونے میں اب کیا شک رہ گیا ہے۔ اب بھی کوئی نہ جانے تو اس کی اپنی مرضی۔

علامات قیامت:

قیامت کی علامات تو بے شمار ہیں۔ جن میں چند عرض کرتا ہوں تا کہ واضح ہو جائے کہ قیامت قریب ہے۔

وَعَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ سِمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّ ابِيْنَ فَاحْذَرُوْهُمْ (مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب اشراط الساعۃ فصل اول)

حضرت جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرماتے ہوئے سُنا کہ قیامت کے سامنے جھوٹے ہوں گے تم ان سے پرہیز کرنا۔

فائدہ:

جھوٹوں سے مراد جھوٹی حدیثیں گھڑنے والے یا جھوٹے مسئلے بیان کرنے والے یا جھوٹے عقیدے ایجاد کرنے والے اُنھیں سلف صالحین کی طرف نسبت کرنے والے یا جھوٹے مدعی نبوت (کا دعویٰ) کرنے والے ہیں۔ یہ لفظ بہت عام ہے جھوٹے علماء، جھوٹے محدثین جھوٹے عقیدوں والوں سے بچنا ایسا ہی ضروری ہے جیسے جھوٹے نبیوں سے بچنا لازم ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ صفحہ: ۲۵۵)

کام نااہلوں کے سپرد:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ حضورؐ گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا عرض کیا قیامت کب ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

اس نے عرض کیا: ضائع ہونا کیسے ہوگا؟

فرمایا: اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ جب کام نااہلوں کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

فائدہ: اس طرح کہ حکومت فاسقوں یا عورتوں کو ملے، قاضی و مفتی جاہل لوگ بنیں اور بے وقوف لوگ بادشاہ بنیں۔

(ماخوذ از مراۃ صفحہ: ۲۵۶)

اسی طرح علم شریعت سے ناواقف مفتی اور شیخ القرآن کہلائے جانے لگیں۔ یتیم فی العلم اپنے آپ کو علامہ فہامہ کہلانے لگیں۔ نہ جاننے والوں سے لوگ مسائل اور فتاویٰ پوچھنے لگیں اور وہ لوگوں کو گمراہ کرنے لگیں وغیرہ۔

مال کی فراوانی:

حضرت جابر ابن سمرہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَکْثُرَ الْمَالُ وَیَفِیْضُ حَتّٰی یَخْرُجَ الرَّجُلُ زَکوٰۃَ مَالِہٖ لَایَجِدُ اَحَدًا یَقْبَلُھَا مِنْہُ وَحَتّٰی تَعُوْدُ اَرْضُ الْعَرَبِ مَرُوْجًا وَاَنْھَارًا

قیامت نہ آئے گی حتیٰ کہ مال زیادہ ہو جائے گا اور بہہ جائے یہاں تک کہ ایک شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نکالنا چاہیے تو کوئی ایسا نہ پائے گا جو اس سے وہ قبول کرے اور حتیٰ کہ عرب کی زمین اور نہری ہو جائے گی۔

(مشکوٰۃ شریف باب اشرط الساعۃ فصل اوّل)

فتنوں کی یلغار:

ایک روایت میں ہے کہ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ دنیا نہ جائے گی حتیٰ کہ ایک آدمی قبر پر گزرے گا تو وہاں لوٹے گا اور کہے گا ہائے کاش اس قبر والے کی جگہ میں ہوتا اور نہ ہوگا اس میں دین کے سواء بلا کے (مسلم شریف مشکوٰۃ شریف باب اشراط الساعۃ)

فائدہ:

اس فرمان ذیشان کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں فتنے اور آفتیں بلائیں اتنی ہوں گی کہ لوگ زندگی پر موت کو ترجیح دیں گے اور قبر دیکھ کر وہ تمنا کریں گے کہ کاش اس قبر میں ہم دفن ہو چکے ہوتے اور ان کی یہ تمنا دین کے باعث نہ ہوگی محض فتنوں کی کثرت کی وجہ سے حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

''اس لوٹنے والے، تمنا کرنے والے میں دین کا شائبہ بھی نہ ہوگا۔ وہ دین کی وجہ سے یہ آرزو نہ کرے گا۔ بلکہ فتنوں میں مبتلاء ہوگا۔ اُنھیں دنیاوی مصیبتوں کی وجہ سے یہ آرزو کرے گا یا یہ مطلب ہے کہ زمین پر اس وقت دین نہ رہے گا۔ فتنے ہی فتنے، بلائیں ہی بلائیں ہوں گی۔ وہ زمانہ وہ ہوگا۔ جب زمین دین سے خالی ہو جائے گی (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ صفحہ ۲۵۹)

حالات حاضرہ:

موجودہ احوال کو نظر عمیق سے ملاحظہ فرمایئے اور غور کیجیے کہ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کی صداقت ملاحظہ فرمایئے اور غور کیجیے۔ آج ہمارا وطن جس مشکل دور سے گزر رہا ہے۔ ہمارے ملک کی طرف جو فتنے اُمڈے آ رہے ہیں۔ شب و روز بم دھماکوں کی گھن گرج، بھائی بھائی سے جس طرح نفرت کا اظہار کر رہا ہے۔ بیٹا والدین سے بیزار نظر آ رہا ہے۔ اپنوں سے بیگانے بہتر محسوس ہونے لگے ہیں۔ مسلمانوں کی محبت دل سے نکلتی جا رہی ہے۔ یہود و نصاریٰ کی دولت کی ریل پیل ہماری نگاہیں بھی خیرہ کر رہی ہے۔ یہ سب حالات قیامت کے قرب کی نشاندہی کر رہے ہیں۔

وقت میں بے برکتی:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی

يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَكُوْنُ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَتَكُوْنُ الْجُمُعَةِ كَالْجُمُعَةِ كَالْيَوْمِ وَالْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَتَكُوْنُ السَّاعَةُ كَالضَّرْمَةِ بِالنَّارِ۔

(ترمذی شریف۔ مشکوۃ شریف۔ باب اشراط الساعۃ فصل ۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ زمانہ جلد گزرنے لگے گا تو ایک سال ایک مہینے کی طرح ہوگا اور مہینہ ہفتہ کی طرح ہوگا اور ہفتہ ایک دن کی طرح اور دن ایک گھڑی کی طرح ہوگا اور گھڑی آگ سلگانے کی طرح۔

فائدہ:

یعنی زمانہ اور وقت میں برکت نہ رہے گی۔ بلکہ بے برکتی بہت ہوگی کہ بندہ ایک کام بھی نہ کر سکے گا جیسے مصیبت کا دور دراز معلوم ہوتا ہے۔ عیش و آرام کا زمانہ گزرتا محسوس ہی نہیں ہوتا۔

چند اہم علامات:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

- اِذَا تُخِذَ الْفَيْئُ دُوَلاً

جب دولت کو اپنی غنیمت۔

- وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا

اور امانت کو غنیمت

- وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا

زکوۃ کو ٹیکس بنالیا جائے

- وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ

اور غیر دین کے لیے علم حاصل کیا جائے۔

- وَاَطَاعَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ

اور آدمی اپنی بیوی کی اطاعت کرے اور ماں کی نافرمانی کرے۔

- وَاَدْنٰى صَدِيْقَهٗ وَاَقْصٰى اَبَاهُ

اور اپنے دوست کو قریب کرے اور اپنے باپ کو دور کرے

- وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِى الْمَسَاجِدِ.

اور مساجد میں آوازیں اونچی ہوں۔

فائدہ: مسجدوں میں دنیاوی باتوں کا شور لڑائیاں جھگڑے ہونے لگیں۔ مساجد میں دنیوی باتیں، شور شرابا اور لڑائیاں جھگڑے مراد ہیں۔ ورنہ نعت خوانی، ذکر اللہ کی مجلسیں، میلاد شریف، ذکر کے حلقے حضور کے زمانہ میں بھی مسجدوں میں ہوتے تھے۔ بعد نماز بلند آواز سے ذکر ہوتا تھا۔ مسجد حرام میں بلند آواز سے ذکر ہوتے ہوئے طواف نہ ہوتا تھا۔ حضرت حسان مسجد نبوی میں حضور کی نعت پڑھتے تھے۔ حضور نے مسجد میں اپنا میلاد خود ارشاد فرمایا ہے۔ (خلاصہ از مراۃ جلد ۷ صفحہ: ۲۶۳)

حدیث مبارکہ کا بقیہ حصہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

- وَسَادَ الْقَبِيلَةَ فَاسِقُهُمْ

اور قبیلہ کا بدکار قوم کی سرداری کرے گا۔

- وَكَانَ زَعِيمُ الْقَوْمِ اَرْذَلُهُمْ

اور قوم کا ذمہ داران کا کمینہ ہوگا۔

- وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ

اور آدمی کی تعظیم کی جائے گی اس کی شرارت کے خوف سے۔

- وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ

اور رنڈیاں باجے ظاہر ہو جائیں۔

- وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ

اور شراب پی جائے۔

فائدہ:

شرابوں کا عام پیا جانا قیامت کی ایک اہم علامت ہے۔ اب اپنے اردگرد ماحول پہ نظر دوڑائیں ذرا دیکھیں تو سہی وہ کون سا علاقہ اس لعنت سے بچا ہے۔ مسلمانو! ذرا ہوش میں آؤ۔ خدارا! یہود و نصاریٰ کی چالوں کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ ورنہ پھر پچھتانے سے نقصان پورا نہ ہو سکے گا۔

شراب جیسی ام الامراض کی تردید انشاء اللہ عنقریب کسی اور کتاب میں وضاحت سے کی جائے گی۔

- مدنی تاجدار نے ارشاد فرمایا وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا

اور اس کے پچھلے اگلوں پر لعنت کریں۔

- فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَآءَ وَزَلْزَلَةً وَّخَسْفًا وَّمَسْخًا وَّقَذْفًا وَّاٰيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْكُهٗ فَتَتَابَعُ

(رواہ الترمذی۔ مشکوۃ شریف باب اشراط الساعۃ فصل ۲)

اس وقت تم سرخ ہوا، زلزلہ، دھنسا اور صورتیں بدلنا، پتھر برسنے اور ان نشانیوں کا انتظار کرنا جو لگاتار ہوں گی جیسے ہار جس کا دھاگہ توڑ دیا جائے گا تو لگاتار کر کے (ختم ہو جاتا ہے)

فائدہ:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب مسلمانوں میں مذکورہ سولہ عیوب جمع ہو جائیں گے تو ان پر مذکورہ پانچ دنیاوی عذاب یکے بعد دیگرے ایسے مسلسل آئیں گے جیسے تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ جانے پر اس کے دانے مسلسل اوپر تلے گرتے ہیں۔ خیال رہے کہ مسلمانوں میں یہ چودہ عیوب پیدا ہو چکے ہیں۔ جن میں سے بعض عیب وہ ہیں جو سوائے مسلمانوں کے کسی قوم میں نہیں جیسے مسجد میں دنیاوی باتیں کر کے شور مچانا یا بزرگوں اور سلف صالحین کو کافر و مشرک کہنا، انھیں گالیاں دینا، عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خر کے کھر کے نعل کا بڑا ہی ادب و احترام کرتے ہیں مگر مسلمان حضور کے تبرکات کو خود ہی مٹاتے ہیں۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۷)

قیامت کی اہم علامت:

سرمایہ اہل سنت فاضل جلیل، محقق دوراں حضرت علامہ بدر القادری رضوی اعظمی مصباحی صاحب مدظلہ العالی (خلیفہ مجاز حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۴۰۲ھ فاضل جامعہ اشرفیہ مبارک پور انڈیا، مدیر اسلامک اکیڈمی دی ہیگ۔ ہالینڈ صاحب لکھتے ہیں کہ اس باب میں صحابی رسول حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ بہتر (۷۲) نشانیاں نہایت اہم ہیں جو قرب قیامت کے زمانے میں ظاہر ہوں گی مسلمان ان نشانیوں کو نگاہ عبرت سے مطالعہ کریں۔ سطور بالا میں اگرچہ ان علامات میں سے کئی آ چکی ہیں۔ تاہم حدیث پاک کی برکت لینے کی نیت سے ان تمام علامت کا مفہوم لکھنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

- لوگ نمازیں نہیں پڑھیں گے۔
- امانت ضائع کریں گے (یعنی امانتوں میں خیانت کرنا عام ہو جائے گا)
- سود کھانے لگیں گے۔
- جھوٹ کو حلال سمجھنے لگیں گے۔
- قتل و خونریزی معمولی بات بن جائے گی۔
- اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔
- دین بیچ کر دنیا خریدیں گے۔
- رشتہ داروں سے بدسلوکی کریں گے۔
- انصاف نایاب ہو جائے گا۔
- جھوٹ سچ بن جائے گا۔
- ریشم کا لباس پہنا جانے لگے گا۔
- ظلم و ستم عام ہو جائے گا۔
- طلاقوں کی زیادتی ہو جائے گی۔
- اچانک موت عام ہو جائے گی۔
- خیانت کرنے والے کو امانت دار سمجھا جائے گا۔
- امانت دار کو خیانت کرنے والا سمجھا جائے گا۔
- جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا۔
- سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا۔
- تہمت لگانا عام ہو جائے گا۔
- بارش ہونے کے باوجود گرمی ہوگی۔
- خواہش اولاد کے بجائے لوگ اولاد سے نفرت کریں گے۔
- کمینوں کے ٹھاٹھ باٹھ ہوں گے۔
- شریفوں کے لیے زندگی اجیرن ہوگی۔
- ارباب حکومت و اقتدار جھوٹ کے عادی ہوں گے۔

- امانت دار خیانت کرنے لگیں گے۔
- عالم اور قاری بدکار ہوں گے۔
- لوگ جانوروں کی کھال کا لباس پہنیں گے۔
- حکمران کے دل مردار سے زیادہ متعفن ہوں گے۔
- ایلوے (ایک کڑوا پھل) سے زیادہ تلخ ہوں گے۔
- سونا عام ہوگا۔
- چاندی کی مانگ ہوگی۔
- گناہ کی کثرت ہوگی۔
- امن کم ہو جائے گا۔
- قرآن مجید کو مزین کیا جائے گا۔
- مساجد میں نقش و نگار بنائے جائیں گے۔
- بلند و بالا مینار بنائے جائیں گے۔
- مگر دل ویران ہوں گے۔
- شراب پینا عام ہوگا۔
- شرعی سزاؤں کا نفاذ رک جائے گا۔
- باندی اپنے آقا کو جنے گی۔
- جو لوگ ننگے، پاؤں عریاں بدن غیر مہذب تھے وہ حکمران بن جائیں گے۔
- عورت تجارت میں مرد کے ساتھ شریک ہوگی۔
- مرد عورتوں کی نقالی کریں گے۔
- عورتیں مردوں کی نقالی کریں گی۔
- مسلمان بھی بغیر کہے جھوٹی گواہی دینے کو تیار ہوگا۔
- صرف جان پہچان والوں کو سلام کیا جائے گا۔
- دین کا علم، غیر دین کے لیے پڑھا جائے گا۔
- آخرت کے کام سے دُنیا کمائی جائے گی۔
- ملی سرمایہ کو ذاتی غنیمت سمجھا جائے گا۔
- امانت کو مالِ غنیمت سمجھا جائے گا۔
- زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھا جائے گا۔
- سب سے رذیل آدمی قوم کا رہنما بنے گا۔
- آدمی اپنے باپ کی نافرمانی کرے گا۔
- آدمی اپنی جان سے بدسلوکی کرے گا۔
- دوست کو نقصان پہنچانے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔
- بیوی کی اطاعت کرے گا۔
- بدکاروں کی آوازیں مسجدوں میں بلند ہوں گی۔
- گانے والی عورتوں کی عزت افزائی کی جائے گی۔
- کھلے بندوں شراب پی جائے گی۔
- ظلم پر فخر کیا جائے گا۔
- انصاف فروخت ہونے لگے گا۔
- پولیس والوں کی کثرت ہو جائے گی۔
- قرآن مجید گا کر پڑھا جائے گا۔
- درندوں کی کھالیں استعمال کی جائیں گی۔
- امت کے آخر کے لوگ اپنے اسلاف کرام پر زبان درازیاں کریں گے۔

آقا و مولی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا کہ جب یہ نشانیاں ظاہر ہوں تو پھر انتظار کرو کہ۔

- یا تو تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سرخ آندھی آجائے۔
- یا زلزلے برآمد ہوں۔
- یا لوگوں کی شکلیں مسخ کر دی جائیں۔
- یا آسمان سے پتھروں کی بارش ہو یا کوئی اور عذاب آجائے (العیاذ باللہ) (صفحہ: ۳۶-۳۷) (الاشاعۃ لاشواط الساعۃ اُردو ترجمہ قیامت کی نشانیاں)

فائدہ :

ان میں سے اکثر علامات ہم دیکھ چکے ہیں اور دیکھ رہے ہیں ہر آنے والا لمحہ ایک نئی قیامت کی نشانی کی طرف ہماری توجہ مبذول کراتا ہے۔ ہر نیا دن کسی نئی علامتِ قیامت کے ساتھ طلوع ہوتا ہے۔

فکر آخرت:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اپنی آخرت کی فکر کرنی ہے یعنی مجھے بھی آخرت کی فکر ہے اور آخرت کی فکر کرنی بھی ہے۔ آپ بھی آخرت کی فکر کیجیے اور پھر وہاں سے واپس کوئی نہیں آئے گا۔

دنیا میں رہنے کا انداز:

فکر آخرت میں مگن رہو ہمہ وقت آخرت کا خیال رکھو کسی بھی وقت غافل ہو کر دنیا میں مست نہ ہو جانا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِيْ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَّ كَانَ اِبْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ اِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ ۔

(بخاری شریف۔ مسلم شریف کتاب الجنائز باب تمنی الموت۔)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑ کر فرمایا دنیا میں یوں رہو گویا تم مسافر ہو یا راستہ طے کرنے والے ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب تم شام پالو تو صبح کے منتظر نہ رہو اور جب صبح پالو شام کی اُمید نہ رکھو اور اپنی تندرستی سے بیماری کے لیے اور زندگی سے موت کے لیے کچھ توشہ لے لو۔

فائدہ :

جیسے مسافر کی منزل اور وہاں کی زیب و زینت سے دل نہیں لگاتا کیونکہ اسے آگے جانا ہوتا ہے۔ ایسے ہی تم یہاں کے انسان اور سامان سے دل نہ لگاؤ ورنہ مرتے وقت ان کے چھوٹنے سے بہت تکلیف ہوگی۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۲ صفحہ: ۴۴۸)

فکر آخرت:

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ لِّاَصْحَابِهٖ اِسْتَحْيُوْا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ قَالُوْا اِنَّا نَسْتَحْيِيْ مِنَ اللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ وَلٰكِنْ مَنِ اسْتَحْيٰى مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ فَلْيَحْفَظِ الرَّاْسَ وَمَا وَعٰى وَلْيَحْفَظِ

اَلْبَطْنَ وَمَا حَوٰی وَلْیَذْکُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰی وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ تَرَکَ زِیْنَةَ الدُّنْیَا فَعَلَ ذٰلِکَ فَقَدِ اسْتَحْیٰی مِنَ اللّٰہِ حَقَّ الْحَیَآءِ۔

(رواہ احمد والترمذی وقال ھذا حدیث غریب مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اللہ سے پوری حیا کرو۔

اُنھوں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا شکر ہے کہ ہم اللہ سے غیرت کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ نہیں ہے۔ لیکن جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے پوری غیرت کرے تو وہ سر اور اس میں محفوظ چیزوں اور پیٹ اور اس کے اندر کی چیزوں کی حفاظت کرے اور موت اور گل جانے کو یاد رکھے جو آخرت چاہتا ہے وہ دنیا کی زینت چھوڑ دیتا ہے۔ جس نے یہ کیا اس نے اللہ تعالیٰ سے پوری غیرت کی۔

مطلب:

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام میں خطاب صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے ہے مگر مقصود ساری امت کو سنانا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ صحابہ کرام کو رب سے غیرت نہ تھی رب تعالیٰ اپنے حبیب سے فرمایا یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ نیز صحابہ کرام کا یہ جواب نہ ریاء کے لیے ہے نہ شیخی کے لیے۔ بلکہ توفیق الٰہی کے شکریہ کے طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا حال کہنا ریا نہیں۔
(مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۲ صفحہ: ۴۴۰)

پورا حیاء:

یعنی صرف ظاہری نیکیاں کر لینا اور زبان سے حیاء کا اقرار کرنا پوری حیا نہیں بلکہ ظاہری اور باطنی اعضاء کو گناہوں سے بچانا حیا ہے چنانچہ سر کو غیر خدا کے سجدے سے بچائے اندرون دماغ کو ریا اور تکبر سے بچائے زبان آنکھ اور کان کو ناجائز بولنے دیکھنے اور سننے سے بچائے یہ سر کی حفاظت ہوئی۔ پیٹ کو حرام کھانوں سے، شرمگاہ کو زنا سے، دل کو بری خواہشوں سے محفوظ رکھے یہ پیٹ کی حفاظت ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۲ صفحہ: ۴۴۰)

قیامت کے دن پیش ہونا ہے:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے نفس سے حساب کر لو اس سے پہلے کہ قیامت میں تمھارے عمل کا وزن ہو اور قیامت میں حساب کتاب سے پہلے اپنے نفس سے حساب کرو اور بڑی عدالت میں پیشی کے لیے خود کو تیار کرو اور قیامت کے دن تمھیں پیش ہونا ہے اور تم میں سے کوئی اس دن چھپ نہیں سکے گا۔ (تنبیہ الغافلین حصہ ۲ صفحہ: ۳۰۸)

آخرت کی یاد کا بہترین طریقہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مریضوں کی عیادت کرو اور جنازوں کے ہمراہ چلو اس سے تمھیں آخرت کی یاد رہے گی۔

حکایت:

کسی دانا کا واقعہ مذکور ہے کہ اس نے جنازہ کے پیچھے لوگوں کو میت پر ترس کھاتے دیکھا تو اندر سے فرمایا تم اپنے او پر ترس کھاؤ یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا کیونکہ وہ تو مر گیا ہے اور تین ہولناکیوں یعنی موت کے فرشتے کا دیکھنا، موت کی تلخی اور خاتمہ کے خوف سے نجات پا چکا ہے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ ۲ صفحہ: ۳۰۹)

فائدہ:

اس لیے آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔ انشاءاللہ قیامت کے روز ملاقات ہوگی۔ پھر وہاں سے واپس کوئی نہیں آئے گا۔ اس وقت میں قیامت کے لیے تیاری میں مشغول ہوں۔ آپ بھی قیامت کے لیے تیار کیجیے اسی میں فائدہ ہے۔

حضرت ہرم نے کوئی روایت (حدیث مبارکہ) بیان کرنے کے لیے کہا تو آپ نے فرمایا۔ میں نے (بظاہر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی دیکھا نہیں اور نہ ہی ان کی باتیں سنی ہیں نہ میں راوی ہوں اور نہ محدث، مفتی یا واعظ بننا بھی پسند نہیں کرتا مجھے تو اپنے ہی اشغال سے فرصت نہیں ملتی (تذکرۃ الاولیاء)

فائدہ:

حضرت ہرم رضی اللہ عنہ کی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کا واقعہ تفصیلاً بیان کیا جا چکا ہے۔ یہاں حضرت ہرم رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ بھی ملاحظہ فرمائیے تاکہ حضرت ہرم رضی اللہ عنہ کی عظمت کا بھی اندازہ ہو جائے اور یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ آپ کوئی معمولی انسان نہ تھے۔ بلکہ حق تعالیٰ کے محبوب تھے۔ اللہ تعالیٰ اُنھیں اپنے انعامات سے خوب نوازا یہ بھی واضح ہوگا کہ جب اتنے عظیم بزرگ حضرت اویس قرنی کی زیارت کے لیے بے تاب رہتے تھے تو حضرت اویس قرنی کا کیا مقام ہوگا۔ ہاں ہاں ذرا غور فرمائیے وہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ جن سے دُعا منگوانے کے لیے مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا۔ وہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ جن سے دُعا کروانے کے لیے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اور امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہما نے دور دراز سفر اختیار کیا۔ وہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ جنھیں مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم جبہ مبارک عطا فرمانے کے لیے صحابہ کرام کو تاکید فرمائی کہ یہ جبہ مبارک اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو دینا اور اُنھیں کہنا کہ میری اُمت کے لیے بخشش کی دُعا کریں۔ وہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ جن کی دُعا مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار اُمتی بخشش سے نوازے جائیں گے۔

تذکرہ ہرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ:

حلیۃ الاولیاء میں حضرت ہرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے کہ ہرم بن حیان اجلہ تابعین میں سے ہیں محبت باری تعالیٰ میں ہمیشہ سرگرداں رہے۔ یکسر علیحدگی اختیار کی اور دنیا میں پیاسے رہے اور آخرت میں سیراب ہوئے اسی لیے بعض نے کہا ہے کہ تصوف افتراق کے ڈر میں جلنا اور آخرت کے گھر کی طرف سدھارنے کا شوق ہے (حلیۃ الاولیاء حصہ ۲ صفحہ: ۲۴۴)

حضرت ہرم رحمۃ اللہ کی مزارِ انور پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا برسنا

ابونعیم اصفہانی ابومحمد بن حیان، احمد بن حسن بن عبدالملک، ایوب بن محمد وزان، ضمرہ، سری بن یحییٰ قتادہ سے مروی ہے کہ ہرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ جس دن قبر میں دفنائے گئے اسی دن ان کی قبر پہ بارش برسی اور اسی دن قبر پر گھاس بھی اُگ گئی۔ (حلیۃ

الاولیاء حصہ ۲ صفحہ: ۴۴۵)

فائدہ:

حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ کی شان مبارک ملاحظہ فرمائی اب ذرا غور فرمایئے کہ جس حضرت اویس رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے حضرت ہرم رضی اللہ عنہ نے اتنی کوشش کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو دُعا منگوانے کے لیے حکم فرمایا۔ اپنا پیرا ہن مبارک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے لیے مرحمت فرمایا اللہ تعالیٰ نے بے شمار انعامات سے نوازا۔ ایسی شان والے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی عظمت کا کیا کہنا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ صحابی یا تابعی:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے (بظاہر) حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی دیکھا نہیں آپ کے اس قول مبارک سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ آپ صحابی نہیں بلکہ تابعی ہیں۔ قبلہ فیض ملت شیخ القرآن والحدیث ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضی اللہ عنہ مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں کہ علمائے امت واولیائے ملت رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتفاق ہے اور احادیث مبارکہ کی تصریحات بھی ہیں کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ تابعی ہیں۔ لیکن بعض حضرات ایسی روایات بھی لائے ہیں جو آپ کے صحابی ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ (ذکر اویس صفحہ: ۱۸۰)

فیصلہ:

قبلہ فیض ملت بیان فرماتے ہیں کہ صحبت کے عقلیہ دلائل کتنا ہی قوی کیوں نہ ہوں۔ نقلی دلائل کے سامنے کچھ وقعت نہیں رکھتے۔ اسی لیے ہمیں نقلی دلائل کے سامنے سر تسلیم خم کر کے عقیدہ رکھنا ہوگا۔ کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ تابعی اور افضل التابعین اور بہت سے تابعین سے امور میں بہتر اور برتر ہیں۔ اسی پر امتِ مسلمہ کا اتفاق ہے۔ (ذکر اویس صفحہ: ۱۸۲)

یہ باتیں سنی ہیں:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی نہیں کی اور نہ ہی ان کی باتیں سنی ہیں۔

فائدہ:

گویا آپ نے فرمایا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی نہیں کر سکا اور نہ ہی آپ کے کلام مبارک سے محفوظ ہوا ہوں۔ یہ بھی سعادت تھی اگر میسر ہو جاتی گویا آپ نے ارشاد فرمایا کہ سنی سنائی باتیں تو سنی ہیں۔ اس معاملے میں آپ بھی کسی سے کم نہ ہوں گے۔ تم نے بھی بہت کچھ سن رکھا ہوگا۔ بہر حال آپ نے محتاط رویہ اختیار کرتے ہوئے یہ طریقہ اپنایا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَاسَمِعَ (مسلم شریف جلد اول)

آدمی کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ جو سُنے اس کو (بغیر تحقیق کیے) بیان کر دے۔

راوی اور محدث نہیں:

آپ نے فرمایا: ''نہ میں راوی ہوں اور نہ محدث، مفتی یا واعظ بننا بھی پسند نہیں کرتا۔ مجھے تو اپنے ہی اشغال سے فرصت نہیں ملتی'' آپ کے فرمان ذیشان کا مطلب یہ ہے کہ میں راوی نہیں ہوں کیونکہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت بھی

میسر نہیں آئی اور نہ ہی آپ کی زبان معجز ونشان سے کلام شیریں بیان سے استفادہ حاصل کیا ہے۔ایسی حالت میں آپ سے روایت کیا کروں؟ اس لیے اس سلسلے میں خاموشی اختیار کیے ہوئے ہوں کہ وہ حضرات جن کے پاس ذخیرہ علم وعرفان موجود ہے مدنی تاجدارِ احمد مختار ﷺ کے ارشاد مبارکہ سے استفادہ کے لیے ان سے رابطہ کیجیے میں راوی نہیں ہوں اور نہ ہی محدث ہوں۔اسی طرح مفتی کا عہدہ بھی بہت بڑا ہے۔بہت زیادہ علم وعرفان سے آگاہی کا متقاضی ہے۔اس لیے میں مفتی نہیں بننا چاہتا کہ مجھ سے فتاویٰ پوچھے جائیں اور میں ان کے جواب دوں۔اسی طرح مجھے واعظ بننا بھی پسند نہیں کہ واعظ بننے میں بھی اپنی شخصیت خصوصیات کی حامل ہوتی ہے۔لوگوں سے میل جول میں اضافہ ہوتا ہے۔لوگ کھنچے چلے آتے ہیں جب کہ میری طبیعت شہرت اور اختلاط سے کوسوں دور بھاگتی ہے۔بلکہ مجھے وحشت ہونے لگتی ہے۔میں چاہتا ہوں کہ بس ہمہ وقت یادِ حق میں ہی مستغرق ہوں۔ہمہ وقت حق تعالیٰ کی عبادت کے شغل میں مستغرق رہنے کی وجہ سے دنیا ومافیہا سے اکثر بے خبر رہتا ہوں اور یہی چاہتا ہوں کہ ہمہ وقت حق تعالیٰ کی عبادت اور ذکر اذکار میں مشغول رہوں اور ہمہ وقت میرا یہی شغل ہے۔چونکہ مجھے ایسے امور میں مشغولیت کے لیے اتنی فرصت ہی نہیں اس لیے ان امور کو پسند نہیں کرتا۔

فائدہ:

اس ملفوظ شریف کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ راوی حدیث ہونا یا محدث ہونا یا مفتی یا واعظ بننا معاذ اللہ کوئی برا کام ہے کہ جس کی وجہ سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے یہ ارشاد فرمایا۔بلکہ اپنی طبیعت کے لحاظ اور اپنے اشغال کے باعث ایسا ارشاد فرمایا۔

راویانِ حدیث اور محدثین:

راویانِ احادیث اور محدثین کرام رحمۃ اللہ اجمعین کا امت مسلمہ پہ یہ احسان عظیم ہے کہ ان کی کاوشوں سے آج اسلام اور اسلامی تعلیمات ہم تک پہنچی ہیں۔ورنہ اس سلسلے میں کوئی ایسا ذریعہ یا راستہ نہ تھا کہ آج صحیح اسلامی تعلیمات ہم تک پہنچ سکتیں۔آج تک بلکہ قیامت تک اسلامی تعلیمات کا پہنچنا راویانِ حدیث اور محدثین کرام کے واسطے سے ہی ہے حق تعالیٰ نے انھیں انعامات واحسانات وافرہ سے نوازا تو انھیں یہ سعادت عظمیٰ میسر آئی

فائدہ:

روایت حدیث ایک بہت بڑی سعادت ہے۔جسے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔

سعادت:

احادیث مبارکہ چالیس احادیث محفوظ کرنے کے متعلق بڑے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ملاحظہ فرمائیے اور ایمان کی تازگی کا سامان کیجیے اور غور کیجیے کہ جب چالیس احادیث مبارکہ کی اتنی فضیلت ہے تو محدثین کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بارگاہ حق سے کیا کیا مقامات ملیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْ اَمْرِ دِیْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِیْهًا وَكُنْتُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شَافِعًا وَّ شَهِیْدًا

فرمایا: جو شخص میری امت کے لیے ان کے دینی اُمور میں چالیس احادیث محفوظ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت میں عالم اُٹھائے گا اور میں اس کے لیے سفارشی اور گواہ بنوں گا۔

فائدہ:

یہ حدیث مبارکہ بیان کرنے کے بعد دیو بند مکتبہ فکر کے شیخ الحدیث محمد ذکریا صاحب نے لکھا ہے کہ صرف اُردو ترجمہ کا ملاحظہ فرمائیے۔

علقمی (رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں بر زبان یاد کرلے یا لکھ کر محفوظ کرلے اگر چہ یاد نہ ہو پس اگر کوئی شخص کتاب میں لکھ کر محفوظ کرلے اگر چہ یاد نہ ہو پس اگر کوئی شخص کتاب میں لکھ کر دوسروں تک پہنچادے وہ بھی حدیث کی بشارت میں داخل ہوگا۔

اسی طرح چالیس احادیث بھی عام ہیں کہ سب صحیح ہوں یا حسن یا معمولی درجہ کی ضعیف جن پر فضائل میں عمل جائز ہو۔

(فضائل اعمال ۲۰۸ ۔ فضائل قرآن صفحہ: ۸)

مختصر اربعین:

عرصہ ہوا الفقیر القادری ابو احمد اویسی نے اربعین کے متعلق ایک مختصر سا رسالہ لکھا اسے کمپوز کروایا۔ مگر حالات کی مجبوریوں کے باعث شائع کروانے سے قاصر رہا ہاں البتہ فوٹو سٹیٹ تقریباً ۲۰۰ کے لگ بھگ کروائے اور فی سبیل اللہ تقسیم کروائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی اُمید پر فیضان اویس قرنی رضی اللہ عنہ میں درج کر رہا ہوں حق تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو انشاء اللہ یہ رسالہ عنقریب علیحدہ بھی شائع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ الفقیر القادری کی یہ اونیٰ سی سعی قبول فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا نِ الَّتِيْ قَالَ مَنْ حَفِظَهَا مِنْ اُمَّتِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَمَا هِيَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ چالیس احادیث جن کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ جو انھیں یاد کرلے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یارسول اللہ! وہ کون سی ہیں۔

قَالَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

- اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ

  اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔

- وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

  اور آخرت کے دن پر ایمان لائے۔

- وَالْمَلٰٓئِكَةِ

  اور فرشتوں کے وجود پر ایمان لائے۔

- وَالْكُتُبِ

اور (آسمانی) کتابوں پر ایمان لائے۔

- وَالنَّبِيِّيْنَ

اور انبیائے کرام پر ایمان لائے

- وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ

اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر ایمان لائے۔

- وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى

اور تقدیر پر ایمان لائے کہ بھلا اور برا جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے

- وَاَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اور تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

- وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ بِوُضُوْءٍ سَابِغٍ كَامِلٍ لِّوَقْتِهَا

ہر نماز کے وقت کامل وضو کر کے نماز قائم کرے۔

- وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ

اور زکوٰۃ ادا کرے۔

- وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ

اور رمضان المبارک کے روزے رکھے۔

- وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنْ كَانَ لَكَ مَالٌ

اور اگر مال ہو تو حج کرے۔

- وَتُصَلِّيَ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّ لَيْلَةٍ

اور تو بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ روزانہ ادا کرے۔

- وَالْوِتْرَ لَا تَتْرُكُهٗ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ

اور وتر کسی رات (بھی) نہ چھوڑے۔

- وَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا

اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے۔

- وَلَا تَعُقَّ وَالِدَيْكَ

اور والدین کی نافرمانی نہ کرے۔

- وَلَا تَاْكُلْ مَالَ الْيَتِيْمِ ظُلْمًا

اور ظلماً (کسی) یتیم کا مال نہ کھائے۔

۞ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ

اور شراب نہ پیئے۔

۞ وَلَا تَزْنِ

اور زنا نہ کرے۔

۞ تَحْلِفَ بِاللّٰهِ كَاذِبًا

اور جھوٹی قسم نہ کھائے۔

۞ وَلَا تَشْهَدْ شَهَادَةَ زُوْرٍ

اور جھوٹی قسم نہ کھائے۔

۞ وَلَا تَعْمَلْ بِالْهَوٰى

نفسانی خواہشات پر عمل نہ کرے۔

۞ وَلَا تَغْتَبْ اَخَاكَ الْمُسْلِمَ

(کسی) مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرے۔

۞ وَلَا تَقْذِفُ الْمُحْصَنَةَ

(کسی) عفیفہ عورت پہ تہمت نہ لگائے۔

۞ وَلَا تَغُلَّ اَخَاكَ الْمُسْلِمَ

اپنے مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھے۔

۞ وَلَا تَلْعَبْ

لہو ولعب میں مشغولیت اختیار نہ کر۔

۞ وَلَا تَلْهُ مَعَ لِلَّاهِيْنَ

تماشائیوں میں شامل نہ ہو۔

۞ وَلَا تَقُلْ لِلْقَصِيْرِ يَا قَصِيْرُ تُرِيْدُ بِذٰلِكَ عَيْبَهٗ

کسی چھوٹے قد والے کو عیب کی نیت سے ٹھگنا نہ کہو۔

۞ وَلَا تَسْخَرْ بِاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ

کسی کا مذاق نہ اُڑا۔

۞ وَلَا تَمْشِ بِالنَّمِيْمَةِ بَيْنَ الْاَخَوَيْنِ

دو مسلمانوں کے درمیان چغل خوری نہ کر۔

- وَاشْکُرِ اللّٰہَ تَعَالٰی عَلٰی نِعْمَتِہٖ
اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کر۔
- وَاصْبِرْ عَلَی الْبَلَاءِ وَالْمُصِیْبَۃِ
بلا اور مصیبت پر صبر کر
- وَلَا تَاْمِنْ عِقَابَ اللّٰہ
اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف نہ ہو۔
- وَلَا تَقْطَعْ اَقْرِبَائَكَ
عزیز و اقارب سے قطع تعلق نہ کر۔
- وَصِلْھُمْ
اور (بلکہ) ان کے ساتھ صلہ رحمی کر۔
- وَلَا تَلْعَنْ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِ اللّٰہ
اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو لعنت نہ کر۔
- وَاَکْثِرْمِنَ التَّسْبِیْحِ وَالتَّکْبِیْرِ وَالتَّھْلِیْلِ
سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر ورد رکھا کر۔
- وَلَا تَدَعْ حَضُوْرَ الْجُمُعَۃِ وَالْعِیْدَیْنِ
جمعۃ المبارک اور عیدوں میں حاضر نہ چھوڑ۔
- وَاعْلَمْ اَنَّ مَا اَصَابَكَ لَمْ یَکُنْ لِّیُخْطِئَكَ وَمَا اَخْطَائَكَ لَمْ یَکُنْ لِّیُصِیْبَكَ
(یقینی طور پر) جان لے کہ جو تکلیف اور راحت تجھے پہنچی وہ (تیرے) مقدر میں تھی وہ ٹلنے والی نہیں تھی اور جو تجھے نہیں پہنچا وہ کسی طرح بھی پہنچنے والا نہیں تھا۔
- وَلَا تَدَعْ قِرَآءَۃَ الْقُرَانِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ
اور قرآن مجید کی تلاوت کسی حال میں بھی نہ چھوڑ۔

(رواہ الحافظ ابو القاسم بن عبدالرحمٰن بن محمد بن اسحاق بن مندہ والحافظ ابوالحسن علی بن ابی قاسم بن بابویہ الرازی فی الاربعین وابن عساکر والرافعی عن سلمان)

فائدہ:

دیو بند مکتبہ فکر کے شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب نے لکھا ہے کہ کنز العمال میں قدمائے محدثین کی ایک جماعت کی طرف اس کا انتساب کیا ہے۔ (تبلیغی نصاب، فضائل اعمال، فضائل قرآن ص ۸۴)

فائدہ:

یہ اربعین مبارکہ نہایت ہی مختصر ہے اسے یاد کرنا انتہائی آسان ہے مدرسین اور اساتذہ کرام سے التماس ہے کہ کم ازکم یہ اربعین مبارکہ بچوں کے لیے حفظ کرنا آسان ہے اس لیے قرآن مجید پڑھانے والے ذرا سی محنت کر کے بچوں کو یہ اربعین یاد کروا سکتے ہیں اساتذہ کرام تھوڑی سے محنت کر کے اجرِ عظیم حاصل کریں۔ یہی رسالہ پاکٹ سائز میں اشاعت کے آخری مراحل میں ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ دینی خدمات کے سلسلے میں مستعد فرمائے آمین ثم آمین۔

فائدہ:

یہ حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمایئے اور نبی کریم رؤف الرحیم کے علوم غیبیہ کا اندازہ بھی کر لیجیے۔ اس میں مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کا بھی منظر بڑے پیارے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ تفصیلات کے لیے تصانیف اہل سنت و جماعت خصوصاً فیض ملت، فقیہ ملت شیخ القرآن والتفسیر۔ حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف غایۃ المامول فی علم الرسول ملاحظہ فرمایئے اس تصنیف لطیف کے حصول کے لیے مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ سیرانی مسجد بہاول پور اور سیرانی کتب خانہ سیرانی روڈ سیرانی مسجد بہاول پور سے رابطہ کیجیے۔

فائدہ:

جب چالیس احادیث حفظ کرنے اور مخلوق اور مخلوق خدا تک پہنچانے کے اجر کا یہ حال ہے تو جنھوں نے ہزاروں احادیث کی حفاظت کی۔ ایسی حفاظت کی کہ انشاء اللہ قیامت تک محدثین اور واعظین کا فیضان جاری رہے گا۔ انھیں کتنا اجر ملے گا۔ خواجہ صاحب کے ملفوظ شریف کا مطلب عرض کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی دینی علوم کو حاصل کرنے والے طلباء کے قیام و طعام وغیرہ بندوبست بہترین طریقہ سے کیا مثلاً حضرت علامہ سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ کو ملاحظہ فرمایئے۔ مگر بدبختی کا تاج طلب کرنے والے نے بدبختی کا تاج سجالیا۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ پہ خودکش حملہ کیا۔ اسی طرح پچھلے دنوں میں یہ خبر بھی کانوں سے ٹکرائی ہے کہ حضرت علامہ حامد سعید کاظمی شاہ صاحب مدظلہ العالی پہ بھی حملہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ علمائے اسلام کو نظرِ بد سے محفوظ و مامون فرمائے آمین۔

علمائے کرام کے خلاف جہلاء کی چیں بہ چیں کی تردید کے لیے الفقیر القادری ابو احمد اویسی کی تصنیف لطیف فیضان الفرید شرح دیوان بابا فرید کا مطالعہ نہایت مفید رہے گا۔

وعظ کہنا برا کام نہیں:

بہر حال حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ملفوظ شریف کا مطلب پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ یہاں یہ سمجھ لیجیے کہ دین متین کی خدمت کے لیے وعظ کہنا دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ آخرت میں مقامات علیا کے حصول کا سبب ہے۔ مخلوق خدا کی رہنمائی کا سبب ہے۔ وعظ کہنا انبیاء کرام کا خاصہ رہا ہے۔ اس پہ قرآن مجید رب کائنات کا لافانی کلام شاہد ہے۔ قرآن مجید میں بار بار انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مواعظِ حسنہ کا بیان ہے۔ اگر واعظ ہونا برا ہوتا تو انبیائے کرام اپنے مشن کی تکمیل کے لیے واعظانہ صلاحیتوں کو بروئے کار نہ لاتے۔ انبیائے کرام صحابہ کرام، اولیائے کرام اور علمائے ربانیین کا واعظانہ مسند پہ متمکن ہونا اس

امر کی واضح دلیل ہے کہ یہ ایک عظیم سعادت ہے۔
واعظ کے وعظ کہنے کی بناء پر کسی اللہ تعالیٰ کے بندے کو راہِ حق کی طرف رغبت پیدا ہو جائے اور وہ صراطِ مستقیم پہ گامزن ہو جائے تو واعظ کے لئے بھی سعادتِ دارین کا سبب ہے۔

بے عملی:

یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کے اس ملفوظ شریف میں بے عمل واعظین کی بے عملی کو واضح کیا گیا ہو کہ بے عمل مفتی اور واعظ میں نہیں بننا چاہتا۔ جو محض دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔ مجھے تو اپنے ہی مشاغل سے فرصت نہیں۔ جن میں مشغول ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمایا ہے اور اسی کی عبادت میں ہمہ وقت مصروف ہوں۔ اس سے غفلت مجھے پسند نہیں۔

------☆☆☆------

زہد و ورع میں کمال

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آدمی زہد و ورع میں اس قت کمال حاصل کرتا ہے۔ جب وہ سمجھ لیتا ہے کہ اس نے اپنی خواہشات پر قابو پالیا ہے اور ساری دنیا کو گویا مار دیا ہے۔ (لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ صفحہ: ۱۲۸)

فائدہ:

اسی طرح آپ کا یہ قول مبارک عبدالرحمٰن شوق صاحب نے یوں بیان فرمایا ہے کہ:
''کوئی انسان اس وقت تک کمال تقویٰ اور ورع نہیں پاتا جب تک یوں نہ سمجھ لے کہ یعنی گویا تمام مخلوق کو مار ڈالا ہے۔
(سوانح حیات مع شرح حضرت خواجہ اویس قرنی صفحہ ۸۴)

شرح:

آپ کے اس قول مبارک کا مطلب یہ ہے کہ آدمی زہد و ورع بڑا ہی مشکل حاصل کر سکتا ہے۔ بظاہر تو محسوس ہوتا ہے کہ زہد اختیار کرنا اور ورع کو اپنانا آسان ہے مشکل نہیں۔ بظاہر آسان نظر آنے والے بعض امور اتنے آسان نہیں ہوتے جتنے آسان محسوس ہوتے ہیں۔ ایسے ہی اُمور میں سے تقویٰ اور ورع کو بھی سمجھ لیجیے۔

زہد کے متعلق تو کچھ نہ کچھ تفصیلات بیان ہو چکی ہیں اور ورع کے متعلق حضرت یحییٰ بن معاذ رازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ ورع کے لفظی معنی تو یہ ہیں کہ انسان اپنے اعمال میں بجز تعمیل اوامر کسی قسم کی جنبش نہ کرے اور حقیقی معنے یہ ہیں کہ انسان کے دل میں ماسوی اللہ کسی قسم کے دنیاوی خیالات نہ آئیں (سوانح حیات حضرت خواجہ اویس قرنی صفحہ: ۸۴)

موتوا قبل انت موتوا:

گویا آپ کے اس فرمان ذیشان کا مطلب ہوا کہ ماسوی اللہ کے سب سے منہ موڑ لے صرف وحدہٗ لاشریک سے تعلق جوڑ لے، دنیا و مافیہا سب کچھ سے تعلق توڑ لے۔ ایک روایت مبارکہ بکثرت بزرگان دین سے مروی ہے کہ موتوا قبل انت

موتوا یعنی مرنے سے پہلے مرجاؤ۔

یعنی اپنی میں کے لحاظ سے مرجاؤ۔ یعنی اپنی میں کو موت کے گھاٹ اُتار دو۔ میں کی غفلت ختم کر دو محبوب حقیقی کی یاد کا چراغ ہمہ وقت جلاؤ۔ اس چراغ کے نور سے اپنا باطن منور کر لیجیے۔ ایک لمحہ بھی غفلت کا شکار نہ ہونا۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

ے جو دم غافل سو دم کافر مرشد ایہہ فرمایا ہو
مرشد سوہنی کیتی باہو، پل وچ جا پہنچایا ہو

(میں نے حصول معرفت کے لیے محض دائمی ذکر ذات اختیار کیا ہے) مجھے مرشد نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو (ذکر الٰہی سے) غافل ہے (وہی دم ہے معرفت خارج ہو کر) کافر ہو جاتا ہے۔ اے باہو۔ میرے مرشد (کامل) نے کتنا خوب صورت کام کیا ہے کہ (بغیر محنت و ریاضت) ایک پل میں (حضوری ذات ﷺ میں) پہنچا دیا (ابیات باہو معہ ترجمہ و شرح صفحہ:۵۹۲)

عشق سمندر چڑھ گیا فلک تے کتول جہاز کچیوے ہو
عقل فکر دی ڈونڈی نوں چا پہلے پور بوڑ یوے ہو
کڑکن کپڑ پوون لہراں جدو حدت وچ وڑ یوے ہو
جس مرنے تھیں خلقت ڈردی باہو عاشق مرے تاں جیوے ہو

نفس کتے نوں قیما قیم کچیوے:

اس حقیقت کو سلطان العارفین نے ایک اور انداز میں یوں بیان فرمایا ہے

ضروری نفس کتے نوں قیما قیم کچیوے ہو
نال محبت ذکر اللہ دا دم دم پیا پڑھیوے ہو
ذکر کنوں رب حاصل تھیندا ذاتوں ذات دسیوے ہو
دو ہیں جہان غلام تنہاندے باہو جنہاں ذات لبھیوے ہو

ایهه نفس نه مارین:

دل بازار تے منہ دروازہ، سینہ شہر ڈسیندا ہو
روح سوداگر نفس ہے راہزن جہڑا حق دا راہ دیندا ہو
جاں توڑی ایہہ نفس نہ ماریں تاں ایہہ وقت کھڑیندا ہو
کردا ہے زایا ویلا باہو جان نوں تک مریندا ہو

ایک اور انداز سے بیان:

جاں تائیں خودی کریں خودنفسوں تاں تائیں رب نہ پانویں ہو
شرط فنانوں جانیں ناہیں تے نام فقیر رکھاویں ہو

موئے باجھ نہ سوہندی الفی اینویں گل وچ پانویں ہو
نام فقیر تد سوہندی باہو جد جیو ندیاں مرجاویں ہو

فائدہ:

جب انسان اپنے آپ کواور اپنی تمام خواہشات ترک کردیتا ہے تو مرنے سے پہلے "فقیر کا پہلا مرتبہ موتوا قبل انت موتو مرنے سے پہلے مرجاؤ" ہے اسم اللہ ذات کی توحید کے تصور سے اپنی موت کے تصور سے اپنی موت کے احوال و مقامات کو دیکھ سکتا ہے۔

گفتم آخر غرق تست ایں عقل و جان
گفت رو رو برمن ایں افسوں مخواں

(ابیات باہو معہ ترجمہ وشرح صفحہ: ۲۷۷ بحوالہ مفتاح)

فائدہ:

یاد رکھیے کہ خودی انسان کو تباہی کی دلدل میں پھنسا دیتی ہے حق تعالیٰ سے دوری کا سبب ہے۔ تکبر اور خودی کو اپنے وجود سے نکال باہر کر، نفس امارہ اور شیطان کے چنگل سے آزادی حاصل کر کے اپنے وجود پہ محض حق تعالیٰ اور محبوب کریم ﷺ کے فرمان ذیشان کی حکمرانی لازم کر کے دنیا و مافیہا، نفس امارہ اور شیطان کی تقلید سے اپنے آپ کو بچا کر اپنے آپ کو اس طرح کر لے جیسے تو زندہ ہی نہیں بلکہ مردہ ہے۔ جیسے مردہ کسی بھی قسم کی حرکت نہیں کرسکتا۔ ایسے ہی تیرا وجود بھی اطاعت حق کے سوا کسی قسم کی حرکت نہ کر سکے۔ اس سلسلے میں خواہ شیطان اور تیرا نفس تجھ پر لاکھ حربے استعمال کرے۔ لاکھوں داؤ پیچ چلائے۔ مگر تیرا وجود گناہوں کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ جیسے مردہ اس کے سامنے جیسے بھی خواہ جو کچھ بھی پیش کیا جائے۔ اس میں کسی قسم کی حرکت پیدا نہیں ہوتی۔ وہ اپنی حالت اسی طرح برقرار رکھتا ہے۔ اس میں کسی بھی قسم کی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی اسی طرح تو بھی اس دنیا و مافیہا سرکش نفس امارہ اور شیطان اور شیطانی امور کے متعلق اپنے آپ کو کر لے۔ اپنے وجود کو موت سے پہلے مار لے۔ اگر تو ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو سمجھ لے کہ تجھے حقیقی کامیابی حاصل ہو گئی۔

اس سلسلے میں مرشد کامل کی طرف رجوع اختیار کر تو جلد ہی وصال حق حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

"جو صادق طالب کامل مرشد کی طرف رجوع کرتا ہے تو ایک لحظہ میں وصال کو پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ بندے اور اللہ تعالیٰ کے مابین کوئی دیوار یا پہاڑ نہیں جو کچھ ہے خودی ہے۔ جو خودی کو چھوڑ دے وہ خدا رسیدہ ہو جاتا ہے۔

(ابیات باہو معہ ترجمہ وشرح صفحہ: ۲۷۶ بحوالہ محکم الفقراء اُردو ترجمہ)

خود کا ترک کیسے؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیفیت کیسے حاصل ہو اس سلسلے میں یوں سمجھ لیجیے کہ خود کو چھوڑنے والا خدا رسیدہ ہوتا ہے۔ یعنی نفس امارہ کی طاعت چھوڑ دینے والا عرفان حق کی منزل سر کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اس لیے نفس امارہ کے متعلقات کی طرف متوجہ ہو کر نفس امارہ کی اطاعت سے منہ موڑ لے وحدہٗ لاشریک سے تعلق محکم جوڑ لے۔ اوامر و نواہی کے مطابق اپنی حیات

مستعار کے لمحات گزارے تو انشاء اللہ کامیابی حاصل ہوگی۔

نفس سے جھگڑا:

بنی اسرائیل میں ایک زاہد تھا۔ جس نے ستر سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ ستر سال بعد اسے کوئی ضرورت پیش آئی۔ وہ حاجت اللہ تعالیٰ سے طلب کی۔ لیکن روانہ ہوئی۔ بعد ازاں ایک گوشے میں جا کر نفس سے جھگڑنا شروع کیا کہ اے نفس تو نے ستر سال اللہ کی عبادت کی۔ بے شک تیری عبادت میں اخلاص نہ ہوگا۔ اگر اخلاص ہوتا تو ضرور حاجت پوری ہو جاتی۔ جب وہ اپنے نفس سے جھگڑ رہا تھا۔ تو پیغمبر وقت کو حکم ہوا کہ اس زاہد سے کہو تیرا نفس کے ساتھ جھگڑا اس ستر سالہ عبادت سے بڑھ کر ہے۔

(ابیات باہو معہ ترجمہ شرح صفحہ: ۲۷۶ بحوالہ الفوائد صفحہ: ۱۱۴)

فائدہ:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس ملفوظ شریف میں یہی کچھ بیان فرمایا ہے کہ آدمی زہد و ورع میں اس وقت کمال حاصل کرتا ہے۔ جب وہ سمجھ لیتا ہے کہ اس نے اپنی خواہشات (نفسانی) پر قابو پالیا ہے۔ اب اس کا نفس امارہ شتر بے مہار نہیں رہا۔ اب اس کا نفس راہ حق سے ورغلا کر گمراہی کی دلدل میں پھنسا نہیں سکتا۔ مگر یہ سب کچھ اس وقت حاصل ہوتا ہے۔ جب دنیا و مافیہا سے ہر طرح تعلق کاٹ لیتا ہے۔ بس یہی موتوا قبل انت موتوا ہے۔

اس قول مبارک کی شرح مولانا سید محمود شیخائی قادری نے یوں بیان فرمائی ہے کہ تمام مخلوق کو اپنا دشمن سمجھنا یوں ہے۔ کہ اپنے دل میں یہ تصور کرے کہ میں نے چونکہ دنیا کی مخلوق کو مار ڈالا ہے۔ اس لیے دنیادار میرے سخت دشمن ہیں۔ لہٰذا دشمنوں سے الگ ہو کر ہی ایک انسان ان کی دشمنی سے بچ سکتا ہے۔ (سوانح حیات مع شرح حضرت خواجہ اویس قرنی صفحہ: ۸۴)

فائدہ:

چونکہ دشمن جب بظاہر دوستی بھی اختیار کرنا چاہتا ہے۔ جیسے شیطان انسان کو کیسے کیسے سبز باغ دکھاتا ہے۔ مگر اس کی حقیقت کیا ہوتی ہے۔ اس لیے اپنی خواہشات پہ قابو پانا چاہیے۔

حکایت:

ایک دفعہ الفقیر القادری ابو احمد اویسی مجددی بہ حاضرہ فیض ملت حضرت علامہ قبلہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا تو متعدد دفعہ بزرگانِ دین کی کتب میں بڑھا تھا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ موتو اقبل انت موتوا کہ مرنے سے پہلے مرجاؤ۔

یہ حدیث مبارکہ قبلہ فیض ملت کی خدمت اقدس میں پیش کر کے عرض کیا کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ کیونکہ ایک طرف حدیث مبارکہ میں یہ بیان ہوا ہے کہ مرنے سے پہلے مرجاؤ جب کہ اپنی موت کے اسباب خود بہم پہنچانے والے کو کہا جاتا ہے کہ یہ خودکشی ہے۔ خودکشی کرنے والے کو قیامت کے دن عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پھر اس کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

فیض ملت نے فرمایا: غلام حسن! اس کا وہ مطلب نہیں جو تم سمجھ رہے ہو۔

عرض کیا: کیا پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ روحانی موت؟

فرمایا: اس کا یہ مطلب بھی نہیں کیونکہ جو روح بن شعور پر مردہ ہو گیا وہ تو دنیا میں بھی بازی ہار گیا اور آخرت میں بھی۔

عرض کیا: پھر اس کا مطلب کیا ہے؟

فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق اپنے وجود کو ڈھال لے۔ تیرا وجود اور تیری میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مد مقابل یوں ہو جائے جیسے مردہ غسال کے سامنے۔ کہ غسل دینے والا اپنی مرضی سے مردے کے جسم کو غسل دیتا ہے۔ مردے کی مرضی کام نہیں کرتی۔ اسی طرح شرعی احکام کے مد مقابل انسان کی مرضی کی کوئی وقعت نہ رہے۔ بس شرعی احکام کے مطابق ہی زندگی گزرے۔ سر مو بھی کمی بیشی نہ ہو۔ بس اپنی آن، اپنی مرضی، اپنی شان سب کچھ ہی دین کے نام کے ساتھ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

☆☆☆

تقویٰ کا مطلب

تقویٰ کا مطلب بیان کرتے ہوئے حضرت اویس رضی اللہ عنہ قرنی نے بیان فرمایا کہ جب تک آدمی یہ نہ سمجھ لے کہ وہ دیگر تمام مخلوق قتل (فنا) کر چکا ہے۔ یعنی جب تک دنیا سے کلی طور پر قطع تعلق نہ کر لے۔ وہ تقویٰ (پرہیزگاری) میں کامل نہیں ہو سکتا۔

(ذکر اویس صفحہ: ۲۰۲)

فائدہ:

اس ملفوظ مبارک میں تقویٰ کا کمال بیان کیا گیا ہے۔ تقریباً ایسا ہی ملفوظ شریف ایک اور مقام پہ بھی ہے۔ اس شرح میں بھی درج ہوا ہے۔ مگر تھوڑا بہت فرق ہونے کے ناطے یہاں بھی بیان کر دیا ہے۔ اس ملفوظ میں تقویٰ کا کمال یہ بیان ہوا ہے کہ انسان کو چاہیے کہ دنیا سے کلی طور پر قطع تعلق کر لے۔ اگر ایسا کرنے میں کامیاب ہوا تو سمجھ لیجیے کہ وہ تقویٰ کا کمال پانے میں کامیاب ہو گیا ورنہ نہیں۔ اس لیے چاہیے کہ انسان دنیا اور دنیا کی چیز کو اپنا جانی دشمن تصور کرے۔ کسی سے دل نہ لگائے۔ بلکہ یوں سمجھ لے کہ سب کچھ کو قتل کر دیا ہے۔ قتل انسان صرف اس انسان کو کرتا ہے۔ جس سے دشمنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ جو قتل کر دیتا ہے۔ ایک حیثیت سے وہ پہلے اپنے آپ کو قتل کرتا ہے۔ کیونکہ مقدمہ بازی میں اپنی محبوب چیزیں بھی ایک ایک کر کے داؤ پہ لگاتا جاتا ہے۔ کئی اپنے بیگانے ہو جاتے ہیں۔ جس دولت دنیا کی خاطر کرتا ہے۔ وہ بھی چلتی بنتی ہے۔ آہستہ آہستہ اپنے بھی ساتھ چھوڑتے چلے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک کو تنہائی ہوتی ہے۔ وہ بھی جیسے کھا جانے کو دوڑتی ہے۔ گویا ایک حیثیت سے سب دنیوی تعلقات ختم ہوئے رہ جاتے ہیں۔ ایسے ہی انسان کو تقویٰ کے حصول میں کوشش کرنی چاہیے۔

شرح از فیض ملت:

سیدی و مرشدی قبلہ فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر، شیخ الحدیث مفسر اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے اس ملفوظ شریف کی شرح یوں بیان فرمائی ہے کہ

''صوفیائے کرام نے اس قدر مبالغہ برتنے کا سبب یہ بیان فرمایا ہے کہ آدمی کو دنیا سے سخت نفرت ہو جائے اور وہ اس کو اپنا دشمن جانے اور جب ہر شخص اس کو اپنا دشمن جانے گا تو اُس سے کوئی محبت نہ کرے گا نہ کوئی اس سے ملے گا اور اس کی خوشی وغمی میں اس کا شریک نہ ہوں اور وہ بھی لوگوں کے ساتھ اسی طرح سے بے تعلق رہے گا۔ اس وقت وہ مردانِ خدا میں سے ہوگا اور اس کو تقویٰ و پرہیزگاری کی حقیقت معلوم ہوگی۔ (ذکرِ اویس صفحہ:۲۱۲)

فائدہ:

گویا آپ کے اس ملفوظ شریف کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارک کے برعکس کسی امر کی طرف انسان متوجہ نہ ہو۔ اس سلسلے میں اس کی یہی کیفیت ہو جائے جو یہاں بیان ہوئی۔ کیونکہ ملفوظ شریف میں بھی غور وفکر کیجیے اور آپ کا عمل مبارک ملاحظہ فرمائیے کہ عام لوگوں سے آپ دُور بھاگتے رہے تاکہ لوگوں کے میل جول کے باعث حق تعالیٰ سے کہیں غافل نہ ہو جاؤں۔ مگر اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت ہر حال میں کرتے رہے۔ اللہ کے بندے جو آپ کو ڈھونڈتے ہوئے آپ کے پاس پہنچ گئے وہ دنیا کی حقیقت سے واقفیت بھی رکھتے تھے اور حق تعالیٰ کے فرائض کو اپناتے ہوئے بھی تھے یعنی وہ غفلت کا شکار نہ ہوتے اُنھیں مایوس بھی نہیں کیا بلکہ ان سے ملاقات بھی کی۔ یہ نہیں کہ آتے ہی اُنھیں بھگا دیا کہ جاؤ بھاگ جاؤ۔ ایسا نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ آپ ایسی ملاقات سے دُور رہے جو غفلت کا سبب بن سکتی تھی۔

تقویٰ کی حقیقت کے متعلق کچھ تفصیلات اسی شرح یعنی فیضان اویس قرنی میں بیان ہوئی ہیں اور الفقیر ابواحمد اویسی کی تصنیف فیضان الفرید میں ملاحظہ فرمائیے۔ یہاں تقویٰ کے چند فوائد ملاحظہ فرمائیے اور تقویٰ کی چند علامات تاکہ فوائد ملاحظہ کرنے سے تقویٰ اپنانے کی رغبت پیدا ہو اور تقویٰ کی علامت معلوم کرکے اُنھیں اپنانے کی کوشش کی جائے۔

تقویٰ کے فوائد:

حقیقت یہ ہے کہ تقویٰ نہایت ضروری چیز ہے۔

- قرآن مجید میں ہے کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ تم میں سے اللہ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔
- ایک جگہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا یعنی اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔
- ایک جگہ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اسے ہر مصیبت سے چھٹکارہ عطا فرمائے گا۔ اور اس طرح اس کو رزق دے گا کہ جو اس کے خیال میں بھی نہ آئے گا۔

فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ اور پرہیزگاری دین و دنیا میں کام آنے والی چیز ہے۔ تفسیر کبیر نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ لوگوں میں اس کی عزت ہو وہ اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری اختیار کرے۔ (حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بوستان میں فرمایا ہے۔

تو ہم گردن از حکم و اور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

یعنی تو حق تعالیٰ کے حکم سے منہ نہ موڑ تو تیرے حکم سے کوئی چیز بھی سرنہ پھیرے گی۔ بعض اولیاء اللہ کو دیکھا گیا کہ جانور شیر وغیرہ ان کی اطاعت کرتے ہیں کیوں؟ اس لیے کہ وہ اللہ کے سچے فرمانبردار ہیں۔ (تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ ۱۰۹۔۱۱۰)

فائدہ:

اس سلسلے میں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خشک دریا میں خط ڈلوانا اور دریا کا جاری ہونا۔

عدل سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک راہ سے گزر رہے تھے۔ چھاچھ بیچنے والی راہ میں کھڑی رو رہی تھی۔ اس نے کہا: کیا یہ جائز ہے کہ تیرے عہد میں زمین میری چھاچھ پی جائے؟

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اے زمین! اس بڑھیا کی چھاچھ دے دے۔ ورنہ اسی ذرے سے تیری خبر لوں گا۔ آپ ابھی یہ بات اچھی طرح کہنے بھی نہ پائے تھے کہ زمین پھٹ گئی اور اس میں سے ساری چھاچھ باہر آ گئی۔ جسے اس چھاچھ بیچنے والی نے برتن میں ڈال لیا۔ (راحت القلوب فصل ۱۱ صفحہ: ۵۵ ہشت بہشت۔ حیات الفرید ۱۹۷)

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت:

حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک قطعہ زمین تھی بدنیتی سے ایک شخص نے اس پر دعویٰ کر کے حاکم شہر کے حضور میں مقدمہ دائر کر دیا۔ حاکم شہر نے حضرت کے پاس طلبی کے لیے آدمی بھیجا۔ حضرت مخدوم نے جواب میں کہلا بھیجا کہ اس معاملہ کی تحقیقات مقامی لوگوں سے کر لی جائے۔ سب ہی حقیقت بتا دیں گے۔ حاکم نے توجہ نہ دی اور پھر طلبی کے لیے آدمی بھیجا کہ (محض) توکل سے کام نہیں چلے گا۔ خود حاضر ہوں یا وکیل کے ذریعے ثبوت پیش کریں۔

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات سے کافی تکلیف پہنچی اور غصہ میں فرمایا کہ اس گردن شکستہ کو کہو کہ میرے پاس نہ ثبوت ہے نہ گواہ، اگر اس کی تحقیقات کرنا ہے تو اس سرزمین پر چلا جائے اور خود زمین سے پوچھے کہ وہ کس کی ملکیت ہے۔ وہ زمین جس کی ملکیت ہوگی اللہ تعالیٰ کے حکم سے بتا دے گی۔

حاکم بہت حیران ہوا اور آزمائش کے طور پر اس قطعہ زمین پر جا کھڑا ہوا۔ لوگوں کا بھی ہجوم تھا۔ پہلے اس جھوٹے بے ایمان مدعی نے زمین سے پوچھا کہ اے زمین! بتا تو کس کی ملکیت ہے؟ کوئی آواز نہ آئی۔ تو اس نے پھر پوچھا۔ اسی جگہ حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص بھی کھڑے تھے۔ ان سے خاموش نہ رہا گیا۔ انھوں نے زور سے کہا کہ اے زمین! میرے پیر دستگیر کا حکم ہے کہ تو خدا کے فرمان سے صحیح صحیح بتا دے کہ کس کی زمین ہے؟ یکا یک غیب سے آواز آئی کہ اے نادان! کیا پوچھتا ہے۔ میں مکمل طور پر مخدوم شکر گنج کی زمین ہوں اور عرصہ دراز سے ان کے قبضے میں ہوں اور سچ بات یہ ہے کہ میں ہی کیا اللہ کی ساری زمین مخدوم شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ہے۔ حاکم شہر حیران اور شرمندہ واپس گیا۔ لیکن گھر پہنچ کر جیسے ہی گھوڑے سے اترنے لگا پیر پھسل گیا اور گردن ٹوٹ گئی۔ (سیر الاقطاب صفحہ: ۱۹۴۔ حیات الفرید صفحہ ۱۸۷)

فائدہ:

اس حکایت سے ایک یہ فائدہ بھی حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے اولیائے کرام اور انبیائے کرام کے بے ادبوں کا انجام برا ہوتا ہے۔ وہ دنیا میں بھی برے انجام سے دوچار ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی ان کا انجام نہایت بھیانک ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اس لیے محبوبانِ بارگاہِ حق سے گستاخانہ رویہ ہرگز اختیار نہیں کرنا چاہیے۔

------☆☆☆------

ویکھ لے نظارے اوہناں پروردگار دے

جن اللہ والوں نے حق تعالیٰ اور محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع وفرمانبرداری کی اُنھیں اللہ تعالیٰ نے بے شمار انعامات سے نوازا۔ کیا خوب کسی شاعر نے بیان فرمایا ہے کہ

بن گئے غلام جیہڑے شاہ ابرار دے
ویکھ لے نظارے اوہناں پروردگار دے
کوئی اے اویس تے بلال کوئی علی اے
حسن حسین پیارے کوئی غوث جلی اے

فائدہ:

غالباً اسی لیے کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

نہ بہتر فقیری نہ سلطانی بہتر
محمد دے دردی غلامی بہتر

علامہ اقبال نے بھی اللہ تعالیٰ کے فرمان ذیشان کی ترجمانی اپنے الفاظ میں یوں کی ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

علاماتِ تقویٰ:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے علاماتِ تقویٰ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تقویٰ کی مختلف علامتیں مختلف حضرات سے منقول ہیں۔ جو تفسیر کبیر، عزیزی وغیرہ میں بیان کی گئی ہیں۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ متقی کی پہچان یہ ہے کہ وہ گناہ پر قائم نہ رہے اور اپنی عبادت پر غرور نہ کرے۔ (تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ:۱۱۰)

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ متقی وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں غیر اللہ کو اختیار نہ کرے اور ساری چیزیں اللہ کے قبضے میں جانے۔ (تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ:۱۱۰)

عیوب سے بچنا:

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تقویٰ یہ ہے کہ خلق تیری زبان میں اور ملائکہ تیرے کاموں میں اور پروردگار تیرے دل میں عیب نہ پائے۔ (تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ: ۱۱۰)

بت پرستی سے بچنا اور عبادت میں اخلاص:

ابن ابی حاتم معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ آدمیوں کو قیامت کے دن ایک بڑے میدان میں قید کر دیں گے۔ پھر ایک منادی ندا کرے گا کہ متقین کہاں ہیں۔ اس آواز کے سننے سے متقی اٹھیں گے اور بیچ سایہ پروردگار کے متصل مقام تجلی الٰہی کے ہوں گے۔ اس طرح پر کہ شان اس تجلی کی ایک لمحہ ان سے محجوب اور پوشیدہ نہ ہوگی۔

آدمیوں نے پوچھا کہ متقی کون سے فرقے ہیں؟

حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ انھوں نے انواع شرک اور بت پرستی سے آپ کو بچایا ہے اور عبادتوں اپنی کو خالص واسطے خدا کے کیا۔ (تفسیر عزیزی اردو ترجمہ جلد اول صفحہ ۱۶۶۔۱۶۵)

مباح چیزوں کا ترک کرنا:

حضرت امام احمد، ترمذی اور معتبر محدثین نے عطیہ سعدی سے کہ (آپ) صحابی ہیں روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ بندہ ساتھ اس درجہ کے نہیں پہنچا ہے کہ متقیوں سے شمار کیا جائے۔ یہاں تک کہ چھوڑے اور ترک کرے۔ ان چیزوں کو کہ کوئی خطرہ شرعی بھی ان میں نہیں بسبب خوف ہے کہ ان چیزوں کے کرنے سے حرام سرزد ہو جائے۔
(تفسیر عزیزی اردو ترجمہ جلد اول صفحہ ۱۶۶)

تقویٰ کی عجیب مثال:

ایک دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے تقویٰ کے معنی پوچھے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ کیا کبھی ایسے راستہ میں چلا ہے جو کانٹوں سے پُر ہو؟

اس شخص نے عرض کیا: ہاں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ایسے راستہ میں تو کس طرح (سفر کرتے ہوئے) کرتا تھا۔ عرض کیا: جس جگہ میں کانٹا دیکھتا تھا۔ اس سے ایک طرف کو ہو جاتا تھا اور راستہ دوسرا لے لیتا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہی تقویٰ کی حقیقت ہے۔ اگر مقدمات دین میں بھی ایسی ہی تو احتیاط کرے (تو) البتہ متقی ہو جائے۔ اس روایت کو ابن ابی الدنیا نے کتاب التقویٰ میں بیان کیا ہے۔ (تفسیر عزیزی جلد اول)

فائدہ:

حدیث شریف میں ہے کہ متقی وہ ہے جو شبہ کی چیزوں سے بچے۔

حکایت:

حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس گھڑے تھے۔ غلام نے خبر دی کہ ایک گھڑے سے مرا ہوا چوہا نکلا ہے۔

پوچھا کون سے گھڑے سے۔
عرض کیا: یہ مجھے یاد نہ رہا۔
فرمایا: سب گھڑوں کا گھی پھینک دو۔ (تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ:۱۱۰)

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ:

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے کسی مقروض کے مکان پر قرض کے تقاضے کے لیے گئے۔ سخت دھوپ تھی اور تیز گرمی لیکن اس کی دیوار کے سائے میں نہ کھڑے ہوئے بلکہ دھوپ میں کھڑے رہے۔
کسی نے عرض کیا کہ اے امام دھوپ تیز ہے۔ سائے میں آجایئے۔
فرمایا: میں خوف کرتا ہوں کہ یہ سایہ لینا سود نہ بن جائے۔ (تفسیر نعیمی جلد اول بحوالہ تفسیر روح البیان)

گناہوں سے پرہیز:

حضرت عبداللہ بن مبارک سے ابن ابی الدنیا اپنی کتاب التقویٰ میں لائے ہیں کہ اگر کوئی شخص سو گناہوں سے بچے اور ایک گناہ سے پرہیز نہ کرے (وہ) متقیوں سے شمار نہ ہو (تفسیر عزیزی جلد اول صفحہ:۱۶۶)
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مازالت التقویٰ بالمتقین حتیٰ ترکوا کثیرا من الحلال محافة الحرام یعنی ہمیشہ تقویٰ باقی رہے گا ساتھ متقیوں کے۔ یہاں تک کہ چھوڑیں گے۔ بہت حلالوں کو بسبب خوف حرام کے۔ (تفسیر عزیزی)

تقویٰ کی علامت مثال کے رنگ میں:

عمدۃ المفسرین، فخر المحدثین حضرت علامہ مولانا عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ عون بن عبداللہ سے روایت ہے کہ تمام تقویٰ وہ ہے کہ بندہ ہمیشہ ڈھونڈنے والا تقویٰ کی شرطوں کا رہے۔ اور پروانست اپنی کفایت نہ کرے۔ جیسا کہ نگاہ رکھنے والا صحت کا اور ڈرنے والا بیمار سے، ہمیشہ ڈھونڈنے والا معرفت اسباب مرض کا رہتا ہے اور اوپر وانست اپنی کے کفایت نہیں کرتا۔

تقویٰ کی تین علامات:

حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا کہ اوپر تقویٰ آدمیوں کے تین نشانیوں سے دلیل پکڑی جائے۔
(۱) اول ساتھ توکل اس کے اوپر خدا کے ہر چیز میں کہ آگے اس کے آئے۔
(۲) دوسرے ساتھ حسن رضا کے بیچ اُس چیز کے کہ اس کو عنایت ہوئی۔
(۳) تیسرے ساتھ حسن زہد کے بیچ اس چیز کے کہ اس سے فوت ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کی محبت اور استطاعت:

ایک شخص نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا معلم الخیر! مجھ کو نشان دے (مجھے نشانی بتایئے کہ وہ) متقی کیونکر ہو سکے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: (یہ) امر بہت آسان ہے۔اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کی محبت بجالا اور بقدر قوت استطاعت اپنی کے اس کے لیے عمل کر اور اپنے ہم جنس پر ایسی رحمت فرما کہ جیسی تو اپنی جان پر رحمت کرے۔

اس شخص نے عرض کیا: میری ہم جنس کون ہے؟

فرمایا: تمام بنی آدم اور جو چیز تجھے خوش نہ آوے کہ میرے ساتھ کی جائے تو وہ چیز اور کے ساتھ مت کر۔ اگر یہ سب کام کرے تو حق تقویٰ کا بجالائے۔ (تفسیر عزیزی)

کمال تقویٰ:

سہم بن منجاف سے لائے ہیں کہ کمال تقویٰ وہ ہے کہ تیری زبان ہمیشہ ذکر حق سے تر ہو۔

تقویٰ کی ابتداء اور انتہا:

حضرت عون بن عبداللہ سے لائے ہیں کہ ابتداء تقویٰ کا حسن نیت ہے اور انتہا تقویٰ کی توفیق اور بندہ نے تیئں درمیان ابتداء اور انتہا کے بہت ہلاکت کی جگہ اور شبہے بہت در پیش آتے ہیں اور نفس ایک طرف سے اپنی طرف کھینچتا ہے اور شیطان کہ مکار ہے کہ ایک آن غفلت نہیں رکھتا ہے۔

نفس کا محاسبہ:

ابن ابی شیبہ اور ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں میمون بن مہران سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی شخص اس وقت تک متقین کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے نفس کا سخت محاسبہ کرتا رہے۔ جیسے کوئی اپنے شریک کے ساتھ محاسبہ کرتا ہے تاکہ جانے کہ کھانا میرا کہاں ہے اور پہننا میرا کہاں سے اور حلال سے (ہے) یا حرام سے (تفسیر عزیزی)

ایک حکیم کا قول:

عبدالملک بن مروان کے دور میں اس کے پاس اس دور کے حکیموں میں سے ایک شخص آیا۔ عبدالملک نے اس سے پوچھا کہ متقی کا وصف کیا ہے؟

اس حکیم نے جواب دیا:

(۱) متقی وہ ہے جو خلقت کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کو اختیار کرے۔

(۲) دُنیا کو چھوڑ کر آخرت کو اختیار کرے۔

(۳) مطلبوں اور خواہشوں سے ہاتھ دھویا ہو۔

(۴) دل کی آنکھ سے روح کے بلند مراتب دیکھ کر ان مراتب کی طرف متوجہ ہو۔

(۵) دوسرے آدمی سوئے رہتے ہیں اور وہ ترقی کے غم میں بیدار رہتا ہے۔

(۶) شفا اس کی قرآن۔

(۷) دوا اس کی حکمت۔

(۸) نصیحت کی بات دنیا کو اس کے بدلے میں پسند نہیں کرتا۔

(۹) اور کوئی لذت اس کے علاوہ نہیں جانتا۔

حاضرین مجلس نے اکثر جو کہ اکثر بڑے بڑے تابعین تھے ان کلمات کو بہت پسند کیا۔ (تفسیر عزیزی جلد اول صفحہ: ۶۸۔۱۶۷)

فائدہ:

الحمدللہ یہاں چند علامات بطور نمونہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ حق تعالیٰ کمال تقویٰ اختیار کرنے کی سعادت عطا فرمائے (آمین)

خلاصہ:

اس ملفوظ شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کے مدمقابل ہر مخلوق سے تعلق ختم کر لینے کا نام تقویٰ ہے۔

------☆☆☆------

سچ بولنے کی فضیلت

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

اگر سچ بولو گے اور نیت وفعل میں بھی صدق رکھو گے تو پھر جوان مرد سمجھے جاؤ گے۔

(سیرت حضرت خواجہ اویس قرنی عاشق رسول صفحہ ۱۳۴)

سانچ کو آنچ نہیں:

ہر حال میں سچ بولنا بڑے دل گردے کا کام ہے۔ جب کبھی کوئی مشکل وقت آتا ہے۔ تو سچ بولنے سے زبان لڑکھڑاہٹ کا شکار ہو جاتی ہے۔ دماغ ماؤف ہو جاتا ہے۔ آنکھوں تلے اندھیرا چھا جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ سچ بولنا حالانکہ ہر حال میں مفید ہوتا ہے۔ گو بظاہر مشکلات سامنے نظر آتی ہیں۔ مگر بندے کا سچ بولنے پہ استقامت اختیار کرنا الجھی ہوئی گتھیاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سلجھ جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

سچ بولنے پہ استقامت اختیار کرنا انسان کے لیے مددومعاون ثابت ہوتا ہے۔ مصائب وآلام کے ٹوٹنے والے پہاڑ بھی انسان کے پائے استقامت میں لرزہ پیدا نہ کر سکیں تو یہی استقامت انسان کے لیے کامیابیوں کا زینہ ثابت ہوتی ہے ہمیشہ صدق اپنانے والا انسان جوان مرد سمجھا جاتا ہے۔

قول وفعل اور نیت کا صدق:

انسان سچے عقائد واعمال اختیار کرے تو اس کی اہمیت ہے جھوٹے عقیدے اور غلط افعال انسان کو راہ حق سے دور لے جاتے ہیں۔ اس لیے ہر لحاظ سے سچے عقائد وافعال اور نیت کا صدق انسان کو کامیابیوں کی چابی دلا دیتا ہے۔ اسی لیے جو انسان عقائد، افعال اور نیت میں ہر حال میں صدق کا دامن نہیں چھوڑتے۔ وہ ہمیشہ کامیابیوں کے ریکارڈ بھی قائم کرتے ہیں۔ لوگوں کی

نظر میں وہ معزز ہوتے ہیں۔ بات بات پر پھر جانے والے، وعدہ کر کے پھر جانے والے۔ جھوٹ پہ اعتماد کرنے والوں کا کوئی اعتبار نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی ان کی عزت کرتا ہے۔ وہ ہر طرف سے اور ہر لحاظ سے زیاں اٹھاتے ہیں

صدق کے متعلق تفصیلات اسی شرح میں دوسرے مقام پر بیان کی گئی ہیں۔

صدق کے فائدے اور جھوٹ کے نقصانات:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے اس قول مبارک میں غور فرمائیے کہ آپ نے اس ملفوظ شریف میں کیسے حقائق سے بیان فرمائے ہیں۔ محمد ایس عادل صاحب نے اسی ملفوظ مبارک کی شرح بیان کرتے ہوئے کیا خوب لکھا ہے۔

''آپ کا قول مبارک بالکل حقیقت ہے کہ جو لوگ ہر حال میں سچ پر قائم رہتے ہیں اور اس معاملے میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو وہ جوان مرد کہلاتے ہیں۔ زمانہ شناس لوگ ان کو عزت وقدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان کے مرتبہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جھوٹے کی کوئی بھی عزت نہیں کرتا اور اسے اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا ہے۔ اس لیے کہ جھوٹ بولنا تو ہمارے پیارے پیغمبر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ناپسند فرمایا ہے اور اس کی سختی سے ممانعت فرمائی ہے۔

(سیرت حضرت خواجہ اویس قرنی عاشق رسول بخاری شریف اور مسلم شریف میں تاجدار مدینہ)

فضیلت صدق:

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ۔

''سچائی کو لازم کر لو۔ کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔ آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق (سچا) لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو۔ کیونکہ جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کی راہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

فائدہ:

اسی لیے ہمیں ہمیشہ صدق اپنا کر جنت کے راستے کی طرف گامزن ہونا اور جہنم سے نجات حاصل کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔ سچے کی عزت اس دنیا میں بھی ہوتی ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ تعالیٰ بھی سچے کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہے اور اللہ تعالیٰ بھی سچے کی عزت کرتا ہے۔ سچے کی قدر اس دنیا فانی میں بھی ہوتی ہے اور انشاء اللہ قبر وحشر میں بھی سچے کی عزت وقدر ہوگی۔ انسان کے لیے یہ مزید فائدہ ہے جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس ملفوظ میں بیان فرمایا ہے کہ سچا انسان جوان مرد سمجھا جاتا ہے۔ اس سے مراد محض دنیا کی زندگی تک ہی محدود نہیں بلکہ انشاء اللہ قبر وحشر میں بھی ایسے انداز سے سچے کو میسر آئیں گے کہ انسانی عقل سوچنے سے بھی قاصر ہے۔

ایک طرف منہ کر:

کتاب جامع المتفرقات کے حوالے سے فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر شیخ الحدیث کے مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی نے یہ قول نقل فرمایا ہے کہ حکماء نے جو سب سے اچھی بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ ایک کی طرف منہ کر کیونکہ بہت سوں

کی طرف منہ کرنے سے یہی بہتر ہے۔(ذکر اویس صفحہ:۲۲۲)

شرح از فیض ملت:

اس ملفوظ مبارک کی شرح شب وروز محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین متین کی خدمت میں مصروف رہنے والے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے غلام کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین متین کی خدمت میں مصروف رہنے والے خادم خادمانِ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم، دین متین کی خدمت میں مصروف ہزاروں کتابیں تصنیف کرنے والے مجدد دورِ حاضرہ قبلہ فیض ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کے قلم حق ترجمان کا فیضان ملاحظہ فرمائیے۔آپ بیان فرماتے ہیں کہ۔

یہ قول کتاب جامع المتفرقات میں لکھا ہے۔ممکن ہے کہ حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ نے حکماء کا یہ قول اپنی حالت کے مطابق پاکر پسند فرمایا ہو اور آپ پر یہ قول صادق بھی آتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا سے ایسا بے نیا کر دیا تھا کہ ان کو دنیا کی کسی چیز کی حاجت نہ رہی تھی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی کے بارے میں فرمایا ہے۔

حدیث:

مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ

یعنی جو شخص مخلوق سے قطعی منہ پھیر لیتا ہے اور بالکل طالب مولیٰ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے کام آسان کر دیتا ہے۔

حدیث:

تعرف اور شرح تعرف میں ہے کہ فرمایا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی اپنے اندوہ وافکار کی فکر سمجھتا ہے اور وہ فکر اُس جہان کی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام فکروں کو دُور کر دیتا ہے یعنی جو شخص ظاہر و باطن میں عقبی ہی کی فکر میں رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس جہان کے فکروں سے فارغ کر دیتا ہے اور اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے کہ کوئی مالک اپنے غلام کو کسی کام کے واسطے حکم دیتا ہے اور جانتے ہوئے کہ وہ اپنے کام میں مشغول ہو جائے گا اور اس کے کام کو انجام نہ دے گا۔اُس سے کہہ دیتا ہے کہ تو اپنی تمام تر توجہ میرے ہی کام میں صرف کر کے اس کو پورا کر دیجیو اپنی ضرورت کی فکر نہ کیجیو۔اُن کو میں پورا کروں گا۔

لیکن جسے جستجو نہیں رہتی ہو اور اس کے خیالات پراگندہ رہتے ہوں۔اللہ تعالیٰ بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ کس وادی میں گر کر ہلاک ہوتا ہے۔

وادی نفس میں یا وادی شیطان یا وادی دنیا یا وادی مخلوق میں کیونکہ پراگندگی کی اصل چار وادیاں ہیں (ذکر اویس صفحہ: ۲۲۰_۲۲۱)

فائدہ:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس ملفوظ شریف میں واضح فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جا۔اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے رخ موڑ کیونکہ وحدہٗ لاشریک ہی تیرا خالق و مالک ہے،وہی تیرا خالق ہے وہی تیرا رب ہے تیرے رزق کا بھی ذمہ اسی نے لیے ہے وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِین وہی تیرا رب ہے۔

الحمدللّٰہ رب العالیمن

وہی تمام جہانوں کا رب ہے اور یوم آخرت کا بھی مالک ہے

مالك يوم الدين

یوم آخرت کا مالک

اس لیے صرف اسی کی عبادت کر اسی کی طرف توجہ کر کیونکہ اس نے تمام جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے۔

وماخلقت الجن والانس الا ليعبدون

انسان اور جن اپنی عبادت کے لیے پیدا کیے ہیں۔

اس لیے صرف اسی ایک کی طرف ہی منہ کر کے، اسی ایک ہی کی عبادت میں مشغول ہو جا۔ باقی بہت سوں سے منہ پھیر لے۔ یہی تیرے لیے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ نیز دنیا میں بھی قبر وحشر میں بھی میزان عمل کے وقت اور پل صراط سے گزرتے ہوئے ہر وقت اور ہر مشکل گھڑی میں تیرے لیے بہتر اور مفید ہے بہتر اور مفید کے مدمقابل امور سے بچ جا۔ اسی میں تیری فلاح ہے۔

------☆☆☆------

کیفیت وحدت کا حصول

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جب تک کسی کے دل میں شیطان کی محبت ہو اور اس کے سینہ میں نفس غالب ہو اور دنیا و آخرت کا فکر ہو اور لوگوں کا اندیشہ ہو۔ اس قت تک اس کو کیفیت وحدت حاصل نہیں ہوتی۔ (سیرت حضرت خواجہ اویس قرنی عاشق رسول صفحہ:۱۶۲)

فائدہ :

اس ملفوظ شریف سے چند فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) جو شخص کیفیت وحدت کا متمنی ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے دل کی کوٹھڑی کو حق تعالیٰ کے لیے صاف رکھے۔ دل تک شیطان کو نہ پہنچنے دے اور شیطان کی محبت کو دل سے کھرچ کھرچ کر باہر نکال دے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ شیطان کی محبت دل میں داخل نہ ہونے دے۔ کیونکہ دل میں شیطان کی محبت ہوگی۔ اسے کیفیت وحدت حاصل نہیں ہوگی۔

(۲) شیطان کی محبت کی طرح سینہ میں نفس کا غلبہ بھی نہ ہونے دے کیونکہ نفس امارہ کا غلبہ بھی انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتا۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ اسی طرح نفس امارہ انسان کو نہ دنیا میں پہنچنے دیتا اور نہ ہی آخرت میں۔ بلکہ دنیا میں بھی دکھوں اور تکلیفوں کا سبب بنتا ہے اور قبر وحشر میں بھی نقصان کا باعث بنتا ہے۔ نیز کیفیتِ وحدت کے حصول میں بھی راستے کا پتھر ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے نفس کو غالب نہ ہونے دے۔

(۳) دنیا و آخرت کی فکر بھی کیفیت وحدت کے حصول میں رکاوٹ بنتی ہے۔

(۴) دل میں لوگوں کا اندیشہ بھی نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ دل لوگوں کے اندیشوں میں مستغرق ہو کر منتشر ہو جاتا ہے۔ جو کیفیت وحدت پیدا ہی نہیں ہونے دیتا۔

السّلامة فی الواحدة

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَۃِ یعنی سلامتی وحدت یعنی تنہائی میں ہے۔ اس واسطے کہ دل اس آدمی کا تنہا ہو غیر کے اندیشہ سے چھٹا ہوا ہوتا ہے اور اپنے جمیع احوال میں خلق سے اُمید ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی جملہ آفت سے سلامتی پاتا ہے۔ اس میں ان سب کی طرف سے رک جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ تن تنہا رہنے کا نام وحدت ہے تو یہ محال ہے کیونکہ جب تک شیطان کی کسی دل پر صحبت ہو اور نفس کی اس کے سینہ کے اندر بادشاہت ہو اور جب تک دنیا و عقبیٰ کی فکر لاحق ہووے اور اندیشہ خلق کا اس کے سر میں گزر ہووے۔ جب تک وحدت حاصل نہیں ہوتی۔ اس واسطے کہ خواہ ذات کے ساتھ آرام ہو خواہ اس کی فکر میں دونوں ایک ہوں۔ پس وہ شخص کہ وحید ہو اگر چہ صحبت کرے۔ صحبت اس کی وحدت کی مزاحم نہ ہو اور وہ کہ مشغول ہو۔ عزلت اس کی فراغت کا سبب نہ ہو اور انس سے انقطاع سوائے انس کے نہ ہو۔ پس جس کسی کو کہ حق کے ساتھ انس ہو۔ مخالطت اس کی انس کو نقصان نہ دے اور اس کو کہ مؤانست انس سے ہو۔ انس کا اس کے دل پر گزر نہ ہو۔ اس کو حق کے انس سے خبر نہ ہو کہ کیونکہ وحدت صفت عبد صافی کی ہے۔ (کشف المحجوب شریف اُردو ترجمہ باب ۱۰ ذکر اویس قرنی رضی اللہ عنہ)

فائدہ :

وحدت ایک عظیم مقام ہے۔ اس سلسلے میں اپنے دل کی حفاظت کرنی چاہیے۔ جب تک کسی کے دل میں شیطان کی محبت ہو اور اس کے سینے میں نفس غالب ہو اور دنیا و آخرت کی فکر لاحق ہو اور لوگوں کا اندیشہ ہو اس وقت تک یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ایسے امور سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اپنا دل حق تعالیٰ کے لیے صاف کرے۔

اس سلسلے میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ حق تعالیٰ ہمیں ایسے بزرگوں کے نقش قدم اپنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

نوٹ :

آپ کے ملفوظات مبارک مزید بھی ہیں۔ جو کہ متفرق کتب میں بکھرے ہوئے ہیں۔ حق تعالیٰ آپ کے ملفوظات مبارک سمجھنے اور ان کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین فقط طالب دُعا۔ (الفقیر القادری ابو احمد اویسی)

------☆☆☆------

تمام مسلمانوں کے لیے دُعا

حضرت علی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دُعا کے لیے کہا تو آپ نے ارشاد فرمایا
''میری دعا زمین کے مشرق و مغرب کے تمام مرد و زن مسلمانوں کو شامل ہے۔(اشعۃ اللمعات آخر)

مطلب:

آپ کے فرمان ذیشان کا مطلب یہ ہے کہ اے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم! میں جب بھی دعا کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اُمتیوں کے لیے دُعا کرتا ہوں۔ کسی کے لیے خصوصیت سے دُعا نہیں کرتا۔ جو بھی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ ان کا تعلق خواہ عرب سے ہو یا عجم سے، وہ مشرق میں بستے ہوں یا مغرب میں جو مسلمان جہاں بھی رہتا ہے۔ تمام مسلمان مرد و زن (مرد اور عورت) کے لیے دُعا کرتا ہوں، بہمہ وقت میری دُعا میں تمام مسلمان شامل رہتے ہیں۔ اس لیے تمام مسلمانوں میں آپ بھی شامل ہوں گے۔ اس لیے میری دُعا آپ کے لیے بھی ہوگی۔ یعنی جہاں میں بقیہ مؤمنین و مؤمنات کے لیے دُعا کرتا ہوں۔ ان کے ساتھ ساتھ آپ کے لیے بھی دُعا کرتا ہوں۔

دُعا:

دعا چھوٹے کا اپنے بڑے سے اظہار عجز کے ساتھ مانگنا کہلاتا ہے۔ دُعا مانگنا بھی عبادت ہے۔ نہ صرف عبادت بلکہ عبادت کا مغز ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدعاء مع العبادہ یعنی دُعا عبادت کا مغز ہے بعض علماء کرام دُعا کو افضل کہتے ہیں۔ بعض رضاء بالقضاء کو مگر بہتر یہ ہے کہ زبان سے دُعا مانگے اور دل میں رضاء رکھے کہ اگر دُعا قبول نہ ہو تو ملول نہ ہو۔ اس صورت میں دُعا اور رضا دونوں پر عمل ہوگا۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ عمومی حالات میں دُعا مانگنا بہتر ہے کہ اس میں بندگی کا اظہار ہے۔ اسی لیے تمام انبیاء خصوصاً حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعائیں مانگی ہیں۔ مگر بوقت امتحان رضا بالقضاء افضل ہے۔ اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نار نمرود میں جاتے وقت دُعا نہ مانگی بلکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے عرض کرنے پر فرمایا کفانی عن سوالی علمہ بحالی لہٰذا دونوں قسم کے واقعات آپس میں متعارض نہیں۔ (از لمعات مع زیادہ۔ مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ: ۳۱۰)

کسی کی موجودگی میں دُعا:

کسی کی عدم موجودگی میں اس کے لیے کی گئی دُعا کو شرف قبولیت سے نوازا جاتا ہے۔ یعنی بارگاہ حق میں ایسی دُعا خصوصیت سے قبول کی جاتی ہے۔ بلکہ احادیث مبارکہ میں اس کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔ تمام مسلمانوں کے حق میں کی گئی دُعا کو اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازتا ہے۔ کیونکہ یہ دُعا بھی اکثر کی عدم موجودگی میں کی جاتی ہے۔

دُعا کے فضائل:

قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے کہ۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ o اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ
فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ o (پارہ۲سورۃ البقرہ:۱۸۶)

اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں ۔دُعا قبول کرتا ہوں ۔پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو اُنھیں چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔

(ترجمہ کنز الایمان شریف)

فائدہ :

اس میں طالبانِ حق کی طلب مولیٰ کا بیان ہے جنھوں نے عشق الٰہی پر اپنے حوائج کو قربان کر دیا وہ اسی کے طلب گار ہیں۔ اُنھیں قرب و وصال کے مژدہ سے شاد کام فرمایا۔

شان نزول:

ایک جماعت صحابہ نے جذبہ عشق الٰہی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہمارا رب کہاں ہے؟ اس پر نوید قرب سے سرفراز کر کے بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مکاں سے پاک ہے جو چیز کسی سے قرب مکانی رکھتی ہو وہ اس سے دور والے سے ضرور بُعد رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ سب بندوں سے قریب ہے۔مکانی کی یہ شان نہیں منازل قرب میں رسائی بندہ کو اپنی غفلت دور کرنے سے میسر آتی ہے۔

دوست نزدیک تر از من بمن ست
ویں عجب تر کہ من ازوے دورم

(تفسیر خزائن العرفان)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ۔
بعض لوگوں نے حضور سے پوچھا کہ کیا رب ہم سے دور ہے کہ اسے آواز سے پکاریں یا قریب ہے کہ آہستہ عرض کریں۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔یعنی میری رحمت قریب ہے۔اس کی تفسیر وہ آیت ہے اِنَّ رحمت الله قريب من المحسنين
اس میں اشارۃً یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اے محبوب جو تمھارے پاس آ کر مجھے ڈھونڈے تو میں قریب ہوں اور جو تم سے دور رہے تو میں بھی اس سے دور ہوں رب فرماتا ہے جَآءُوْكَ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (تفسیر نور العرفان)

فائدہ:

ابن عساکر نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دُعا سے عاجز نہ آ جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا مجھ سے مانگو میں تمھیں دوں گا صحابہ کرام نے عرض کی ہم نہیں جانتے کہ ہم کب دُعا کریں تو یرشدون تک آیت نازل ہوئی۔(تفسیر مظہری اُردو ترجمہ جلد اوّل ص ۳۱۱۔تفسیر بغوی جلد اوّل ص ۲۲۴)
امام بغوی نے کہا کلبی نے ابو الصالح سے انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا کہ یہودیوں نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بتاؤ ہمارا رب کیسے ہماری دُعائیں سنتا ہے جب کہ تم گمان کرتے ہو کہ ہمارے اور آسمان کے درمیان

پانچ سو سال کی مسافت ہے اور ہر آسمان کی موٹائی بھی اتنی ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ میں کہتا ہوں کہ سائل کو اپنی طرف مضاف کر کے اسے عزت سے نوازنا اس سے مانع ہے کہ سائل یہودی ہو اور سوال کرنے میں سرکشی کرنے والا ہو واللہ اعلم۔
(تفسیر مظہری اُردو ترجمہ شریف جلد اوّل ص ۳۱۱)

حق تعالیٰ کا قرب:

حضرت ابوموسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر حملہ کیا تو لوگ ایک وادی میں جمع ہوئے اور لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کے کلمات کے ساتھ اپنی آوازوں کو بلند کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! اپنی جانوں پر نرمی کرو، تم بہرے اور غائب کو نہیں بلا رہے ہو بلکہ تم سمیع اور قریب کو بلا رہے ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔ امام بخاری نے روایت کیا۔
(تفسیر مظہری شریف اُردو ترجمہ جلد اوّل ص ۳۱۱)

فائدہ:

یہی روایت مبارکہ بخاری شریف میں بھی ہے۔

مفسرین کے نزدیک قریب کا معنی:

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ مجددی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ مفسرین نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ میں علم کے اعتبار سے قریب ہوں مجھ پر کوئی شے مخفی نہیں۔

امام بیضاوی نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں کے افعال اور ان کے اقوال کے متعلق کمال علم اور ان کے احوال پر مطلع ہونے کو ایسے آدمی کی حالت کے ساتھ تشبیہ دی گئی جس کا مکان ان کے قریب ہو۔ (تفسیر بیضاوی مع حاشیہ شہاب جلد ۲ ص ۴۶۹)

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ:

میں کہتا ہوں کہ یہ تاویل اس امر پر مبنی ہے کہ ان کے نزدیک قرب صرف مکانی میں منحصر ہے جب کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مکان اور مکانیت کی مماثلت سے پاک ہے حق بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ممکنات کے ساتھ ایسا قرب رکھتا ہے جس کا ادراک عقل سے نہیں کیا جا سکتا بلکہ وحی اور فراست صحیح سے کیا جا سکتا ہے وہ قرب مکانی کی جنس سے تعلق نہیں رکھتا اور تشبیہ کے ذریعے بھی اس کی شرح متصور نہیں ہو سکتی کیونکہ اس جیسا کوئی نہیں۔

قریب ترین تمثیل:

قریب ترین تمثیل اس کی یہ ہو سکتی ہے کہ اس کا ممکنات کے ساتھ قرب اس طرح ہے جس طرح شعلہ جوالہ کو موہوم دائرہ کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ شعلہ دائرہ میں داخل نہیں ہوتا کیونکہ موجود حقیقی اور موجود موہوم کے درمیان بہت بعد ہے نہ وہ شعلہ اس دائرہ سے خارج ہوتا ہے نہ اس کا عین ہوتا ہے اور نہ ہی اس کا غیر ہوتا ہے۔ وہ دائرہ سے اتنا قریب ہے کہ وہ دائرہ اپنے سے اتنا قریب نہیں کیونکہ وہ دائرہ خود اس شعلہ ہی سے پیدا ہوا ہے اور اس دائرہ کا وجود خارج میں نہیں بلکہ خوارج میں ایک خارجیہ کے سبب اس کا وجود ہی پیدا ہو گیا۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر مظہری اُردو ترجمہ جلد اوّل ص ۳۳۱)

صوفیاء کرام کا قول مبارک:

صوفیاء فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ رب تمھاری مانے تو تم رب کی مانو، اس کی نہ مان کر اپنی بات منوانا خیال خام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول کی بات سُننا عمل کرنا رب ہی کی اطاعت ہے۔ (نور العرفان)

اللہ تعالیٰ لاچاروں کی دُعائیں سُنتا ہے:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۝

(پارہ ۲۰ سورۃ النمل: ۶۲)

یا وہ لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے۔ برائی اور تمھیں زمین کا وارث کر دیتا ہے۔

(کنز الایمان شریف)

فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بے قرار کی دُعا بہت قبول کرتا ہے دُعا کی قبولیت کے شرائط میں سے بے قراری بھی ایک شرط ہے۔ اسی لیے حکم ہے کہ بے قراروں سے اپنے لیے دُعا کراؤ۔ مسافروں، بیماروں، مظلوموں، مقروضوں کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

------☆☆☆------

احادیث میں فضائل دُعا

دُعا قبول ہوتی ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَةِ رَحِمٍ مَالَمْ یَسْتَعْجِلْ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْاِسْتِعْجَالُ قَالَ یَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ یُسْتَجَابُ لِیْ فَیَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَیَدَعُ الدُّعَآءِ (مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا قطع رحمی کی دُعا نہ مانگے۔ جب تک کہ جلد بازی سے کام نہ لے۔ عرض کیا گیا یا رسول جلد بازی کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ کہے میں نے دُعا مانگی اور مانگی مگر مجھے اُمید نہیں کہ قبول ہو۔ لہٰذا اس پر دل تنگ ہو جائے اور دُعا مانگنا چھوڑ دے۔

فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کی دُعا نہ مانگے کہ خدایا مجھے شراب پینا نصیب کر یا فلاں کو قتل کر دینے کا موقع دے۔ نیز جن رشتوں

کے جوڑنے کا حکم ہے ان کے توڑنے کی دُعا نہ کرے کہ خدایا مجھے میرے باپ سے دُور رکھ۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ ناممکن چیزوں کی دعا مانگنا بھی منع ہے۔ جیسے خدا مجھے دُنیا میں ان آنکھوں سے اپنا دیدار کرادے یا فلاں مسلمان کو ہمیشہ دوزخ میں رکھ یا فلاں کافر کو بخش دے۔ اسی لیے کفار و مرتدین کو مرحوم و مغفور یا رحمۃ اللہ علیہ کہنا جرم ہے مطلب حدیث کا یہ ہے کہ قبولیت دُعا کی ایک شرط یہ ہے کہ ناجائز چیزوں کی دُعا نہ کرے ورنہ قبول نہ ہوگی۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ ۳۱۲)

دوسری شرط:

قبول دُعا کی دوسری شرط یہ ہے کہ اگر قبول دُعا میں دیر لگے تو نہ دل تنگ ہو نہ رب تعالیٰ کی رحمت سے مایوس، دیکھو حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی دُعا کہ خدایا فرعون کو ہلاک کردے چالیس سال کے بعد دُعا قبول ہوئی یعنی قبول کا اظہار اتنے عرصے بعد ہوا۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ: ۳۱۲)

دُعا عبادت ھے:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّعَآءُ هُوَالْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَاَ وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ o

(رواہ احمد والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الدعوات)

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دُعا ہی عبادت ہے۔ پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی کہ تمھارا رب فرماتا ہے۔ مجھ سے دُعا مانگو میں تمھاری دُعا قبول کروں گا۔

فائدہ:

الدعاء میں الف لام عہدی ہے۔ یعنی اللہ سے دُعا کرنا بھی عبادت ہے کہ اس میں اپنی بندگی اور رب تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار واظہار ہے۔ یہ ہی عبادت ہے لہٰذا اس پر بھی ثواب ملے گا لہٰذا اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی بندے سے کچھ مانگنا۔ گویا اس کی عبادت ہے یہ شرک ہے لہٰذا حضور انور ﷺ سے مانگنا، حاکم سے، حکیم سے، مالداروں سے کچھ مانگنا نہ یہ اصطلاحی دُعا ہے اور نہ کفر و شرک، بندے بندوں سے دار و دُعا مانگا ہی کرتے ہیں۔ غرض یہ کہ دعا شرعی اور ہے اور دُعائے لغوی کچھ اور جیسے صلوٰۃ شرعی اور ہے یعنی نماز صلوٰۃ لغوی کچھ اور نزول رحمت، دُعائے رحمت وغیرہ۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے اقیمو الصلوٰۃ یہاں صلوٰۃ شرعی مراد ہے۔ اور صلوٰۃ علیہ میں صلوٰۃ لغوی مراد یا یوں کہو کہ اللہ کے بندوں سے دُعا مانگنا رب تعالیٰ کی عبادت ہے نہ کہ ان بندوں کی جیسے کعبہ کی طرف سجدہ کرنا رب تعالیٰ کی عبادت ہے نہ کہ کعبہ کی۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ ۳۱۴)

دُعا عبادت کا مغز ھے:

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ

(رواہ الترمذی مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات فصل ۲ حدیث نمبر ۲۱۲۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دُعا عبادت کا مغز ہے۔

دُعا قضاء کو ٹال دیتی ہے:

وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَآءِ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ

(ترمذی شریف۔مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات فصل ۲)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قضاء کو دُعا کے سوا کوئی چیز نہیں لوٹاتی اور نیک سلوک کے سوا کوئی چیز عمر نہیں بڑھاتی۔

فائدہ :

دُعا کی برکت سے آتی بلا ٹل جاتی ہے دُعائے درویشاں رد بلا قضاء سے مراد تقدیر معلق ہے یا معلق مشابہ یا مبرم کے ان دونوں میں تبدیلی ترمیم ہوتی رہتی ہے تقدیر مبرم کسی طرح نہیں ٹلتی لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں۔

اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (۱۰۔۴۹)

جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں (کنزالایمان)

کہا جاتا ہے کہ بخار آ گیا تھا دوا سے اُتر گیا۔دوا نے تقدیر مبرم کو نہیں بدل دیا۔بلکہ اس کے اثر سے چڑھا ہوا بخار اُتر گیا۔ تقدیر میں یہ لکھا تھا کہ اسے بخار آئے گا اگر فلاں دوا کرے تو اُتر جائے گا (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ ۳۱۵)

فائدہ :

لوگوں سے خصوصاً ماں باپ اور اہل قرابت سے اچھا سلوک کرنا عمر بڑھا دیتا ہے۔اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں۔جو اپنے والدین سے حسن سلوک سے پیش آنے کی بجائے ان سے ہمہ وقت جنگ جاری رکھنے کو اپنا وطیرہ بنائے رکھتے ہیں۔

حکایت:

عام مشہور ہے حکایت ہے کہ ایک شخص اپنے باپ کو مار رہا تھا۔تو اسے دیکھ کر کسی قریب کھڑے شخص نے کہا کہ ارے یہ تیرا باپ ہے۔اسے نہ مار۔ماں باپ تو بندے کے لیے بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔اس نے کہا کہ میاں ٹھیک ہے بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔مگر جب قبلے کعبے ٹیڑھے ہو جائیں تو پھر اُنھیں سیدھا کرنا پڑتا ہے۔

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔حق تعالیٰ حق سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

دُعا نہ مانگنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَسْئَالِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ (رواہ الترمذی و مشکوٰۃ المصابیح فصل ۲ حدیث نمبر ۲۱۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔

فائدہ:

دُعا نہ مانگنا اگر غرور اور تکبر کی وجہ سے ہو تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث مبارکہ کی شرح یوں بیان فرمائی ہے کہ۔

جو شخص غرور و تکبر اور اپنے کو رب تعالیٰ سے بے نیاز سمجھ کر دُعا نہ مانگے وہ غضب و لعنت کا مستحق ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں جاتے وقت دُعا نہ مانگی۔ کیونکہ وہ سمجھے کہ یہ میرے لیے امتحان کا وقت ہے۔ شاید دُعا کرنا بے صبری میں شمار ہو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسے ذکر اللہ یا درود شریف کی کثرت دُعا سے روک دے تو اسے دُعائیں مانگنے والوں سے زیادہ دے گا۔ یہ حدیث ان دونوں کے خلاف نہیں۔ (مراۃ جلد ۳ صفحہ: ۳۱۷)

تمام لوگوں کے لیے دُعا:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میری دُعا زمین کے مشرق و مغرب کے تمام مرد و زن مسلمانوں کو شامل ہے۔

گویا آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کے لیے دُعا کرتا ہوں تا کہ میری دُعا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اُمت مستفید ہو۔ اس دُعا میں حاضرین بھی شامل اور غائب بھی شامل، جاننے والے بھی شامل اور نہ جاننے والے بھی شامل۔ انجان بھی شامل۔

غائب کے لیے دُعا مانگنے کی فضیلت:

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَسْرَعَ الدُّعَآءِ اِجَابَةً دَعْوَةُ غَآئِبٍ لِغَآئِبٍ۔

(رواہ الترمذی وابوداؤد مشکوۃ المصابیح۔ کتاب الدعوات فصل ۲ حدیث نمبر ۲۱۴۱)

فائدہ:

غائب کے لیے دُعا کی جلد قبولیت کی وجہ یہ ہے کہ یہ شخص مسلمان بھائی کا خیر خواہ بھی ہے اور مخلص بھی، سامنے دُعا کرنے میں ریاء دکھلاوے وخوشامد کا احتمال ہوسکتا ہے۔ اس لیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمام مسلمانوں کے لیے دُعا کرتا ہوں۔ تا کہ حاضرین کے لیے بھی دُعا ہو جائے اور غائبین کے لیے بھی دُعا کرتا ہوں۔ کیونکہ غائب کے لیے دُعا کی جائے تو وہ دُعا جلد قبول ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کریم ذات ہے۔ جب وہ غائبین کے حق میں دُعا قبول فرمائے گا تو ساتھ ساتھ حاضرین کے حق میں بھی وہی دُعا قبول فرمائے گا۔

------☆☆☆------

اُمتِ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو وصیت فرمائی کہ ساری اُمت کی خیر خواہی کر۔ کسی کی مخالفت نہ کر اور نہ ہی خواہ مخواہ کسی سے دشمنی پال بلکہ ہر ایک سے محبت سے پیش آ۔ تمام مومنوں کو اور آپ کو ایک دیوار کی طرح سمجھ لے کہ اگر تمام دیوار سلامت ہے تو ایک اینٹ بھی سلامت ہے۔ جب دیوار ہی نہ رہی تو ایک اینٹ کب بچ سکتی ہے۔ اپنی حفاظت کے لیے بھی ضروری ہے کی سب کی حفاظت مدنظر رکھ۔ اگر سبھی سلامت رہے تو تُو بھی سلامتی میں رہے گا اور اگر سبھی سلامتی کو ترستے رہے تو تجھے کب سکون میسر آئے گا گویا سبھی کی سلامتی میں ہی تیری سلامتی ہے۔ اس لیے سبھی کی سلامتی والے اُمور سرانجام دے تا کہ تجھے بھی سلامتی حاصل رہے۔ اگر تو کسی کی سلامتی کے خلاف امور انجام دے گا۔ تو تجھے بھی سلامتی کی دیوی کو رام کرنا ناممکن نہیں تو دشواریوں کا سامنا ضرور کرنا پڑے گا۔

وطن عزیز کی سلامتی:

وطن عزیز پاکستان کی سلامتی از حد ضروری ہے کیونکہ وطن عزیز میں لاکھوں مسلمان رہائش پذیر ہیں۔ ان سبھی کی سلامتی اور خیر خواہی وطن عزیز پاکستان کی سلامتی میں ہے اور خیر خواہی۔ اگر وطن عزیز کی سلامتی اور خیر خواہی کا خواہاں ہوگا تو یہ خیر خواہی چاہنا امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی اور خیر خواہی پاکستان کی سلامتی اور اُمت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی اور خیر خواہی میں پوشیدہ ہے۔
مگر افسوس کہ آج کل بعض نام نہاد لوگوں نے دنگا فساد اور فتنہ پروری کو اپنایا ہوا ہے اور اس کا نام اصلاح رکھ لیا ہے۔ مدنی تاجدار کے غلاموں کو گولیوں اور بموں کے نشانہ پہ رکھے ہوئے ہیں۔ دہشت گردی کر رہے ہیں۔ فتنے فسا برپا کیے ہوئے ہیں اور اس کا نام انھوں نے اصلاح رکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم اور قلب سلیم عطا فرمائے آمین ثم آمین۔
بہر حال حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ساری اُمت کی خیر خواہی کر، کسی کو دُکھ اور تکلیف نہ پہنچا۔ یہی عشق حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا اصول ہے۔ اپنی خیر خواہی بھی اسی میں اور ساری اُمت کی خیر خواہی بھی اسی میں ہے۔ عشق کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا بھی یہی ہے۔

------☆☆☆------

اللہ کی بارگاہ میں معذرت

جب شام ہوتی تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ عرض کرتے "اے میرے اللہ! میں آج ہر بھوکے جگر سے تیری بارگاہ میں معذرت کرتا ہوں۔ کیونکہ میرے گھر میں کھانے کی کوئی شے نہیں سوائے اس کے جو میرے پیٹ میں ہے۔
(برکات روحانی ترجمہ طبقات امام شعرانی صفحہ:۹۲)

فائدہ:

آپ ہمہ وقت حق تعالیٰ کی یاد میں مگن رہتے۔ دنیا طلبی سے دُور بھاگتے۔ آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ اس کے باوجود بارگاہ حق میں شام کے وقت عرض کرتے کہ مولا کریم! میں آج ہر بھوکے جگر سے تیری بارگاہ اقدس میں معذرت کرتا ہوں کہ اس کی وجہ سے مجھے معاف فرما دے کیونکہ اسے کھلانے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں۔ اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو میں اسے بھوکا نہ رہنے دیتا۔ جب میرے پاس ہے ہی کچھ نہیں تو میں اسے کہاں سے کھلاؤں۔ اسی لیے معذرت خواہ ہوں کہ مولا کریم اس بھوکے جگر کی وجہ سے مجھے معاف فرما دینا۔ اسے کھلانے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں۔

یتیم کو پالنے والے کی فضیلت:

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهٗ وَلِغَيْرِهٖ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَ اَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا

(رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق فصل اوّل حدیث نمبر ۴۷۳۳)

حضرت سہل ابن سعد سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں اور یتیم کا پالنے والا خواہ اپنا ہو یا غیر کا جنت میں اسی طرح ہوں گے اور کلمہ کی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا ان کے درمیان کچھ کشادگی فرمائی۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا قول مبارک:

آپ بارگاہ حق میں دُعا کرتے ہوئے عرض کی کہ اے میرے اللہ میں آج ہر بھوکے جگر سے تیری بارگاہ میں معذرت کرتا ہوں۔ کیونکہ میرے گھر میں کھانے کی کوئی شے نہیں سوائے اس کے جو میرے پیٹ میں ہے۔

گویا بارگاہ حق میں معذرت خواہ ہیں کہ یا اللہ! میرے پاس کچھ نہیں اگر ہوتا تو تیری بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت کرتا۔ چونکہ میرے پاس ہے ہی کچھ نہیں۔ اس لیے معذرت خواہ ہوں۔

اکیلا کھانا کھانے کی مذمت:

جن کے پاس بہت کچھ ہوتا ہے۔ وہ پھر بھی بھوکے لوگوں کو کھانا نہیں کھلاتے۔ حالانکہ بھوکے جگر داروں کو کھانا کھلانے کی بڑی فضیلت ہے۔ مگر دولت کے پجاری اس طرف توجہ ہی نہیں کرتے اور سعادت سے محروم رہتے ہیں۔

روایت نمبر ۱:

امام عبد بن حمید، بخاری نے الادب میں، حکیم ترمذی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ لعنتی وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کو روکتا ہے۔ اکیلا کھاتا ہے اور اپنے غلام کو مارتا ہے۔ (تفسیر در منثور اُردو ترجمہ جلد ۶ صفحہ ۱۰۹۲)

حدیث شریف:

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، بیہقی اور عساکر رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: کیا تم جانتے ہو لکنود کیا ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد وہ ناشکر گزار ہے جو اپنے غلاموں کو مارتا ہے، اپنے دوستوں کو روکتا ہے اور اکیلا کھاتا ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد ششم صفحہ: ۱۰۹۲)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت قتادہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ کا مفہوم ہے بے شک بے انسان اپنے رب کی نعمتوں کا بڑا ناشکر گزار ہے اور اس پر بخیل ہے جو اسے عطا کیا جائے فرمایا: یہ وہ آدمی ہے جو اپنے دوستوں کو روکتا ہے۔ اپنے غلاموں کو بھوکا رکھتا اور اکیلا کھاتا ہے اور جو آفت اور مصیبت قوم میں آتی ہے وہ کچھ نہیں دیتا۔

فرمایا: کوئی بھی اس وقت تک لَکَنُوْد نہیں ہوتا جب تک کہ اس میں مذکورہ خصلتیں نہ پائی جائیں۔

(تفسیر درمنثور اُردو ترجمہ جلد ششم بحوالہ تفسیر طبری زیر آیت ۳۰ صفحہ: ۳۳۶)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایثار:

منقول ہے کہ ایک شخص نے عہد نبوی میں صبح روزہ رکھا۔ جب شام ہوئی تو اس نے افطار کے لیے کچھ نہ پا کر پانی پیا اور افطار کیا صبح پھر روزہ رکھا۔ جب شام ہوئی تو افطار کے لیے کچھ نہ پا کر پانی سے افطار کیا اور صبح کو پھر روزہ رکھا۔ جب تیسرا دن ہوا تو بھوک نے اسے بہت ستایا۔ ایک صحابی جو کہ انصاری تھا اسے معلوم ہوا تو وہ اسے شام کو اپنے گھر میں لایا اور اپنی بیوی سے کہا آج رت ہمارے لیے کچھ کھانا ہے؟ تو لاؤ۔

بیوی نے کہا ہمارے گھر میں اتنا کھانا ہے کہ صرف ایک آدمی کا پیٹ بھر سکتا ہے۔ جب کہ وہ دونوں روزے دار تھے اور ان کا ایک لڑکا تھا۔ اس نے کہا ہم اپنا کھانا مہمان کو دے دیتے ہیں اور رات صبر سے کاٹ لیں گے۔ نیز بچے کو عشاء سے پہلے سلا دیتے ہیں۔ جب کھانا آجائے تو چراغ بجھا دینا۔ حتیٰ کہ مہمان یہ سمجھے گا کہ ہم اس کے ساتھ کھا رہے ہیں۔ اس طرح وہ پیٹ بھر کر کھالے گا پس عورت نے ثرید لا کر رکھا اور چراغ کو صحیح کرنے کے بہانے بجھا دیا۔ پھر انصاری خالی ہاتھ پیالے میں مارتا رہا۔ لیکن کچھ کھایا نہیں اس طرح مہمان نے پورا پیالہ ثرید کا کھالیا۔ صبح جب انصاری نے حضور علیہ السلام کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی تو آنحضرت سلام پھر کر انصاری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمہارے اس فعل پر اللہ تعالیٰ کو فخر ہے یعنی اللہ تعالیٰ تم دونوں سے راضی ہے اور یہ آیت پڑھی۔

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰىٓ اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

قرآن مجید میں فرمان ربانی ہے کہ۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِى الْقُبُوْرِ (سورۃ العدیت پارہ ۳۰)

بے شک آدمی اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے اور بے شک وہ اس پر خود گواہ ہے اور بے شک وہ مال کی چاہت میں ضرور

کرا (تیز) ہے۔تو کیا نہیں جانتا۔جب اُٹھائے جائیں گے جو قبروں میں ہیں۔(کنز الایمان)

فائدہ: یہاں آدمی سے مراد غافل آدمی ہے نہ کہ انبیاء کرام اولیاء کرام، رب فرماتا ہے۔وقلیلٌ من عبادی الشکور اور انبیائے کرام کے متعلق فرماتا ہے انہ' کان عبدًا شکورًا مطلب یہ ہے کہ غافل انسان رب کے ناشکرے ہو کر بعض تو رب کے قائل ہی نہیں جیسے دہریئے اور بعض رب کو مان کر اس کی نعمتیں دوسروں کی طرف سے سمجھتے ہیں۔جیسے مشرکین اور بعض نعمتوں کو اپنے کمال سے جانتے ہیں اور بعض لوگ غور ہی نہیں کرتے کہ ہمیں یہ کیوں ملیں اور ان کا شکریہ کیا ہے۔خیال رہے کہ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ احسان انسان پر ہوئے۔اسی کو اشرف لخلق بنایا گیا۔اسی کو تمام مخلوق کا مخدوم بنایا۔اس میں انبیاء و اولیاء پیدا ہوئے، پھر بہت ناشکرا انسان ہی ہوا۔کہ خدائی کا اور جھوٹی نبوت کا دعویٰ اور انبیاء کرام کا مقابلہ اسی نے کیا۔

شکر دل کا بھی ہوتا ہے، زبان کا بھی، عملی بھی پھر عملی شکر کی بہت قسمیں ہیں۔ساری عبادتیں اور خدمت خلق عملی شکر کی قسمیں ہیں۔ان میں سے کوئی ناشکری کفر ہے، کوئی فسق۔ناشکری دلی بیماریوں میں سے ایک خطرناک بیماری ہے۔جس کے ڈاکٹر شاکرین لوگ ہیں اور ان کی صحبت، ان کے حالات و کتب کا مطالعہ اور دنیا میں اپنے سے نیچے کو دیکھنا، دین سے اپنے اوپر کا خیال کرنا نیز یہ سمجھنا کہ اللہ کی نعمتیں ہماری ملک میں نہیں بلکہ رب کی امانتیں ہیں۔انھیں بے جا استعمال کرنا امانت میں خیانت ہے۔یہ اس بیماری کی دوائیں ہیں۔(تفسیر نور العرفان صفحہ:۹۸۲)

مال کی محبت:

غافل انسان مال کی محبت کی وجہ سے سخت دل ہے کیونکہ مال کی محبت سختی دل کا باعث ہے۔جیسے حضور کی محبت، نرمی دل کا سبب دیکھو یزید، فرعون، شداد، جانوروں سے زیادہ سخت دل تھے۔محض محبت مال سے یا غافل انسان مال کی محبت میں سخت دل ہے۔دین میں نرم اسی لیے عام طور پر لوگ دنیا کے لیے وہ مشقتیں جھیل لیتے ہیں جو دین کے لیے نہیں جھیلتے۔

(۱) حب ایمانی :

جیسے حج وغیرہ کے لیے مال کی چاہت۔

(۲) حب نفسانی :

جیسے اپنے آرام و راحت کے لیے مال سے رغبت۔

(۳) حب طغیانی:

جیسے محض جمع کرنے اور چھوڑ جانے کے لیے مال سے محبت۔

(٤) حب شیطانی:

یعنی گناہ و سرکشی کے لیے مال کی محبت۔

یہاں دو محبتیں مراد ہیں۔پہلی محبتیں تو عبادت ہیں۔حضرت سلیمان نے فرمایا تھا۔اِنِّی اَحْبَبْتُ حبَّ الْخَیْرِ جس کو جہاد کے گھوڑوں سے بڑی محبت تھی۔چونکہ مال بہت خیر کا ذریعہ ہے۔اسی لیے اسے خیر فرمایا گیا۔

صوفیاء کے نزدیک نعمت سے ایسی محبت بری ہے جو دل کو بھر دے کہ منعم کی محبت کی جگہ نہ رہے۔ وہی یہاں مراد ہے۔ (تفسیر نورالعرفان)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ فاقہ میں ہوں اور وہ شخص جو اپنے نفس کے بخل سے محفوظ ہو۔ پس وہی فلاح پانے والے ہیں۔ (تنبیہ الغافلین اُردو ترجمہ جلد اول صفحہ: ۳۸۵)

ضرورت مند کو کھانا کھلانا مشکلات کی دوری کا سبب:

حضرت سالم ابن ابی جُعد فرماتے ہیں۔ ایک عورت اپنے بیٹے کے ساتھ باہر نکلی ایک بھیڑیا آیا اور وہ بچہ چھین کر لے گیا۔ عورت نے اس کا پیچھا کیا اور اس کے پاس ایک روٹی تھی۔ آگے سائل مل گیا۔ عورت نے وہ روٹی اس کو دے دی ادھر وہ بھیڑیا آیا اور اس کے بیٹے کو واپس کر دیا۔ تب ایک آواز سُنائی دی یہ لقمہ اُس لقمہ کے بدلے میں واپس آیا۔

ضرورت مند کوکھانا کھلانا مشکلات کی دوری کا سبب:

اسی سند کے ساتھ معتب بن سمی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک راہب اپنے گرجا میں ساٹھ سال تک عبادت کرتا رہا۔ ایک روز اس نے جنگل کی طرف دیکھا تو وہ زمین اُسے عجیب لگی۔ دل میں کہا کہ میں اس زمین پر جا کر چلوں۔ آیا اور چہل قدمی کی اس کے پاس ایک روٹی بھی تھی۔ اتنے میں ایک عورت آئی اور وہ بے قابو ہو کر فتنہ میں مبتلا ہو گیا اور ادھر موت کا وقت آ گیا۔ اسی حالت میں ایک سائل آیا اور اس نے وہ روٹی سائل کو دے دی۔ پھر مر گیا پھر اس کے ساٹھ سال کے عمل ترازو کے ایک پلڑے میں اور گناہ کا عمل دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ ساٹھ سالہ عبادت پر یہ ایک گناہ بھاری ہو جائے گا۔ پھر وہ صدقہ میں دی گئی روٹی اس کے عمل والے پلڑے میں رکھی جائے گی تو گناہ والا پلڑا ہلکا ہو کر اُٹھ جائے گا۔

کہتے ہیں کہ صدقہ بدی کے ستر دروازے بند کر دیتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین اُردو ترجمہ جلد اول صفحہ: ۳۸۸)

فائدہ:

اتنے بے شمار فوائد کہ بیان سے باہر ہیں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا جذبہ صادق ملاحظہ فرمایئے کہ آپ کے پاس کچھ نہیں۔ مگر اس کے باوجود بارگاہ حق میں عرض کر رہے ہیں۔ یا اللہ (تیری مخلوق تجھے بہت پیاری ہے) اس لیے میں آج ہر بھوکے جگر سے تیری بارگاہ میں معذرت کرتا ہوں۔ کیونکہ میرے گھر میں کوئی شے کھانے کے لیے نہیں ہے (اس لیے میں معذور ہوں) گویا آپ عرض یہ کر رہے ہیں کہ مولا مجھے معاف کر دینا کہ میرے پاس کچھ نہیں۔ جس وجہ سے تیری مخلوق کا بھلا نہ کر سکا۔ تیری مخلوق کو کھانا نہ کھلا سکا۔ اس ملفوظ مبارک سے بھوکے کو کھانا کھلانے کی اہمیت بھی واضح ہوئی اور مخلوق خدا سے پیار کرنا اولیاء الرحمٰن کا طریقہ مقدس ہے۔

------☆☆☆------

عطیات لینے کے متعلق آپ کا عمل

جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم آپ کو کچھ اپنا رزق یا عطیہ دیں۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے کہا میرے دو نئے کپڑے ہیں۔ میں نے اپنے دونوں جوتوں کو پیوند لگایا ہوا ہے اور میرے پاس چار درہم موجود ہیں۔ جب وہ ختم ہو جائیں گے تو ان سے لوں گا۔ (جو آپ دینا چاہتے ہیں) (اشعۃ اللمعات اردو ترجمہ جلد ۷ صفحہ:۶۱۴)

آج کل کے احوال:

آج کل بھیک مانگنا فیشن بنتا جا رہا ہے۔ بھکاریوں کی عجیب حالت دیکھنے میں آتی ہے۔ بھکاری عجیب عجیب ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔

حکایت

الفقیر القادری ابو احمد اویسی کے ماموں نور احمد نرگ نہ کی آنکھوں کا مسئلہ تھا۔ اس سلسلے میں بہاول نگر ہسپتال حاضر ہوئے جب واپس آنے کے لیے بس میں سوار ہوئے تو اس وقت بس اڈے پہ کھڑی تھی۔ ہم ابھی سیٹ پہ بیٹھے ہی تھے کہ تقریباً دس سال کے بچے گاڑی میں سوار ہوئے۔ ایک بچہ ہمارے پاس آیا۔ ماموں جان کے ایک پاؤں کو دونوں بازوؤں سے مضبوطی سے پکڑ لیا اور کہا پانچ روپے دو۔ پانچ روپے دو۔

یہ واقعہ آج کل کا نہیں بلکہ تقریباً ۱۹۸۰ء کا واقعہ جب عام پی ٹی سی ٹیچر کی تنخواہ زیادہ سے زیادہ اڑھائی تین سو سے شروع ہوتی ہوگی۔ پانچ روپے کی اہمیت کیا ہوگی۔ کچھ نہ کچھ دے دلا کر جان چھڑانے کی بہت کوشش کی۔ مگر کسی طرح وہ چھوڑنے کو تیار نہ ہوا۔ اتنے پیسے ہمارے پاس تھے نہیں کہ اس بھکاری سے جان چھڑا سکتے۔ بڑی کوشش کی۔ مگر وہ کسی طرح راضی ہونے کو تیار نہ تھا۔ بس اس کی ایک ہی رٹ تھی کے پانچ روپے کا نوٹ ہی لینا ہے۔ اس سے کم کسی طرح نہ لوں گا۔ بالآخر مجبور الفقیر نے لے کے چھوڑ دے۔ بڑی مشکل سے اس سے نجات حاصل کی۔

ایسے بھکاریوں کو کچھ دینا۔ ان کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ جو کہ گناہ پہ تعاون کرنا ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ولا تعاونو على الاثم والعدوان

فائدہ:

ایسے عادی بھکاریوں کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ حکمت عملی اپناتے ہوئے انھیں حقیقت سمجھانی چاہیے۔

غیر ضرورت مند کے بھیک مانگنے کی مذمت:

حکیم الامت شیخ القرآن مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ بلا ضرورت مانگنا ممنوع ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ مکروہ ہے۔ یا حرام حق یہ ہے کہ حرام ہے۔ ضرورت سوال میں بہت تفصیل ہے جو

آئندہ آرہی ہے۔ خیال رہے کہ زکوٰۃ واجب ہونے کا نصاب اور ہے۔ زکوٰۃ لینے کی حرمت کا نصاب اور مگر سوال حرام ہونے کا نصاب کچھ اور ہی ہے جس کے پاس دو وقت کھانے کو ہو۔ یا کمانے پر قادر ہو۔ وہ بھیک نہ مانگے۔

(مراۃ شرح مشکوۃ جلد۳ صفحہ:۶۷)

مال یا انگارہ:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَاَلَ النَّاسَ اَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا یَسْئَلُ جَمْرًا فَلْیَسْتَقِلَّ اَوْ یَسْتَكْثِرْ

(رواہ مسلم۔ مشکوۃ شریف باب تحِلّ لہٗ الْمَسْئَلۃُ وَمَنْ تحِلُّ لہٗ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مال بڑھانے کے لیے بھیک مانگے تو وہ انگارہ مانگتا ہے۔ اب چاہے کم کرے یا زیادہ۔

فائدہ:

یعنی بلا سخت ضرورت بھیک مانگے بقدر حاجت مال رکھتا ہو۔ زیادتی کے لیے مانگتا پھرے وہ گویا دوزخ کے انگارے جمع کر رہا ہے۔ چونکہ یہ مال دوزخ میں جانے کا سبب ہے۔ اسی لیے اسے انگارہ فرمایا۔ اس حدیث سے آج کل کے عام پیشہ ور بھکاریوں کو عبرت لینی چاہیے۔ حال ہی میں (حضرت حکیم الامت کے دور میں) راولپنڈی میں ایک بھکاری نے متروکہ مکان کے نیلام میں ۴۵ ہزار روپے کی بولی دے کر مکان خریدا بھیک ہی مانگتا تھا۔ افسوس کہ آج مسلمانوں میں بھیک مانگنے کا مرض بہت زیادہ ہے۔ اس گناہ میں وہ بھی شریک ہیں۔ جوان موٹے مشٹنڈوں پیشہ ور بھکاریوں کو بھیک دیتے ہیں۔

(مراۃ شرح مشکوۃ جلد۳ صفحہ:۴۹)

پیشہ ور بھکاریوں کے انجام کا منظر:

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَایَزَالُ الرَّجُلُ یَسْئَالُ النَّاسَ حَتّٰی یَاْتِیَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَیْسَ فِیْ وَجْهِہٖ مُزْعَۃُ لَحْمٍ

(بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف۔ باب لاتحل لہ المسئلۃ ومن یحل لہ فصل اوّل حدیث نمبر ۴۵)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ آدمی لوگوں سے (بھیک) مانگتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے میں گوشت کا پارہ نہ ہوگا۔

فائدہ:

پیشہ ور بھکاری اور بلا ضرورت لوگوں سے مانگنے کا عادی قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے میں صرف ہڈی اور کھال ہوگی۔ گوشت کا نام نہ ہوگا۔ جس سے محشر والے پہچان جائیں گے۔ کہ یہ بھکاری تھا یا یہ مطلب ہے کہ اس کے چہرے پر ذلت وخواری کے آثار ہوں گے۔ جیسے دنیا میں بھی بھکاری کا منہ چھپا نہیں رہتا۔ لوگ دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ یہ سائل ہے۔

خیال رہے کہ وہ جو حدیث شریف میں ہے کہ قیامت میں رب تعالیٰ امت محمدی کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ ان کے دنیاوی چھپے عیب لوگوں پر ظاہر نہ کرے گا اور بھیک چھپا عیب نہ تھا کھلا تھا۔ جس پر بھکاری شرم بھی کرتا تھا یا یہ مطلب ہے کہ ہمارے عیوب دوسری امتوں پر ظاہر نہ کرے گا۔ بھکاری کا یہ واقعہ خود مسلمانوں ہی میں ہوگا۔ ہذا حدیثوں میں تعارض نہیں۔ مراۃ میں اس جگہ ہے کہ امام احمد بن حنبل یہ دعا مانگا کرتے تھے الٰہی جیسے تو نے میرے چہرے کو غیر کے سجدے سے بچایا ایسے ہی میرے منہ کو دوسرے سے مانگنے کی لعنت سے بچا۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ: ۶۹)

سوال کھرونچے:

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَسَائِلُ كُدُوْحٌ يَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهٗ فَمَنْ شَآءَ اَبْقٰى عَلٰى وَجْهِهٖ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهٗ اِلَّا اَنْ يَّسْاَلَ الرَّجُلُ ذَاسُلْطَانٍ اَوْ فِيْ اَمْرٍ لَّا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا۔

(رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی ومشکوٰۃ المصابیح باب من لاتحل لہ المسئلہ فصل ۲)

حضرت سمرہ ابن جندب سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سوال کھرونچے ہیں۔ جن سے آدمی اپنا منہ کھرچتا ہے تو جو چاہے اپنے منہ پر یہ کھرونچے رکھے اور جو چاہے اس سے بچے مگر یہ کہ آدمی حکومت سے کچھ مانگے یا ایسی چیز کہ اس کے بغیر چارہ نہ پائے۔

فائدہ:

منہ کے کھرونچوں سے مراد ذلت کا اثر ہے کہ جیسے منہ کے زخم دور سے نظر آتے ہیں۔ ایسے ہی بھکاری دور سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کے چہرے پر رونق ہوتی ہے نہ وقار بلکہ یہ آثار ذلت قیامت میں بھی اس پر ہوں گے۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ: ۷۴)

دوزخ کے انگارے:

حضرت حبشی ابن جنادہ سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہ تو غنی کو سوال جائز ہے نہ درست اعضاء والے کو مگر زمین سے ملے ہوئے فقیر یا رسوائی والے مقروض کو اور جو لوگوں سے مال مانگے تو یہ سوال قیامت کے دن اس کے چہرے کے کھرونچے ہوں گے اور دوزخ کے انگارے (گرم پتھر) کہ اس کو جہنم سے کھائے گا۔ اب جو چاہے وہ کم کرے جو چاہے بڑھائے۔ (ترمذی شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب من لاتحل لہ المسئلہ ومن تحل لہ فصل ۲ حدیث نمبر ۱۷۵۴)

قیامت کے دن منہ پہ داغ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں مانگنے کے لیے آیا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تیرے گھر میں کچھ نہیں؟

عرض کیا: ہاں! ایک ٹاٹ ہے جو کچھ بچھا لیتے ہیں کچھ اوڑھ لیتے ہیں اور ایک پیالہ جس میں پانی پیتے ہیں۔

فرمایا: وہ دونوں ہمارے پاس لے آؤ۔

وہ دونوں چیزیں حاضر لائے۔ انھیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں لیا۔

اور فرمایا: یہ دونوں کون خریدتا ہے؟

ایک شخص نے کہا: ایک درہم میں لیتا ہوں۔

آپ نے دو یا تین بار فرمایا کہ ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟

ایک صاحب بولے کہ میں دو درہم میں لیتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: یہ دونوں چیزیں انھیں دے دو۔

اور وہ دو درہم اس انصاری کو دیے اور فرمایا: ان میں سے ایک کا غلہ خرید کر اپنے گھر میں ڈال دے اور دوسرے کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لا۔ وہ حضور کے پاس کلہاڑی لائے۔ حضور نور مجسم ﷺ نے اپنے دست اقدس سے اس میں دستہ ڈالا۔ پھر فرمایا: جاؤ لکڑیاں کاٹو اور بیچو اور اب میں تمھیں پندرہ دن نہ دیکھوں۔

پھر وہ صاحب لکڑیاں کاٹتے اور بیچتے رہے پھر حاضر ہوئے اور دس درہم کما چکے تھے۔ اس نے کچھ درہموں سے کپڑا اور کچھ سے غلہ خریدا۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ تمھارے لیے یہ اس سے بہتر ہے کہ سوالات قیامت کے دن تمھارے منہ میں داغ بن کر آئیں۔ تین شخصوں کے سوا کسی کو سوال جائز نہیں۔ کمر توڑ فقیری یا رسوا کن قرض یا تکلیف دہ خون سے (ابوداؤد) اور ابن ماجہ نے یوم القیامت تک روایت کی۔ (رواہ ابوداؤد وروی ابن ماجہ الی قولہ یوم القیمہ۔ مشکوۃ المصابیح باب **لا تحلُّ لہُ المسْئلۃُ ومَنْ تحلُّ لہ** حدیث نمبر ۱۷۵۷)

درج بالا روایات ملاحظہ فرمایئے اور ذرا غور فرمایئے کہ مدنی تاجدار ﷺ نے بھیک مانگنے کی کتنی مذمت فرمائی۔ دنیا میں بھی نقصان ہے اور آخرت میں بھی عزت نہیں رہتی۔ لہذا بھیک مانگنے سے توبہ کرنی چاہیے۔ مگر یہاں تو الٹی گنگا بہنے لگی ہے۔ بلکہ حکومتوں کی غلط پالیسی کے باعث اکثر لوگ بھکاری بنتے جا رہے ہیں۔ بھیک کی بیماری میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے کیا خوب کسی نے کہا ہے۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ہمیں درس دیتا ہے کہ پاؤں میں جوتے ہوں خواہ کیسے بھی ہوں۔ تو جوتوں کے لیے کسی سے مدد لینے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر پیوند لگا لباس ہو تو پھر لباس کے لیے کسی کے سامنے منہ ٹیڑھا اور ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اگر کوئی خود ہی آفر کرے تو پھر بھی بہتر یہی ہے کہ کسی سے مدد نہ لی جائے اور اسی طرح ضرورت کی حد تک رقم جب تک موجود ہو کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانے چاہئیں اور نہ ہی کسی سے مدد لینی چاہیے۔ ہاں واقعی اشد ضرورت ہو تو پھر کوئی عیب نہیں۔

لاتعلقی

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگ یہ امر نہیں پا سکتے۔ یہاں تک کہ آدمی یوں ہو کہ گویا اس نے سب آدمیوں کو قتل کر دیا ہے۔ (برکات روحانی ترجمہ طبقات امام شعرانی صفحہ:۹۲)

فائدہ:

ماسوا اللہ سے لاتعلقی اختیار کرنے سے ہی انسان حق تعالیٰ کی یاد میں کما حقہ مگن ہوتا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ انسان ماسوا اللہ میں بھی مشغول رہے اور اس کی یہ خواہش بھی ہو کہ وہ حق تعالیٰ کی یاد میں مستغرق رہے۔ حق تعالیٰ کی یاد میں مگن ہونے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنے قلبی تعلقات ماسوا اللہ سے توڑ لے۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی شخص اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک کہ بندہ اس طرح نہ ہو جائے جیسے اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔

موافقت دوستی کی شرط

فرمایا موافقت دوستی کی شرط ہے۔ خواجہ صاحب نے سیدنا فاروق اعظم اور علی المرتضیٰ شیر خدا کے سامنے بیان فرمایا میں نے انھیں (محبوب کبریا ﷺ) کو نہیں دیکھا صرف اُن کی موافقت کی وجہ سے اپنے دانت توڑ دیئے ہیں اور ان کی موافقت ہی اصلی دین ہے۔ (تاجدار یمن خواجہ اویس قرنی صفحہ ۹۸)

اس ملفوظ شریف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ محبوب کریم ﷺ سے موافقت اور اس موافقت کی فضیلت بہترین اور عملی طریقے سے بیان کی ہے۔ آپ کے فرمان ذیشان کا مطلب یہ ہے کہ میں بظاہر نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی زیارت سے مستفید نہ ہو سکا۔ بلاشبہ یہ بات درست ہے۔ میں نے اپنے تمام دانت محض آپ کی موافقت میں توڑے ہیں تاکہ اور کچھ نہیں تو کم از کم ایک معاملہ تو زندگی میں ایسا ہو جو آپ کی حیات طیبہ سے موافقت رکھتا ہو۔ گو آپ کے دندان مبارک کو تکلیف کفار کی وجہ سے ہوئی۔ مگر میں نے اپنی مرضی سے سرکار مدنی تاجدار احمد مختار ﷺ کے دانتوں کو تکلیف پہنچنے کے موافق اپنے دانت گرا لیے ان تمام واقعات میں سے کوئی تو ایسا ہے۔ جو محبوب کبریا ﷺ کے دانت کے موافق تکلیف میں مبتلا ہوا۔ نبی کریم ﷺ سے موافقت ہی اصل دین ہے سچی محبت اور دوستی کی شرط موافقت ہے۔ اگر موافقت ہی درست نہ ہو تو کیسی دوستی اور کیسی محبت اس لیے آپ نے مدنی تاجدار احمد مختار ﷺ کی موافقت میں ایسا کیا اور مدنی تاجدار ﷺ کی موافقت میں ایسا کرنا عیب نہیں بلکہ ایک ایسی خوبی ہے جو کسی کو میسر نہ آئی۔ مگر افسوس کہ اپنی اپنی سوچ اپنا اپنا رنگ کے مصداق اختلاف پیدا ہوا۔

حالانکہ قال قال رسول اللہ ﷺ انما الاعمال بالنیات۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔ جیسی نیت اس کے مطابق نتیجہ۔ یہاں نیت خوب ہے تو نتیجہ بھی اچھا ہوگا اور اگر نیت میں ہی کھوٹ ہو تو پھر اجر ملنے کی اُمید رکھنا عبث ہے۔ اس حدیث مبارکہ کی شرح کے سلسلے میں حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں خوب بیان فرمائی ہے۔ تفصیلات کے لیے اشعۃ اللمعات شریف کا مطالعہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا دانت مبارک توڑنا مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک کی موافقت میں ہے۔ لہٰذا باعث اجر ہے۔

دندان شکنی:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی دندان شکنی کے متعلق تفصیلی واقعہ تو پیش کیا جا چکا ہے۔ یہاں چند حوالہ جات ملاحظہ فرمایئے۔

- حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الاولیاء میں یہ واقعہ تفصیلاً بیان فرمایا ہے۔
- حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ از مفتی محمد ارشد نظامی۔
- ذکر اویس از شیخ القرآن والتفسیر فیض ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویس رضوی مدظلہ العالی مہتمم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور۔
- اولیائے کرام کو یٰن از قمر الزماں بابر۔
- تذکرہ اولیائے عرب و عجم از حضرت صوفی عبدالمجید۔
- ملفوظات حضرت محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ واقعہ ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ۔

حضرت خواجہ اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو (حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد) فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال باکمال ہونے والا تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جناب کا خرقہ مبارک کس کو دیا جائے؟

مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) کو۔

بعد ازاں جب امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو کوفے میں منبر شریف پہ خطبہ پڑھا اور پھر پوچھا کہ اے اہل مسجد! تم میں سے کوئی قرن کا رہنے والا ہے؟

عرض کی: ہے۔

فرمایا: میرے پاس بھیج دو۔

جب قرنی لوگ آپ کے پاس آئے تو آپ نے اویس (رضی اللہ عنہ) کی بابت پوچھا تو اُنھوں نے عرض کیا اسے ہم نہیں جانتے۔

امیر المؤمنین (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا پتہ بتایا ہے۔ آپ کی بات خلاف (کبھی) نہیں ہوتی۔

پھر ان میں سے ایک نے عرض کیا وہ اس سے تو حقیر ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے وہ تو دیوانہ ہے۔ خلقت سے دور ہی رہتا ہے۔ وہ آبادی میں نہیں آتا۔ وہ نہ کسی سے مل بیٹھتا جو لوگ کھاتے ہیں وہ نہیں کھاتا۔ غم اور خوشی اسے کچھ بھی نہیں۔ جب لوگ روتے ہیں۔ تو وہ ہنستا ہے اور جب لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے۔

امیر المومنین (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا: وہ کہاں ہے؟

عرض کی: وادی عرفہ میں اونٹ چرایا کرتا ہے۔

پھر امیر المومنین حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما وادی میں گئے اور اسے نماز میں مشغول دیکھا۔ حق تعالیٰ نے فرشتے مقرر کر رکھے تھے۔ جو اس کے اونٹوں کی رکھوالی کیا کرتے تھے۔

جب اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) نے آدمیوں کی آہٹ سنی تو نماز کوتاہ کی پھر (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا جواب دیا۔ پھر امیر المومنین نے نام پوچھا تو جواب دیا: عبداللہ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم بھی عبداللہ یعنی اللہ کے بندے ہیں خاص نام بتاؤ؟

کہا: اویس۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاتھ دکھاؤ۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ دکھایا۔ تو وہی نشان موجود تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا پھر امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اویس! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام بھیجا ہے اور فرمایا کہ میرے امتیوں کے لیے دُعا کرنا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا عمر رضی اللہ عنہ آپ اچھی طرح دُعا کر سکتے ہیں کہ دنیا میں کہ میں آپ سے بڑھ کر کوئی عزیز نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی یہی کام کرتا ہوں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی۔

حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا عمر! آپ مزید جستجو اور تسلی کر لیں شاید کوئی اور اویس نہ ہو۔

فرمایا: نہیں آپ ہی کا پتہ بتلایا تھا۔

عرض کیا: تو پہلے مجھے خرقہ عطا فرمایئے تاکہ میں مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کے لیے دُعا کرلوں۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خرقہ مبارک عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ پہن کر دُعا کرو۔

خرقہ لے کر فرمایا کہ صبر کیجیے۔ مجھے ذرا کام ہے۔ پھر دُور جا کر وہ خرقہ رکھ دیا اور اللہ تعالیٰ سے اُمت مصطفوی کے لیے دُعا کی۔ تو آواز آئی کہ اے اویس!

خرقہ پہن لے۔

عرض کیا: جب تک ساری اُمت نہ بخشی جائے گی۔ میں نہیں پہنوں گا۔

کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر اور حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہما) نے اپنا کام کیا ہے۔ اب میرا کام باقی رہ گیا ہے۔

آواز آئی کہ اتنے ہزار امت تیری خاطر بخشی۔ پہن لے۔

عرض کیا: جب تک ساری اُمت نہ بخشی جائے گی میں نے نہیں پہنوں گا۔

اتنے میں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ آپ کے پاس تشریف لائے۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اگر آپ تشریف نہ لاتے تو میں یہ خرقہ نہ پہنتا جب تک کہ ساری اُمت نہ بخشوالیتا۔

بعد ازاں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ان لوگوں کی حکایت ہے جو جہاں جاتے ہیں ان کو کوئی نہیں پوچھتا اور جب وہاں سے چلے جاتے ہیں تو ان کا نشان کوئی نہیں بتلاتا۔

پھر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اویس کو اونٹ کی پشم کی گودڑی پہنے ہوئے سر اور پاؤں سے ننگا دیکھا کہ گودڑی میں اٹھارہ ہزار عالم موجود تھے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ کوئی مجھ سے یہ خلافت لے اور مجھے رہائی دے دے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے (امیر المؤمنین) عمر رضی اللہ عنہ۔

یہاں خود فروشی نہیں اسے چھوڑ دیجیے جو چاہے گا لے لے گا۔ خرید و فروخت کا کیا تعلق؟

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت روئے اور خلافت چھوڑنی چاہی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جمع ہو کر عرض کی کہ جو چیز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قبول فرمائی۔ آپ اسے نہیں چھوڑ سکتے۔ کیونکہ ایک روز کا عدل ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا مقام امیر المؤمنین سے عمر رضی اللہ عنہ کے مرتبے سے اعلیٰ اور عمدہ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں۔

دیگر اویس قرنی رضی اللہ عنہ میں یہ خاصیت تھی کہ آپ کا دل کسی چیز کو نہ چاہتا تھا۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑھیا کے گھر جا کر اس سے فرمایا کرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں دعا کرنا۔

اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہما اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے درمیان کئی سوال و جواب ہوئے آخر میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید (آپ کے دندان مبارک شہید ہوئے یعنی دندان مبارک کو شدید تکلیف پہنچی۔ آپ نے موافقت کرتے ہوئے دندان کیوں نہ توڑ دیے کیونکہ دوستی اور موافقت کی شرط یہی ہے۔ یہ کہہ کر اپنا منہ دکھایا۔ جس کے سارے دانت ٹوٹے ہوئے تھے پھر فرمایا گو میں نے آنحضرت کی زیارت تو نہیں کی۔ لیکن یہ دینی موافقت کی وجہ سے ہے۔ پھر دونوں صاحبوں کو معلوم ہوا کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا منصب (کتنا) بلند ہے کہ اُنھوں نے بن دیکھے موافقت کی۔

بعد ازاں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اویس میرے حق میں دُعا کریں۔

فرمایا میں نماز کے وقت دعا کروں گا اگر آپ دنیا سے ایمان سلامت لے گئے تو سمجھنا کہ میری دُعا کارگر ہوگئی۔ ورنہ میری دُعا ضائع ہوگئی۔ (ہشت بہشت۔ افضل الفوائد حصہ اول صفحہ: ۱۰۹ تا ۱۱۱)

فائدہ:

جہاں تک فضیلت کا تعلق ہے۔ اس سے متعلق حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے قول مبارک سے ہی ظاہر ہے کہ جزوی فضیلت کلی فضیلت پہ برتری نہیں رکھتی۔ علاوہ ازیں غزوہ احد کے مقام پر سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ اور جان نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی

حالت یہ تھی کہ ابواحمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

عشق مصطفیٰ میں تو موت بھی قبول ہے
سر نذرانہ دھرنا، عشق کا اصول ہے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبہ صادق دیکھنا ہو تو کتب سیرت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال تاریخ کی کتب میں سنہری حروف لکھے ہوئے ملیں گے۔

آج کے مسلمان کے لیے دعوت فکر:

اور آج کے مسلمان کو غور کرنا چاہیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مسلمان تھے اور ہم بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ وہ مدنی تاجدار کی عزت وعظمت پہ اپنا سب کچھ نثار کرتے تھے اور ہم...... ......

علامہ اقبال نے مسلم کی شان تو یہ بیان کی ہے۔

گر دل مسلم مقام مصطفیٰ است
آبروئے ماز نام مصطفیٰ است

آج کل کے حالات کا تقاضا:

الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اویسی نے ۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ کو جشن عید میلاد النبی اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن جلوس کی قیادت کی اور جلوس کے اختتام پر جماعت اہلسنت یونٹ پرانا تھانہ کے زیر اہتمام جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت یونٹ پرانا تھانہ کی حیثیت سے جماعت اہل سنت کے پلیٹ فارم پر چوک پرانا تھانہ میں خطبہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اس سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

آج ہمارے وطن عزیز پر جو خطرات منڈلا رہے ہیں۔ وہ اس بات کے متقاضی ہیں کہ ہم سب اپنا فرض ادا کرنے کے لیے سیسہ پلائی دیوار بن جائیں۔ اپنے گروہی، ذاتی، اختلافات کو بھلا کر ایک ہو جائیں تاکہ تمام بدمذاہب کے پیدا کردہ حالات کا مردانہ وار مقابلہ کر سکیں۔ علامہ اقبال نے اتفاق واتحاد کی ضرورت بیان کرتے ہوئے یاد فرمایا ہے۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

لائحہ عمل:

آج کے اس پرمسرت موقع پر الفقیر القادری ابواحمد اویسی تمام مکاتیب فکر سے التماس کرتا ہے کہ آئیے ہم سب مل کر متحد ہو کر غور وفکر کریں کہ کیسے غیر مسلموں کی لاف زنی کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے اور آن مصطفیٰ اور شان حبیب کبریا کا تحفظ کس طرح کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے پیارے نبی نے وہ لائحہ عمل ہمیں عطا فرمایا ہے کہ اس پر عمل کر کے پوری دنیا امن وآشتی کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ ہر طرف امن کا راج قائم ہو سکتا ہے۔

موجودہ حالت:

مگر افسوس کہ ہم مسلمانوں کی کمزوری اور بے حسی نے کفار کو شیر بنا دیا ہے۔ سلامتی کونسلوں کا کردار محض تحفظ وقار کفر کے سوا کچھ نہیں۔ جب بھی مسلمانوں کے فائدے کی کوئی بات ہوتی ہے تمام اقوام چپ سادھ لیتی ہیں۔ بوسنیا کے مسلمانوں کی چیخ و پکار کسی کو بھی نہیں سنائی دیتی۔ کیونکہ ان کا مسلمان ہونا ہی ان کا جرم عظیم ہے۔ کشمیر میں مسلمانوں پہ جو مظالم ڈھائے جارہے ہیں۔ کسی کو نظر نہیں آرہے۔ اس طرف کسی کی نظریں کیوں اُٹھیں کشمیری تو مجرم ہیں مسلمان ہونا ہی ان کا جرم ہے، فلسطینی مسلمانوں کو عرصہ دراز سے اسرائیلی سولی پہ لٹکائے ہوئے ہیں۔ مگر افسوس کہ کوئی بھی حق کی صدا لگائے ہوئے۔ فلسطینیوں کی دادرسی کے لیے تیار نہیں کیونکہ فلسطینی مسلمان ہیں۔ کیا اتنا کم ان کا جرم ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ محض تیل کے حصول کے لیے پوری غیر مسلم اقوام عراق پہ حملہ آور ہوئیں۔ محض اس لیے کہ مسلمانوں کو چھوڑنا نہیں۔ مسلمان ہونا ہی ان کا جرم عظیم ہے۔ اسی طرف سے مسلمانوں پہ مختلف انداز سے ستم کیے جارہے ہیں۔ ہر نوعیت کے محاذ کھولے جارہے ہیں۔

اگلا قدم:

اب اس سے بھی اگلا قدم یہ اُٹھایا جارہا ہے کہ ڈنمارک کے میڈیا میں توہین آمیز خاکوں کی دوبارہ اشاعت نے مسلمانوں کو جھنجھوڑ کے رکھ دیا ہے۔ کہیں قرآن مجید کے خلاف شر انگیز فلم بنا کر مسلمانوں کے جذبات سے کھیلا جارہا ہے۔ کہیں تحریر و تقریر کی آزادی کے نام پر دین اسلام کے خلاف گستاخانہ رویہ اختیار کیا جارہا ہے۔ ہماری بے عملی اور بے حسی کی وجہ سے کفار میں یہ ہمت وجرأت پیدا ہوئی اور ہم بے بسی کی تصویریں بنے۔ خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ آیئے آج کے دن ہم یہ عہد کریں کہ ہم محبوب کریم ﷺ کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے۔

غیرت مسلم کو للکارنے والو! خبردار! یاد رکھو!

لب پہ نعت پاک کا نغمہ کل بھی تھا آج بھی ہے
میرے نبی سے میرا رشتہ کل بھی تھا آج بھی ہے
بتلا دو دشمنانِ دین کو غیرتِ مسلم زندہ ہے
دین پہ مرمٹنے کا جذبہ کل تھا آج بھی ہے

مسلمانو! اٹھیے! ذرا غور سے سماعت فرمایئے۔

اک شجر ایسا محبت کا لگایا جائے
جس کا ہمسائے کے آنگن میں بھی سایہ ہو

مگر یہ بھی مت بھولیے۔ مدنی تاجدار احمد مختار ﷺ کی عزت و عظمت کی طرف کوئی انگلی بھی اُٹھائے تو یہ ایک مومن سے ناقابل برداشت ہے۔

نماز اچھی، روزہ اچھا، زکوۃ اچھی
میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ طیبہ کی عزت پہ
خدا شاہد ہے کہ کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

علامہ اقبال کی روح سے معذرت کرتے ہوئے تھوڑی سی تبدیلی کی ہے۔
(خلاصہ ماہنامہ ندائے حق عارف والہ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ اپریل صفحہ:۱۸)

موافقت کے مختلف انداز:

موافقت کے مختلف انداز ہوتے ہیں۔اپنے احوال کے مطابق اس کے مطابق عمل پیرا ہو کر موافقت اختیار کی جاتی ہے۔ جیسے جنتی براق مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور منزل ایک ہی تھی۔مگر انداز الگ الگ اسی طرح موافقت بھی ایک گلدستہ کی مانند سمجھیے۔اس کے بھی انداز مختلف ہوتے ہیں۔محبوب کی محبت کے باعث محبوب کے لباس جیسا لباس پہننا بھی موافقت ہے اور اپنی زندگی کے لیل و نہار محبوب کے انداز کے مطابق گزارنا بھی موافقت ہے۔محبوب کے انداز اپنانا بھی موافقت ہے۔محبوب کی محبوب چیزوں سے محبت کرنا بھی موافقت ہے اور محبوب سے نفرت کرنے والوں سے نفرت کرنا بھی موافقت ہے۔ محبوب کے احوال کے مطابق اپنی زندگی ڈھالنا بھی موافقت ہے اور محبوب کے اقوال کے مطابق اپنی زندگی کو سنوارنا بھی موافقت ہے۔محبوب کے اقوال کو یاد کرنا، سمجھنا، بلکہ اوروں تک پہنچانا اور ان کے مطابق اپنا کردار سجانا بھی موافقت ہے۔

سنت مبارکہ اپنانے کی فضیلت:

چونکہ سنن حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنانا بھی موافقت ہے۔اس لیے سنت مبارکہ کے مطابق زندگی گزارنے کی فضیلت ملاحظہ فرمایئے۔

بہترین طریقہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا:

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَّشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُها وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (رواہ مسلم۔مشکوۃ اصابح باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حمد وصلوٰۃ کے بعد یقیناً بہترین بات اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) ہے اور بہترین طریقہ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طریقہ ہے اور بدترین چیز دین کی بدعتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

مُحدَث کے معنی ہیں جدید اور نو پید چیز بدعت یہاں وہ عقائد یا برے اعمال مراد ہیں۔جو حضور کی وفات کے بعد دین میں پیدا کیے جائیں بدعت کے لغوی معنی ہیں۔نئی چیز رب فرماتا ہے۔اَللّٰهُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اصطلاح میں اس کے تین معنے ہیں۔

(۱) [illegible] نئے عقیدے [illegible] بدعت اعتقادی کہتے ہیں۔

(۲) وہ نئے اعمال جو قرآن و حدیث کے خلاف ہوں اور حضور کے بعد ایجاد ہوں۔

(۳) ہر نیا عمل جو حضور کے بعد ایجاد ہوا پہلے دو معنے سے ہر بدعت بری ہے۔ کوئی اچھی نہیں تیسرے معنی کے لحاظ سے بعض بدعتیں اچھی ہیں بعض بری۔ یہاں بدعتیں سے پہلے معنی مراد ہیں۔ یعنی برے نہیں بے نماز گنہگار ہے مراد نہیں اور رب کو جھوٹا یا حضور کا [illegible] ماننے والا بد عقیدگی اور گمراہی ہے اور اگر دوسرے معنی مراد ہوں تو تب بھی یہ حدیث اپنے اطلاق پر ہے۔ کسی کو قید لگانے کی [illegible] ضرورت نہیں اور اگر تیسرے معنی مراد ہوں۔ یعنی نیا کام تو یہ حدیث عام مخصوص عن البعض ہے کیونکہ یہ بدعت دو قسم ہے بدعت حسنہ [illegible] سیئہ۔ یہاں بدعت سیئہ مراد ہے۔

[illegible] کتاب العلم کی وہ حدیث ہے جو آگے مشکوٰۃ المصابیح میں آ رہی ہے۔ **مَنْ سَنَّ الْاِسْلَامِ سَنَّةً حَسَنَةً** [illegible] یعنی جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے وہ بڑے ثواب کا مستحق ہے۔ بدعت حسنہ کبھی جائز کبھی واجب کبھی فرض [illegible] اس کی پوری تحقیق اسی جگہ مرقات اور اشعۃ اللمعات میں دیکھو نیز شامی اور ہماری (حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی) [illegible] کتاب جاء الحق میں بھی ملاحظہ کرو۔ بعض لوگ اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ جو کام حضور کے بعد ایجاد ہو وہ بدعت ہے [illegible] حرام ہے یہ معنی بالکل فاسد ہیں۔ کیونکہ تمام دینی چیزیں چھ کلمے قرآن شریف کے تیس پارے، علم حدیث، احادیث کی [illegible] کتب شریعت و طریقت کے چار سلسلے حنفی شافعی، قادری چشتی وغیرہ، زبان سے نماز کی نیت، ہوائی جہاز، [illegible] جدید سائنسی ہتھیاروں سے جہاد وغیرہ اور دنیاوی تمام چیزیں پلاؤ، زردے، ڈاک خانہ ریلوے وغیرہ سب بدعتیں [illegible] جو حضور کے بعد ایجاد ہوئیں حرام ہونی چاہیے۔ حالانکہ انہیں کوئی بھی حرام نہیں کہتا۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ: ۱۴۷۔۱۴۶)

نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ سے محبت کا اجر:

[illegible] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے میرے بچے اگر تم [illegible] صبح اور شام ایسے گزارو کہ تمھارے دل میں کسی کی طرف سے کھوٹ (کینہ) نہ ہو تو کرو۔ پھر فرمایا کہ اے میرے بچے یہ [illegible] میری سنت سے اور جو میری سنت سے محبت کرے۔ اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ ([illegible] مشکوٰۃ شریف [illegible] باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

فائدہ

[illegible] دنیوی امور میں دل صاف ہو سینہ کینے سے پاک ہو۔ تب اس میں انوار مدینہ آئیں گے اور میلا [illegible] (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۱۷۰)

اچھے اخلاق بھی سنت:

[illegible] باعث ثواب ہے۔ ویسے ہی دل صاف رکھنا اچھے اخلاق ہونا بھی سنت ہے۔ جس سے [illegible] لوگ یہاں پھسل جاتے ہیں۔ اتباع سنت کا دعویٰ ہوتا ہے۔ مگر سینے کینوں سے بھرے

ہوتے ہیں۔ اللہ اس سنت پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد دو صفحہ ۱۷۲)

سو شہداء کا ثواب:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ (مشکوۃ المصابیح [illegible])

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے [illegible] فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری امت کے بگڑتے وقت میری سنت کو مضبوط تھاما [illegible] شہیدوں کا ثواب ہے۔

عمل اور تبلیغ کے لیے احادیث حفظ کرنے کی فضیلت:

مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ حفظ کرنے [illegible] عمل مبارک ہے [illegible] احادیث [illegible] بہت فضیلت ہے۔ حق تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو [illegible] خصوصاً نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت کرتے ہوئے [illegible] سرانجام دیجیے اور ڈھیروں ثواب کمائیے۔

چالیس احادیث حفظ کرنے کا اجر:

وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَاحَدُّ الْعِلْمِ الَّذِیْ اِذَا بَلَغَهُ الرَّجُلُ كَانَ فَقِيْهًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْ اَمْرِ دِیْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِيْهًا وَّ كُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَافِعًا وَّشَهِيْدًا (مشکوۃ المصابیح کتاب العلم فصل ۳)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا [illegible] جہاں انسان پہنچے تو عالم ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو میری امت پر چالیس حدیثیں [illegible] حفظ کرے اسے اللہ تعالیٰ فقیہ اٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اس کا شفیع و گواہ ہوں گا۔

فائدہ:

اس حدیث کے بہت پہلو ہیں۔ چالیس حدیثیں یاد کرکے مسلمان کو سنانا، چھاپ [illegible] تقسیم کرنا، شرح کر کے [illegible] سمجھانا، راویوں سے سن کر کتابی شکل میں جمع کرنا۔ سب ہی اس میں داخل ہیں۔ یعنی جو کسی طرح دینی مسائل کی چالیس حدیثیں میری اُمت تک پہنچا دے تو قیامت میں اس کا حشر علمائے دین کے زمرے میں ہوگا اور میں اس کی خصوصی شفاعت اور اس کے ایمان اور تقویٰ کی خصوصی گواہی دوں گا اور عمومی شفاعت اور گواہی تو ہر مسلمان کو نصیب ہوگی۔

(مراۃ شرح مشکوۃ)

معنوی اور تعلق روحانی اور عشق ومحبت کے سبب جو اُن کے حضور سردار دو جہان سے تھے۔آپ کے دندان مبارک خود ہی جھڑ گئے تھے(ذکر اویس صفحہ: ۲۷۳)

عقلی دلیل ازنقل:

حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کا اپنے دانتوں کو حالتِ سکر اور غلبہ حال میں شہید کر ڈالنا جائز بھی ہوسکتا ہے۔کیونکہ ایسے مغلوب الحال اور مست الست بزرگوں سے اس قسم کے خلاف شرع افعال اکثر سرزد ہوتے رہے ہیں۔مثلاً حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے تنویر لحیہ (داڑھی صاف کرانا) خرقِ ثیاب (کپڑے پھاڑ ڈالنا) اور القاء دراہم درآب (روپیہ، پیسوں کو دریا میں پھینک دینا) وغیرہ جیسے افعال خلاف شرع کا اکثر کتب سے ثابت ہے(ذکر اویس)

فائدہ:

اس قسم کی اور بھی بہت سی روایتیں مشہور ہیں اور غلبہ حال اور حالت سکر میں اکثر بزرگوں نے ظاہری شریعت کے خلاف افعال واقوال سرزد ہوئے ہیں۔جس میں وہ معذور سمجھے گئے ہیں۔لیکن ایسے خلاف شرع اقوال وافعال دوسروں کے لیے قابلِ اتباع واقتدا نہیں ہوسکتے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ مرج البحرین میں اس کو نہایت شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے۔

ان تمام واقعات اور حقائق کے پیش نظر حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ کا اپنے دانتوں کو توڑنے کا فعل کس طرح ناجائز ہوسکتا ہے کیونکہ وہ حقیقتاً ایسا ہی کرنے میں بوجہ غلبہ حال اور محبت کمال معذور تھے۔ان سے اس کا مواخذہ قطعی نہ ہوگا(ذکر اویس ۶۷۵)

اس ملفوظ مبارک کا حاصل یہ ہے کہ دوستی اور محبت کی شرط موافقت ہے۔محبت کے غلبہ حال کے باعث ہی آپ نے اپنے دندان مبارک توڑے اور غلبہ محبت اور محبت کمال کے باعث آپ معذور تھے۔اس لیے چونکہ چنانچہ کی بحث میں اُلجھنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔حالانکہ موافقت سے دوری یا بیزاری دوستی اور محبت میں کمی کی علامت ہے۔اس لیے ہمیں عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔اللہ کرے ہمیں بھی کمال محبت اور موافقت کمال حاصل ہوجائے۔آمین۔

اعتراض:

دانت شکنی کے متعلق اعتراض معہ جواب فیض ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی کے قلم سے ملاحظہ فرمایئے۔

آپ اعتراض بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

تذکرۃ الاولیاء حیٰوۃ الذاکرین، لوامع الانوار فی طبقات الاخیار وغیرہ معتبر کتب میں آپ کے دندان شکنی کا حال لکھا ہے۔

مگر ملا علی قاری کتاب معدنی العدنی میں اور ایک دوسرے رسالہ اُنھوں نے موضوع احادیث کے بیان میں تصنیف کیا ہے میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جب حضور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کے شہید ہونے کا حال سُنا تو اُن کے رنج وملال میں اپنے دانت توڑ ڈالے اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے اس لیے کہ یہ کام شریعتِ غرا کے خلاف ہے۔اس لیے کسی صحابی نے ایسا نہیں کیا اور اس کو عیب جانتے ہوئے بھی سوائے نادانوں کے یہ فعل کسی سے صادر نہیں ہوسکتا

نیز خرقہ نبوی ﷺ کا آپ تک پہنچنا اور آپ سے دیگر مشائخ کو ملنا کسی معتمد اور معتبر حدیث سے ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی تلقین ذکر خفی وجلی ثابت ہے اور حضرت ابو بکر اور علی رضی اللہ عنہما کے ذریعہ سے حضرت پیغمبر خدا ﷺ سے خرقہ کے پہنچنے کا منسوب کرنا بھی اس اہل سیر اور محدثین کے نزدیک صحیح نہیں ہے (از معدنی عدنی) (ذکر اویس ۱۶۷۔۱۶۶)

جواب فیض ملت:

اس اعتراض کا جواب بیان کرتے ہوئے مجدد دورِ حاضرہ فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر، محدث اعظم بہاول پور ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی نے لکھا ہے کہ۔

مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے یہ مطلب ہے کہ یہ واقعات احادیث سے ثابت نہیں ہوتے حالانکہ کتب سیر وتذکرات مشائخ میں یہ واقعات بخوبی پائے جاتے ہیں اور ثبوت کے لیے یہ کتب کافی ہیں۔ جس کے حوالہ اوپر (تذکرہ ۱۱ میں حیٰوۃ الذاکرین، لوامع ا، الانوار فی طبقات الاخیار، وغیرہ معتبر کتب میں) مذکور۔

سوال:

ملا علی قاری کے کلام سے یہ شبہ وارد ہوسکتا ہے کہ شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ عبد اللہ مطری رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر اولیائے کاملین کی تصنیفات میں جو خرقہ پہنچنے دندان مبارک توڑ ڈالنے اور حدیث ”انی لا جد نفس الرحمن من قبل الیمن او جانب الیمن“ کا ذکر ہے وہ حق وصداقت سے دور اور غیر معتبر ہے۔ اس لیے کہ نص حدیث سے ثابت نہیں۔

تحقیقی جواب نمبر ۱:

سب جانتے ہیں کہ یہ حضرات کاملین میں سے تھے اور جس قدر علوم باطنی اور کشف وکرامات میں کامل تھے۔ اُن کو علوم میں بھی اُسی قدر پوری پوری دسترس وکمال حاصل تھا۔ کسی طرح ان کو غیر معتبر اور غلط مانا جائے اور غیر معتبر روایات کا لکھنا ان حضرات سے قطعی بعید تھا۔ اُنھوں نے پوری تحقیق کے بعد ہی ان کو لکھا بایں ہمہ اگر پھر بھی ان روایات کو معتبر نہ مانا جائے تو گویا ان بزرگوں کی ولایت اور کمال علمی سے انکار کرنا ہے اور ایسے اعتقادات سے معصیت اور ضلالت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔

تحقیق جواب ۲:

یہ ہوسکتا ہے کہ یہ روایات صاحب شریعت اور صحابہ کرام سے سینہ بہ سینہ حضرات مشائخ تک پہنچی ہوں اور ان حضرات کے علم میں وہ صحیح اور معتبر ہوں اور ملا علی قاری کے احاطہ علم میں نہ آئی ہوں اور وہ ان کی تصدیق نہ کرسکے ہوں۔ اس لیے کہ علم کی نہ کوئی حد ہے اور نہ ہی انتہا۔

جیسا کہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسائل ومکاتیب کے دسویں رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی چیز کسی شخص کے نزدیک ثابت نہ ہو تو اس سے لازم نہیں آتا کہ دوسرے کے نزدیک ثابت نہ ہو پھر پچاسویں رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر وحضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں کا دونوں میں سے صرف ایک کو دیکھنا اور ان سے صحبت رکھنا ایسی معتبر روایات سے ثابت ہے کہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوسکتا۔ بلکہ یہاں تک بھی دلائل صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ نے اپنی آخری عمر میں جنگ صفین میں جاکر حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے بیعت کی تھی۔

دندان شکنی کی عجیب روایت:

کتاب موارد الشرعیہ شرح شرعۃ الاسلام کی چالیسوں فصل میں دوشخصوں میں دوستی اور برادری کے حال میں ہے کہ۔

وان یکون نفسا ھما کنفسٍ وّ احِدَۃٍ امتزاجاً و ایتلافاً حتّی یجد فی فمہٖ لذۃ ما یا کل اخوہ

مزاج کے اعتبار سے دو جانیں مثل ایک جان کے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر ایک ان میں سے کچھ کھاتا ہے تو دوسرا اس کی لذت محسوس کرتا ہے۔

یہاں بھی ایسے ہوا۔ جب مشرکین قریش نے جنگ حنین میں پیغمبر خدا ﷺ پر پتھر مارے اور آپ کے آگے کے دندان مبارک شہید ہوئے۔ تو اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ سن کر اپنے دانت توڑ ڈالے۔ یہ باتیں ایک بزرگ کے کچھ مرید خانقاہ سے باہر بیٹھے ہوئے کر رہے تھے۔ وہ بزرگ اندر سے سن رہے تھے۔ بعدہ شیخ نے مریدوں کو بلا کر کہا کہ جس وقت تم یہ باتیں کر رہے تھے۔ اس وقت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف فرما تھے۔ میں نے ان سے دریافت کیا فرمایا کہ میرے دانت بغیر توڑے خود ہی جھڑ گئے تھے۔ (ذکر اویس)

فائدہ:

فیض ملت مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں کہ اس عجیب روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ نے اپنے نے اپنے خود نہ توڑے تھے۔

ملفوظات حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ملفوظات مبارک بزرگانِ دین کی تصنیفات میں بکھرے ہوئے تھے موجودہ دور کے مصنفین نے اپنی اپنی تصانیف میں بیان فرمائے۔ الفقیر القادری ابو احمد اویسی نے بھی اس سلسلے میں محنت کی ہے کافی حد تک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ملفوظات مبارک فیضان حضرت اویس قرنی میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اس سلسلے میں موجودہ دور کی کتب سے بھی استفادہ کیا ہے اور پہلے کے بزرگانِ دین کی کتب سے بھی استفادہ کیا۔ ملفوظات مبارک یکجا کیا ان کی شرح کرنے کی بھی سعادت حاصل کی۔ اس میں کہاں تک کامیابی ہوئی۔ آپ کے سامنے ہے۔ الفقیر کا یہ دعویٰ تو نہیں کہ یہاں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ملفوظات مبارک تمام ہی یکجا کر دیئے ہیں۔ بلکہ ان کے علاوہ بھی ہوں گے جہاں تک الفقیر کی دسترس میں میسر ہو سکے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حق تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین بجاہ نبی الامین آمین۔

فقط طالب دعا

الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی

مدرسہ فیض اویسیہ چک نمبر 11-KB ڈاکخانہ کلیانہ تحصیل وضلع پاک پتن شریف

---☆☆☆---

باب ۷:

وصایا مبارکہ معہ شرح

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

امابعد

جاننا چاہیے کہ چونکہ وصایا مبارکہ کا تعلق بھی ملفوظات سے ہوتا ہے اس لیے وصایا مبارکہ معہ شرح فیضان اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے باب ۷ اور باب ۸ کے تحت شامل کر دیے ہیں۔

اس سے قبل وصایا مبارک ایک الگ کتاب کے طور پر تیار کی تھی تاکہ مسلمانوں کے لیے افادے کا سبب ہوں خصوصاً سلسلہ اویسیہ سے منسلکین کے لیے افادے کے حصول کا باعث ہوں حق تعالیٰ ہمیں بزرگانِ دین کے وصایا مبارکہ کے کما حقہ استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کسی کے کہنے پہ جو وصیتیں بیان فرمائیں وہ بیان کی گئی ہیں۔ وصیتوں کے ساتھ ساتھ شرح اور فضائل وفوائد بھی بیان کیے ہیں تاکہ ان پہ عمل پیرا ہونے کے لیے رغبت پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ بزرگانِ دین کے فرمان کے مطابق ہمیں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائی آمین۔ (الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اویسی)

------☆☆☆------

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وصیت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر! اپنے رب کو پہچانتا ہے؟

کہا: ہاں۔

فرمایا: تب تیرے لیے بہتر یہ ہے کہ کسی غیر کو نہ پہچانے۔

حضرت عمر نے کہا مزید فرمایئے۔

حضرت خواجہ صاحب نے پوچھا: خدا تمھیں جانتا ہے؟

کہا: جانتا ہے۔

حضرت خواجہ نے فرمایا: پھر تیرے لیے یہ بہتر ہے کہ تو بھی اس کے سوا کسی کو نہ جانے۔

(تاجدار یمن خواجہ اویس قرنی صفحہ:۹۸)

فائدہ:

اسی طرح فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی وصیت مبارکہ کو یوں بیان فرمایا ہے کہ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی وصیت:

اگر تم خداشناس ہو تو اس سے زیادہ افضل اور کوئی وصیت نہیں کہ تم خدا کے سوا کسی دوسرے کو نہ پہچانو۔

پھر پوچھا کہ اے عمر! کیا اللہ تعالیٰ تم کو پہچانتا ہے۔

آپ نے فرمایا: ہاں۔

حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ بس خدا کے علاوہ تمھیں کوئی نہ پہچانے یہی تمھارے لیے افضل ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء باب۲)

مطلب:

خلاصہ یہ ہے کہ اے عمر! اگر تو اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے تو تجھے چاہیے کہ کسی اور کو نہ پہچان کہ جس کی پہچان کے سبب تو حق تعالیٰ کے قرب اور حق تعالیٰ کی عبادت اور ذکر و فکر سے کہیں غافل نہ ہو جائے۔ یہ غفلت انتہائی نقصان کا سبب ہے اسی طرح تو اگر اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے تو اس کے سوا کسی کو نہ پہچان اور وحدہٗ لاشریک کی پہچان ہی سب سے افضل وصیت ہے۔ جب تجھے اللہ تعالیٰ پہچانتا ہے تو کسی اور سے پہچان پیدا نہ کر اور نہ ہی کسی کے اتنا قریب ہو کہ وہ تجھے پہچانے جو تیرے لیے حق تعالیٰ سے غفلت کا سبب بنے۔ جب حق تعالیٰ تجھے پہچانتا ہے تو تجھے کسی کی پہچان کی کیا ضرورت ہے۔ کیا ضرورت ہے کہ لوگ تجھے پہچان کر تیرے پاس آئیں۔ جیسے وہ خود حق تعالیٰ کی یاد سے غافل ہیں۔ تجھے بھی غافل کر دیں۔ حق تعالیٰ سے اعراض کر کے مخلوق خدا کی طرف ہونے سے غافل ہو جائے گا۔ جو تیرے لیے انتہائی نقصان کا سب ہے۔ تجھے دنیا و آخرت میں تباہ و برباد کر دے گی۔ لہٰذا تیرے لیے یہی بہتر ہے کہ جب تو نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا ہے تو پھر تیرے لیے کسی اور کو پہچاننے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے تجھے پہچان لیا ہے تو پھر کوئی اور تجھے پہچانے اس کی قطعاً ضرورت نہیں بلکہ حق تو یہ ہے کہ تیرے لیے ایسی پہچان انتہائی نقصان دہ ہے مفید نہیں۔ تمھارے لیے یہی افضل ہے کہ تجھے کوئی نہ پہچانے۔ جس کی وجہ سے تمھیں کوئی پریشان نہ کرے اور تم پرسکون طریقے سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تم مصروف رہو اور تمھارا کوئی لمحہ ضائع نہ ہو۔

------☆☆☆------

ایک وصیت

فرمایا: وصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اہل حق کی راہ کو سامنے رکھو اور موت کی یاد سے ایک لمحہ بھی غافل نہ رہو اور جب اپنی قوم میں جاؤ تو حق بات کہنے میں دریغ نہ کرو اور اہل سنت و جماعت سے روگردانی نہ کرو کیونکہ اس معاملہ میں ذرا سی لغزش

بھی دین سے برگشتہ کردے گی اور پھر تمھیں دوزخ میں جانا ہوگا۔(تاجدار یمن صفحہ:۱۱۲)

قرآن اور اہل حق کی راہ:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ ''اللہ تعالیٰ (یعنی قرآن مجید فرقان حمید) اور اہل حق کی راہ کو سامنے رکھو'' یعنی زندگی کا ہر لمحہ تم راہِ حق سے بہک نہ سکو۔ معلوم ہوا کہ صراطِ مستقیم یہی ہے کہ قرآن وسنت اور بزرگانِ دین کے عقائد واعمال کے مطابق زندگی گزارے۔ اس طرح بیتی ہوئی حیات مستعار کے لمحات حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب:

اللہ تعالیٰ کی پاک اور مقدس کتاب قرآن مجید ایسی لافانی کتاب ہے کہ جو اس کے مطابق اپنی زندگی کو سنوار لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دنیا بھی سنوار دیتا ہے۔ اس کی موت بھی ایسی ہوتی ہے کہ دنیا والے حسرت ہی لیے مرجاتے ہیں۔ کہ کاش ہماری موت بھی ایسے ہی ہوتی مثلاً پیر سید منظور احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا واقعہ اسی شرح میں بیان ہو چکا ہے۔ حافظ مرید احمد صاحب رحمۃ اللہ عا. (مہتمم مدرسہ قادریہ پرانا تھانہ تحصیل وضلع پاک پتن شریف) کا جب وصال ہوا ان کی قبر کھودی گئی تو ایسی خوشبو ظاہر ہوئی کہ الفقیر القادری ابواحمد اویسی نے آج تک ویسی خوشبو کہیں نہیں محسوس کی۔ حتیٰ کہ اس کا اعتراف حضرت علامہ حافظ نذیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے حافظ مرید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رسم قل شریف والے دن خطاب کرتے ہوئے کہا۔ حضرت پیر سید حافظ عبدالحق شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چک شاہ کرم کی قبر مبارک کھودی گئی تو خوشبو ظاہر ہوئی اولیائے کرام کے مزارات پہ جا کر دیکھیے غافل دنیا سو رہی ہوتی ہے۔ مگر اولیائے کرام کے مزار پہ قرآن مجید کی تلاوت ہر وقت ہو رہی ہوتی ہے۔ قرآن مجید کے ساتھ ان کے پیار کا ایک ثبوت ہے کہ جن بزرگوں نے ساری زندگی قرآن مجید کے ساتھ پیار کیا۔ تعلق جوڑا۔ زندگی بھر تلاوت بھی کی اور قرآن وسنت کے مطابق عمل بھی کمایا تو اللہ تعالیٰ نے اُنھیں یہ مقام عطا فرمایا کہ ان کے مزار ہر وقت قرآن مجید کی تلاوت ہوتی رہتی ہے۔

حدیث شریف:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ جس نے کتاب اللہ کا علم حاصل کیا۔ پھر اس میں جو کچھ ہے۔ اس کی پیروی کی۔ اللہ تعالیٰ اسے گمراہی سے بچا کر ہدایت پر قائم رکھے گا اور قیامت کے روز اسے بُرے حساب سے بچائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی اقتداء کی وہ دنیا میں گمراہ نہ ہوگا اور آخرت میں برے انجام سے دوچار نہ ہوگا۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت کی فمن اتبع الخ (مشکوٰۃ شریف)

اہل حق کی راہ سامنے رکھو:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اہل حق کی راہ کو سامنے رکھو''

اس ملفوظ شریف میں کتاب اللہ یعنی قرآن مجید اور اہل حق کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے فرمایا گیا ہے کہ اگر یہ راستہ اختیار کیا گیا تو خیر ہی خیر ہے اور اس سے برگشتہ ہونے کی صورت میں اور ذرا سی لغزش کھانے کی صورت میں دوزخ کے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اہل حق کی راہ سامنے رکھنے کی فضیلت:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ جو سیدھی راہ جانا چاہے۔ وہ وفات یافتہ بزرگوں کی راہ چلے کہ زندہ پر فتنہ کی امن نہیں۔ وہ بزرگ (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں۔ جو اس امت میں بہترین دل کے نیک، علم کے گہرے اور تکلف میں کم تھے۔ اللہ نے انھیں اپنے نبی کی صحبت اور اپنے نبی کا دین قائم رکھنے کے لیے چن لیا۔ ان کی بزرگی مانو۔ ان کے آثار قدم پر چلو بقدر طاقت ان کے اخلاق و سیرت کو مضبوط پکڑو کہ وہ سیدھی ہدایت پر تھے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام کتاب الایمان)

فائدہ:

اس ملفوظ شریف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اہل حق کی راہ کو سامنے رکھنے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ ان کے پیرو کار رہو۔ ان کی وجہ سے تم پہ بھی مہربانی کرے گا۔ کیونکہ اہل حق پہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی رہتی ہے۔ وہ حق تعالیٰ کے ارشادات کی مکمل طور پر پیروی کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ اس لیے ان کی پیروی تمھارے لیے بھی مفید ہوگی بقیہ ملفوظ شریف کے حصص کی تفہیم اور شرح اسی شرح میں مفصل ملاحظہ فرمایئے۔

------☆☆☆------

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت

ہرم بن حیان کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ہرم بن حیان! میری وصیت یہ ہے کہ کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑو۔ صلحائے امت کی صحبت اختیار کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود و سلام بھیجتے رہو۔ میں نے اپنی اور تمھاری موت کی خبر دے دی ہے۔ آئندہ کسی ساعت موت سے غافل نہ رہنا۔ واپس جا کر اپنی قوم کو بھی نصیحت کرنا اور ڈرانا۔ خبردار جماعت کا ساتھ کبھی نہ چھوڑنا۔ ورنہ بے دین ہو جاؤ گے اور قیامت میں آتش دوزخ کا ایندھن بنا پڑے گا (قصص الاولیاء صفحہ: ۲۶۳)

قرآن مجید کی فضیلت:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑو'' کیونکہ کتاب اللہ ہر قسم کے شکوک وشبہات سے پاک ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید :الٓمّٓo ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِo (پارہ۔۱)

وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں (کنز الایمان)

فائدہ:

اس لیے کہ شک اس میں ہوتا ہے جس پر دلیل نہ ہو قرآن پاک ایسی واضح اور دلیلیں رکھتا ہے جو عاقل منصف کو اس کے کتاب

الٰہی اور حق ہونے کے یقین پر مجبور کرتی ہیں تو یہ کتاب کسی طرح قابل شک نہیں۔ جس طرح اندھے کے انکار سے آفتاب کا وجود مشتبہ نہیں ہوتا۔ ایسے ہی معاند سیاہ دل کے شک و انکار سے یہ کتاب مشکوک نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر خزائن العرفان)

متقین کے لیے ھدایت:

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (پارہ البقرہ:۲)

ہدایت ہے ڈر والوں کو۔

فائدہ:

اگرچہ قرآن کریم ہدایت ہر ناظر کے لیے عام ہے مومن ہو یا کافر۔

عام لوگوں کے لیے ھدایت:

هُدًى لِّلنَّاس۔

ہدایت ہے لوگوں کے لیے۔

بیانٌ للنّاس:

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ (پارہ آل عمران:۳۸)

یہ لوگوں کو بتانا۔

پرھیزگاروں کے لیے نصیحت:

وَهُدًى وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (پارہ۴ آل عمران:۱۳۸)

اور ہدایت اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت۔

بصائر:

هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ (پارہ۹ الاعراف:۲۰۳)

یہ تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں کھولنا ہے۔

ھدایت اور رحمت:

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ (پارہ آل عمران:۲۰۳)

اور ہدایت اور رحمت مسلمانوں کے لیے (کنز الایمان شریف)

فائدہ:

اس سے قرآن پاک کے متعلق رب کائنات کا فرمان ذیشان ہوا۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (پارہ۹الاعراف:۲۰۴)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر غور سے سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

پس معلوم ہوا کہ جب انسان قرآن کریم غور وفکر سے سنتا ہے اللہ تعالیٰ اس پہ دنیا میں رحم کرتا ہے۔ ساری زندگی رحم کرے گا حتیٰ کہ بعد از مرگ بھی رحم کرے گا۔

روشن کتاب:

طٰسٓ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ○ (پارہ۱۹النمل:۱)

یہ آیتیں ہیں قرآن اور روشن کتاب کی۔

فائدہ :

جو حق وباطل میں امتیاز کرتی ہے اور جس میں علوم وحکم ودیعت رکھے گئے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

ہدایت اور خوشخبری:

هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ (پارہ۱۹النمل:۲)

ہدایت اور خوشخبری ایمان والوں کو۔

اختلافات سے پاک کتاب:

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ○ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ○ (پارہ۵النساء:۸۲)

تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

رب کی طرف سے برہان:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (پارہ النساء:۱۷۴)

اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی۔

روشن نور:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ○ (پارہ النساء:۱۷۴)

اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اُتارا۔

جان فزا:

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ○ (پارہ۲۵الشوریٰ:۵۲)

اور یونہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی ایک جان فزا چیز۔

فائدہ:

قرآن مجید دلوں میں زندگی پیدا کرتا ہے۔

قرآن کا ایک فائدہ:

مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۙ (پارہ۲۵۔الشوریٰ ۵۲)

اپنے حکم سے اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل ہاں ہم نے اسے نور کیا۔ جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں۔ اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔

قرآن مبارک ہے:

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ (پارہ۷/الانعام:۹۲)

یہ ہے برکت والی کتاب کہ ہم نے اُتاری۔

سارے جہان کے لیے نصیحت:

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِیْنَ ۙ (پارہ۷۔سورۃ الانعام:۹۰)

وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کو۔

مسلمانوں کے لیے نصیحت:

وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ (سورۃ الاعراف:۲)

اور مسلمانوں کے لیے نصیحت۔

قرآن مفصل کتاب:

وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ اِلَیْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ (پارہ۸۔سورۃ الانعام:۱۱۴)

اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اُتاری۔

مسلمانوں کے لیے ھدایت اور رحمت:

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۙ

(پارہ۸۔سورۃ الاعراف:۵۲)

اور بے شک ہم ان کے پاس ایک کتاب لائے جسے ہم نے ایک بڑے علم سے مفصل کیا ہدایت و رحمت۔

ایمان والوں کے لیے:

الٓرٰ قف کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ ۝ (پارہ۱۱۔ہود:۱)

یہ کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں۔ پھر تفصیل کی گئیں حکمت والے خبردار کی طرف سے۔

ہر چیز کا مفصل بیان:

وَتَفْصِیْلَ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ (پارہ۱۳۔سورۃ یوسف آخری آیت)

اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت۔

دلوں کی صحت:

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْجَآءَ تْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَافِی الصُّدُوْرِ ۝ وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (پارہ۱۱۔یونس:۵۷)

اے لوگو تمہارے پاس رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے۔

ایمان والوں کے لیے شفاء اور رحمت:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝

اور ہم قرآن میں اُتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔

قرآن میں ہر شے کا واضح بیان:

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّ ھُدًوَّرَحْمَۃً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ ۝

(پارہ۱۴النحل:۸۹)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اُتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کے لیے۔

قرآن آسان ہے:

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ ۝ (پارہ۲۷القمر:۱۷)

اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لیے آسان فرمادیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

فائدہ۔ اتنی عظمتوں والی کتاب ہے اس لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامو۔

فضائل قرآن بزبانِ حبیب الرحمن

قرآن شفیع:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِقْرَؤُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ شَفِیْعًا لِّاَصْحَابِهٖ۔

(ریاض الصالحین جلد ۲ کتاب الفضائل باب فضل قراۃ القرآن)

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سُنا کہ قرآن حکیم کی تلاوت کیا کرو کیونکہ قرآن حکیم قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لیے شفیع بن کر آئے گا۔

(قرآن پڑھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی فضیلت)

وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "یُؤْتٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِالْقُرْاٰنِ وَاَهْلِهِ الَّذِیْنَ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ بِهٖ فِی الدُّنْیَا تَقْدُمُهٗ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاٰلِ عِمْرَانَ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا۔

(مسلم شریف ریاض الصالحین جلد ۲ کتاب الفضائل باب فضل قراۃ القرآن)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے یہ سُنا کہ قیامت کے دن قرآن اور قرآن والوں کو جو اس دنیا میں اس پر عمل کرتے تھے۔ لایا جائے گا سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران۔ اس کے آگے ہوں گے اور وہ پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گے۔

قرآن سیکھنے اور سکھانے والوں کی فضیلت:

وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ (بخاری شریف۔ ریاض الصالحین جلد ۲ کتاب الفضائل)

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کا علم سیکھے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔

قیامت کے دن فرشتوں کے ساتھ:

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهٖ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ یَتَتَعْتَعُ فِیْهِ وَهُوَ عَلَیْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ۔

(بخاری شریف۔ مسلم شریف ریاض الصالحین کتاب الفضائل باب فضل قراۃ القرآن)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو قرآن حکیم تلاوت کرتا ہے اور عمدگی سے تلاوت کرتا ہے وہ (قیامت کے دن) نیکوکار اور بزرگ فرشتوں کے ساتھ

ہوگا اور جو قرآن مجید تلاوت کرتا ہے اور ہکلاتا ہے اور اس کو تلاوت کرنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ اس کو دوہرا اجرا ملے گا۔

قرآن کو مضبوطی سے پکڑو:

حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ میری وصیت یہ ہے کہ کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑو۔

پہلے کتاب اللہ کے فضائل بیان کرنے کی سعی کی ہے تا کہ ہمارا رجحان قرآن کریم کی طرف ہو اور قرآن مجید کی طرف میلان اور رغبت ہو یہ فضائل الحمد للہ قرآن مجید۔ احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے ملفوظات سے پیش کیے ہیں۔ تلاوت قرآن مجید کے بے شمار فضائل ہیں۔

کئی احادیث مبارکہ ایسی بھی بیان ہو چکی ہیں۔ جن میں قرآن مجید کے مطابق عمل پیرا ہونے کی بھی ترغیب دلائی گئی ہے۔

عمل کرنے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ اچھے اور برے نیک اور بد معاملات کی حقیقت سے آشنائی حاصل کر لی جائے ورنہ انسان تذبذب کا شکار رہتا ہے۔ پتہ نہیں کہ جس کتاب پہ عمل کرنے کی سعی کر رہا ہوں۔ یہ صحیح بھی ہے یا نہیں درست بھی ہے یا نہیں۔ اس پہ عمل کر کے کامیابی حاصل ہوگی یا ناکامیاں مقدر بنیں گی۔ اس سلسلے میں قرآن مجید میں رب کائنات کا یہ ارشاد گرامی ہے کافی ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

احادیث کے سلسلے میں ملاحظہ فرمایئے روایات میں ہے کہ۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَّشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (رواہ مسلم شریف مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حمد وصلوٰۃ کے بعد یقیناً بہترین بات اللہ کی بہترین کتاب اللہ کی کتاب ہے اور بہتر طریقہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور بدترین چیز دین کی بدعتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

فائدہ:

محدثٰت کے معنی ہیں جدید اور نو پید چیز یہاں وہ عقائد یا برے اعمال مراد ہیں جو حضور کی وفات کے بعد دین میں پیدا کیے جائیں۔ بدعت کے لغوی معنی ہیں نئی چیز رب فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اصطلاح میں اس کے تین معنے ہیں۔

(۱) نئے عقیدہ اسے بدعت اعتقادی کہتے ہیں۔

(۲) وہ نئے اعمال جو قرآن وحدیث کے خلاف ہوں اور حضور کے بعد ایجاد ہوں۔

(۳) ہر نیا عمل جو حضور کے بعد ایجاد ہوا پہلے دو معنے سے ہر بدعت بری ہے کوئی چیز اچھی نہیں۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ:۱۴۶)

حدیث مبارکہ ہے کہ:

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَت قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَالَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ (بخاری شریف مشکوٰۃ شریف۔ مسلم شریف)

شرح بیان کرتے ہوئے شیخ محقق حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ (مَالَیْسَ مِنْہُ) ایسی چیز جو اس میں سے نہ ہو یعنی ایسی نئی بات نکالی جو کتاب وسنت میں نہ تو صراحۃ مذکور ہوا اور نہ ہی قواعد استنباط سے اخذ کی گئی ہو اور نہ ہی کتاب نے اس کی صحت کی تصدیق کی ہو۔ ہمارے اس معنی کے مطابق فی امرنا ھذا میں اجماع اور قیاس بھی داخل ہوگیا۔

غرض یہ کہ ایسی چیز مراد ہے جو کتاب وسنت کے خلاف اور اسے تبدیل کرنے والی ہو۔

(اشعۃ اللمعات اُردو ترجمہ جلد اول صفحہ ۴۲۱)

بدعت کی دو اقسام:

معلوم ہونا چاہیے کہ جو کچھ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد نکلا اور ظاہر ہوا بدعت ہے۔

بدعت حسنہ:

پھر اس میں سے جو کچھ اصول کے موافق اور قواعد سنت کے مطابق ہو اور کتاب وسنت پر قیاس کیا گیا ہو بدعت حسنہ کہلاتا ہے۔

بدعت سیئہ یا بدعت ضلالت:

اور جو (بدعت یعنی نیا کام) ان اصول وقواعد کے خلاف ہو اسے بدعت ضلالت کہتے ہیں اور کل بدعۃ ضلالۃ کا کلمہ اس دوسری قسم کے ساتھ ہے۔

بدعاتِ حسنہ کی بعض اقسام:

واجب وضروری ہے جیسے علم صرف ونحو کا سیکھنا سکھانا کہ اس کے ذریعے آیات واحادیث کے معانی کی صحیح پہچان ہوتی ہے۔ اسی طرح کتاب وسنت کے غرائب اور مشکل مقامات کا حفظ اور ذہن نشین کرنا اور دوسری بہت سی چیزیں اور علوم جن پر دین وملت کی موقوف ہے۔

بدعات حسنہ مستحسن ومستحب:

اور کچھ بدعات حسنہ مستحسن ومستحب ہیں۔ جیسے سرائیں اور دینی مدارس کی تعمیر کرنا۔

بدعات مکروہ:

بعض بدعات مکروہ ہیں جیسے بعض علماء کے نزدیک مسجدوں اور قرآن مجید کی جلدوں اور غلافوں وغیرہ کی زیبائش آرائش اور ان کا نقش ونگار۔

بدعات مباح:

بعض بدعات مباح ہیں جیسے کھانے پینے کی لذیذ چیزوں کی فراوانی اور لباس فاخرہ زیب تن کرنا۔ بشرطیکہ یہ چیزیں حلال ذرائع سے حاصل ہوئی ہوں۔ تکبر اور ایک دوسرے پر فخر کا باعث نہ بن رہی ہوں۔ اسی طرح بعض اور چیزیں بھی مباح ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نہ تھیں جیسے آٹے کو چھلنی سے چھاننا وغیرہ۔

بدعات حرام:

اور بعض بدعات حرام ہیں۔ جیسے اہل بدعت و ہوا کے مذاہب باطلہ جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں۔

فائدہ:

اور جو نئی باتیں خلفائے راشدین نے اپنے دور میں اختیار کیں۔ وہ اگرچہ اس اعتبار سے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نہ تھیں۔ بدعت کہلائیں گی۔ تاہم وہ بدعت ضلالت نہیں۔ بلکہ بدعت حسنہ ہوں گی۔ بدعت بھی نہیں حقیقت سنت میں داخل ہیں کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت و طریقہ" کو مضبوطی سے پکڑے رہو (رضی اللہ عنہ) (اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ:۴۲۲)

فائدہ:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ بدعت کے سلسلے میں ایک قول کا رد کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ بعض لوگ اس (بدعت) کے معنی کرتے ہوئے معنی یہ کرتے ہیں کہ جو کام حضور کے بعد ایجاد ہو وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ مگر یہ معنی بالکل فاسد ہیں کیونکہ تمام دینی چیزیں چھ کلمے، قرآن شریف کے ۳۰ پارے، علم حدیث اور حدیث کی اقسام اور کتب، شریعت و طریقت کے چار سلسلے حنفی، شافعی، قادری، چشتی وغیرہ۔ زبان سے نماز کی نیت، ہوائی جہاز کے ذریعہ حج کا سفر اور جدید سائنسی ہتھیاروں سے جہاد وغیرہ اور دنیا کی تمام چیزیں پلاؤ، زردے ڈاکخانہ، ریلوے وغیرہ سب بدعتیں ہیں۔ جو حضور کے بعد ایجاد ہوئیں۔ حرام ہونی چاہئیں۔ حالانکہ انہیں کوئی بھی حرام نہیں کہتا۔

دینی علم سیکھنے کی فضیلت:

خواجہ خواجگان حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا جو شخص علم (دین قرآن و احادیث و فقہ وغیرہ) سیکھتا ہے خداوند تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اس کا نام اولیاء کے آسمان پر لیا جائے۔ (انیس الارواح مجلس ۲۲ ہشت بہشت)

آخری زمانہ کا حال:

آخری زمانہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ کی حدیث میں ہے کہ جب آخری زمانہ آئے گا تو عالموں کو چوروں کی طرح ماریں گے اور عالموں کو منافق کہیں گے اور منافقوں کو عالم۔ (انیس الارواح مجلس ۲۲ ہشت بہشت)

فائدہ:

آج کل کے احوال پہ نظر ڈالیے اور غور کیجیے کہ آج ہم کس طرف جا رہے ہیں۔ حقیقت کیا ہے کاش کہ حق تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ

عطا فرمائے۔ حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔
یہ ہماری نا سمجھی ہے کہ ہم اس پرفتن دور میں گزر رہے ہیں پھر بھی حقیقت سمجھنے کے لیے تیار نہیں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے آخری زمانہ کے متعلق بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حدیث میں ہے کہ جب آخری زمانہ آئے گا امیر زبردست ہو جائیں گے اور عالم روزی کمانے کی خاطر محنت مشقت کریں گے اور جہان میں فساد برپا ہوگا اور مومنوں پر پہاڑوں میں ان پر عیش تنگ ہو جائے گی۔ (انیس الارواح مجلس ۲۷)

عظمت علمائے کرام:

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ علمائے کرام کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی شخص علمائے کرام کی طرف (محبت) سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اس کے لیے بخشش مانگتا رہتا ہے۔
بعد ازاں کہ جس دل میں علماء اور مشائخ کی محبت ہو ہزار سال کی عبادت اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہے۔ اگر وہ اسی اثناء میں مر جائے تو اسے علماء کا درجہ ملتا ہے اور اس مقام کا نام علیین ہوتا ہے۔
فتاویٰ ظہیریہ میں لکھ دیکھا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص علماء سے آمد و رفت رکھے اور سات دن ان کی خدمت کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ بخش دیتا ہے اور سات ہزار سال کی نیکی اس کے نامہ اعمال میں لکھتا ہے۔ ایسی نیکی کہ دن کو روزہ رکھے اور رات کو (نفل نماز میں) کھڑے ہو کر گزار دے۔ (دلیل العارفین مجلس ۵)

علمائے کرام کے گستاخ کا انجام:

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت بیان کی ہے کہ پہلے زمانہ میں ایک آدمی تھا جو علماء اور مشائخ کو دیکھ کر از روئے حسد منہ پھیر لیتا جب وہ مر گیا۔ تو لوگوں نے اس کا رخ قبلہ کی طرف کرنا چاہا لیکن نہ ہوا خواب سے آواز آئی اس کو کیوں تکلیف دیتے ہو اس نے دنیا میں علماء اور مشائخ سے روگردانی کی ہے۔ اس لیے ہم اپنی رحمت سے اس کا منہ پھیر دیتے ہیں اور قیامت کے دن ریچھ کی صورت میں اس کا حشر کریں گے۔ (دلیل العارفین مجلس ۵ ہشت بہشت)

گستاخوں کا برا انجام:

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ گستاخوں کا برا انجام ہوتا ہے لہٰذا علماء کرام اور مشائخ عظام سے محبت کیجئے تاکہ اس کی وجہ سے انجام اچھا ہو۔ گستاخوں کا انجام برا ہوتا ہے۔ یہ تو علماء کرام کے گستاخ کا انجام بیان ہوا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حسنین کریمین اور سید الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کا کیا انجام ہوگا خدارا اگر کسی میں یہ عنصر موجود ہے تو اس سے توبہ کیجئے کیونکہ

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہ ہے ڈھوئی

گستاخوں کے برے انجام کے متعلق مزید تفصیلات جاننے کے لیے فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی کی تصنیف باادب بانصیب بے ادب بے نصیب کا مطالعہ کیجئے۔ ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

بے ادبی زہر ہتی اتنا   دنیاوی برباد ہو جاسی

کجھ وی رہنا پلے نہیں　　　آخرت وی برباد ہو جاسی

قرآن مجید کے ذریعے رفعتیں عطا ہونا:

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ

(مسلم شریف ریاض الصالحین جلد کتاب الفضائل)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید) کے ذریعے بعض اقوام کو رفعتیں عطا فرماتا ہے اور بعض دوسری اقوام کو پستی میں گرا دیتا ہے۔

فائدہ:

وہ اقوام جو قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہیں اور قرآنی احکام کے مطابق اپنی حیات مستعار کے لمحات کو سنوارتی ہیں۔ اُنھیں اللہ تعالیٰ دنیا، قبر، حشر یعنی آئندہ ہر مقام پر رفعتوں سے نوازتا ہے اور جو اقوام قرآن کے مطابق عقائد و اعمال اختیار نہیں کرتیں بلکہ مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتی ہیں۔ اُنھیں اللہ تعالیٰ پستی میں گرا دیتا ہے۔

تلاوت قرآن مجید کے وقت حق تعالیٰ کی برکت نازل ہونے کا ایک منظر:

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَعِنْدَهٗ فَرَسٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْا، وَجَعَلَ فَرَسُهٗ يَنْفِرُ مِنْهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَلَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْاٰنِ (بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ ریاض الصالحین جلد ۲ کتاب الفضائل)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے فرمایا ایک آدمی سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا اور اس کے پاس ایک گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ ایک بادل اس کے اوپر چھا گیا اور قریب سے قریب تر ہونے لگا اور گھوڑا اس بادل کے خوف سے اچھلنے کودنے لگا۔ جب صبح ہوئی تو وہ آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ سکینت (یعنی تسلی) ہے جو قرآن حکیم کی برکت سے نازل ہوئی تھی۔

درجات کی بلندی کا ایک منظر:

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُقَالُ بِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اقْرَاْ وَارْتَقِ وَ رَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِيْ

الدُّنْیَا فَاِنَّ مَنْزِلَتَکَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰیَۃٍ تَقْرَؤُ ۔

(رواہ ابوداؤد والترمذی وقال حدیث حسن صحیح ریاض الصالحین ج ۲ کتاب الفضائل باب فضل القرآن)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (قیامت کے دن) صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ تلاوت کرو اور بلندی کی طرف چلو (یعنی آیات قرآنیہ کی تلاوت کرتے جاؤ اور درجات جنت میں بلند تر درجات کی طرف بڑھتے جاؤ) اور اسی طرح ترتیل سے تلاوت کرو۔ جیسے تم دنیا میں ترتیل سے تلاوت کیا کرتے تھے۔ کیونکہ تیری منزل وہ ہے جہاں تو آخری آیت کی تلاوت کرے گا۔

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور بیان فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

مثال:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا کر بھیجا ہے۔ اس کی کہاوت اُس شخص کی سی ہے۔ جس نے کسی قوم کے پاس آ کر کہا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر دیکھا ہے میں کھلا ڈرانے والا ہوں۔ بچو بچو کہ اس کی قوم سے ایک ٹولہ نے اس کی بات مان لی اور اندھیرے منہ اُٹھے اور بروقت نکل گئے اور ان کے ایک ٹولہ نے جھٹلا دیا وہ اسی جگہ رہے پھر سویرے ہی لشکر ان پر ٹوٹ پڑا۔ انھیں ہلاک کر کے تہس نہس کر دیا۔ یہ ہی اس کی مثال ہے۔ جس نے میری اطاعت کی تو میرے لائے ہوئے کی اتباع کی اور اس کی جس نے میری نافرمانی کی اور میرے لائے ہوئے کو جھٹلا دیا (مسلم شریف۔ بخاری شریف ۔ مشکوٰۃ شریف۔ باب الاعتصام)

حدیث شریف:

وَعَنْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍ وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبْعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ۔

(مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام فصل ۲ حدیث نمبر ۱۵۹)

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اس کی خواہش میرے لائے ہوئے کے تابع نہ ہو۔

فائدہ:

مومن وہ ہے کہ جس کا عمل میرے احکام کو پسند کرے اور اس کے علاوہ کو ناپسند۔ لائے ہوئے میں حدیث وقرآن کے سارے احکام داخل ہیں۔ کیونکہ یہ سب رب کی طرف سے آئے ہیں۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ: ۱۶۷)

گمراھی سے محفوظ رکھنے والی دوچیزیں:

وَعَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَاتَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ

(مؤطاامام مالک۔مشکوٰۃ شریف باباالاعتصام)

حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے تم میں دو چیزیں وہ چھوڑی ہیں۔ جب تک مضبوط تھامے رہوگے۔ گمراہ نہ ہوگے۔ اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اوراس کے پیغمبر کی سنت۔

مرسل حدیث کی تعریف:

محدثین کے نزدیک مرسل وہ حدیث ہے جس میں صحابی کا ذکر نہ ہواور تابعی یہ کہہ دیں کے حضور نے فرمایا۔ مگر فقہاء کے نزدیک وہ حدیث بھی مرسل ہے۔ جس میں تابعی اور صحابی دونوں چھوٹ گئے ہوں۔ تبع تابعی فرمادیں کہ حضور نے یہ فرمایا۔ یہاں بھی مرسل مراد ہے کیونکہ امام مالک تابعی نہیں تبع تابعی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں حضور نے یہ ارشاد فرمایا۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ:۱۷۷)

سخت عذاب سے حفاظت:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ تَعَلَّمَ كِتَابَ اللّٰهِ ثُمَّ اتَّبَعَ مَافِيْهِ هَدَاهُ اللّٰهُ مِنَ الضَّلَالَةِ فِى الدُّنْيَا وَقَاهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سُوْءَ الْحِسَابِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس نے قرآن سیکھا۔ پھراس کی اتباع کی اللہ اسے دنیا میں گمراہی سے بچائے گا اور قیامت کے دن سخت عذاب سے محفوظ رکھے گا۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ مَنِ اقْتَدٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ لَا يَضِلُّ فِى الدُّنْيَاوَلَا يَشْقٰى فِى الْاٰخِرَةِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى

(مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

ایک روایت میں ہے کہ فرماتے ہیں کہ جوقرآن کی پیروی کرے گا۔ وہ دنیا میں گمراہ اور آخرت میں بدبخت نہ ہوگا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی کہ جوہدایت کی اتباع کرے۔ وہ نہ گمراہ ہواورنہ بدنصیب۔

فائدہ:

یعنی قرآن پڑھنا سیکھایا اسے حفظ کیا۔ یا اس کے احکام سیکھے یا علم تجوید، یہ کلمہ ہرقسم کے قرآنی علم کوشامل ہے۔ خیال رہے کہ فقہ، اصول فقہ اور حدیث سیکھنا بھی بالواسطہ قرآن ہی سیکھنا ہے انشاء اللہ اس پربھی اجر ہے۔
(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ:۱۸۰۔۱۷۹)

فائدہ ۲:

اسی روایت مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی محبت بھرا تبصرہ فرمایا ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دنیا و آخرت کی دولت و سعادت دین و شریعت کی متابعت میں ہے۔

زہے سعادت اگر خدمت توانم کرد
کہ نیک بختی دنیا و دین ز خدمت تست

اگر میں تیری خدمت کر سکوں تو یہ میری سعادت ہوگی کہ دین و دنیا کی نیک بختی تیری خدمت میں ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۷۷۴)

فائدہ:

اسی لیے حضرت اویس قرنی نے قرآن مجید کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑو۔ قرآن مجید کے مطابق اپنے عقائد و اعمال اختیار کرو۔

صحبت صالحین:

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "صلحائے امت کی صحبت اختیار کرو۔

کیسی صحبت میں بیٹھے:

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ جب انسان کسی صحبت میں بیٹھنا چاہے تو اس کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ وہ کون سی چیز ہے۔ جو اس کو دوسروں کی صحبت پر مائل کر رہی ہے۔ پس جس کی محبت کی طرف وہ مائل ہے اور جس کی طرف اس کا رجحان ہے۔ اس کے حالات کو شریعت کی میزان میں تو لے۔ اگر اس کے حالات باعتبار شریعت درست نظر آئیں۔ تو اس وقت خواستگار صحبت خود کو مبارک باد دے کہ اس کی حالت بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ضمیر کو ایسا روشن بنایا ہے کہ اس کے بھائی کے آئینے میں اس کو اپنی نیکی کا جمال نظر آتا ہے۔ اگر وہ دیکھے کہ اس کے افعال نادرست ہیں تو وہ اس وقت خود کو مجرم گردانے اور ملامت کرے کیونکہ اپنے بھائی کے آئینے میں اس کو اپنی بدحالی نظر آتی ہے۔ اب اس کے لیے یہی مناسب ہے کہ وہ ایسے شخص سے اس طرح بھاگے جس طرح وہ شیر سے ڈر کر بھاگتا ہے۔ کیونکہ اگر ان دونوں میں ہم نشینی واقع ہو جائے گی تو ان دونوں کی تاریکی اور بھی اور زیادہ ہو جائے گی۔ لیکن اگر اس کو اپنے ساتھی کی درستی کا علم ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ اس کے افعال درست ہیں اور اپنی صلاحیت کا بھی اس کو علم ہو جائے تو اپنے بھائی کے آئینہ میں وہ نیکی کا مشاہدہ کرے گا۔

(عوارف المعارف باب ۵۳)

فائدہ:

معلوم ہوا کہ برے کی صحبت انسان کو برا بنانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اس لیے برے لوگوں ساتھیوں اور دوستوں سے اسی طرح ڈر کر بھاگنا چاہیے جیسے جان کے دشمن درندوں اور سانپوں وغیرہ سے ڈر کر بھاگتے ہیں۔ اسی طرح نیک لوگوں کی صحبت انسان کو نیک بننے میں مدد دیتی ہے۔ اس لیے نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے تاکہ ان کی نیکی کے اثرات

مرتب ہوں اور نیک بننے میں مدد ملے۔

صحبتِ صالحین کے لیے رب کائنات کا فرمان:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

(پارہ ۱۵ الکہف: ۲۸)

اور روکے رکھیے اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں۔ اپنے رب کو صبح وشام۔ طلب گار ہیں اس کے رضا کے۔

فائدہ:

اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو ان لوگوں کی صحبت میں رکھیے۔ اگر مشکلات کا سامنا کرنا پڑے تو پھر بھی صبر واستقلال اختیار کرتے ہوئے صالحین کی صحبت اختیار کیے رہیے جو ہمہ وقت صبح وشام اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالع ترا طالع کند

نیک لوگوں کی صحبت کا فائدہ:

وَعَنْ مِرْدَاسِ نِ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَ وَّلُ وَتَبْقٰى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيْرِ اَوِالتَّمَرِ لَايُبَالِيْهِمُ اللّٰهَ بَالَةً (بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب تغیر الناس)

حضرت مراد اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نیک لوگ آگے پیچھے چلے جائیں گے اور بھوسی رہ جائے گی جیسے جو کی یا چھوہاروں کی بھوسی اللہ تعالیٰ ان کی مطلقاً پرواہ نہ کرے گا۔

فائدہ:

اس سے مراد نفس پرست مسلمان ہیں۔ جن کے صرف نام مسلمانوں کے سے ہوں۔ باقی وہ دین یا قوم یا وطن کے لیے مطلقاً مفید نہ ہوں۔ اگر چھلکا مغز کے ساتھ رہے تو اس کی بھی قدر ہوتی ہے۔ مغز سے علیحدہ ہو کر پھینکا ہی جاتا ہے۔ اگر بروں کے ساتھ اچھے ہوں تو یہ (برے) بھی تر جاتے ہیں۔ اگر اچھے نکل جائیں تو ڈوب جاتے ہیں۔

سجدہ کرنے والوں کے ساتھ کی فضیلت:

حضرت جبیر ابن نفیر رضی اللہ عنہ سے ارسالاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے یہ وحی نہیں کی گئی کہ مال جمع کروں اور تاجروں میں سے ہو رہوں۔ لیکن مجھے یہ وحی کی گئی ہے کہ اپنے رب کی تسبیح بولو اور سجدہ کرنے والوں میں ہوؤں اور اپنے رب کی عبادت کرحتی کہ تم کو موت آجائے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق فصل ۳)

صالحین کی صحبت کا ایک اہم فائدہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ ایک شخص نے اپنے بھائی سے دوسری بستی میں ملاقات کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا۔ وہ بولا کہاں جاتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں اس بستی میں اپنے ایک بھائی (سے ملاقات) کا ارادہ کرتا ہوں۔

وہ بولا اس پر تیرا احسان ہے جسے تو حاصل کرنا چاہتا ہے؟

بولا: نہیں سوائے اس کے کہ میں اس سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔

فرشتہ نے کہا: میں تیری طرف اللہ کا قاصد ہوں کہ اللہ تجھ سے محبت کرتا ہے۔ جیسے تو نے اس سے محبت کی۔
(مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف باب الحب فی اللہ ومن اللہ)

فائدہ:

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔

(۱) ایک یہ کہ اللہ کے واسطے کسی سے محبت کرنا بہترین نیکی ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ ایسی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ ہے۔

(۳) صالحین کی ملاقات ان کی زیارت کے لیے جانا بہت افضل ہے۔

(۴) چوتھے یہ کہ عام انسان فرشتہ کو شکل انسانی میں دیکھ سکتے ہیں۔

(۵) پانچویں یہ کہ اللہ تعالیٰ کبھی حضرات اولیاء اللہ کے پاس فرشتہ کے ذریعے پیغام بھیجتا ہے۔ یہ درجہ الہام سے اوپر ہے (مرقات) مگر یہ پیغام وحی نہیں کہ وحی حضرت انبیاء کے سوا کسی کو نہیں ہوتی (مراۃ مشکوۃ جلد ۶ صفحہ: ۸۸)

(۶) اولیائے کرام اور صالحین کی صحبت بے شمار دینی و دنیوی فوائد کے حصول کا سبب ہے۔

(۷) صحبت صالحین اللہ تعالیٰ کے انعامات کا حصول کا سبب ہے۔

(۸) صحبت صالحین حق تعالیٰ کے قرب کا باعث ہے۔

(۹) صحبت صالحین حق تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔

(۱۰) صحبت صالحین سے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے (تلک عشرۃ کاملہ)

اچھی اور بری صحبت کی مثال:

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْہُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا طَیِّبَۃً وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَکَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا خَبِیْثَۃً (بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف باب الحب فی اللہ ومن اللہ ریاض الصالحین جلد اول باب زیارۃ اَھْلِ الْخَیْرِ وَمُجَالَسَتِھِمْ وَ صحبتھم)

حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اچھے برے ساتھی کی مثال مشک کے اٹھانے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے۔ مشک بردار یا تمھیں کچھ دے دے گا۔ یا تم اس سے خرید لو گے اور یا تم اس سے اچھی خوشبو پالو گے اور بھٹی دھونکنے والا یا تمھارے کپڑے جلا دے گا یا تم اس سے بدبو پالو گے۔

فائدہ:

ریاض الصالحین میں تھوڑا سا لفظی فرق ہے۔ سبحان اللہ کتنے بہترین انداز میں سمجھایا گیا ہے کہ اچھی صحبت نہایت مفید ہوتی ہے اور بروں کی سبب نقصان دہ جب کہ بروں کی صحبت سے فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا اور اسی طرح اچھوں کی صحبت صالحین اور اولیائے کرام کی صحبت کبھی نقصان نہیں دیتی۔

اچھی صحبت مفید اور بری صحبت نقصان دہ:

ایک حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ۔ اس فرمان عالی کا مقصد یہ ہے کہ حتی الامکان بری صحبت سے بچو کہ یہ دین و دنیا برباد کر دیتی ہے اور اچھی صحبت اختیار کرو کہ اس سے دین و دنیا سنبھل جاتے ہیں۔ سانپ کی صحبت جان لیتی ہے۔ برے یار کی صحبت ایمان برباد کر دیتی ہے۔

ے یار بد تنہا ہمیں بر جان زند
یار بد بر دین وبرا ایمان زند

صوفیاء کرام کے نزدیک ساری عبادات سے افضل صحبت نیک ہے۔ آج مسلمان نمازی، غازی، حاجی، قاضی بنتے رہتے ہیں۔ مگر صحابی نہیں بنتے کہ صحابی نبی سے بنتے ہیں۔ وہ صحبت اب کہاں نصیب (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۶ صفحہ:۵۹۱)

صرف مومن کی صحبت اختیار کرو:

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَاتُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا یَاْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِیٌّ۔

(رواہ الترمذی وابوداؤد والدارمی۔ مشکوٰۃ شریف باب الحب فی اللہ فصل ۲ حدیث ۴۷۹۶۔ ریاض الصالحین جلد ۱)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا نہ ساتھ رہو۔ مگر مومن کے اور تمھارا کھانا نہ کھائے مگر پرہیزگار۔

فائدہ:

یعنی اگرچہ محب کے اعمال محبوب جیسے نہ ہوں۔ مگر محبت کی بنا پر اللہ تعالیٰ اسے محبوب سے جدا نہ کرے گا۔ پھول کے ساتھ گھاس بندھ جائے تو گلدستہ میں اس کی بھی عزت ہو جاتی ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۶ صفحہ ۵۹۸)

اچھی صحبت کا بھی یہی فائدہ ہوتا ہے کہ اچھی صحبت کے باعث انشاء اللہ انجام اچھا ہوتا ہے۔ نیکی کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ برائیوں سے نفرت ہوتی ہے جو کہ حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہے۔ اسی طرح اس حدیث مبارکہ میں یہ بھی ارشاد فرمایا گیا ہے

کہ کافروں اور منافقوں کا ساتھ اختیار نہ کرو۔ بلکہ مخلص مؤمنین کی صحبت اختیار کیجیے۔ ان کی صحبت تمھارے لیے اکسیر ثابت ہوگی۔ اولیائے کاملین کی صحبت اللہ ورسول اللہ کے رنگ میں رنگے جانے کا سبب ہوگی۔

دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے مجرب عمل:

حضرت ابوزرین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ کیا تمھیں اس چیز کی اصل پر رہبری نہ کروں۔ جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کرلو۔ تم ذکر والوں کی مجلس اختیار کرو اور جب تم تنہائی میں ہو تو جہاں تک کرسکو اپنی زبان اللہ کے ذکر میں ہلاتے رہو اور اللہ کی راہ میں محبت کرو اور اللہ کی راہ میں عداوت کرو۔ اے ابوزرین! کیا تمھیں خبر ہے کہ کوئی شخص جب اپنے گھر سے اپنے بھائی کی ملاقات کے لیے نکلتا ہے تو اسے ستر ہزار فرشتے پہنچاتے ہیں۔ وہ تمام اس کے لیے دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ الٰہی اس نے تیری راہ میں جوڑا ہے تو اسے جوڑ۔ تو اگر کرسکو کہ اپنے جسم کو اس میں مشغول کرو تو ضرور کرو۔

فائدہ:

اس حدیث میں بھی حکم فرمایا گیا ہے کہ ذکر والوں کی صحبت اختیار کیجیے۔

صحبت کے اثرات:

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ صحبت سے نیک و بد اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یعنی صحبت سے بگڑنے کا بھی اندیشہ ہے اور سنورنے کا بھی۔ جب ایسی صورت ہے تو لازم ہے کہ ابتدا ہی سے احتیاط کی جائے اور اس کے لیے دوست کا صحیح انتخاب کرے اللہ تعالیٰ سے بار بار دعا کی جائے تاکہ صحیح دوست کا انتخاب ہو اور اللہ تعالیٰ سے اس دوستی میں خیر و برکت طلب کی جائے اور نماز استخارہ بھی پڑھی جائے (تاکہ انتخاب دوست میں تائید غیبی بھی حاصل ہو جائے)

(عوارف المعارف اُردو ترجمہ ۵۹۰)

اللہ والوں کی صحبت کا اثر زبان پہ ذکر اللہ:

سلطان الواعظین حضرت علامہ مولانا ابوالنور محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

دیکھ لیجیے کہ ان اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے دل میں اللہ کی محبت اور زبان پر اللہ کا نام جاری ہو جاتا ہے اور غافل سے غافل انسان کی صحبت صالحین کی بدولت اللہ اللہ کرنے لگتا ہے۔ حضرات! یہ فائدہ ہے کہ جس قسم کے ماحول میں پہنچیے اسی قسم کے خیالات آنے لگتے ہیں۔ کسی سینما حال کے علاقہ میں پہنچیے تو فلمی خیالات آنے لگیں گے کسی غیر عورت کا سامنا ہو تو شیطان کو اپنی "تبلیغ" کا موقعہ مل جاتا ہے۔ کپڑے کے بازار میں پہنچیے تو قسم قسم کا کپڑا خریدنے پر دل چاہنے لگتا ہے۔ صراف بازار میں جایئے تو زیورات کی خواہش اُبھرنے لگتی ہے۔ دوستو! اسی طرح کسی اللہ والے کی مجلس میں پہنچو تو "اللہ۔ اللہ" کرنے پر دل چاہنے لگتا ہے اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنھیں ایسے مواقع نظر آئیں اور جوان نیک لوگوں کی صحبت سے مستفید ہو کر "ذکر اللہ" کو اپنا لیں۔

بھائیو! اللہ والوں کی صحبت کا یہ اثر دیکھو کہ ان کے پاس حاضر ہونے والے کی زبان پر اللہ کا نام کچھ ایسا جاری رہنے لگتا ہے۔ کہ کسی ایسے ہی شخص کو جو اللہ والوں کی صحبت میں رہنے کا عادی ہو۔ کسی وقت بے خبری میں اُسے ذرا کر دیکھیے تو اچانک اس کے

منہ سے نکلے گا''اللہ'' مگر جو بازار میں رہنے والا، بری سوسائٹی میں بیٹھنے والا اور کبھی مسجد میں نہ آنے والا اور کسی نیک بندے کے پاس نہ بیٹھنے والا اُسے ذرا کر دیکھیے تو اچانک اس کے منہ سے نکلے گا''ارے تیرے ماں کو''

دیکھا آپ نے صحبت کا اثر؟

صحبت صالحین کی بدولت ہر وقت اس کی زبان پر ذکر حق ہی رہے گا اور یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ قبر میں جب فرشتے آ کر جگائیں گے۔تو اس وقت بھی وہ''اللہ اللہ'' ہی کرتا اُٹھے گا۔(واعظ تیسرا حصہ:صفحہ:۳۰۲)

فائدہ:

اللہ والوں کی صحبت بڑی اچھی چیز ہے اور جوان کی صحبت پالیتا ہے۔وہ بہت کچھ پالیتا ہے اور اس کی کایا پلٹ جاتی ہے اور جو شخص دنیا ہی میں مگن رہتا ہے اور ان اللہ والوں سے دور رہتا ہے وہ خسارے میں رہتا ہے۔اسی لیے مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ہمچو بلبل دوستی گل گزیں
تا شوی یا خرمنِ گل ہمنشیں
زاغ چوں مردار راشد ہم نشیں
یارِ اُو مُردار خواہد بود بس

یعنی بلبل کی طرح پھول سے دوستی رکھ اور کوے کی طرح مردار پسند نہ بن،

بھائیو! وہ دنیا جو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دینے والی ہو مُردار ہی تو ہے اللہ والے اپنے فیض سے انسان کو اس غفلت کا شکار نہیں ہونے دیتے اور اسے ذکرِ حق اور یاد رسول جیسی عظیم نعمت سے سرفراز فرماتے ہیں اور انسان کا بیڑا پار ہو جاتا ہے۔
(واعظ تیسرا حصہ صفحہ:۳۰۳)

اصحاب کہف:

اصحاب کہف کا واقعہ قرآن مجید میں موجود ہے۔جس کا جی چاہے۔مطالعہ فرمائے اور صحبت کے فیضان سے آشنائی حاصل کرے۔تلوں کے تل چند گھنٹے چنبیلی کے پھولوں میں رکھ دیے جائیں۔تو پھر بے شک تل الگ بھی کر دیے تو پھر بھی ان کی خوشبو تلوں میں آتی رہے گی۔

حکایت:

دسمبر ۱۹۸۴ء میں الفقیر ابو احمد اویسی گورنمنٹ پرائمری سکول کالے چشتی تحصیل وضلع پاک پتن شریف میں عارضی ڈیوٹی کی حیثیت سے کام کر رہا تھا۔ایک دن گولڈن سیب بازار سے منگوائے اور ایک بیگ میں ڈال لیے۔گھر آ کر نکال لیے صرف چند گھنٹے ہی اس بیگ میں رہے۔گھر آ کر وہ سیب ہم نے کھا لیے۔وہ بیگ سنبھال کر رکھ دیا۔۲۰۰۸ء میں اچانک پرانے کاغذات تلاش کرتے کرتے وہی بیگ کھولا جونہی وہ بیگ کھولا۔اس میں سے بڑی زبردست سیب کی خوشبو نے مہکا دیا۔الفقیر حیران رہ گیا کہ اس میں سیب کی خوشبو کہاں سے آ گئی مگر تھوڑی ہی دیر میں یاد آ گیا کہ ہاں ۱۹۸۴ میں ایک دفعہ اس میں سیب ڈال کر لایا تھا۔بعد ازاں یہ بند رہا ہے۔

فائدہ:

دوستو! صحبت کا اثر مسلم ہے۔ ورنہ خود تجربہ کر لیجیے۔ گھر سے خوشبو لگا کر جاتے ہیں۔ سارا دن خوشبو کا اثر رہتا ہے۔ بعض اوقات کئی ایسے صابن بھی ہوتے ہیں کہ اگر ان سے نہالیا جائے تو بعض اوقات کافی دیر تک اس صابن کی خوشبو ختم نہیں ہوتی بلکہ باقی رہتی ہے۔ اسی طرح اللہ والوں کی صحبت انسان کو نجات حاصل کرنے کا بہانہ بھی بن سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کا سبب بن سکتی ہے۔

کیا خوب کسی شاعر نے فرمایا ہے کہ:

شنیدم کہ روزِ اُمید وبیم
بداں را بہ بخشد بہ نیکاں کریم

برے لوگوں اور بے وقوفوں کی صحبت کا انجام:

نیک اور صالح بزرگوں کی صحبت کے بہترین اور اچھے اثرات بھی مسلم ہیں۔ اسی طرح برے، بے وقوف اور شریروں کی صحبت کے اثرات بھی ان کی صحبت کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس لیے بری صحبت سے بچنا چاہیے۔

درود وسلام کی فضیلت:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود وسلام بھیجتے رہو"۔

اس ملفوظ شریف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے درود وسلام بھیجنے کی تاکید بیان فرمائی ہے۔ آپ کا یہ فرمان ذیشان رب کائنات کے اس فرمان کی تبلیغ کی حیثیت سے ہے۔ رب کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجو اور سلام بھی جیسا کہ سلام بھیجنے کا حق ہے۔

اس آیت مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود وسلام بھیجنے کی فضیلت بھی بیان فرمائی ہے کہ درود شریف اللہ تعالیٰ بھی بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی اور درود وسلام بھیجنے کی اہمیت ان الفاظ میں بیان فرمائی۔

اے ایمان والو! تم بھی ان پہ درود بھیجو اور سلام بھی۔

فضائل درود وسلام:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔

(مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفضلھا حدیث نمبر ۸۶۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اس پر اللہ تعالیٰ دس رحمتیں کرے گا۔

فائدہ:

اس حدیث کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی۔ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اسلام میں ایک نیکی کا بدلہ کم از کم دس گنا ہے۔ خیال رہے کہ بندہ اپنی حیثیت کے لائق درود شریف پڑھتا ہے۔ مگر رب تعالیٰ اپنی شان کے لائق اس پر رحمتیں اُتارتا ہے جو بندہ کے خیال وگمان سے وراء ہے (مراۃ شرح مشکوۃ)

گناہ معاف، درجات بلند:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوٰتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرَ خَطِيْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (رواہ النسائی، مشکوۃ شریف باب الصلوۃ علی النبی فصل ۲ حدیث نمبر ۸۶۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں کرے گا اور اس کے دس گناہ معاف کیے جائیں گے اور اس کے دس درجے بلند کیے جائیں گے۔

روز قیامت نبی کریم ﷺ کا قرب خاص:

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً (رواہ الترمذی۔ مشکوۃ شریف باب الصلوۃ علی النبی فصل ۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت میں مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا۔

شرح حدیث:

اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ قیامت میں سب سے آرام میں وہ ہوگا جو حضور کے ساتھ رہے گا اور حضور کی ہمراہی نصیب ہونے کا ذریعہ درود شریف کی کثرت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ درود شریف بہترین نیکی ہے کہ تمام نیکیوں سے جنت ملتی ہے اور اس سے بزم جنت کے دولہا ﷺ۔

(مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۲ صفحہ: ۱۰۰)

دعا کی قبولیت:

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نماز میں دُعا کرتے سُنا۔ اس نے نہ اللہ

تعالیٰ کی بزرگی بیان کی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تب آپ نے فرمایا۔ اے نمازی تو نے جلدی کی بعد اس کے آپ نے لوگوں کو سکھلایا (کہ پہلے اللہ جل جلالہ کی بزرگی بیان کرو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرو۔ بعد اس کے دُعا کیا کرو تا کہ دُعا جلدی قبول ہو۔ پھر آپ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے سُنا۔ اس نے اللہ کی بزرگی بیان کی اور اس کی تعریف کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ آپ نے فرمایا اب تو دُعا کر قبول ہوگی اور مانگ ملے گا۔ (سنن نسائی شریف کتاب الافتاح)

درود پڑھنا بھول جانے کی مذمت:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ (سنن ابی ماجہ شریف باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ بہشت کی راہ بھول گیا۔

فائدہ:

الحمد للہ درود وسلام بکثرت بھیجنا اہل سنت وجماعت کو نصیب ہے۔ اس کے علاوہ جتنے بھی مکاتیب فکر ہیں جو درود وسلام نہیں بھیجتے۔ یا جن کا رجحان درود وسلام کی طرف نہیں ہوتا۔ وہ اس حدیث مبارکہ سے عبرت حاصل کریں۔ اس سے اہل سنت وجماعت کا حق ہونا بھی واضح ہوا۔

درود وسلام بکثرت بھیجنے کا ایک اہم فائدہ:

عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّي عَلَيَّ اِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَاصَلّٰى فَلْيُقَلِّ الْعَبْدُمِنْ ذٰلِكَ اَوْ لِيُكْثِرْ ۔

(سنن ابی ماجہ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عامر بن ربیعہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی مسلمان مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اب بندہ کی مرضی ہے چاہے کم بھیجے یا زیادہ۔

فائدہ:

درود بھیجنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی دُعا کرتے ہیں۔ اسی لیے مسلمانوں ذرا غور کیجیے اور اس نعمت عظمیٰ سے غفلت اختیار نہ کیجیے۔

وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْت يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَيْهِ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلٰوتِيْ

حضرت ابی ابن کعب سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ پر بہت

درود پڑھتا ہوں تو درود کتنا کروں؟

فَقَالَ مَاشِئْتَ

آپ نے ارشاد فرمایا جتنا چاہو۔

قُلْتُ الرُّبْعَ

میں نے عرض کیا کہ (سارے وقت کا) چہارم (حصہ)

قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ

مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جتنا چاہو اگر درود بڑھا دو تو تمھارے لیے بہتر ہے۔

قُلْتُ النِّصْفَ

میں نے عرض کیا کہ آدھا۔

قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ

فرمایا جتنا چاہو اگر درود بڑھا دو تو تمھارے لیے بہتر ہے۔

قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ

میں نے عرض کیا دو تہائی۔

قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ

فرمایا جتنا چاہو لیکن اگر درود بڑھا دو تو تمھارے لیے بہتر ہے۔

قُلْتُ اَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِيْ كُلَّهَا

میں نے عرض کیا میں سارا درود ہی پڑھوں گا۔

قَالَ اِذًا تُكْفٰى هَمُّكَ وَيُكَفَّرُ لَكَ ذَنْبُكَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تب تو تمھارے غموں کو (دُور کرنے کے لیے) کافی ہوگا اور تمھارے گناہ مٹا دے گا۔

(رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ شریف باب الصلوٰۃ علی النبی فصل ۲ حدیث نمبر ۸۶۸)

فائدہ:

اگر تم نے ایسا کر لیا تو تمھارے دین و دنیا دونوں سنبھل جائیں گے دنیا میں رنج و غم دفع ہوں گے۔ آخرت میں گناہوں کی معافی ہوگی۔ اسی بناء پر علماء فرماتے ہیں کہ جو تمام دُعائیں وظیفے چھوڑ کر ہمیشہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے تو اسے بغیر مانگے سب کچھ ملے گا اور دین و دنیا کی مشکلیں خود بخود حل ہوں گی۔ ان احادیث سے پتہ لگا کہ حضور پر درود پڑھنا رب سے اپنے لیے بھیک مانگنا ہے۔ ہمارے بھکاری ہمارے بچوں کو دُعائیں دے کر ہم سے مانگتے ہیں۔ ہم رب کے

بھکاری ہیں۔اس کے حبیب کو دُعائیں دے کر اس سے بھیک مانگیں ہمارے درود سے حضور کا بھلا نہیں ہوتا بلکہ ہمارا اپنا بھلا ہوتا ہے۔اس تقریر سے چکڑالویوں کا وہ اعتراض بھی اُٹھ گیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر وقت رحمتوں کی بارش ہو رہی ہے۔تو ان کے لیے دُعائے رحمت کرنے سے فائدہ کیا؟ شیخ عبدالحق فرماتے ہیں کہ مجھے عبدالوہاب متقی جب بھی مدینہ سے وداع کرتے تو فرماتے کہ سفرِ حج میں فرائض کے بعد درود سے بڑھ کر کوئی دُعا نہیں۔اپنے سارے اوقات درود میں گھیرو اور اپنے کو درود کے رنگ میں رنگ لو۔(مرأۃ شرح مشکوٰۃ جلد۲صفحہ:۱۰۳۔۱۰۴)

درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا درود بھیجنا:

عَنْ عَبدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَمَلَائِکَتُہٗ سَبْعِیْنَ صَلوٰۃً (رواہ احمد و مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود پڑھے گا تو اس پر اللہ اور فرشتے ستر بار درود بھیجیں گے۔

مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت:

وَعَنْ رُوَیْفِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْہُ الْمُقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ۔

(رواہ مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت رویفع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور کہے

اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْہُ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

الٰہی! انھیں قیامت کے دن اپنے قریب ٹھکانے میں اُتار تو اس کے لیے میری شفاعت ضروری ہوگئی۔

دُرود قبولیت دُعا اور بارگاہ الٰہی میں پیش ہونے کا ذریعہ:

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنَّ الدُّعَآءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعُدُ مِنْھَا شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیْ عَلٰی نَبِیِّکَ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔آپ نے فرمایا کہ دُعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اس سے کوئی چیز نہیں چڑھتی حتیٰ کہ تم اپنے نبی پر درود بھیجو۔

فائدہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول اپنی رائے سے نہیں بلکہ حضور علیہ السلام سے سن کر ہے کیونکہ یہ باتیں صرف رائے سے نہیں کہی جاتیں اس سے معلوم ہوا کہ درود دُعا کی قبولیت بلکہ بارگاہِ الٰہی میں پیش ہونے کا ذریعہ ہے۔

مور مسکین ہوس داشت کہ در کعبہ رسید
دست در پائے کبوتر زود گاہ رسید

چیونٹی اگر کعبہ کا طواف چاہے تو کبوتر کے پاؤں سے لپٹے۔ دُعا اگر قرب الٰہی کا طواف چاہے تو حضور علیہ السلام کے قدم سے لپٹے (مراۃ شرح مشکوۃ جلد۲ صفحہ:۱۰۸)

کتاب میں درود لکھنے کا اجر:

قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِيْ كِتَابٍ لَّمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَادَامَ اِسْمِيْ فِيْ ذٰلِكَ الْكِتَابِ (دلائل الخیرات فصل فی فضل الصلوۃ علی النبی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میرا درود کسی کتاب میں لکھا تو فرشتے اس پر اس وقت تک درود بھیجتے رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب میں لکھا رہے گا۔

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ بِعَدَدِ كُلِّ حَرْفٍ جَرٰى بِهِ الْقَلَمُ (سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین اُردو ترجمہ جلد اول صفحہ:۶۴۳)

ایمان پر خاتمہ:

بعض عارفین سے منقول ہے کہ جو شخص نماز مغرب کے بعد بات چیت کرنے سے پہلے دس مرتبہ درود شریف پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ حَرْفٍ جرٰى

اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ (سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین اُردو ترجمہ)

اسی سال کی خطاؤں کی بخشش:

وَرُوِىَ عَنْهُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ صَلّٰى يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَتَه مَرَّةٍ غُفِرَتْ لَهٗ خَطِيْئَةُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً (دلائل الخیرا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر سو بار درود بھیجتا ہے۔ تو اس کی اسی سال کی خطائیں بخشی جاتی ہیں۔

پل صراط پر نور:

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِوَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُصَلِّيْ عَلَيَّ نُوْرٌ عَلَى الصِّرَاطِ وَمَنْ كَانَ عَلَى الصِّرَاطِ مِنْ اَهْلِ النُّوْرِ لَمْ

یَکُنْ مِّنْ اَھْلِ النَّارِ (دلائل الخیرات)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر درود پڑھنے والے کے لیے پل صراط پر نور والا ہوگا۔ وہ دوزخیوں میں سے نہیں ہوگا۔

ذکر اللہ درود شریف سے خالی مجلس:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ جہاں بھی لوگ جمع ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی علیہ السلام پر درود بھیجے بغیر متفرق ہو جائیں۔ وہ (قیامت) کو مراد سے زیادہ بدبودار ہو کر اٹھیں گے۔

اس کو طیاسی وغیرہ نے روایت کیا، حافظ سخاوی نے کہا اس کے رجال مسلم کی شرط پر صحیح کے رجال ہیں۔

(سعادۃ الدارین اُردو ترجمہ جلد اول صفحہ:۶۔۵)

تین بد بخت قسم کے لوگ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر درود بھیجے اس کا کوئی دین نہیں اس کو محمد بن صمدان مروزی نے نقل کیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرفوع حدیث مروی ہے۔

تین آدمی قیامت کے دن میرا چہرہ نہیں دیکھ سکیں گے۔ ماں باپ کا نافرمان میری سنت کا تارک، جس کے آگے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے (سعادۃ الدارین اُردو ترجمہ جلد اول صفحہ:۶۷۵)

درود شریف کے مختلف فوائد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت میں میرے پاس ایسے لوگ آئیں گے کہ میں انھیں ان کے بکثرت درود شریف پڑھنے کی وجہ سے پہچانوں گا اور حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے مروری ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھا اللہ اس پر دس بار درود بھیجے گا اور جو مجھ پر دس بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر سو بار درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر سو بار درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر ہزار بار درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر ہزار بار درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر آتشِ دوزخ حرام کر دیتا ہے اور اسے ثابت قدم رکھتا ہے۔ قول ثابت پر اور دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی قبر کے سوال کے وقت اور اسے داخل فرمائے گا جنت میں اور آئے گا اس کا درود جو اس نے مجھ پر پڑھا ہے۔ اس کے لیے نور بن کر قیامت میں پل صراط پر جس کی مسافت پانچ سو سال ہے اور اللہ تعالیٰ اسے جنت میں ایک محل عطا فرمائے گا۔ یہ درود شریف کے بدلے جو اس نے مجھ پر پڑھا تھا۔ اب اس کی مرضی کہ درود تھوڑا پڑھے یا کثرت سے (دلائل الخیرات شریف)

درود بھیجنے کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص صبح ہوتے ہی مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے۔ وہ قیامت کے دن میری شفاعت پائے گا۔

اس کو طبرانی نے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا۔ ایک ابو درداء رضی اللہ عنہ سے جو عمدہ ہے۔

(سعادۃ الدارین اُردو ترجمہ جلد اول صفحہ:۲۶۱)

قبل از موت جنت میں ٹھکانہ دیکھ لیے:

فرمایا جو مجھ پر جمعرات اور جمعہ کو سو بار درود بھیجے اللہ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی اور اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے۔ جو اس کو میری قبر میں داخل کرتا ہے۔ جیسے تمھارے پاس تحفے بھیجے جاتے ہیں۔ بے شک میری موت کے بعد بھی میرا علم اسی طرح رہے گا جس طرح زندگی میں ہے۔

اس کو دیلمی نے مسند الفردوس وغیرہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

(سعادۃ الدارین اُردو ترجمہ جلد اول صفحہ ۲۴۳)

حکایت:

حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شیخ الاسلام (حضرت) بختیار (کاکی) اوشی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ میرا ایک ہم خرقہ رئیس نام آیا اور آداب بجالایا اور عرض کی ہم نے آج خواب میں دیکھا ہے کہ ایک گنبد ہے۔ جس کے اردگرد لوگ جمع ہیں۔ میں نے پوچھا کہ گنبد میں کون ہیں؟

اس نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

پھر میں نے عرض کیا کہ جو آمد و رفت کرتا ہے (وہ کون ہے؟)

اُنھوں نے کہا کہ وہ (حضرت) خواجہ عبداللہ بن مسعود ہے۔

میں نے (پھر) بڑھ کر عرض کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کرنا کہ میں پابوسی کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اندر جا کر باہر نکلے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ (ابھی) تو اس قابل نہیں کہ میری زیارت کر سکے لیکن ہاں بختیار کاکی (رحمۃ اللہ علیہ) کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ ہر رات جو تحفہ تم بھیجا کرتے تھے۔ وہ پہنچتا تھا۔ لیکن آج رات نہیں پہنچا خدا خیر کرے۔

پھر شیخ الاسلام نے زبان مبارک سے فرمایا کہ شیخ الاسلام قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ ہر رات تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے تو پھر سوتے۔ (ہشت بہشت۔ راحت القلوب مجلس ۹ صفحہ: ۵۱)

فائدہ:

درود شریف پڑھنے کے فضائل بے شمار ہیں۔ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ آثار مشائخ میں آیا ہے اور میں نے لکھا بھی دیکھا ہے کہ جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ وہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ گویا ابھی ماں کے پیٹ سے نکلا ہے اور ایک لاکھ نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور اسے اولیاء اللہ سے پکارا جاتا ہے۔ (ہشت بہشت۔ راحت القلوب مجلس ۷ اصفحہ: ۷۹)

سلام بھیجنے کی فضیلت:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ

فرشتے زمین میں سیر وسیاحت کرتے ہیں۔ جو میری اُمت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔ (رواہ النسائی، دارمی، مشکوۃ شریف)

فائدہ:

ان فرشتوں کی یہی ڈیوٹی ہے کہ وہ آستانہ عالیہ تک امت کا سلام پہنچایا کریں یہاں چند باتیں قابلِ خیال ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ فرشتے کے درود پہنچانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور بنفس نفیس ہر ایک کا درود نہ سنتے ہوں حق یہ ہے کہ سرکار بدور و قریب درود خوان کا درود سنتے بھی ہیں اور درود خوان کی عزت افزائی کے لیے فرشتہ بھی بارگاہ عالی میں درود پہنچاتے ہیں تاکہ درود کی برکت سے ہم گنہگاروں کا نام آستانہ عالیہ میں فرشتہ کی زبان سے ادا ہو۔

حضرت سلیمان علیہ السلام تین میل سے چیونٹی کی آواز سنی تو حضور ہم گنہگاروں کی فریاد کیوں نہ سنیں گے۔ دیکھو رب تعالیٰ اعمال دیکھتا ہے۔ پھر بھی اس کی بارگاہ میں فرشتے اعمال پیش کرتے ہیں۔

(۲) دوسرے یہ کہ یہ فرشتے ایسے تیز رفتار ہیں کہ ادھر اُمتی کے منہ سے درود نکلا ادھر اُنھوں نے سبز گنبد میں پیش کیا۔ اگر کوئی ایک مجلس میں ہزار بار درود شریف پڑھیں تو یہ فرشتہ ان کے اور مدینہ طیبہ کے ہزار چکر لگائے گا یہ نہ ہوگا کہ دن بھر کے درود تھیلے میں جمع کر کے ڈاک کی طرح شام کو وہاں پہنچائے۔ جیسا کہ اس زمانہ کے بعض جہلاء نے سمجھا۔

(۳) تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حضور انور کا خدام آستانہ بنایا ہے حضور انور کا خدمت گار ان فرشتوں کا سا رتبہ رکھتے ہیں۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۲ صفحہ: ۱۰۰)

نبی کریم ﷺ سلام کا جواب دیتے ہیں:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ مَامِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ وَعَلیٰ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ

(رواہ ابوداؤد والبیہقی فی دعوت الکبیر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مجھ پر کوئی شخص سلام نہیں بھیجتا۔ مگر اللہ مجھ پر میری روح لوٹاتا ہے۔ حتی کہ اس کا جواب دیتا ہوں۔

فائدہ:

یہاں روح سے مراد توجہ ہے نہ وہ جان جس سے زندگی قائم ہے۔ حضور تو بحیات دائمی زندہ ہیں۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ میں ویسے تو بے جان رہتا ہوں کسی کے درود پڑھنے پر زندہ ہو کر جواب دیتا ہوں۔ ورنہ حضور پر لاکھوں درود پڑھے جاتے ہیں۔ تو لازم آئے گا کہ ہر آن لاکھوں بار آپ کی روح نکلتی اور داخل ہوتی رہے۔

خیال رہے کہ حضور ایک آن میں بے شمار درود خوانوں کی طرف یکساں توجہ رکھتے ہیں۔ سب کے سلاموں کا جواب دیتے ہیں۔ جیسے سورج بیک وقت سارے عالم پر توجہ کر لیتا ہے۔ ایسے آسمان نبوت کے سورج ایک وقت میں سب کا درود و سلام سن بھی لیتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں۔ لیکن اس میں آپ کو کوئی تکلیف بھی محسوس نہیں ہوتی کیوں نہ ہو کہ مظہر ذاتِ کبریا ہیں رب

تعالیٰ سب کی دعائیں سنتا ہے۔(مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۲ صفحہ:۱۰۱)

سلام کا جواب:

وَعَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّالْبِشْرُ فِیْ وَجْهِهٖ فَقَالَ اِنَّهٗ جَآءَنِیْ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ اَمَا يُرْضِيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا يُصَلِّیَ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَّلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔

(رواہ النسائی والدارمی۔ مشکوۃ شریف باب الصلوۃ فصل ۲ حدیث نمبر ۸۶۷)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے چہرہ انور پہ خوشی کے آثار نمودار تھے۔آپ نے ارشاد فرمایا۔میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے عرض کیا کہ آپ کا رب فرماتا ہے اے محمد! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمھارا کوئی امتی تم پر ایک بار درود نہ بھیجے مگر میں اس پر دس رحمتیں کروں اور آپ کا کوئی اُمتی آپ پر سلام نہ بھیجے مگر میں اس پر دس سلام بھیجوں۔

فائدہ:

رب کے سلام بھیجنے سے مراد یا تو بذریعہ ملائکہ سے سلام کہلواتا ہے یا آفتوں اور مصیبتوں سے سلامت رکھنا۔حضور کو یہ خوشخبری اس لیے دی گئی کہ آپ کو اپنی اُمت کی بہت خوشی ہوتی ہے۔جیسے کہ اپنی امت کی تکلیف سے غم ہوتا ہے۔یہ حدیث اس آیت کی مؤید ہے۔وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۲ صفحہ:۱۰۲)

خوشخبری:

حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے حتیٰ کہ باغ میں پہنچے تو آپ نے بہت دراز سجدہ کیا حتیٰ کہ مجھے خوف ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی ہو فرماتے ہیں میں آ کر دیکھنے لگا۔تو آپ نے سر انور اُٹھایا اور ارشاد فرمایا کیا ہے؟

میں نے عرض کیا۔تب آپ نے ارشاد فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ میں آپ کو یہ خوشخبری نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے کہ جو آپ پر درود بھیجے گا۔میں اس پر رحمت کروں گا اور جو آپ پر سلام کہے گا۔میں اس پر سلام بھیجوں گا

(رواہ احمد۔ مشکوۃ شریف)

امتی کا درود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جب بھی کوئی شخص ان پر درود وسلام بھیجے اُنھیں پہنچ جاتا ہے کہ فلاں آپ پر درود شریف بھیج رہا ہے۔

فائدہ :

اس کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں اسی طرح موقوفاً روایت کیا ہے۔(سعادۃ الدارین اُردو ترجمہ جداول صفحہ ۵۸۲)

پتھر کا سلام:

ابن حجر نے الدر المنضود میں فرمایا، نبی علیہ السلام پر سلام بھیجنے کی فضیلت میں جو روایات وارد ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث یہ ہے۔ جس رات مجھے مبعوث کیا گیا۔ میں جس درخت اور پتھر کے پاس سے گزرا اس نے یہی کہا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

اور ایک حدیث میں مکہ میں اس پتھر کو جانتا ہوں۔ جو بعثت سے قبل مجھ پر سلام بھیجتا تھا اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں بے شک مکہ میں ایک پتھر ہے جو میری بعثت کی راتوں کو مجھے سلام کرتا تھا۔ میرا جب بھی اس پر گزر ہوتا ہے۔ اس کو پہچان لیتا ہوں۔

ابن حجر نے فرمایا اس روایت میں اشارہ ہے اس حقیقت کی طرف سلف سے لے کر خلف تک ہر زمانے میں یہ لوگوں کی زبان پر مشہور چلا آتا ہے کہ یہ وہی پتھر ہے جو اب تنگ گلی میں ظاہر نظر آتا ہے کیونکہ وہ پتھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گزر گاہ پر واقع تھا۔(سعادۃ الدارین اُردو ترجمہ جلد اول صفحہ:۸۵۳)

سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا ہے:

حضرت زین العابدین بن حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہم نے ایک شخص کو نبی علیہ السلام کے روضہ انور کے پاس ایک گڑھے میں آتے جاتے دیکھا وہ اس میں دُعا کرتا تھا۔

امام نے فرمایا میں تجھے ایک بات نہ بتاؤں جو میں نے اپنے باپ اُنھوں نے میرے دادا علی کرم اللہ وجہہ اور اُنھوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی فرمایا:

''میری قبر کو عید اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنالینا اور مجھ پر سلام بھیجا کرو۔ بے شک تمھارا سلام تم جہاں کہیں بھی ہو مجھے پہنچ جاتا ہے۔

فائدہ:

اس کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے اور ان سے ابوالعلی نے روایت کیا حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ حدیث بہت حسن ہے۔
(سعادۃ الدارین جلد اول باب ۷)

سننے کی خاص طاقت عطا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے تین کو خاص سننے کی طاقت عطا کی گئی ہے۔

(۱) جنت جنتیوں کی باتیں سنتی ہے۔

(۲) جہنم جہنمیوں کی۔

(۳) اور میرے سرہانے مقرر شدہ فرشتہ۔

(۱) پس جب میری اُمت کا کوئی شخص جب یہ کہتا ہے کہ الٰہی میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں۔ تو جنت کہتی ہے الٰہی! اس کو میرے

اندر سکونت عطا فرما۔

(۲) جب میری اُمت کا کوئی شخص یہ کہتا ہے الٰہی مجھے آگ سے بچانا تو دوزخ کی آگ بھی کہتی ہے الٰہی اس کو مجھ سے بچانا۔

(۳) اور جب میرا کوئی اُمتی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو میرے سرہانے موجود فرشتہ کہتا ہے یا محمد یہ فلاں شخص ہے جو سلام عرض کرتا ہے۔ پس آپ بھی اس کو جواب سے نوازیں۔ (سعادۃ الدارین اُردو ترجمہ جلد اول صفحہ:۵۸۸)

اللہ تعالیٰ کے ایک مرتبہ سلام بھیجنے کی فضیلت:

(سعادۃ الدارین جلد اول کے) تیسرے باب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول گزر چکا ہے کہ نبی علیہ السلام پر ایک مرتبہ سلام بھیجنا گردنیں آزاد کرنے سے افضل ہے۔

علامہ ابن حضر نے الدار المنضو د میں کلام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نقل کرنے کے بعد ایک مرتبہ سرکار پر سلام بھیجنا اللہ تعالیٰ نمازی پر دس مرتبہ سلام بھیجتا اور اللہ تعالیٰ کا ایک سلام کروڑوں جنتیوں سے افضل ہے۔ سو تمہیں اس احسان عظیم پر مبارک ہو کیسا کرم ہے۔ الخ (سعادۃ الدارین جلد اول صفحہ:۵۸۹)

صلوٰۃ وسلام کا وظیفہ:

الحمدللہ اہل سنت و جماعت کو اللہ تعالیٰ نے درود وسلام کا وظیفہ کیسا عطا فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کو اس وظیفہ سے خصوصی پیار ہے کیوں نہ کہ یہ وظیفہ اللہ تعالیٰ کو بھی محبوب ہے اور فرشتوں کو بھی محبوب ہے۔ حق تعالیٰ درود وسلام کا وظیفہ ہمیں ہمیشہ محبوب رکھے مزید درود وسلام کے فوائد وفضائل کے لیے علمائے اہل سنت کی تصانیف بالخصوص سعادت الدارین کا مطالعہ کیجیے۔

اُمتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے پہ درود بھیجتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کی علامت:

اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر درود بھیجنے کی نشانی یہ ہے کہ اس کو نور ایمان سے مزین اور زیور توفیق سے آراستہ فرماتا ہے۔ اس کے سر پہ صداقت کا تاج رکھتا ہے۔ اس کے نفس سے خواہشات وارادت باطلہ کو ختم کر دیتا ہے اور اس کے عوض اس کی قسمت میں اپنی رضامندی لکھ دیتا ہے (سعادۃ الدارین جلد اول صفحہ:۲۶۸)

موت سے غافل نہ رہنا:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنی اور تمھاری موت کی خبر دے دی ہے۔ آئندہ کسی ساعت موت سے غافل نہ رہنا۔

گویا حضرت اویس قرنی نے ارشاد فرمایا کہ خبردار موت سے کسی لمحے بھی غافل نہ ہونا۔ کسی لمحے بھی موت کا شکار ہو سکتے ہو۔ خبردار موت کو ہمہ وقت یاد رکھنا اسی میں ہی بھلا ہے۔ موت سے غفلت کا شکار انسان ہی گناہوں کی دلدل میں پھنس کر اپنی دنیا وآخرت برباد کر لیتا ہے۔ اس لیے موت سے کسی لمحے بھی غافل نہ ہونا۔ اس جہانِ فانی کی رنگینیوں میں کھو کر اپنی دنیا وآخرت برباد نہ کر بیٹھنا۔ اگر غافل ہو کر دنیا وآخرت برباد کر بیٹھے تو پھر موقع نہ ملے گا کہ اس دنیا میں دوبارہ آ کر اس بربادی سے نجات حاصل کر سکو۔ اس گمان میں نہ رہنا کہ ابھی تو میں جواں ہوں۔ کہاں جوانی کہاں بڑھاپا کہاں موت؟ یہ بات نہیں۔ بلکہ ہر انسان کے لیے

اس کا وقت معین ہے اور جونہی وہ وقت پورا ہونا ہے موت کے لیے دستک ہوگی۔ اسی لمحے جانا پڑے گا۔ تیری یہ سوچ غلط ہے کہ ابھی تو میں جوان ہوں۔ کیونکہ جب موت کی بادِ صرصر کا جھونکا آتا ہے تو جوانی بھی نہ روک سکے گی۔ موت کی آمد پر آگے پہاڑ بھی اپنی سختی بھول جائیں گے۔ موت سے بچنے کے لیے جتنے بھی انتظام کرے گا۔ سبھی ناکام ہو جائیں گے۔ لاکھوں کی تعداد میں افواج بھی ہوں گی تو سبھی بازی ہار جائیں گی۔ موت سے بچنے کے لیے جتنے مرضی مضبوط قلعے تیار کر لے۔ مگر جب موت کا فرشتہ آئے گا تو وہ مضبوط قلعے بھی آڑ نہ بن سکیں گے حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ے دو ہیں دیوے بلندیاں، ملک جو بیٹھا آ
گڑھ لیٹا، لیٹا، دیوے گیا بجھا

مطلب:

دونوں آنکھوں کے دیوے روشن تھے کہ ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام جو آ کر پاس بیٹھ گیا۔ بالآخر جسم کا قلعہ اس نے فتح کر لیا۔ دل بھی لوٹ لیا اور جاتے جاتے آنکھوں کے چراغ بھی بجھاتا گیا آنکھیں بھی بے نور ہو گئیں (فیضان افرید صفحہ:۳۱۲)

موت سے رکاوٹ کے لیے کوئی فوج بھی کام نہ آسکے گی کیونکہ بڑے بڑے زبردست فوجوں کے مالکوں کا وقت آیا تو سبھی فوجیں ناکام ہو گئیں

ے پاس دماے، سر، بھیری، سڈورڈ
جاءِ سُتے جیران، تھیئے یتیماں گنڈ

کتنے ہی ایسے بادشاہ ہو گزرے ہیں کہ جن کے پاس نقارے، سروں پر سایہ کرنے کے لیے چھتر، باجے اور گانے والے اور ان کے قصیدے پڑھنے والے ہمہ وقت ان کے ساتھ رہتے تھے۔ یعنی ان کی قصیدہ خوانیاں اور یہ سب کچھ ان کے کسی کام نہ آیا بالآخر مرنے کے بعد یتیموں اور لاوارثوں کے پڑوس میں دفن ہوئے۔ (فیضان الفرید صفحہ:۲۹۸)

موت کی یاد کی فضیلت:

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے موت کی یاد کے متعلق ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث میں ہے کہ موت کو یاد کرنا دن رات کے قیام اور عبادت فاضلہ سے بہتر ہے۔ (انیس الارواح مجلس ۲۳ صفحہ:۴۰ ہشت بہشت)

ہمیشہ موت کے شغل میں رہنے کی فضیلت:

حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ زاہدوں میں سب سے زیادہ اچھا زاہد وہ ہے۔ جو موت کو یاد رکھے اور ہمیشہ موت کے شغل میں رہے۔ ایسا زاہد اپنی قبر میں بہشت کا سبزہ زار دیکھے گا۔ (نیس الارواح مجلس ۲۳ صفحہ:۴۱ ہشت بہشت)

موت طالب:

کتنے تعجب کی بات ہے کہ جانتے بھی ہیں اور مانتے بھی ہیں کہ موت نے آنا ہے اس کا خاص وقت مقرر ہے۔ اس کے باوجود ہم موت سے غافل ہیں کہتے بھی ہیں کہ موت کا وقت بدلنا نہیں مگر کام ایسے لوگوں کی طرح کرتے ہیں کہ جیسے کبھی مرنا ہی نہیں۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں۔ جن پر مجھے اتنا تعجب آتا ہے کہ ہنسی آجاتی ہے اور تین چیزوں پہ اتنا دکھ ہوا کہ رونا آ گیا۔ وہ تین چیزیں کہ جن پر مجھے ہنسی آئی ان میں۔

(۱) پہلی یہ ہے کہ وہ شخص جو دنیا کی تلاش میں ہے اور موت اس کی طالب ہے۔ یعنی وہ دنیا سے لمبی لمبی اُمیدیں وابستہ کیے ہوئے ہے۔ لیکن اسے موت کی فکر نہیں ہے۔

(۲) دوسرا غافل لیکن اس سے غفلت نہیں کی جارہی۔ یعنی وہ موت سے غافل ہے لیکن اس کے روبرو قیامت ہے۔

(۳) وہ شخص جو جی بھر کر ہنستا ہے لیکن اسے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے یا ناراض ہے

اور وہ چیزیں جنھوں نے مجھے رُلایا ہے ان میں

(۱) پہلی چیز اپنے محبوبوں کا فراق ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا وصال

(۲) مرتے وقت گھبراہٹ۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے حضور پیشی کوئی پتہ نہیں کہ میرے لیے جنت کا حکم ہوگا، یا جہنم کا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ موت کے بارے میں جتنا تم جانتے ہو۔ اتنا اگر حیوانوں کو علم ہو جاتا تو تمھیں کبھی اچھا گوشت کھانے کو نہ ملتا۔

(تنبیہ الغافلین حصہ اول صفحہ:۴۱)

بکثرت موت یاد کرنے کی فضیلت:

ابی حامد لفاف کہتے ہیں کہ جو شخص کثرت سے موت یاد کرتا ہے اسے تین باتوں میں تکریم دی جاتی ہے۔ (۱) یعنی توبہ میں عجلت (۲) رزق میں قناعت (۳) اور عبادت میں فرحت

اور جس کو موت کا خیال نہیں اسے تین چیزوں سے تکلیف دی جاتی ہے۔ یعنی (۱) توبہ میں دیر (۲) معمولی رزق پر عدم رضا (۳) عبادت میں سستی (تنبیہ الغافلین حصہ اول صفحہ:۴۱)

فائدہ:

ایسے فضائل اور موت سے غافل رہنے کی مذمت کے باعث حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آئندہ کسی ساعت موت سے غافل نہ رہنا۔

موت سے غافل نہ رہنا:

ان لوگوں نے موت سے بچنے کے لیے بڑی بڑی سہولتیں حاصل کرنے کے لیے بڑی بڑی حویلیاں اور محل تعمیر کروائے۔ ان میں سے کچھ کے آثار اب بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔ مگر انھیں تعمیر کرانے والوں کے نشانات مٹ گئے آج وہ کہاں ہیں؟

فریدا کوٹھے منڈپ ماڑیاں، اسار یندے بھی گئے
کوڑا سودا کر گئے، گوریں آئے پئے

جو لوگ دنیا میں بہترین، عالیشان کوٹھیاں، بنگلے، چوبارے اور محل تعمیر کرتے ہوئے اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے وہ سب کچھ یہاں چھوڑ گئے۔ یہ بیوپار ان کا جھوٹا تھا وہ جھوٹی خرید و فروخت کر سکے۔ اس دن سے رخصت ہوئے اور قبروں

میں جا پڑے۔

اگر کسی کے ذہن میں ہو کہ ہمارے پاس بے شمار دولت کے ڈھیر ہیں۔ ہماری دولت موت سے بچنے کے لیے ہماری معاون ہوگی۔ یہ ان کی خام خیالی ہے کیونکہ ان سے بڑے بڑے رجاد مہاراجہ بھی اس جہان فانی سے کوچ کر گئے وحدہ لاشریک کے سوا یہاں کسی کو بھی دوام حاصل نہیں۔

وڈے وڈے راجیاں نوں موت نے نئیں چھوڑیا
جہیڑے اتے دل آیا اوہو پھل توڑیا
ہرے بھرے باغ کئی ہوگئے ویران اوئے
سدا نہیوں رہنا ای ایتھے کسے انسان اوئے
بندیا جہاں اُتے کریں نہ گمان اوئے

موت دا پیغام:

موت کا پیغام یہ ہے کہ ہر ایک نے اس جہان فانی سے رخصت ہونا ہے اس لیے ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

موت دا پیغام سن لے یارا، موت نے اک دن آنا
موت جد آسیں کول تیرے، تینوں سب کچھ بھل جانا
دنیا وچ سنبھل جا پیارے، ایتھوں اوڑک توں ٹر جانا
ڈھیر دولتاں دے بھل جانے ابو احمد خالی ہی ایتھوں جانا

سارا کوڑ پسارا:

موت تیری قریب ہے کسی بھی لمحے یہاں سے تجھے جانا پڑے گا باقی سب کوڑا پسارا ای۔ ابو احمد اویسی کے عرض کرنے پہ غور کر لے۔ آج وقت ہے۔

دنیا میں مست الست نہ ہوجا، دنیا کوڑ پسارا ای
جیں دل لایا ایس دنیا اندر، نہ بنی کسے دا سہارا ای
بڑھاپا تینوں پیا سمجھاندا، تیری زندگی دا آخری کیارا ای
ابو احمد دنیا دی مستی کجھ نئیں، ایہہ سارا کوڑ پسارا ای

قوم کو نصیحت کرنا اور ڈرانا:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واپس جا کر اپنی قوم کو بھی نصیحت کرنا اور ڈرانا۔

فائدہ:

ملفوظ شریف کے اس حصے میں آپ نے ارشاد فرمایا ہے آپ جب یہاں سے واپس جائیں تو اپنی قوم کو بھی غفلت ترک کر دینے کی نصیحت کرنا کیونکہ غفلت کے نتائج بڑے بھیانک ہیں۔ اس جہان فانی کے بعد ہمیں قبر کا سامنا کرنا پڑے گا۔ قبر

کے احوال بھی بڑے سخت ہیں۔ بعد ازاں میدان حشر میں بھی سخت دن آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور عنایت کے بغیر بڑا مشکل مرحلہ ہوگا۔ بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ میزان عمل کا مرحلہ بھی کٹھن مرحلہ ہے اور پل صراط کے متعلق کیا پوچھنا۔

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

والوں نکی پل صراط، کنیں نہ سُنی آئے
فریدا کڑی پوندی ای، کھڑا نہ مُہائے

(فیضان الفرید)

اس لیے خود بھی اس طرف خصوصی توجہ فرمانا اور اپنی قوم میں واپسی جا کر اپنی قوم کی بھی نصیحت کرنا کہ خدارا! غفلت سے بچ جاؤ۔ غفلت کا نتیجہ انتہائی بھیانک ہوگا اور اپنی قوم کو ڈرانا۔ تاکہ وہ بھی غفلت سے بچ جائیں۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

فریدا! جے توں عقل لطیف، کالے لکھ نہ لیکھ
آپنے گریوان میں، سرنیواں کرکے ویکھ

اے فرید! اگر تو عقل لطیف رکھتا ہے تو پھر اپنے نامہ اعمال میں سیاہ اعمال نہ لکھ یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانیوں پہ مبنی خطا کاریوں میں زندگی نہ گزار، سر جھکا کر اپنے گریبان میں دیکھ۔

(فیضان الفرید صفحہ:۸۳)

جماعت کا ساتھ نہ چھوڑنا:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "خبردار! جماعت کا ساتھ کبھی نہ چھوڑنا۔ ورنہ بے دین ہو جاؤ گے اور قیامت میں آتش دوزخ کا ایندھن بنا پڑے گا۔"

مطلب:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ خبردار جماعت کا ساتھ کبھی نہ چھوڑنا۔ کیونکہ اگر جماعت کا ساتھ چھوڑ بیٹھے تو انتہائی نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ بے دین ہو جاؤ گے اور قیامت کے دن دوزخ کی آگ میں پھینک دیے جاؤ گے۔

فائدہ:

معلوم ہوا کہ جماعت کا ساتھ چھوڑنا بے دینی ہے گمراہی ہے۔ بے دینی اور گمراہی سے محفوظ رہنے کا آج صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ جماعت کے ساتھ رہا جائے۔ اول روز سے آج تک غور و فکر سے کام لیتے ہوئے اگر سوچا تو ہم اس نتیجہ پہ پہنچیں گے کہ جماعت سے الگ رہنے والا فرد یا گروہ گمراہی میں جا پڑا۔ اس لیے ہر گروہ اپنے اپنے مفادات کی خاطر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ غریب مسلمان کو ڈالروں کی جھنکار سے مرعوب کرکے گمراہ کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں اور ڈالروں کا جادو بھی سر چڑھ کے بول رہا ہے۔ ہر طرف سے شیطان اور شیطان کے چیلے ہر طرح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی بھرپور

کوشش کر رہے ہیں۔ کہیں ڈالروں کی جھنکار سنا کر کہیں ڈالروں اور دولت کی ریل پیل دکھا کر مرعوب کر کے، کہیں سکوں کی چمک دمک سے کہیں اسلحہ کے زور پر مگر سب کے باوجود جو اپنا ایمان سلامت لے کر اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے انعامات سے نوازا جائے گا اور جو جماعت اہل سنت سے کسی طرح جدا ہوگا، جماعت کو چھوڑ بیٹھے گا۔ وہ بے دین ہو جائے گا۔ اس کی زبان پہ بے شک قال قال ہوگا۔ مگر اس کا دل کالا کالا ہوگا۔

قیامت کے دن جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے والے کو دوزخ کا ایندھن بننا پڑے گا۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جماعت سے منسلک رہنے کی تاکید ارشاد فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ خبردار جماعت کا ساتھ کبھی نہ چھوڑنا ورنہ بے دین ہو جاؤ گے اور قیامت میں آتش دوزخ کا ایندھن بننا پڑے گا۔

نبی کریم اور خلفائے راشدین کی سنت:

اور انھی حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔ اس کے بعد اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف کیا اور ہمیں بڑا موثر وعظ فرمایا۔ جس سے (ہماری) آنکھیں بہہ پڑیں اور دل لرز اٹھے۔ ایک شخص نے کہا یہ وعظ تو ہم سے وداع ہو جانے والے شخص کا وعظ تھا۔ اس لیے آپ ہمیں کوئی وصیت فرمائیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمھیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، تعمیل حکم اور فرمانبرداری اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اگرچہ تمھارا حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو کیونکہ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا۔ وہ عنقریب بہت سے اختلافات دیکھے گا۔ تو تم میری اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت پر قائم رہنا۔ اسے مضبوطی سے تھامنا اور پوری قوت کے ساتھ اس سے چمٹے رہنا اور دین میں نئی ایجاد کردہ امور سے دور رہنا کہ دین میں ہر نئی پیدا کردہ بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(راوہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ ومشکوۃ المصابیح کتاب الایمان)

سنت خلفائے راشدین:

شیخ محقق نے اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اپنے اوپر لازم قرار دینا میری سنت کو اور میرے خلفاء کی سنت کو جو رشد و ارشاد کے اہل اور ہدایت یافتہ ہیں اور انسان نیکی اور عمدہ خصائل و عادات سے اسی وقت بہرہ ور اور ہدایت کی روشنی سے منور ہو سکتا ہے۔ جب کہ گمراہی و ضلالت کے خلاف اور اس سے دور رہنے اور خلفائے راشدین سے خلفائے اربعہ مراد لیے گئے ہیں۔ جو ان کی سیرت و عادات پر چلتا اور سنت کے مطابق عمل کرتا ہے۔ وہ انھیں میں شامل سمجھا جاتا ہے نہ کہ وہ شخص جو اپنی خواہش نفس سے کوئی بدعت پیدا کرے اور اس پر چلے اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی وہ سنت ہے جسے حضور اقدس کے زمانہ مبارک میں شہرت حاصل نہ ہوئی۔ بلکہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں رواج پذیر اور مشہور ہوئی۔

اور اس بنا پر ان کی طرف منسوب ہونے لگی۔ چونکہ یہاں اس امر کا گمان تھا کہ کوئی شخص خلفائے راشدین کی طرف سنت کے منسوب ہونے کی وجہ سے اسے بھی بدعت قرار دے دے اور رد کر دے اسے برا جانے اس لیے حضور علیہم السلام نے اپنے خلفائے راشدین کی سنت و طریقہ کی اتباع کا حکم دیا اور اس کی بھی وصیت فرمائی اور اگرچہ ان خلفائے راشدین نے اپنے قیاس

واجتہاد سے کوئی بات جاری کی تھی۔ تو وہ بھی سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہی سمجھی جائے گی۔ اس پر بدعت کا اطلاق درست نہ ہوگا۔ جیسا کہ بعض گمراہ فرقے خلفاء راشدین کی اس قسم کی باتوں کو بھی معاذ اللہ بدعت کہہ دیتے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ جلد اول صفحہ: ۴۵۹)

فائدہ:

کل بدعت ضلالۃ کا مطلب اسی شرح میں بیان ہو چکا ہے۔ اس حدیث مبارکہ اور اس جیسی دیگر احادیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کے علوم غیبیہ بھی انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرمایئے اور مدنی تاجدار کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت پہ بھی غور وفکر فرمایئے اور پھر اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر فیصلہ فرمایئے کہ حق پر کون؟..........کوئی نہیں مانتا تو نہ مانے کسی کے نہ ماننے سے کیا ہوگا؟

تہتر فرقے:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ البتہ میری امت پر وہ کچھ آئے گا۔ جو بنی اسرائیل پر آیا۔ میری اُمت اور بنی اسرائیل آپس میں بالکل مطابق اور موافق ہو جائیں گے جیسا کہ ایک پاؤں کا جوتا دوسرے پاؤں کے جوتے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ بدکاری کی ہوگی۔ تو میری اُمت میں بھی ضرور ایسے لوگ ہوں گے جو اس فعل کے مرتکب ہوں گے اور بے شک بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ان تہتر فرقوں میں سے ایک فرقہ کے سوا باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔

لوگوں نے عرض کیا: وہ ایک کون سا ہے؟

فرمایا: جس پر میں اور میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) ہیں

اسے (امام) ترمذی نے روایت کیا اور احمد اور ابوداؤد کی روایت حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے یوں مروی ہے کہ بہتر (۷۲) فرقے دوزخ میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا۔ اس فرقے کا نام جماعت ہے اور میری اُمت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ نفسانی خواہشات وارادے ان کے رگ وپے میں سرایت کر جائیں گے۔ جس طرح باولے پن کی بیماری انسان کے رگ وپے میں سرایت کر جاتی ہے کہ اس کی ہر ہر رگ اور ہر ہر جوڑ میں گھس جاتی ہے۔

(مشکوۃ شریف کتاب الایمان)

کلھم فی النار:

اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ سب سوءِ عقیدہ کے باعث دوزخ میں جائیں گے تاہم بدعملی کی بنا پر فرقہ ناجیہ اہل سنت میں سے بھی کچھ لوگ کچھ وقت کے لیے ممکن ہے۔ دوزخ میں ڈالے جائیں

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ جلد اول صفحہ: ۴۶۷)

ایمان کی کسوٹی:

اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کے اس بیان کی وضاحت فرمائی ہے کہ جس میں آپ نے فرمایا کہ "وہ جس پر میں اور میرے صحابہ یعنی میں اور میرے صحابہ ایمان کی کسوٹی پر ہیں۔ جس کا ایمان ان کا سا ہو وہ مومن ماسوائے بے دین رب فرماتا ہے فَاِنْ
خیال رہے کہ ما سے مراد عقیدے اور اصول اعمال ہیں نہ کہ فروعی اعمال یعنی جن کے عقائد صحابہ کے سے ہوں اور ان کے اعمال کی اصل عہد صحابہ میں موجود ہو وہ جنتی ورنہ فروع اعمال آج لاکھوں ایسے ہیں۔ جو زمانہ صحابہ میں نہ تھے۔ ان کے کرنے والے دوزخی نہیں صحابہ کرام حنفی، شافعی، قادری نہ تھے ہم ہیں۔ اُنھوں نے بخاری مسلم نہیں لکھی تھی۔ مدرسہ اسلامی نہ بنائے تھے۔ ہوائی جہازوں اور راکٹوں سے جہاد نہ کیے تھے۔ ہم یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث وہابیہ کی دلیل نہیں بن سکتی کہ عقائد وہی صحابہ والے ہیں اور ان سارے اعمال کی اصل وہاں موجود ہے۔ غرضیکہ درخت اسلام عہد صحابہ میں پھلا پھولا قیامت تک پھل آتے رہیں گے کھاتے رہو بشرطیکہ اسی درخت کے پھل ہوں۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ: ۱۷۰)

جنتی ہونے کے لیے دو چیزوں کی ضرورت:

اس (حدیث شریف) میں بتایا گیا ہے جنتی ہونے کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ سنت کی پیروی اور جماعت مسلمین کے ساتھ رہنا۔ اسی لیے ہمارے مذہب کا نام اہل سنت والجماعت ہے۔ جماعت سے مراد مسلمانوں کا بڑا گروہ جس میں فقہاء، علماء اور اولیاء اللہ ہیں۔ الحمدللہ یہ شرف بھی اہل سنت ہی کو حاصل ہے۔ سوا اس فرقہ کے اولیاء اللہ کسی فرقہ میں نہیں۔
خیال رہے کہ یہ ۷۳ کا عدد اصولی فرقوں کا ہے کہ اصولی فرقہ ایک اور ۷۲ جہنمی چنانچہ اہل سنت میں حنفی، شافعہ، مالکی، حنبلی، چشتی، قادری، نقش بندی، سہروردی، ایسے ہی شاعرہ یا تریدیہ سب داخل ہیں کہ عقائد سب کے ایک ہی ہیں اور ان سب کا شمار ایک ہی فرقہ میں ہے۔ ایسے ہی بہتر ناری فرقوں کا حال ہے۔ ان میں ایک ایک فرقے کے بہت ٹولے ہیں۔
(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ: ۱۷۱)

جماعت پہ اللہ کا دست کرم:

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ (ترمذی شریف۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ میری اُمت کو یا امت محمد (ﷺ) کو گمراہی پر اکٹھا نہ ہونے دے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو شخص جماعت سے الگ ہو گیا۔ اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

سوادِ اعظم کی اتباع کا فرمان ذیشان:

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوْا السَّوَادُ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهُ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ (رواہ ابن ماجہ من حدیث انس وابن عاصم فی کتاب السنۃ۔ مشکوٰۃ کتاب الایمان)

اور انہی سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سوادِ اعظم (کثرت وجمہور) کی اتباع کرو کہ بے شک جو شخص جماعت سے الگ اور تنہا ہو گیا۔ وہ دوزخ میں گیا۔

جماعت سے دوری کا نتیجہ:

وَاَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ (رواہ احمد وابوداؤد، مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان باب الاعتصام)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو جماعت سے بالشت بھر بچھڑا۔ اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے اُتاری۔

فائدہ:

جو ایک ساعت کے لیے اہل سنت والجماعت کے عقیدے سے الگ ہوا یا کسی معمولی عقیدے میں بھی ان کا مخالف ہوا تو آئندہ اس کے اسلام کا خطرہ ہے۔ بکری وہی محفوظ رہتی ہے جو میخ سے بندھی رہتی ہے۔ مالک کی قید سے آزاد ہو جانا بکری کی ہلاکت ہے۔ مسلمانوں کی جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسی ہے۔ جس میں ہر سُنی بندھا ہوا ہے یہ نہ سمجھو کہ فرض کا انکار ہی خطرناک ہے۔ کبھی مستحبات کا انکار بھی ہلاکت کا باعث بن جاتا ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ: ۱۷۷)

ہمیں جماعت اہل سنت سے پیار ہے:

درج بالا بیان کردہ احادیث مبارکہ سے وضاحت ہو گئی کہ جماعت اہل سنت سے دوری اختیار کرنا نقصان کا باعث ہے۔ اس لیے جماعت اہل سنت سے وابستگی ضروری ہے۔ اسی لیے ہمیں جماعت اہل سنت سے پیار ہے۔ کیونکہ یہی نجات کے لیے ضروری ہے۔ نجات اسی میں ہے کہ جماعت سے دوری نہ اختیار کی جائے۔ یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے واضح ہو رہا ہے اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ملفوظ شریف سے بھی یہی واضح ہے۔ لہٰذا آیئے جماعت اہل سنت سے پیار کیجیے۔

کافی عرصہ سے وقت کی ایک اہم ضرورت تھی کہ اہل سنت و جماعت کو ایک پلیٹ فارم پہ جمع کیا جائے۔ اس سلسلے میں الحمد اہل سنت قائدین نے یہ ضرورت محسوس کرتے ہوئے جماعت اہل سنت کے نام سے ایک پلیٹ فارم مہیا کیا ہے۔ جس کی قیادت قبلہ کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لخت جگر اور پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت علامہ پیر سید ریاض حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان کی قیادت میں یہ جماعت اتفاق واتحاد اہل سنت کے لیے خوب کام کر رہی ہے۔ خصوصاً جماعت اہل سنت ضلع پاک پتن شریف کے امیر جناب پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت علامہ پیر سید خلیل الرحمٰن شاہ صاحب خصوصاً مبارک باد کے مستحق ہیں کہ ان کی بہترین قیادت میں جماعت اہل سنت کے ضلع پاک پتن شریف کے گاؤں گاؤں،

قصبہ قصبہ میں جماعت اہل سنت کے یونٹس قائم ہو چکے ہیں۔ الحمدللہ الفقیر القادری کو جماعت اہل سنت یونٹ پرانا تھانہ کا پہلا ناظم اعلیٰ ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو اتفاق واتحاد کی دولت سے سرفراز فرمائے اور شب وروز دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین آیئے اس جماعت سے منسلک ہو جایئے۔ جماعت کے ساتھ مل کر دنیا وآخرت میں کامیابی کی طرف چلنے کی کوشش کیجیے۔ حق تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

______☆☆☆______

باب ۸:

وصیت نامہ حضرت اویس قرنی

معہ شرح وصیت نامہ خواجہ اویس قرنی

الحمد رب العالیمن والصلوٰۃ والسلام علی سیدالانبیا والمرسلین وعلیٰ اله واصحابه اجمعین اما بعد

جاننا چاہیے۔ دنیا فانی ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی فانی ہے دنیا و مافیہا سے قلبی محبت رکھنا۔ عقل مندی نہیں بلکہ عقل و خرد کی دولت سے خالی ہونے کا ثبوت ہے۔ سمجھداری یہی ہے کہ دنیا اور دنیوی ساز و سامان سے دل نہیں لگانا چاہیے۔ کیونکہ دنیا اور دنیا کا سب کچھ فنا ہو جائے گا۔ دنیا کی کسی چیز کو بقاء حاصل نہیں۔ سب کچھ فنا ہو جانے والا ہے۔
قرآن مجید میں ہے کہ:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذوالجلٰلِ وَالْاِكْرَام ٥(سورة رحمن)

زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمھارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا (کنزالایمان)
ہر ایک چیز نے موت کا جام پینا ہے۔ کسی چیز نے موت سے محفوظ نہیں رہنا کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید

كل نفسٍ ذآئِقةُ الْموْت

ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔
اس لیے موت کا شکار ہونے والی چیز سے دل نہ لگائیں۔ موت کا شکار ہونے والی کسی چیز سے دل لگانا۔ دانائی نہیں نادانی ہے۔ عقل مندی نہیں ہے بے وقوفی ہے۔ ہوش مندی کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی کسی بے وفا چیز سے دل نہ لگایا جائے جو دھوکہ دے جانے والی ہے۔

الحمدللّٰه رب العالمین۔ الرحمن الرحیم مالك یوم الدین والصلوٰة والسلام علی سیدنا الانبیاء والمرسلین وعلی اله واصحابه اجمعین اما بعد فاعوذ باللّٰه من الشیطن الرجیم بسم اللّٰه الرحمن الرحیم قال اللّٰه تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید

الا ان اولیاء اللّٰہ لاخوفٌ علیھم ولا ھم یخزنون صدق اللّٰہ العلی العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم الامین ۔ وعلی الہ واصحابہ اجمعین

وقال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ صدق اللّٰہ العلی العظیم وصدق رسولہ النببی الکریم الامین

فیقول خادم الفقراء والعلماء الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی بن نوشیرا حمد بشرح الکلمات السبعۃ من وصیۃ خواجہ اویس القرنی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فقد وجدتھا فی فیضان اویس الکلمات السبعۃ من وصیۃ خواجہ اویس قرنی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ

(۱) طلبت الرفعہ فوجدتھا فی التواضع

(۲) طلبت الریاسۃ فوجدتھا فی نصیتیۃ الخلق

(۳) طلبت المروۃ فوجدتھا فی الصدق

(۴) طلبت الفخر فوجدتھا فی القیر

(۵) طلبت النسب فوجدتھا فی التقویٰ

(۶) طلبت الشرف فوجدتھا فی القناعۃ

(۷) طلبت الراحۃ فوجدتھا فی الزھد

ان اللّٰہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنو علیہ وسلمو تسلیما

اللھم صلی علی سیدنا محمدٍ وّعلی ال سیدنا محمدٍ وّ بارك وسلم

الصلوٰۃ والسلام علیك یا سیدی یارسول اللّٰہ وسلم علیك یا سیدی یا حبیب اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

وصیت نامہ حضرت خواجہ قرنی رضی اللہ عنہ

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی وصیت مبارکہ بیان کرنے سے قبل حضرت سلطان العارفین التارکین حضرت خواجہ نورالحسن تارک اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس وصیت نامہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ

فیقول خادم الفقراء والعلماء فقیر نور الحسن بن جناب خوجه بخش الملقب تبارك البدعة والمناهی بشرح الکلمات السبعة من وصیة خواجه اویس القرنی رضی اللّٰه عنه

فقد وجتها فی لطائف اویسی رضی اللّٰه عنه(فیضان اویس صفحه:۵۱)

خادم الفقراء والعلماء فقیر نور الحسن بن جناب خواجہ بخش ملقب بہ تارک البدعۃ والمناہی نے یہ کتاب حضرت سیدنا خواجہ اویس قرنی کی وصیت مبارکہ میں نے لطائف اویسی میں سے حاصل کیے ہیں (فیضان اویس صفحہ:۳۳)

وصیت نامہ:

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ

(۱) **طلبت الرفعه فوجدتها فی التواضع**

میں نے بلندی مرتبت چاہی پس میں نے اسے تواضع میں پایا۔

(۲) **طلبت الریاسة فوجدتہ فی نصیحة الخلق**

میں نے ریاست (یعنی لوگوں کی سرداری) طلب کی تو میں نے اسے مخلوق کی خیر خواہی میں حاصل کیا۔

(۳) **طلبت المروة فوجدتها فی الصدق**

میں نے مروت طلب کی تو اسے صدق میں پایا۔

(۴) **طلبت الفخر فوجدتها فی الفیر**

میں نے فخر تلاش کیا تو اسے فقر میں پایا۔

(۵) **طلبت النسب فوجدتها فی التقویٰ**

میں نے نسب کو تلاش کیا تو تقویٰ و پرہیزگاری میں اسے پایا۔

(۶) **طلبت الشرف فوجدتها فی القناعة**

عزت و شرافت کا طالب ہوا تو میں نے اسے قناعت میں پایا۔

(۷) **طلبت الراحة فوجدتها فی الزهد**

میں نے راحت طلب کی تو زہد میں نے اسے پایا۔

بلندی مرتبت

قال: طلبت الرفعة فوجدتها فی التواضع

فرمایا: میں نے بلندی مرتبت چاہی تو میں نے اسے تواضع میں پایا۔

فائدہ:

یہاں حضرت خواجہ اویس قرنی نے ایک ایسی حقیقت بیان کی ہے۔ جس کے متعلق عام انسانوں کا نظریہ کچھ اور ہے۔ مگر رب کائنات اور مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے نظریہ کے مطابق ہی حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس وصیت مبارکہ میں بیان فرمایا ہے کہ لوگ بلندی مرتبت کے اکثر متلاشی رہتے ہیں کوئی اسے وزارت میں تلاش کرتا ہے۔ کوئی اسے امارت میں تلاش کرتا ہے۔ کوئی اسے زروجواہر میں تلاش کرتا ہے۔ کوئی اسے دنیاداری میں تلاش کرتا ہے۔ کوئی اسے مال داری میں تلاش کرتا ہے۔ کوئی اسے صنعت وحرفت میں تلاش کرتا ہے۔ کوئی اسے حاصل کرنے کے لیے الیکشن لڑتا ہے۔ کوئی فوج میں بھرتی ہوتا ہے۔ کوئی کسی اور ملازمت میں بھرتی ہوکر اعلیٰ مرتبہ حاصل کرنے کی سعی میں لگا رہتا ہے۔ کوئی منصب وزارت حاصل کرکے سمجھتا ہے کہ میں نے اعلی مرتبہ حاصل کرلیا۔ کوئی مجلس مشاورت کی رکنیت حاصل کرکے سمجھتا ہے میں نے بلند مرتبہ حاصل کرلیا ہے۔ کوئی صدارت کے عہدے پہ فائز ہوکر سمجھتا ہے کہ میں بلندی مرتبہ حاصل کر چکا۔ اب اسے مضبوطی سے پکڑے رکھنے کی حتی الوسع کوشش کرتا ہے۔ اس کے لیے انسان سب کچھ کرتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات خون کی ندیاں بہانے سے بھی گریز نہیں کرتا ۔ظاہری دنیوی ٹھاٹھ باٹھ کے لیے خون کی ندیاں بہادیتا ہے۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو یہ دنیا اور دنیوی سازوسامان بلندی مرتبت نہیں۔ بلکہ حجاب ہے۔ ایک ایسا حجاب جو انسان کو حقیقت تک پہنچنے ہی نہیں دیتا۔

بلندی مرتبت یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرلے۔ اللہ تعالیٰ اسے نیچا کردیتا ہے۔ تو وہ لوگوں کی نگاہ میں چھوٹا ہوتا ہے اور اپنے دل میں بڑا حتیٰ کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے اور سور سے زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔

فائدہ:

یہ قاعدہ بہت ہی مجرب ہے۔ جو کوئی اپنے کو رضائے الٰہی کے لیے مسلمانوں کے لیے نرم کردے۔ ان کے سامنے انکسار سے پیش آئے تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت پیدا فرمادیتا ہے اور اسے بڑی بلندی بخشتا ہے۔

(مراۃ المناجیح جلد ۶ صفحہ: ۲۶۶)

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا فرمائی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ فِیْ نَفْسِیْ صَغِیْرًا وَّ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا

الٰہی! مجھے میری اپنی نگاہ میں چھوٹا، لوگوں کی نگاہ میں بڑا بنادے۔

حضرات اولیاء اللہ ہمیشہ اپنے کو عاجز و گنہگار سمجھتے اور لوگ ان کے آستانوں پر پیشانیاں رگڑتے ہیں۔
(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ششم صفحہ:٦٦٦)

بزرگی کا ایک سبب:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بزرگی کے اسباب میں سے تواضع ایک سبب ہے۔ ہر نعمت پر حسد کیا گیا ہے۔ سوائے تواضع کے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اول صفحہ:٢٢٦)

تواضع کا پھل:

بعض دانا فرماتے ہیں کہ قناعت کا پھل راحت ہے اور تواضع کا پھل محبت ہے (تنبیہ الغافلین حصہ اول صفحہ:٢٢٦)

(٢) تواضع کرنے والوں کے لیے تواضع کا حکم:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم تواضع کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے لیے تواضع کرو اور جب تکبر کرنے والوں کو دیکھو تو ان سے تکبر سے پیش آؤ اس میں ان کی حوصلہ شکنی اور ذلت ہے اور تمھارے لیے یہ صدقہ ہے انسان ایسے اعمال اختیار کرے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے (تنبیہ الغافلین حصہ اول صفحہ:٢٢٧)

(٣) بلندی مرتبت تواضع میں:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا میں نے بھی عام لوگوں کی طرح اعلیٰ مرتبت کے حصول کی کوشش کی کہ کسی طرح مجھے بلندی مرتبت حاصل ہو جائے۔ دنیا جہان کے ایسے امور اپنائے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کے خلاف نہ تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے حصول بلندی مرتبت کے لیے کئی امور اپنائے۔ ان تمام میں سے تواضع میں بلندی مرتبت کو پایا۔ اس لیے بلندی مرتبت میں چاہنے والوں کے لیے میری وصیت یہ ہے کہ وہ تواضع کو اپنالیں جو تواضع کو اپنالے گا۔ بہت جلد منزل مقصود پالے گا۔ اس ذریعے جو بلند مرتبہ حاصل ہوگا۔ وہ ناپائیدار نہیں بلکہ پائیدار ہوگا۔ مضبوط ہوگا۔ یہاں تک کہ جب انسان اس جہان فانی سے گزر جائے گا کل نفسٍ ذائقہ الموت کی منزل سے گزر کر قبر میں پہنچے گا تو انشاء اللہ قبر میں بھی بلند مرتبہ حاصل ہوگا۔ جب انسان میدان حشر میں پہنچے گا تو وہاں بھی تمام انسان اس کے مرتبے کو دیکھ کر دنگ رہ جائیں گے اور جنت میں بھی وہ عظیم مقام و مرتبہ حاصل ہوگا کہ اس کے وہم گمان میں بھی نہ ہوگا۔

(٤) تواضع کی فضیلت:

وَعَنْ عُمَرَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنبَرِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ نَفْسِهِ صَغِيْرٌ وَفِيْ أَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَّفِيْ نَفْسِهِ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِّنْ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِيْرٍ۔

(مشکوٰۃ شریف باب الغضب والکبر)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے منبر شریف پہ فرمایا۔ اے لوگو! انکساری اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے انکسار و عجز کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے بلند مرتبہ عطا فرما دیتا ہے۔ تو وہ اپنے دل کا چھوٹا ہوتا ہے اور لوگوں کی نگاہ میں بڑا اور جو غرور کرتا ہے۔

(۵) تواضع کرنے والوں کے لیے خوشخبری:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے دنیا میں تواضع کرنے والوں کے لیے خوشخبری ہے۔ وہ قیامت کے دن منبروں پر ہوں گے۔ لوگوں کی اصلاح کرنے والوں کو خوشخبری ہو یہ وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن جنت الفردوس کے وارث ہوں گے اور دنیا میں اپنے دلوں کو پاک کرنے والوں کو بشارت ہو۔ یہی لوگ قیامت کے دن دیدار الٰہی سے مشرف ہوں گے۔
(مکاشفۃ القلوب: ۴۴۲)

(۶) فرشتوں کی دعا:

فرمان نبوی ہے کہ کوئی آدمی ایسا نہیں مگر اس کے ساتھ دو فرشتے ہیں اور انسان پر فہم و فراست کا نور ہوتا ہے۔ جس سے وہ فرشتے اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ پس اگر وہ انسان تکبر کرتا ہے تو وہ اس سے حکمت چھین لیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ اے اللہ اسے سرنگوں کر اور اگر وہ تواضع اور انکساری کرتا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں اے اللہ! اسے بلندی عطا فرما (مکاشفۃ القلوب صفحہ: ۴۴۱)

(۷) مبارک شخص:

مبارک ہے وہ بندہ حق جو عاجزی کا اظہار کرتا ہے۔ حالانکہ وہ بیچارہ دعا جز نہ ہو اور لوگوں پر خرچ کرتا ہے۔ اس مال میں سے جو اس نے حرام اور گناہ کے ذریعے سے جمع نہیں کیا ہوتا اور بے سہاروں پر ترس کرتا ہے اور علماء اور داناؤں سے میل جول رکھتا ہے (کیمیائے سعادت صفحہ: ۷۸۱)

(۸) اللہ تعالیٰ تواضع کرنے والے کو رفعتیں عطا کرتا ہے:

حضرت ابو سلمہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر مہمان تھے۔ روزہ رکھا ہوا تھا آپ کے افطار کے لیے ہم دودھ کا پیالہ لائے۔ جس میں شہد گھلا ہوا تھا۔ آپ نے چکھا تو مٹھاس سی محسوس کر کے فرمایا یہ کیا ہے؟

ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ ہم نے دودھ میں ذرا شہد ملا دیا ہے۔

آپ نے پیالہ وہیں رکھ دیا اور نہ پیا اور فرمایا میں نہیں کہتا کہ یہ حرام ہے لیکن بات یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے تواضع کرتا ہے حق تعالیٰ اسے سرفراز فرماتا ہے اور اسے رفعتیں عطا کر دیتا ہے اور جو تکبر کرتا ہے۔ حق تعالیٰ اسے حقیر بنا دیتا ہے اور جو کوئی بقدر ضرورت خرچ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دوست رکھتا ہے اور جو اسراف سے کام لے۔ اللہ تعالیٰ اسے مفلسی میں مبتلا کر دیتا ہے اور کوئی اسے بہت یاد کرلے وہ اسے محبوب رکھتا ہے۔ (کیمیائے سعادت صفحہ: ۷۸۱)

(۱۰) عاجزی میں شرف:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کرم تقویٰ میں ہے، شرف عاجزی میں ہے اور تونگری یقین میں ہے (کیمیائے سعادت)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ نیک بخت ہیں وہ جو اس دنیا میں فروتنی اور عاجزی کرتے ہیں کہ قیامت کے دن وہی لوگ مسند نشین ہوں گے اور خدا اٹھنڈار کھے۔ان لوگوں کو جو دوسروں کے درمیان اس دنیا میں صلح و آشتی کروا دیتے ہیں کہ قیامت کے دن جنت فردوس کا ٹھکانہ ہوگا اور سعادت مند ہیں۔وہ لوگ جن کا دل اس دنیا سے پاک اور منقطع ہے کہ قیامت کے دن اس کے ثواب میں اُنھیں حق تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا (نسخہ کیمیا ترجمہ کیمیائے سعادت ۷۸۲)

(۱۱) تمام نعمتوں کی تکمیل:

حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں جو نعمت بھی تجھے عطا کرتا ہوں۔اگر تم عاجزی سے اس پر شکر کرو تو میں تمام نعمتوں کی تم پر تکمیل کردوں (نسخہ کیمیائے صفحہ:۷۸۳)

(۱۲) تواضع ایک خزانہ:

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے تواضع کے متعلق بیان فرمایا کہ اخلاق صوفیہ میں سب سے بہتر خلق تواضع ہے۔بندہ کے لیے تواضع سے بہتر کوئی اور لباس نہیں۔جو شخص تواضع کا خزانہ حاصل کر لیتا ہے۔وہ ہر شخص کے سامنے اپنی اس حیثیت کو ایک انداز پر قائم رکھتا ہے۔اسی طرح وہ دوسرے شخص کو بھی اس کے صحیح مقام اور مرتبے پر رکھتا ہے۔جس کو تواضع حاصل ہوگئی وہ خود بھی آرام سے رہتا ہے اور دوسروں کو بھی اس سے آرام پہنچتا ہے۔(عوارف المعارف ۳۹۱)

حضرت لقمان علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر چیز کے لیے ایک سواری ہے اور عمل کی سواری تواضع ہے۔

(عوارف المعارف ۳۹۲)

نبی کریم ﷺ کی تواضع:

حضرت عبداللہ بن ابووفی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الذِّكْرَ وَيُقِلُّ اللَّغْوَ وَيُطِيلُ الصَّلٰوةَ وَيُقْصِرُ الْخُطْبَةَ وَلَا يَأْنَفُ وَلَا يَسْتَنْكِفُ اَنْ يَّمْشِيَ مَعَ الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ فَيَقْضِيَ لَهُمَا حَاجَتَهُمَا (سنن دارمی شریف جلد اول حدیث:۷۵)

نبی کریم ﷺ ذکر بکثرت کیا کرتے تھے اور دنیاوی باتیں نہیں کیا کرتے تھے۔آپ نماز طویل پڑھتے تھے اور خطبہ مختصر دیتے تھے اور آپ اس بات میں کوئی الجھن محسوس نہیں کرتے تھے۔کہ آپ کسی بیوہ عورت کے یا غریب آدمی کے ساتھ مل کر جائیں اور ان کی کوئی ضرورت پوری کردیں۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان:

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: محبت کی شرط یہ ہے کہ محبوب کے ارادے کے ساتھ تمھارا ارادہ نہ رہے دنیا اور آخرت اور مخلوق سے قطع تعلق ہو جائے۔اللہ سے محبت کرنا کوئی آسان نہیں ہے کہ ہر کوئی اس کا دعویٰ کرے۔بعض لوگ ایسے مدعی ہیں کہ محبت ان سے کوسوں دور ہے اور بعض ایسے ہیں کہ دعویٰ نہیں کرتے۔حالانکہ محبت اُنھیں حاصل ہے۔مسلمانوں میں سے کسی کو حقیر نہ

جانو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسرار ان میں بوئے گئے ہیں۔ اپنے نفسوں میں متواضع رہو اور بندگانِ خدا پر تکبر نہ کرو۔ اپنی غفلتوں سے بیدار ہو جاؤ تم نہایت غفلت میں پڑے ہوئے ہو۔ (فتح الربانی بیسویں مجلس)

تواضع کی اصل:

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تواضع کی اصل یہ ہے کہ ذلت اور تکبر میں اعتدال قائم کرنا تواضع ہے۔ (عوارف المعارف)

انسان کب متواضع ہوتا ہے:

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ انسان کب متواضع ہوتا ہے۔

آپ نے جواب دیا کہ جب اپنی ذات پر نفس کا کوئی حق نہ سمجھے (کیونکہ وہ اس کی شرارت اور خبث سے واقف ہے) اور خود کو مخلوق میں سب سے بدتر سمجھے۔

بعض حکماء کہتے ہیں کہ جہل و بخل کے ساتھ تواضع کو ہم عجب و غرور کے ساتھ سخاوت اور ادب سے بہتر سمجھتے ہیں۔ کسی دانش مند سے پوچھا گیا کہ تم کو ایسی نعمت کا علم ہے جس پر حسد نہ کیا جائے اور کسی ایسی بلا کا علم ہے کہ صاحب بلا پر کسی کو رحم نہ آئے۔ اس نے کہا ہاں وہ نعمت تواضع ہے اور وہ بلا کبر و نخوت ہے۔ (عوارف المعارف صفحہ: ۳۹۳)

تواضع کی تین علامات:

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تواضع کی یہ تین علامات ہیں۔

(۱) اپنے نفس کو حقیر جاننا تاکہ نفس کا عیب معلوم ہو سکے۔

(۲) توحید کی حرمت کے لیے لوگوں کی تعظیم و تکریم کرنا۔

(۳) سچی بات اور نصیحت کو ہر شخص سے قبول کرنا (عوارف المعارف: ۳۹۳)

دل کی تواضع کے لیے بہترین عمل:

حضرت شیخ ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ اس کا دل تواضع اختیار کر لے تو اس کو چاہیے کہ صالحین کی صحبت اختیار کرے اور ان کی عزت و حرمت کرے۔ اس طرح وہ ان صالحین کی شدت تواضع سے جو ان کے نفوس میں موجود ہے اقتداء کرے گا اور تکبر سے بچ جائے گا (عوارف المعارف)

فائدہ:

اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے ہمہ وقت اولیائے کرام کے متعلق اپنی خبث باطنی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اولیائے کرام کے معمولات وغیرہ سے انھیں خدا واسطے کا بیر ہوتا ہے۔ دیکھتے ہی انھیں چڑ ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے غلط امور سے ہمیں بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تواضع کی چوٹی کی بات:

حضرت سلیمان عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تواضع کی چوٹی کی بات یہ ہے کہ جس سے

تم ملو اُس کو پہلے سلام کرو اور جو تم کو سلام کرے۔ اس کا جواب دو۔ مجلس میں کم تر جگہ پر بیٹھنے میں تم کو عار نہ ہو۔ تم کو یہ خواہش نہ ہو کہ کوئی تمھاری تعریف کرے یا تم پر احسان کرے۔

آپ سے یہ بھی روایت ہے کہ مبارک اور نوید ہے اس شخص کو جو بغیر کوتاہی نقص کے تواضع اختیار کرے اور محتاجی کے بغیر خود کو محتاج جانے (عوارف المعارف)

حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک:

حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ تواضع کیا ہے؟

آپ نے جواب دیا کہ بازوؤں کا جھکانا اور پہلو کا نرم کرنا ہے۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک:

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے تواضع کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: حق کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اور حق بات کہنا انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اپنے نفس کی قدر و قیمت کا اعتبار کرتا ہے تو اضع میں اس کا کوئی حصہ نہیں (عوارف المعارف)

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک:

فریدا! تھیو پُواہی دبھ، جے سائیں لوڑیں سبھ
اک چھجے بیا لتاڑیئے، تاں سائیں دے دوڑایئے

فائدہ:

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ تواضع اختیار کرنے کے فوائد بیان کرتے ہوئے تواضع اختیار کرنے کا مشورہ دیا ہے آپ نے فرمایا ہے کہ:

اگر تو اپنے خالق و مالک کی معرفت اور خالق حقیقی تک رسائی کا طالب ہے تو پھر راستے کی گھاس دبھ کی طرح ہو جا کیونکہ جب دبھ نرم ہو جاتی ہے۔ ڈھیلی ہو کر پھیل جاتی ہے۔ دوسرے جب وہ پاؤں کے نیچے روندی جاتی ہے تو پھر رب کائنات کے آستانہ عالیہ یعنی مسجد مبارک میں لے جانے کے لائق ہو جاتی ہے۔ یعنی جب تک اس میں تیزی اور سختی رہتی ہے۔ یہ مقام حاصل نہیں کر سکتی۔ جب اس میں تواضع اور نرمی آجاتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نواز کر اس کے گھر تک اس کی رسائی ہوتی ہے۔ یہی حال انسان کا بھی ہے (فیضان الفرید شرح دیوان بابا فرید صفحہ: ۱۳۸)

فائدہ:

فیضان الفرید شرح دیوان بابا فرید میں بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کلام کی شرح بیان کی گئی خصوصا موضوع تھا موت تھیں کے متعلق بہترین بحث کی گئی ہے۔ تواضع کے متعلق مزید وضاحت اور مثالیں ہماری تصنیف لطیف فیضان الفرید میں مطالعہ کیجیے۔ (الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی)

فائدہ:

اس وصیت مبارکہ میں بھی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی ساری حیات مبارکہ کا تجربہ جھلک رہا ہے۔ آپ سے اگر کوئی ملنے آتا تو

آپ تواضع سے پیش آتے شیخ الحدیث والتفسیر فیض ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں کہ ظاہر نمود و نام اور اہل دنیا کے اختلاط سے بھاگتے تھے۔ ایک غلام مستی تھا۔ جو ہر وقت چھایا رہتا تھا۔ بعض ظاہر بین آنکھیں ریاکار سمجھتی تھیں راہ چلتے پریشان کیا جاتا تھا۔ بڑے اور بچے تمسخر کرتے تھے۔ مگر آپ بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے تھے۔

علیک سلیک سے دور اور گوشہ نشینی اور خاموشی ان کی زندگی کا عام مدعا تھا۔ اہل دنیا کی نظروں سے بچنے کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہتی تھی۔ جب کوئی سلام کرتا تھا۔ تو خندہ پیشانی سے جواب دیتے اور جواب میں فرماتے ہیں کہ "خدا تم کو زندہ رکھے" مزاج پرسی کے جواب میں الحمدللہ اور دعائے خیر فرماتے کبھی خود بھی ملنے والوں سے فرمایا کرتے کہ میرے لیے دعا خیر کرو خدا تم کو اس کا اجر عطا فرمائے گا۔ (ذکرِ اویس صفحہ:۶۹-۶۸)

پتھر اور روڑے مارنے والوں کی شرارتیں اور تمسخر میں آپ خندہ پیشانی سے برداشت کرتے کسی کو تکلیف دینے والی کوئی بات نہ کہتے اور نہ ہی کسی کو انتقاماً کوئی کنکر مارتے۔ بلکہ تواضع ہی اختیار فرماتے۔ تو اللہ تعالیٰ کے محبوب مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ سے وہ بلند مرتبہ حاصل ہوا کہ آپ کے فضائل کے متعلق بہت سی احادیث بیان ہوئی ہیں۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع الجوامع میں بہت سی احادیث آپ کے فضائل پہ مبنی بیان کی ہیں۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں، ابونعیم نے حلیہ میں بیہقی نے دلائل میں، ابویعلیٰ نے اور ابن مندہ نے بہت احادیث نقل فرمائی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

اے عمر! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں دل و جان سے حاضر ہوں مجھے کہاں ہوا کہ مجھے کسی کام کے لیے بھیجنا چاہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: ہماری اُمت میں ایک شخص ایسا ہوں گے جنہیں اویس قرنی کہیں گے ان کے جسم میں بیماری پیدا ہوگی وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو وہ کریم اسے دور فرمادے گا مگر کچھ نشان ان کے پہلو میں باقی رہے وہ جب اسے دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کو یاد کریں گے جب تم ان سے ملاقات کرو تو انہیں ہمارا سلام کہنا، انہیں کہنا کہ تمہارے لیے دعا کریں کیونکہ وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں مکرم ہیں اور اس کے نزدیک بڑا مقام رکھتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کے بارے میں قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کو سچا کردے گا۔ وہ ربیعہ اور مضر قبیلوں کی مثل کی شفاعت کریں گے۔ (اشعۃ اللمعات اُردو ترجمہ ج ۷ ص ۶۱۳)

حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کی حیات میں پھر حضرت صدیق کی خلافت میں تلاش کیا۔ مگر نہ پایا۔ پھر میں نے اُنھیں اپنی خلافت کے زمانہ میں پایا۔ یہ حدیث بہت دراز ہے (خلاصہ مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۷۔ ص ۵۷۵ بحوالہ اشعۃ اللمعات)

فائدہ:

ایسا بلند مقام و مرتبہ حاصل ہوا۔ کہ آپ سے دعا منگوانے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خصوصی وصیت فرمائی۔ گویا آپ کا وصیت میں یہ ارشاد فرمانا کہ میں نے بلندی مرتبت چاہی تو میں نے اسے تواضع میں پایا ہے۔ گویا آپ وصیت فرمارہے ہیں کہ جب کوئی بلند مرتبہ حاصل کرنے کا متمنی ہوا اسے چاہیے کہ وہ تواضع کی صفت اپنائے۔ تواضع کی صفت اپنانے والا بلند مرتبہ حاصل کرلیتا ہے۔

☆☆☆

دوسری وصیت

قال :طلبت الرياسة فوجدتها في نصيحة الخلق

فرمایا: میں نے ریاست (یعنی لوگوں کی سرداری) طلب کی تو میں نے اسے مخلوق خدا کی خیر خواہی میں حاصل کیا۔

فائدہ:

ریاست، سلطنت، بادشاہی، امارت، وزارت، صدارت یہ سب کچھ سرداری کے ہی مختلف رنگ ہے۔ سرداری کوئی الیکشن کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ کوئی تعلیم ظاہری حاصل کر کے سرداری کا طلب گار ہوتا ہے۔ کچھ لوگ سرداری کے حصول کے لیے ہی لوگوں کو روپیہ پیسہ دیتے ہیں۔ مختصر یہ کہ سرداری کے حصول کے لیے بے شمار وسائل اختیار کیے جاتے ہیں۔ ان تمام امور سے سرداری کہاں تک حاصل ہوتی ہے یہ الگ بحث ہے۔ مگر جو راستہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے۔ وہ راستہ ہر قسم کے نقصان سے محفوظ راستہ ہے۔ اس کے ذریعے جو سرداری حاصل ہوتی ہے۔ وہ محض چند لمحوں یا چند دنوں یا چند مہینوں کی نہیں بلکہ اس ذریعے سے حاصل ہونے والی سرداری ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حاصل ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اس ذریعہ سے حاصل ہونے والی سرداری بعد از وصال بھی برقرار رہتی ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ قیامت آنے سے دنیوی ظاہری عہدہ چھینا جا سکتا ہے۔ مگر اس ذریعہ سے حاصل ہونے والی سرداری قیامت کے بعد بھی حاصل رہے گی۔ انشاء اللہ خالقِ کائنات کی بارگاہ سے بھی انعامات سے نوازے جانے کا سبب بنے گی۔

مطلب:

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لوگوں کی سرداری میں نے طلب کے لیے مختلف امور سرانجام دیے۔ مگر ریاست یعنی لوگوں کی سرداری میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خیر خواہی میں حاصل کی۔

فائدہ:

اس لیے جو انسان بھی سرداری کا طلبگار ہوا سے اس نسخہ کیمیا پہ عمل پیرا ہونا چاہیے۔ جو انسان بھی سرداری کا طالب ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بھلائی اور خیر خواہی کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

قرآن مجید میں ہے کہ:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى

نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی معاونت کرو۔

فائدہ:

مخلوق خدا کی بھلائی اسی میں ہے کہ مخلوق خدا کی ظاہری لحاظ سے بھی بھلائی کی جائے اور باطنی لحاظ سے بھی۔ اس سلسلے میں مخلوق خدا سے تعاون کرنا فرمان ربانی پہ عمل پیرا ہونا ہے۔ جو بے شمار فوائد کا سبب ہے۔

خیر خواهی :

مخلوق خدا کی خیر چاہنا مخلوق کی بھلائی چاہنا اس سلسلے میں انبیائے کرام کی زندگیاں ملاحظہ فرمایئے۔ان کا ایک ایک لمحہ مخلوقِ خدا کی بھلائی میں گزراحتیٰ کہ اس سلسلے میں اُنھیں ظاہری طور پر بے شمار مصائب وآلام سے بھی دو چار ہونا پڑا۔ اس کے باوجود انبیائے کرام نے ساری زندگی مخلوق خدا کی خیر چاہنے میں گزار دی۔سید الانبیاء محبوب کبریا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا ایک لمحہ مخلوق خدا کی خیر خواہی میں گزرا اس سلسلے میں مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی طرف سے بہت تکالیف پہنچائی گئیں۔مگر آپ اپنے مشن سے سرمو بھی منحرف نہ ہوئے۔محبوب کریم مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پہ عمل پیرا ہوتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین تبع تابعین اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے بھی اپنی زندگی کا مشن یہی مخلوق خدا کی خیر خواہی اپنایا۔ جب انبیاء کرام اولیائے کرام علمائے ربانی نے مخلوقِ خدا کی خیر خواہی کے مشن کو زندگی بھر اپنایا۔ آج ان کی ظاہری حیات طیبہ گزرے ہوئے عرصہ دراز بھی گزر گیا ہے۔اس کے باوجود مخلوق خدا پہ ان کی سرداری بعد از وصال بھی برقرار ہے۔ان کے عمل اور قول کو اپنانے کے لیے ان کے اقوال واعمال کے تحفظ کے لیے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا ہے۔ بلکہ اسے سعادت سمجھا جاتا ہے۔اس سے بڑھ کر سرداری کیا ہوگی۔ کہ اُنھیں وصال فرمائے ہوئے بھی عرصہ دراز گزر گیا۔مگر ان کی سرداری آج بھی قائم ہے۔

بلکہ ان کی سرداری جن لوگوں نے تسلیم کی اُنھیں قبر میں بھی راحت وسکون میسر آئے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھی راحت وسکون حاصل ہوگا۔

اَلنَّصِیْحَۃ:

کے لغوی معنی ہیں۔اخلاص، خیر خواہی جمع نصائح (المنجد)

النصیحۃ الخلق:

کا معنی ہوا مخلوق خدا کے ساتھ اخلاص کرنا مخلوقِ خدا کی خیر خواہی چاہنا۔مخلوق خدا کی بھلائی اور بہتری چاہنا مخلوق خدا کی خیر خواہی بھلائی اور بہتری چاہتے ہوئے مخلوق کو نصیحت کرنا۔

مطلب:

گویا اس وصیت کا مطلب یہ ہوا کہ میں نے ریاست بادشاہی یا لوگوں کی سرداری چاہی تو اسے میں نے لوگوں کی خیر خواہی میں پایا، اسے میں نے لوگوں کے ساتھ اخلاص اخلاص کرنے میں پایا۔اسے میں نے مخلوق خدا کی بھلائی اور بہتری چاہنے میں پایا۔اسے میں نے مخلوق خدا کی بھلائی اور بہتری چاہتے ہوئے مخلق خدا کو نصیحت کرنے میں پایا تا کہ مخلوق خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کی مستحق ٹھہرے۔دنیا وآخرت میں مخلوق خدا کا بھلا ہو۔مخلوق خدا زیادہ سے زیادہ حق تعالیٰ کے قرب سے نوازی جائے اور رب کائنات کے قہر وغضب سے بچ جائے۔

مخلوق خدا کی خیر خواہی محض زبانی جمع خرچ نہیں بلکہ قلبی لگاؤ اور محبت سے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہونے کے ناطے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت ہو اور اس محبت کی بنا پر ہر لمحے مخلوق خدا کی بھلائی کے سلسلے میں ہوشیار رہنا۔حضرت

خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی اس وصیت مبارکہ کا مطلب ہے میں نے لوگوں کی سرداری طلب کی تو اسے مخلوق خدا کی بھلائی اور خیر خواہی میں پایا۔ حقیقت میں بھی یہی ہے کیونکہ واقعی خیر خواہی کا جذبہ کارفرما ہوگا تو مخلوق بھی اپنے خیر خواہ کے قریب ہوگی۔ جب واقعی صحیح خیر خواہ ثابت ہوا تو مخلوق خدا غلام بے دام بن جاتی ہے۔ ایسے خیر خواہ کے لیے مخلوق جان کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی پیچھے نہیں رہتی۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ حقیقت پوشیدہ نہ ہوگی۔ مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کی بھلائی کے لیے کتنی محنت ومشقت سے کام لیا۔ محض اس لیے کہ بت پرست بت پرستی چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بن جائیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے اور انھیں اپنے انعامات سے نوازتے ہوئے اپنی رحمت والے مقام جنت میں مقام عطا فرمائے اور جہنم سے نجات عطا فرمائے۔ تمام انبیائے کرام کا بھی میں خواہ انھیں جتنے بھی مصائب وآلام کا شکار ہونا پڑے ذرہ بھی پرواہ نہیں کرتے بلکہ اس راستے میں ہر آنے والی مصیبت وتکلیف کو حق تعالیٰ کے قرب کا سبب اور وسیلہ جانتے ہیں۔ جو لوگ حقیقتاً اس مشن کو اپناتے ہیں۔ لوگ واقعی ان کے قرب سے نوازے جانے کو اپنی سعادت تصور کرتے ہیں۔ بلکہ حق تعالیٰ کی طرف سے ان کو خاص انعامات سے نوازا جاتا ہے کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

بن گئے غلام جہیڑے شاہِ ابرار دے
دیکھ لے نظارے اوہناں پرودرگا دے

مخلوق خدا کی بھلائی کی دعوت دینا بھی خیر خواہی ہے:

اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو دعوت وتبلیغ کے ذریعے بھلائی کے راستے کی طرف بلانا بھی خیر خواہی ہے۔

افضل امت لوگوں کے نفع کے لیے بھیجی گئی ہے:

رب کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۝ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۱۰ پارہ ۴)

تم بہتر ہو اُن سب اُمتوں میں سے جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو (کنز الایمان)

خیر خواہی کرتے ہوئے بھلائی کی دعوت دینے کا حکم:

مخلوقِ خدا کی خیر خواہی کا جذبہ رکھتے ہوئے بھلائی کی دعوت دینے کا رب کائنات کا حکم دیا ہے۔ رب کائنات کا ارشادِ گرامی ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۝ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (پارہ آل عمران آیت ۱۰۴)

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور یہی

لوگ مراد کو پہنچے (کنز الایمان)

بھلائی کا حکم دینے والی جماعت:

مخلوق خدا کی بھلائی اور خیر خواہی کو مدنظر رکھ کر کام کرنے والے فرداً فرداً بھی کام کر رہے ہیں اور گروہ کی شکل میں بھی لوگوں کی خیر خواہی کے لیے شب و روز کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس بہترین عمل پہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمیں جماعت اہل سنت سے پیار ہے:

ہمیں جماعت اہل سنت (بریلوی) سے پیار ہے کیونکہ یہ جماعت الحمد للہ مخلوق خدا کی خیر خواہی کے لیے شب و روز محنت کر رہی ہے۔ الحمد للہ ابو احمد اویسی کو بھی پرانا تھانہ یونٹ کا ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے ایک سال ۲۰۰۰ء میں خدمت کرنے کا موقع ملا ہے۔ جب سے ضلع پاک پتن شریف میں پیر سید خلیل الرحمٰن شاہ صاحب مدظلہ العالی ضلع پاک پتن شریف میں امیر جماعت اہل سنت مقرر ہوئے۔ الحمد للہ خوب کام ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو خدمت اسلام کے اور مخلوق خدا کی خیر خواہی کے لیے تاقیامت خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمیں دعوت اسلامی سے پیار ہے:

پاکستان کے ہر علاقے میں سبز سبز عماموں کی بہار دعوتِ اسلامی کی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ الحمد للہ عزوجل! اس پر فتن دور میں بھی تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی بھی مخلوقِ خدا کی بھلائی کے فریضہ کی انجام دہی میں کوشاں ہے۔ اس مدنی تحریک کی بنیاد ۱۹۸۱ء میں باب المدینہ کراچی میں شیخ طریقت، امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار رضوی قادری دامت برکاتہم العالیہ نے رکھی۔ مدنی تاجدار احمد مختار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایات، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برکات، اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی نسبتوں، علماء و مشائخ اہل سنت دامت فیوضہم کی شفقتوں اور امیر اہل سنت مدظلہ العالی کی شب روز کوششوں کے نتیجوں میں آج دعوتِ اسلامی کا مدنی پیغام تقریباً ۶۶ ممالک میں پہنچ چکا ہے اور کامیابی کا سفر ابھی جاری ہے۔ الحمد للہ علی احسانہ (خلاصہ از تعارف امیر اہل سنت)

ہمیں فیض ملت سے پیار ہے:

مجدد دورِ حاضرہ شیخ القرآن والتفسیر حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کے متعلق پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی پاکستان کے معروف عالم دین اور صاحب تصنیف فاضل ہیں۔ علامہ اویسی تصنیف و تالیف کا فطری ذوق رکھتے ہیں نہ ان کو صلہ کی پرواہ اور نہ ستائش کی تمنا وہ آخرت کے اجر و ثواب پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ لکھتے لکھتے تھکتے نہیں۔ بلکہ فرحت و سرور محسوس کرتے ہیں۔ حقیقی قلم کار کی یہی نشانی ہے۔ وہ سنت کے مطابق سفر و حضر میں قرطاس و قلم ساتھ رکھتے ہیں۔ ان کا لباس بھی سنت کے مطابق ہوتا ہے۔ طبقہ علماء میں یہ لباس عنقا ہوتا جا رہا ہے۔ علامہ اویسی نے اب تک دو ہزار سے زیادہ کتب و رسائل قلم بند فرمائے ہیں۔ جن میں سے بقول ان کے ۲۰۰ کتب و رسائل شائع ہو چکے ہیں۔ تعداد کے اعتبار سے وہ مصنفین میں یگانہ نظر آتے ہیں۔ ایسا کثیر التصانیف قلم کار فقیر کے علم میں نہیں (علم کے موتی صفحہ:۹)

فائدہ:

آپ مخلوقِ خدا کی خیر خواہی جذبہ کے پیش نظر لوگ رات کے وقت آرام وسکون سے سوتے ہیں۔ جب کہ الفقیر ابواحمد اویسی نے خود ملاحظہ کیا کہ تقریباً ساری رات مخلوق خدا کی پیروی کے پیش نظر کتب کی تصنیف وتالیف میں مصروف رہتے۔ آپ برائے نام نیند کی آغوش میں آرام کرتے ہیں۔ سفر میں بھی جب سواری پہ سوار ہوتے ہیں فوراً کاغذ قلم کے ذریعے دین متین کی خدمت میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ آپ کا قلم اکثر اس وقت رکتا ہے۔ جب آپ منزل پہ پہنچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تندرستی عطا فرمائے اور عمرِ خضری سے نوازے آمین آمین بجاہِ سید المرسلین۔

فائدہ:

اسی طرح الحمدللہ جماعت اہل سنت کے علماء ومشائخ اور دین سے محبت رکھنے والے اپنے اپنے طور پر اس سلسلے میں خوب محنت کررہے ہیں۔ حق تعالیٰ ہر ایک کی سعی محمودہ کو شرف قبولیت سے نوازے آمین۔

ہدایت کی طرف بلانے کا اجر:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ دَعَا اِلٰی هُدًی كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا وَّ مَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَیْئًا (مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام فصل اوّل حدیث نمبر ۱۵۰)

جو ہدایت کی طرف بلائے۔ اس کو تمام عاملین کی طرح ثواب ملے گا اور اس سے ان کے ثوابوں سے کچھ کم نہ ہوگا اور جو گمراہی کی طرف بلائے تو اس پر تمام پیروی کرنے والے گمراہوں کے برابر گناہ ہوگا اور یہ ان کے گناہوں سے کچھ کم نہ کرے گا۔

فائدہ:

یہ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صدقہ سے تمام صحابہ آئمہ مجتہدین، علمائے متقدمین ومتاخرین سب کو شامل ہے۔ مثلاً اگر کسی کی تبلیغ سے ایک لاکھ نمازی بنیں تو اس مبلغ کو ہر وقت ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہوگا اور ان نمازیوں کو اپنی نمازوں کا ثواب اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا ثواب مخلوق کے اندازے وراء ہے رب فرماتا ہے وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ایسے ہی وہ مصنفین جن کی کتابوں سے لوگ ہدایت پارہے ہیں۔ قیامت تک لاکھوں کا ثواب انہیں پہنچتا رہے گا۔ یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی کیونکہ یہ ثوابوں کی زیادتی اس کے عملِ تبلیغ کا نتیجہ ہے۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ا صفحہ: ۱۶۰)

ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی:

مثل مشہور ہے کہ ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی کہ اس کی چمک دمک دیکھ کر سونا گمان کرلیں۔ اسی طرح ہر صاحب جبہ

وکبہ ومولوی کہلانے والے کے پاس بیٹھ کر ان کے کلام کی پیروی نہ کرو۔ اسی طرح ہر کتاب پڑھنی شروع نہ کر دیجیے۔ کتاب وہ مطالعہ کیجیے۔ جس میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ، انبیائے کرام خصوصاً سید الانبیاء ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور علماء ومشائخ کی کتب کا بیان ہوا ہو اور عالم دین کا کلام سننے کو خوش نصیبی تصور کیجیے جو صحیح جماعت اہل سنت وجماعت ہو۔

سلطان التارکین حضرت خواجہ نور الحسن تارک اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد الطالبین کے حوالے سے حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث شریف:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر اہل علم کے پاس مت بیٹھو۔ ہاں اس عالم کے پاس بیٹھنے میں ہرج نہیں جو تمہیں پانچ چیزوں کی طرف بلائے۔

(۱) شک سے یقین کی طرف۔

(۲) ریا سے اخلاص کی طرف۔

(۳) رغبت (دنیاوی میلان) سے زہد کی طرف۔

(۴) تکبر سے انکساری کی طرف۔

(۵) دشمنی سے خیر خواہی کی طرف۔

اور جب کوئی عالم کسی معصیت (گناہ) میں پڑ جائے (اللہ کی پناہ) تو تمہیں اس کا عیب چھپانا چاہیے تاکہ لوگ بھی کہیں اس کی پیروی نہ کر لیں اس (خطا) کے باوجود اس (عالم) کی حق بات کو قبول کرنا ضروری ہے۔

(فیضانِ اویس صفحہ:۳۹ بحوالہ ارشاد الطالبین)

مسلمانوں کی خیر خواہی:

حضرت امام عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روض الریاحین میں ایک حکایت نقل کی ہے۔

حضرت شیخ ابو عبداللہ قرشی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ ایک بار مشرکین اندلس کے ایک شہر پر بغیر محنت کے قابض ہو گئے اور شہر میں داخل ہو کر تمام باشندوں کو قیدی بنا لیا۔ ان کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ پکڑے گئے۔ اس واقعہ سے اہل اندلس بہت سراسیمہ ہوئے اور یہ خبر ملی کہ مسلمان قیدیوں کو گھوڑوں کے ساتھ رکھ کر گھاس کھلاتے ہیں۔ ان کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور انھیں مجبوراً منہ سے گھاس کھانی پڑتی ہے۔ انھی دنوں کی بات ہے ایک شب میں شیخ ابو اسحاق بن ظریف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ہم لوگوں کے سامنے کھانا لا کر رکھا اور بسم اللہ کے ساتھ ایک سرد آہ کھینچی اور مجھ سے فرمایا۔

اے محمد! مسلمانوں کے ساتھ جو حادثہ ہوا کیا وہ معلوم نہیں؟

میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ واقعہ بیان فرماتے جاتے اور گریہ فرماتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت کے رونے کی آواز بلند ہو گئی اور فرمایا:

واللہ لا اکلت طعاماً شربت شراباً یفرج اللہ تعالیٰ عن المسلمین

واللہ جب تک مسلمانوں کو نجات نہ مل جائے۔ میں نہ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا۔
اور آپ کھانے کے پاس سے اُٹھ گئے۔ اس کے بعد الحمد للہ، الحمد للہ فرماتے ہوئے کھانے کے پاس آئے اور مجھ سے فرمایا کھاؤ۔ میں نے کھایا اور اُنھوں نے بھی تناول فرمایا۔ مجھے تعجب ہوا کہ اُنھوں نے اس طرح کہہ کر کھانا چھوڑا تھا اور پھر کیسے کھالیا۔ جب کہ قسم بھی کھا چکے تھے؟

بعد میں معلوم ہوا کہ جس وقت شیخ نے یہ بات فرمائی تھی اسی وقت نصرانیوں نے ایک زوردار دھماکہ سُنا جس سے اُنھوں نے سمجھا کہ مسلمانوں کی فوج آ گئی ہے اور وہ سب گھوڑوں پر سوار ہو کر جان بچانے کے لیے بھاگ کھڑے ہوئے اور مال غنیمت اور قیدی سب کو چھوڑ کر گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو رنج وغم سے بغیر کسی حرب و جنگ اور سختی و مشقت کے نجات دے دی (والحمد للہ رب العالمین) (صفحہ: ۴۵۸۔۴۵۹ بزمِ اولیاء صفحہ: ۴۳۶ تا صفحہ: ۴۳۸)

فائدہ :

ایک مسلمان کے مسلمانوں کے متعلق خیر خواہی کے جذبات ملاحظہ فرمایئے اور آج کل کے مسلمان کی حالت پہ غور وفکر کیجیے۔ بھائی بھائی کا گلا کاٹنے میں مصروف ہے۔ اولاد والدین سے نفرت کر رہی ہے۔ عزیز واقارب جانی دُشمن بنتے جا رہے ہیں۔ مسلمانو عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ خدارا وہ وقت آنے والا ہے۔ جب اس جہانِ فانی سے کوچ کرنے کا حکم ہوگا۔ وہ وقت آنے سے پہلے سنبھل جاؤ کیونکہ۔

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سو نمونے
مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بونے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے
جو آباد تھے وہ محل اب ہیں سونے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
کوئی تیری غفلت کی ہے انتہا بھی
جنوں کب تلک ہوش میں اپنے آ بھی
تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا
جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آ کے کیا کیا ستایا
اجل تیرا کر دے گی بالکل صفایا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی ہے تماشا نہیں ہے

(فیضان الفرید دیوان بابا فرید ۴۵۴)

فائدہ :

مختصر یہ کہ مخلوق خدا کی خیر خواہی انسان کو دنیا میں سرداری حاصل ہونے کا سبب بنتی ہے اور دنیا و آخرت دونوں جہاں میں رب کائنات کے انعامات کے حصول کا سبب بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مخلوق خدا سے خیر خواہی کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

-----☆☆☆-----

تیسری وصیت صدق

قال: طلبت المروۃ فوجدتھا فی الصدوق

فرمایا: میں نے مروت کی طلب کی تو اسے صدق میں پایا۔

مُروّت:

یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ (ع۔ا۔مث) سے مراد عربی زبان یعنی یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ (ا) سے مراد اسم یعنی عربی زبان کا اسم ہے مث سے مراد مؤنث ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں۔

مردانگی۔ بہادر، جوان مردی، لحاظ، رعایت۔ اخلاق خلق، بھل منسائی، انسانیت، سخاوت، فیاضی اور توفیق

(فیروز الغات)

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے مروت (یعنی مردانگی اور بہادری انسانیت اور توفیق وغیرہ) کی طلب کی تو میں نے یہ صدق میں پائی۔

گویا آپ یہ بیان فرمارہے ہیں جو انسان یہ چاہے کہ اسے کمال درجہ کی مروت یعنی بہادری انسانیت اور توفیق وغیرہ) کی طلب کی تو میں نے یہ صفت صدق میں پائی۔

گویا آپ یہ بیان فرمارہے ہیں۔ جو انسان یہ چاہے کہ اسے کمال درجہ کی مروۃ یعنی بہادری، جوان مردی، اخلاق، بھل منسائی، انسانیت مردانگی سخاوت، فیاضی اور توفیق حاصل ہو جائے۔ تو اسے چاہیے کہ وہ صدق کو اپنائے، جو انسان صدق کی صفت اپناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مروت کی دولت سے نواز دیتا ہے۔ اسے ہر دل عزیزی بھی حاصل ہوتی ہے۔ لوگ اس کی خاص طور پر عزت کرتے ہیں۔ بلکہ ایسا انسان دنیا اور آخرت دونوں جہاں میں عزت واحترام سے نوازا جاتا ہے۔

صدق کا مطلب:

صَدقًا وصِدقاً ومَصدُوقَةً وَتَصْداقًا سچ بولنا (المنجد)

صدق (ع۔ا۔مذکر) سچ، راستی، خلوص (فیروز اللغات)

حضرت اسماعیل علیہ السلام وعدے کا سچا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا○

(سورۃ مریم آیت نمبر ۵۴)

اور کتاب میں اسماعیل کو یاد کرو۔ بے شک وہ وعدے کا سچا تھا اور رسول تھا۔ غیب کی خبریں بتاتا۔

(ترجمہ کنز الایمان شریف)

حضرت ادریس علیہ السلام صدیق:

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِدْرِیْسَ اِنَّهٗ کَانَ صِدِّیْقًاo وَّرَفَعْنٰهُ مَکَانًا عَلِیًّاo

(سورۃ مریم آیات ۵۷-۵۶)

اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو بے شک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا اور ہم نے اسے بلند مکان پر اُٹھالیا۔

فائدہ:

صدق ایک ایسی صفت مبارکہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے محبوب انبیاء کرام کی صفت ہے۔ بلکہ سید الانبیاء محبوب کبریا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ صفت آپ کی ایسی صفت تھی کہ جان کے دشمن ہونے کے باوجود کافروں کو یہ اقرار کیے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔ کہ آپ سچے ہیں آپ کی اس صفت کے اظہار کے لیے بھی کافر آپ کو صادق کہہ کر پکارتے تھے۔ مقولہ مشہور ہے کہ جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے۔ آپ کی اس صفت سے انکار کسی کافر کو نہ تھا۔ وہ بھی آپ کی مخالفت محض ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے کرتے تھے۔

فضائل صدق

سچائی نیکی طرف رہنمائی کرتی ہے:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الصِّدْقَ یَهْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّیْقًا وَاِنَّ الْکَذِبَ یَهْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَهْدِیْ اِلَی النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ کَذَّابًا۔

(بخاری شریف۔ مسلم۔ ریاض الصالحین جلد ۱۔ باب الصدق باب تحریم الکذب حدیث نمبر ۶۵۰)

فرمایا: سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔

------☆☆☆------

صدق بمعنی سچ بولنے کے فضائل

سچے لوگوں کے ساتھ رہنے کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے سچے لوگوں کے ساتھ رہنے کا حکم فرمایا ہے قرآن مجید میں ہے کہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۱۸ پارہ ۱۱)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو (کنز الایمان شریف)

فائدہ :

جوصادق الایمان ہیں مخلص ہیں رسول کریم ﷺ کی اخلاص کے ساتھ تصدیق کرتے ہیں۔سعید بن جبیر کا قول ہے کہ صادقین سے حضرت ابوبکر وعمر مراد ہیں۔رضی اللہ عنہما۔ابن جریر کہتے ہیں کہ مہاجرین۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ لوگ جن کی نیتیں ثابت رہیں اور قلب واعمال مستقیم اور وہ اخلاص کے ساتھ غزوہ تبوک میں حاضر ہوئے۔

(مسئلہ)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اجماع حجت ہے کیونکہ صادقین کے ساتھ رہنے کا حکم فرمایا اس سے ان کے قول کا قبول کرنا لازم آتا ہے (تفسیر خزائن العرفان)

حضرت ابراھیم علیہ السلام راست باز نبی:

خالق کائنات نے ارشاد فرمایا

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ (سورۃ مریم۔پارہ ۱۶)

اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو بے شک وہ صدیق تھا (نبی) غیب کی خبریں بتانا (کنزالایمان)

اور بے شک ایک آدمی سچ بولتا رہتا ہے۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے صدیق لکھ لیا جاتا ہے اور جھوٹ برائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور برائی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے اور ایک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کہ جل جلالہ کے ہاں کذاب (جھوٹا) لکھ لیا جاتا ہے۔

سچائی اطمینان کا باعث:

حضرت ابومحمد حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ یاد کی ہے کہ

دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَالَا يُرِيْبُكَ۔

جس چیز میں تمھیں شک ہو اسے چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرو جس میں شک نہ ہو۔

فَاِنَّ الصِّدْقَ طَمَانِيْنَةٌ

پس بے شک سچائی اطمینان کا باعث ہے۔

وَالْكِذْبُ رِيْبَةٌ

اور جھوٹ شک پیدا کرتا ہے۔

فائدہ :

یہ حدیث مبارکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے اور اس حدیث مبارکہ کے متعلق بیان فرمایا۔ہے کہ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ کہ یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے۔

سچے دل سے شہادت طلب کرنے کا علاج:

حضرت ابو ثابت اور بقول بعض ابو سعید اور بقول بعض ابو الولید سھل بن حنیف رضی اللہ عنہ جو کہ بدری صحابی ہیں۔ ان سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ تَعَالٰى الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ (ریاض الصالحین باب الصدق بحوالہ مسلم)

فرمایا: جو شخص سچے دل سے شہادت طلب کرے اللہ تعالیٰ اسے شہیدوں کے درجات عطا کر دیتا ہے۔ خواہ وہ اپنے گھر میں بستر پر ہی کیوں نہ مرے۔

سچ بولنے کی وجہ سے برکت:

حضرت ابو خالد حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خریدنے والا اور فروخت کرنے والا جب تک ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہوں۔ اُنھیں اختیار ہے۔ اگر وہ سچ بولیں اور بات کی وضاحت کر دیں تو اللہ تعالیٰ ان کے سودے میں برکت عطا فرمائے گا اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور بات کو چھپائیں تو ان کے سودے کی برکت ختم کر دی جائے گی۔
(ریاض الصالحین)

نفع والی چار باتیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ چار باتیں ایسی ہیں کہ جس انسان میں ہوں۔ اسے نفع ہو (۱) صدق (۲) حیاء (۳) حسن خلق (۴) احیاء العلوم) (شریف جلد۴)

صدق نجات کا سبب:

حضرت عبداللہ رلی کہتے ہیں کہ میں نے منصور دینوری کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تم سے کیا معاملہ کیا؟ اُنھوں نے کہا کہ مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم کیا اور مجھے توقع نہ تھی کہ وہ عنایت فرمائے۔

پھر میں نے پوچھا کہ کس چیز سے بندہ متوجہ الی اللہ ہوتا ہے۔ اس میں سب سے اچھی چیز کیا ہے۔ اُنھوں نے فرمایا کہ صدق اور سب سے بری چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ ہے۔ (انطاق المفھوم ترجمہ احیاء العلوم شریف جلد۴ صفحہ:۷۱۷)

حکایت:

کسی نے حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کی مجلس میں چیخ ماری اور دجلہ میں خود کو گرا دیا۔ حضرت شبلی نے فرمایا اگر یہ شخص سچا ہوگا تو اس کو اللہ تعالیٰ بچائے گا۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بچا دیا تھا۔ اگر جھوٹا ہوگا۔ تو وہ اس کو اس طرح غرق کر دے گا جیسے فرعون کو غرق کر دیا تھا۔ (انطاق المفھوم اُردو ترجمہ احیاء العلوم شریف جلد۴ صفحہ:۷۱۸)

صدق کے معانی:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ لفظ صدق چھ معنوں میں مستعمل ہوتا ہے (۱) قول (۲) نیت (۳) عزم

(۴) وفائے عزم میں صدق کا ہونا (۵) صدق ردِّعمل (۶) دین کے سب مقامات کی تحقیق میں صدق ہونا۔

جو شخص ان چھ باتوں میں صدق کے ساتھ متصف ہوگا۔ وہ صدیق ہوگا۔ اس لیے کہ صدق وہ غایت درجے کو پہنچے گا تو صیغہ مبالغہ اس پر صحیح ہوگا۔ پھر صادقین کے بہت سے درجات ہیں جس کو کسی خاص چیز میں صدق حاصل ہوگا۔ وہ اسی شے کی نسبت سے صادق کہلائے گا۔ (انطاق المفہوم ترجمہ احیا العلوم شریف جلد ۴ صفحہ ۷۱۹)

فائدہ:

ہر ایک صدق کی تفصیلات کا مطالعہ کرنا چاہیں تو حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب احیاء العلوم شریف جلد ۴ اور کیمیائے سعادت کا بھی ترجمہ بھی آپ نے کیا ہے جو کہ بحمدہ تعالیٰ شائع ہو چکا ہے۔

صادق اور صدیق کا فرق:

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ

شیخ ابوسعید القرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صادق وہ ہے جس کا ظاہر درست ہوا اور اس کا باطن کبھی کبھار خواہشات نفسانی کی طرف مائل ہو جاتا ہو اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنی بعض طاعتوں اور بندگیوں میں حلاوت محسوس کرے اور بعض اوراد و اذکار اور بندگیوں میں اس حلاوت کو محسوس نہ کرے، علاوہ ازیں جب وہ ذکر میں مشغول ہو تو اس کی روح منور ہو جائے اور جب خواہشات نفسانی کی طرف میلان ہو تو ان اذکار کا خیال مٹ جائے۔ (دل سے خیال جاتا رہے)

صدیق وہ ہے جس کا ظاہر و باطن دونوں درست ہیں اور وہ احوال تلوین (رنگا رنگی) کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے کہ اس کو کھانا پینا اور سونا، اذکار الٰہی سے نہ روک سکیں (یہ چیزیں ذکر الٰہی میں مانع نہ ہو) صدیق اپنا نفس اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کر دیتا ہے۔ (**والصدیق یرید نفسہٗ لِلّٰہِ**) صدیقیت نبوت کے درجے سے قریب ترین ہے (**واقرب الاحوال الی النبوۃ الصدیقیۃ**) جیسا کہ شیخ ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

اخرنہایات الصدیقین اوّل درجۃ الانبیاء

یعنی صدیقین کا مرتبہ کمال یا منتہائے کمال پیغمبر کا اولین درجہ ہے (عوارف اُردو ترجمہ صفحہ: ۱۱۷)

فائدہ:

یہ بات ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ جو ارباب النہایات ہیں (وہ سالکانِ طریقت جو منتہائے کمال کو پہنچ چکے ہیں) ان کا ظاہر و باطن دونوں درست ہوتے ہیں اور ان کی ارواح نفس کی تاریکیوں سے آزاد ہو کر بساط قرب پر پہنچ جاتی ہیں۔ ان کے نفوس مطیع و منقاد اور صالح بن جاتے ہیں اور ان کے قلوب ان کو طلب کرتے ہیں۔ وہ دل کی آواز پر لبیک کہتے ہیں (جواب دیتے ہیں) ان کی ارواح کا تعلق مقام اعلیٰ سے ہوتا ہے۔ ان میں خواہشات کی آگ بجھ جاتی ہے اور ان کے بطون (بواطن) علم صریح سے معمور جاتے ہیں اور آخرت ان پر منکشف ہو جاتی ہے۔ (عوارف المعارف صفحہ: ۱۱۷)

شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔

من اَرادَ ان ینظر الی میّت یمشی علی وجہ الارض فلینظر الیٰ ابی بکر

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ روئے زمین پر میت کو (یہاں میت سے مراد وہ میت نہیں جس کی طرف ہمارا اکثر ذہن جاتا یعنی بے جان لاش یہ معنی کے لیے ہوسکتا حالانکہ آپ عام صحابہ کرام اور کفار کے سامنے چل پھر رہے ہیں۔ بلکہ یہاں مراد یہ ہے کہ مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا صدیق) چلتا پھرتا دیکھے وہ ابو بکر کو دیکھ لے (کہ وہ زمین پر ایک چلتی پھرتی موتوا قبل کی عملی تفسیر ہے۔اور چلتی پھرتی میت ہیں)

اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس بات کی طرف اشارہ موجود ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وہ روحانی علم حاصل ہو چکا تھا جو عام مومنین کو مرنے کے بعد حاصل ہوتا۔ (عوارف المعارف:۱۲،۷۱۔۷۱)

خلاصہ:

حضرت خواجہ اویس قرنی نے ارشاد فرمایا کہ میں مروت کو صدق میں پایا۔صدق کوئی معمولی صفت نہیں بلکہ بڑی سعادتوں کے حصول کا سبب یہ صفت ہے۔خواجہ اویس قرنی کی پوری زندگی مبارک صدق کی صفت میں ڈھلی ہوئی نظر آتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ مقام حاصل ہوا کہ انسان کی سوچیں گم ہو جاتی ہیں۔

------☆☆☆------

چوتھی وصیت فخر فقر میں پایا

قال: طلبت الفخر فی وجدتھا فی القفر فرمایا:

میں نے فخر کیا تو اسے فقر میں پایا

فخر:

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے فخر تلاش کیا۔تو اسے فقر میں پایا۔
اب غور طلب امر یہ ہے کہ اکثر فخر بمعنی تکبر استعمال ہوتا ہے مگر کبھی کبھی بمعنی تکبر استعمال نہیں بھی ہوتا۔ بلکہ ناز کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہاں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ فخر بمعنی تکبر بیان نہیں کیا بلکہ فخر بمعنی ناز یا فخر بمعنی بزرگی یا فخر بمعنی شان وشوکت بیان کیا ہے۔

فخر کے معنی:

(۱)فخر: (ع۔ا۔مذکر)(۱)ناز۔غرور (۲)شرف (۳)شیخی (فیروز اللغات اُردو جدید)

(۲) فَخرَ (ف) فَخرًا وَفَخرًا وَفَخارًا وَفَخارَۃ وفِخرٌ فِخیرًا و اِفتَخرَ فخر کرنا۔

اِفتَخَرَ: فخر کرنا

فَخَرَ ہٗ فخر کرنے میں غالب ہونا۔

فَخَرَہٗ وَفَخْرَہٗ وَافْخَرَہٗ عَلیٰ فُلَانٍ فخر کرنے میں فضیلت دینا

فَخُر ۔ منہ (س) فخر ا۔ و۔ تَفَخَّرَ سمجھنا۔ ناک چڑھانا۔ تکبر کرنا۔

تَفَاخَرَ ۔ اَلْقَوْمُ بعض کا بعض پر فخر کرنا۔ ہر ایک کا اپنے اپنے مفاخر پر فخر کرنا۔

اَلْفَاخِرُ ۔ فا۔ ہر چیز کا عمدہ ہونا۔

اَلْمَفْخَرَۃُ وَالْمَفْخُرَۃُ انعال حمیدہ۔ وہ اعمال وافعال جن پر فخر کیا جائے۔

اَلْفَخْرُ فضیلت (المنجد عربی اُردو)

(۳) فخر: (ع۔ا۔ مذکر) (کنایۃً) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شان شوکت (فیروز اللغات جامع)۔

فخر انبیاء) ع۔ امذ) (کنایۃً) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فخر جاننا: فخر سمجھنا (ا۔ محاورہ) بڑائی اور بہتری کا باعث خیال کرنا۔

فخر خاندان: وہ شخص جس کے باعث خاندان کو شرف اور بزرگی حاصل ہو۔

(۲/۴) فخر کرنا: ناز کرنا۔ گھمنڈ کرنا۔ شیخی مارنا۔

فخراً۔ فخریہ: (ع۔ تابع فعل) فخر کے طور پر شیخی سے۔

فائدہ:

اب ان تمام معانی میں غور وفکر کریں تو واضح ہوگا کہ یہاں فخر سے مراد غرور یا تکبر ہرگز نہیں۔ کیونکہ غرور یا تکبر کی بہت زیادہ مذمت بیان ہوئی ہے۔ محض دو احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

جنتی اور جہنمی:

حضرت حارثہ بن وہب بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَھْلِ الْجَنَّۃِ کُلُّ ضَعِیْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ

کیا میں تمہیں جنتی لوگ نہ بتاؤں۔ ہر کمزور جسے کمزور سمجھا جائے۔ اگر وہ اللہ پر قسم کھائے تو اللہ اس کی قسم پوری کردے۔

اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَھْلِ النَّارِ کُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُتَکَبِّرٍ

کیا میں تمہیں آگ والے (جہنمی۔ دوزخی) نہ بتاؤں۔ ہر سخت دل بدکار متکبر۔

مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (مسلم شریف۔ بخاری شریف)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ کُلُّ جَوَّاظٍ زَنِیْمٍ مُتَکَبِّرٍ

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ ہر سخت دل حرامی غرور والا۔

(مشکوۃ شریف باب الغضب والکبر فصل اوّل حدیث نمبر ۴۸۷۷)

فائدہ: یہاں ضعیف کے معنی یہ ہیں کہ اس میں تکبر جبر، ظلم نہ ہو۔ یہ مطلب نہیں کہ اس میں طاقت وقوت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کو قوی اور طاقتور مسلمان پسند ہیں۔ یعنی اس میں طاقت تو ہو مگر اپنی طاقت مسلمانوں پر استعمال نہ کرے اور متصعف کے معنی یہ ہیں کہ مسلمانوں کو اس پر امن ہو کہ یہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ اس کے شر سے مسلمان اپنے کو محفوظ سمجھیں یہ مطلب نہیں کہ مسلمان اسے ذلیل وخوار سمجھیں۔ مسلمان بڑی عزت والا ہوتا ہے۔ اس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ سے ہوتی ہے۔ اذلة على المؤمنين واعزة على الكافرين (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۶ صفحہ: ۶۵۶)

تکبر کی علامت:

روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌفِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ وَّلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ (مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف باب الغضب والکبر فصل اول حدیث نمبر ۴۸۷۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص آگ میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو اور وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا۔ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر غرور ہو۔

فائدہ:

جس کے دل میں رائی برابر نور ایمانی ہو۔ وہ ہمیشہ رہنے کے لیے دوزخ میں نہیں جاوے گا۔ لہٰذا حدیث واضح ہے۔ ایمان سے مراد نتیجہ ایمان ہے اور آگ میں جانے سے مراد ہمیشگی کے لیے جانا ہے۔ ایمان میں زیادتی کمی ناممکن ہے۔ نور ایمان میں ممکن ہے۔

اس فرمان عالی کے چند معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ دنیا میں جس کے دل میں رائی برابر کفر ہو، وہ جنت میں ہرگز نہ جاوے گا۔ کبر سے مراد اللہ ورسول کے سامنے غرور کرنا کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ دنیا میں جس کے دل میں رائی کے برابر غرور ہوگا۔ وہ جنت میں اولاً نہ جائے گا۔ تیسرے یہ کہ جس کے دل میں رائی کے برابر غرور ہوگا۔ وہ غرور لے کر جنت میں نہ جائے گا۔ پہلے رب تعالیٰ اُس کے دل سے تکبر دُور کر دے گا۔ پھر اُسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد صفحہ: ۶۵۷)

فائدہ:

پس غرور اور تکبر تو ایسی صفت ہے قرآن وحدیث میں جس کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ جب کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ یہاں فخر کی مذمت بیان نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ فضیلت بیان کر رہے ہیں۔ معلوم حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے یہاں فخر بمعنی غرور اور تکبر بیان نہیں کیا۔ بلکہ آپ نے یہاں وہ فخر بیان کیا ہے۔ جو قابل مذمت نہیں بلکہ فضیلت والا فخر ہے۔ کیونکہ نگاہ نبی میں جس کی فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو صاحب فضیلت ہے۔ وہ بزرگ ہستی ایسا فخر فضیلت والے رنگ کیسے بیان فرما سکتے ہیں۔ آپ کا یہاں فخر کی فضیلت بیان کرنا اس بات کی وضاحت کر رہا ہے کہ آپ وہ فخر بیان کر رہے ہیں۔ جو قابل

مذمت نہیں بلکہ قابلِ فضیلت ہے۔

شیخی، گھمنڈ:

اسی طرح فخر کے معنی شیخی بھی اور گھمنڈ بھی ہے۔ یہ دونوں معانی بھی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی وصیت مبارکہ میں نہیں ہو سکتے کیونکہ شیخی اور گھمنڈ کرنے کی وصیت بھی آپ کیسے کر سکتے پس واضح ہوا کہ اس وصیت مبارکہ میں فخر بمعنی غرور، تکبر، شیخی اور گھمنڈ کے معنی میں نہیں شان وشوکت کے معنی ہیں۔

فخر سے مراد:

پس واضح ہوا کہ اس وصیت مبارکہ میں فخر بمعنی ناز، شرف، ہر چیز میں عمدہ ہونا، افعالِ حمیدہ، فضیلت، بزرگی اور شان وشوکت ہیں۔

فخر کا مطلب:

گویا آپ ارشاد فرمار ہے ہیں کہ میں نے فخر یعنی ناز تلاش کیا تو اسے فقر میں پایا میں نے شرف و بزرگی کی تلاش کی تو اسے فقر میں پایا، اچھی اچھی، بہترین اور عمدہ سے عمدہ امور جو بارگاہ حق میں قرب کا سبب بن سکتے تھے۔ انھیں ڈھونڈھنے کی کوشش کی تو فقر میں یہ خصوصیت پائی کہ حق تعالیٰ کے قرب کا سبب فقر ہے۔ فقر میں شرف بزرگی ہے۔ اگر فقر کو اپنا لیا جائے۔ تو ہر قسم کے افعال حمیدہ خود بخود بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ فقر کو اپنانے سے انسان کو دنیا وآخرت، جسمانی اور روحانی ہر لحاظ سے فضیلت و بزرگی حاصل ہوتی ہے۔ فقر اپنا لینے سے دنیا وآخرت میں وہ شان وشوکت حاصل ہوتی ہے کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس فخر سے مراد یہ تمام معانی بھی ہو سکتے ہیں اور ان میں سے چند ایک معانی بھی ہو سکتے ہیں اور کوئی ایک بھی ہو سکتا ہے۔ ہاں البتہ فخر سے شیخی غرور اور تکبر مراد نہیں ہو سکتے۔ اس لیے یہاں فخر بمعنی غرور، شیخی اور تکبر نہیں۔

فقر

فقر کے معانی:

اَلْفَقْرُ: مفلسی غم (المنجد)

اَلْفَقْرُ: مفلسی جانب (المنجد)

فقر سے ہی اسم الفقیر ہے۔

الفقیر: مفلس محتاج (المنجد)

پس واضح ہوا کہ فقر کے معانی مفلسی، غم اور جانب ہیں جو فقر میں مبتلا ہو وہ مفلس اور محتاج ہوتا ہے۔

فقر: (ع۔ا) (۱) قلندری، درویشی (۲) محتاجی، مفلسی (فیروز اللغات)

معلوم ہوا کہ فقر محتاجی اور مفلسی کو بھی کہتے ہیں۔ جب کہ قلندری اور درویشی کو بھی فقر کہا جاتا ہے۔ چونکہ اکثر قلندر اور درویشوں کو حق تعالیٰ کے قرب کے علاوہ کسی بھی دنیوی ساز وسامان سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے اکثر

ظاہری طور پر مفلس اور دنیوی امور کے لحاظ سے عام لوگ انھیں دیکھتے ہیں کہ دنیوی ٹھاٹھ باٹھ، دنیوی جاہ وجلال سے یہ لوگ بیگانہ ہوتے ہیں۔ اس لیے ان بزرگوں کو بھی فقیر کہہ دیا جاتا ہے۔ اسی لیے فقر کے معانی میں ان تمام کو شامل کیا گیا ہے۔

فقیر [illegible] (۱) گدا، بھکاری، منگتا (۲) درویش، قلندر، خدا پرست (۳) غریب، محتاج (۴) شریعت اسلامی کی رو سے وہ شخص جس کے پاس صرف ایک دن کا کھانا ہو۔ (جامع فیروز اللغات)

فقیر کی حقیقت بیان کرتے ہوئے سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ فقیر اسے کہتے ہیں کہ جو شریعت کا عالم اور طریقت کا شہ سوار ہو اور مقام حقیقت کا ناظر اور مقامِ معرفت کا عالم اور دنیا کا بوجھ اٹھانے والا ہو (سر العرفاء کلاں، اردو ترجمہ محک الفقراء کلاں صفحہ: ۸۷)

مقام فقر:

حضرت سلطان العارفین نے مقامِ فقر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اے طالب صادق جاننا چاہیے کہ فقر چار مقامات میں منقسم ہے۔

پہلا مقام:

ان کا مقام اول قلب ہے۔ جس کو وہ دائمی طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ لگائے رکھتے ہیں۔

دوسرا مقام:

دوسرا مقام ان کا سکوت ہے کہ ہر ایک کے روبرو وہ زبان اپنی نہیں کھولتے۔ بلکہ جو ان پر درود ہوتا ہے۔ وہ حق کے ساتھ ضبط کرتے ہیں۔

تیسرا مقام:

تیسرا مقام ان کا مسجد ہے۔ جہاں شیطان کا گزر نہیں ہوتا۔

چوتھا مقام:

چوتھا مقام ان کا قبر ہے جہاں وہ آسودہ حال ہوتے ہیں۔ بعض صوفیاء کا قول ہے کہ مقام قیامت کی حقیقت کا دریافت کرنے کو کہتے ہیں۔ اور اے طالب حقیقی! جو فقیر بہت کھاتے ہیں۔ بہت سوتے ہیں۔ وہ مردہ دل ہیں اور معرفتِ خداوندی کا علم نہیں رکھتے اور جو اہل فقر ہیں وہ اس حالت میں ہیں۔

دیدہ ام دیدار حق صد با رہا
نفس شیطان در نگنجد خا رہا

میں نے ہزاروں بار دیدار حق کیا ہے۔ نفس و شیطان کو وہاں کوئی گنجائش نہیں۔

کر کنم حق شرح و وصلش را تمام
خواب واصل را عبادت ہر دوام

اگر میں اللہ کے وصل کی تفصیل کو مکمل بیان کروں تو واصل کی نیند بھی ہمیشہ عبادت ہی ہوتی ہے۔

(سر العرفاء اُردو ترجمہ کلاں صفحہ ۹۳_۹۲)

فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا:

سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

جاننا چاہیے کہ عارف باللہ اگرچہ فقر و فاقہ سے جاں بلب ہوں اور جان سے بے جان ہوں مردہ ہیں۔ مگر دنیا والوں کے دروازوں پر قدم نہیں لے جاتے۔ حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر اہل دنیا کے دروازے پر بھی گئے ہیں تو اسے اللہ کی طرف لائے ہیں۔ (سر العرفاء اُردو ترجمہ محک الفقراء کلاں صفحہ: ۳۰۷)

فقر کی دو اقسام:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فقر کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فقر کی دو قسمیں ہیں (۱) (نقر رسمی) (۲) فقر حقیقی۔

فقر رسمی:

فقر رسمی افلاس و بے قراری ہے یعنی بندہ غربت و ناداری کی حالت میں پہنچتا ہے تو مانگنے کا طریقہ اختیار کرتا ہے۔ (اسے فقر رسمی کہتے ہیں)

فقر حقیقی:

فقر حقیقی اقبال و اختیار کا نام ہے یعنی جب بندہ غربت میں پہنچ جاتا ہے تو اسے اپنے اختیار سے قبول کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں مانگتا۔ جس نے رسم کو دیکھا اور وہ رسم کے ساتھ آرام میں ہو گیا اور جب مراد حاصل نہ ہوئی تو حقیقت سے دُور بھاگ گیا (یعنی حقیقت کا انکار کر دیتا ہے کہ فقر کوئی چیز نہیں) اور جو حقیقت کو پالیتا ہے وہ تمام موجودات سے منہ پھیر لیتا ہے اور مکمل طور پر فنا ہو کر اللہ تعالیٰ کی کلی روایت کے اندر دوڑ جاتا ہے۔

مَنْ لَمْ يَعْرِفْ سِوٰى رَسْمَهٗ لَمْ يَسْمَعْ سِوٰى اِسْمَهٗ

جس نے رسم کے سوا کچھ نہ پہچانا اس نے اسم کے سوا کچھ نہ سنا۔

پس فقیر وہ ہوتا ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو اور اس کی کسی چیز میں خلل بھی نہ آتا ہو۔ اسباب کے موجود ہونے سے غنی نہیں ہوتا اور اسباب نہ ہونے سے اسباب کا محتاج نہیں ہوتا۔ یعنی اسباب کا ہونا نہ ہونا اس کے لیے دونوں حالتیں برابر ہیں۔ اگر اسباب کے نہ ہونے میں زیادہ خوش ہو تو جائز ہے (یعنی بہت اچھی بات ہے اس لیے کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ درویش جس قدر تنگ ہوتا ہے اسی قدر اس کی باطنی کشادگی زیادہ ہوگی کیونکہ اس کے پاس کسی چیز کا موجود ہونا ہے بے برکتی کا سبب ہوتا ہے۔ حتی کہ درویش کسی چیز کو اپنے پاس نہیں رکھتا اگر رکھے گا تو اتنی ہی مقدار اس کے خیال میں جکڑا رہے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی زندگی اللہ تعالیٰ کے ساتھ پوشیدہ مہربانیوں اور مخفی رازوں کے ساتھ متعلق ہے۔ نہ کہ عذار دنیا کے آلات اور فساق کی سرائے کے ساتھ وابستہ ہے۔ پس دنیاوی مال و متاع اللہ تعالیٰ کی رضا کے راستے میں مانع ہوتا ہے۔ یعنی روکے رکھتا ہے۔

حکایت :

بیان کرتے ہیں کہ ایک درویش کی کسی بادشاہ کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ بادشاہ نے درویش کو کہا کہ "مجھ سے اپنی کوئی حاجت طلب کر لے۔

درویش نے کہا میں اپنے غلام سے حاجت نہیں چاہتا۔

بادشاہ نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

درویش نے کہا: میرے دو غلام ہیں ایک حرص دوسری طبعی اُمید یہ دونوں میرے غلام اور تیرے مالک ہیں۔
(کشف المحجوب اُردو ترجمہ باب ۲)

حقیقت فقر:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فقر کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فقر وہ ہے کہ جس چیز کی اسے حاجت ہو وہ اس کے پاس نہ ہو اور نہ اس کا پاس ہونا اس کے اختیار میں ہو (اب اگر دیکھا جائے تو) آدمی کی حاجات کا یہ عالم ہے کہ سب سے پہلے تو اسے اپنے وجود کی حاجت ہے پھر اس وجود کی بقا بھی اسے زندہ رکھنے کی اور اس سلسلے میں غذا و خوراک اور مال و دولت وغیرہ کی اور پھر ان کے علاوہ کتنی ہی حاجتیں اور ضرورتیں لاحق ہوتی ہیں اور ان سے کوئی چیز بھی اس کی قدرت اور اختیار بھی نہیں اور وہ ان میں سے ہر ایک کا محتاج ہوتا ہے۔ غنی وہ ہے جو اپنے غیر سے بے نیاز ہو اور وہ سوائے ایک کے اور کوئی بھی نہیں یعنی وہ ذات صرف حق تعالیٰ کی ہے کہ باقی تمام چیزوں کی ہستی یعنی جن، انسان، فرشتے اور شیاطین کی ہستی اور بقا ان کی اپنی ذات سے نہیں۔ پس حقیقت میں سب فقیر ہیں کہ سب محتاج ہیں اور غنی صرف حق تعالیٰ کی ذات ہے۔

اسی لیے ارشاد ہوا کہ غنی (بے نیاز) صرف اللہ تعالیٰ ہے اور تم سب کے سب فقر (محتاج) ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول اسی ارشاد کی تفسیر ہے کہ "میں اپنے کردار میں گروی رکھا ہوا ہوں اور اس کردار کی کنجی کسی اور کے ہاتھ میں ہے پس مجھ سے بڑھ کر فقیر (اور محتاج) کون ہے؟

بلکہ حق تعالیٰ بھی اُنھی معنی کی وضاحت یوں فرمادی ہے کہ "تمھارا رب غنی ہے۔ رحمت والا ہے۔ اگر چاہے تو تم سب کو اُٹھالیوے اور تمھارے بعد جس کو چاہے تمھاری جگہ آباد کرے (سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۳۳) پس تمام مخلوق ہی فقیر ہے (اور غنی صرف حق تعالیٰ ہے)

تصوف کی اصطلاح

تصوف کی اصطلاح میں فقیر کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے (یعنی اس نام سے صرف اسی کو یاد کیا جا سکتا ہے) جو اپنے آپ اس صفت پر دیکھے اور جس پر واقعی یہ حالت طاری و غالب ہو جائے کہ وہ سمجھے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں اور اس دنیا اور اُس جہان کی کوئی چیز اس کے قبضہ و اختیار میں نہیں، نہ اصل آفرینش کے لحاظ سے اور نہ ہی دوام آفرینش کے اعتبار سے (یعنی نہ اسے پیدا ہونے پر اختیار ہے اور نہ زندہ رہنے پر) (نسخہ کیمیا ترجمہ کیمیائے سعادت صفحہ: ۹۴۷)

شریعت وطریقت کی اصلاح:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فقر کی حقیقت واضح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فقر کے معنی ہیں خالی ہونا فقیر وہ ہے جو مال سے خالی ہو شریعت میں فقیر وہ ہے جس کے پاس مال کم ہو۔

طریقت میں فقیر وہ ہے جس کا دل تکبر وغرور سے خالی ہو۔اس میں تواضع انکسار مساکین سے محبت ہو فقیر ہے۔

صبر اللہ کی رحمت ہے اس کی بہت تعریفیں آئی ہیں اور فقر مع ضمیر یعنی بے صبری والا فقیر اللہ کا عذاب ہے۔اس کے متعلق ارشاد ہوا ہے کہ کبھی فقر کفر بن جاتا ہے۔(مراۃ شرح مشکوۃ شریف جلد ۷ صفحہ ۵۷)

حضرت قطب الاقطاب حضرت غوث الصمدانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی ''قریب ہے کہ فقر کفر میں گرنے کا سبب بن جائے''

غوث اعظم رحمۃ اللہ کا فرمان ذیشان:

کی تشریح میں فرمایا ہے کہ جب بندہ اللہ پر ایمان لے آئے اور اپنے تمام امور اس کے سپرد کر دے اور یہ یقین کر لے کہ رزق آسان کرنے والا اور پہنچانے والا وہی ہے جو سے ملا ہے۔وہ غلطی سے کسی اور کے پاس نہیں جا سکتا اور جو حاصل نہیں وہ حاصل نہیں ہو سکتا اور بندہ مومن اس پر یقین رکھتا ہے کہ اللہ سے ڈرنے والے کے لیے وہ تمام تنگیوں اور سختیوں سے آسانی کی راہیں پیدا کر دیتا ہے اور وہاں سے رزق دیتا ہے۔جس کا گمان تک نہ ہو۔جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔اس کے لیے کافی ہے بندے کا یہ اعتقاد رنج وبلا سے عافیت وسلامتی کی حالت میں ہوتا ہے۔پھر اللہ تعالیٰ اسے آزمائش اور فقر میں مبتلا کر دیتا ہے تو وہ گریہ وزاری کے ساتھ خدا سے سوال شروع کر دیتا ہے۔لیکن اللہ اس کی تنگی دور نہیں فرماتا تو اس وقت پیغمبر خدا کا یہ قول ثابت ہوتا ہے کہ قریب ہے کہ فقر کفر بن جائے مگر جس کسی پر اللہ تعالیٰ مہربان ہو جاتا ہے تو اس پر آزمائش اُٹھالیتا ہے تو اور عنایت وتونگری سے نواز کر شکر اور حمد وثنا کی توفیق دے دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ اسے تمام عمر عافیت وغنا کی اسی کیفیت میں رکھتا ہے۔اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو آزمائش میں رکھنا چاہتا ہے۔تو ہمیشہ اسے فقر وبلا میں رکھتا ہے۔یہاں تک کہ اس کے ایمان کی مدد منقطع ہو جاتی ہے تو خدا پر اعتراض کر کے جہالت وبخل اور سفاہت کی تہمت لگا کر اور وعدہ الٰہی میں خلاف ورزی کا شک کر کے کافر ہو جاتا ہے تو اسی حالت کفر میں آیت ربانی کا اور اپنے رب پر ناراضی کی حالت میں مر جاتا ہے۔اسی حقیقت کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب اس پر ہوگا۔جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی احتیاج اور آخرت کے عذاب میں مبتلا رکھا۔ایسے فقر سے رسول خدا نے پناہ مانگی ہے اور ہم بھی خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔

تیسرا انسان وہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ظاہری وباطنی نعمتوں اور کمال حسی وعقلی کے ذریعے برگزیدہ بنالینے کا ارادہ فرمامایا تو اسے خاصانِ درگاہ اپنے ظاہر وباطن کے اور دنیا وآخرت کے دوستوں میں داخل کر لیا۔انبیاء علیہم السلام کے علم کا وارث انبیاء پر ایمان کی قوت اور ان کی اتباع میں کمال کی بنا پر اولیاء کا سرخیل اور اپنے بزرگ،باعظمت علماء حقائق اشیاء سے آگاہ، راست گفتار ودوست کردار حکماء بارگاہِ رب العزت میں شفاعت کنندگان میں شامل کر لیا اور اسے خلقت کے امور کا والی، ان کا پیشرو، معلم اور ہادی ومولیٰ بنایا تاکہ ان کی سنن ہدیٰ کی طرف رہنمائی کرے اور چاہِ ضلالت میں گرانے والے راستے سے بچائے پھر اللہ تعالیٰ اسے صبر کے پہاڑوں کی رفعت اور رضا کے دریاؤں کی گہرائی عطا کرتا ہے اور فعل مولیٰ میں فنا اور اس سے موافقت کی نعمت

سے نوازتا ہے۔ پھر اسے اللہ کریم کی طرف سے جزیل ملتی ہے۔ صبح وشام کی تمام ساعتوں میں خلوت وجلوت میں اور ظاہر و باطن میں ناز ونعمت کے ساتھ طرح طرح کی عطاؤں اور نوازشوں کے ساتھ اس کی پرورش کی جاتی ہے اور انعام خاص کا یہ سلسلہ وصالِ خداوندی تک مسلسل جاری رہتا ہے۔ (شرح فتوح الغیب اُردو ترجمہ مقالہ نمبر ۲۹)

فقر کے فضائل وفوائد:

فقراء کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ۔

(مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب فضل الفقراء)

بہت سے پراگندہ بال دروازوں سے نکالے ہوئے اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ اُنھیں بری کردے۔

فائدہ:

اس فرمانِ عالی کا مطلب یہ نہیں کہ وہ دنیاداروں کے دروازوں پر جاتے ہیں۔ وہاں سے نکالے جاتے ہیں۔ وہ تو رب کے دروازے کے سوا کسی کے دروازے پر نہیں جاتے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کی حقیقت سے دنیا غافل ہے۔ اگر وہ کسی کے پاس جاتے تو وہ ان سے ملنا گوارہ نہ کرتا۔ رب نے اُنھیں دنیا والوں سے ایسا چھپایا ہوا ہے۔ جیسے لعل پہاڑ میں یا موتی سمندر میں تاکہ لوگ اُن کا وقت ضائع نہ کریں۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ صفحہ:۵۸)

جنت میں عام باشندے فقراء:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ

میں نے جنت میں جھانکا تو وہاں کے عام باشندے فقراء دیکھے۔

وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ

اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو وہاں کے اکثر باشندے عورتیں دیکھیں۔

فقراء جنت میں پہلے جائیں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَدْخُلُ الْفُقَرَآءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَآءِ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ نِصْفِ يَوْمٍ

جنت میں فقراء امیروں سے پانچ سو سال یعنی آدھے دن پہلے جائیں گے۔ (ترمذی شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

اللہ تعالیٰ دنیا سے بچاتا ہے:

حضرت قتادہ ابن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے دنیا سے بچالیتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے۔ (ترمذی شریف مشکوٰۃ شریف)

فقیری کی فضیلت:

حضرت عبداللہ ابن مغفل سے رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا عرض کیا میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوچ لے تم کیا کہتے ہو؟

اس نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ تین بار عرض کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو سچا ہے تو کیل کانٹے سے فقیری کے لیے تیار ہو جاؤ۔ یقیناً فقیری مجھ سے محبت کرنے والے کی طرف تیز دوڑتی ہے۔ بمقابلہ سیلاب کے اپنی انتہا کی طرف (ترمذی شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:

یہاں بھی فقیری سے مراد دل کی مسکینیت ہے اور دل کا محبت مال سے خالی ہو جاتا ہے۔ فقیری اور ناداری آفتوں کے برداشت کرنے پر تیار ہو جانا ہے۔ یعنی جسے اللہ تعالیٰ میری محبت دیتا ہے۔ اس کے دل سے مال وغیرہ یک دم نکال دیتا ہے۔ ہٰذا اس حدیث پر اعتراض نہیں کہ بعض صحابہ بلکہ عہد فاروقی میں سارے صحابہ بڑے مالدار تھے تو کیا انھیں حضور سے محبت نہ تھی۔ ضرور تھی۔ ان سب کے دل محبت مال سے خالی تھے۔

فقر چھپانے کا اجر:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ جَآءَ اَوِ احْتَاجَ فَكَتَمَهُ النَّاسَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يُّرْزُقَهُ رِزْقَ سَنَةٍ مِّنْ حَلَالٍ (مشکوٰۃ شریف باب فضائل الفقراء)

جو بھوکا یا حاجت مند ہو پھر اسے لوگوں سے چھپائے تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر یہ ہے تو اسے ایک سال کی حلال روزی عطا فرمائے گا۔

فائدہ:

یہ فرمان بالکل درست ہے اور مجرب ہے فقیری چھپانے والے بفضلہ تعالیٰ امیر ہو جاتے ہیں۔ کبھی جلد اور کبھی دیر سے مگر فقط چھپانے پر کفایت نہ کرے کمانے کی کوشش کرے (مراۃ شرح مشکوٰۃ)

اللہ تھوڑے عمل پر راضی ہوگا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو اللہ کے تھوڑے رزق پر راضی ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ اس

کے تھوڑے عمل پر راضی ہوگا۔(مشکوٰۃ شریف)

اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے:

حضرت عمر ابن عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بال بچوں والے غریب مسلمان سے بہت محبت فرماتا ہے(ابن ماجہ شریف۔مشکوٰۃ شریف)

فقراء کے پاس ایک دولت:

حدیث میں ارشاد فرمایا کہ فقیروں کی شناخت بہت کیا کرو اور ان کے پاس سے نعمت حاصل کرو۔اس لیے کہ ان کے پاس دولت ہے۔

لوگوں نے عرض کیا: ان کے پاس کیا دولت ہے؟

فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا۔تو ان سے یہ کہا جائے گا کہ دیکھو جس نے تم کو ایک ٹکڑا کھلایا یا ایک گھونٹ پانی پلایا ہو یا کوئی کپڑا پہنایا ہو تو اس کا ہاتھ پکڑو اور جنت میں پہنچادو۔(انطاق المفہوم اُردو ترجمہ احیاء العلوم جلد۴ صفحہ:۳۶۷)

تین آدمی جنت میں بے حساب جائیں گے:

فرماتے ہیں کہ تین آدمی جنت میں بے حساب داخل ہوں گے۔

(۱) وہ شخص کہ اپنا کپڑا دھونا چاہے تو پرانا اس کے پاس نہ ہو کہ اس کو پہن لے۔

(۲) وہ شخص کہ اپنے چولہے پر دو ہنڈیاں نہ چڑھائی ہوں۔

(۳) وہ شخص کہ پانی مانگے تو اس سے یہ نہ کہا جائے کہ کون سا پانی منظور ہے یعنی تکلف اور کثرت کھانے پینے اور لباس میں نہ ہو۔(انطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم شریف جلد۴ صفحہ: ۳۶۹)

فقراء کی محبت:

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقراء کی محبت پیغمبروں کی عادات میں سے ہے اور ان کی ہم نشینی اختیار کرنا صلحاء کی شناخت اور ان کی محبت سے بھاگنا منافقوں کی علامات میں سے ہے۔(احیاء العلوم شریف)

خوشحالی:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خوشحالی ہے اس کی جو ہدایت کیا گیا ہو اسلام کی طرف اور اس کی معیشت بقدر گزراوقات ہو اور وہ ان پر قانع ہو(احیاء العلوم شریف)

صابر فقیر اللہ کے جلیس:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شے کی ایک کنجی ہے اور جنت کی چابی مساکین کی محبت ہے اور صابر فقیر قیامت کے دن خداوند کریم کے جلیس ہوں گے۔ (انطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم جلد۴ صفحہ:۳۷۰)

فائدہ یہ حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیے اور اس سے قبل فقر اور فقراء کے فضائل پہ مبنی بیان کردہ احادیث ملاحظہ فرمائیے اور ذرا غور فرمائیے کہ اس سے بڑھ کر فخر کیا ہوگا کہ صابر فقیر قیامت کے دن خداوند کریم کے جلیس ہوں گے۔ بلکہ مساکینوں کی محبت

جنت کی چابی ہے۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے فقر کے متعلق مطالعہ کیجیے اور پھر ملاحظہ فرمائیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے کس حد تک محبت فرماتے تھے۔ پھر جبہ مبارک آپ کے لیے بھیجا گیا اور آپ سے دُعا کرانے کے متعلق ارشاد فرمایا گیا۔

علامہ اقبال کا پیغام:

علامہ اقبال نے تحقیق کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے مسلمانوں کے زوال کا سبب کیا ہے؟

مسلمانوں کا زوال:

اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات
جو فقر سے ہے میسر، تونگری سے نہیں
اگر جواں ہوں مری قوم کے جسور و غیور
قلندری میری کچھ کم سکندری سے نہیں
سبب کچھ اور ہے، تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں
قلندری سے ہوا ہے، تونگری سے نہیں

(علامہ اقبال۔ضربِ کلیم۔کلیاتِ اقبال صفحہ ۸۵۰)

------☆☆☆------

پانچویں وصیت تقویٰ میں نسب

قال :طلبت النسب فی وجدتها فی التقویٰ

فرمایا: میں نے نسب کو تلاش کیا تو تقویٰ و پرہیزگاری میں اسے پایا۔

نَسَبَ: نَسَبًا۔ وَنِسْبَۃً الرجل۔ نسب بیان کرنا۔ نسب دریافت کرنا۔ (المنجد اُردو عربی)

اَلنَّسَبُ: قرابت، رشتہ داری (المنجد اُردو عربی)

فائدہ:

ہر شخص کو اپنے نسب پہ ناز ہوتا ہے۔ اگر خاندان میں امارت ہو۔ یا بزرگی، اسی کے باعث ہر انسان پھنے خاں بنا پھرتا ہے۔ اپنے نسب کے باعث کفار مکہ میں بھی بڑائی بیان کرنے کا رواج تھا اور آج کل بھی یہ بیماری عام ہے کہ محض نسب کی بنا پر ہی اپنے آپ کو آسمانی مخلوق سمجھ لینا اور کسی کو خاطر میں نہ لانا یہ عقل مندی نہیں ہے۔ عزت و وقار محض نسب کی بنا پر ہمیشہ قائم نہیں رہتا۔ جب تک کہ اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ افعال کو نہ اپنایا جائے۔ عظمت کے حصول کے لیے اعلیٰ کردار کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اعلیٰ نسب کے ساتھ ساتھ اعلیٰ کردار کا ہونا بھی ضروری ہے۔ ورنہ ایمان اور اعمال صالح کے بغیر نسب کس کام کا؟

حضرت علی المرتضٰی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرماتے ہوئے۔
ارشاد فرمایا۔

فَمَا لِلفَتٰی حَسَبٌ اِلَّا اِذَا کَمُلَتْ
اٰدَابُہٗ وَ حَوٰی الْاٰدَابَ وَالْحَسَبَا

پس انسان کے لیے اس کا حسب بے حقیقت ہے۔ مگر اس وقت جب اس کے آداب مکمل ہوں اور وہ شخص آداب اور حسب دونوں کا جامع ہو۔ یعنی بغیر آداب کے حسب بیکار ہے۔ ہاں حسب اس وقت مفید ہے جب حسب بھی اعلیٰ ہو اور آداب بھی ہوں۔ یعنی حسب اور آداب کا جامع ہو تو پھر حسب نہایت مفید ہے۔

فَاطْلُبْ فَدَیْتُكَ وَاکْتَسِبْ اَدَبًا
تَظْفَرْ یَدَاكَ بِہٖ وَاسْتَجْمِلِ الطَّلَبَا

پس علم طلب کیجیے میں تم پہ قربان ہو جاؤں، ادب حاصل کیجیے۔ پس اپنے پانے میں کامیابی حاصل کر لو گے نہایت خوب صورتی سے طلب کیجیے۔

لِلّٰہِ دَرُّفَتًی اَنْسَابُہٗ کَرَمٌ
یَاحَبَّذَ اکَرَمًا اَضْحٰی لَہٗ نَسَبَا

کیا خوب وہ جوان ہے جس کا حسب نسب نہایت شریف ہے وہ شرافت کتنی بہترین ہے جو اس جوان کے لیے نسب بن گئی ہے۔ (دیوان حضرت علی صفحہ رضی اللہ عنہ: ۱۵)
پھر آداب کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

وَمَنْ لَّمْ یُؤَدِّبْہُ دِیْنُ الْمُصْطَفٰی اَدَبًا
مَحْضًا لَّحَیَّرَ فِی الْاَحْوَالِ اِضْطِرَابًا

(دیوان حضرت علی رضی اللہ عنہ ص ۱۵)

اور جسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دین نے بھی خالص ادب عطا نہیں فرمایا تو وہ ہر حال میں متحیر اور پریشان ہی رہے گا۔ یعنی اسے اعلیٰ حسب نسب بھی فائدہ نہ دے گا۔

نسب بغیر آداب مفید نہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کُنِ ابْنَ مَنْ شِئْتَ وَاکْتَسِبْ اَدَبًا
یُغْنِیْكَ مَحْمُوْدُہٗ عَنِ النَّسَبِ

تم جس کے بیٹے ہو ادب حاصل کرو۔ اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ اعلیٰ حسب نسب رکھتے ہو تو ادب حاصل کیجیے ورنہ حاصل کیجیے یا اعلیٰ نسب ہوئے تو فائدہ ہوگا ورنہ نہیں یہ بات نہیں بلکہ اس ادب کی خوبی نسب سے تجھے بے پرواہ کر دے گی۔ یعنی اگر

تو اعلیٰ نسب نہ بھی ہوا تو پھر بھی تجھے اعلیٰ مقام حاصل ہو جائے گا۔

فَلَيْسَ تُغْنِى الْحَسِيْبَ نِسْبَتُهٗ
بِلَا لِسَانٍ لَّهٗ وَلَا اَدَبَ

اگر اعلیٰ نسب تو رکھتا ہے مگر زبان اور آداب کے بغیر اس کا اعلیٰ نسب اس کے لیے کچھ بھی مفید نہیں۔

نتیجے کے طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ الْفَتٰى مَنْ يَّقُوْلُ هَا اَنَا ذَا
لَيْسَ الْفَتٰى مَنْ يَّقُوْلُ كَانَ اَبِىْ

(دیوان حضرت علی صفحہ ۱۹)

بے شک جوان وہ ہے جو کہے کہ آؤ میں یہ ہوں یعنی جوان وہ ہوتا ہے جو کچھ جوانوں جیسے کام کر کے دکھاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ آؤ میں یہ ہوں یعنی میں نے یہ کارنامے سرانجام دیے ہیں اور وہ جواں مرد ہرگز نہیں جو کہے کہ میرے باپ وہ تھے یعنی میرے والد گرامی کا یہ مقام تھا۔ اس لیے تم لوگ میرے باپ اور میرے دوسرے آباؤ اجداد اور بزرگوں کی وجہ سے میری عزت کرو میرا احترام کرو۔

اَيُّهَا الْفَاخِرُ جَهْلًا بِالنَّسَبِ
اِنَّمَا النَّاسُ لِاُمٍّ وَّلِاَبٍ

اے جہالت کی وجہ سے محض حسب نسب پہ فخر کرنے والے بے شک تمام لوگ ایک ہی ماں باپ سے ہیں۔ جب تمام لوگ ایک ہی ماں باپ یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کی اولاد ہیں تو پھر تیرا نسب کی وجہ سے فخر کرنا چہ معنی دارد۔

هَلْ تَرَاهُمْ خُلِقُوْا مِنْ فِضَّةٍ
اَمْ حَدِيْدٍ اَمْ نُحَاسٍ اَمْ ذَهَبٍ

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ چاندی یا لوہا یا تانبا یا سونا سے پیدا کیے گئے ہیں۔
یعنی آپ تنبیہ فرما رہے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اس لیے تیرا حسب نسب کی وجہ سے فخر کرنا بے کار ہے۔

هَلْ تَرَاهُمْ خُلِقُوْا مِنْ فَضْلِهِمْ
هَلْ سِوٰى لَحْمٍ وَّعَظْمٍ وَّعَصَبٍ

کیا تم ان کو یہ خیال کرتے ہو کہ وہ اپنے مال سے تخلیق ہوئے ہیں کیا وہ گوشت، ہڈی اور پٹھوں کے سوا کچھ اور ہیں یعنی کیا وہ عام انسانوں کی طرح گوشت پوست ہڈی اور پٹھوں کے علاوہ کسی اور چیز کے بنے ہوئے ہیں۔ عام انسانوں کی طرح نہیں ہیں۔

اِنَّمَا الْفَخْرُ لِعَقْلٍ ثَابِتٍ
وَحَيَاءٍ وَّعَفَافٍ وَّاَدَبٍ

بے شک فخر، ناپائیدار عقل، شرم و حیا، پاک دامنی اور ادب کو حاصل ہے۔ (دیوان حضرت علی صفحہ: ۲۰۔۱۹)

عالی نسب کی وجہ سے جوعزت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درج بالا اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ نسب کی وجہ سے مطلقاً یہ سمجھ لینا کہ بس عالی نسب کی وجہ سے ہے۔ یہ غلط ہے۔ محض عالی نسب ہونا اس وقت مفید ہوتا ہے۔ جب عالی نسب کے ساتھ ساتھ ایمان کی دولت اور دیگر آداب بھی ساتھ ہوں۔ اگر عالی نسب کے ساتھ ساتھ آداب بھی ہوں تو ایسا عالی نسب نہایت مفید ہوتا ہے اور اگر عالی نسب کے ساتھ آداب کی دولت حاصل نہ ہو تو ایسا عالی نسب کچھ مفید نہیں کیونکہ تمام انسان ایک ہی ماں حضرت حوا اور ایک ہی باپ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اس لیے عالی نسب ہونا اس صورت میں مفید ہے۔ جب عالی نسب کے ساتھ ساتھ آداب بھی ہوں۔

فائدہ:

اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو محض عالی نسب ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں۔ عالی نسب سے تعلق تو ہر وقت جوڑتے نظر آتے ہیں۔ مگر اس طرف توجہ نہیں دیتے کہ ہمارا کردار کیسا ہے؟ ہماری گفتار کیسی ہے؟ ہمارے عمل کیسے ہیں؟ میں اچھے نسب میسر ہونے کے ساتھ ساتھ زندگی کیسے گزارنی چاہیے تھی۔ مگر ہماری زندگی کے شب و روز کیسے گزر رہے ہیں۔ خدارا آنکھیں کھولیے۔ غور و فکر کیجیے کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد از مرگ پچھتانا پڑے۔

غور و فکر کیجیے:

غور کیجیے مدنی تاجدار احمد مختار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب نسب تھا اور ابولہب کا حسب نسب کیسا تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حسب نسب ایک ہی ہے مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین، شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین، رسول اللہ حبیب اللہ ہیں۔ آپ کی عظمت و شان کو کما حقہ کوئی بھی بیان نہیں کر سکتا۔ سارا قرآن مجید ہی آپ کی شان میں نازل ہوا۔ آپ پہ درود و سلام کا بھیجنا دنیا و آخرت میں سعادت کے حصول کا سبب ہے۔ درود تاج میں آپ کی شان مبارک کا اظہار بڑے بہترین انداز میں کیا گیا ہے درود تاج ملاحظہ فرمائیے۔ درود تاج پہ کیے گئے اعتراضات کی حقیقت سمجھنے کے لیے فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف شرح درود تاج ملاحظہ کیجیے۔

ابولہب کی مذمت:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وانذر عشیرتک الخ اتری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر عرب لوگوں کو دعوت دی۔ بالخصوص فرمایا اے بنو عبد المطلب، اے بنو فہر۔ پھر حضور نے ان سے اپنے صدق و امانت کی شہادتیں لینے کے بعد فرمایا۔ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ (میں تمہیں سامنے والے سخت عذاب سے ڈرانے والا ہوں) اور فرمایا اگر میں کہوں کہ اسی جبل کے پیچھے بڑا لشکر ہے جو تمہارے ساتھ جنگ کرے گا، مانو گے؟ سب نے کہا۔

کیوں نہیں، پہلے آپ نے کبھی جھوٹ نہیں کہا۔

اس پر ابولہب نے حضور سے کہا کہ تم تباہ ہو جاؤ کیا تم نے ہمیں اسی لیے جمع کیا تھا۔ اس پر سورۃ شریفہ (سورہ لہب) نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان پارہ ۳۰ صفحہ: ۶۰۸)

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا کَسَبَ ۝ سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ

لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝ (سورۃ لھب)

تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا۔ اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی جورو لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا۔

(کنز الایمان ۹)

ابولھب حضور کا چچا:

ابولہب کا نام عبدالعزیٰ ہے۔ یہ عبدالمطلب کا بیٹا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

ابولہب نے صرف وہی بکواس نہیں کی بلکہ پتھر اُٹھا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پھینکنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اسے روک لیا چونکہ اس نے پتھر دونوں ہاتھوں سے اُٹھایا تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے تبت یدا ابی لہب فرمایا۔

(فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان پارہ ۳۰)

فائدہ:

ابولہب نے صرف وہی بکواس نہیں کی بلکہ پتھر اُٹھا کر پھینکنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اسے روک لیا۔ چونکہ اس نے پتھر دونوں ہاتھوں سے اُٹھایا تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے تبت یدا ابی لہب فرمایا۔

(فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان پارہ:۳۰)

وہ جہنمی ہے اس لیے کہ وہ عنقریب شعلہ والی آگ میں داخل ہوگا یعنی ابولہب۔

(فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان پارہ ۳۰)

فائدہ:

سورۃ تبت کے نزول کے بعد ابولہب کے جہنمی ہونے میں کسی مسلمان کو شک بھی نہ تھا۔ بخلاف دیگر کفار کے کہ ان کے نام لے کر جہنمی نہ کہا گیا۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان پارہ:۳۰)

خلاصہ کلام یہ کہ محض حسب نسب ہی کچھ نہیں ہے۔ جب تک کہ اس کا تعلق اسلام سے نہ ہو اور اسلام کے بیان کردہ آداب اور حسب نسب دونوں کا یکجا ہونا مفید ہے اور اگر اسلامی آداب کی سعادت سے محرومی ہو تو پھر اچھا حسب نسب کسی کام کا نہیں۔ اس سلسلے میں قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا تذکرہ بالوضاحت موجود ہے۔ اس میں غور وفکر سے واضح ہوگا۔ اسلامی آداب اور اچھا حسب نسب دونوں یکجا ہوں تو بے شک حسب نسب مفید ہے ورنہ کسی کام کا نہیں۔ اس سے بزرگانِ دین سے حسب نسب کی سعادت رکھنے والوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

تقویٰ:

حافظ عبدالشکور صاحب نے تقویٰ کی وضاحت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''عربی زبان میں تقویٰ کے لفظی معنی بچنے، پرہیز کرنے اور لحاظ کرنے کے ہیں۔ لیکن اسلامی اصطلاح میں یہ دل کی اس کیفیت کا نام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ہمیشہ حاضر وناضر ہونے کا یقین پیدا کر کے نیکی کی طرف رغبت اور برائی سے نفرت پیدا کر دیتی

ہے۔

دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہ ضمیر کے اس احساس کا نام ہے۔ جس کی بنا پر ہر کام خدا کے حکم کے مطابق عمل کرنے کی شدید رغبت اور اس کی مخالفت سے شدید نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

اسلامی اخلاق کی بنیاد خوفِ خدا ہے۔ یہی خوف خدا جب انسان اپنی پوری زندگی پر محیط کر لیتا ہے اور جب وہ ہر قدم رکھنے سے پہلے یہ سوچتا ہے کہ کہیں یہ خدا کو ناپسند تو نہیں تو اس کا یہ وصف تقویٰ کہلاتا ہے۔

(اسلامیات اختیاری انٹرمیڈیٹ یونٹ ۱۰ صفحہ: ۱۳۰)

تقویٰ کی تعریف بیان کرتے ہوئے حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تقویٰ کے کئی معنی آتے ہیں۔ نفس کو خوف کی چیز سے بچانا اور عرف شرع میں ممنوعات چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا متقی وہ ہے جو شرک و کبائر و فواحش سے بچے۔

بعضوں نے کہا متقی وہ ہے جو اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر نہ سمجھے۔

بعض کا قول ہے تقویٰ حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کا ادا کرنا ہے۔

بعض کے نزدیک معصیت پر اصرار اور اطاعت پر غرور کا ترک تقویٰ ہے۔

بعض نے کہا تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع کیا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ تقویٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی کا نام ہے

(خازن) یہ تمام معانی باہم مناسبت رکھتے ہیں اور مآل کے اعتبار سے ان میں کچھ مخالفت نہیں (تفسیر خزائن العرفان)[

۞ حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

متقی وقیٌ اور وِقَایۃ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں حفاظت اور پردہ شریعت میں تقویٰ اسے کہتے ہیں کہ انسان ان کاموں سے بچے جو اس کے لیے آخرت میں نقصان دہ ہوں (تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ: ۱۰۹)

۞ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جاننا چاہیے کہ اولیاء کرام کا لباس تقویٰ ہے اور تقویٰ وہ ہے کہ حواس ظاہر یہ بند کرے اور بجز حق کے دوسرے کو نہ لے اور تقویٰ کا لباس وہ آدمی پہنتا ہے کہ معرفتِ خداوندی کا پیالہ پی لیتا ہے مرد کو ایسے تقویٰ سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ تقویٰ باطن کی حضوری ہے۔

(اسرار العرفاء کلاں اُردو ترجمہ محک الفقراء کلاں صفحہ: ۲۹۹)

۞ روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ تقویٰ کیا ہے؟

اُنھوں نے فرمایا کیا تو نے کبھی کانٹوں والا راستہ اختیار کیا ہے؟

اس نے کہا ہاں۔

فرمایا: پھر تو نے گزرتے وقت کیا کیا تھا؟

اس نے کہا۔ جب میں کانٹا دیکھتا تو اس سے ہٹ جاتا تھا یا اس سے بچ کر جاتا تھا۔ یا اس سے نہیں گزرتا تھا۔

فرمایا: یہی تقویٰ ہے (تفسیر در منشور اُردو ترجمہ جلد اول صفحہ: ۷۶)

جامع اور مختصر تعریف:

حضرت امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا، ابن ابی حاتم نے حضرت طلق بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا کہ آپ ہمارے لیے تقویٰ کی تعریفات میں ایک جامع اور مختصر کلام میں تعریف فرما دیں۔

انھوں نے فرمایا: تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نور کی توفیق سے رحمت الٰہی کی اُمید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے اعمال کرنا اور تقویٰ یہ ہے کہ اللہ کے عذاب کے خوف سے اللہ کے نور کی توفیق سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ترک کرنا۔ (تفسیر درمنثور جلد اول صفحہ ۶۷)

مکمل تقویٰ:

حضرت امام احمد نے الزہد میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مکمل تقویٰ یہ ہے کہ انسان اللہ سے ڈرے حتیٰ کہ رائی کے ذرہ برابر غلطی سے بھی اس سے ڈرے حتیٰ کہ بعض حلال امر کو بھی چھوڑ دے۔ اس اندیشہ سے کہ حرام نہ ہو، یہ چیز اس کے اور حرام کے درمیان پردہ بن جائے گی (تفسیر درمنثور)

تقویٰ کا معدن:

ابن ابی الدنیا نے سہم بن سحاب سے روایت کیا کہ تقویٰ کا معدن یہ ہے کہ تیری زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہے۔ (تفسیر درمنثور)

تقویٰ کی اصل:

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ تقویٰ کی اصل یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کر پھر تو تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ لوگوں کو فضیلت دے۔ (تفسیر درمنثور)

حرام ترک کرنا:

ابن ابی الدنیا نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ دن کو روزہ رکھنا اور رات کو قیام کرنا اور ان کے درمیان میں معاملات کو خلط ملط کرنا تقویٰ نہیں بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ اللہ نے جو حرام کیا ہے اسے ترک کردے۔ جو اللہ نے فرض کیا ہے وہ ادا کرے اور جسے اس کے بعد نیکی توفیق دی گئی وہ خیر ہی خیر ہے۔ (تفسیر درمنثور)

تقویٰ کے مراتب:

صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے تقویٰ کے مراتب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ (۱) عوام کا تقویٰ ایمان لا کر کفر سے بچنا۔ (۲) متوسطین کا اوامرونواہی کی اطاعت (۳) خواص کا ہر ایسی چیز کو چھوڑنا جو اللہ تعالیٰ سے غافل کردے (جملہ حضرت مترجم قدس سرہ نے فرمایا تقویٰ سات قسم کا ہے۔

(۱) کفر سے بچنا یہ بفضلہٖ تعالیٰ ہر مسلمان کو حاصل ہے۔ (۲) بدمذہبی سے بچنا یہ ہر سُنی کو نصیب ہے۔ (۳) ہر کبیرہ سے بچنا (۴) صغائر سے بچنا (۵) شبہات سے احتراز (۶) شہوات سے بچنا (۷) غیر کی طرف التفات سے بچنا یہ اخص الخواص کا منصب ہے اور قرآن عظیم ساتویں مرتبوں کا ہادی ہے (خزائن العرفان)

حکیم الامت کا بیان:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے تقویٰ کے متعلق لکھا ہے کہ

متقی وقیٌ اور وقایۃ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں حفاظت اور پردہ شریعت میں تقویٰ اسے کہتے ہیں کہ انسان ان کاموں سے بچے جو اس کے لیے آخرت میں نقصان دہ ہوں تو آیت کے معنی یہ ہوئے کہ قرآن کریم ان لوگوں کو ہدایت دینے والا ہے جو پرہیزگار ہیں۔تقویٰ کے تین درجے ہیں۔ایک دائمی عذاب سے بچنا۔اس لحاظ سے ہر مسلمان متقی ہے۔دوسرے عام گناہوں سے بچنا اور عام طور پر تقویٰ کے یہی معنی مراد ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے پرہیزگار لوگ متقی ہیں۔

تیسرے اس چیز سے بچنا جو حق تعالیٰ سے روکے اس لحاظ سے اولیاء اللہ اور انبیاء کرام متقی ہیں۔

اس آخری درجہ کی دو صورتیں ہیں۔ایک یہ کہ دنیاوی چیزوں سے بے تعلقی رکھی جائے۔جیسا کہ تارک الدنیا فقیر اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے کر کے دکھایا۔

دوسرے یہ کہ تعلق سب سے ہو مگر دل کا تعلق رب سے کو یا یہ چیزیں ان کے لیے آڑ نہ رہیں ''دل بیار در دست بکار'' کی جلوہ گری ہو۔جیسے حضور غوث پاک اور ان اولیاء کرام کا طریقہ مبارک رہا جو دنیوی کاروبار سے تعلق رکھتے تھے اور جیسے کہ حضرت سلیمان و یوسف علیہما السلام نے عمل فرما کر ظاہر فرمایا۔

یہ قرآن مجید ہر درجہ کے متقی کے لیے اسی کے لائق ہدایت ہے لہٰذا عام لوگوں کو تو اسلام اور ایمان کی ہدایت ہے اور خاص لوگوں کے لیے ایقان اور احسان کی ہدایت اور خاص الخاص حضرات کے لیے حجاب کے دور کرنے اور جمال یار کے مشاہدے کی ہدایت ہو۔

قرآن کریم میں تقویٰ چند معنی میں مذکور ہوا۔ایمان،توبہ،فرمانبرداری،گناہ چھوڑنا اخلاص،خوف خدا بھی تقویٰ ہے۔مگر خیال رہے کہ خوف دو طرح کا ہوتا ہے۔ایذا کا خوف جو موذی سے ہوتا ہے جیسے سانپ اور چور سے خوف دوسرا طاقت اور قدرت کا خوف جو سلطان سے ہوتا ہے۔ایذا کے خوف میں نفرت اور بھاگنا ہوتا ہے۔اس لیے انسان سانپ سے بھاگتا ہے اور قدرت کے خوف میں اطاعت ہوتی ہے۔رب سے خوف دوسری قسم کا ہونا چاہیے۔پھر قدرت کا خوف دو طرح کا ہے نا اُمیدی کا خوف اور امید کا خوف۔نا اُمیدی کا خوف گناہ پر دلیر کرتا ہے جیسے مغلوب بلی کتے پر حملہ کر دیتی ہے۔مگر اُمید کے ساتھ جو خوف ہوتا ہے وہ گناہ سے بچاتا ہے۔رب تعالیٰ سے خوف یہ دوسرا ہونا چاہیے۔اس لیے رب نے قرآن میں ڈرایا بھی اور اُمید بھی دلائی ہے۔

(تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ:۱۰۹)

تقویٰ کی علامات:

تقویٰ کی مختلف علامات مختلف حضرات سے منقول ہیں۔تفصیلات کے لیے تفسیر نعیمی جلد اول،تفسیر در منشور جلد اول،تفسیر عزیزی اور تفسیر کبیر وغیرہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔الفقیر ابو احمد اویسی یہاں چند علامات بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ تاکہ تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرنے والے فائدہ اُٹھائیں اور فقیر پر تقصیر کے لیے اپنی نیک دُعاؤں میں یاد فرمائیں۔

(۱) متقی گناہ پر قائم نہیں رہتا۔ (۲) متقی شخص اپنی عبادت پہ غرور نہیں کرتا۔

(۳) مخلوق زبان میں عیب نہ پائے۔ (۴) فرشتے کاموں میں عیب نہ پائیں۔
(۵) اللہ تعالیٰ دل میں عیب نہ پائے۔
(۶) انسان جیسے بدن کو خلقت کے لیے لباس وغیرہ سے آراستہ کرتا ہے۔اسی طرح بندہ اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے لیے آراستہ کرے۔
(۷) دل کو شبے والی چیزوں سے بچانا۔ (۸) یوم میثاق کے وعدے کو پورا کرنا۔
(۹) بلا پر صبر کرنا۔ (۱۰) قضا پر راضی رہنا۔
(۱۱) قرآن مجید کے سامنے جھکا ہوا رہنا وغیرہ۔
(۱۲) متقی شخص سب چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں جانے۔

تقویٰ کی علامت:

فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ تقویٰ کی علامت یہ ہے کہ تو دس باتوں کو اپنے اوپر فرض سمجھ لے۔

(۱) زبان کو غیبت سے بچانا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا

اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو

(۲) بدگمانی سے بچو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

زیادہ بدگمانی سے بچو کہ یہ سب سے بڑی جھوٹی بات ہے۔

(۳) کسی کا مذاق نہ اڑاؤ۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ

کوئی قوم دوسری قوم سے مذاق نہ کرے ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو۔

(۴) حرام کاموں سے نگاہ کو بچانا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

آپ مومنوں سے فرما دیجیے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھا کریں۔

(۵) زبان میں سچائی ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا

اور جب تم کوئی بات کرو تو انصاف کرو۔

(۶) اپنے اوپر انعامات الٰہیہ کی معرفت رکھے تاکہ اس میں تکبر نہ آئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝

بلکہ اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان فرمایا ہے کہ اس نے تمھیں ایمان کی راہ دکھائی اگر تم سچے ہو۔

(۷) وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یقترو و کان بین ذٰلِکَ قَوَامًا

اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں۔ان کا خرچ اعتدال پر ہوتا ہے۔

(۸) اپنے لیے بڑائی اور تکبر کی خواہش نہ کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا

یہ عالم آخرت ہم ان لوگوں کے لیے کرتے ہیں۔جو فساد کر کے دنیا میں بڑا بننا نہیں چاہتے۔

(۹) پانچوں نمازیں وقت پر ادا کرتے ہیں ارشاد الٰہی ہے۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ o

پابندی کرو نمازوں کی اور درمیان والی نماز کی عاجزی کے ساتھ اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر۔

(۱۰) سنت اور جماعت پر ثابت قدم رہتے ہیں فرمان الٰہی ہے۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ o

اور یہ کہ میرا یہ دین سیدھا راستہ ہے۔پس تم اسی راہ پر چلو اور ان راہوں پر نہ چلو جو تمھیں اپنی راہ سے بھٹکا دیں۔اللہ تعالیٰ نے تمھیں اس کی وصیت فرمائی ہے تاکہ تم بچ جاؤ۔(تنبیہ الغافلین حصہ۲ صفحہ:۱۹۸۔۱۹۷)

فائدہ :

مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی تاریخ ولادت کے موافق بارہ علامات بزرگان دین کی تصانیف سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔حق تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے (آمین)

تقویٰ کے فضائل وفوائد:

(۱) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ o (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۰۲ پارہ ۴)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان (کنزالایمان)

(۲) فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ o وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سورۃ التغابن آیت نمبر ۱۶ پارہ:۲۸)

تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے اور فرمان سنو اور حکم مانو اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اپنے بھلے کو اور جو اپنی جان کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی فلاح پانے والے ہیں۔(کنزالایمان)

(۳) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا o یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ o وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا o (سورۃ الاحزاب آیات نمبر ۷۰۔۷۱ پارہ:۲۲)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو تمھارے اعمال تمھارے لیے سنوار دے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔(کنزالایمان شریف)

(۴) وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ (سورۃ طلاق پارہ ۲۸ آیت نمبر ۱)

اور اپنے رب سے ڈرو۔

(۵) فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِیْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ۬ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝

(سورۃ الطلاق آیات نمبر ۲۔۳ پارہ ۲۸)

تو جب وہ اپنے میعاد تک پہنچنے کو ہوں تو انھیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا بھلائی کے ساتھ جدا کر دو اور اپنے میں دو ثقہ کو گواہ کرلو اور اللہ کے لیے گواہی قائم کرو۔ اس سے نصیحت فرمائی جاتی ہے۔ اسے جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو اور جو اللہ سے ڈرے۔ اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا۔ جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے بے شک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔ (کنز الایمان شریف)

فوائدہ :

تقویٰ کے متعلق بے شمار قرآنی آیات میں سے چند آیات پیش کی ہیں جن میں تقویٰ و پرہیزگاری کے بے شمار فوائد بیان ہوئے ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

(۱) فرمان ربانی ہے کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے معلوم ہوا کہ پرہیزگاری وہی اختیار کرے گا جو ایمان والا ہوگا۔ صرف مومن ہی متقی و پرہیزگار ہوتا ہے۔

(۲) جتنا ممکن ہے تقویٰ اختیار کرنا چاہیے اگر ہمت بھر تقویٰ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ بے شمار انعامات سے نوازے گا۔

(۳) تقویٰ دونوں جہاں میں بلکہ ہمہ وقت فلاح و کامرانی کے حصول کا سبب ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ متقی شخص کے تمام کام سنوار دیتا ہے۔ یہاں مطلقاً ارشاد فرمانا یہ حقیقت واضح کر رہا ہے کہ متقی شخص کے دنیا کے بھی تمام کام اللہ تعالیٰ سنوار دیتا ہے اور مرنے کے وقت بھی، قبر میں اور حشر میں ہر وقت جو بھی مشکلات ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مشکلات دُور فرما دیتا ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ متقی شخص کے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔

(۶) متقی شخص دنیا میں رہتے ہوئے بڑی کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ متقی کو نصیحت کرتا ہے جس پہ متقی عمل پیرا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(۸) متقی کے لیے اللہ تعالیٰ نجات کی راہ نکال دے گا۔

(۹) اللہ تعالیٰ متقی کو وہاں سے روزی عطا فرمائے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔

(۱۰) متقی اللہ پر توکل کرتا ہے۔ یہی متقی کے لیے کافی ہوتا ہے۔ (تلک عشرۃ کاملۃ)

رسول اللہ ﷺ کی دعا:

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَالُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی۔

(مسلم شریف، ریاض الصالحین جلد اول۔باب التقویٰ)

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ہدایت کا،تقویٰ کا،پاک دامنی کا اور غنا کا۔

تقویٰ پر عمل:

حضرت ابوطریف عدی بن حاتم الطائی سے روایت ہے کہ:

اُنھوں نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سُنا

مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ ثُمَّ رَاٰی اَتْقٰی لِلّٰہِ مِنْھَا فَلْیَاتِ التَّقْوٰی۔

(رواہ مسلم۔ریاض الصالحین جلد اول۔باب التقویٰ)

جو شخص کسی چیز پر قسم کھائے اور پھر کوئی ایسی چیز دیکھے جس میں تقویٰ کا پہلو اس سے زیادہ ہو تو تقویٰ پر عمل کرے۔

جنت میں داخلے کے اعمال:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تم مجھ سے چھ باتیں قبول کرو تو میں تمھارے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(۱) جب بات کرو تو جھوٹ نہ بولو۔

(۲) جب وعدہ کرو تو پھر اس کے خلاف نہ کرو۔

(۳) جب تمھارے پاس کوئی امانت رکھے تو تم خیانت نہ کرو۔

(۴) اپنی نظروں کو جھکا کر رکھو۔

(۵) اپنی شرم گاہوں کی تم حفاظت کرو۔

(۶) اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو حرام سے روک کر رکھو تو تم اپنے رب کی جنت میں چلے جاؤ گے۔

(تنبیہ الغافلین اُردو ترجمہ حصہ ۲ صفحہ:۱۹۴)

ایسے اعمال کہ جنھیں اپنانے سے نبی کریم ﷺ نے جنت حاصل ہونے کی بشارت دی ہے بے شمار ہیں۔جن میں سے کچھ اعمال کے فضائل الفقیر ابواحمد غلام حسن اویسی نے اپنی تصنیف لطیف (اعمال جنت) میں بیان کیے ہیں اللہ کرے کوئی اللہ کا بندہ شائع کر کے اعمال میں اضافہ کرے (فقط ابواحمد غلام حسن اویسی قادری)

اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے فرماتا ہے:

مدنی تاجدار احمد مختار ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے فرماتا ہے۔جو کچھ میں نے تجھ پر فرض کیا ہے اسے ادا

کرو بے شک تو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہو جائے گا اور وہ منہیات سے رک جا تو تمام لوگوں میں سے پرہیزگار ہو جائے گا اور اپنے رزق پر قناعت کر تو لوگوں سے مستغنی ہو جائے گا۔ (تنبیہ الغافلین حصہ۲ صفحہ:۱۹۴)

جنتی اعمال:

حضرت ابو امامہ بن عجلان الباہلی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں خطبہ دیتے سنا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو، پانچوں نمازیں ادا کرو، ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو، اپنے امیروں کی اطاعت کرو، اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(رواہ الترمذی فی اٰخر کتاب الصلوٰۃ وقال حدیث حسن صحیح۔ ریاض الصالحین باب التقویٰ ۹)

سعادت اور شقاوت کی پانچ پانچ نشانیاں:

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سعادت کی پانچ نشانیاں ہیں۔

(۱) دل میں یقین (۲) دین میں تقویٰ (۳) دنیا سے بے رغبتی (۴) آنکھوں میں حیا اور بدن میں خوفِ الٰہی

اسی طرح شقاوت یعنی بدبختی کی بھی پانچ نشانیاں ہیں۔

(۱) دل کی سختی (۲) آنکھوں میں آنسو نہ آنا (۳) حیا کی کمی (۴) دنیا میں رغبت (۵) اور لمبی اُمید۔

(تنبیہ الغافلین حصہ۲ صفحہ:۱۹۵)

تقویٰ دین کی حفاظت ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ حلال اور حرام کو واضح کر دیا گیا ہے۔ مگر چند امور ان کے درمیان مشتبہ ہیں۔ جن کا علم اکثر کو نہیں ہے۔ پس جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچ گیا۔ اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچالیا اور جو شخص مشتبہ چیزوں میں پھنس گیا وہ حرام میں پڑ گیا۔ اس چرواہے کی طرح جو چراگاہ کے کنارے بکریاں چراتے چراتے چراگاہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ جان لو کہ ہر بادشاہ کے کچھ ممنوعہ علاقے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ممنوعہ علاقے اس کی محرمات ہیں اور یہ بھی جان لو کہ جسم میں ایک لوتھڑا ''دل'' ہوتا ہے اگر وہ صحیح ہے تو سارا جسم سلامت ہے اگر وہ خراب ہو تو سارا جسم بیکار ہو جاتا ہے۔

حکایت:

روایت حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے عمان جانے کے لیے جانور کرایہ پر لیا۔ دوران سفر کوڑا ''چھانٹا'' گر گیا آپ سواری سے اُترنے اسے وہیں باندھا اور پیدل پیچھے جا کر کوڑا اُٹھا لائے۔

عرض کیا گیا کہ آپ سواری کو ہی پیچھے موڑ لیتے اور کوڑا اُٹھا لیتے فرمایا سواری کا یہ جانور میں نے آگے جانے کے لیے کرایہ پر لیا ہے واپس لوٹنے کے لیے نہیں (تنبیہ الغافلین حصہ۲ صفحہ:۲۰۰)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تقویٰ:

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خالص تقویٰ یہ ہے کہ اپنی آنکھوں کو حرام سے، زبان کو جھوٹ اور غیبت سے اور تمام اعضاء کو حرام سے بچا کر رکھے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق کے پاس سے زیتون کا تیل آیا جو کہ مرتبانوں

میں بند تھا۔ آپ نے پیالے بھر بھر کر لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کیا۔ قریب ہی آپ کے صاحبزادے بیٹھے تھے۔ جو پیالے کو لگا ہوا تیل اپنے بالوں میں لگا لیتے تھے۔

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے بیٹے سے فرمایا کہ تیرے بال مسلمانوں کے تیل کے بہت شوقین ہیں؟ پھر بیٹے کا ہاتھ پکڑا اور حجام کے پاس جا کر اس کے بال منڈوا دیے اور فرمایا یہی تیرے لیے اچھا ہے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ ۲)

صرف قلم واپس کرنے کی خاطر طویل سفر:

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منقول ہے کہ وہ ملک شام میں حدیثیں لکھتے تھے۔ ان کا قلم ٹوٹ گیا تو کسی سے قلم مستعار لے لیا۔ جب لکھنے سے فارغ ہوئے تو واپس کرنا بھول گئے اور قلم کو قلمدان میں رکھ دیا۔ جب آپ واپس ''فرو'' (شہر کا نام) پہنچے تو قلم کو دیکھ کر یاد آیا کہ یہ تو واپس نہیں کیا چنانچہ آپ پھر شام گئے اور قلم کے اس مالک کو واپس کیا۔
(تنبیہ الغافلین حصہ ۲ صفحہ: ۱۹۶)

خلاصہ:

تمام تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے نسب کی حقیقت تلاش کی تو جسے عام لوگ سمجھتے تھے۔ وہ غلط محسوس ہوا کہ محض ظاہری نسب پہ فخر کرنا کسی کام کا نہیں۔ نسب تلاش کرنا ہے۔ تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کر تقویٰ پرہیزگاری میں ہی نسب پایا جاتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام کی زندگیاں ہمارے لیے مشعل راہ ہیں لہٰذا تقویٰ و پرہیزگاری اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مجھے نسب کی حقیقت اسی کے باعث حاصل ہوئی۔

------☆☆☆------

چھٹی نصیحت قناعت کا بیان

قَال: طلبت الشرف فی وجدتها فی القناعة

فرمایا: عزت و شرافت کا طالب ہوا تو میں نے اسے قناعت میں پایا۔

مطلب:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ عزت و شرافت کو میں تلاش کرنے لگا کہ عزت و شرافت مجھے حاصل ہو جائے تو عزت و شرافت کو میں نے قناعت میں پایا۔

یعنی جو شرافت اور عزت و احترام کا طلبگار ہے اسے چاہیے کہ وہ قناعت اختیار کر لے قناعت اختیار کرنے کے بے شمار فائدے ہیں۔ ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ قناعت کرنے والے کو عزت و شرافت حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ عزت و شرافت اسے دائمی طور پر حاصل ہوتی ہے۔ دنیا والوں کی نظروں میں بھی قناعت کرنے والا معزز اور شرافت والا ہوتا ہے اور یہ عزت و شرافت اسے ان شاء اللہ قبر و حشر میں بھی حاصل رہے گی۔

قناعت:

(ق۔نا۔عت) (ع۔ا۔مت) تھوڑی چیز پر راضی اور خوش رہنا جو مل جائے اس پر راضی رہنا (فیروز اللغات)

حقیقت قناعت:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے قناعت کی حقیقت واضح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

فقیر کے لیے ضروری ہے کہ وہ قانع ہو مخلوقات سے امیدیں وابستہ نہ کرے۔ان کے اموال پہ نگاہ نہ رکھے اور نہ ہی مال ودولت کے حصول میں حریص ہو، یہ اس وقت ممکن ہے۔جب انسان بقدر ضرورت اپنے کھانے پینے ، پہننے اور رہائش کی چیزوں پر مطمئن ہوجائے اور ہر معمولی چیز پر اکتفا کرے اور اپنی اُمیدیں ایک دن یا ایک ماہ سے زیادہ نہ کرے۔ کیونکہ شرت کی طلب اور طول امل سے قناعت کا مفہوم ختم ہوجاتا ہے اور انسان حرص اور لالچ میں مبتلا ہوجاتا ہے۔پھر یہی طمع اور لالچ سے بداخلاقی اور برائیوں پر آمادہ کرتے ہیں۔جن سے انسان کی اچھی عادات تباہ ہوجاتی ہیں اور حرص وطمع اس کی فطرتِ ثانیہ بن جاتے ہیں۔
(مکاشفۃ القلوب اُردو ترجمہ صفحہ:۲۹۵)

حدیث شریف ۱:

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

لَيْسَ الْغِنٰى كَثْرَةِ الْعَرْضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ

تونگری مال کی کثرت سے نہیں ہوتی بلکہ دل کی بے پروائی کا نام تونگری ہے۔

(۱) بخاری شریف (۲) مسلم شریف (۳) مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق فصل اول حدیث نمبر ۴۹۴۱
(۴) ریاض الصالحین (۵) سنن ابن ماجہ شریف باب القناعۃ)

فائدہ:

دل کی غنا سے مراد قناعت وصبر رضا بر قضا ہے حریص مالدار فقیر ہے قناعت والا غریب امیر ہے

تونگری نہ بمال است نزد اہل کمال
کہ مال تالب گوراست بعد ازاں اعمال

(۱) ہوسکتا ہے کہ غنیٔ نفس سے مراد کمالات روحانیہ ہوں کہ اس کی برکت سے دولت منداس کے دروازہ کی خاک چومتے ہیں دیکھ لو داتا گنج بخش اور خواجہ اجمیری کے آستانے رضی اللہ عنہما مطلب یہ ہے کہ

رضينا قسمة الجبار فينا
لنا علم و للجهال مال
فان المال يفنى عنقريب
وان العلم باق لايزال

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ صفحہ ۱۳۔۱۲)

قناعت کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ هُدِیَ اِلَ الْاِسْلَامِ وَرُزِقَ الْكِفَافُ وَقَنَعَ بِهٖ

تحقیق وہ شخص کامیاب ہوگیا جسے اسلام کی ہدایت نصیب ہوئی ہو تھوڑی روزی ملی ہو اور وہ اس پر قناعت کرتا ہو۔

(سنن ابن ماجہ شریف ابواب الزھد نمبر ۵۶ ۷ القناعۃ حدیث نمبر ۱۹۴۰)

حدیث شریف:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قَدْاَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِ قَ كِفَافًا وَقَنَعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ

تحقیق وہ کامیاب ہوگیا جو مسلمان ہوا اور بقدر کفایت رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ اُسے دیے پر قناعت دی۔

(مسلم شریف۔ مشکوۃ شریف کتاب الرقاق فصل اوّل حدیث نمبر ۴۹۳۶۔ ریاض الصالحین)

فائدہ:

اسی حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جسے ایمان وتقویٰ بقدر ضرورت مال اور تھوڑے مال پر صبر یہ چار نعمتیں مل گئیں، اس پر بڑا ہی کرم وفضل ہوگیا۔ وہ کامیاب رہا اور دنیا سے کامیاب گیا (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۷ صفحہ:۹)

قابل رشک:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے دوستوں میں زیادہ قابل رشک میرے نزدیک وہ مسلمان ہے جو کم سامان والا نماز کے بڑے حصے والا ہو، اپنے رب کی عبادت خوب اچھی طرح کرے اور خفیہ اس کی اطاعت کرے اور لوگوں میں چھپا ہوا ہے کہ اس کی طرف انگلیوں سے اشارے نہ کیے جائیں۔ اُس کا رزق بقدر ضرورت ہو۔ اُس پر صبر کرے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے چٹکی بجائی فرمایا اُس کی موت جلد آجاوے۔ اس پر رونے والیاں کم ہوں۔ اس کی میراث کم ہو (رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ مشکوۃ شریف کتاب الرقاق)

فائدہ۔ اس کی جان آسانی سے نکلتی ہے حکیم الامت مفتی صاحب اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یعنی بہت آسانی سے اس کی جان نکل جائے۔ جس کے دل میں دنیا کی محبت بہت ہو۔ اس کی جان بڑی مصیبت سے نکلتی ہے۔ اسے نزع کی تکلیف کے ساتھ دنیا چھوٹنے کا غم بھی ہوتا ہے۔ مومن کی موت کے وقت حضور سے ملنے کی ایسی خوشی نصیب ہوتی ہے کہ وہ شدت نزع کو محسوس نہیں کرتا وہ سمجھتا ہے کہ زندگی میں مجھے مدینہ منورہ کی حاضری مشکل تھی۔ اب میری قبر ہی مدینہ میں بن جائے گی۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کی عمر کم ہو (مرقات) لہٰذا یہ فرمان اس حدیث کے خلاف نہیں کہ مومن کی درازِ عمر اللہ کی رحمت ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۷ صفحہ:۲۶)

انوکھی حکایت:

حضرت امام عبداللہ اسد یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روض الریاحین میں یہ حکایت بیان کی ہے کہ:

حضرت یونس علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا ہم روئے زمین کے سب سے بڑے عابد کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اُنھیں ایک ایسے شخص کے پاس لے گئے جس کے ہاتھ پاؤں جذام کی وجہ سے کٹ کر جدا ہو چکے تھے اور وہ شخص زبان سے کہہ رہا تھا تو نے جب تک چاہا ان اعضاء سے مجھے فائدہ بخشا اور جب چاہا لے لیے اور میری اُمید صرف اپنی ذات میں باقی ہے اے میرے پیدا کرنے والے میرا مقصود تو تو ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا: اے جبرائیل! میں نے آپ سے صوم وصلوٰۃ والے شخص کو دیکھنے کا سوال کیا تھا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: اس مصیبت میں مبتلا ہونے سے قبل یہ ایسا ہی تھا۔ اب مجھے یہ حکم ملا ہے کہ اس کی آنکھیں بھی لے لوں۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اشارہ کیا اور اس کی آنکھیں بھی نکل پڑیں۔ مگر عابد نے زبان سے وہی بات کہی: جب تک تو نے چاہا ان آنکھوں سے مجھے فائدہ بخشا اور جب چاہا اُنھیں چھین لیا اور اے خالق! میری امید گاہ صرف اپنی ذات کو رکھا میرا مقصود تو تو ہی ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عابد سے فرمایا: آؤ! ہم تم باہم سے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تم کو پھر تمھاری آنکھیں اور تمھارے ہاتھ پاؤں لوٹا دے اور تم پہلے ہی کی طرح عبادت کرنے لگو۔

عابد نے کہا: ہرگز نہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: آخر کیوں نہیں؟

عابد: اس کی رضا جب اسی میں ہے تو مجھے اس کی رضا زیادہ محبوب ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا: واقعی میں نے کسی کو اس سے بڑھ کر عابد نہیں دیکھا۔

(بزم اولیاء صفحہ:۴۹۳ اُردو ترجمہ روض الریاحین)

قیامت کے دن فقیر کی تمنا:

فرمان نبوی ہے کہ قیامت کے دن ہر امیر اور فقیر یہ تمنا کرے گا کہ اسے دنیا میں معمولی غذا میسر آتی۔

(مکاشفۃ القلوب صفحہ:۲۵۳)

زیادہ غنی بندہ:

مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب کائنات سے سوال کیا کہ

تیرا کون سا بندہ زیادہ غنی ہے؟

ارشاد ربانی ہوا کہ جو میرے عطا کردہ رزق پر قناعت کرتا ہے۔

پھر پوچھا: عادل کون ہے؟

رب کائنات نے ارشاد فرمایا: جو اپنے آپ سے انصاف کرتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب صفحہ:۲۵۳)

سب سے بہترین زندگی والا انسان:

ایک دانا کا قول ہے میں نے لوگوں میں سے سب سے غمزدہ حاسد کو سب سے بہترین زندگی والا قناعت پسند کو، سب سے زیادہ مصائب پر صبر کرنے والا لالچی، سب سے زیادہ خوش تارکِ دنیا کو اور سب سے زیادہ پشیمان حد سے تجاوز کرنے والا عالم کو پایا۔ (مکاشفۃ القلوب ۲۵۶)

قناعت کے فضائل وفوائد:

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سروردی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:
اخلاق صوفیہ میں قناعت بھی ہے۔ یعنی دنیا کی تھوڑی سی چیز پر بس کرنا (یعنی دنیا کی تھوڑی سی چیز کو ہی کافی سمجھنا)
حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس نے قناعت اختیار کی اس کو اہل زمانہ سے آرام حاصل ہوا اور اس نے اپنے عہدوں پر غلبہ پالیا۔

حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قناعت میں بجز عزت کے اور فائدے نہ بھی ہوتے تو صاحب قناعت کے لیے یہی بہت کافی تھا۔

حضرت بنان بن حمال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الحر عبد ما طمع والعبد حر ما قنع یعنی طمع آزاد بندے کو بھی قیدی بناتی ہے اور قناعت قید سے قیدی کو آزادی دلاتی ہے۔

بعض صوفیہ کا ارشادگرامی ہے کہ جس طرح تو قصاص کے ذریعہ اپنے دشمن سے بدلہ لیتا ہے۔ اسی طرح اپنی قناعت سے حرص کا انتقام لے۔

حضرت شیخ ابوبکر فراغی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دانا وہ ہے جس نے قناعت اور سوچ بچار سے دنیاوی امور کی تدبیر کی اور حرص اور عجلت کے ساتھ اُخروی امور کا اہتمام کیا۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو اپنے رزق پہ قانع ہوگیا وہ آخرت کو حاصل کرلے گا اور اس کی (دنیا کی) زندگی بھی اچھی طرح گزرے گی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قناعت ایسی تلوار ہے جو کبھی نہیں اچٹتی یعنی جس کا وار خالی نہیں جاتا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے کہ قناعت ایسا مال ہے ختم نہیں ہوتا (خلاصہ از عوارف المعارف صفحہ: ۴۱۷:۴۱۶)
حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص اس زمانے میں جو کی روٹی پر قناعت نہ کرے وہ ضرور ذلیل وخوار ہوگا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے مال جمع کرنے کی اجازت چاہی تو اسے فرمایا جو شخص مال جمع کرتا ہے وہ پانچ خصلتوں میں مبتلا ہوگا۔ یعنی طول امل، شدت، حرص، بخل آخرت سے فراموشی قلتِ پرہیزگاری (اسلامی تربیتی نصاب جلد ۲ صفحہ: ۹۵۲)
کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ:

اِنَّ الْقَنَاعَةَ مَنْ یَحْلِلْ بِسَاحَتِهَا
لَمْ یَلْقَ فِیْ دَهْرِهٖ شَیْئًا یُقْرِقُهٗ

بے شک جو انسان قناعت اختیار کرلیتا ہے۔ اسے کبھی کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوئی اور اس پر کبھی دکھ کا سایہ نہیں پڑتا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ کیا میں تمھیں نہ بتلاؤں کہ میں اللہ تعالیٰ کے مال سے کیا کچھ لینا حلال سمجھتا ہوں؟ سنو! سردی اور گرمی کے لیے دو چادریں اور اس کے علاوہ مجھے حج، عمرہ اور غذا کے لیے قریش کے معمولی جوان کی شکم سیری کے بقدر غذا کی فراہمی، لوگو! میں مسلمانوں سے اعلیٰ اور ارفع نہیں ہوں۔ بخدا میں نہیں جانتا کہ اتنا لینا بھی جائز ہے یا نہیں؟ گویا آپ اتنی سی مقدار میں بھی شک فرما رہے تھے کہ کہیں یہ قناعت کے دائرہ سے خارج تو نہیں ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

خلاصہ یہ کہ جو انسان قناعت کی صفت اپناتا ہے۔ جس کی وجہ سے جو کچھ میسر ہوتا ہے وہ اسی پہ قناعت کرتے ہوئے کسی سے کوئی چیز نہیں مانگتا۔ جس وجہ سے معاشرے میں اس کی عزت ہوتی ہے۔ لوگ اس کی عزت کرتے ہیں۔ لوگوں کی نظر میں قناعت اختیار کرنے والا انسان عزت و احترام کے لائق ہوتا ہے۔ لوگ اسے شریف سمجھتے ہیں۔ اس لیے اس کی عزت کرتے ہیں۔ اسی قناعت کی صفت اپنانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آپ کو عزت اور شرافت کا جب میں طالب ہوا تو عزت و شرافت کو میں نے قناعت میں پایا۔

------☆☆☆------

ساتویں وصیت زُہد میں راحت وسکون

قال: طلبت الراحة في وجدتها في الزهد

فرمایا: میں نے راحت وسکون طلب کیا تو اسے زہد میں پایا۔

راحت وسکون کے لیے لوگ جان جوکھوں کے کام بھی کرتے ہیں۔ نہ جانے کیسے کیسے پاپڑ بیلتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود راحت وسکون میسر نہیں آتا۔ کوئی کہتا ہے دولت کے ڈھیر لگا لیجیے۔ راحت وسکون میسر آ جائے گا مگر یہ ان کی بھول ہوتی ہے کیونکہ جوں جوں دولت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ ان کی پریشانیوں میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ بلکہ تجربہ شاہد ہے بے شمار لوگ ایسے ہیں کہ دولت کی ریل پیل ہے۔ اس کے باوجود آدھی آدھی رات تک بلکہ رات گئے تک نیند کی دیوی رام نہیں ہوتی۔ بلکہ اکثر تو نیند آور ادویات کے سہارے نیند لینے کے عادی ہوتے ہیں۔ جب کہ جن لوگوں کے پاس دولت کے ڈھیر نہیں ہوتے۔ بلکہ قلاش ہوتے ہیں۔ وہ رات کو جہاں لیٹتے ہیں۔ فوراً نیند کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ دولت کی ریل پیل مزید پریشانیوں کا باعث بنتی ہے۔ راحت وسکون حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ دولت کو راحت وسکون کا ذریعہ سمجھنے والے احمقوں کی جنت میں بستے ہیں۔ انھیں حقیقت کا سامنا کرنا دوبھر ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض اور لوگوں کے اپنے اپنے نظریات ہیں۔

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی وصیت:

گویا حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ وصیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ راحت وسکون کے سلسلے میں میرا تجربہ یہ ہے کہ راحت وسکون زہد میں ہے کیونکہ جب بھی میں نے راحت وسکون کو طلب کیا تو میں نے اسے زہد میں پایا۔

فائدہ:

اس لیے راحت وسکون کے طالب کو چاہیے کہ وہ حضرت خواجہ خواجگان پیرانِ پیر حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی وصیت مبارکہ پہ عمل پیرا ہو۔ اس وصیت مبارکہ پہ عمل پیرا ہونے والا انشاء اللہ مایوس نہیں ہوگا۔ بلکہ تجربہ کرے گا کہ خواجہ اویس قرنی کی وصیت مبارکہ بے شمار تجربات کا نچوڑ ہے۔

زھد:

سلف صالحین، بزرگان دین کے بہترین اخلاق سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ دنیا سے بے رغبتی اختیار فرمایا کرتے تھے۔ دنیا کے طالب کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ تمام زاہدوں کے سردار، مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر مبارک کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو واضح ہوگا کہ چالیس راتوں تک آپ کے گھر مبارک میں چولہا نہیں سلگتا تھا۔

زھد کی تعریف:

پروفیسر ڈاکٹر جناب طاہر القادری بیان کرتے ہیں کہ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لفظ، زہد میں صرف تین حروف ہیں حرف (ز) کا معنی زینت دنیا کو ترک کرنا (ہ) سے ہوائے نفس (اپنے دل کی خواہش) کو چھوڑنا ہے اور (د) سے تمام دنیا کو ترک کرنا مقصود ہے۔ پس جب تو ایسا کرے تو اس وقت زاہد کہلانے کا مستحق ہوگا۔ (اسلامی تربیتی نصاب جلد ۲ صفحہ: ۱۰۵۳)

زھد کی اقسام:

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے زہد تین قسم کا ہے۔

(۱) فرض یعنی حرام امور سے بیزاری۔

(۲) واجب یعنی مشتبہ امور سے بچنا جن میں حرام یا حلال ہونے کی خبر نہ ہو۔

(۳) سنت یعنی ایسی حلال چیزوں سے بچنا جو بے فائدہ ہوں اور نقصان دہ ہوں۔ اسی لیے حکومت سے بچنا (زہد) سونے چاندی کے (بچاؤ) زہد سے زیادہ مشکل ہے کیونکہ ان چیزوں کو تو طلب حکومت میں خرچ کیا جاتا ہے۔

(اسلامی تربیتی نصاب جلد ۲ صفحہ: ۱۰۵۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی حقیقت زہد:

عَنْ اَبِیْ ذَرِّ الغِفَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لَیْسَ الزَّھَادَۃُ فِی الدُّنْیَا بِتَحْرِیْمِ الْحَلَالِ وَلَافِیْ اِضَاعَۃِ الْمَالِ وَلٰکِنَّ الزَّھَادَۃَ فِی الدُّنْیَا اَنْ لَّا تَکُوْنَ بِمَا فِیْ یَدَیْکَ اَوْثَقُ مِنْکَ بِمَا فِیْ یَدَ اللّٰہِ وَاَنْ تَکُوْنَ فِیْ ثَوَابِ الْمُصِیْبَۃِ اِذَا اَصَبْتَ بِھَا اَرْغَبُ مِنْکَ فِیْھَا لَوْ اَنَّھَا اُبْقِیَتْ لَکَ

قَالَ ھَشَامُ قَالَ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیُّ یَقُوْلُ مِثْلُ ھٰذَا الْحَدِیْثِ فِی الْاَحَادِیْثِ

كَمَثَلِ الْاِبْرِيْزِ فِي الذَّهَبِ (سنن ابی ماجه ابو اب الزهد حديث نمبر ۱۹۰۲)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم روف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا زہد یہ نہیں ہے کہ انسان اپنے اوپر حلال چیزوں کو حرام کرے یا یہ کہ اپنا مال لُٹادے اور ختم کردے۔ بلکہ زہد یہ ہے کہ اپنے مال پر خدا کے مال سے زیادہ بھروسہ نہ کرے اور دنیا کی مصیبت سے خوش ہونا ہو کیونکہ یہ زیادہ اہم ہے کہ آخرت میں مصیبت پیش نہ آئے اور دنیا میں آئے۔

ابوادریس خولانی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث مبارکہ دوسری احادیث میں اسی طرح ہے جیسے سونے میں کندن۔

امام غزالی کا بیان:

اصطلاح میں زہد مباحات کے چھوڑنے کا نام ہے (احیاء العلوم شریف جلد ۴ صفحہ ۴۰۲)

زاھد کے پاس بیٹھنے کی فضیلت:

ابوخلاد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام میں سے ہیں اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا رَاَيْتُمُ الرَّجُلَ قَدْ اُعْطِىَ زُهْدًا فِي الدُّنْيَا وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوْا مِنْهُ فَاِنَّهٗ يُلْقِى الْحِكْمَةَ (سنن ابن ماجہ شریف ابواب الزہد حدیث نمبر ۴۱۰۳)

جب تم کسی شخص کو دنیا سے بے رغبت دیکھو اور کم گفتار پاؤ تو اس کے پاس بیٹھو کیونکہ اس پر حکمت کا نزول ہوتا ہے۔

اللہ محبوب رکھے گا:

حضرت سہل بن سعد نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا۔

فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِىْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا اَنَا اَحَبَّنِىَ اللّٰهُ وَاَحَبَّنِىَ النَّاسُ

پس اس نے عرض کیا کہ رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتایئے۔ اگر میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ بھی مجھے محبوب رکھے اور لوگ بھی محبوب رکھیں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِيْمَا فِىْ اَيْدِى النَّاسِ يُحِبُّوْكَ (سنن ابن ماجہ ابواب الزہد)

زھد عبادات سے بہتر:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جس نے دنیا سے زہد اختیار کیا اس کی دو رکعت نماز سارے مجتہدوں کی عمر بھر کی عبادات سے بہتر ہے۔ (کیمیائے سعادت)

ایک زاھد کی بادشاہ کو نصیحتیں:

حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی قدس سرہ العزیز بیان فرماتے ہیں کہ

کسی تارک الدنیا نے ایک بادشاہ سے فرمایا کہ دنیا کی مذمت اور اسے چھوڑ دینے کا لوگوں میں سب سے زیادہ مستحق وہ

شخص ہے جو مالدار ہے اور دولت کے بل بوتے اپنے کام انجام دے رہا ہے، ہوسکتا ہے اس کے مال پر کوئی آفت نازل ہو کر اسے محتاج کرنے یا کوئی آفت اس کی جمع کردہ پونجی اور اس کے درمیان تفرقہ ڈال دے یا کوئی بادشاہ اس کے مال و دولت کو پامال کرتا ہو گزر جائے یا کوئی تکلیف اس کے جسم میں سرایت کر جائے یا دنیا کی کوئی جان سے پیاری چیز اسے دوستوں کی نظروں سے گرادے اور بایں طور پر بھی دنیا لائق مذمت ہے کہ یہ کچھ دیتی ہے واپس لے لیتی ہے، یہ ایک ہی وقت میں دو دو آدمیوں سے محبت کرتی ہے، یہ ہنسنے والوں پر ہنستی اور رونے والے پر روتی ہے، دیتے وقت واپسی کا تقاضا بھی کر دیتی ہے، آج مالداروں کے سر پر تاج رکھتی ہے اور کل اسے مٹی میں چھپا دیتی ہے، چاہے جانے والا اسی کے غم میں مر گیا اور زندہ اسی کے لیے زندہ ہو، وہ مر جانے والے کے وارث کے گلے میں مل جاتی ہے اور کسی تغیر و تبدل کی پرواہ نہیں کرتی (مکاشفۃ القلوب صفحہ:۲۴۴)

زھد کی فضیلت:

(۱)امام غزالی رحمة الله علیه:

زہد اگر چالیس دن تک بھی اختیار کر لیا جائے تو صاحب زہد کے دل میں حکمت و معرفت کی وہ آنکھ روشن ہو جاتی ہے جو کبھی دھوکہ نہیں کھا سکتی۔ (نسخہ کیمیا ترجمہ کیمیائے سعادت صفحہ:۹۶۵)

(۲)نبی کریم ﷺ کا فرمان:

رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر تجھے حق تعالیٰ کی دوستی کی آرزو ہے تو دنیا میں زاہد بن جا۔

(۳) حکمت کے دروازے:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جو شخص دنیا میں زہد اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل پر حکمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ تب اس کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے حکمت کی شان لیے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو جہاں دنیاوی علتوں اور بیماریوں کے راز سے واقف کر دیتا ہے۔ وہاں ان کے دوا دارو سے بھی آگاہ کر دیتا ہے اور اس دنیا سے اس سلامتی کے گھر تک صحیح و سالم پہنچا دیتا ہے (کیمیائے سعادت زہد کی حقیقت کا بیان)

زھد بہت بڑا عمل:

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ انھوں نے بیان فرمایا کہ ہم نے سب اعمال کو کیا مگر امر آخرت کے باب میں دنیا کے زہد سے بڑھ کر کوئی عمل نہ پایا (احیاء العلوم شریف صفحہ:۴۱۳ جلد ۴ ترجمہ فیض ملت)

دل اور بدن کی راحت:

حضرت عمر کا رضی اللہ عنہ قول مبارک ہے کہ دنیا میں زہد کرنا دل اور بدن کی راحت ہے (احیاء العلوم شریف جلد ۴ صفحہ:۴۱۳)

جنتی دروازوں میں سب سے پہلے زاھد داخل ہوں گے:

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جب جنت والے ان کی طرف جائیں گے تو ان کے دربان ان سے کہیں گے کہ قسم ہے اپنے رب کی عزت کی کہ ان دروازوں میں زاہدوں سے پہلے کوئی نہ جائے گا۔ (احیاء العلوم صفحہ:۴۱۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زہد:

حضرت عبید بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اون پہنتے اور درختوں کے پتے کھاتے، نہ ان کے کوئی لڑکا تھا جو کہ مرے، نہ گھر جو خراب ہو، کل کے واسطے کچھ نہ رکھتے تھے، جہاں شام ہوتی وہاں ہی سو رہتے۔

(احیاء العلوم شریف جلد ۴ صفحہ: ۴۱۴)

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا زہد:

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اکابر اولیاء کرام میں ہے۔ ریاضت، مجاہدہ، فقر اور ترک دنیا آپ کے محبوب ترین مشغلے تھے۔ آپ کشف و کرامات کی علامت اور ذوق و محبت کی درخشندہ نشانی تھے۔ ہمیشہ سری و خفی میں کوشاں رہتے، خود کو لوگوں کی نظروں سے چھپائے رکھتے اور ایک شہر سے دوسرے شہر کی جانب کوچ فرماتے رہتے۔ آخر کار اجودھن (موجودہ پاک پتن شریف) تشریف لائے یہاں کے باشندے تندخو، ظاہر پرست اور خاص کر فقیروں اور درویشوں کے دشمن تھے) آپ نے اس جگہ پہنچ کر فرمایا کہ یہ مقام میرے رہنے کے لیے مناسب ہے چنانچہ وہیں رہنے لگے۔ آپ کا یہاں پر کوئی پرسانِ حال نہ تھا قصبہ کے باہر کریر کے درخت تھے۔ ان میں سے ایک گھنے درخت کے نیچے بیٹھ کر یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ یہاں کی مسجد میں اکثر و بیشتر نماز پڑھتے اور عبادت کرتے یہیں آپ کے فرزند پیدا ہو گے اور یہیں آپ نے فاقے بھی کیے اور یہیں مجاہدے اور ریاضت کی صعوبتوں کو برداشت کرتے رہے۔ چونکہ زبردست روحانیت کے مالک تھے۔ اس لیے پوشیدہ نہ رہ سکے (اخبار الاخیار شریف۔ حیات الفرید صفحہ: ۱۵۶)

صاحب خزینۃ الاصفیاء کی روایت:

آپ حتی الامکان کوشش کرتے کہ عام لوگوں سے دور رہیں۔ چنانچہ آپ قصداً دہلی چھوڑ کر ہانسی چلے گئے اور وہاں دو سال تک رہے۔ مگر وہاں بھی لوگوں نے آپ کو گھیر لیا۔ چنانچہ وہاں سے چل کر ایک غیر معروف مقام (اجودھن یعنی موجودہ پاک پتن شریف) قیام فرما ہوئے۔ وہاں کے لوگ جاہل اور درشت تھے اور ان میں سے اکثر بزرگانِ دین کے منکر بھی تھے۔ آپ شہر کے باہر کیکر کے درختوں کے ایک جھنڈ میں رہنے لگے۔ وہاں آپ کے اہل و عیال اور دوسرے متعلقین اکثر فاقہ میں گزر بسر کرتے۔ بعض اوقات یوں ہوتا کہ انھیں تین دن کے بعد مشکل سے کھانا میسر آتا۔ چونکہ آپ کو اللہ پر پورا بھروسہ تھا۔ آپ نے اس فاقہ کشی کی بھی پرواہ نہ کی۔ آہستہ آہستہ فتوحات اور نذرانے پہنچنا شروع ہوئے۔ لیکن جو کچھ آتا آپ غریبوں اور مسافروں میں تقسیم کر دیتے اور خود ڈیہلے (کریر درخت کا پھل جسے ڈیہلے کہتے ہیں) کھا کر گزارا کرتے۔

(خزینۃ الاصفیاء جلد ۶ صفحہ ۱۱۱ حیات الفرید صفحہ: ۱۵۷)

فائدہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ عرصہ دراز جنگلی درختوں کے پتوں اور بے مزہ پھل کھا کر گزارہ کر لیا کرتے تھے۔ بلکہ بعض اوقات وہ بھی بھوک مٹانے کو نہ مل سکتے۔ آپ ہر ایک کا کھانا کھانے میں محتاط تھے۔ اس لیے لکڑی کی ایک روٹی کپڑے میں لپٹی ہوئی پاس رکھتے۔ جب کوئی ناواقف پوچھتا تو آپ اس کی طرف اشارہ کر کے فرماتے۔ یہ جو موجود ہے آپ کے زہد مجاہدات اور

حیات مبارکہ کے مزید مطالعہ کے لیے ہماری بہترین تصنیف لطیف حیات الفرید کا مطالعہ کیجیے۔

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا زھد:

الشیخ احمد بن محمود اویسی رحمۃ اللہ علیہ لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ میں بیان فرماتے ہیں کہ امام حجۃ الاسلام ابو محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''احیاء العلوم'' اور ''کیمیائے سعادت'' میں فرماتے ہیں کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ امام ومقتدا ہیں آپ نے دنیاوی معاملات سے اس طرح منہ موڑ لیا تھا کہ کچھ لوگوں نے یہ سمجھا کہ آپ دیوانے ہیں۔ اپنے نفس پر اس شدت وسختی کا یہ اثر ہوا تھا کہ لوگوں نے آپ پر اپنے گھروں کے دروازے بند کر دیے تھے۔ دو دو سال تک کسی نے آپ کو نہ دیکھا تھا کیونکہ آپ نماز فجر کی اذان کے وقت شہر سے باہر چلے جاتے اور نماز عشاء کے بعد واپس آتے۔

آپ کا طعام کھجور کی گری پڑی گٹھلیاں تھی۔ جو آپ راستے میں سے چن لیتے تھے اور اگر انھیں معمولی سے معمولی کھجور بھی مل جاتی تو اس کو حفاظت سے روزہ افطار کرنے کے لیے رکھ لیتے اور اگر اتنی کھجوریں مل جاتیں جو افطار کے لیے کافی ہوتیں تو گٹھلیاں صدقہ کر دیتے اور اگر ضرورت کے مطابق کھجوریں نہ ملتیں تو گٹھلیاں بیچ دیتے اور کھجوریں خرید لیتے اور روزہ کھولتے اور ایک خرقہ جس پر پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے۔ آپ کا لباس ہوتا تھا۔ آپ پیوند لگاتے جاتے تھے اور اسی لباس کو پہن لیتے تھے۔

جب بچے آپ کو دیکھتے تو آپ کو پتھر مارتے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ آپ دیوانے ہیں۔ آپ فرماتے کہ بچو چھوٹے پتھر مارو تا کہ زخم نہ لگ جائے اور جسم سے خون نہ نکل آئے اور میں طہارت اور نماز سے نہ رہ جاؤں۔ بالکل یہی بات شیخ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرہ الاولیاء میں مولانا سید محمود رحمۃ اللہ علیہ نے حیوۃ الذاکرین' میں نقل کی ہے۔ (لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ کا ترجمہ تاجدار یمن خواجہ اویس قرنی صفحہ:۴۳)

فائدہ:

حیات الذاکرین میں سید محمود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت اویس کوڑے کے ڈھیر پر سے (کپڑے کے) چیتھڑے چن لیتے اور ان سے اپنا لباس تیار کرتے تھے (تاجدار یمن خواجہ اویس قرنی صفحہ:۴۴)

خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوگوں کا رویہ:

کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو آپ کو دیوانہ کہتے تھے اور رشتہ دار آپ کا مذاق اڑاتے تھے اور بچے آپ سے مخول کرتے تھے اور آپ کو پتھر مارتے تھے جس محلے اور کوچے سے آپ گزرتے تھے۔ لوگ آپ کا مذاق اڑاتے۔ آپ کو پتھر مارتے اور آپ کے گھر کھانے پینے اور لباس کی چیزوں میں سے جو کچھ بچا ہوا ہوتا آپ تقسیم کر دیتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اے خدا مجھ سے کسی ایسے شخص کے متعلق موخذہ نہ کرنا جو ننگا بھوکا مر جائے۔ (خلاصہ از تاجدار یمن خواجہ اویس قرن صفحہ: ۴۵_۴۴)

زھد کے متعلق غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مقالہ نمبر ۵۱ میں فرمایا ہے کہ زاہد کو اقسام کے سبب دو ثواب ملتے ہیں۔ پہلا ترک اسباب پر کیونکہ وہ اپنی خواہش اور موافقت نفس سے کچھ نہیں لیتا۔ بلکہ محض امر کی تعمیل کرتا ہے۔ جب نفس سے اس کی مخالفت اور دشمنی ثابت ہو جاتی ہے۔ اس کو محققین اہل ولایت میں شمار کرتے ہوئے ابدال وعرفاء کی صفت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت

اسے حکم ہوتا ہے کہ اپنی قسمت کی چیزیں پکڑلو کیونکہ وہ اس کے لیے تخلیق ہوئی ہیں اور خاتمہ قدرت سے اس لیے تحریر ہو چکی ہے اور روشنائی خشک ہو چکی ہے اور علم ازلی میں ایسا ہی تھا۔ زاہد جب حکم کی تعمیل کرے یا باطنی علوم سے واقف ہو جائے تو اپنی قسمت کی چیز لے لیتا ہے کیونکہ تقدیر اور حکم الٰہی اسی طرح ہے اور اس میں اس کی ذات اور خواہش وطلب کا دخل نہیں ہے۔ پھر اسے حکم الٰہی کی تعمیل اپنے علم کے مطابق لینے میں حق تعالیٰ کے ساتھ موافقت پر ثواب کا دوسرا حصہ بھی مل جاتا ہے۔ (فتوح الغیب مقالہ ۵۱)

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت:

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے احوال میں مذکور ہے کہ آپ نے کسی شہری کو لکھا کہ ہمارا کچھ حصہ تمھارے پاس ہے وہ آن دے دو ورنہ کل دینا پڑے گا۔ اس شخص نے مطلوبہ رقم نہ پیش کی۔ یہ کسی اور آدمی کا وکیل وامین تھا۔ دوسرے دن اس مؤکل کا خط آیا کہ میری رقم میں سے اتنی رقم حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے لیے روانہ ہے وہ فوراً آپ کی خدمت میں پہنچا دو۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بندہ جب مامور ہو جائے اور علم باری تعالیٰ پر مطلع ہو جائے تو اسباب سے تعلق درست ہے۔ (اردو ترجمہ شرح فتوح الغیب صفحہ:۵۳۱-۵۳۰)

فائدہ:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی وضاحت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ خلاصہ کلام یہ کہ جب وہ ترک واخذ میں اپنے ارادے کو دخل نہیں دیتے اور یہ دونوں چیزیں حق تعالیٰ کے امر وفعل سے ہوتی ہیں تو وہ دونوں حالتوں میں ثواب پاتے ہیں (اُردو ترجمہ فتوح الغیب صفحہ:۵۳۱)

فائدہ:

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا زہد مشہور ومعروف ہے اس کتاب میں مطالعہ کر لیجیے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے آرام وسکون طلب کیا تو مجھے زہد اختیار کرنے سے آرام وسکون ملا۔ اس لیے آرام وسکون کے متلاشیوں کو آپ کی اس نصیحت مبارکہ پہ عمل پیرا ہو کر زہد اختیار کرنا چاہیے۔ زہد اختیار کرنے سے انشاء اللہ دنیوی زندگی میں آرام وسکون حاصل ہوگا اور بعد ازمرگ آرام وسکون حاصل ہوگا۔

------☆☆☆------

باب ۹:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شہادت

آپ کے وصال باکمال کے متعلق مختلف اقوال ملتے ہیں۔ مگران میں سے حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل ہوکر لڑتے ہوئے آپ کی شہادت ہوئی والاقول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ بہر حال فیضان اویس میں ہے کہ:

وصال یا شہادت:

اس سلسلے میں مختلف روایات ملتی ہے کہ آپ کا وصال عام حالات میں ہوایا آپ کی شہادت ہوئی۔

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور ان کی طرف سے جنگ صفین میں حصہ لیا اور جام شہادت نوش کیا۔ بعض روایات کے مطابق آپ نے حضرت عمر کے دور خلافت میں طبعی وفات پائی۔ تاہم جمہور مورخین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں شہادت والی روایت کو ترجیح دی ہے (فیضان ویس صفحہ: ۳۰)

حضرت جامی رحمۃ اللہ کا قول مبارک:

آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کہتے ہیں آپ آذربائیجان کی جنگ میں شریک مجاہدین اسلام تھے کہ شہید ہوگے۔
(شواہد النبوت رکن ہفتم صفحہ: ۳۹۹)

تحقیق حضرت اویس رضی اللہ عنہ کی شہادت

اسعد الغابہ:

أسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں ہے کہ

اسیر کہتے ہیں کہ میں نے اُنھیں (حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ چادر اُوڑھنے کو دی تھی تو جب کوئی شخص اُنھیں دیکھتا تو کہتا کہ چادر اویس کے پاس کہاں سے آئی۔ ھشام کلبی نے بیان کیا ہے کہ اویس قرنی جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے شہید ہوئے۔ ان کا تذکرہ ابن مندہ اور ابونعیم نے لکھا ہے۔

(أسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ أردو ترجمہ جلد اول صفحہ: ۲۳۸)

حوالہ طبقات ابن سعد:

طبقات ابن سعد کا حوالہ بیان کرتے ہوئے مفتی محمد راشد نظامی صاحب نے لکھا ہے کہ طبقات ابن سعد جلد ۶ اُردو کے صفحہ نمبر ۱۸۲ پر رقم ہے کہ جب سے آپ کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہوئی تھی اور آپ کی شان کا پتہ چلا تھا تو اس وقت سے آپ ایسے

روپوش ہوئے کہ بس جنگ صفین ۳۷ھ میں ہی لوگوں نے اُنھیں دیکھا (حضرت اویس قرنی صفحہ رضی اللہ عنہ ۱۵۷)

سیر الصحابہ کا حوالہ:

شاہ معین الدین ندوی نے سیر الصحابہ کی جلد ۱۳ کے صفحہ نمبر ۵۶ پر اصحابہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ان (خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو راہ خدا میں شہادت کی بڑی تمنا تھی اور اس کے لیے وہ دُعا کیا کرتے تھے۔ خدا نے جنگ صفین میں ان کی یہ آرزو پوری کر دی اور حضرت علی کی حمایت میں اُنھوں نے شہادت پائی (سیرت پاک حضرت اویس قرنی صفحہ رضی اللہ عنہ ۵۷)

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں بیان فرمایا ہے کہ:

حضرت سعید بن میتب سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے منیٰ میں منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا: اے اہل قرن! تو اس قبیلے کے بوڑھے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے:

اے امیر المومنین! ہم ہیں کیا ارشاد ہے؟

فرمایا: کیا قرن میں کوئی ایسا شخص ہے جس کا نام اویس ہے؟

ایک بوڑھے نے کہا: اس نام کا صرف ایک دیوانہ ہے۔ جو جنگلوں اور ریگستان میں رہتا ہے۔ نہ تو کسی کو اس کے ساتھ محبت ہے اور نہ ہی وہ کسی کی صحبت میں بیٹھتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے ان ہی کی تلاش ہے۔ جب قرن میں جاؤ تو اُنھیں تلاش کر کے ہمارا اسلام پہنچاؤ اور اُنھیں کہو کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمھارے بارے میں بشارت دی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تمھیں نبی کریم ﷺ کا سلام پہنچاؤں۔ جب وہ لوگ قرن میں پہنچے تو اُنھیں تلاش کیا۔ چنانچہ وہ ریگستان میں پڑے ہوئے مل گئے۔ ان لوگوں نے اُنھیں رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچایا۔ کہنے لگے امیر المومنین نے مجھے اور میرے نام کو مشہور کر دیا رسول اللہ ﷺ پر سلام ہو اور وادی حیرت و سرگردانی میں نکل گئے۔ اس کے بعد ان کا کوئی نشان نہ ملا۔ یہاں تک کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دنوں میں واپس آئے اور ان کے سامنے جہاد کیا اور جنگ صفین میں شہید ہو گئے۔ اسے ابن عساکر نے روایت کیا (اشعۃ اللمعات اُردو ترجمہ جلد ۷ صفحہ: ۶۱۴)

- معدنی العدنی میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

صفین ایک صحرا ہے اس جگہ ۳۷ ہجری میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ و معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ ہوئی اور اسی جنگ میں حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔

- اسی طرح صاحب مراۃ الاسرار نے لکھا ہے:

جناب اویس قرنی امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے عہد خلافت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ہاتھ پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کی اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ جنگ جمل میں نکلے تو جناب اویس رضی اللہ عنہ نے میدان صفین میں شہادت حاصل کی۔ (سوانح حضرت خواجہ اویس قرنی صفحہ: ۱۱۲)

حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

آپ کی شہادت کے متعلق حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور و معروف تصنیف لطیف تذکرۃ الاولیاء میں

بیان فرمایا ہے کہ منقول ہے کہ آپ عمر (مبارک) کے آخر حصہ میں حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ کی خدمت اقدس میں تشریف لائے اور ان کے ساتھ جنگوں میں شامل ہوتے رہے یہاں تک کہ ایک لڑائی میں آپ شہید ہو گئے انا للہ و انا الیہ راجعون (تذکرہ الاولیاء باب ۲)

فائدہ:

اسی طرح مولانا حسین معین الدین رحمۃ اللہ علیہ میبدی نے کتاب فواتح، شرح دیوان حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ میں لکھا ہے کہ:

ذوالحجہ ۳۷ ہجری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان صفین کے میدان میں جنگ ہوئی۔ اس وقت جناب اویس قرنی رضی اللہ عنہ دریائے فرات کے کنارہ پر میدان جنگ کے قریب ہی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جنگ کے طبل کی آواز سنی تو دریافت فرمایا یہ کیا واقعہ ہے؟

کسی نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ و معاویہ رضی اللہ عنہ میں جنگ برپا ہے یہ سنتے ہی آپ رضی اللہ عنہ میدان صفین میں جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف لائے اور ان کی طرف سے معاویہ کے ساتھ لڑ کر شہادت حاصل کی

اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ:

ہرم بن حیان فرماتے ہیں کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف لائے۔ آپ نے امیر المومنین کو سلام کیا۔ علی مرتضیٰ خواجہ اویس رضی اللہ عنہ کے تشریف لانے سے نہایت خوش ہوئے اور جواب سلام کے بعد بڑی مسرت کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو خوش آمدید کہا اور بہت اچھی طرح آپ کی خیریت مزاج و دیگر حالات دریافت کیے خواجہ اویس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قریب تھے۔ دونوں بزرگان اسلام میدان صفین کی طرف روانہ ہوئے اور خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی میدان جنگ میں شہادت حاصل کی۔ (سوانح حیات حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ صفحہ ۱۱۲۔۱۱۳)

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے مشہور و معروف تصنیف لطیف کشف المحجوب شریف میں لکھا ہے کہ ملاقات کے آخر میں (صحابہ کرام حضرت عمر فاروق اور سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو) فرمایا کہ آپ کو یہاں آنے میں بہت تکلیف ہوئی ہے اب آپ واپس تشریف لے جائیں کیونکہ قیامت قریب ہے وہاں ہماری ملاقات ہوگی اور پھر وہاں سے واپس کوئی نہیں آئے کیونکہ اس وقت میں قیامت کے لیے تیاری میں مشغول ہوں اصحاب رسول کی واپسی کے بعد ان کی بڑی قدر و منزلت ہونے لگی۔ جس سے بھاگ کر آپ کوفہ تشریف لے گئے۔ جہاں ہرم بن حیان نے ان کو ایک دفعہ دیکھا لیکن بعد میں کسی نے نہ دیکھا حتیٰ کہ جنگ صفین کے وقت پھر ظاہر ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے جنگ میں شریک ہوئے اور شہادت پائی (کشف المحجوب شریف باب ۱۰ تذکرہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ)

تحفۃ الاخیار:

کتاب تحفۃ الاخیار کے حوالے سے محمد الیاس عادل صاحب نے لکھا ہے کہ کتاب (تحفۃ الاخیار) میں حضرت عبداللہ بن

عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے درج ہے کہ فرماتے ہیں

''امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جب پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آپ کے پاس کوفہ اور اطراف و جوانب سے لشکر آ کر اکٹھے ہو رہے ہیں۔ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس آج ہیں لشکر جمع ہو گئے ہیں اور ہر لشکر میں ایک ایک ہزار افراد ہوں گے۔ حضرت علی کی اس بات سے مجھے حیرت ہوئی۔ میرے اندیشے کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی باطنی نگاہوں سے بھانپ لیا اور فوری طور پر حکم دیا کہ اس جنگل میں دو نیزے گاڑھ دیے جائیں اور جو شخص میرے لشکر میں شامل ہونا چاہے وہ ان نیزوں کے درمیان میں سے گزرے (چنانچہ ایسا ہی کیا گیا) اور پھر تمام لشکروں کی گنتی کی گئی مغرب کے وقت تک صرف ایک آدمی رہ گیا تھا۔ اس پر کسی نے حضرت علی سے عرض کی کہ یا امیر المومنین رضی اللہ عنہ! صرف ایک شخص کی کمی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص اب آئے گا وہ مرد کامل ہوگا اور اس کے آنے سے تعداد پوری ہو جائے گی۔ کچھ ہی دیر کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ ایک عمر رسیدہ شخص پیدل چلتا ہوا آ رہا ہے اس کے گلے میں پانی کا مشکیزہ لٹکا ہوا ہے اور زادِ راہ کمر سے باندھ رکھا ہے یہ کمزور اور معمر شخص گرد آلود چہرہ لیے آ رہا تھا۔ کچھ لوگ آگے بڑھے اور اس شخصیت کو بڑی عزت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے آئے۔ آنے والے نے سلام کیا اور اپنا نام اویس قرنی رضی اللہ عنہ بتایا اور فرمایا: یا امیر المومنین! اپنا دستِ اطہر آگے بڑھائیے تاکہ میں آپ کے دستِ حق پر بیعت کروں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے اور آپ رضی اللہ عنہ پر اپنی جان نچھاور کرنے کی غرض سے بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ اس لیے کہ جب لازمی طور پر ایک روز مرجانا ہے تو پھر آپ رضی اللہ عنہ پر ہی اپنی جان کیوں نہ قربان کر دوں (سیرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ عاشق رسول صفحہ: ۱۷۵۔۱۷۴)

حکیم الامت کا بیان:

حکیم الامت شیخ القرآن والتفسیر حضرت علامہ مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ آپ عرصہ تک کوفہ میں رہے۔ جنگ نہاوند یا جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ اکمال نے صفین میں فرمایا ہے (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۷ صفحہ: ۵۷۴)

فائدہ: واضح ہوا کہ مفتی صاحب کے نزدیک بھی ترجیحی قول صفین میں شہادت والا ہی ہے

صاحب مشکوۃ المصابیح کا بیان:

صاحب مشکوۃ المصابیح جناب حضرت شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان ہے کہ

اویس القرنی ہو اویس بن عامر کنیتہ ابو عمرو القرنی ادرک زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرہ و بشیر بہ ورآی عمر بن الخطاب ومن بعدہ وکان مشہورا بالزہد والعبادۃ نقد بصفین سنۃ سبع وثلثین (اکمال فی اسماء الرجال حرف الہمزہ)

ترجمانی از حکیم الامت:

اویس قرنی رضی اللہ عنہ آپ اویس ابن عامر ہیں۔ کنیت ابو عمرو ہے۔ قرن جو یمن کا ایک شہر ہے۔ وہاں کے رہنے والے ہیں۔

حضور انور کا زمانہ پایا۔مگر دیدار نہ کر سکے۔حضور انور ﷺ نے آپ کے مدینہ منورہ آنے کی بشارت دی تھی۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے ملاقات ہے۔گوشہ نشینی اور زہد و تقویٰ میں مشہور تھے۔ ۳۷ھ میں جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۷۔۱۲ اجمال ترجمہ اکمال یعنی حالات صحابہ و تابعین صفحہ:۵)

حضرت اویس رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں:

۱۵۷۶۔ابونعیم اصفہانی ،ابوبکر بن مالک عبداللہ بن احمد بن حنبل علی بن حکیم ،شریک ،یزید بن ابی زیاد ،عبدالرحمن بن ابی لیلی کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ جنگ صفین کے موقع پر ایک شامی نے آواز لگائی کہ کیا تمھارے اندر اویس قرنی ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''اویس قرنی رضی اللہ عنہ خیر التابعین ہیں'' چنانچہ اس نے اپنی سواری کا رخ حضرت علی کے لشکر کی طرف پھیر دیا۔

حلیۃ الاولیاء حصہ دوم صفحہ:۴۱۸

فائدہ:

وہ آواز سنتے ہی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری کا رخ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کی طرف پھیر دیا۔آپ جنگ صفین میں شریک ہوئے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں آپ کے مخالفین کے لشکر کے ساتھ لڑتے ہوئے ،شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

درج بالا روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ۔آپ کے وصال یا شہادت کے متعلق مختلف قسم کی روایات ہیں۔

- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں طبعی وفات پائی۔
- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے قول مبارک کے مطابق آپ نے آذربائیجان کی جنگ میں شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہادت کا جام نوش فرما گئے۔
- حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور میں یہ واقعہ بیان فرمایا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو کسی سفر میں پیٹ کی بیماری ہوئی اور وہ وفات پا گئے۔جب ان کے توشہ دان کو دیکھا گیا تو اس میں دو کپڑے تھے جو دنیا کے کپڑوں کی جنس سے نہ تھے ،دو آدمی قبر کھودنے گئے۔لیکن فوراً ہی واپس آئے اور کہا کہ ہم کو ایک قبر کھودی ہوئی مل گئی ہے۔چنانچہ لوگوں نے ان کو کفنا کر دفن کر دیا۔تھوڑی دیر بعد جب لوگوں نے دیکھا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو ''زہد'' میں روایت کیا (لمعۃ النورانی ترجمہ شرح الصدور صفحہ:۳۹۶)

فائدہ:

اس روایت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے پیٹ کی بیماری (یعنی دستوں کی بیماری) سے وصال فرمایا

- ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ آذربائیجان میں غزا کو گئے اور وہیں آپ کا انتقال ہوا۔ان کے دوست احباب نے چاہا کہ ان کے واسطے قبر کھودیں مگر ایک قبر پتھر میں کھدی ہوئی پائی گئی اسی میں دفنا دیا۔

حضرت اویس قرنی کے متعلق ایک اور روایت:

ابونعیم اصفہانی، ابوبکر بن مالک، عبداللہ بن احمد، زکریا بن یحیٰی بن رحمویہ، ہشیم بن عدی، عبداللہ بن عمرو بن مرہ، عمرو بن مرہ کے سلسلہ سند سے مروی ہے۔ عبداللہ بن سلمہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر آذر بائیجان میں جہاد کیا۔ جب آپ واپس لوٹنے لگے اویس قرنی رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے۔ ہم انھیں اپنے ساتھ اُٹھا لائے۔ مگر رستے میں جانبر نہ ہو سکے اور وفات پا گئے۔ (حلیۃ الاولیا حصہ دوم صفحہ: ۴۱۵)

فائدہ:

اس روایت میں اگر غور کیا جائے دیگر بے شمار روایات کے خلاف ہے حتیٰ کہ حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی ملاقات اور ان کے سامنے آپ کا بیان فرمانا کہ حضرت عمر بھی وفات پا گئے حضرت ہرم کا حیرانگی اختیار کرنا اور آپ کا ان کے دور حکومت کی خاص نشانی بیان کرنا یہ سب واقعات واضح کرتے ہیں کہ آپ کا وصال اس دور میں نہیں ہوا۔ بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں آپ کی شہادت ہوئی۔

ایک اور روایت:

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شرح الصدور میں فرماتے ہیں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو کسی سفر میں پیٹ کی بیماری ہوئی اور وہ وفات پا گئے۔ (لمعۃ النورنی ترجمہ شرح الصدور صفحہ: ۳۹۶)

فائدہ:

عبدالرحمٰن شوق صاحب شہادت کے علاوہ آپ کے وصال باکمال کے متعلق روایات کے متعلق بیان فرمانے کے بعد بیان فرمایا ہے کہ اگرچہ اکثر روایات صحیحہ میدان صفین میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت پانے کے متعلق ہیں۔ تاہم قیاساً کہا جا سکتا ہے۔ کہ غزوہ آذر بائیجان کی روایت قابل تسلیم نہیں ہو سکتی وہ اس لیے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت کے آخری سال میں ملاقات کی تھی اور اسی ملاقات فاروقی کے کئی سال بعد ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے شرف ملاقات حاصل کیا تھا۔ ان تاریخی واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت یقیناً حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہی ہوئی ہوگی واللہ اعلم بالصواب (سوانح حیات مع شرح حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ صفحہ: ۱۱۶)

تاریخ وصال کے متعلق عادل صاحب کی تحقیق:

محمد الیاس عادل صاحب اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی تاریخ وصال کی تحقیق بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی تاریخ وصال کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک تین رجب المرجب ۳۲ھ میں ہوا یہ روایت ''شواہد النبوت'' میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی ہے جب کہ کشف المحجوب کے مطابق حضرت اویس قرنی کا وصال مبارک ۱۳ رجب المرجب ۳۷ھ میں ہوا۔

امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ''روضۃ الریاحین'' میں دونوں اقوال کو نقل فرمایا ہے مگر دوسرے قول کو ترجیح

دی ہے۔

کتاب مخبرالواصلین کے مصنف نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے وصال مبارک کا سال ۳۹ھ بیان کیا ہے۔

''تاریخ آئینہ تصوف'' میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی تاریخ وصال کے ضمن میں تحریر ہے کہ ۳ رجب ۳۷ھ میں بروز اشراق کے وقت وصال ہوا۔ ایک تحقیق یہ بھی ہے کہ بتاریخ ۳ رجب المرجب ۳۹ھ میں جمعہ کے دن بعد جمعہ بمقام بصرہ مرتبہ جبروت میں وصال فرمایا اور حضرت موسیٰ راعی رحمۃ اللہ علیہ بموجب وصیت آپ کے جسد مبارک کو قرن میں لائے چنانچہ مزار شریف قرن میں ہے (بحوالہ مکتوب نطاب) (سیرت حضرت خواجہ اویس قرنی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ: ۱۸۰)

خلاصہ:

آپ کی تاریخ وصال کے متعلق مختلف اقوال ملتے ہیں مثلاً ۳ رجب ۲۲ھ جنگ نہاوند (ایران) بمطابق ۶۴۲۔۳ رجب ۳۲ھ، ۱۳ رجب المرجب ۳۷ھ، ۳۹ھ رجب المرجب ۳۹ھ بروز جمعۃ المبارک وغیرہ۔ مگران سب میں سے زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ آپ کی شہادت جنگ صفین میں ہوئی۔

ان سب کا مطالعہ غور وفکر اور تدبر سے کیا جائے تو واضح ہوگا کہ آذربائیجان والی روایات میں سقم ہے کہ جب ہرم حضرت ہرم نے آپ سے شرف ملاقات حاصل کیا اس کے سوا سبھی مورخین نے بیان کی ہے واضح ہوا کہ آپ کی شہادت مبارک جنگ صفین میں ہی ہوئی ہوگی۔ پس واضح ہوا کہ جمہور مؤرخین کا قول اس سلسلے میں قابل ترجیح ہے کہ آپ کی شہادت جنگ صفین میں ہوئی۔

- حضرت صوفی عبدالمجید صاحب نے آپ کی تاریخ وصال یا تاریخ شہادت کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت اویس قرنی کی وفات ایک روایت کے مطابق ۱۳ رجب ۲۲ھ کو ہوئی (تذکرہ اولیائے عرب وعجم صفحہ:۸۹)
- مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ اردو کے صفحہ نمبر ۸۹۵ پر درج ہے کہ حضرت اویس قرنی نے ہمیشہ اپنے آپ کو چھپائے رکھا تا آنکہ جنگ نہاوند (ایران) ۲۲ھ مفتی محمد راشد نظامی صفحہ:۱۵۶)
- اسی کتاب کے صفحہ ۸۹۵ پر بھی یہ درج ہے کہ سعید بن میتب کی روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک سال حج کے مواقع پر اہل قرن کو منیٰ میں منبر (شریف) پر کھڑے ہو کر پکارا اور ان سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کر کے ان کو اپنا سلام بھیجا جب وہ لوگ یمن گئے تو وہ حضرت اویس قرنی کو ایک ریگستان میں ملے اور حضرت عمر فاروق اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچایا تو حضرت اویس قرنی نے فرمایا کہ امیر المومنین نے میرا چرچا کر دیا اور میرے نام کو شہرت دی۔

اب کے بعد آپ السلام علیٰ رسول وعلیٰ الہ کہتے ہوئے جنگل میں جا گھسے اور مدتوں کسی کو ان کا نام ونشان بھی نہ ملا یہاں تک کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے عہد خلافت میں پھر نمودار ہوئے اور ان کی طرف سے لڑتے ہوئے جنگ صفین ۳۷ھ میں شہید ہوئے (حضرت اویس قرنی صفحہ ۱۵۶)

آپ کی شہادت

جس طرح آپ کے وصال یا شہادت کے متعلق مؤرخین متفق نہیں ہیں اسی طرح آپ کی تاریخ وصال کے متعلق بھی اختلاف ہے۔اس سلسلے میں بہت اختلافات پایا جاتا ہے۔

- حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی شہادت کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہمراہی میں جنگ میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔
- حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ آپ جنگ صفین کے وقت حضرت علی کی طرف سے جنگ میں شریک ہوئے اور شہادت پائی۔(کشف المحجوب)
- حضرت العلام نور الدین عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ العزیز نے بیان فرمایا ہے کہ آپ آذربائیجان کی جنگ میں مجاہدین اسلام تھے کہ شہید ہوگئے (شواہد النبوۃ صفحہ:۳۹۸ رکن ہفتم)
- حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور میں آپ کے وصال کا تذکرہ بیان فرمایا تو آپ نے تاریخ وغیرہ کا ذکر ہی نہیں فرمایا (شرح الصدور)
- عارف باللہ شیخ محقق حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ آپ جنگ صفین میں شہید ہوئے (اشعۃ اللمعات آخری جلد)
- الشیخ احمد بن محمود اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کی شہادت کے متعلق بیان فرمایا بلکہ مختلف شواہد بھی نقل فرمائے ہیں کہ آپ نے جنگ صفین میں شمولیت بھی اختیار کی اور آپ کی شہادت بھی اسی جنگ میں ہوئی۔

(لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ تحت لطیف ۲۴)

- شہادت کا واقعہ ابن عساکر نے بھی نقل فرمایا ہے۔
- حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی معدن العدنی میں اسی طرح بیان کیا ہے۔
- تاریخ طبری میں بھی اسی طرح بیان ہوا ہے۔
- فیض ملت ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے تو اس سلسلے میں خوب تحقیق بیان کی ہے کہ آپ نے جنگ صفین میں ۔تے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا (ذکر اویس)
- ذکر اویس میں مراۃ الاسرار کا حوالہ بھی لکھا ہوا ہے کہ آپ کی شہادت جنگ صفین میں ہوئی۔مزید کتب شرح صحیح مسلم، سلک السلوک، حلیوۃ الذاکرین روضۃ الریاحین، فواتح و شرح دیوان سیدنا علی المرتضیٰ، مجالس المومنین، حبیب السیر، تحفۃ الاخیار وغیرہ کتب میں بھی یہی بیان ہوا ہے کہ آپ کی شہادت جنگ صفین میں ہوئی۔صرف دو روایات ایسی ہیں جو اس کے خلاف ہیں ایک وہ روایت جو حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور میں بیان کی ہے۔

------☆☆☆------

باب نمبر ۱۰:

تحقیق کفن ودفن اور مزار پُر انوار

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

کہتے ہیں کہ آپ آذر بائیجان کی جنگ میں شریک مجاہدین اسلام تھے کہ شہید ہو گئے دوستوں نے چاہا کہ کفن پہنا کر دفن کریں۔ مگر ایک پتھر کے پاس پہنچے تو قبر قدرتی طور پر تیار تھی۔ کفن تیار کرنا چاہا تو آپ کے کپڑوں میں کفن تیار پڑا تھا۔ ایسا دکھائی دیتا تھا کہ یہ کفن انسانی ہاتھوں سے نہیں بنا تھا۔ چنانچہ آپ کو وہیں دفن کر دیا گیا (شواہد النبوۃ رکن ہفتم صفحہ:۳۹۹)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مزار پر انوار کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ جب آپ کو آپ کی قبر میں دفن کر کے واپس ہوئے تو پھر اس کا نام ونشان بھی کسی کو نہ ملا (طبقات امام شعرانی صفحہ:۳۹)

فائدہ:

ابو نعیم اصفہانی، ابو بکر بن مالک، عبد اللہ بن احمد، زکریا بن یحیٰی بن رحمویہ ہیثم بن عدی، عبد اللہ بن عمرو بن مرہ، عمرو بن مرہ کے سلسلہ سند سے مروی ہے عبد اللہ بن سلمہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں اویس قرنی کے ساتھ مل کر آذر بائیجان میں جہاد کیا۔ جب ہم واپس لوٹنے لگے اویس قرنی رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے۔ ہم اُنھیں اپنے ساتھ اُٹھا لائے مگر رستے میں جانبر نہ ہو سکے اور وفات پا گئے۔ ہم راستے میں ایک جگہ رکے دیکھا کہ اچانک ایک قبر کھدی ہوئی ہے اور پانی، کفن اور حنوط تیار رکھا ہے۔ ہم نے اُنھیں غسل دے کر کفنایا اور نماز پڑھی پھر اُنھیں دفن کر دیا۔ ہمارے ساتھی ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اگر ہم اس طرف سے ان کی قبر پہچان لیں گے۔ لیکن بعد میں ہم اس طرف لوٹے تو وہاں نہ قبر تھی اور نہ قبر کا نشان۔
(حلیۃ الاولیا حصہ دوم صفحہ:۴۱۰)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطیرحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور میں بیان فرمایا ہے:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو کسی سفر میں پیٹ کی بیماری ہوئی اور وہ وفات پا گئے جب ان کے توشہ دان کو دیکھا گیا تو اس میں دو کپڑے تھے جو دنیا کے کپڑوں کی جنس سے نہ تھے دو آدمی دوڑ کر قبر کھودنے کو گئے لیکن فوراً ہی واپس آئے اور کہا کہ ہم کو ایک قبر کھودی ہوئی مل گئی ہے۔ چنانچہ لوگوں نے ان کو کفنا کر دفن کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب لوگوں نے دیکھا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔
حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو زہد میں روایت کیا۔ (لمعۃ النوری ترجمہ شرح الصدور صفحہ:۳۹۶)

فائدہ:

شرح الصدور کا بہترین ترجمہ حضرت قبلہ فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر شاہ بخاری حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے لمعۃ النورانی ترجمہ شرح الصدور کے نام سے کیا ہے۔ دیگر تراجم سے کئی خوبیوں کی بنا پر منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ ۷۶ صفحات پہ مبنی تعارف امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور تصانیف سیوطی کی اجمالی فہرست پہ مبنی مقدمہ اپنی مثال آپ ہے۔ اگر ممکن ہو تو مطالعہ کیجیے۔ بے شمار فوائد پر مبنی یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔

بہر حال آپ کے کفن دفن کے متعلق الفقیر القادری ابو احمد اویسی کو ایک یہی روایت ملی ہے۔ جو بیان کر دی (واللہ اعلم بالصواب)

فائدہ:

یہ روایت مبارکہ ملاحظہ فرمایئے اور غور فرمایئے کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں پہ کتنی کرم نوازی فرماتا ہے۔ اولیاء اللہ کی زندگی شان والی ہوتی ہے۔ ان کا وصال بھی بڑا باکمال ہوتا ہے۔ اللہ والوں کی ظاہری حیات مبارکہ بھی مخلوق خدا کے لیے رحمت ہوتی ہے اور ان کا ظاہری وصال باکمال بھی مخلوق خدا کے لیے سدا رحمتوں کا سبب بن جاتا ہے۔ ہماری عقول ناقص ہیں۔ ان کی حقیقت سمجھنے سے قاصر رہتی ہیں۔ نہ ان کی ظاہری حیات کو سمجھ سکتی ہیں اور نہ ہی ان کے وصال باکمال کی حقیقت سمجھ سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے آپ کو آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں عام لوگوں کی نظر سے آپ کی حقیقت کو پوشیدہ رکھا۔ اسی طرح آپ کے مزار مبارکہ کو بھی پوشیدہ رکھا۔ کہ جب آپ کو دفن کر دیا گیا تو آپ کی مزار مبارکہ لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہو گئی۔

تحقیق مزار پُر انوار

آپ کے مزار پر انوار کے متعلق حتمی فیصلہ تو کوئی نہیں دے سکتا کہ آپ کی مزار پر انوار فلاں جگہ ہے۔ اس سلسلے میں آپ کے مزار کے متعلق متعدد روایات ملتی ہیں اور بعض مزارات ایسے مقامات پر بھی آپ سے منسوب ہیں۔ جہاں پہ پہنچنے کے متعلق تاریخی روایات کی شہادت نہیں ملتی۔ جو تاریخی روایات ملتی ہیں۔ ان سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کی مزار پر انوار درج ذیل مقامات میں سے کسی ایک مقام پہ ہونی چاہیے۔

- علاقہ صفین میں۔
- آذربائیجان میں یا آذربائیجان کے قریبی کسی علاقہ میں۔

نوٹ: ان دو مقامات کے علاوہ بھی متعدد مقامات پہ آپ کی مزار بتائی جاتی ہے۔ الشیخ احمد بن محمود اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی مزار پُر انوار کے متعلق بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی وفات یا شہادت جو جنگِ صفین میں ہوئی یا بیماری سے ہوئی کسی نے آذربائیجان کے راستے میں مسافرت کے دوران بیمار ہو کر فوت ہونے کی روایت بیان کی اور ان کی قبر اور آثار قبر کے مٹ جانے کو دریافت کیا۔ جو کچھ کتابوں میں درج ہوا یا مشائخ کی زبانی معلوم ہوا وہ اسی طرح سے جو بیان کر دیا گیا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے لیکن جنگِ صفین اور

آذر بائیجان کے علاوہ بھی متعدد مقامات پر آپ کی قبور کی موجودگی مشہور ہے۔لیکن ایسی کوئی وجہ یا سبب جس سے دل کو تشفی ہو جائے۔معلوم نہیں ہو سکی اور نہ ظاہر ہوئی۔یہ بات بڑی عجیب ہے کہ جہاں بھی آپ کی قبر (مبارک) دریافت ہوئی یا مشہور ہوئی۔ وہیں آپ کی والدہ محترمہ کی قبر بھی ساتھ ہے اور ہر مزار جس مقام پر معلوم ہوا وہاں بے شمار کرامات کا ظہور ہوا۔
(لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ کا ترجمہ تاجدار یمن صفحہ:۲۱۴)

فائدہ:

بے شمار کرامات کا ظہور اب بھی ہو رہا ہے اور انشاء اللہ تا قیامت یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

فیض ملت کا بیان:

مجدد دورِ حاضرہ فیض مجسم ،فیض ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی آپ کے مزار پر انوار کے سلسلے میں تحقیقی انداز میں یوں لکھا ہے کہ آپ نے یا تو جنگِ صفین میں شہادت پائی یا عارضہ شکم میں آذر بائیجان کے راستہ میں وفات پائی۔ اس لیے یا تو آپ کا مدفن صفین میں ہونا چاہیے یا آذر بائیجان کے راستہ میں نیز بعض روایات سے آپ کی قبر کا لا پتہ اور بے نشان ہو جانا ثابت ہوتا ہے اور جس قدر اقوال اور روایات لکھی گئی ہیں۔وہ یا تو معتبر اور مستند کتب مشائخ اور علماء سے لکھی گئی ہیں یا بعض مشائخ عظام کی زبانی سن کر قلم بند کی گئی ہیں۔لیکن جو تحقیقات کرنے اور دیگر مسافروں اور سیاحوں کی زبانی معلوم ہو سکا ہے۔وہ بالکل مختلف ہے۔بلکہ آپ کے مزار کا کئی جگہ ہونا ثابت ہے اور جہاں جہاں آپ کی قبر مشہور ہے وہاں آپ کی قبر کے ساتھ ساتھ آپ کی والدہ کی قبر بھی بنی ہوئی ہے اور آپ کے ہر مزار سے یکساں کرامتیں ظاہر ہوتی رہتی ہیں (ذکر اویس صفحہ:۱۹۵۔۱۹۴)

سات مزارات:

مختلف مقامات پر آپ کے سات مزار پائے جاتے ہیں۔

(۱) آپ کا ایک مزار نواحِ سندھ (حدود ٹھٹھ) میں واقع ہے اکثر حاجت مند درویش حضرات اس مزار پر آکر چلہ کشی کرتے ہیں اور آپ کی روحانیت سے مستفید ہوتے ہیں اور حاجت مندوں کی حاجات پوری ہوتی ہیں چنانچہ بندگی سلطان محمد چیلہ نور اللہ مرقدہ اس مزار شریف پر تشریف لے گئے تھے اور دو چلے وہاں حجرہ نشین رہے۔خدا کے فضل سے قطرہ سے دریا اور ذرہ سے آفتاب ہو گئے اور جو کچھ پایا اسی آستانہ سے پایا۔

(۲) ایک دوسرا مزار بندرگاہ زبید میں واقع ہے حاجی لوگ اس مزار کی بھی زیارت سے مشرف ہو کر آتے ہیں۔

(۳) تیسرا مزار غزنی میں ہے۔

(۴) چوتھا مزار بغداد شریف میں ہے۔

سات میں سے باقی تین مزارات کا صحیح پتہ معلوم نہ ہو سکا اور کتب مشائخ میں ان سات میں سے تین کا کہیں ذکر نہیں آیا مشہور یہی ہے کہ آپ کے سات مزارات ہیں (ذکر اویس ۱۹۵)

حضرت سلطان الاولیاء کا خاص مزار:

حضرت الشیخ احمد بن محمود اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حقیقت حال کا علم اللہ عالم الغیب جانتا ہے کہ حضرت اویس

کہاں تھے کہاں گئے اور ان کی قبر کون سی ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے۔ البتہ حضرت سلطان الاولیاء حضرت فتح محمد کے ایک مرید نے ان کی زبان سے سنے ہوئے چند فوائد لکھے ہیں۔ ان میں سے نقل کر کے یہاں لکھ رہے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ حضرت اویس قرنی کا خاص مزار یمن میں واقع ہے اور اس کے علاوہ چھ مقامات پر اور بھی ان کی خانقاہیں ہیں اور بندگی حضرت جمال اللہ معشوق جلال الدین کھگہ نے اس خاص مزار پہ چلہ کاٹا۔ چالیس چلہ کاٹے تھے اور ان چالیس چلوں کے دوران صرف چالیس لونگوں سے روزہ افطار کیا اور ایک لونگ سے افطار بھی محض سنت کی ادائیگی کی خاطر تھا ورنہ اس ایک لونگ کی بھی حاجت محسوس نہیں ہوتی اور یہ بھی آنحضرت (حضرت فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ) سے منقول ہے کہ وہ پتھر جس سے حضرت خواجہ نے اپنے دانت توڑ دیئے تھے۔ ابھی تک اسی روضہ کے ایک دریچہ میں پڑا ہے اور خدا بہتر جانتا ہے۔
(لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ اُردو ترجمہ صفحہ: ۲۱۶۔۲۱۵)

سات مزارات:

(۱) ایک تحقیق یہ ہے کہ یمن کے شہر زبید کے باہر شمالی سمت حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک موجود ہے۔
(۲) ایک تحقیق کے مطابق عراق کے شہر بغداد میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک موجود ہے۔
(۳) افغانستان کے شہر غزنی میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے بارے میں پتہ چلا ہے۔
(۴) پاکستان کے صوبہ سندھ کے قدیم شہر ٹھٹھہ کے اطراف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے موجود ہونے کے بارے میں تحقیق ہوئی ہے۔
(۵) آذربائیجان میں بھی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے بارے میں پتا چلا ہے۔
(۶) ایک تحقیق کے مطابق حضرت اویس رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک صفین میں واقع ہے اس ضمن میں کہا جاتا ہے کہ چونکہ جنگ صفین میں آپ کی شہادت مشہور و معروف ہے۔ اس لیے غالباً گمان یہی ہے کہ آپ کا مزار پُرانوار یہیں ہوگا۔
(۷) حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے بارے میں ایک تحقیق یہ ہے کہ شام کے شہر دمشق میں واقع ہے۔ (سیرت حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ: ۱۸۸)

متعدد روایات اور مزار پُر انوار سے ظہور تجلیات:

قبلہ فیض ملت مدظلہ ہے کہ متعدد قبروں کا متعدد مقامات پر ہونا اور ہر قبر سے ظہور تجلیات اور حصول حاجات کا ہونا آپ کی ہی کرامات اور خرق عادت کا نتیجہ ہے۔ اس قسم کی خرق عادات اور کرامات اکثر اولیائے کاملین سے ظاہر ہوتی رہی (ذکر اویس صفحہ ۱۹۷)

فائدہ: کرامات کا ظہور قرآن مجید سے بھی ثابت ہے اور احادیث مبارکہ میں بھی کرامات کے ظہور کا ثبوت ملتا ہے۔ قدرے تفصیلات مطلوب ہوں تو ہماری تصنیف لطیف (فیضان الفرید) میں ملاحظہ فرمائیں۔

سات مزارات ایک حیثیت سے کرامت:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ مختلف علاقوں میں آپ کے سات مزار ہیں۔ حالانکہ مزار ایک ہی ہوتی

ہے۔ جہاں جسم کو دفن کیا جاتا ہے۔ آپ کے ظاہری مزار پُر انوار کے متعلق صرف ایک روایت میں نشاندہی ہوتی ہے۔ مگر اس میں یہ بیان ہے کہ وہ مزار بھی قدرتی طور پر عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوگئی۔ اس وقت مختلف علاقوں میں سات مزارات کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان میں سے ہر مزار حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی ہے۔ ان میں سے اکثر کے پاس آپ کی والدہ ماجدہ کی مزار بھی ہے۔ حالانکہ اگر آپ کا وصال جنگ سے واپسی پر آذربائیجان کے راستے میں ہوا تو وہاں بھی آپ کی مزار اکیلی ہی ہونی چاہیے۔ کیونکہ بعد میں اس مزار کا تو لوگوں کی نظروں میں نام ونشان تک نہ رہا۔ پھر آپ کی مزار کے پاس کی آپ کی والدہ ماجدہ کی مزار کیسے؟ اسی طرح اگر صفین کی جنگ میں آپ کی شہادت مبارک ہوئی تو اس وقت بھی آپ کے ساتھ آپ کی والدہ ماجدہ تو نہ تھیں۔ پھر ان دو قبروں کا اجتماع کیسے؟

بہرحال جو بھی قبریں آپ کی بتائی جاتی ہیں۔ ان سبھی قبروں پہ لوگ حاضر ہوتے ہیں۔ ہر مزار پرانوار پر ظہور تجلیات اور حاجات حاصل ہونا آپ ہی کی کرامت ہے اور یہ بھی بعد از وصال باکمال آپ کی کرامت ہے۔

فائدہ: یہ سب نسبت کی بہار ہے۔ کہ جس مزار کے ساتھ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی نسبت ہوگئی۔ اللہ عالیٰ نے اسی مزار کو پُرانوار بنا دیا اور حصول حاجات و برکات کا سبب بن گیا۔ معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کے محبوبوں سے تعلق رکھنے والے بھی اللہ تعالیٰ کی عنایات سے خصوصی طور پر نوازے جاتے ہیں۔ قیامت کے دن حبیب کبریا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی نسبت کی بہاریں جب لوگ دیکھیں گے تو انشاء اللہ ماننے والے سبحان اللہ کہتے جائیں گے اور منکرین افسوس سے ہاتھ ملتے جائیں گے۔ اس لیے کہ اچھی نسبت بارگاہِ حق سے عنایات کے حصول کا سبب ہے اور ظالموں سے نسبت نقصان کا باعث ہے۔

متعدد مزارات کی وجہ:

یہ حکایت حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ کے متعلق اکثر کتب میں بیان کی گئی ہے الشیخ احمد بن محمود رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ متعدد مزارات کا قصہ نہ تو حدیث کی کسی کتاب میں ہے نہ مشائخ کے اقوال سے ثابت ہے۔ لیکن مشہور اسی طرح ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ وفات کے وقت ایک جگہ بیٹھے تھے اور چھ درویش بھی ان کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت خواجہ وارادات روحانی سے مغلوب الحال ہوگئے۔ اسی حالت میں آپ کے اندر اتنا جوش پیدا ہوا کہ اسی حالتِ سرمستی اور سکر میں ان درویشوں کی طرف نظر کی وہ ایسی کارگر ہوئی کہ درویشوں کی کیفیت اور احوال بدل گیا اور ان کی ہیئت اور شکل وصورت میں تبدیل ہوگئی۔ بعد میں کسی شخص نے ان کو نہیں پہچانا کہ اصلی اویس قرنی رضی اللہ عنہ کون ہیں؟

جب تمام درویش وہاں سے رخصت ہو کر ایک دوسرے سے جدا ہوگئے اور جو جس طرف بھی گیا کوئی نہ پہچان سکا کہ حضرت خواجہ (اویس قرنی رضی اللہ عنہ) کون ہیں۔ جس کسی نے اُنھیں دیکھا اُنھوں نے خیال کیا کہ حضرت خواجہ یہی ہیں اور جو فوت ہو کر دفن ہوتے۔ لوگ یہی خیال کرتے کہ یہ قبر حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی ہے۔

(تاجدار یمن تحن ۲۵ صفحہ: ۲۱۵۔ سیرت حضرت اویس قرنی صفحہ: ۱۵۹۔ ذکر اویس صفحہ: ۱۹۶۔ ۱۹۵ وغیرہ)

فانیوں کے گروہ کی دُعا:

محمد الیاس عادل صاحب نے اپنی تصنیف لطیف (سیرت خواجہ اویس قرنی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم) میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ فناء فی اللہ اور فناء فی الرسول کی منازل طے کرنے والا فانیوں کا گروہ شب و روز یہی دُعا کرتا رہتا ہے کہ اے اللہ! ہمیں اپنے بندہ اور شہروں میں چھپالے۔ بلاشبہ اس گروہ کے سرتاج حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تھے

حکایت:

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ ایک دن یمن کا بادشاہ حضرت اویس قرنی کی رضی اللہ عنہ زیارت کی غرض سے آیا۔ لیکن حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنے جھونپڑے کا دروازہ اس وقت تک بند رکھا جب تک کہ بادشاہ ناکام ہوکر واپس نہیں چلا گیا۔ اپنے سفرنامہ میں حضرت مخدوم جہانیان جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ ایک حکایت تحریر فرماتے ہیں کہ

ایک دن یمن کے بادشاہ کی موجودگی میں امیرِ خراسان نے قرب وجوار کے درویشوں کو بلایا۔ مگر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو نہ بلایا۔ اس پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے پروردگار عالم سے دُعا کی کہ اے اللہ! جس طرح تو نے مجھے دنیا میں مخفی رکھا ہے اسی طرح آخرت میں بھی اپنے لطف وکرم سے پوشیدہ رکھنا۔ اس پر پردہ غیب سے آواز آئی۔ اویس رضی اللہ عنہ تیری دُعا قبول ہوئی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ عرض کیا: یا اللہ! قیامت کے دن اٹھارہ ہزار عالم کے اجتماع میں جہاں کوئی حجاب نہ ہوگا میں کس طرح مستور رہ سکوں گا؟

آواز آئی: ہم اپنی قدرت سے تیرے ہم شکل سات سو موحد پیدا کردیں گے جو تجھے چھپالیں گے۔

(سیرت حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ عاشق رسول صفحہ ۱۹۱-۱۹۰)

فائدہ:

اللہ تعالیٰ اولیائے کرام اور انبیائے کرام کی دُعائیں قبول فرماتا ہے۔ مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دُعا منگوانے کے لیے فرمایا اس لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دُعا منگوانے کے لیے حضرات صحابہ کرام میں سے حضرت بلال، حضرت علی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم سے ملاقات ثابت ہے بہر حال حضرت علی اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہم بنفس نفیس حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور دُعا کے لیے کہا معلوم ہوا کہ بزرگوں سے دُعا منگوانا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ بھی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ مقدس بھی ہے اور یہی ہمارا اہل سنت وجماعت کا طریقہ ہے۔ اسی لیے الحمد للہ! ہم اہل سنت وجماعت بزرگان دین کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں اور دُعا کراتے ہیں۔ اہل سنت کے حق ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے جو الحمد للہ ہمارے نصیب میں ہے۔

قیامت کے دن حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی عظمت کا منظر:

حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ آپ کی ذات والاصفات قبلہ تابعین قدوۃ العارفین، آفتاب

پنہاں ہم نفس رحمان ہے۔حضور پرنور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔

''یعنی القرنی خیر التابعین باحسان وعطف

یعنی اویس قرنی احسان اور عطف کے لحاظ سے تمام تابعین سے افضل ہیں تو جس کی خود حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تعریف فرمائیں تو بھلا اس کی صفت کوئی کماحقہ کیونکر بیان کرسکتا ہوں۔گاہ بگاہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یمن کی طرف منہ کر کے فرماتے۔

انی لاجد نفس الرلحمن من قبل الیمن

یمن کی طرف سے نسیم رحمت کی آمد پاتا ہوں۔

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ قیامت کے روز ستر ہزار فرشتے اویس کے ہم شکل پیدا کر کے ان کے درمیان اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو بہشت میں داخل فرمائے گا تا کہ مخلوق میں سے اُنھیں کوئی دیکھ نہ پائے۔سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ چاہے۔کیونکہ دنیا میں لوگوں کی نظروں سے چھپ کر آپ اس لیے خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے کہ کوئی دنیا کا آدمی اُنھیں نیک نہ سمجھے۔اس لیے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بھی اُنھیں مخلوقات کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھے گا۔

اولیائی تحت قبائی ولا یعرفھم عنیری

وارد ہے میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں بجز میرے ان کو کوئی نہیں پہچان سکتا (تذکرۃ الاولیاء باب ۲ ذکر اویس قرنی)

------☆☆☆------

باب نمبر ۱۱:

تبرکات حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

یا اللہ! تو رحمت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور برکت عطا فرما اور سلامتی۔

وَبِكَ اَسْتَغِيْثُ فَاَغِثْنِيْ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ

اور میں تجھ سے فریاد چاہتا ہوں پس تو میری فریاد کو پہنچ اور میں نے تجھ پر بھروسہ کیا۔

فَاكْفِنِيْ يَا كَافِيْ اكْفِنِيْ الْمُهِمَّاتِ مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

پس میری کفایت کر اے کافی کفایت کر مجھے میری دنیا و آخرت کی مشکلوں اور کاموں میں۔

وَيَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَيَا رَحِيْمَهُمَا

اور اے دنیا اور آخرت کے رحم کرنے والے اور اے ان دونوں (دنیا اور آخرت) کے مہربان۔

اَنَا عَبْدُكَ بِبَابِكَ فَقِيْرُكَ بِبَابِكَ سَآئِلُكَ بِبَابِكَ ذَلِيْلُكَ

میں تیرا بندہ ہوں۔ تیری دروازے کا تیرا فقیر ہوں۔ تیرے دروازے پہ تیرا سائل ہوں۔ تیرے دروازے پہ تیرا ذلیل ہوں۔

بِبَابِكَ اَسِيْرُكَ

تیرے دروازے پہ تیرا قیدی ہوں۔

بِبَابِكَ مِسْكِيْنُكَ بِبَابِكَ ضَعِيْفُكَ بِبَابِكَ ضَيْفُكَ

تیرے دروازے پہ تیرا مسکین ہوں۔ تیرے دروازے پہ تیرا ہی ناتوان و کمزور ہوں۔ تیرے دروازے پہ تیرا مہمان ہوں۔

يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ اَلطَّالِعُ بِبَابِكَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ ٥

اے جہانوں کے رب بدکردار ہوں تیرے در کا اے فریاد چاہنے والوں کے فریادرس

مَهْمُوْمُكَ بِبَابِكَ يَاكَاشِفَ كُرْبِ الْمَكْرُوْبِيْنَ ٥

تیرا غمگین تیرے دروازے پہ ہوں اے پریشان کی پریشانیاں اور مصیبتیں کھولنے والے۔

عَاصِيْكَ بِبَابِكَ يَاطَالِبَ الْبَارِّيْنَ ٥ اَلْمُقِرُّ بِبَابِكَ يَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ٥

تیرا گنہگار تیرے در پہ حاضر ہوں اے نیک کاروں کے چاہنے والے۔ تیرے در پہ اقرار کرنے والا ہوں۔ اے بڑے رحم کرنے والے۔

اَلْخَاطِئُ بِبَابِكَ يَاغَافِرَ الْمُذْنِبِيْنَ ٥ اَلْمُعْتَرِفُ بِبَابِكَ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

تیرے دروازے پہ خطا کار ہوں اے گنہگاروں کو بخشنے والے۔ خطاؤں کا اعتراف کرنے والا ہوں تیرے در کا اے جہانوں کے رب۔

اَلظَّالِمُ بِبَابِكَ يَا مَأْمَلَ الطَّالِبِيْنَ ٥ اَلْمُسِيْئُ بِبَابِكَ الْبَائِسُ بِبَابِكَ ط اَلْخَاشِعُ بِبَابِكَ

تیرے در پہ ظالم (حاضر) ہے طالبوں کے امید گاہ بدکار تیرے در پہ (حاضر) ہے ڈرا ہوا تیرے دروازے پہ حاضر ہے۔

اِرْحَمْنِيْ يَا مَوْلَايَ اَنْتَ الْغَافِرُ وَاَنَا الْمُسِيْئُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمُسِيْئَ اِلَّا الْغَافِرُ ٥

اے میرے مولا مجھ پہ رحم فرما تو بخشنے والا ہے اور میں گنہگار ہوں اور سوائے بخشنے والے کے گنہگار پہ کون رحم کرتا ہے۔

مَوْلَايَ اَنْتَ الرَّبُّ ٥

اے میرے مولا، اے میرے مولا تو پروردگار ہے۔

وَاَنَا الْعَبْدُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْعَبْدَ اِلَّا الرَّبُّ

اور میں بندہ اور کون ہے جو رحم کرتا ہے بندے پر سوائے رب کے۔

مَوْلَايَ وَمَوْلَايَ مَوْلَايَ

اے میرے مولا، اے میرے مولا

اَنْتَ الْمَالِكُ وَاَنَا مَمْلُوْكٌ اِلَّا الْمَالِكُ ٥ مَوْلَايَ مَوْلَايَ

تو مالک ہے اور میں مملوک اور مملوک پہ کون رحم کرتا ہے سوائے مالک کے اے میرے مولا اے میرے مولا

اَنْتَ الْعَزِيْزُ وَاَنَا

تو غالب ہے اور میں ذلیل اور میں۔

الذَّلِیْلُ وَهَلْ یُرْحَمُ الذَّلِیْلَ اِلَّا الْعَزِیْزُo مَوْلَایَ

ذلیل پہ کون رحم کرتا ہے۔ سوائے غالب کے۔ اے میرے مولا اے مولا!

مَوْلَایَ اَنْتَ الْقَوِیُّ وَاَنَا الضَّعِیْفُ وَهَلْ یَرْحَمُ الضَّعِیْفُ اِلَّا التَقَوِیُّ مولَایَ مَوْلَایَ

تو قوی ہے اور میں ضعیف ہوں اور ضعیف پہ کون رحم کرتا ہے سوائے قوی کے اے میرے مولا اے میرے مولا!

اَنْتَ الْکَرِیْمُ وَاَنَا اللَّئِیْمُ وَهَلْ یُرْحَمُ اللَّئِیْمَo

تو کریم ہے اور میں نااہل اور نااہل پہ کون رحم کرتا ہے۔

اِلَّا الْکَرِیْمُ oمَوْلَایَ مَوْلَایَ

سوائے بخشش والے کے اے میرے مولا اے میرے مولا

اَنْتَ الدَّرِاقُ وَاَنَا الْمَرْزُوْقُ وَهَلْ یَرْحَمُ الْمَرْزُوْقُ اِلَّا

تو رزاق ہے اور میں مرزوق ہوں اور مرزوق پر کون رحم کرتا ہے۔

الرَّازِقُ مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ وَاَنْ

مگر روزی دینے والا۔ اے میرے مولا۔ اے میرے مولا تو غالب ہے اور

الذَّلِیْلُ وَاَنْتَ الْغَفُوْرُ وَاَنَا الْمُذْنِبُ وَاَنْتَ الْقَوِیُّ وَاَنَا الضَّعِیْفُ

میں خوار اور تو بخشنے والا ہے اور میں گنہگار اور تو قوی ہے اور میں ضعیف۔

اِلٰهِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانُ فِیْ ظُلْمَةِ الْقُبُوْرِ وَضِیقِهَاo

اے میرے اللہ امان دے امان قبر کے اندھیرے اور قبر کی تنگی میں۔

اِلٰهِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانُ عَنْ سُئوَالِ مُنْکَرٍ وَّ هَیْبَتِهَا

اے میرے اللہ! امان دے امان منکر اور نکیر اور اُن کی ہیبت سے امان دے۔

اِلٰهِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانُ عِنْدَ وَحْشَةِ الْقُبُوْرِ وَشِدَّتِهَا

اے میرے اللہ امان دے امان قبر کی وحشت کے وقت اور ان کی سختی کے وقت۔

اِلٰهِیْ الْاَمَانُ فِیْیَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ o

اے اللہ امان دے امان اس دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی۔

اِلٰهِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانُo یَوْمَ یَنْفَخُ فِیْ الصُّوْرِ۔ فَصَعِقَ مَنْ فِیْ السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِیْ الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُo

اے اللہ امان دے امان جس دن صور پھونکا جائے گا پس بے ہوش ہو کر گریں گے جو لوگ آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں مگر جن کو اللہ چاہے۔

اِلٰهِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانُ یَوْمَ زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ○

اے اللہ امان دے امان جس دن ہلائی جائے زمین بھونچال سے۔

اِلٰهِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانُ یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ ○

اے اللہ امان دے امان جس دن پھٹیں گے آسمان ساتھ بادلوں کے۔

اِلٰهِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانُ یَوْمَ نَطْوِیْ السَّمَآءَ كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ○

اے اللہ امان دے امان جس دن لپیٹیں جائیں آسمان جس طرح سے لپیٹے جاتے ہیں قبالے کاغذ کے۔

اِلٰهِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانُ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ○

اے میرے اللہ امان دے امان جس دن بدلی جائے گی زمین اور زمین سے آسمان اور لوگ حاضر ہوں گے لوگ اکیلے زبردست کے سامنے۔

اِلٰهِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانُ یَوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ مَاقَدَّمَتْ یَدَاهُ وَیَقُوْلُ الْكٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا ○

اے اللہ امان دے امان اس دن کہ جس دن دیکھے گا آدمی جو کچھ آگے بھیجا اس کے ہاتھوں نے اور کہے گا کافر اے کاش میں ہوتا مٹی۔

اِلٰهِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانُ یَوْمَ لَایَنْفَعُ مَالٌ وَّلَابَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ○

اے اللہ امان دے امان دے اس دن کہ ندا کی جائے عرش اور نہ پڑے مگر جو لوگ آئیں گے اللہ کے پاس قلب سلیم کے پاس۔

اِلٰهِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانُ یَوْمَ یُنَادِیْ مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ اَیْنَ الْعَاصُوْنَ وَاَیْنَ الْمُذْنِبُوْنَ وَاَیْنَ الْخَالِقُوْنَ وَاَیْنَ الْخٰسِرُوْنَ ○

اے اللہ امان دے امان اس دن کہ جس دن ندا کی جائے گی عرش کے اندر سے کہاں ہیں گنہگار اور کہاں ہیں ڈرانے والے اور کہاں ہیں نقصان پانے والے۔

هَلُمُّوْا اِلَی الْحِسَابِ ○ اَنْتَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ سہ ۳ بار پڑھے۔

چلو حساب کے لیے تو جانتا ہے میرے پوشیدہ اور ظاہر میری ظاہر کو پس قبول کر میرا عذر اور تو جانتا ہے میرے حاجت

فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ یَا اِلٰھِیْ اٰہْ مِنْ کَثْرَۃِ الذُّنُوْبِ وَالْعِصْیَانِ اٰہْ مِنْ کَثْرَۃِ الظُّلْمِ وَالْجَفَآءِ اَلَا مِنْ کَثْرَۃِ النَّفْسِ وَلَطْرُوْدَۃِ اٰہْ مِنَ النَّفْسِ الْمَتْبُوْعَۃِ لِلْھَوٰی اٰہْ مَنَ الْھَوٰی سہ بار بخواند

پس عطا کر میرا سوال اے میرے اللہ افسوس سے زیادتی گناہوں اور خطاؤں سے، افسوس ہے زیادتی ظلم اور جفاء سے افسوس ہے نفس بھاگے ہوئے سے اور افسوس ہے کہ نفس فرمانبردار خواہش کا۔ افسوس ہے خواہش سے

اَغِثْنِیْ یَامُغِیْثُ عِنْدَ تَغَیُّرِ حَالِیْ سہ بار بخواند

اے فریاد کو پہنچنے والے میری فریاد کو پہنچ میرے حال کے تغیر کے وقت۔ (تین بار پڑھیں)

اِلٰھِیْ اِنِّیْ عَبْدُكَ الْمُذْنِبُ الْمُجْرِمُ الْمُخْطِیُٔ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ٥ یَامُجِیْرُ یَامُجِیْرُ یَامُجِیْرُ ٥

اے میرے اللہ بے شک میں تیرا بندہ ہوں گنہگار، مجرم، خطا کار ہوں، پناہ دے مجھ کو دوزخ کی آگ سے اے پناہ دینے والے اے پناہ دینے والے اے پناہ دینے والے۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ تَرْحَمْنِیْ فَاَنْتَ اَھْلٌ وَاِنْ تُعَذِّبْنِیْ فَاَنَا اَھْلٌ فَارْحَمْنِیْ یَااَھْلَ التَّقْوٰی وَیَا اَھْلَ الْمُغْفِرَۃِ وَیَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ٥ وَیَا خَیْرَ الْغَافِرِیْنَ ٥

اے میرے اللہ! اگر تو مجھ پر رحم کرے گا تو اس کا اہل ہے اور اگر تو مجھے عذاب کرنا چاہے تو اس کا اہل ہے پس تو مجھ پر رحم کر اے صاحب ترس اور اے صاحب بخشش۔

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ٥ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ٥

کافی ہے مجھ کو اللہ اور اچھا نگہبان ہے۔ اچھا مالک اور اچھا مددگار۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ٥

اور رحمت کاملہ نازل کرے اللہ تعالیٰ اپنی بہترین مخلوق پر کہ حضرت محمد ﷺ ہیں اور ان کی اولاد اور ان کے اصحاب پر سب پر اپنی رحمت سے اے بزرگ رحم کرنے والے۔

دُعائے مغنی

مجدد دورِ حاضرہ قبلہ فیض ملت شیخ القرآن والحدیث مفسر اعظم پاکستان ہزاروں کتابیں تصنیف کر کے پوری دنیا میں اسلام کا نام روشن کرنے والے مصنف اعظم حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے دُعائے مغنی کے متعلق لکھا ہے کہ:

دعائے مغنی دو ہیں۔ ایک یہی جو سلسلہ اویسیہ والوں کے لیے فقیر اویسی نے لکھ دی ہے۔ دوسری اس سے زیادہ طویل ہے۔ مستند معتمد علیہ۔ اہل سلسلہ اویسیہ کے لیے وہی جو مذکور ہوئی اور دوسری نہ مستند ہے اور نہ ہی مشہور ہے بہتر ہے کہ کسی شیخ کامل یعنی عالم باعمل سے اجازت لی جائے۔ (ذکر اویس صفحہ: ۲۴۲_۲۴۳)

فوائد:

(۱) اس دُعا مبارکہ کا عامل دنیاداروں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اسے دنیاداری سے کوئی حاجت نہیں رہتی۔ جیسا کہ علامہ اقبال کا مصرعہ بھی ہے کہ

؎ بیگانہ کرتی ہے دل کو لذت آشنائی کی۔

(۲) اس دُعا کا عامل غنی ہو جاتا ہے۔ اسے سوائے وحدہٗ لاشریک کے جلووں کے کسی چیز کی طلب نہیں رہتی۔

(۳) تمام دینی و دنیوی حاجات و مہمات رفع ہو جاتی ہیں۔

(۴) مشکلات کے منڈلانے والے بادل ٹل جاتے ہیں۔ یعنی تمام ارضی و سماوی آفات اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دُور ہو جاتی ہیں۔

(۵) ہر جائز خواہش اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پوری ہو جاتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دُعا پڑھ کر دُرود شریف پڑھیں۔ پھر بارگاہِ الٰہی میں اپنی خواہش کا اظہار کریں۔

حکایت:

اس دعائے عمل کا طریقہ اگرچہ معلوم نہیں ہو سکا۔ لیکن آپ کے معتقدین سے سُنا گیا ہے کہ سلسلہ اویسیہ کا کوئی بزرگ دنیا کے فقر و فاقہ میں مبتلا ہو گیا تھا اس (نے) چالیس دن اس دُعائے مغنی کا اس طریق سے ورد کیا کہ پہلے روز ایک دفعہ پڑھی دوسرے روز دو دفعہ۔ تیسرے روز تین دفعہ اور چوتھے روز چار دفعہ۔ اس طریق سے ہر روز ایک کی تعداد بڑھاتے گئے۔ حتیٰ کہ چالیسویں (۴۰) دن چالیس (۴۰) دفعہ پڑھی تو اس کی دُعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ کو نہ فقط فقر و فاقہ کی مصیبت سے نجات دی بلکہ تونگر و غنی کر دیا۔ (ذکر اویس صفحہ: ۲۴۴_۲۴۳)

دُعائے مغنی کا طریق دعوت وزکوٰۃ

ایک علیحدہ مکان میں زیر آسمان اول غسل و وضو کر کے پاکیزہ کپڑے پہنے اور خوشبو لگا کر دو رکعت نماز بہ نیت نفل اس

طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سات سات یا ستر ستر بار "اِذَا جَآءَ" پڑھے اور بعد سلام کے سات یا ستر بار دعائے سُبحان اللہ پڑھے۔ پھر سر برہنہ ہو کر ایک ہزار مرتبہ دُعائے مغنی پڑھ کر دعوت فتح کرے اور جب تک پڑھتا رہے برابر خوشبو جلاتا رہے اور بعد ازاں بعد نماز صبح ایک مرتبہ یا سات یا گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھ لیا کرے۔

خدا چاہے جملہ مہمات دینی و دنیوی آسان ہوتی رہیں گی اور پڑھنے والا چند ہی روز میں غنی ہو جائے گا اور مرتے وقت ایمان کامل نصیب ہوگا۔

پرہیز:

گوشت گائے، پیاز و لہسن و مچھلی و انڈے وغیرہ کا ہمیشہ پرہیز رکھے (ذکر اویس صفحہ: ۲۴۸)

دُعائے سبحان اللہ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُo وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِo وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ يَاغِيَاثِيْ عِنْدَ كُلِّ كُرْبَةٍ وَمَعَاذِيْ عِنْدَ كُلِّ شِدَّةٍ وَمُجِيْبِيْ عِنْدَ كُلِّ دَعْوَةٍ وَمُوْنِسِيْ عِنْدَ كُلِّ وَحْشَةٍ وَيَارَجَائِيْ حِيْنَ تَنْقَطِعُ حِيْلَتِيْ يَاغِيَاثِيْo

فائدہ: جو طریقے یہاں بیان کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ یہی مشائخ کے معمولات میں چلے آتے ہیں ہوسکتا ہے مزید اور طریقے بھی ہوں۔ جو محض بزرگوں نے زبانی تلقین پر منحصر رکھا ہو۔ اس لیے سلسلہ اویسیہ اور دیگر سلاسل کے معتقدین اور مریدین کو چاہیے کہ وہ اپنے شیخ یا کسی دوسرے بزرگ سے دُعائے مغنی پڑھنے کے لیے خصوصاً اجازت حاصل کریں۔ ایسا کرنے سے بزرگوں کی توجہات کی برکت سے فوائد جلد ظاہر ہوتے ہیں ناکام ہونے کے بجائے کامیابی آسان ہوتی ہے۔

فائدہ: پہلے وہی دُعائے مغنی بیان کی ہے۔ جسے سلسلہ اویسیہ کے معتقدین و مریدین کے لیے قبلہ فیض ملت نے مستند قرار دیا ہے۔ جب کہ دوسری دُعائے مغنی درج ذیل ہے۔

دُعائے مُغنی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللہ تو رحمت نازل فرما ہمارے سردار اور ہمارے آقا (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل پر اور برکتیں عطا فرما اور سلام بھیج

وَبِكَ اَسْتَغِيْثُ	فَاَغِثْنِىْ
اور میں تجھ سے فریاد چاہتا ہوں	پس بچا
وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ	فَاكْفِنِىْ
اور تجھ پہ بھروسہ کیا	پس میری کفایت کر

يَا كَافِىْ اِكْفِنِىْ الْمُهِمَّاتِ مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَيَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَيَا رَحِيْمَهُمَا

اے کفیت کرنے والے کفایت فرما، میری دُنیا اور آخرت کے مشکل کاموں میں دنیا اور آخرت میں رحم کرنے والے اور اے دُنیا و آخرت میں مہربان!

اَنَا عَبْدُكَ بِبَابِكَ
میں تیرا بندہ ہوں تیرے در پہ ہوں

فَقِيْرُكَ بِبَابِكَ
تیرا فقیر، تیرے در پہ ہے

سَآئِلُكَ بِبَابِكَ
تجھ سے مانگنے والا تیرے در پہ ہے

ذَلِيْلُكَ بِبَابِكَ
تیرا ذلیل (بندہ) تیرے در پہ ہے

اَسِيْرُكَ بِبَابِكَ
تیرا قیدی تیرے در پہ ہے

ضَعِيْفُكَ بِبَابِكَ
تیرا کمزور (بندہ) تیرے در پہ ہے

مِسْكِيْنُكَ بِبَابِكَ
تیرا مسکین (بندہ) تیرے در پر ہوں

ضَيْفُكَ بِبَابِكَ
تیرا مہمان تیرے در پہ حاضر ہوں

يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ
اے تمام جہانوں کے رب

الطَّالِحُ بِبَابِكَ
بدکردار بندہ تیرے در پہ حاضر ہے

يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ
اے فریاد کرنے والوں کی فریادیں پوری کرنے والے

مَهْمُوْمُكَ بِبَابِكَ
تیرا اندوہگین بندہ تیرے در پہ حاضر ہے

يَا كَاشِفُ
اے دُور کرنے والے

لِكُرَبِ الْمَكْرُوْبِيْنَ
غم کے ماروں کے غم

عَاصِيكَ بِبَابِكَ
تیرا گنہگار بندہ تیرے در پر حاضر ہے

يَاطَالِبُ الْبَآرِّيْنَ
اے نیک کاروں کے چاہنے والے

اَلْمُقِرُّ بِبَابِكَ
اقرار کرنے والا تیرا بندہ در پہ حاضر ہے

يَآاَرْحَمَ الرَّحَمَ الرَّاحِمِيْنَ
اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے

اَلْخَاطِئُ بِبَابِكَ
تیرا خطا کار بندہ تیرے در پہ حاضر ہے

يَاغَافِرُ الْمُذْنِبِيْنَ
اے گنہگاروں کو بخشنے والے

اَلْمُعْتَرِفُ بِبَابِكَ
اعتراف گناہ کرنے والا تیرے در پہ حاضر ہے

يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ
اے پروردگار تمام جہانوں کے رب!

اَلظَّالِمُ بِبَابِكَ
ظالم بندہ تیرے در پہ حاضر ہے

يَامَا مَلَ الطَّالِبِيْنَ
اے طالبین کی امید گاہ

اَلْمُسِيْئُ بِبَابِكَ
خطاوار بندہ تیرے در پہ حاضر ہے

اَلْبَآئِسُ بِبَابِكَ
محتاج بندہ تیرے در پہ حاضر ہے

اَلْخَاشِعُ بِبَابِكَ
اے میرے مولا۔

اِرْحَمْنِيْ يَا مَوْلَائِيْ
مجھ پہ رحم فرما، اے میرے مولا

يَا مَوْلَائِيْ
اے میرے مولا۔

اِلٰهِيْ
اے اللہ

اَنْتَ الرَّبُّ
تو رب ہے

وَاَنَا الْعَبْدُ
اور میں بندہ ہوں

وَهَلْ يَرْحَمُ الْعَبْدُ
بندے پہ رحم کرنے والا کون ہے؟

اِلَّا الرَّبُّ
سوائے رب کے

مَوْلَائِيْ
اے میرے مولا

مَوْلَائِيْ
اے میرے مولا

اَنْتَ الْخَالِقُ　　　وَاَنَا الْمَخْلُوْقُ

تُو خالق ہے　　　اور میں مخلوق ہوں

وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَخْلُوْقَ　　　اِلَّا الْخَالِقُ

اور کون ہے رحم کرنے والا مخلوق پہ　　　خالق کے سوا

مَوْلَائِیْ　　　مَوْلَائِیْ

اے میرے مولا　　　اے میرے مولا

اَنْتَ الرَّزَّاقُ　　　وَاَنَا الْمَرْزُوْقُ

تو بڑا رزق دینے والا ہے　　　اور میں رزق لینے والا ہوں

وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَرْزُوْقَ　　　اِلَّا الرَّزَّاقُ

روزی لینے والے پہ رحم کرنے والا کون ہے　　　رازق کے سوا

مَوْلَائِیْ　　　مَوْلَائِیْ

اے میرے مولا　　　اے میرے مولا

اَنْتَ الْمٰلِكُ　　　وَاَنَا الْمَمْلُوْكُ

تو شاہِ شہاں ہے　　　اور میں ادنیٰ غلام ہوں

وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَمْلُوْكَ　　　اِلَّا الْمٰلِكُ

رحم کرنے والا کون ہے　　　سوائے شاہِ شہاں کے۔

مَوْلَائِیْ　　　مَوْلَائِیْ

اے میرے مولا　　　اے میرے مولا

اَنْتَ الْعَزِيْزُ　　　وَاَنَا الذَّلِيْلُ

تو غالب ہے　　　اور میں خوار ہوں۔

وَهَلْ يَرْحَمُ الذَّلِيْلَ　　　اِلَّا الْعَزِيْزُ

رحم کرنے والا کون ہے؟　　　سوائے غالب کے۔

مَوْلَائِیْ　　　مَوْلَائِیْ

اے میرے مولا — اے میرے مولا

أَنْتَ الْغَنِیُّ — وَأَنَا الْفَقِیْرُ

تُو غنی ہے — اور میں فقیر ہوں

وَهَلْ يَرْحَمُ الْفَقِيْرَ — إِلَّا الْغَنِيُّ

فقیر پر رحم کرنے والا کون ہے — سوائے غنی کے

مَوْلَائِیْ — مَوْلَائِیْ

اے میرے مولا — اے میرے مولا

أَنْتَ الْحَیُّ — وَأَنَا الْمَیِّتُ

تو زندہ ہے — اور میں مُردہ ہوں

وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَیِّتَ — إِلَّا الْحَیُّ

مُردہ پہ رحم کرنے والا کون ہے؟ — سوائے ازل ابد زندہ رہنے والے کے

مَوْلَائِیْ — مَوْلَائِیْ

اے میرے مولا — اے میرے مولا

أَنْتَ الْبَاقِیْ — وَأَنَا الْفَانِیْ

تو ہمیشہ رہنے والا ہے — اور میں فانی ہوں

وَهَلْ يَرْحَمُ الْفَانِیَ — إِلَّا الْبَاقِیْ

اور کون رحم کرنے والا ہے فانی پہ — سوائے ہمیشہ رہنے والے کے

مَوْلَائِیْ — مَوْلَائِیْ

اے میرے مولا — اے میرے مولا

أَنْتَ الْكَرِیْمُ — وَأَنَا اللَّئِیْمُ

تُو بخشش والا ہے — اور میں نااہل ہوں

وَهَلْ يَرْحَمُ اللَّئِیْمَ — إِلَّا الْكَرِیْمُ

نااہل پہ رحم کرنے والا کون ہے — بخشش والے کے سوا

مَوْلَائِی مَوْلَائِی

اے میرے مولا اے میرے مولا

اَنْتَ الْغَافِرُ وَاَنَا الْمُسِیْئُ

تُو معاف کرنے والا ہے اور میں گنہگار ہوں

وَھَلْ یَرْحَمُ الْمُسِیْئَ اِلَّا الْغَافِرُ

اور کون رحم کرنے والا ہے گنہگار پہ مُعاف کرنے والے کے سوا

مَوْلَائِی مَوْلَائِی

اے میرے مولا اے میرے مولا

اَنْتَ الْغَفُوْرُ وَاَنَا الْمُذْنِبُ

تُو بخشنے والا ہے اور میں گنہگار

وَھَلْ یَرْحَمُ الْمُذْنِبَ اِلَّا الْغَفُوْرُ

گنہگار پہ رحم کرنے والا کون ہے بخشنے والا کے سوا

مَوْلَائِی مَوْلَائِی

اے میرے مولا اے میرے مولا

اَنْتَ الْعَظِیْمُ وَاَنَا الْحَقِیْرُ

تُو عظیم ہے اور میں حقیر

مَوْلَائِی مَوْلَائِی

اے میرے مولا اے میرے مولا

وَھَلْ یَرْحَمُ الْحَقِیْرَ اِلَّا الْعَظِیْمُ

اور حقیر پہ رحم کرنے والا کون ہے؟ عظیم کے سوا

مَوْلَائِی مَوْلَائِی

اے میرے مولا اے میرے مولا

اَنْتَ الْقَوِیُّ وَاَنَا الضَّعِیْفُ

تُو توانا ہے
اور میں کمزور

وَهَلْ يَرْحَمُ الضَّعِيفَ
کمزور پہ رحم کرنے والا کون ہے

اِلَّا الْقَوِيُّ
سوائے توانا کے سوا

مَوْلَائِیْ مَوْلَائِیْ
اے میرے مولا اے میرے مولا

اَنْتَ الْمُعْطِيُّ
تُو عطا کرنے والا ہے

وَاَنَا السَّائِلُ
اور میں سائل

وَهَلْ يَرْحَمُ السَّائِلَ
سائل پہ رحم کرنے والا کون ہے

اِلَّا الْمُعْطِيُّ
عطا کرنے والے کے علاوہ

مَوْلَائِیْ مَوْلَائِیْ
اے میرے مولا اے میرے مولا

اَنْتَ الْاَمِيْنُ
تُو سراپا امن ہے

وَاَنَا الْخَائِفُ
اور میں سراپا خائف ہوں

وَهَلْ يَرْحَمُ الْخَائِفَ
خائف پہ رحم کرنے والا کون ہے

اِلَّا الْاَمِيْنُ
سراپا امن عطا کرنے والا کے علاوہ

مَوْلَائِیْ مَوْلَائِیْ
اے میرے مولا اے میرے مولا

اَنْتَ الْجَوَّادُ
تُو سخی ہے

وَاَنَا الْمِسْكِيْنُ
اور میں مسکین

وَهَلْ يَرْحَمُ الْمِسْكِيْنَ
اور مسکین پر رحم کرنے والا کون ہے

اِلَّا الْجَوَّادُ
سخی کے علاوہ

مَوْلَائِیْ مَوْلَائِیْ
اے میرے مولا اے میرے مو

اَنْتَ الْمُجِیْبُ
تُو پکار قبول کرنے والا ہے

وَاَنَا الدَّاعِیْ
اور میں پکارنے والا

وَهَلْ يَرْحَمُ الدَّاعِيَ
اور پکارنے والے پہ رحم کرنے والا کون ہے

اِلَّا الْمُجِیْبُ
پکار قبول کرنے والے کے سوا

مَوْلَائِیْ مَوْلَائِیْ
اے میرے مولا اے میرے مولا

اَنْتَ الشَّافِیْ
تُو شفاء دینے والا ہے

وَاَنَا الْمَرِیْضُ
اور میں مریض

وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَرِيْضَ
مریض پہ رحم کرنے والا کون ہے

اِلَّا الشَّافِیْ
شفاء دینے والے کے علاوہ

مَوْلَائِیْ مَوْلَائِیْ
اے میرے مولا اے میرے مولا

اَنْتَ الرَّبُّ
تُو رب ہے

وَاَنَا الْعَبْدُ
اور میں بندہ

اَنْتَ الْخَالِقُ
تُو خالق ہے

وَاَنَا الْمَخْلُوْقُ
اور میں مخلوق

اَنْتَ الرَّزَّاقُ
تُو رازق ہے

وَاَنَا الْمَرْزُوْقُ
اور میں روزی مرزوق

اَنْتَ الْمَالِكُ
تو مالک ہے

وَاَنَا الْمَمْلُوْكُ
اور میں مملوک

اَنْتَ الْعَزِيْزُ
تُو غالب ہے

وَاَنَا الذَّلِيْلُ
اور میں خوار

اَنْتَ الْغَنِیُّ
تُو غنی ہے

وَاَنَا الْفَقِيْرُ
اور میں فقیر

اَنْتَ الْحَیُّ
تُو ازل تا ابد زندہ

وَاَنَا الْمَیِّتُ
اور میں مُردہ

اَنْتَ الْبَاقِیُ
تُو باقی ہے

وَاَنَا الْفَانِیُ
اور میں فانی

اَنْتَ الْکَرِیْمُ
تُو کریم ہے

وَاَنَا اللَّئِیْمُ
اور میں نااہل

اَنْتَ الْغَافِرُ
تُو بخشنے والا ہے

وَاَنَا الْمُسِیُٔ
اور میں گنہگار

اَنْتَ الْغَفُوْرُ
تُو بخشنہار ہے

وَاَنَا الْمُذْنِبُ
اور میں خطاوار

اَنْتَ الْعَظِیْمُ
تُو عظیم ہے

وَاَنَاالْحَقِیْرُ
اور میں حقیر

اَنْتَ الْقَوِیُّ
تُو توانا ہے

وَاَنَا الضَّعِیْفُ
اور میں ناتواں

اَنْتَ الْمُعْطِیُّ
تُو عطا فرمانے والا ہے

وَاَنَا السَّائِلُ
اور میں منگتا

اَنْتَ الْاَمِیْنُ
تُو سراپا امن ہے

وَاَنَا الْخَائِفُ
اور میں سراپا خائف

اَنْتَ الْجَوَّادُ
تُو سخی ہے

وَاَنَا الْمِسْکِیْنُ
اور میں مسکین نادار

اَنْتَ الْمُجِیْبُ
تُو پکار قبول کرنے والا ہے

وَاَنَاالدَّاعِیُ
اور میں پکارنے والا فریادی

اَنْتَ الشَّافِیُ
تُو شفا دینے والا ہے

وَاَنَا الْمَرِیْضُ
اور میں مریض

اَسْئَلُكَ اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ مِنْ زَوَالِ الْاِیْمَانِ وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ

اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ امان عطا فرما، امان عطا فرما مجھے ایمان کے زوال اور شیطان کے شر سے اے میرے اللہ امان عطا فرما امان عطا فرما۔

فِیْ ظُلْمَةِ الْقُبُوْرِ وَضِیْقِهَا اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

قبروں کے اندھیرے اور اُن کی تنگی میں اے اللہ امان عطا فرما امان عطا فرما۔

عِنْدَ سُؤَالِ مُنْكَرٍ وَّ نَكِیْرٍ وَّ هَیْبَتِهِمَا اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

منکر نکیر کے سوال کے وقت اور اُن کی ہیبت سے اے میرے اللہ امان عطا فرما امان عطا فرما۔

عِنْدَ وَحْشَةِ الْقُبُوْرِ وَشِدَّتِهَا اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

قبروں کی وحشت اور اُن کی سختی کے وقت۔ اے میرے اللہ امان عطا فرما امان عطا فرما۔

فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

اس دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہے۔ اے میرے اللہ امان عطا فرما امان عطا فرما۔

یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ

اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

جس دن صُور پھونکا جائے گا پس بے ہوش ہو کر گریں گے۔ اے میرے اللہ امان عطا فرما امان عطا فرما۔

یَوْمَ زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

جس دن شدید زلزلے کے ساتھ زمین کو ہلا دیا جائے گا۔ اے میرے اللہ امان عطا فرما امان عطا فرما۔

یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

جس دن بادلوں کی طرح آسمان پھٹ پڑیں گے۔ اے میرے اللہ امان عطا فرما امان عطا فرما۔

یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

جس دل آسمان کو لپیٹے جائیں گے جیسے طومار میں کاغذ لپیٹے جاتے ہیں اے میرے اللہ امان عطا فرما امان عطا فرما۔

یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

جس دن زمین کسی دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی اور لوگ اللہ کے لیے اور زبردست کے سامنے

کھڑے ہوں گے۔ اے میرے اللہ امان عطا فرما امان عطا فرما۔

يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُوْلُ الْكَافِرُ يٰلَيْتَنِیْ كُنْتُ تُرَابًا

اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

جس دن آدمی دیکھے گا جو کچھ اس نے اپنے ہاتھوں سے آگے بھیجا ہے اور کافر کہے گا کہ کاش! امان عطا فرما امان عطا فرما اے میرے اللہ امان عطا فرما امان عطا فرما۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

جس دن مال و دولت اور اولاد نفع نہ دیں گے۔ مگر جو لوگ کہ قلب سلیم (پاک دل) کے ساتھ اللہ کے حضور پیش ہوں گے اے میرے اللہ امان عطا فرما امان عطا فرما۔

يَوْمَ يُنَادُ مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ

جس دن عرش کے اندر سے آواز دی جائے گی

اَيْنَ الْعَاصُوْنَ

گنہگار کہاں ہیں؟

وَاَيْنَ الْمُذْنِبُوْنَ

اور بدکار کہاں ہیں؟

وَاَيْنَ الْخَآئِفُوْنَ

اور خوف کرنے والے کہاں ہیں؟

وَاَيْنَ الْخَاسِرُوْنَ

اور نقصان پانے والے کہاں ہیں؟

هَلُمُّوْا اِلَى الْحِسَابِ

اِلٰهِیْ اَنْتَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِيَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ يَا اِلٰهِیْ اٰهِ مِنْ كَثْرَةِ الذُّنُوْبِ وَالْعِصْيَانِ اٰهِ مِنْ كَثْرَةِ الظُّلْمِ وَالْجَفَاءِ اٰهِ مِنَ النَّفْسِ الْمَطْرُوْدَةِ اٰهِ مِنَ النَّفْسِ الْمَتْبُوْعَةِ لِلْهَوٰى اٰهِ مِنَ الْهَوٰى اٰهِ مِنَ الْهَوٰى اٰهِ مِنَ الْهَوٰى اَغِثْنِیْ يَا مُغِيْثُ عِنْدَ تَغَيُّرِ حَالِیْ يَا اِلٰهِیْ

اے اللہ! تو میرے چھپے ہوئے کو اور میرے ظاہر کو پس تو میرے معذرت قبول فرما اور تو میرے حاجت بھی جانتا ہے پس اے اللہ میرے سوال پورا فرما کثرت پہ مجھے اپنے گناہوں اور خطاؤں کی افسوس ہے مجھے اپنے ظلم اور جفاؤں کی کثریت پر افسوس ہے۔ مجھے اپنے خواہشات کے تابع نفس پہ افسوس ہے۔ افسوس خواہش پہ افسوس خواہش پہ افسوس خواہش پہ اے فریاد رس میری حالت کی تبدیلی کے وقت میری مدد فرما۔ اے میرے اللہ۔

اِنِّیْ عَبْدُكَ الْمُذْنِبُ الْمُجْرِمُ الْمُخْطِیُٔ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ

يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ

بے شک میں تیرا گنہگار مجرم اور خطا کار بندہ ہوں۔ مجھے دوزخ سے بچا اے دوزخ بچانے والے اے دوزخ بچانے والے اے دوزخ بچانے والے۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ تَرْحَمْنِیْ فَاَنْتَ اَهْلٌ

اے اللہ! اگر تو مجھ پر رحم کرے تو پس تو اُس لائق ہے

وَاِنْ تُعَذِّبْنِیْ فَاَنَا اَهْلٌ

اور اگر تو مجھے عذاب دے تو پس میں اُس لائق ہوں

فَارْحَمْنِیْ

پس مجھ پر رحم فرما

يَا اَهْلَ التَّقْوٰى وَيَا اَهْلَ الْمَغْفِرَةِ

اے ترس کرنے والے اور بے بخشش کرنے والے

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَيَا خَيْرَ الْعَافِرِيْنَ

اے رحم کرنے والوں میں بڑے رحم کرنے والے اور انتہا کے مُعاف کرنے والے

حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (سہ بار)

مجھے اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔ وہ بہتر مالک اور بہتر مددگار ہے (یہ آیت تین بار پڑھے)

فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَتَجَاوَزْ عَنِّیْ وَاشْفِ اَمْرَاضِیْ

پس بخش دے میرے گناہ اور خطاؤں سے درگزر اور بیماروں سے شفا عطا فرما۔

يَا اللّٰهُ يَا كَافِیْ يَا رَبُّ يَا وَافِیْ

اے اللہ اے کفایت والے اے حاجتیں پوری کرنے والے

يَا رَحِيْمُ يَا شَافِیْ يَا كَرِيْمُ يَا مُعَافِیْ

اے رحیم اے شفا دینے والے اے کرم کرنے والے، اے عافیت بخشنے والے

فَاعْفُ عَنِّیْ

پس مجھے بخش دے

وَعَنْ اَبِیْ وَاُمِّیْ وَرُفَقَآءِ نَا الصَّادِقِيْنَ فِیْ خِدْمَتِ الْقُرْاٰنِ وَالْاِيْمَانِ فَاعْفُ عَنِّیْ

مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ عَافِنِيْ مِنْ كُلِّ دَآءٍ وَّارْضَ عَنِّيْ وَعَنْهُمْ اَبَدًا ۢ بِرَحْمَتِكَ يَآاَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَo وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَآاَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

اور میرے باپ اور ماں کو اور مخلص ساتھیوں کو، جو قرآن اور ایمان کی خدمت کرتے ہیں۔ پس بخش دے میرے تمام گناہ اور مجھے عافیت عطا فرما تمام بیماریوں سے اور مجھ سے راضی ہو جا اور ہم سب سے ہمیشہ کے لیے اپنی رحمت کے ساتھ اے ارحم الراحمین۔ اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اور رحمت کاملہ نازل فرما اُوپر اپنی بہترین مخلوق ہمارے سردار اور ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ اور آپ کی تمام آل واصحاب پر اپنی رحمت کے ساتھ اے ارحم الراحمین۔

اخلاص وپریشانیاں دُور کرنے کے لیے:

بِكَ اَسْتَغِيْثُ فَاَغِثْنِيْ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ فَاكْفِنِيْ يَا كَافِيْ اكْفِنِي الْمُهِمَّاتِ مَنْ مِّرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ يَارَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا

فوائد:

دُعا کی قبولیت کے لیے یہ کلمات بہت شافی ہیں۔ جس قسم کی بھی پریشانیاں پریشانی کا سبب ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سب ختم ہو جاتی ہیں۔ دنیوی اُمور ہوں یا حالات زمانہ کے مسائل یا دینی امور جیسے بھی شدید حالات کا سامنا ہو تو یہ دُعا پڑھیں ان شاء اللہ سبھی احوال نقش بر آب ثابت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کوئی پریشانی نہ رہے گی۔ سبھی مسائل خود بخود ختم ہو جائیں گے۔

ان کلمات کو تین بار سر سجدہ میں رکھ کر حضور کے دل کے ساتھ تین بار تکرار کیجیے۔

فائدہ: یہ کلمات دراصل دُعائے مغنی کے ہیں۔

دُعا پڑھنے کی تعداد:

الشیخ احمد بن محمد محمود اویسی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حرز یمانی کے مؤلف مولوی محمد مسعود ملتانی اویسی جو فضائل وبلاغت میں یگانہ روزگار تھے نے فرمایا کہ اس دعا کے پڑھنے کی تعداد معین نہیں ہے نہ مجھے اس کے بارے معلوم ہو سکا۔ اس سلسلہ میں بعض بزرگان واکابر اویسیہ سے بھی دریافت کیا گیا مگر کوئی معتمد جواب نہ لا سکا۔ البتہ ایک حکایت سنی ہے کہ بزرگانِ اویسیہ میں سے ایک شخص بہت مفلس اور قلاش ہو گئے۔ اُنھوں نے اس دُعا کو چالیس دن اس طرح پڑھا کہ پہلے دن ایک دفعہ دوسرے دن دو دفعہ، تیسرے دن تین دفعہ علیٰ ھذا القیاس اسی طرح چالیس دن چالیس مرتبہ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس دُعا کو قبول فرما کر اس بزرگ کی غربت ومفلسی ختم کر دی اور وہ دولت مند ہو گئے۔ ان کی تمام پریشانیاں جاتی رہیں۔

(لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ کا ترجمہ تاجدار یمن خواجہ اویس قرن صفحہ: ۱۹۷)

تنگ دستی، بیماری اور نزع کی تکلیف سے حفاظت کے لیے دُعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ فِی النَّزْعِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفَقْرِ فِی الشَّیْبِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعِلَّةِ فِی الْغُرْبَةِ (لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ)

طریقہ:

اس دُعا مبارکہ کو ہر نماز کے بعد پانچ پانچ بار پڑھنا چاہیے۔ نہایت آسان سی اور چھوٹی سی دُعا ہے اور ہر نماز کے بعد پانچ بار پڑھنی مشکل بھی نہیں فوائد بے حدو بے شمار ہیں۔ حق تعالیٰ توفیق دے تو ضرور پڑھا کریں۔

فوائد:

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ دُعا پڑھنے والے کی تمام پریشانیاں اور تکالیف دور ہو جاتی ہے۔ خصوصی فوائد یہ ہیں کہ اللہ تعالی اسے بڑھاپے کی تنگدستی سے، دوران سفر بیماری سے محفوظ رکھے گا اور نزع کے وقت اللہ تعالیٰ آسانی فراہم کرے گا۔ یہ تینوں آزمائشیں نہایت شدید ہوتی ہیں اللہ ان تینوں سے ہر مومن کو نجات عطا فرمائے ان سے نجات کے لیے سچے دل سے یہ دُعا پڑھنی چاہیے اور مستقل طور پر اس دُعا کو بھی اپنے اوراد میں شامل کر لینا چاہیے۔ خصوصی اویسی بزرگوں اور برادران کی خدمت اقدس میں عرض ہے کہ حضرت اویس قرنی سے جتنے بھی اوداد اور معمولات ہیں۔ اُنھیں ضرور اپنانا چاہیے۔ انشاء اللہ دنیا اور آخرت میں بے شمار فوائد کے حصول کا سبب ہیں۔

فائدہ:

یہ حال ہے خدمت گار کا سرکار عالم کیا ہوگا کے مصداق مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و فرمانبردار مگر شرط ہے کہ محبت سے ہو تو کیا کہنا کہ جن کی ایک سنت مبارکہ کو زندہ کرنے کا ثواب یہ ہے کہ سو شہداء کے ثواب سے نوازا جاتا ہے۔ آپ کی اکثر سنتیں اپنانے والے کو چاہیے کہ تمام سنت طریقوں کو شمار کرتے جائیں اور سو سے ضرب دیتے جائیں کیا کوئی ایسا کمپیوٹر یا کلکولیٹر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے محبوب کی سُنتوں کو اپنانے والے کے اجر کا اندازہ لگا سکے۔ اسی لیے الفقیر القادری ابو احمد اویسی کی برادرانِ اسلام کی خدمت اقدس میں التماس ہے کہ خدارا جہاں دنیوی بھول بھلیوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ دنیوی امور کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔ خدارا تھوڑا سا وقت دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لیے بھی نکالیے۔ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کیجیے۔ ہمیں جماعت اہلسنت پاکستان سے ہمیں پیار ہے۔

میں جماعت اھل سنت:

دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لیے جماعت اہل سنت سے رابطہ کیجیے الحمد للہ جماعت اہل سنت اس سلسلے میں بڑے بہترین نظریات کی حامل جماعت ہے۔ علمائے اہل سنت کو خصوصاً اس جماعت کے ساتھ مخلص ہو کر ساتھ دینا چاہیے تاکہ جماعت بھرپور طریقے سے اہل سنت کے مسائل حل کر سکے نیز جماعت سینوں کے حقوق کا تحفظ کر سکے۔

ہمیں دعوتِ اسلامی سے کیوں پیار ہے:

ہمیں دعوتِ اسلامی سے بھی پیار ہے کیونکہ مدنی تاجدار، احمد مختار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری اور میٹھی میٹھی سنتوں کی تبلیغ میں مصروف ہے۔ کراچی کی ایک مسجد سے امیرِ اہل سنت نے یہ سلسلہ شروع کیا۔ ایک ایک ساتھی ملتا گیا قافلہ بڑھتا گیا۔ یہ مدنی تاجدار کی سنتوں کی محبت بھری تبلیغ پاکستان کے شہر کراچی سے بھی شروع ہوئی حتیٰ کہ آج الحمدللہ بے شمار ممالک میں یہ سلسلہ چل رہا۔ ہمارا دعوتِ اسلامی کا یہ منشور ہے کہ ہم بھی سنورنا اور ہر انسان کو محمد عربی کا غلام بنانے کی کوشش کرنی ہے۔ اسی لیے ہم سب کو دعوتِ اسلامی کے اجتماعات میں ضرور شرکت کرنی چاہیے تاکہ ہماری بھی اصلاح ہو جائے اور پھر ہم محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سنت طریقہ اپناتے ہوئے کوشش کریں کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی بھی اصلاح ہو۔

فیض ملت مدظلہ العالی کے بیان کردہ فوائد:

فیض ملت حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی اس دُعا کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس دُعا کی اسناد میں اس طرح سے لکھا ہے کہ جو کوئی اس دُعا کو پانچوں وقت کی نماز کے پانچ پانچ بار روزانہ پڑھا اور ہمیشہ کے لیے اپنا ورد و معمول کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جان کندنی کے وقت بلائے کفر سے اور بڑھاپے میں فقر و فاقہ کی تکلیف سے اور مسافرت میں بیماری سے اپنی پناہ میں لے لیتا ہے اور یہی تینوں بلائیں بدترین بلائیں شمار ہوتی ہیں۔ (ذکر اویس صفحہ: ۲۵۹)

قلبی صفائی اور نور باطن میں اضافہ کے لیے

اَللّٰھُمَّ اِنَّ قَلْبِیْ مَرِیْضٌ فَصَحِّحْہُ وَفَاسِدٌ فَاَصْلِحْہُ وَمُظْلِمٌ فَنَوِّرْہُ وَعَمِیٌّ فَبَصِّرْہُ وَدَنِسٌ فَطَھِّرْہُ وَخَرَابٌ فَعَمِّرْہُ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْاِیْمَانُ الْکَامِلِ بِکَ وَنَسْئَلُکَ الْعِصْمَۃَ عَنِ الْبَلَاءِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

فوائد:

یہ دُعا مبارک پڑھتے رہنے سے:

(۱) قلبی صفائی حاصل ہوتی ہے

(۲) نور باطن میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۳) تجلیات حق کا نزول ہوتا ہے جس وجہ سے انسان گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور نیکیوں کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ گناہوں سے بیزاری پیدا ہوتی ہے۔ نیکیوں کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔

(۴) طبیعت میں سکون پیدا ہوتی ہے۔ اگر کسی وجہ سے بے چینی اور بے قراری ہو تو وہ بے چینی اور بے قراری بھی اللہ تعالیٰ کے فضل

وکرم سے ختم ہو جاتی ہے۔
(۵) اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے۔

فائدہ اس دُعا کے فائدے بیان کرتے ہوئے قبلہ فیض ملت نے بیان فرمایا ہے کہ یہ (دُعا) بھی حضرت خواجہ (اویس قرنی) رضی اللہ عنہ سے منسوب کی جاتی ہے۔ جو ایک ورق پر لکھی ہوئی ملی ہے اور تصفیہ قلب اور تجلیہ باطن کے واسطے اس کا پڑھنا انتہائی مفید ہے۔ (ذکر اویس صفحہ:۲۵۹)

دُعائے مستجاب سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يَامَنْ لَّا يَطهره طَاعَتِيْ وَلَا تضره معصيتي نهب لي مالا يطهرك واغفرلي مالا يضرك يا ارحم الراحمين

فائدہ: روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کوئی ہر فرض نماز کے بعد یہ دُعا پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اُسے جنت عطا فرمائے گا اگر نہ گیا تو وہ قیامت کے دن میرا دامن پکڑ لے۔ (ذکر اویس صفحہ:۲۴۷) (سیرت حضرت خواجہ قرنی عاشقِ رسول صفحہ:۱۶۵)

(۲) اُمید ہے کہ اس دُعا کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے خصوصی انعامات فرماتے ہوئے بہشت میں جگہ عطا فرمائے گا۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عزت وجلال کی قسم بیان فرمائی کہ جس بیمار پر اس کا نام (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) لیا جائے گا اس کو وہ ضرور شفا عطا فرمائے گا۔ جس شے پر اسے پڑھا جائے گا۔ اس میں برکت پیدا فرمادے گا اور جو کوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

فوائد: یہ روایت مبارکہ ملاحظہ فرمائیے اور اس دعا کے فوائد ملاحظہ فرمائیے۔ اس دعا مبارکہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی ہے۔ اس لیے یہ دُعا پڑھنے والے کو انشاء اللہ تعالیٰ بہشت میں مقام حاصل ہوگا۔ پڑھنے والے کے لیے یہ دُعا برکت ہوگی رزق، علم، حلم، اچھی صفات ظاہری باطنی بھی قسم کی برکت حاصل ہوگی۔ جس چیز پہ یہ دُعا پڑھی جائے گی انشاء اللہ اس چیز میں بھی برکت پیدا ہوگی۔ اگر مریض پہ یہ دُعا پڑھی جائے تو انشاء اللہ تندرستی حاصل ہوگی۔ اسی دُعا کے پڑھنے سے گناہ دُور ہوں گے، نیکیاں حاصل ہوگی۔ میزان عمل کے وقت نیکیوں کا وزن زیادہ ہوگا۔ یہ دُعا اکثر وِرد رکھنے سے دُعائیں قبول ہوتی ہیں محمد الیاس عادل صاحب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے۔ آپ کی بنائی ہوئی مقبول دُعا ہر مشکل اور مصیبت سے نجات کے لیے ایک بہترین وسیلہ ہے ان دُعائیہ کلمات کی برکت سے پروردگار عالم ہر مشکل آسان فرمادیتا ہے اور ہر پریشانی کو دور فرمادیتا ہے۔ (سیرت حضرت خواجہ اویس قرنی عاشق رسول صفحہ:۱۶۹)

خاص نماز:

لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ میں ہے کہ مفتاح الجنان کے باب ششم میں ماہ رجب کے فضائل بیان کرتے ہوئے یہ بھی

نقل کیا گیا ہے کہ یہ (نفل) نماز تیسری، چوتھی اور پانچویں رجب کو پڑھی جائے۔ اس کے بعد تیرہویں، چودہویں پندرہویں تاریخ کو بھی پڑھی جائے۔

ایک روایت مبارکہ کے مطابق اگر پہلے اور دوسرے عشرے میں یہ نماز ادا نہ کی گئی ہو تو پھر تیئسویں، چوبیسویں، پچیسویں رجب کو پڑھی جائے۔

یہ نماز بارہ رکعت پر مشتمل ہے اور چار چار رکعت کر کے پڑھنی چاہیے۔ چاشت کے وقت غسل کر کے چار رکعت ادا کرے۔ قرأت میں جو مرضی ہو پڑھے اور نماز کے بعد ستر بار یہ دعا پڑھے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ، لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝

اس کے بعد چار رکعت (نفل) پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ ایک بار پڑھے۔ سلام کے بعد درج ذیل دعا ستر بار پڑھے۔

قَوِيٌّ مُعِيْنٌ وَاَهْدٰى دَلِيْلٌ وَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

پھر چار رکعت مزید پڑھے۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ شریف کے بعد تین بار سورۃ اخلاص پڑھے سلام کے بعد سورۃ الم نشرح ستر بار پڑھے۔ ہاتھ سینے پر باندھ کر اپنی حاجت بیان کر کے اللہ رب العزت سے عجز وانکساری کے ساتھ دعا کرے۔ جن تین دنوں میں یہ نماز پڑھے ہر روز صبح غسل کرے اور کسی سے گفتگو نہ کرے۔ جب تک غسل اور نماز سے فارغ نہ ہوں۔ یعنی جب تک غسل اور نماز میں مشغولیت رہے کسی قسم کی بات نہ کرے۔

فضیلت:

اس نماز کی فضیلت بہت زیادہ بیان کی گئی ہے مدرسہ مغربی میں معین الدین نامی ایک عالم تھے جو ہر بات کا جواب نہایت علمی استدلال کے ساتھ دیتے۔ تقریر اور مباحثوں میں بھی وہ یکتا تھا۔ ان سے لوگوں نے علم کے بارے میں دریافت کیا کہ ایسا علم کہاں سے حاصل کیا وہ کہنے لگے کہ میں بے علم اور ان پڑھ تھا۔ نہ کسی کی شاگردی کی اور نہ خود کہیں پڑھا۔ جب بڑا ہوا تو میں نے خواجہ اویس قرنی کی مذکورہ نماز پڑھی اور دعا کی کہ یا اللہ! اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میں علم حاصل نہیں کر سکتا تو اپنے فضل وکرم سے مجھے علم عطا کر اور دانش مند بنا دے۔

اللہ تعالیٰ نے اس نماز کی برکت سے مجھ پر علم کے دروازے کھول دیے۔ اب جو مسئلہ بھی درپیش ہوتا ہے۔ اس کا میں مسکت اور مدلل جواب دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی مراد پوری فرمائے۔ آمین۔

(لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ اردو ترجمہ ۲۰۰۔۹۹)

ہر خواہش پوری ہونے کا مجرب عمل:

تین دن تک اس طریق سے پر یہ نماز پڑھی جائے تو ہر خواہش بہ فضل ایزدی پوری ہو سکتی ہے لیکن ہر روز غسل کر کے وقت سے نماز ادا کر لینے تک کسی قسم کا کلام نہ کیا جائے۔ (ذکر اویس صفحہ: ۲۴۶)

اذکار سلسلہ اویسیہ

ان اذکار کے متعلق تفصیلات کے لیے کتب تصوف کا مطالعہ کیجیے خصوصاً فیض ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف ذکر اویس جو کہ مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاول پور اور سیرانی کتب خانہ نزد سیرانی مسجد سیرانی روڈ بہاول پور سے منگوائی جا سکتی ہے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ کے متعلق ایک بہترین کاوش ہے۔ حضرت فیض ملت کی دعاؤں کے سائے میں الفقیر القادری نے بھی یہ کوشش کی ہے حق تعالیٰ اسے شرف قبولیت سے نوازے آمین۔

ذکر خفی:

جب سالک کے دل کی چربی دور ہو کر زندہ ہو جائے تو چاہیے کہ فوراً ہی پاس انفاس شروع کر دے۔ یعنی سانس کو زور سے کھینچ کر دماغ میں لے جا۔ اگر سانس رکنے لگے تو اتنا آہستہ آہستہ سانس لینے لگے کہ اس کا احساس بھی نہ ہو اسے سکون کہتے ہیں اور اسی کو ذکر خفی کہتے ہیں۔

ذکر اویسیہ اسے ہی کہتے ہیں اور یہی سلسلہ اویسیہ میں مروج بھی ہے۔

پاس انفاس:

بے شمار اولیائے کرام پاس انفاس کے ذکر کے ذریعے ہی منزل مقصود پانے میں کامیاب ہوئے۔ اس لیے سلسلہ اویسیہ سے منسلین کو خصوصیت سے اس ذکر میں مشغولیت اختیار کرنی چاہیے۔

کلمہ "لَآ اِلٰہَ" کو سانس کے نیچے زمین کی طرف نہ لے جائیں اور "اِلَّا اللّٰہ" کو اوپر کے سانس کے ساتھ مغرب (بائیں جانب کھینچے۔ یہاں تک کہ سانس خود بخود ذکر کرنے لگے۔ سانس کھینچتے وقت دل پہ نظر (توجہ) رہنی چاہیے۔ زبان کو ہلائے بغیر سانس سے اس قدر تک کہ نیند میں بھی جاری رہے۔

ذکر کرے کہ خود سانس (ہی) ذکر بن جائے۔ یہ شغل اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت جاری رہے۔ یہاں

ذکر جلی:

ذکر اویسیہ کے کمال کی علامت یہ ہے کہ جسے یہ دولت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کا سانس ناک کے نتھنوں سے نکلنے لگتا ہے اور اسم ذات سانس کے ساتھ بڑے زور شور سے جاری ہو جاتا ہے۔ یہ حالت طریقہ اویسیہ میں اول اول تو بے شک پیدا ہو جاتی ہے لیکن بعدہ یہ ذکر کسی کے تو ناک سے منتقل ہو کر اس کے دل میں پہنچ جاتا ہے۔ یعنی اس کا دل جاری ہو جاتا ہے اور کسی کے دماغ میں پہنچ کر اثر پذیر ہوتا ہے اور کسی کی پہلی حالت ہی آخر دم تک قائم رہتی ہے اور یہ ذکر جلی کہلاتا ہے سلسلہ اویسیہ کے بزرگوں میں یہ دونوں طریقے یعنی ذکر خفی اور ذکر جلی مروج ہیں (خلاصہ از ذکر اویس ص ۲۶۱ـ۲۶۰)

-----☆☆☆-----

باب ۱۲:

سلسلہ اویسیہ اور سلسلہ اویسیہ کے اعمال ہفت گانہ

سلسلہ اویسیہ کے متعلق تفصیلات مطلوب ہوں تو قبلہ فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف ذکر اویس کا مطالعہ فرمایئے یہاں صرف بطور تعارف چند سطور پیش خدمت ہیں۔

سلسلہ اویسیہ کا دارومدار غیبی امداد پر ہے۔ یادرکھیے کہ حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ اویسیہ روحانیت سے متعلق ہے۔اس لیے محض ظاہری وجسمانی ملاقات کا ہونا ضروری نہیں۔اولیاء الرحمٰن کے فیوض وبرکات بعداز وصال بھی جاری رہتے ہیں۔ ان کا وصال باکمال اُن کے فیوض وبرکات کو روک نہیں دیتا۔اگر اس سلسلے میں کوئی اشکال پیدا ہو تو اس سلسلے میں فقیر اویسی آپ کی توجہ محبوب کبریا، مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج مبارک کی طرف مبذول کرائے گا۔ذرا توجہ فرمایئے کہ کتنا عرصہ ہوا۔محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہو رہا تھا۔عرصہ دراز پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وصال باکمال ہو چکا تھا۔حق تعالیٰ کی طرف سے پچاس نمازوں کا تحفہ بطور تحفہ مل چکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لارہے تھے کہ آپ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام شرف ملاقات حاصل کرتے ہیں۔نمازیں کم کرانے کے لیے واپس جانے کا عرض کرتے ہیں۔پوری حدیث مبارکہ اور یہ واقعہ مشہور ومعروف ہے۔

حدیث شریف:

حضرت قتادہ، حضرت انس بن رضی اللہ عنہ مالک سے اور وہ حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے اسراء اور معراج کی رات کے احوال وواردات کی تفصیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس رات میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا اور بعض موقعوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''حجر'' میں لیٹنے کا ذکر فرمایا کہ اچانک ایک آنے والا (فرشتہ) میرے پاس آیا اور اس نے (میرے جسم کے) یہاں سے یہاں تک کے حصہ کو چاک کیا۔

راوی کہتے ہیں کہ (یہاں سے یہاں تک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن گڑھے سے زیر ناف بالوں تک کا پورا حصہ تھا۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اس فرشتہ نے اس طرح میرا سینہ چاک کر کے میرے دل کو نکالا، اس کے بعد میرے سامنے سونے کی ایک طشت لایا گیا۔ جو ایمان سے بھرا ہوا تھا اور اس میں میرے دل کو دھویا گیا، پھر دل میں اللہ کی عظمت ومحبت یا علم وایمان کی دولت بھری گئی اور پھر دل کو سینہ میں اس کی جگہ رکھ دیا گیا۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ پھر میرے پیٹ (کے اندر کی تمام چیزیں یا دل کی جگہ) کو آب زم زم سے پانی سے دھویا گیا اور پھر اس میں ایمان وحکمت بھرا گیا، اس کے بعد سواری کا ایک جانور لایا گیا جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا۔ یہ

جانور سفید رنگ کا تھا ور اس کا نام براق تھا۔ اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ) جہاں تک اس کی نظر وہاں اس کا ایک قدم پڑتا تھا۔ مجھے اس پر سوار کیا گیا اور جبرائیل (علیہ السلام) مجھے لے کر چلے۔ یہاں تک کہ میں آسمان دنیا (یعنی پہلے آسمان) پر پہنچا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو (دربان فرشتوں کی طرف سے) پوچھا گیا کہ کون ہے؟

جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: میں جبرائیل (علیہ السلام) ہوں۔

پھر پوچھا گیا: اور تمھارے ساتھ کون ہے؟

جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: حضرت محمد (ﷺ) ہیں۔

اس کے بعد سوال کیا گیا: ان (حضرت محمد ﷺ) کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آنے والے کو آنا مبارک ہو اس کے بعد آسمان میرے سامنے کھڑے ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ آپ کے باپ (یعنی جد اعلیٰ) حضرت آدم ہیں۔ ان کو سلام کرو۔

میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سلام کیا۔ اُنھوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: میں نیک بخت بیٹے اور پیغمبر صالح کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اوپر دوسرے آسمان پر آئے۔ اُنھوں نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو پوچھا گیا۔ کون ہے؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرائیل ہوں۔

پھر پوچھا گیا: تمھارے ساتھ کون ہے؟

اُنھوں نے کہا: (حضرت) محمد (ﷺ) ہیں۔

پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجا گیا تھا؟

جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ہاں۔

تب دربان فرشتوں نے کہا: ہم (حضرت) محمد (ﷺ) کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آنے والے کو آنا مبارک ہو۔

اس کے بعد (دوسرے) آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہیں۔ جو ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی تھے۔

جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ یحییٰ علیہ السلام ہیں اور یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام کیجیے۔

میں نے دونوں کو سلام کیا اور دونوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا "نیک بخت بھائی اور پیغمبر صالح کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔

مدنی تاجدار تیسرے آسمان پر:

اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اوپر چلے اور تیسرے آسمان پر آئے اُنھوں نے دروازہ کھولنے کے کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟

جبرائیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرائیل ہوں۔

پھر کہا گیا کہ تمھارے ساتھ کون ہے؟

اُنھوں نے جواب دیا: (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔
پھر سوال کیا گیا کہ ان کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجا گیا تھا؟
جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ہاں۔
ان فرشتوں نے کہا: ہم (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خوش آمدید کہتے ہیں آنے والے کو آنا مبارک اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں تیسرے آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام میرے سامنے کھڑے ہیں۔
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ یوسف ہیں۔ ان کو سلام کرو۔ میں نے ان کو سلام کیا۔
اُنھوں نے سلام کا جواب دے کر کہا: میں نیک بخت بھائی اور پیغمبر صالح کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چوتھے آسمان پر:

اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اوپر چوتھے آسمان پر آئے اُنھوں نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو پوچھا گیا۔ اور تمھارے ساتھ کون ہے؟
اُنھوں نے کہا: (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔
پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجا گیا تھا؟
جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ہاں
تب ان فرشتوں نے کہا: (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خوش آمدید کہتے ہیں آنے والے کو آنا مبارک ہو۔
اس کے بعد (چوتھے) آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں چوتھے آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ادریس علیہ السلام سامنے کھڑے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام کرو۔
میں نے ان کو سلام کیا اور اُنھوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: میں نیک بخت بھائی اور پیغمبر صالح کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پانچویں آسمان پر:

اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اور اوپر چلے اور پانچویں آسمان پر آئے اُنھوں نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟
جبرائیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرائیل ہوں۔
پھر پوچھا گیا: اور تمھارے ساتھ کون ہے؟
اُنھوں نے کہا: (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں
پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجا گیا ہے؟
جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ہاں۔
تب ان فرشتوں نے کہا: حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آنے والے کو آنا مبارک ہو۔
اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں پانچویں آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ہارون علیہ

السلام ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ ہارون ہیں۔ ان کو سلام کرو۔

میں نے ان کو سلام کیا اور انھوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: میں نیک بخت بھائی اور پیغمبر صالح کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے آسمان پر:

اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اوراوپر چلے اور چھٹے آسمان پر آئے۔ انھوں نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو پوچھا گیا کہ کون ہے؟

جبرائیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرائیل ہوں۔

پھر پوچھا گیا: تمھارے ساتھ کون ہے؟

انھوں نے جواب دیا: (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

پھر سوال کیا گیا۔ ان کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجا گیا ہے؟

جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ہاں۔

تب ان فرشتوں نے کہا: (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آنے والے کو آنا مبارک ہو۔

اس کے بعد چھٹے آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں چھٹے آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میرے سامنے کھڑے ہیں۔

جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام کیجیے۔

میں نے ان کو سلام کیا انھوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: میں نیک بخت بھائی اور پیغمبر کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں آسمان پر:

بہرحال آسمان (اس چھٹے آسمان سے گزر کر) جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اوراوپر چلے اور ساتویں آسمان پر آئے انھوں نے آسمان کا دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو پوچھا گیا کہ کون ہے؟ (ساتواں آسمان)

جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: میں جبرائیل علیہ السلام ہوں۔

پھر پوچھا گیا: تمھارے ساتھ کون ہے؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجا گیا تھا۔

جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: ہاں

تب ان فرشتوں نے کہا: ہم (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آنے والے کو آنا مبارک ہو۔

اس کے بعد (ساتویں) آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں ساتویں آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام میرے سامنے کھڑے ہیں۔

جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ تمھارے باپ (مورث اعلیٰ) ابراہیم علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو میں نے ان کو سلام کیا اور اُنھوں نے جواب دے کر کہا: میں نیک بخت بیٹے اور پیغمبر کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اس کے بعد مجھ کو سدرۃ المنتھی تک پہنچایا گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے پھل یعنی بیر، مقام ہجر کے (بڑے بڑے) مٹکوں کے برابر تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر تھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ سدرۃ المنتھیٰ ہے!

چار نہریں:

میں نے وہاں چار نہریں دیکھیں۔ دو نہریں تو باطن کی تھیں اور دو نہریں ظاہر کی تھیں۔ میں نے پوچھا: جبرائیل علیہ السلام یہ دو طرح کی نہریں کیسی ہیں؟

جبرائیل علیہ السلام نے بتایا: یہ باطن کی دو نہریں جنت کی ہیں اور یہ ظاہر کی دو نہریں نیل اور فرات ہیں۔

عجائبات:

پھر مجھ کو بیت المعمور دکھایا گیا اور اس کے بعد ایک پیالہ شہد کا میرے سامنے لایا گیا (یہ دیکھ کر کہ میں نے دودھ کے پیالہ کو اختیار کیا) کہا دودھ فطرت ہے اور یقیناً تم اور تمھاری امت کے لوگ اسی فطرت پر (قائم و عامل) رہیں گے (اور جہاں تک شراب کا معاملہ ہے تو وہ ام الخبائث اور شر و فساد کی جڑ ہے)

نمازوں کی فرضیت:

اس کے بعد وہ مقام آیا جہاں مجھ پر (ایک دن اور ایک رات کی) پچاس نمازیں فرض کی گئیں (پھر ملاء اعلیٰ کا میرا سفر تمام ہوا اور درگاہ رب العزت سے) میں واپس ہوا تو ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور ان سے رخصت ہونے لگا تو

بعد از وصال با کمال حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدد کرنا

فَمَرِرْتُ عَلٰی مُوْسٰی فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِیْنَ صَلٰوۃً کُلَّ یَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِیْعُ خَمْسِیْنَ صَلٰوۃً کُلَّ یَوْمٍ وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَرْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِیْفَ لِاُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا

فَاُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ ۔ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّاِنِّيْ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ قَالَ سَاَلْتُ رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ وَلٰكِنِّيْ اَرْضٰى وَاُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادٰى مُنَادٍ اَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِيْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِيْ۔

(بخاری شریف۔مشکوٰۃ شریف باب فی المعراج حدیث نمبر ۵۶۱۰۔ مسلم شریف)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: تمھیں کس عبادت کا حکم دیا گیا ہے؟

میں نے ان کو بتایا کہ (ہر شب و روز میں) پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (یہ سُن کر) کہا تمھاری اُمت (نسبتاً کمزور قوی رکھنے کے سبب یا کسل سستی کے سبب) رات دن میں پچاس نمازیں ادا نہیں کر سکے گی، خدا کی قسم! میں تم سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں (کہ عبادت خداوندی کے راستہ میں مشقت و تعب برداشت کرنا ان کی طبیعتوں پر کس قدر بار تھا) اور بنی اسرائیل کی اصلاح و درستی کی سخت ترین کوشش کر چکا ہوں (لیکن وہ اصلاح پذیر نہ ہوئے باوجود یہ کہ ان کے قوی تمھاری امت کے لوگوں سے زیادہ مضبوط تھے تو پھر تمھاری اُمت کے لوگ اتنی زیادہ نمازوں کی مشقت کیسے برداشت کر سکیں گے لہٰذا تم اپنے پروردگار کے پاس واپس جاؤ اور اپنی اُمت کے حق میں تخفیف اور آسانی کی درخواست کرو۔ چنانچہ میں (اپنے پروردگار کی بارگاہ میں) دوبارہ حاضر ہوا اور میرے پروردگار نے میرے عرض کرنے پر) دس نمازیں کم کر دیں۔ میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا (اور ان کو بتایا کہ دس نمازیں کم کر کے چالیس نمازیں رہنے دی گئی ہیں) لیکن اُنھوں نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا (کہ میں پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں۔ تمھاری اُمت کے لوگ چالیس نمازیں بھی ادا نہیں کر سکیں گے۔ اب پھر بارگاہ رب العزت میں جا کر مزید تخفیف کی درخواست کرو) چنانچہ میں پھر بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوا اور (چالیس میں سے) دس نمازیں کم کر دی گئیں۔ میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اُنھوں نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ چنانچہ میں بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا اور (تیس میں سے) دس نمازیں کم کر دی گئیں۔ میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ اُنھوں نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا چنانچہ میں بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا اور (بیس میں سے) دس نمازیں کم کر دی گئیں میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو اُنھوں نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ چنانچہ میں بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا اور مجھ کو دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو اُنھوں نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ چنانچہ میں پھر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا اور مزید پانچ نمازوں کی تخفیف کر کے مجھے ہر شب و روز میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو اُنھوں نے کہا کہ اب تمھیں کیا حکم ملا ہے؟ میں نے ان کو بتایا کہ اب مجھے رات دن میں

پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا حقیقت یہ ہے کہ تمھاری اُمت کے اکثر لوگ (پوری پابندی اور تسلسل کے ساتھ) رات دن میں پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ پائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں تم سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کی اصلاح و درستی کی سخت کوشش کر کے دیکھ چکا ہوں اور وہ تو اس سے بھی کم عبادت خداوندی پر عامل نہیں رہ سکتے تھے) لہٰذا تم پھر پروردگار کے پاس جاؤ اور اپنی اُمت کے لیے (پانچ نمازوں میں بھی) تخفیف کی درخواست کرو۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا (کہ میں نے اس موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا) کہ میں بار بار اپنے پروردگار سے تخفیف کی درخواست کر چکا ہوں اور (اب) مجھ کو شرم آتی ہے (اگر چہ امت کی طرف سے پانچ نمازوں کی پابندی نہ ہو سکنے کا گمان ہے۔ مگر مزید تخفیف کی درخواست کرنا اب میرے لیے ممکن نہیں ہے) میں اپنے پروردگار کے اس حکم کو (برضا و رغبت) قبول کرتا ہوں (اور اپنے اور اپنی اُمت کا معاملہ اس کے سپرد کر دیتا ہوں کہ وہ اپنی توفیق و مدد سے اُمت کے لوگوں کو ان پانچ نمازوں کی ادائیگی کا پابند بنائے۔)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس گفتگو کے بعد جب میں وہاں سے رخصت ہوا تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) یہ ندائے غیبی آئی: میں نے (پہلے تو) اپنے فرض کو جاری کیا اور پھر (اپنے پیارے رسول کے طفیل میں اپنے بندوں کے حق میں تخفیف کر دی (مطلب یہ کہ اب میرے بندوں کو نمازیں تو پانچ ہی پڑھنی پڑیں گی۔ لیکن ان کو ثواب پچاس نمازوں کا ملے گا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام خادمانہ شان سے:

مظاہر حق میں بیان کیا گیا ہے کہ:

(مجھے اس پر سوار کیا گیا) اس جملہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس براق پر آنحضرت ﷺ کا سوار ہونا محض اللہ تعالیٰ کی مدد اور قدرت سے ممکن ہوا اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنی قوت ملکیہ کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کو اس براق پر سوار کرایا تھا اور یہ بات بعید از امکان اس لیے نہیں ہو سکتی کہ آنحضرت ﷺ پر وحی اُترنے اور آپ ﷺ تک فیض الٰہی پہنچنے کا اصل ذریعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہی تھے اور اس سفر معراج میں بھی ان کی حیثیت اس رفیقِ سفر اور خادم کی تھی۔ جس کا مقصد ہر طرح کی راحت و مدد پہنچانا ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی رکاب پکڑ رکھی تھی اور میکائیل علیہ السلام براق کی باگ تھامے ہوئے تھے (مظاہر حق جدید جلد ۵ صفحہ: ۴۴۰)

فائدہ:

واضح ہوا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ساتھ بحیثیت خادم تھے نہ کہ آقا یا استاد، اس سے ان لوگوں کو ضرور غور و فکر سے کام لینا چاہیے۔ جو یہ کہتے کہتے نہیں تھکتے کہ اگر طالب علم ہو تو نبی کریم ﷺ کی اس حالت کو ملاحظہ فرمایئے کہ آپ کیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سامنے بیٹھے تھے۔ سفر معراج نے اور مظاہر حق جدید کے اس درج بالا حوالہ سے واضح ہوا کہ جبرائیل علیہ السلام خادمانہ شان رکھتے تھے۔ بے شمار احادیث کے دلائل آپ کی خادمانہ شان کو واضح کرتے ہیں۔

ایک اعتراض:

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آسمانوں میں جن انبیائے کرام سے آنحضرت ﷺ کی ملاقات کرائی گئی وہ جسم و روح کے ساتھ وہاں موجود تھے یا ان کی موجودگی محض روحانی تھی؟ اگر وہ جسم و روح کے ساتھ موجود تھے تو پھر یہ اشکال لازم آتا ہے کہ ان کے

اجسام تو قبروں میں ہیں۔ آسمانوں میں ان کی موجودگی کیسے تھی؟

اس سلسلہ میں علماء نے جو کچھ لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ان انبیاء کرام کے اجسام اصلیہ تو قبروں ہی میں رہے اور اللہ تعالیٰ ان کی ارواح کو اجسام مثالیہ کے ساتھ متمثل کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لیے جمع کیا البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر جسم اصلی کے ساتھ دیکھا کیونکہ وہ اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ اسی طرح حضرت ادریس علیہ السلام کو جسم اصلی کے ساتھ دیکھا وہ بھی آسمان پر زندہ اُٹھائے گئے۔

یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز و اکرام کے لیے ان انبیاء کرام کو مع اجسام عنصریہ کے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) اور آسمانوں میں جمع کیا۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ہی انبیاء کو ان کے اجسام اصلی کے ساتھ دیکھا اور اللہ کی قدرت کے آگے محال نہیں تھا کہ ایک شب کے لیے ان انبیاء کے اجسام عنصریہ ان کی قبروں سے بیت المقدس اور پھر آسمانوں پر جمع کیے گئے اور پھر ان کو ان کی قبروں میں واپس کر دیا گیا۔ (مظاہر جدید جلد ۵ صفحہ: ۴۴۳)

فائدہ :

پس واضح ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی چونکہ وصال با کمال کے عرصہ دراز بعد مدنی تاجدار کو بار بار واپس لوٹایا جو مومنین یعنی امتِ مصطفیٰ کی مدد تھی۔ وہ مدد خواہ کسی حالت میں ہی تصور کرا جائے روح الجسد یا محض روحانی حیثیت سے یہاں مظاہر حق جدید کے حوالے سے تسلی کر لی جائے۔

دونوں حالتیں واضح ہو رہی ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ بعد از وصال بزرگانِ دین کا مدد کرنا حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے یہی اصول سلسلہ اویسیہ کا ہے۔ عنقریب انشاء اللہ وضاحت کی جائے گی۔

فائدہ :

اس حدیث مبارکہ سے بعد مشکوۃ شریف میں جو حدیث مبارکہ بیان ہوئی اس میں بھی سفر معراج بیان ہوا ہے اس میں پانچ نمازوں کی تخفیف کا ذکر ہے۔ اس حدیث میں بھی بعد وصال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس امت مرحومہ کے لیے حضور کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھیجنے کا ذکر ہے۔

سلسلہ اویسیہ:

مجدد دور حاضرہ قبلہ فیض ملت، فیض مجسم شیخ القرآن والحدیث مفتی اعظم، پاکستان مصنف اعظم صدی ہذا حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں کہ

''قبور میں تشریف لے جا کر جو حضرات فیض پہنچاتے ہیں۔ اُن کے فیض یافتہ لوگوں کو اویسی کہتے ہیں اور اس سلسلہ کو اُویسیہ کہا جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جنھیں سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ یا ان کے فیض یافتہ حضرات فیض پہنچائیں۔ بلکہ جسے بھی کسی صاحب مزار سے فیض ملے اُسے ''اُویسی'' کہا جائے گا۔

کما قال شاہ عبدالحق محدث الدهلوی فی اللمعات صفحہ: ۶۴۳ حتیٰ ان کثیرًا منهم حصل لهم الفیوض من الارواح وتسمّٰی هٰذا الطائفة

اویسیہ فی اصطلاحھم

یعنی بہت سے لوگوں کو اولیائے کرام کے ارواحِ مقدسہ سے فیوض و برکات پہنچے اُسے اصطلاح میں اویسی کہا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ صوفیاء کرام نے اور اصطلاحیں بھی بیان فرمائی ہیں۔ جو مندرجہ ذیل اور سب کی سب صحیح لیکن سب کا محور سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں (ذکر اویس صفحہ ۳۱۹)

- حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ اپنے رسالہ قدسیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:
اصطلاح صوفیہ میں اُویسی اس کو کہتے ہیں کہ جو بے واسطہ پیر اور اس کے ارشاد و تلقین کے درگاہ خداوندی سے درجہ ولایت پائے۔
- بعض کا یہ خیال ہے کہ جس کو حضور نبی کریم ﷺ کی پیروی کرنے اور آپ کی سنت پر قولاً و فعلاً و اعتقاداً عمل پیرا ہونے کے سبب مرتبہ ولایت حاصل ہو۔ اُس کو اویسی کہتے ہیں۔
- کچھ لوگوں کا یہ قول ہے کہ جس کو حضرت خضر علیہ السلام سے فیض پہنچے وہ اُویسی ہے۔
- ایک جامعیت یہ بھی کہتی ہے کہ جس کو کسی خاص بزرگ سے (جو حضور سرور کائنات ﷺ کی ولایت کا سجادہ نشین ہو) باطنی علوم کی تعلیم حاصل ہوئی ہو وہ اُویسی ہوتا ہے۔
- ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ جس کو ایسے ولی کامل نے ہدایت کی ہو جس کو درمیانی واسطوں کے بغیر ہی درجہ ولایت مل گیا ہو اُس کو اویسی کہتے ہیں خواہ صاحب وصال ہو یا زندہ۔

فائدہ: یہ چند اصطلاحات ذکر اویس سے پیش کی ہیں۔ تفصیلات مطلوب ہوں تو ہماری زیر ترتیب کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔ (تذکرہ حضرت خواجہ اویس قرنی)

-----☆☆☆------

سلسلہ اویسیہ کے اعمال ہفت گانہ

حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ سیر نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ عبداللہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے طریقہ (سلسلہ اویسیہ) کی بنیاد کس پر ہے؟

اُنھوں نے جواب دیا کہ سلسلہ اویسیہ کی بنیاد سات چیزوں پر ہے اور وہ سات اُصول یہ ہیں۔

(۱) پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
(۲) خلوت در انجمن۔
(۳) خاموشی در سخن۔
(۴) نظر بر قدم۔
(۵) ہوش در دم۔
(۶) زہر نوشی
(۷) پردہ پوشی۔

(۱) پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہر مسلمان کے لیے مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ضروری ہے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر بندہ ہر حال میں خسارے میں رہتا ہے۔۔ دنیا و آخرت اس کے لیے مصائب و آلام اور دکھوں کا گھر ہے۔ آخرت میں بھی نجات اور دنیا میں بھی کامیابی آپ کی اطاعت میں ہے۔ مجدد دورِ حاضرہ فیض ملت حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں کہ:

تمام اکابر اولیاء اللہ اور صاحبِ تقویٰ حضرات کا اس پر اتفاق ہے کہ کوئی سعادتِ دارین کوئی فیض، کوئی درجہ عرفان کوئی دولت و نعمت، کشف و انوار اور اسرار الٰہی بغیر آپ کی پیروی کے حاصل و میسر نہیں ہو سکتی (ذکر اویس صفحہ:۲۷۶)

قرآن مجید میں اطاعت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (پارہ سورۃ آل عمران:۳۱)

اے محبوب تم فرما دو۔ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اللہ تمھیں دوست رکھے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (کنز الایمان)

تفسیری فائدہ:

قل کہیں تو دوسروں سے کہلوانے کے لیے ہوتا ہے جیسے قل ھو اللہ احد اور کہیں دوسروں کو رد کرنے کے لیے ہوتا ہے

جیسے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یہاں قُلْ دوسروں کو روکنے کے لیے ہے کیونکہ حضور ﷺ کے سوا کوئی دوسرا رب تک نہیں پہنچ سکتا اور کسی کی اتباع مطلقاً جائز نہیں ہر ولی شیخ وغیرہ حضور ﷺ تک پہنچا سکتے ہیں حضور ﷺ رب تک۔ ٹانگے والا کراچی نہیں پہنچا سکتا بلکہ ریل تک پہنچا دے گا اور ریل کراچی تک اور نیز ہر ایک کی اتباع جائز کاموں میں ہوگی۔ حضور ﷺ جس چیز کا حکم دیں وہ اس کے لیے جائز بلکہ واجب ہو جائے گا۔ رب تعالیٰ کی اطاعت لازم مگر اس کی اتباع ناممکن ہے۔ مطلق اتباع صرف حضور ﷺ ہی کی ہو سکتی ہے۔ اس لیے رب کائنات نے اپنی اتباع کا حکم بلکہ اطاعت کا۔ حضور کی اطاعت واتباع دونوں لازم (تفسیر نور العرفان قل ان کنتم .... آیت کے تحت)

حضور کی اتباع محبت والی:

اس سے پتہ لگا کہ حضور کی اتباع محبت والی چاہیے۔ نہ کہ محض ظاہری یا خوف ولالچ والی، ایسی اتباع تو منافق بھی کرتے ہیں۔ اس لیے اس مضمون کو محبت سے شروع کیا گیا اور محبت ہی پر ختم کیا گیا۔ حضور کی جس درجہ کی کامل اطاعت ہوگی۔ اس درجہ کی محبت حاصل ہوگی (خلاصہ از تفسیر نور العرفان)

اللہ جل جلالہٗ ورسول اللہ ﷺ کی اطاعت:

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ۝

(پارہ سورۃ آل عمران ۳۲۰)

تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا۔ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر (کنز الایمان)

فائدہ:

خیال رہے بعض وسیلے منزل مقصود پر پہنچ کر چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ جیسے ریل بعض وسیلے کبھی چھوٹ نہیں سکتے۔ جیسے روشنی کے لیے چراغ حضور ﷺ دوسری قسم کے وسیلہ ہیں کہ کوئی شخص خدا تک پہنچ کر حضور کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اس لیے رب نے اپنے اپنے حبیب کا ذکر فرمایا

یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سے سرتابی کرنے والا کافر ہے۔ اسی لیے فرمایا لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ۝ (تفسیر نورا عرفان)

اطاعتِ حبیب کبریا ﷺ کی فضیلت احادیث میں:

اطاعت حبیب کبریا ﷺ کے بے شمار فضائل ہیں۔ یہاں چند احادیث تبرکاً پیش خدمت ہیں۔

(۱) حدیث:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى قِیْلَ مَنْ اَبٰى قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰى (رواہ البخاری۔ مشکوۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا منکر کے سوا میری ساری امت جنت میں جائے گی۔

عرض کیا گیا: منکر کون ہے؟

فرمایا: جس نے میری فرمانبرداری کی بہشت میں گیا جس نے میری نافرمانی کی منکر ہوا۔

فائدہ:

یہاں امت سے مراد اُمتِ اجابت ہے جنھوں نے حضور کی تبلیغ کو قبول کر کے کلمہ پڑھ لیا۔ ورنہ حضور کی اُمتِ دعوت تو ساری خلقت ہے (مراۃ مشکوٰۃ جلد اول صفحہ: ۱۴۸)

جنت میں جانے کا بہترین عمل مبارک:

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَکَلَ طَیِّبًا وعَمِلَ فِیْ سُنَّۃٍ وَّاَمِنَ النَّاسُ بِوَائِقَۃٍ دَخَلَ الْجَنَّۃَ فَقَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ھٰذَالْیَوْمَ لَکَثِیْرٌ فِی النَّاسِ قَالَ وَسَیَکُوْنَ فِیْ قُرُوْنَ بَعْدِیْ (رواہ الترمذی ومشکوٰۃ شریف باب الاعتصام فصل ۲)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو پاک وحلال کھائے سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے فتنوں سے محفوظ رہیں وہ جنت میں جائے گا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آج کل بہت سے ایسے لوگ ہیں۔

فرمایا: میرے بعد والے زمانوں میں بھی ہوں گے۔

فائدہ:

یہ حدیث درستی عبادات اور معاملات کی جامع ہے دو لفظوں میں دونوں جہاں سنبھال دیئے گئے فِی سُنَّۃٍ میں اشارۃً بتایا گیا کہ کسی سنت کو معمولی نہ سمجھے حتیٰ کہ بیٹھ کر پانی پینا، راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا۔ کبھی ایک گھونٹ پانی جان بچالیتا ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ: ۱۷۰۔۱۷۳)

گمراہی سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ:

وَعَنْ مَالِكَ بْنِ اَنَسٍ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ

(موطا امام مالک۔ مشکوٰۃ شریف)

روایت حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے مرسل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے تم میں دو

چیزیں وہ چھوڑی ہیں۔ جب تک اُنھیں مضبوط تھامے رہو گے گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب اور اس کے پیغمبر کی سنت۔

فائدہ :

کتاب اللہ سے قرآن کریم کی غیر منسوخ آیات مراد ہیں۔سنت سے وہ حدیثیں مراد ہیں۔ جوامت کے لیے قابل عمل ہیں منسوخ آیتیں اور حدیثیں اور ایسے ہی حضور کی خصوصایت پر عمل ناممکن ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین کے اصلی اصول قرآن وسنت ہیں چونکہ حضور کے زمانہ میں اجماع ناممکن تھا اور قیاسِ مجتہدین کتاب وسنت سے ملحق ہے کہ اگر آیت پر قیاس ہے تو وہ قیاس قرآن سے ملحق اور اگر سنت پر ہے تو سنت سے ملحق اس لیے ان دونوں کا یہاں ذکر نہ ہوا نیز ماموں کی تقلید کتاب وسنت سمجھنے کے لیے ہے اُنھیں چھوڑنے کے لیے نہیں (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ:۱۷۸)

اعلیٰ مراتب کے لیے اطاعت رسول ضروری:

یادرکھیے:

امام العارفین، محبوب کبریا حضرت محمد ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری نہایت ضروری ہے۔محبوب کریم ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کے بغیر اعلیٰ مراتب کا حصول ممکن ہی نہیں بلکہ اگر کوئی محبوب کبریا ﷺ کی اتباع وفرمانبرداری کے بغیر کہے کہ میں نے اعلیٰ مراتب حاصل کیے اور وہ اطاعت رسول سے کوسوں دور ہو تو سمجھ لیجیے کہ وہ اپنے دعوے میں جھوٹا۔ الشیخ احمد بن محمود اویسی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

صاحب تفسیر حسینی لکھتے ہیں کہ حبل اللہ سے مراد ہے موافقت حضور علیہ السلام کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے نبی کی اطاعت کے معاملہ میں ایک مٹھ ہو جاؤ۔سب متحد رہو۔کیونکہ میرے محبوب محمد مصطفیٰ کی اطاعت کے بغیر نہ تو کسی اعلیٰ مرتبہ تک رسائی ممکن ہے نہ تم مقصود ومطلوب حقیقی پا سکتے ہو۔

حق کہ ہے متابعت سید رسل
بر گز کسے بمنزل مقصود درہ نیافت
از ہیچ ہیچ درے رہ دہندہ
آنرا کز آستانہ اور روئے دل بتافت

مطلب:

خدا کی قسم! رسول کریم ﷺ کی متابعت کے بغیر کسی نے بھی منزل مراد نہیں پائی۔ جو ان کے آستانہ سے مڑ گیا کسی دروازے سے بھی اُنھیں کچھ نہ ملا۔

شریعت وطریقت لازم وملزوم:

بعض لوگوں میں یہ مقولہ اکثر گردش کرتا رہتا ہے کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے؟ شریعت والے اور ہوتے ہیں اصحاب طریقت اور ہوتے ہیں۔شریعت والے مولویوں کو طریقت کا کیا پتہ؟ وغیرہ وغیرہ۔

یادرکھیے اس قسم کے مقولے کی طرف توجہ نہ کیجیے کیونکہ شریعت اور طریقت لازم وملزوم ہیں۔ دیکھیے شریعت کہاں سے آئی

اور شریعت کا سبق سکھانے والا کون ہے۔ شریعت کس نے سکھائی ہے اور شریعت کس کس نے سیکھی ہے اور کس کس نے انکار کیا ہے۔ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا دور مبارک دیکھیے کہ شریعت مطہرہ کا اقرار کس نے کیا۔ جس نے شریعت مطہرہ کا اقرار کیا اس کے مطابق عمل پیرا ہوا تو اسے کیا مرتبہ و مقام ملا اور جس نے شریعت مطہرہ کا انکار کیا اسے کیا حاصل ہوا؟ شریعت مطہرہ کا انکار کرنے والوں نے کون سے مقامات علیاء حاصل کیے۔ اب پہلے ہی دور میں موازنہ کر لیجیے۔ حق واضح ہو جائے گا۔ محض بھنگیوں چرسیوں کی بے تکی باتوں پہ یقین کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔

علاوہ ازیں بزرگانِ دین کی زندگیوں کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ زمانہ ماضی میں جو بھی اولیاء اللہ گزرے ہیں ان میں سے شاید ہی کوئی ایسا ولی کامل گزرا ہو جو عالم نہ ہوا ہو۔ ورنہ اکثر بزرگان دین علم شریعت کے ماہر ہوئے ہیں اور طریقت میں بھی کمال حاصل کیا۔

تین چیزیں:

مولانا عبدالکریم چشتی لاہوری اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ اے عزیز! صدق و محبت و متابعت حضور علیہ السلام کی تین چیزوں سے حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

الشريعة اقوالي و الطريقة افعالي و الحقيقة احوالي۔

شریعت میرے اقوال یعنی احادیث و اخبار میں ہے طریقت میرے افعال یعنی میری سنت میں موجود ہے اور حقیقت میرے احوال میں ہے۔

امور دو طرح کے:

قرآن مجید اور حدیث کے امور دو طرح کے ہیں۔

(۱) امور حسن (۲) امور احسن

پہلی قسم کا نام شریعت ہے دوسری قسم طریقت پر مبنی ہے اور حقیقت ان دونوں کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ جب سالک ان دونوں طریقوں پر کامل دسترس حاصل کر لیتا ہے۔ تو پھر حقیقت اس پر کھل جاتی ہے اور وہ تجلیات الٰہیہ سے مستفید ہوتا ہے (لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ صفحہ: ۱۷۱)

دل کب جلوہ گاہ حق بنتا ہے:

غور فرمائیے۔ خدارا یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی۔ ہر دعویدار اپنے دعوے کے لحاظ سے سچا نہیں ہوتا۔ سچے بھی دعویٰ کرتے ہیں بظاہر معلوم ہوتے ہیں کہ وہ سچے ہیں اور جب کذاب کی گفتگو سننے میں آتی ہے تو ان کا کذب بھی عام لوگوں کے سامنے واضح نہیں ہوتا بلکہ وہ بھی سچے محسوس ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تھانے اور کچہریاں آج بھی آباد نظر آتے ہیں۔ سانپ بظاہر بڑی خوب صورت ذوری محسوس ہوتی ہے۔ مگر اس کی حقیقت زہر ہے اسی طرح انگارہ بظاہر بڑا خوب صورت نظر آتا ہے۔ مگر اس کی حقیقت آگ ہے۔ اسی طرح محض گفتار کے غازی، زبانی کلامی اپنی بزرگی کے قصیدے الاپنے والوں کی بولی کو حقیقت نہ جان لینا ان کی پرکھ کیجیے کہ کیا ان کی گفتار اور کردار پہ شریعت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر ثبت ہے یا نہیں اگر شریعت مصطفیٰ کی مہر لگی ہوئی

ہو تو ٹھیک ورنہ وہ اپنے کلام میں جھوٹے ہیں۔ کیونکہ شریعت وطریقت لازم وملزوم ہیں۔ شریعت مصطفیٰ سے فراری شیطانی جال میں پھنسا ہوا ہے۔ جو خود نفس وشیطان کا قیدی ہے۔ اس نے کسی کی رہنمائی کیا خاک کرنی ہے۔ خدارا ایسے بھنگیوں چرسیوں اور ڈنڈا برداروں سے بچیے۔

پیروی رسول کی سہ اقسام:

فیض ملت بیان فرماتے ہیں کہ مشاغل جلالی میں لکھا ہے کہ حضرات شیوخ رضی اللہ عنہم کا طریقہ بھی پیروی رسول مقبول ﷺ کرنا ہی تھا اور تین اقسام پیروی رسول کی بھی ہیں۔

(۱) آپ کے اعمال کی نہایت استقامت کے ساتھ اتباع کرنا اور یہ کام اعضاء کا ہے۔

(۲) آپ کے اخلاق اور سیرت کی مطابعت کرے اور اس پر قائم رہے۔ یہ کام دل کا ہے۔

(۳) آپ کے احوال کی پیروی کرے اور یہ کام روح کا ہے۔

احوال پر استقامت جو انتہائی سعادت کا درجہ ہے۔ وہ بغیر پیروی اخلاق اور اخلاق بغیر پیروی اعمال حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ اخلاق کی اعمال کے ساتھ ایسی ہی نسبت ہے۔ جیسی استنجے کی نسبت وضو کے ساتھ اور اخلاق احوال کے لیے تنا ہی ضروری ہے۔ جتنا وضو نماز کے لیے۔

متابعت اعمال کا مطلب:

متابعتِ اعمال کا مطلب یہ ہے کہ احکام باری تعالیٰ کی بجا آوری کرے اور منکرات ومنوعات سے باز رہے۔ جب متابعتِ اعمال پر استقامت ہو جائے تو اخلاق کی اتباع کرے اور یہ تزکیہ نفس سے حاصل ہوتی ہے۔ یعنی نفس کا بری عادات سے پاک کرنا اور جب نفس پاک ہو جاتا ہے تو دل کا دروازہ کھل جاتا ہے اور اس میں انوار و معارف اور اسرار حقائق وغیرہ منور متجلی ہونے لگتا ہے۔ گو اس میں اور بھی بہت سی باتیں ہیں۔ (ذکر اویس صفحہ: ۲۷۔۲۷۸)

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ جس کسی نے بھی مقامات علیا اور اعلیٰ مراتب حاصل کرنے ہیں۔ اسے چاہیے کہ وہ اطاعت رسول اختیار کرے۔ ایسا کرنے سے یقیناً اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت کرتا ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے۔ درجات کی بلندی کا حصول اس کے لیے نہایت آسان کام ہے۔ کیونکہ خالق کائنات کا ارشاد گرامی ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اے محبوب ﷺ تم اپنے اُمتیوں کو فرماؤ۔ اگر تم اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تجھے محبوب بنالے گا۔

سلسلہ اویسیہ کے ہفت گانہ اعمال میں سے سب پہلا عمل ہی یہی ہے جو انسان کو دنیا و آخرت میں مالک وخالق کے قرب سے نوازے جانے کا سبب بنتا ہے۔ عشق حبیب کبریا ﷺ ہی سلسلہ اویسیہ کے اس عمل کی بنیاد ہے۔

------☆☆☆------

(۲) خلوت در انجمن

فیض ملت اس اصول کا آسان سا مطلب بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ظاہر میں مخلوق کے ساتھ مشغول رہے اور باطن میں سب سے علیحدہ اور دور رہے۔ صورتاً سب کے ساتھ ہو اور باطن میں کسی کے ساتھ نہ ہو۔

"دست بکار دل بہ یار ہو"

یا

تن خرابات میں دل حضور میں

یا

تن جلوت میں دل خلوت میں ہو

(ذکر اویس صفحہ: ۲۸۰۔۲۷۹)

فائدہ:

مطلب یہ ہوا کہ انسان خواہ خلوت میں ہو یا جلوت میں ہر حال میں مخلوق سے دور اور خالق سے ایک لمحہ بھی غافل نہ ہو۔ اگر تنہائی میں خالق سے غافل ہے تو اس کا تنہائی اختیار کرنا قطعاً مفید نہیں بلکہ انتہائی نقصان دہ ہے کیونکہ بے شمار گناہ ایسے ہیں جو انسان کرتا ہے۔ یعنی بے شمار گناہ انسان ایسے کرتا ہے کہ اگر اسے تنہائی میسر آ گئی تو وہ ان گناہوں میں مگن ہو جاتا ہے اور اگر تنہائی میسر نہ آ سکتی تو وہ ایسے گناہوں کا ارتکاب کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ بظاہر یہ تنہائی خلوت معلوم ہوتی ہے۔ مگر ایسی خلوت کا کیا فائدہ جو انسان کو گناہوں سے بچانے کی بجائے گناہوں میں ملوث ہونے کا سبب بنے۔ لہٰذا ایسی خلوت خلوت ہی نہیں۔ اسی طرح جو خلوت انسان کو حق تعالیٰ سے غافل کر دے وہ کیسی خلوت ہے ایسی خلوت کو خلوت نہیں کہا جا سکتا۔ لہٰذا ایسی تنہائی وحدت نہیں۔ ہاں ایسی خلوت یا تنہائی جو انسان کو حق تعالیٰ کی یادوں کے چراغ جلانے کا سبب بنے وہ تنہائی یا خلوت وحدت ہے۔ اسی کا فائدہ ہے۔

اسی طرح انسان بظاہر مخلوق میں شاغل ہے۔ مگر اس کے باوجود حق تعالیٰ کی یاد سے دل کو گرمائے ہوئے ہے۔ انجمن میں بھی وہ یادِ حق میں شاغل ہے تو یہ انجمن میں بھی وحدت اختیار کیے ہوئے ہے۔ ایسی ہی حالت کو خلوت در انجمن بیان کیا گیا ہے کہ انسان تنہا ہو تو مخلوق خدا میں ہو جس حال میں بھی ہو ہاتھ دینی امور کی انجام دہی میں شاغل ہوں اور دل یادِ حق میں مصروف و مسرور ہو بندہ ظاہر جسم کے لحاظ سے خواہ دنیا داروں میں مصروف و مشغول ہے۔ مگر اس کا باطن دنیوی آلائشوں سے بچا ہوا ہو۔ بلکہ وحدہٗ لاشریک کے حضور میں۔ بظاہر معلوم ہو رہا ہو کہ دنیا داری میں مصروف ہے۔ مگر حقیقتاً وہ حق تعالیٰ کی یادوں کے دیپ جلائے پھر رہا ہو۔ غفلت کی اوڑھنی چاک چاک کر چکا ہو۔ ہمہ وقت ہمہ جہت حضوری میں مشغولیت اختیار کیے ہوئے ہو۔

یہ اصول قرآن سے:

سلسلہ اویسیہ کا یہ دوسرا اصول بھی قرآن واحادیث سے ماخوذ ہے مثلاً قرآن مجید میں ہے۔

رجال لاتلهيم تجارة ولا بيع عن ذكر الله

یعنی وہ لوگ ہیں جن کو تجارت اور لین دین اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتے۔

فائدہ:

حضرت شاہ جلال الدین محمد جعفری اویسی گلزار جلالی میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

خَالِطُوا النَّاسَ بِاَبْدَانِكُمْ وَذَابِلُوْهُمْ قُلُوْبِكُمْ

یعنی جب تم لوگوں کے ساتھ اپنے جسموں سے تو ملو مگر دل سے نہ لگاؤ۔

یہ اس خلوت کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: السلامة فی الواحدة یعنی سلامتی تنہائی میں ہے

تنہا اس کو کہتے ہیں جو اکیلا ہو اور ماسوی اللہ کے اور کوئی خیال دل میں نہ لاوے تاکہ اصل تنہائی حاصل ہو۔

(لطائف درفضائل اویسیہ صفحہ ۱۷،۲)

اصل وحدت:

محض ظاہری علیحدگی یا تنہائی کا نام وحدت نہیں جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں اس کی وضاحت بڑے خوب صورت انداز میں بیان کی ہے ملاحظہ فرمایئے۔

فائدہ:

جب سالک خلوت اس طرح اختیار کرے کے ماسوا اللہ سب کو چھوڑ دے یعنی سب سے قطع تعلق کرلے جو بھی خالق اور ذکر حق سے غفلت کا سبب بنے۔ اس سے دور ہو جائے۔ یا اس سبب کو اپنے سے دور کر دے تمام خلائق سے ناطہ توڑ کر دنیا و مافیہا ہر شے چھوڑ دے۔ اس کے دل میں کسی چیز کی محبت نہ رہ جائے ایسا سچا حال نصیب ہو جائے تو پھر انسان دنیا میں رہتے ہوئے بھی خلوت در انجمن کا نقشہ پیش کر رہا ہوتا ہے۔ دنیا کی کسی چیز سے اس کی آشنائی نہیں رہتی۔ بلکہ سب کچھ دل کی تختی سے صاف کر دیتا ہے۔ دل میں محبوب حقیقی کے سوا کچھ نہیں رہتا۔ جیسے مولانا حاجی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے

دلم بتو مشغول نظر درچپ وراست
تانہ گوئیند رقیباں کہ تو منظور منی

اے محبوب! میں نے تجھے اپنے دل میں بٹھایا ہوا ہے۔ ادھر ادھر اس لیے دیکھ رہا ہوں کہ کہیں رقیب نہ تاڑ جائیں کہ میرے دل میں جاگزیں ہے۔

وابستگی الٰہی حق:

جب انسان دنیوی محبت والفت کو تین طلاق دے کر فارغ کر دیتا ہے تو پھر اس کے دل میں صرف اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی محبت رہ جاتی ہے۔ یہ محبت انسان کے دل میں سما جاتی ہے۔ ہر طرف اسی محبت کے جلوے اپنا رنگ دکھاتے ہیں۔ جدھر دیکھتا ہوں تو ہی روبرو کے مناظر ہر طرف سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ماسوای اللہ سے اس کا دل بالکل ہی فارغ ہو جاتا ہے۔ اس کے دل کے پردے چاک ہو جاتے ہیں۔

اسے دنیا و مافیہا کی کوئی چیز اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتی بلکہ ہر وقت وہ حق تعالیٰ کے جلووں میں گم رہتا ہے۔ جب یہ کیفیت ہو جاتی ہے تو اس کے لیے ظاہری تنہائی اور ظاہری میل جول اس کے لیے برابر ہو جاتا ہے۔ ایسی ہی کیفیت کو خلوت در انجمن کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ کیا خوب کسی نے بیان فرمایا ہے کہ

عزلت ہوش آنکہ غیر خدا — درحریم دلت نیا بد عا
درکنی اندک اندک ایں پیشہ — ازہمہ تاشوی یک اندیشہ
چوں یک اندیشہ یکیت پیشہ بود — بندگی جملہ زندگی گردد
بے نشان بندہ سوائے احدی — جان فشاں زندۂ شوی ابدی
سررشتہ دولت اے بردار بکف آر — ویں عمر گرامی بخسارہ مگذار
دائم ہمہ جابا ہمہ کس درہمہ کار
مید ار نہفتہ چشم دل جانب یار

خدا کے سوا کسی سے کوئی ربط نہ رکھ، تیرے دل کے حریم ناز میں کوئی غیر جگہ نہ پا سکے۔ اگر تو ایسا کر لے تو تیرا دل ہر قسم کے اندیشوں سے پاک ہو جائے گا۔

اگر تو نے ایک واحد اللہ کے بارے میں یہ طریق اختیار کر لیا تو تیری زندگی سرتاپا بندگی میں ڈھل جائے گی۔ جب تو دنیاوی علائق سے کنارہ کش ہو کر ایک ذات میں گم ہو جائے گا تو تجھے حیات ابدی حاصل ہو گی۔

لہٰذا عزلت نشینی کا پیشہ اختیار کر لے اور نقصان سے بچ جا

ہر وقت ہر جگہ، ہر کام میں دل و نظر کو اپنے محبوب کی جلوہ گاہ بنائے رکھ (لطائف نفیسہ درفضائل اویسیہ ۱۷۶۔۱۷۵)

مبتدلیوں کے لیے خلوت کا آسان لفظوں میں طریقہ:

قبلہ فیض ملت نے مبتدیوں کے لیے خلوت اختیار کرنے کا آسان طریقہ بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''رسالہ ناطقہ میں لکھا ہے کہ جب مبتدی خلوت اختیار کرنا چاہے تو جملہ مخلوق سے منہ پھیر لے۔ بلکہ تمام پسندیدہ چیزوں حتیٰ کہ بیوی، بچوں، مال و متاع سب کو خیر باد کہے اور شروع میں ترک وطن کرے اور کنبہ رشتہ والوں سے دور چلا جائے تو یقین ہے کہ خلوت در انجمن اس کو حاصل ہو جائے گی اور مجاز میں حقیقت نظر آنے لگے اور وہ خدا اسے نزدیک ہو جائے کسی بزرگ سے لوگوں نے پوچھا:

آپ نے یہ مرتبہ کیوں کر حاصل کیا۔
فرمایا: خلوت در انجمن سے۔

از درون شو آشنا واز برون بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

فائدہ :

لیکن یہ اس وقت ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ جب آدمی صاحب دل ہو اور خدا کے ذکر سے مانوس ہو کر غیر خدا کا خیال اس کے دل سے محو ہو جائے اور وہ بظاہر مخلوق سے مشغول اور باطن میں حق سے مصروف ہو (ذکر اویس ۲۸۲۔۲۸۱)

تنبیھہ:

خبردار! یاد رکھنا۔ جب اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو دنیا و مافیہا سے تعلق خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ لوگوں کی صحبت ایسے اللہ والے کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ مگر یاد رکھیے کہ جو لوگوں کی محبت دنیا کی محبت اور دنیوی جاہ و جلال و مال متاع کی محبت بھی دل میں چھپائے رکھیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے بھی دعویدار ہوں۔ ان کے لیے دعوت فکر ہے کہ خبردار ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ جن دلوں میں شیطان کی محبت بھی ہو اور وہ رحمٰن کی محبت بھی طلب کریں۔ یہ ان کی خام خیالی ہے۔ ایسے دلوں میں حق تعالیٰ کی محبت نہیں سماتی۔ یہ کیسی محبت ہے کہ خالق کائنات کی محبت تمام محبتوں کی بادشاہ ہے۔ اس لیے حق تعالیٰ کی محبت کی طلب کیجیے۔ باقی محبتوں کو خیر باد کہہ دیجیے۔ ایسی تمام محبتیں چھوڑنی ہوں گی۔ جو حق تعالیٰ کی محبت میں حارج ہوں جو اوروں کی محبت پہ بھی جان نچھاور کریں ایسے لوگ حق سے بے خبر رہتے ہیں۔ انھیں حق تعالیٰ کی محبت حاصل نہیں ہو سکتی۔

لانَّ الواحدة صفة عبد صادقٍ سمع

وحدت ایک سچے بندے کا حال ہے۔ جس نے اپنے رب کا یہ حال سنا کہ

الیس اللّٰہ بکافٍ عندہٗ o

کیا اپنے بندے کے لیے خدا کافی نہیں ہے۔

تین طریقے:

بحر السعادت میں لکھا ہے کہ مخلصین کی عزلت اختیار کرنے کے تین طریقے ہیں۔

پہلا طریقہ:

اول یہ کہ لوگوں سے بظاہر لباس و معاش میں ملتا جلتا ہے اور باطن میں اہل طریقت کے نقش قدم پر چلے اور انبیاء علیہم السلام کی پیروی کرے اور لوگوں سے اپنی اصلی حالت چھپائے۔

دوسرا طریقہ:

دوسرے یہ کہ لوگوں میں رہے اور اپنے نفس کو ریاضت میں گزارے اور جائز نصیحتوں اور وعظوں سے لوگوں کو اپنی طرف

سے متنفر کرے اور منحوس دنیا پرست مخلوق کو ٹھوکر مارتا ہے تا کہ ان کے شر سے محفوظ رہے۔

تیسرا طریقہ:

یہ کہ ایسی تنہائی اختیار کرے کہ لوگوں کی صحبت سے نہ بھاگے البتہ اگر بظاہر تنہائی اختیار کی اور جب مکان سے باہر آیا تو لوگوں کی باتیں سنیں جو لوگ اس کے پاس آئے اُن سے مل کر خوش ہوا تو یہ قطعی ریاکاری ہو جائے گی اور اس سے شہرت ہوگی۔ کچھ روحانی فائدہ نہ ہوگا بلکہ نفس موٹا ہوگا۔ (ذکر اویس صفحہ:۲۸۳)

عزلت کی اقسام:

مولانا حاجی قدس سرہ سلسلۃ الذہب میں فرماتے ہیں کہ عزلت کی رو سے دو اقسام ہیں۔

(۱) عزلتِ مریداں (۲) عزلت محققان

عزلت مریدان:

عزلت مریدان اس کو کہتے ہیں کہ اپنے آپ کو لوگوں کے اختلاط سے بچائے یعنی سب سے الگ تھلگ رہے۔ گھر کا دروازہ اہل دنیا کے لیے بند کردے اور اپنے واسطے اس میں ایک گوشہ پسند کرلے۔

- پاؤں رگڑ رگڑ کر نہ چلے۔
- فضول باتیں نہ کیا کرے۔
- دوسروں کی باتوں میں دخل نہ دیا کرے۔
- دنیاداروں کی ملاقات کے لیے قدم نہ اُٹھائے۔
- اُن کے فائدے کو نقصان اور اُن کے بخل کو سخاوت سمجھے۔

(۲) عزلت محققان:

عزلت محققین اس کو کہتے ہیں کہ سالک ہوش وحواس کھودے اور دل وجان کو دونوں جہان کے فکروں سے خالی کردے (ذکر اویس صفحہ:۲۸۴_۲۸۳)

(۳) خاموشی درسخن:

خاموشی درسخن کا مطلب یہ ہے کہ سالک اپنی زبان کو فضول گوئی، گالی گلوچ، سخت کلامی لڑائی جھگڑا فحش کلامی وغیرہ سے بند رکھے اور دل کو بادشاہ دو جہان کی یاد میں گویا رکھے۔

فائدہ:

سلسلہ اویسیہ میں خاموشی درسخن کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نہایت ضروری کلام کے سوا کسی بھی قسم کا کلام نہ فرمایا کرتے تھے۔

نطق بڑی نعمت:

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ نطق ایک بڑی نعمت ہے۔ حق تعالیٰ کی طرف سے بندہ کے واسطے

اور آدمی اس کی وجہ سے دوسری چیزوں سے ممتاز رہے اور خداوند عزوجل نے فرمایا لقد کرمنا بنی آدم تحقیق بزرگ کیا ہم نے آدم کی اولاد کو

ایک قول مفسروں کا اس معنی میں نطق ہے۔ جس قدر کہ گفتار بندہ کے واسطے حق کی طرف سے ایک نعمت ظاہر ہے۔
(کشف المحجوب باب ۲۷)

گفتار مثل خمر:

اس کی آفت بھی بڑی ہے گفتار مثل خمر کی ہے۔ جو عقل کو مست کرے آدمی جبکہ اس کے پینے میں مبتلا ہو ہرگز اس سے علیحدہ نہیں ہوسکتا اور آپ کو اس سے باز نہیں رکھ سکتا اور جب کہ طریقت والوں کو معلوم ہوا کہ گفتار آفت ہے۔ سوائے ضرورت کے اُنھوں نے بات نہ کی۔ یعنی ابتداء اور انتہاء میں اپنے کلام کو نگاہ رکھا (کشف المحجوب باب ۲۷)

خاموشی میں نجات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من صمت نجیٰ وہ جو خاموش ہو نجات پاوے،

فائدہ:

پس خاموشی میں فائدے بہت ہیں اور گفتار میں آفت بہت ہے (کشف المحجوب باب ۲۷)

حکایت:

ایک دن حضرت ابوبکر شبلی بغداد میں جاتے تھے ایک کو مدعیوں میں سے دیکھا کہ کہتا تھا۔

السکوت خیر من الکلام فقال الشبلی سکوت خیر من کلامك و کلامی خیر من سکوتی لان کلامك لغو و سکوتك هزل و کلامی خیر من سکوتی لان سکوتی حلم و کلامی علم یعنی خاموشی بہتر ہے گفتار سے شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تیری خاموشی بہتر ہے تیری گفتار سے اس سبب سے کہ تیری گفتار لغو ہے اور تیری خاموشی ہزل اور میری گفتار میری خاموشی سے اچھی ہے اس واسطے کہ میرا سکوت علم ہے اور میرا کلام علم (کشف المحجوب باب ۲۷)

کس کی خاموشی ٹھیک ہے:

سلطان العارفین سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ وہ خاموشی جو قلب و دل کے تفکر، فکر، مراقبہ اور دل کی طرف متوجہ ہونے سے ہوتی ہے۔ یعنی قلب اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے اور اس کے کن فیکون کے الہام اور الست کے پیغام لیتا ہے۔ خاموشی اس کی ٹھیک ہے۔ جو عین درعین اور مقرب رحمٰن ہے قوله تعالیٰ الرّحمن عَلَی الْعَرشِ اسْتَوٰی رحمن (اپنی شان کے لائق) عرش (پہ) قائم ہے

عرشِ اکبر دل بود از دل بہ بین
نظرِ حق بر دل بود حق الیقین

(قرب دیدار صفحہ: ۳۴)

حدیث شریف:

من عرف ربه فقد كل لسانه

جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہوگئی (قرب دیدار صفحہ:۳۴)

خاموشی اسلام کا راز:

حدیث: السکوت رائس الاسلام

خاموشی اسلام کا سر ہے۔ (قرب دیدار صفحہ:۳۴)

خاموشی مومن کا تاج:

حدیث: السکوت تاج المؤمن

خاموشی مومن کا تاج ہے

وَمن سکت سلام

اور جو خاموش رہا وہ سلامت رہا۔

ومن سلم نجیٰ

او جو سلامت رہا وہ بچ گیا۔ (قرب دیدار صفحہ:۳۵)

خاموشی مفید اورفضول گوئی نقصان دہ:

خاموشی مفید ہے۔ جب کہ فضول گوئی انتہائی نقصان دہ ہے۔ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اس شخص کی خاموشی جس کی جان شوق الٰہی کی آگ سے کباب ہوگئی اور خون جگر پیتا ہو اور وہ خلقت، شیطان اور دنیا کو فراموش کر کے معرفت فی اللہ میں محو ہو۔ ایسی خاموشی عارف باللہ کے لیے فرض عین ہے۔ جو توحیدِ ذات میں غرق ہے اور جسے نور ذات کا دیدار حاصل ہو۔ ایسی خاموشی اللہ تعالیٰ سے خلوت ہے۔ اس میں باطن مست اور ظاہر شریعت میں ہوشیار رہتا ہے اور بدعت اور نامشروعہ باتوں سے ہزار بار استغفار کرتا ہے۔ اسی کو ذکرِ ذوقِ لازوال اور یادِ ذکر اللہ یگانہ کہتے ہیں اور زیادہ فضول گو کو رجعت لاحق ہوتی ہے۔ ناقص کو معرفت اور حکمت حضوری کی باتیں نہیں بتانی چاہیے۔ (قریب دیدار صفحہ:۳۴)

فوائد ھی فوائد:

خاموشی کے بے شمار فوائد ہیں حضرت سلطان العارفین نے چند فوائد بیان فرمائے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

آپ بیان فرماتے ہیں کہ:

- خاموشی قرب الٰہی ہے۔
- خاموشی انیسِ رحمانی ہے۔
- خاموشی علوم کو زندہ کرتی ہے۔
- خاموشی بہتر ہے۔

- خاموشی بہشت کی چابی ہے۔
- خاموشی حکمت کی چابی ہے۔
- خاموشی سے نفس مردہ ہو جاتا ہے۔
- خاموشی روح کی سلامتی ہے۔
- خاموشی ایمان کا ثمرہ ہے۔
- خاموشی توحید کی خلوت ہے۔
- خاموشی شر شیطان سے بچنے کے لیے بمنزلہ قلعہ ہے۔
- خاموشی سے دل بچ رہتا ہے۔
- خاموشی سے دل زندہ ہو جاتا ہے۔
- خاموشی ہدایت کا نور ہے۔
- خاموشی خلقت کی نجات ہے۔
- خاموشی توحید کی خلوت ہے۔
- خاموشی جامع الجمعیت ہے۔ (قرب دیدار صفحہ: ۳۵)
- قلبی ذاکر مومن کی خاموشی کیونکہ وہ مراقبہ ذکر اور فکر کے ذریعے قلب کو کدورتوں سے صاف کرتا ہے۔ (قرب دیدار)
- عین العیان تصور والے کی خاموشی۔ وہ ہمیشہ معرفت الٰہی میں مستغرق رہتا ہے (قرب دیدار)
- جب دل کی زبان کھلتی ہے اور بولنے لگتی ہے تو ظاہری زبان میں بولنے کی طاقت نہیں رہتی۔ (اسرار قادری صفحہ: ۷)
- نفحات الانس میں ایک مقولہ ہے۔

اذا سکت اللسان عن فضول الکلام نطق القلب مع اللّٰہ سبحانہ

یعنی جب فضول کلام سے زبان ساکت ہوئی تو دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ گویا ہو جاتا ہے۔

(لطائف نفیسہ صفحہ: ۷۶ اسوانح حیات حضرت خواجہ اویس قرنی صفحہ: ۹۵)

- بری گفتگو سے اپنی زبان کو خاموش رکھنا گناہوں سے حفاظت حاصل ہوتی ہے۔
- جہنم سے نجات حاصل ہونے کا سبب بھی بن جاتی ہے۔
- خاموشی دین کی سلامتی کا سبب بھی بن جاتی ہے۔
- خاموشی کے باعث بندہ اکثر نفس کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ (لطائف نفیسہ)
- مکمل خاموشی سے قلب و روح پر انوار و تجلیات خدا وارد ہوتے ہیں (لطائف نفیسہ)
- خاموشی کے باعث گفتگو کی وجہ سے بندہ نقصان کا شکار نہیں ہوتا۔
- خاموشی کے باعث بندہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور یاد الٰہی سے غافل نہیں ہوتا۔
- خاموشی کے باعث شیطان کا داؤ بیکار ہو جائے گا۔
- خاموشی کے باعث شیطان زیر ہوگا۔
- خاموشی کے باعث شیطان مغلوب ہوگا۔

خاموشی درسخن کے مطالب:

- اس کا مطلب یہ ہے کہ سالک اپنی زبان کو فضول گوئی سے بند رکھے اور دل کو بادشاہ دو جہان کی یاد میں گویا رکھے۔
- اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ دل کو خطرات اور خواہشات نفسانی سے پاک رکھے۔ شہود حق میں مستغرق رکھے۔ اگر چہ بظاہر

لوگوں سے صحبت وملاقات کے وقت باتیں کرتا رہے۔

خاموشی کی اقسام:

مولانا جامی قدس سرۂ آگے فرماتے ہیں کہ
صمت (خاموشی) کی دو اقسام ہیں۔

- اول فضول گوئی سے زبان کو خاموش رکھنا۔
- خطرات وخواہشاتِ نفس سے دل کو خاموش رکھنا۔

فائدہ:

جس کی زبان خاموش اور دل گویا ہوگا۔اس کے گناہ ہلکے ہوں گے اور جس کی زبان اور دل دونوں خاموش ہوں گے۔اس پر اور تجلیاتِ الٰہی وارد ہوں گی۔لیکن جس کا دل اور زبان دونوں گویا ہوں گے۔وہ مغلوب اور مسخرۂ شیطان ہوگا (نعوذ باللہ من ذلک)

جس شخص کا دل خاموش اور زبان گویا ہوتی ہے۔مگر حکمت کے ساتھ تو دل کے خاموش رہنے میں بھی فائدہ ہے اور اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ظاہر میں لوگوں سے بات چیت کرے اور باطن میں خاموش رہے۔کیونکہ باطن کی خاموشی کے ساتھ مخلوق سے کلام کرنا حضوری حق میں حارج نہیں ہوسکتا۔

سب سے اچھے لوگ:

سب سے اچھے وہی لوگ ہیں۔جو بظاہر لوگوں سے بات کریں۔مگر باطن میں خاموش رہیں۔جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ظاہری زبان سے لوگوں سے بولتا رہے اور باطنی زبان سے ذکرِ حق میں مشغول رہے۔

حکایت:

لمعات اور شرح لمعات میں لکھا ہے کہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ تیس سال ہوگئے میں تو حق سے باتیں (ذکر الٰہی) کرتا ہوں۔مگر لوگ سمجھتے ہیں کہ میں ان سے مخاطب ہوں۔مجمع عام میں آپ بولتے تھے۔مگر لوگ یہی سمجھتے تھے کہ ان سے بولتے تھے۔لوگوں کو دیکھتے تھے اور لوگ یہی سمجھتے تھے کہ ان ہی کو دیکھ رہے ہیں۔حالانکہ وہ بولتے بھی حق سے تھے اور دیکھتے بھی حق ہی کو تھے۔اور حقیقت تو یہ ہے کہ جنید قدس سرہٗ نہیں بولتے تھے بلکہ خود خدا ہی بولتا تھا اور خدا ہی سنتا تھا اور

سَمِعَ مُوْسٰی صَلٰوۃُ اللّٰہِ عَلٰی نبینا وعلیہ ۔ اسی نے سنا جس نے شجر کی زبان سے کہا
اِنِّی اَنَا اللّٰہُ رَبُّ العالمین

خود می گوید واز خودی شنود
از ماوشما بہانہ برساختہ است

(ذکر اویس)

-----☆☆☆-----

چوتھا اصول۔ نظر بر قدم

نظر بر قدم کا عام سادہ سا مطلب تو یہ ہے کہ نظر قدم پر رہے۔ یعنی چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے کہیں آتے جاتے ہوئے، سفر میں ہوں یا حضر میں، گھر میں ہوں یا باہر، اپنے گھر میں ہوں یا کسی کے کسی گلی میں ہوں یا بازار میں جہاں بھی ہوں، جس حال میں بھی ہوں نظر قدم پر رہے۔ نظر قدم سے اِدھر اُدھر نہیں بھٹکنی چاہیے۔ کیونکہ اس میں نظر کی حفاظت ہے۔ نظر بدنگاہی سے محفوظ رہتی ہے۔ بدنگاہی گناہوں میں ملوث ہونے کا سبب بنتی ہے۔ بدنگاہی سے بچنے کا سید المرسلین نے خصوصی حکم فرمایا ہے۔ بدنگاہی سے بچنے کے بے شمار فوائد ہیں۔

اولیاء اللہ کا طریقہ:

محبوب سبحانی غوث الصمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ خلقت کے حساب سے گونگے، بہرے، اندھے ہیں۔ جب ان کے دل اللہ کے پاس ہوتے ہیں تو غیر اللہ کی نہیں سنتے اور نہ غیر اللہ کو دیکھتے ہیں۔ ان کو قربت بلا تکلف حاصل ہے۔ ہیبت ان پر طاری ہوتی ہے اور محبوب کے پاس محبت میں جکڑے رہتے ہیں۔ ان کی حالت جلال اور جمال کے مابین ہوتی ہے۔ داہنے اور بائیں نہیں جھکتے۔ ان کا پیش نظر ہے۔ نہایت ہے جن اور انسان اور فرشتے غرض سب طرح کی مخلوقات ان کی خدمت کے واسطے کمر بستہ رہتی ہے۔ حکم اور علم ان کے خادم اور فضل ان کی غذا ہے اور بوئے محبت اُنھیں تر و تازہ رکھتی ہے اس کے فضل کے طعام سے کھاتے ہیں اور اس کی انسیت کے شربت سے پیتے ہیں۔ اپنے شغل کے باعث خلقت کا کلام نہیں سنتے۔ غرض ان میں اور عام خلقت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ خلقت کو امر الٰہی سناتے ہیں اور جن باتوں سے خدا نے منع کیا ہے۔ ان سے روکتے ہیں نبی ﷺ کے نائب اور حقیقی وارث ہیں۔ ان کا مشغلہ خلقت کو دروازہ حق پر پہچانا اور الٰہی حجت ان پر ختم کردیتا ہے۔ سب چیزوں کو قرینے سے رکھتے ہیں۔ ہر ایک صاحب فضل کو اس کا فضل دیتے ہیں۔ ان کی حق تلفی نہیں کرتے۔ اپنی طبیعتوں اور خواہشات نفسانی کی پیروی نہیں کرتے ہیں اور اللہ ہی کے لیے نفرت کرتے ہیں۔ ان کا سب کچھ اللہ ہی کے واسطے ہے غیر کو ان میں کچھ دخل نہیں۔ جس شخص کے واسطے یہ حالت کامل طور پر حاصل ہو جائے اس پر کمال محبت ختم ہو جاتا ہے۔

(فتح الربانی فیض اُردو ترجمہ مجلس ۳ صفحہ ۲۲۔۲۳)

فائدہ:

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس وعظ مبارک سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اولیاء اللہ کے سامنے صرف اور صرف حق تعالیٰ کے جلوے مدنظر ہوتے ہیں۔ ان جلوؤں کے سوا کسی اور طرف وہ نظر نہیں کرتے اور نہ ہی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ سلسلہ اویسیہ کے اس اصول کا مطلب یہی ہے کہ ظاہری نظر اپنے قدم پر رہنی چاہیے ادھر اُدھر نہ بھٹکنے دینی چاہیے۔ کیونکہ نظر کا ادھر اُدھر پڑنا قلبی انتشار کا سبب بنتی ہے۔

انسان کی نظر کبھی ادھر کبھی اُدھر پڑنے سے دنیا کی رنگینیوں میں مبتلا ہونے کا سبب بن سکتی ہے۔ اس لیے نظر کو ادھر اُدھر کی

رنگینیوں میں نہیں بھٹکنے دینا چاہیے۔

نظر کی قدم آشنائی:

نظر جب قدم آشنا ہو جاتی ہے تو فوراً اِدھر اُدھر بھٹکی ہوئی نظر اپنے قدم پر آ کر ٹکتی ہے۔ قلبی کیفیات میں انتشار پیدا نہیں ہوتا دل جمعی حاصل ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ کا تصور پختہ ہوتا ہے۔ یہی کیفیت برقرار رکھنے کی کوشش کی جائے تو پھر ایک وہ وقت آتا ہے کہ انسان ہمہ وقت حق تعالیٰ کے جلووں میں گم رہنے لگتا ہے۔ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

فرمان غوثیہ:

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ایمان والا اپنے نفس کی اصلاح کے واسطے ترک وطن کرتا ہے۔ اپنے شیخ کی صحبت میں رہتا ہے کہ جو اس کو علم اور ادب سکھائے۔ بچپنے سے لے کر مرنے تک تعلیم میں رہتا ہے۔ ابتدائی حال پڑھانے والا قرآن مجید حفظ کراتا ہے۔ دوسرے حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بتاتا ہے ساتھ ہی توفیق اس کی ملازم ہے جو کچھ جانتا ہے۔ اس پر عمل کرتا ہے۔ عمل کو حق تعالیٰ کے قریب کرتا ہے۔ جب اپنے علم پر عمل کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے علم کا وارث بناتا ہے۔ جس کو وہ نہیں جانتا دل اپنے قدموں پر قائم ہو جاتا ہے اور اخلاص اس کے قدموں کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے۔ اگر تو عمل کرے اور دیکھے کہ تیرا دل حق کے قریب نہیں ہوتا اور عبادت اور انس کی دولت حاصل نہیں ہوتی تو جان لے کہ تو عامل نہیں ہے اور اپنے عمل میں خلل کے باعث محجوب ہے۔ خلل کیا ہے؟ ریا اور نفاق اور خود پسندی عمل کرنے والے اخلاص کو لازم پکڑ ورنہ مشقت نہ اُٹھا۔ اللہ کا مراقبہ خلوت اور کثرت میں ضرور کر۔ منافق کا مراقبہ صرف محفل میں ہے اور مخلص کا مراقبہ خلوت اور کثرت دونوں میں ہے۔

تجھ پر افسوس! جب کسی اچھے یا اچھی کو دیکھو تو اپنی آنکھیں بند کر واپنے نفس اور حرارت اور خواہش کی آنکھیں اور خیال کر کہ اللہ کی نظر تیری طرف ہے اور تلاوت کر وَمَا تَكُونُ فِي شَانٍ الاية اور نہیں ہوتا تو کسی حال میں آخرت تک خدا کے خوف سے ڈر حرام کی طرف نظر آنکھیں بند کر اور اس کی نظر کو یاد رکھ کہ جس کی نظر اور علم سے تو الگ نہیں رہ سکتا۔ اگر تو حق تعالیٰ سے بحث اور نزع نہ کرے تو تیری بندگی پوری ہوگئی اور تو حق کا بندہ ہو گیا اور ان لوگوں کے گروہ میں شامل ہو گیا کہ حق میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

إِنَّ عِبَادِي ليس لك عليهم من سلطان (فتح الربانی فیض سبحانی مجلس چون صفحہ ۳۱۱)

فائدہ:

گویا نظر بر قدم کا ایک مطلب یہ ہوا کہ اے انسان محض بلند پروازی تیرے لیے مفید نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے انسان بنایا ہے۔ انسان ہی رہ اپنے ہر عمل میں غور و فکر کر کہ میرا یہ اُٹھنے والا قدم کہیں میرے منصب اور مقام کے خلاف تو نہیں جا رہا۔ اگر ایسا ہے تو اپنے مقام کی طرف لوٹ جا۔

- اگر شیطان یا نفس کے بہکاوے میں آ کر بہک گیا ہے تو اپنا قبلہ درست کر لے۔ کہیں یہی اُٹھنے والا قدم تیرے لیے وبال نہ

بن جائے۔

مقام قدم:

انسان کا قدم انسان کے باقی اعضا میں سب سے نیچے ہوتا ہے گویا سلسلہ اویسیہ انسان کو اس سبق کے ذریعے یہ سبق دیتا ہے کہ یہی قدم تیرا اپنا ہی قدم ہے اور تیرے اپنے وجود میں سے سب سے نیچے ہے۔ اس پہ نظر رکھ آہستہ آہستہ صحیح سمت اختیار کرتے ہوئے اپنے قدم بڑھاتا جا آہستہ آہستہ کامیابی کی طرف بڑھنا شروع کر دے۔ منزل تیرے قدموں میں ہوگی اور اگر نظر ہر قدم کی بجائے مختلف اعضاء کی طرف منعطف ہوتی رہی کبھی ادھر کبھی اُدھر تیری نظر بھٹکتی رہی تو عمل کے سلسلے میں تجھے یکسوئی میسر نہ سکے گی۔ اس طرح تو اپنی منزل تیری نظروں سے اوجھل ہو جائے گی اور تو منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے گا۔

استغفراق فی المشاھدہ:

قبلہ فیض ملت بیان فرماتے ہیں کہ حق کے مشاہدہ میں اس طرح مستغرق رہے کہ اس کی نظریں متواضع اور باادب شخص کی طرح اپنے پاؤں کی طرف جھکی رہیں۔ اِدھر اُدھر دائیں بائیں نہ دیکھے اور غیروں کی طرف التفات نہ کرے۔

(ذکر اویس صفحہ: ۲۸۷)

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

مولانا جامی قدس سرہ لوائح کے تیسرے لائحہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ خدا کو ہر جگہ اور ہر حال اور باطن حاضر و ناظر اور اس کی بقاء (دید) سے آنکھ اُٹھانے میں خسارہ اور اس کی رضا سے پھرنے میں نقصان جانے (ذکر اویس صفحہ: ۲۸۷)

قدم سے مراد:

یہاں قدم سے مراد قدم ظاہر کے ہیں۔ لیکن طریقت کے راستہ میں باطن کے قدم کی نگہداشت اور حفاظت کرنے کو کہتے ہیں۔ اس لیے کہ سالک کا معاملہ اور اس کے سلوک کا قدم صراط مستقیم کی حد اور راہِ حق کے احاطہ سے لڑکھڑا کر باہر نہ لگ جائے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اسی مضمون کو اس طرح لکھا ہے کہ سالک کو چاہیے کہ ہر قدم پر اور ہر دم ہوشیار رہے۔ راستہ کو دیکھتا ہے اور نظر قدم پر رکھے اور اس بات سے غیر جگہ تو نہیں پڑتا اور ایسا نہ ہو کہ کسی کنوئیں وغیرہ میں جا پڑے کیونکہ اگر ایسا گیا ہو یعنی غیر راستہ میں پڑ گیا یا کنوئیں میں گر گیا تو وہاں سے آنا اور منزل مقصود کو پہنچنا دشوار ہوگا۔ (ذکر اویس صفحہ: ۲۸۸)

غیر کی طرف التفات نہ کرے:

نظر بر قدم کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ سالک جب کسی راستہ میں قدم رکھے تو نظر قدم پر رکھے اور چشم باطن سے ذرہ بھر بھی غیر کی طرف التفات نہ کرے۔ کیونکہ اگر کسی غیر سے کچھ بھی تعلق ہو گیا تو اس کا سلوک رہ جائے گا۔ خواہ سالک کو دونوں جہاں کی کرامتیں اور مقامات حاصل ہوں۔ سب اس کے راستہ میں حجاب ہو جائیں گے۔

شرح تعرف میں لکھا ہے کہ اس راستہ کے بہت سے اٹکاوے ہیں اُن اٹکاووں میں ایک اٹکاوہ کرامت بھی ہے۔

(ذکر اویس صفحہ ۲۹۰)

حکایت:

نفحات الانس میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ چالیس سال تک بہشت کو اور بہشت کی جملہ نعمتوں کو میرے آگے پیش کیا گیا میں نے آنکھ اُٹھا کر بھی اُس کی طرف نہ دیکھا۔

شیخ الاسلام کا قول ہے کہ حق کی حضوری میں رہتے ہوئے غیر حق کو دیکھنا شرک ہے۔(ذکر اویس صفحہ:۲۹۰)

ہر قدم پہلے سے پہلے پڑے:

نظر بر قدم کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ نظر کو قدم پر رکھ کر کوشش کرے کہ ہر قدم پہلے قدم سے پہلے پڑے۔ایسا نہ ہو کہ اس راستہ کا مدعی ہو اور اس راستہ پر قدم رکھتا ہو۔لیکن بعد میں اس راستہ سے ایک قدم پیچھے رہ جائے۔

فائدہ:

یہ بھی مطلب ہے کہ جس راستے کا مدعی ہو۔پھر اسی راستہ سے پھر جائے۔

ایسا کرنا اچھا کام نہیں یہی وجہ ہے کہ بزرگ فرماتے ہیں کہ نفل عبادت سے بے شک تھوڑی کر لیجیے مگر متواتر کیجیے۔ایسا نہیں کہ کبھی کبھی تہجد پڑھتے رہے متواتر تہجد پڑھتے رہے۔پھر بددل ہو کر چھوڑ بیٹھے۔اُٹھا ہوا ہر قدم پیچھے ہٹانا مردوں کے شایانِ شان نہیں۔حق کی طرف اُٹھا ہوا قدم پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے۔

مرشد کریم کے قدم پر چلے:

نظر بر قدم کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اپنے مرشد کریم کے قدم پر قدم رکھ کر چلے یعنی مرشد کریم کی اتباع کرے۔بزرگ بیان فرماتے ہیں کہ انسان کو مرشد کریم کے سامنے یوں ہونا چاہیے۔جیسے غسال کے سامنے مردہ۔غسال کے سامنے مردے کی اپنی مرضی نہیں چلتی بلکہ غسال جیسے چاہتا ہے۔غسل کے سلسلے میں الٹتا پلٹتا رہتا ہے۔اسی طرح مرشد کریم کے سامنے مرید کو اپنی میں ختم کر دینی چاہیے۔بلکہ جیسے مرشد چاہے اسی طرح مرید کو ہو جانا چاہیے۔کیونکہ مرشد کی اطاعت ضروری ہے۔

نظر بر قدم:

سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

الف اللہ چنبے دی بوٹی، مرشد من میرے وچ لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملیا، ہر رگ ہر جائی ہو
اندر بوٹی مشک مچایا جان پھلن پر آئی ہو
جیوے مرشد کامل باہو جیں ایہہ بوٹی لائی ہو

(نظر بر قدم) مرشد کے ظاہر وباطنی اقوال وافعال کی پیروی کرنا:

نظر بر قدم کے معنی ہیں کہ سالک کا راہ سلوک میں مطمع نظر اپنے شیخ کے قدم پہ قدم چلنا اور اس کے ظاہر و باطنی اقوال وافعال کی پیروی کرنا، ہونا چاہیے۔کیونکہ ایسا کرنے سے اپنے شیخ کے مرتبہ کو پہنچے گا۔

ے سگِ اصحاب کہف روزے چند

سپایگاں گرفت و مردم شد

اصحاب کہف قصہ قرآن مجید میں موجود ہے اور بہت مشہور ہے کہ اُن کے ساتھ ایک کتا بھی ہولیا تھا۔ چونکہ اصحاب کہف اولیاء اللہ میں سے تھے۔ کتے نے ان کا ساتھ دیا اور ان کے قدم بہ قدم ان کے پیچھے رہا۔ اس لیے اس کتے کو بھی مرتبہ اعلیٰ ملا اور اس کا حشر بھی ان ہی حضرات کے ساتھ ہوگا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اپنے رسائل و مکاتیب میں کہ جو شخص کسی کی پیروی کرتا ہے اور اس کے قدم بہ قدم رکھتا ہے۔ یقیناً اسی کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ اگر چہ وہ مقام کتنا ہی بلند اور اعلیٰ ہو اور وہ شخص اپنے مقام میں فرد و یگانہ ہی کیوں نہ ہو بلکہ کوئی دوسرا اس کے مقام کا مقابلہ کا نہ ہو۔ چونکہ اس مقام کا حلقہ بڑا وسیع ہوتا ہے۔ اس لیے جو نور کہ اس پر متجلی ہوتا ہے اور جو فیض کہ اس کو پہنچتا ہے۔ اس کا پرتو اور اثر اوروں پر بھی پڑتا ہے۔ بالخصوص ان لوگوں پر جو محبت سے علاقہ رکھتے ہیں اور ساتھ رہتے ہیں بقول حدیث اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَ فیض باہر سے اندر پہنچتا ہے۔ اگر چہ باہر کی طرف جدائی ہو (ذکر اویس)

اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر وناظر جانے:

نظر بر قدم کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر و ناظر جانے اور سمجھے۔ ظاہر و باطن اول و آخر اس کو ہر مقام پر دیکھے اور اس طرف سے نظر نہ ہٹائے۔ کیونکہ نظر ہٹانے سے زبردست نقصان ہے سالک کا اور اس کی رضا سے صرف نظر کرنا بہت گھاٹے کا سودا ہے۔ (لطائف نفیسہ ۱۷۸۔۱۷۷)

راہِ طریقت پہ استقامت

نظر بر قدم کے دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ طریقت کے راستہ پر چلتے ہوئے قدم مضبوط اور مستحکم رہیں اور لغزش میں نہ آئیں اور باطنی طور پر قدم کی حفاظت کرے تاکہ قدم حق کے راستے پر چلتے ہوئے ڈگمگا نہ جائیں۔ (لطائف نفیسہ صفحہ:۱۷۸)

ہر قدم پر ہوشیار:

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے کتاب رسائل و مکاتیب میں بالوضاحت بیان کیا ہے کہ طریقہ سالک راہ سلوک کا یہ ہے کہ قاصد کی طرح احتیاط کرے کہ ہر قدم ہوشیار رہے اور اپنے راستہ پر نظر رکھے اور نگاہ کو قدم سے مربوط کرے کہ کہیں ایسی جگہ نہ گر پڑے کہ اس سے نکلنا محال ہو جائے۔ (لطائف نفیسہ صفحہ:۱۷۸)

راہِ عشق پہ قدم رکھنے کے تقاضے:

شیخ احمد بن اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے نظر بر قدم کا ایک مطلب یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ اس کے ایک اور معنی بھی ہیں۔ یعنی جب عشق کے راستہ پر قدم رکھ لیا۔ تو پھر نظر قدموں سے اِدھر اُدھر نہیں ہونا چاہیے اور نہ علائق دنیا کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے راستہ پر گامزن رہنے نہیں دیتیں۔ مشاہدات اور کرامات وغیرہ سالک کا راستہ کھوٹا کر دیتی ہیں۔ اہل نظر کا قول ہے کہ یہ راہ بڑی کٹھن اور آزمائش سے پر ہے اور کرامات وغیرہ اس راستہ کا سب سے بڑا فریب اور حجاب ہیں۔

(لطائف نفیسہ صفحہ:۱۸۰)

یکسوئی اور ارتکاز توجہ:

نظر بر قدم کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ ادھر اُدھر آتے جاتے ہوئے نظر قدم پر رہنی چاہیے۔ دیگر معمولات کے دوران بھی نظر بھٹکنے سے سب کچھ ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لیے یکسوئی اور ارتکاز توجہ ایسی راہ میں پہلی شرط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے بے شمار طریقے اپنے تصانیف میں بیان فرمائے ہیں تا کہ ارتکاز توجہ اور یکسوئی میں فرق نہ آئے۔

اپنے قدم کا نگران حال:

عبد الرحمٰن شوق صاحب نے نظر بر قدم کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نظر بر قدم کے یہ معنی بھی نکلتے ہیں کہ اپنے قدم کا نگران حال ہو۔ یعنی جس راستہ میں قدم رکھے اسی راستہ کے طریق پر گامزن ہو اور مطابق طریقت کے عامل ہو۔ یعنی اگر راہ طریقت پر قدم رکھتے ہوئے منزل حقیقت تک پہنچنا چاہیے تو اپنے گوشہ چشم باطن میں ماسویٰ اللہ کے کسی غیر کی طرف مطلق خیال نہ کرے تا کہ مبادا کسی ایسی چیز کے ساتھ یہ راہ تعلق منقطع نہ ہو جائے (سوانح حیات مع شرح حضرت خواجہ اویس قرنی صفحہ:۹۲)

------☆☆☆------

ہوش دردم

مجدد دورِ حاضرہ فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر شارح بخاری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی نے ہوش دردم کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''یہ اصطلاحاتِ نقشبندیہ میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ کوئی دم یادِ خدا سے غافل نہ ہو دم (سانس) کی حفاظت کرنے کا نام ہوش دردم ہے اور سانس کی حفاظت سے مطلب یہ ہے کہ یادِ حق میں ہی نکلے۔ اس کی حضوری کے بغیر نہ نکلے۔ سالک کو چاہیے کہ اس شغل کی مداومت کرے اور ہر گھڑی اُٹھتے بیٹھتے چلتے شغل میں محور ہے اور اس سے کسی حال میں غافل نہ ہو تا کہ وقت بے کار نہ جائے۔ (ذکر اویس صفحہ:۲۹۳)

ایک ایک سانس بیش قیمت جوہر:

شیخ عماد الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح لوائح شریف میں لکھا ہے کہ بعض بزرگوں کا خیال ہے کہ کام کی بنیاد نفس پر ہے۔ اس لیے ایک ایسا بیش قیمت جوہر ہوتا ہے کہ جس کی قیمت اس کا عطا کرنے والا ہی جانتا ہے۔ لہٰذا اگر غفلت سے اس بیش بہا جوہر کو ہاتھ سے جانے دیا تو پھر ساری عمر بھی اس کی طلب میں گزار دے گا تب بھی دوبارہ یہ ہاتھ نہ آئے گا۔ (ذکر اویس صفحہ:۲۹۵)

فائدہ:

اللہ تعالیٰ کو دائمی طور پر یاد کرنا فرض ہے۔ لیکن فرض اس وقت تک دائمی طور پر ادا نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک کہ ہر نفس یعنی ہر سانس کی پاسداری اور حفاظت نہ کی جائے۔ جب تک ہر سانس کی نگرانی نہ کی جائے۔ ہوش دردم اس لیے بیان ہوا ہے کہ سانس کا ہر حصہ جب بھی جسم کے اندر داخل ہو یا باہر نکلے ہر وقت ہوش میں رہتے ہیں۔ سمجھداری کا ثبوت فراہم کرنے کی

ضرورت ہے کہ کوئی لمحہ بھی یادحق سے غفلت شعاری میں نہیں گزرنا چاہیے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ سانس جسم کے اندر جاتے ہوئے اور جسم سے باہر آتے ہوئے تمام اعضاء کی سیر کرتا ہے۔ ذکر حق کی حالت میں جب سانس جسم میں داخل ہوتا ہے یا باہر نکلتا ہے۔ تو ذکر کی برکت اور فیض سے دل اور تمام اعضاء میں اثر حیوٰۃ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس طرح طالب حق کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور انوار ربانی کی واردات قبول کرنے لگتا ہے اور موت کی بلا سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ کیونکہ حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ جو سانس یادحق کے بغیر آتا ہے مردہ ہے۔ اس ایک ایک سانس لیتے ہوئے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کہ سانس کا کوئی لمحہ بھی یادحق سے غفلت کی حالت میں نہ گزرے۔

------☆☆☆------

زہرخوشی

اس اصول کا مطلب قبلہ فیض ملت نے یوں بیان فرمایا ہے کہ

''صبر وشکیبائی، مصیبتوں و دشواریوں اور بلاء و جفا کو سہنے کا نام زہرنوشی ہے۔ (ذکر اویس صفحہ: ۲۹۸)

زہرنوشی کا مطلب صاحب لطائف نفیسہ نے یوں بیان کیا ہے کہ زہرنوشی سے مراد یہ ہے کہ سالک کو جو شدائد و مصائب راہِ سلوک میں پیش آئیں۔ ان پر صبر کرے اور جو آزمائش اور پریشانیاں درپیش آئیں۔ ان کو تحمل اور بردباری سے راضی بہ رضائے حق ہو کر برداشت کرے اور حرف شکایت زباں پر نہ لائے اور اسی نعمت عظمیٰ کے حصول کی دھن میں لگا رہے۔ عبدالرحمن شوق صاحب بیان فرماتے ہیں کہ یہ زہرنوشی کا فقرہ اُردو کے محاورہ خون جگر پینے سے مترادف ہے۔ جیسے کہ از حد رنج و غم سہنے اور غصہ ضبط کرنے کے موقعہ پر بولا جاتا ہے کہ خونِ جگر پی رہا ہوں۔ اسی طرح ''زہرنوشی'' بھی مصائب و مشکلات میں صبر کرنے سے وابستہ ہے۔

صبر کے متعلق ارشاداتِ ربانی:

(۱) اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ○ (پارہ ۴ آل عمران: ۱۲۵)

اگر تم صبر کرو اور تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آ پڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔ (کنزالایمان)

عظمت صحابہ:

اس سے معلوم ہوا کہ بدر میں شرکت کرنے والے تمام مہاجرین و انصار صابر اور متقی ہیں۔ ان کے صبر اور تقویٰ پر قرآن گواہ ہے۔ کیونکہ ان کی مدد کے لیے فرشتے بدر میں اُترے جنھیں بعض صحابہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا (تفسیر نور العرفان)

اس آیت مبارکہ میں صحابہ کرام کی عظمت بیان کی گئی ہے اور صبر و تقویٰ کی فضیلت بیان کی گئی۔

(۲) وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًاo اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌo (پارہ آل عمران: ۱۲۰)

اور اگر تم صبر اور پرہیز گاری کیے رہو تو ان کا داؤں تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا بے شک ان کے سب کام خدا کے گھیرے میں ہیں۔ (کنز الایمان شریف)

جولوگ نقصان میں نہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

وَالْعَصْرِo اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍo اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّo وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِo (پارہ سورۃ العصر)

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

اس زمانہ محبوب کی قسم! بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے۔ مگر جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

حدیث شریف:

وَعَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِّاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَّلَيْسَ ذَالِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ

(مشکوۃ شریف باب التوکل والصبر حدیث نمبر ۵۰۶۵، رواہ مسلم)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے لیے تعجب ہے کہ تمام بہتر شان اس کے لیے ہے اور یہ شان کسی کے لیے نہیں مگر صرف مسلمان کے لیے ہے اس لیے کہ اگر اس کو خوش بختی پہنچتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے یہ شکر اس کے لیے بہتر ہوتا ہے اور اگر اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے یہ صبر اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔

فائدہ:

مومن نعمتیں پا کر شاکر بن جاتا ہے اور مصیبتیں پا کر صابر بن جاتا ہے۔ خیال رہے کہ شکر و صبر دونوں تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) دلی (۲) قولی (۳) عملی

مالدار کا زکوۃ نکالنا عملی شکر ہے یہی حال صبر کا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امیری اور فقیری دو سواریاں ہیں۔ مجھے پرواہ نہیں کہ کس سواری پر سوار ہو جاؤں۔ (مرقاۃ)

فقر وشاہی واردات مصطفیٰ است

کافر فقیر ہو تو رب کی شکایتیں کر کے کافر رہتا ہے امیر ہو تو فخر و تکبر کر کے اپنا کفر اور زیادہ کر لیتا ہے۔ مومن کا ہر حال اچھا ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ:۱۱۲۔۱۱۱)

صبر کے چار درجات:

حجۃ الاسلام علامہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اگر چہ نفس کے لیے صبر داروئے تلخ اور شربت مکروہ کے مترادف ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے برائیوں کو دور کرنے والا اور نفع بخش بھی ہے۔ اس لیے عقل مند شخص کو اس کے پینے سے کراہت نہ کرنی چاہیے۔ بلکہ اس کی تلخی پر صبر کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس کی گھڑی بھر کی تلخی راحت یک سالہ بلکہ اس سے زیادہ ہے۔

پھر فرماتے ہیں کہ اس زہر نوش یعنی صبر کے چار درجے ہیں (۱) صبر ہر طاعت پر (۲) صبر ہر مکروہات دنیا پر (۳) صبر ہر محنت ومشقت پر (۴) صبر ہر مصیبت ومشکلات پر۔

اگر ان چاروں موقعوں پر تلخی صبر کی جائے تو اس کی اطاعت واستقامت کا ثواب بے شمار حاصل ہو۔ (سوانح حیات حضرت خواجہ اویس قرنی صفحہ:۱۰۲)

صبر کی تین اقسام:

جامع العلوم میں بقول حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ صبر کی تین اقسام لکھی ہیں۔

(۱) صبر عام:

ایسی چیزوں سے نفس کو روکنا جن کا روکنا عام طور پر دشوار معلوم ہوتا ہے۔ صبر عام کہلاتا ہے۔

(۲) صبر خاص:

تلخیوں کو پی جانا لیکن اس لیے نہیں کہ منہ کڑوا ہوگا صبر خاص کہلاتا ہے۔

(۳) صبر اخص الخاص:

بلاؤں سے خوش ہونا اور تکلیفوں سے آرام پانا مثل حضرت ایوب علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی مثل۔

فائدہ:

زہر نوشی سے مراد وہی صبر خاص ہے کہ جو رضا ورغبت سے ہو اور اس صبر کرنے میں لطف اندوز ہوتا ہو اور اس کے دل پر ذرا بھی تکلیف کا احساس نہ ہو۔

مصائب وآلام دوستی کی دلیل:

الشیخ احمد بن محمود اویسی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ

دیر سر قتل دمن درد چرانم کان راندن چغش نکومی آئد
محب درجمال محبوب مست بود واز خود نیست وبد وہست بود

میرا محبوب بر سر مجھے قتل کرتا ہے اور میں حیران رہ جاتا ہوں۔ مگر میں چونکہ اس کے ستم سے لذت اندوز ہوتا ہوں۔ لہٰذا میں اس کے اس عمل میں رکاوٹ نہیں بننا چاہتا عاشق خود اپنے محبوب کا پروردہ ہوتا ہے۔ اس کے جمال میں مست ہوتا ہے اور یہ مستی اس کی اپنی محبوب کی ادائیں اُسے مست اور بے خود کر دیتی ہیں۔ (لطائف نفیسہ صفحہ: ۱۸۸)

غصہ پینا اور تکلیف برداشت کرنا:

فیض ملت بیان فرماتے ہیں کہ زہر نوشی سے ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غصہ کو پیے اور نادانوں اور ناواقفوں سے جور نج اور تکلیفیں پہنچیں ان کو برداشت کرے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ

برائی کو نیکی سے دفع کر

مجرموں اور قصورواروں کو بخش دو اور ان سے اس طرح درگزر کرو کہ دین میں سستی واقعہ نہ ہو اور ان سے اس طرح درگزر کرو کہ دین میں سستی واقع نہ ہو اور اپنے علم سے نادانوں کو دُور کرو۔ غصہ کو بردباری سے اور قصوروں کو معافی سے بدل دو اور دنیا کی ہر لغویات سے غافل بن کر رہو (ذکر اویس صفحہ: ۳۰۲)

حکایت:

بحر السعادت میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے کسی غلام کے ہاتھ سے گرم گرم سالن کا پیالہ گر پڑا اور آپ کا تمام لباس اور چہرہ مبارک سالن سے بھر گیا۔ آپ نے غلام کو گھوڑا دیا اور غلام نے یہ آیت پڑھی۔

"وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ"

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا۔ غلام نے پھر یہ آیت پڑھی۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ○

آپ نے فرمایا کہ اس کو سیم وزر دیا جائے۔ (ذکر اویس صفحہ: ۳۰۴)

غصہ کا علاج:

غصہ سلگتی ہوئی آگ کی طرح سے دل میں پیدا ہو جاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ غصہ کے وقت انسان کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور رگیں بھی پھول جاتی ہیں اس کو دور کرنے کی اور بجھانے کی ترکیب یہ ہے کہ:

(۱) اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے یعنی اعوذ پڑھے۔ (۲) وضو کرے۔
(۳) اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ (۴) بیٹھا ہو تو تکیہ لگالے۔
(۵) پہلو بدل لے یا زمین پر رخسار لگالے تو انشاء اللہ تعالیٰ غصہ کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔

------☆☆☆------

پردہ پوشی

لوگوں کے عیوب سے آنکھ بچانا۔ گنہگاروں کے گناہوں کو ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ بلکہ ان کے عیوب کی پردہ پوشی کرنا اور یہ صفت آنکھ بچانے سے بھی افضل ہے۔ پردہ پوشی میں اسی کا اشارہ ہے۔

پردہ پوشی کی اقسام:

(۱) اول کسی کی عیب جوئی نہ کرنا۔
(۲) دوسرے کسی کے عیب کو جانتے ہوئے اس کو ظاہر نہ کرنا اور اس کے افشاء کی کوشش نہ کرنا۔
(۳) کسی کا عیب ظاہر ہو جانے پر اس کو ڈھانکنا اور کوشش کرنا کہ یہ عیب اس پر سے جاتا رہے اور لوگ اس کو اس عیب سے پاک سمجھیں اور یہ قسم پہلی دونوں اقسام سے افضل ہے۔

پردہ پوشی کے متعلق تفصیلات کے لیے فیض ملت حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی کی تصنیف لطیف ذکر اویس اور الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی کی تصنیف لطیف فیضان الفرید کا مطالعہ کیجیے۔

------☆☆☆------

اختتامیہ

الحمد للّٰہ رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید الانبیاء و المرسلین۔

خالق کائنات کا احسان عظیم ہے کہ جس نے یہ کتاب (فیضان اویس قرنی ؓ) مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ورنہ اس کتاب کے شروع کرتے ہی کافی مسائل نے اس راستے سے پاؤں ڈگمگانے کی کوشش کی مگر بحمدہ تعالیٰ خالق کائنات کے محبوب کریم کے ارشاد گرامی (عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة) کے تحت یہ کتاب تکمیل کو پہنچ گئی۔

حالانکہ جیسے حالات سے دوچار ہونا پڑا مثلاً نماز کی ادائیگی کے فوراً بعد گھر سے بے نظیر انکم سپورٹ کی ڈیوٹی کے سلسلے میں نکلنا اور عشاء کی اذان گھر سننا، کیونکہ میرا علاقہ بہت وسیع تھا۔ الحمد للہ جیسے بھی ہوا وہ فرض ادا ہوا تو سکول کھل گئے۔ سکول میں بھی پڑھانا۔ صبح اذان ہوتے ہی نماز فجر کی ادائیگی کے بعد بچوں کو قرآن مجید پڑھا کر سکول جانا تو الحمد للہ کافی عرصہ سے معمول ہے۔ پھر رات کے وقت بجلی کا نہ ہونا۔ بجلی کے باعث الفقیر کے رات کے بھی معمولات متاثر ہوتے۔ بہر حال اللّٰہ علیٰ کل شیء قدیر۔ اللہ تعالیٰ جس کام کی توفیق عطا فرمائے وہ کام مکمل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوا۔ بھی مسائل کچھ نہ بگاڑ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی جس کے باعث الحمد للہ کتاب ''فیضان حضرت اویس قرنی'' مکمل ہوئی۔

اس کتاب میں جو بھی خوبی نظر آئے اسے خالق کائنات کا فضل وکرم اور حضرت اویس قرنی ؓ اور قبلہ فیض ملت کی خصوصی دعاؤں، خصوصی شفقتوں اور مہربانیوں کا فیضان سمجھیے اور جو کمی یا خامی نظر آئے اسے الفقیر القادری کی کم علمی پہ محمول کرتے ہوئے درست فرما دیجیے اور ادارہ کو یا مجھے مطلع ضرور فرمایئے تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کی جاسکے قرآن مجید میں فرمان رب کائنات ہے کہ:

وتعاونوا علی البر و التقوی: یعنی نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں تعاون کیجئے۔ اس لیے تعاون فرماتے ہوئے خامیوں اور غلطیوں کے سلسلے میں ضرور مطلع فرمائیں تا کہ نیکی کے اس سلسلے میں آپ کا حصہ بھی شامل ہو جائے۔

دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی کی تصنیف و تالیف کے سلسلے میں کی ہوئی محنت کو شرف قبولیت سے نوازے۔ حیات الفرید، فیضان الفرید، ملفوظات اویس قرنی مختصر اربعین اور زیر نظر کتاب، فیضان اویس قرنی ؓ کی طرح تجلیات الفرید، فیضان العرفان دورہ تفسیر القرآن، میلاد حبیب کبریا، فیضان حیدری وغیرہ کتب مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ علاوہ ازیں الفقیر القادری ابو احمد اویسی نے مزید موضوعات پہ بھی محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے آمین ثم آمین۔ بجاہ سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔

فقط طالب دعا

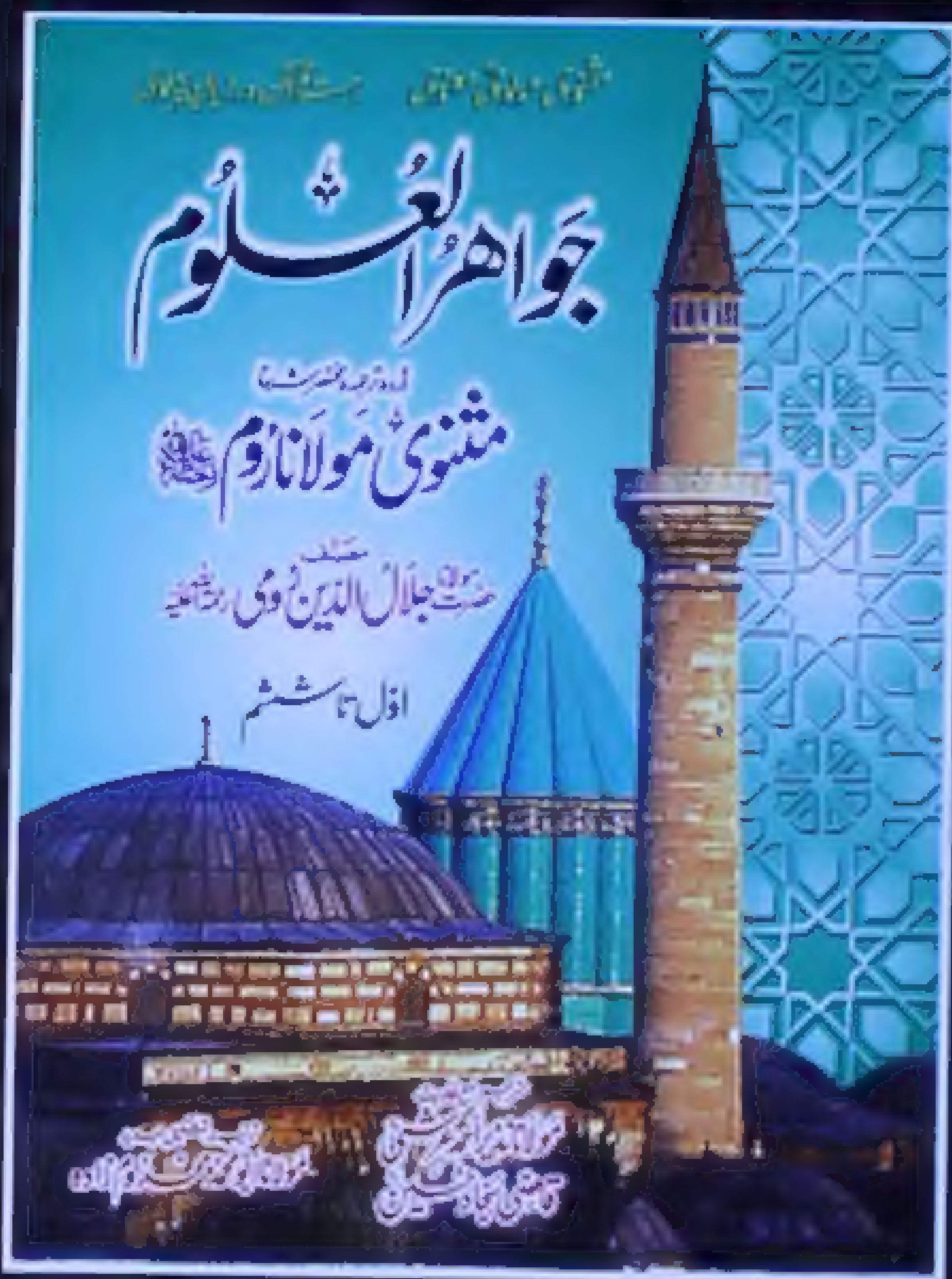
الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی

مدرسہ فیضان اویسیہ 11 کے بی ڈاکخانہ کلیانہ تحصیل وضلع پاک پتن شریف

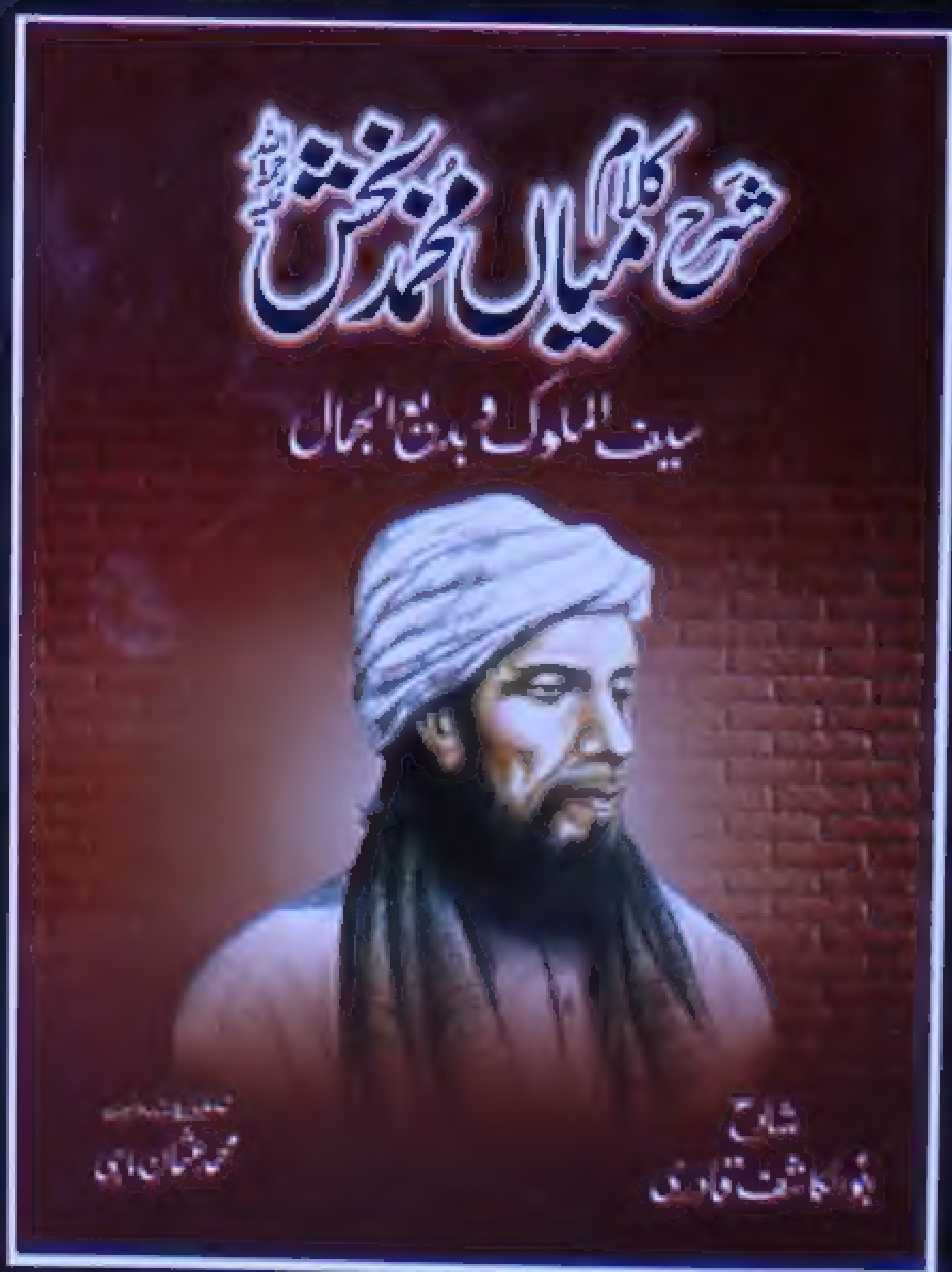
بعد نماز فجر 26 محرم الحرام 1431ھ بمطابق 13 جنوری 2010ء یکم ماگھ 2066 بکرمی

بمقام مدرسہ فیضان اویسیہ 11 کے بی (پاک پتن شریف)

------☆☆☆------


جواہر العلوم
مثنوی مولانا روم
حضرت جلال الدین رومی
اول تا ششم


شرح
دیوان حافظ شیرازی


شرح کلام میاں محمد بخش
سیف الملوک و بدیع الجمال
شارح


شرح دیوان
فرید گنج شکر
المعروف
فیضان الفرید
شارح